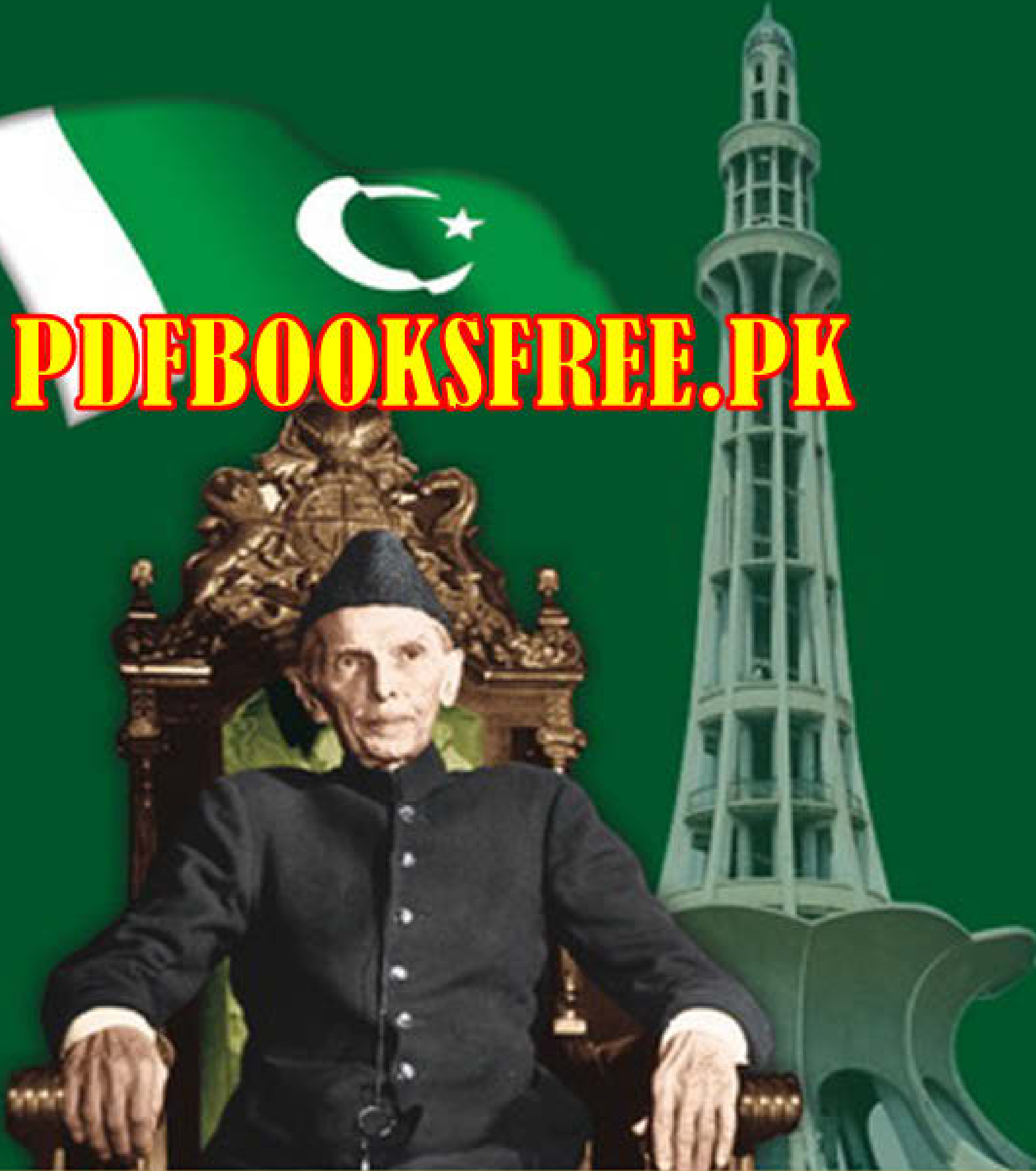
تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ

1947 - 1906



تدوین: ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا ـ محمد حنیف شاہد

تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ

تدوین

پروفیسر ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا، محمد حنیف شاہد



نظریۂ پاکستان ٹرسٹ

کتاب	:	تاریخِ آل انڈیا مسلم لیگ
تدوین	:	پروفیسر ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا، محمد حنیف شاہد
زیرِ نگرانی	:	شاہد رشید
مہتمم اشاعت	:	رفاقت ریاض
ناشر	:	نظریۂ پاکستان ٹرسٹ، لاہور
طابع	:	نظریۂ پاکستان پرنٹرز، لاہور
ایڈیٹنگ	:	نعیم احمد
ڈیزائننگ	:	شہزاد یٰسین
کمپوزنگ	:	نوید انور
سالِ اشاعت	:	مارچ 2010ء
تعداد	:	500
قیمت	:	800 روپے

Published by

Nazaria-i-Pakistan Trust

Madar-i-Millat Park, 100-Shahrah-i-Quaid-i-Azam, Lahore.
Ph. 99201213-99201214 Fax. 99202930 E-mail: trust@nazariapak.info
Web: www.nazariapak.info

Printed at: Nazaria-i-Pakistan Printers,
10-Multan Road, Lahore. Ph: 37466975



ابتدائی کلمات

نظریۂ پاکستان ٹرسٹ کی غرض و غایت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے مقاصد اور اس کیلئے دی جانے والی قربانیوں کو اُجاگر کیا جائے' نظریۂ پاکستان کی ترویج و اشاعت کی جائے اور اہلِ وطن بالخصوص نئی نسل کو پاکستان کی نظریاتی اساس اور عظیم تاریخی و تہذیبی ورثے سے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے نظریۂ پاکستان ٹرسٹ نے وطن عزیز کی نئی نسل کو اپنی سرگرمیوں کا محور و مرکز بنایا ہے کیونکہ ہماری نسلِ نو ہی ہمارے ملک و قوم کا مستقبل ہے اور ان کے فکر و عمل کو علامہ محمد اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے افکار و کردار کے سانچے میں ڈھال کر ہی ہم اپنے مستقبل کو زیادہ روشن اور محفوظ بنا سکتے ہیں۔ اس کے لئے نظریۂ پاکستان ٹرسٹ ایک ہمہ جہت پروگرام پر عمل پیرا ہے جس میں مطبوعات کی اشاعت کا سلسلہ اہم ترین حیثیت کا حامل ہے۔ ان مطبوعات کے ذریعے ہم نئی نسل کو نظریۂ پاکستان، تحریکِ پاکستان اور مشاہیر تحریک پاکستان کے افکار و تصورات کے بارے میں نہایت سادہ زبان میں آگہی فراہم کر رہے ہیں اور ان میں اپنے ملک و قوم کے حوالے سے احساسِ تفاخر پیدا کر رہے ہیں تا کہ وہ مستقبل میں اپنی قومی ذمہ داریوں سے زیادہ احسن انداز میں عہدہ برآ ہو سکیں۔

قائداعظمؒ کی بے لوث اور عہد ساز قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں نے جان و مال اور عزت و آبرو کی بیش بہا قربانیاں پیش کر کے اگرچہ پاکستان تو حاصل کر لیا مگر ہم اسے قائداعظمؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کے افکار کے مطابق اسلامی نظریۂ حیات کا قابلِ تقلید نمونہ نہیں بنا سکے۔ بانیٔ پاکستان کے وصال کے بعد قوم کے نام نہاد قائدین نے

ان کے نظریات سے انحراف کو اپنا وطیرہ بنا کر اس ملک کو فوجی و سول آمریتوں کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کے تصورِ پاکستان اور قائداعظمؒ کی جدوجہد کے باعث اگرچہ ہمیں انگریزوں اور ہندوؤں کے تسلط اور غلبے سے نجات حاصل ہو گئی مگر آج ہم ایک دوسری طرح کی غلامی کے شکنجے میں جکڑے گئے ہیں جس سے نجات کے حصول کے لئے ہمیں ازسرنو قائداعظمؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کے افکار کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔ صرف اسی طرح ہم وطنِ عزیز کو ایک جدید اسلامی، فلاحی اور جمہوری مملکت بنانے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

قائداعظمؒ کی زیرِ قیادت تحریک پاکستان میں طلباء و طالبات نے ہر محاذ پر مسلم لیگ کے ہراول دستے کا کردار ادا کیا تھا اور ان کی شب و روز جدوجہد کے طفیل برصغیر کا ہر گوشہ "**پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ**" کے روح پرور نعروں سے منور ہو گیا تھا۔ بابائے قوم نے بارہا ان کی خدمات کو سراہا تھا اور ان پر اظہارِ فخر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "یہی ہیں وہ مردانِ عمل جو آئندہ ہماری قوم کی تمناؤں کا بوجھ اٹھائیں گے۔" مجھے قوی اُمید ہے کہ زیرِ نظر تصنیف کا مطالعہ ہماری نئی نسل کو مسلمانانِ برصغیر کے حقوق کی بازیابی کیلئے پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کی بے مثال جدوجہد اور لازوال خدمات سے روشناس کروائے گا اور اس میں اُس عقابی روح کو بیدار کر دے گا جو تحریکِ پاکستان کا طرّۂ امتیاز تھی اور وہ نظریۂ پاکستان کی مبلّغ بن کر پاکستان کو علاقائی، لسانی اور فرقہ وارانہ تعصبات سے رہائی دلا کر وطنِ عزیز کی کشتی ساحلِ مُراد تک پہنچائے گی۔

مجید نظامی

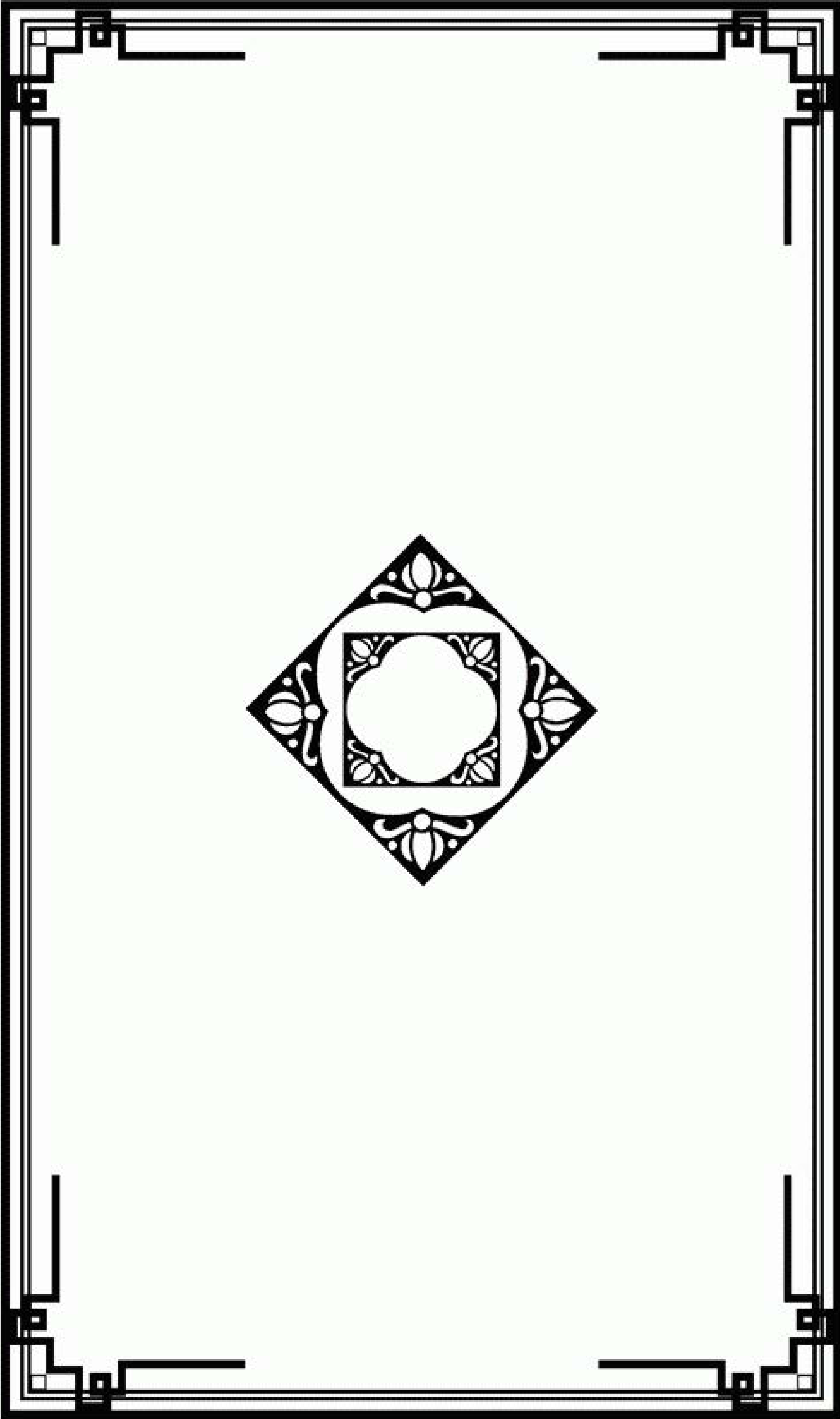
مجید نظامی

چیئرمین

انتساب!

سرِ خاکِ شہیدے برگھائے لالہ می پاشم
کہ خونش بانہالِ ملّتِ ما سازگار آمد

(علامہ محمد اقبالؒ)



تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ

فہرست

حصہ اول

آل انڈیا مسلم لیگ: جلسوں کی رودادیں اور قراردادیں

حصہ دوم

☆ کلکتہ، 17 دسمبر، 1920ء
☆ الہ آباد، 27 اکتوبر، 1921ء
☆ الہ آباد، 26-28 دسمبر، 1921ء
☆ 15-16 مارچ، 1923ء
☆ دہلی، 15-16 مارچ، 1924ء
☆ بمبئی، 23 مئی، 1924ء
☆ دہلی، 13 مارچ، 1927ء
☆ دہلی، 20 نومبر، 1927ء
☆ دہلی، 26 فروری، 1928ء
☆ دہلی، 12 نومبر، 1928ء
☆ دہلی، 3 مارچ، 1929ء
☆ دہلی، 28 مارچ، 1929ء
☆ دہلی، 9 فروری، 1930ء
☆ دہلی، 28 فروری، 1930ء
☆ دہلی، 14 مارچ، 1930ء
☆ دہلی، 15 مارچ، 1930ء
☆ دہلی، 15 مارچ، 1931ء
☆ دہلی، 31 مارچ، 1931ء
☆ 15 نومبر، 1931ء
☆ دہلی، 22 نومبر، 1931ء
☆ دہلی، 6 دسمبر، 1931ء
☆ دہلی، 24 جنوری، 1932ء
☆ دہلی، 31 جنوری، 1932ء
☆ دہلی، 29 مئی، 1932ء
☆ شملہ، یکم ستمبر، 1932ء
☆ شملہ، 4 ستمبر، 1932ء
☆ 23 اکتوبر، 1932ء
☆ 27 نومبر، 1932ء
☆ دہلی، 24 دسمبر، 1932ء
☆ دہلی، 5 مارچ، 1933ء
☆ دہلی، 6 مارچ، 1933ء
☆ دہلی، 12 مارچ، 1933ء
☆ دہلی، 28 مئی، 1933ء
☆ دہلی، 16 جولائی، 1933ء
☆ دہلی، 24 نومبر، 1933ء
☆ دہلی، 4 مارچ، 1934ء
☆ دہلی، یکم-2 اپریل، 1934ء
☆ دہلی، 31 مارچ، 1934ء
☆ دہلی، 30 جون، 1934ء
☆ شملہ، 12-13 اگست، 1934ء
☆ دہلی، 26-27 جنوری، 1935ء
☆ دہلی، 16 فروری، 1935ء
☆ دہلی، 29 فروری، 1935ء
☆ لاہور، 21 اپریل، 1935ء
☆ دہلی، 22 جون، 1935ء
☆ دہلی، 21 جولائی، 1935ء
☆ دہلی، 30 دسمبر، 1935ء
☆ 29 فروری، 1936ء
☆ بمبئی، 8 اپریل، 1936ء
☆ 26 اپریل، 1936ء
☆ 9 جون، 1936ء
☆ بمبئی، 31 دسمبر، 1936ء
☆ دہلی، 21 مارچ، 1937ء
☆ لکھنؤ، 19 اکتوبر، 1937ء
☆ دہلی، 30-31 جنوری، 1938ء
☆ دہلی، 20 مارچ، 1938ء
☆ دہلی، 3 اپریل، 1938ء
☆ دہلی، 17 اپریل، 1938ء
☆ دہلی، 4 دسمبر، 1938ء
☆ پٹنہ، 25 دسمبر، 1938ء

حصہ پنجم

حصہ ششم: ضمیمہ

تعارف

سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(اقبالؒ)

اٹھارہویں صدی کے آخر میں مسلمانوں کا سیاسی زوال اپنی آخری حدوں پر پہنچ چکا تھا۔ دہلی کی سلطنت بیحد کمزور ہو چکی تھی۔ ہندوستان میں ٹیپو سلطان شہید کے بعد کوئی ایسی ہستی نظر نہ آتی تھی جس سے مسلمانانِ ہند اپنی توقعات وابستہ کر سکتے۔ چاروں طرف تباہی اور تنزلی کا سماں نظر آتا تھا۔ انگریز مسلمانوں کے دماغ سے شہنشاہیت کے تخیل تک کو فنا کرنے پر آمادہ تھے۔ ہندو تو پہلے ہی سے اُس روزِ بد کے منتظر تھے کہ کب مسلمانوں کی حکومت کا چراغ گل ہو۔ وہ مسلمانوں کی حکومت کو تباہ کرانے کے لیے سہارے تلاش کرتے تھے' اس لیے انگریز اور ہندو دونوں مسلمانوں کی تباہی میں ہمنوا اور ہم رکاب تھے۔ برطانوی مدبرین ہندوؤں کی اس ذہنیت کا پورے طور سے اندازہ لگا چکے تھے کہ مسلمانوں کو کمزور کرنے میں ہندو ان کا پورا ساتھ دیں گے' اس لئے اُنہوں نے ہندوؤں میں عیسائی مذہب کی تبلیغ اور انگریزی تعلیم کی اشاعت کو ضروری خیال کیا۔ لارڈ میکالے انگریزی تعلیم پر پہلے ہی زور دے رہے تھے۔ اُن کا مقصد انگریزی تعلیم کی اشاعت سے جیسا کہ اُنہوں نے خود اپنی رپورٹ میں تحریر کیا' یہ تھا کہ:-

''ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہئے جو ہمارے اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔''[1]

بدقسمتی سے مسلمان' انگریزی تعلیم کے لئے کسی طور سے تیار نہ تھے۔ ان کے دل میں انگریزوں کے خلاف سخت نفرت تھی۔ وہ اپنی حکومت کے سرسبز چمن کو ان کے ہاتھوں برباد ہوتا ہوا دیکھ چکے تھے اور عیسائیوں کے ہاتھوں مذہب اسلام کی تباہی ان کے پیشِ نظر تھی۔ اس لیے وہ انگریزی تہذیب وتمدن سے

سخت نفرت کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر ہندوؤں نے بھی ان کے ساتھ تعاون کیا ہوتا تو انگریزوں سے ترک موالات کا بہترین طریقہ وہی تھا۔ مسلمان علماء انگریزی تعلیم اور انگریزی لباس کو غیر اسلامی اور کفر سے بھرپور تہذیب خیال کرتے تھے۔ انگریز خود بھی نہ چاہتے تھے کہ مسلمان تعلیمی حیثیت سے ترقی کریں اور ہندوؤں کی ترقی اس لئے ان کے مدِنظر تھی کہ ان کو اُبھارنے سے مسلمان خود بخود کمزور ہوں گے' اس لئے انگریزوں نے ہندوؤں کو انگریزی تعلیم کے لئے آمادہ کیا اور دوسری طرف مسلمانوں کو تعلیمی حیثیت سے پست کرنے کے لیے ہر امکانی کوشش کی۔

اس حقیقت کو مدراس حکومت نے 1873ء میں تسلیم کیا:-

''موجودہ طرزِ تعلیم کا قالب ہندوؤں کی ضروریات کے مطابق بنایا گیا تھا اور مسلمانوں کو اس بارے میں اس قدر زیادہ گھاٹے میں رکھا گیا تھا کہ اسکولوں میں مسلمان بچوں کا کم تعداد میں ہونا حیرت انگیز امر نہیں ہے بلکہ ان حالات میں ان کا وجود ہی حیرت انگیز ہے۔''[2]

میجر ڈی باسو جو ایک مشہور ہندو مضمون نگار تھا اس نے برطانیہ کی مسلم کُش پالیسی پر مندرجہ ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:-

''حقیقت میں لارڈ اڈنبرا گورنر جنرل 1842ء ہی میں اس پالیسی کا آغاز کر چکا تھا۔ اس کا حکم تھا کہ بلالی مسلمانوں کو ہمیشہ نیچا دکھاتے رہو۔ انہیں ہرگز اُبھرنے نہ دو۔ کسی طرح ان کی ہمت افزائی نہ کی جائے۔''[3]

پھر اسی مضمون نگار نے تحریر کیا کہ کابل اور غزنی کی فتح کے موقعہ پر شملہ سے لارڈ اڈنبرا نے برطانیہ میں ڈیوک آف وٹلنگٹن کو لکھا:-

''مجھ پر اچھی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ وہ خالص لوگ جن کی گزر رہی ہماری روپیوں کے ٹکڑوں پر ہے دل سے ہمارے بدخواہ تھے' بخلاف اس کے ہندو ہماری فتح پر اظہارِ شادمانی کرر ہے ہیں۔ جب ہمیں ان مسلمانوں کی دشمنی کا یقین کامل ہے جن کی تعداد 10/1 ہے پھر کیوں نہ ہم ہندوؤں کا ساتھ دیں جن کی تعداد 10/9 ہے اور جو ہمارے وفادار ہیں۔''[4]

وہ مزید لکھتا ہے کہ 18 جنوری 1842ء کو لارڈ اڈنبرا (وائسرائے ہند) نے ڈیوک آف وِلنگٹن کو پھر لکھا تھا کہ:-

"میں اپنے اس عقیدہ کے خلاف کیسے آنکھیں بند کرلوں کہ مسلمانوں کی یہ نسل دیوانہ وار ہماری دشمن ہے اس لئے ہماری حقیقی پالیسی یہ ہے کہ ہندوؤں کے ساتھ مہربانی کی جائے۔"[5]

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کے گیت
آہ! یہ گلشن نہیں ایسے ترانوں کے لیے
(اقبالؒ)

سلطنتِ مغلیہ کے زوال سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی تاریخ کا انتہائی اندوہناک باب شروع ہوتا ہے۔ ان کی سیاسی فوقیت' معاشی ثروت' اخلاقی عظمت اور ثقافتی شان وشوکت کا خاتمہ ہوگیا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کو ایک بغاوت اور ایک شرارت سے تعبیر کیا گیا اور اس کی ساری ذمہ داری ہندوؤں اور غیر ملکی فاتحین نے مسلمانوں کے سر ڈال دی۔ انہیں کچلنے کیلئے ایسا طرزِ حکومت اختیار کیا گیا جس کی بنیاد خوف وہراس پر تھی۔ ان کے جذبۂ حریت کو دبانے کیلئے ایسے حربے اختیار کیے گئے کہ ان کیلئے زندگی کے کسی شعبے میں کوئی باعزت جگہ باقی نہ رہی ...... تعلیمی لحاظ سے پسماندہ' سول اور فوجی ملازمتوں سے محروم' صنعت وتجارت سے بے دخل ...... مختصر یہ کہ معتوب مسلمان قوم پر ترقی کے تمام دروازے بند کردیے گئے اور آہستہ آہستہ وہ اسے اپنا مقدر سمجھ کر اخلاقی لحاظ سے بھی روبہ انحطاط ہونے لگی۔

دوسری طرف ہندوؤں کو ہر طرح کی مراعات کا مستحق سمجھا گیا۔ تعلیمی اداروں اور سرکاری ملازمتوں کے دروازے ان پر کھلے تھے' تجارت اور صنعت وحرفت پر وہ چھائے جارہے تھے' سیاسی اعتبار سے ان کی اہمیت پر زور دیا جانے لگا تھا۔ وہ جو ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی جنبشِ ابرو کے منتظر رہا کرتے تھے' چند ہی برسوں میں نہ صرف ان کے مدِ مقابل آگئے بلکہ ان پر فوقیت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

انگریزی حکومت کے جبر و استبداد کے سائے میں عیسائی مشنری ادارے ملک کے گوشے گوشے میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہے تھے اور مسلمانوں کو ترغیب و تحریص کے ذریعے دینِ حق سے برگشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ ان لوگوں کا ہدف زیادہ تر ان پڑھ اور مفلس و نادار مسلمان تھے۔ چنانچہ ان کی مکروہ کوششوں سے بہت سے مسلمان عیسائیت اور آریت کی آغوش میں جانے لگے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شکست خوردہ مسلمان اپنے زوال اور انحطاط پر راضی ہو گئے ہیں تاہم حزن و یاس کے اس عالم اور نا امیدی و بے قراری کے اس تاریک دور میں بھی کچھ ایسے مسلمان موجود تھے جن کے دل نورِ ایمان سے منوّر تھے اور جو دین و ملّت کی خدمت کیلئے مضطرب تھے۔

سر سید احمد خانؒ کی سیاسی رہنمائی

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کا انحطاط اپنی آخری حدوں تک پہنچ چکا تھا۔ ایک طرف انگریز ان کو تباہ کرنے میں مصروف تھے تو دوسری طرف ہندو انگریزوں سے تعاون اور مسلمانوں سے نفرت بڑھا رہے تھے۔ اس طرح مسلمان چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس رہے تھے۔ چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی تھی۔ اس وقت ملّتِ اسلامیہ کو کسی ایسے رہنما کی ضرورت تھی جو اُن کو اُس سیلاب سے نکال کر ساحلِ مراد تک لے جا سکے۔ قدرت نے اس کام کے لئے سر سید احمد خانؒ کو منتخب کیا۔

سر سید احمد خانؒ جنگِ آزادی میں ناکامی اور اُس کے بعد مسلمانوں کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ مسلمانوں کی تعلیمی پستی کو وہ خوب محسوس کر رہے تھے' اسلئے اُنہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کے دلوں میں موجزن جذبۂ انتقام کو فرو کرنا چاہا۔ وہ یہ خوب سمجھ رہے تھے کہ انگریزوں نے مسلمانوں کو اسی وجہ سے دشمن سمجھا اور ہندوؤں کو ساتھ لے کر ان کے کچلنے میں مصروف رہے۔ لہٰذا اُنہوں نے انگریزوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کی ہر امکانی کوشش کی اور یہ ثابت کیا کہ مسلمان جنگِ آزادی کے بالکل ذمہ دار نہ تھے اور نہ ان کی کوئی سازش تھی۔ اُنہوں نے انگریزوں اور مسلمانوں میں دوستی پیدا کرنے کی کوشش کی تا کہ یہ انتقامی جذبہ ختم ہو۔

جن لوگوں نے سرسید احمد خاںؒ کے مضامین لیکچروں اور اُن کے حالاتِ زندگی کا صحیح مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ سرسید احمد خاںؒ آخر وقت تک پکے ہندوستانی رہے۔ آخر میں ہندوؤں نے اپنے طرزِ عمل سے اُن کو بالکل مایوس کر دیا تھا اور وہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد سے قطعاً نا اُمید ہو چکے تھے جس کی وجہ سے وہ کانگریس میں شریک ہونا مسلمانوں کیلئے نقصان دہ سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود ہندوستان کا مفاد ہمیشہ ان کے پیشِ نظر رہا۔

سرسید احمد خاں کی وسیع النظری، وسعتِ قلب اور حب الوطنی کا پتہ ان کی تحریروں سے چلتا ہے۔ ایک موقع پر ہندو مسلم اتحاد کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں:-

''ہم نے متعدد دفعہ کہا ہے کہ ہندوستان ایک خوبصورت دلہن ہے اور ہندو اور مسلمان اس کی دو خوبصورت آنکھیں ہیں۔ اس کی خوبصورتی اس میں ہے کہ اسکی دونوں آنکھیں خوبصورت اور برابر رہیں۔ اگر ان میں سے ایک برابر نہ رہی تو وہ خوبصورت دلہن بھینگی ہو جائے گی اور اگر ایک آنکھ جاتی رہی تو کانی ہو جائے گی۔''[6]

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہوگا کہ سرسید احمد خاںؒ انجمن اسلامیہ پنجاب کے قیام کے آٹھ سال بعد برِعظیم پاک و ہند میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے علمبردار کے طور پر میدانِ عمل میں آئے۔ وہ اس حقیقت سے باخبر تھے کہ مسلمانانِ ہند کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ذلیل و خوار کیا جارہا ہے اور ان کی قومی بقا کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اپنی ترقی کیلئے تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ جنگِ آزادی کے بعد سرسید احمد خاں پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی درماندہ قوم کی اصلاح اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے کیلئے ایک پرامن، آئینی، تعلیمی و اصلاحی جدوجہد کا آغاز کیا۔ اُنہوں نے مسلمانوں کی تعلیمی اور معاشرتی ترقی کا بہت بڑے پیمانے پر منصوبہ بنایا۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ جس کا دائرہ روز بروز تنگ ہوتا جارہا ہے' ازسرِ نو وسعت اختیار کرے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ ''علی گڑھ تحریک'' ہے۔

سرسید کے افکار و نظریات نے ان کے زمانے کی تقریباً تمام تحریکوں کو متاثر کیا۔ اہلِ پنجاب نے

بھی آگے بڑھ کر لبیک کہا اور سر سید احمد خاںؒ سے ''زندہ دلانِ پنجاب'' کا خطاب پایا۔ سر سید احمد خاں کی فراست کی داد تو انتہائی متعصب ہندو لیڈر جواہر لال نہرو نے بھی ان الفاظ میں دی:

> ''سر سید احمد خاں کا یہ فیصلہ کہ تمام کوششیں مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنے پر صرف کر دینی چاہئیں یقیناً درست اور صحیح تھا' بغیر اس تعلیم کے میرا خیال ہے کہ مسلمان جدید طرز کی قومیت کی تعمیر میں کوئی مؤثر حصہ نہ لے سکتے تھے بلکہ یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہندوؤں کے غلام بن جائیں گے جو تعلیم میں بھی اُن سے آگے تھے اور معاشی اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط''۔[7]

جواہر لال نہرو کے ان الفاظ کے بعد سر سید احمد خاںؒ کی پالیسی پر کسی مزید تبصرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی جماعت کی ضرورت

یاد رہے کہ اس دوران آل انڈیا نیشنل کانگرس کا قیام عمل میں آیا لہٰذا کانگرس کے قیام سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات کے حوالے سے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ کانگرس اپنے آغاز سے لے کر قیام پاکستان تک ہمیشہ اس بات کی دعویدار رہی کہ وہ بلاتخصیص مذہب تمام ہندوستانیوں کی نمائندگی کرتی ہے جب کہ سر سید احمد خاں سے لے کر قائداعظمؒ تک تمام مسلم زعماء اس بے بنیاد دعویٰ کی سختی سے تردید کرتے رہے ہیں۔

1901ء میں کانگرس کا سالانہ اجلاس کلکتہ میں منعقد ہونے والا تھا۔ کانگرس کے پجاریوں نے حسب سابق مسلمانوں کو چکمہ دے کر بہلا پھسلا کر اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے کہ کانگرس ''بلاتخصیص مذہب تمام ہندوستانیوں کی نمائندہ جماعت ہے'' مسلمانوں کو اپنے نرغے میں پھانسنے کی کوشش کی تاکہ وہ کانگرس کے آئندہ اجلاس میں شریک ہوں۔ کانگرس کا یہ خیال خام تھا کہ تمام پڑھے لکھے مسلمان اس کے جال میں پھنس جائیں گے کیونکہ مسلمانوں کو بہ حیثیت قوم کانگرس سے کوئی تعلق نہ تھا اور اگر کانگرس مٹھی بھر مسلمان حاصل کرنے میں کامیاب ہو بھی جاتی تب بھی اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔

ایک طرف ہندو کانگرس کا تعصب جاری تھا تو دوسری طرف بال گنگا دھر تلک کی تحریک نے مسلمانوں میں عدم تحفظ کا احساس مزید شدید تر کر دیا۔ تلک نے اپنی تحریک کی بنیاد ابتداء ہی سے غیر مذاہب سے نفرت پر رکھی۔ اس کی تحریک کے ساتھ ساتھ اُردو ہندی تنازعہ نے بھی مسلمانوں کو ایک سیاسی جماعت کی ضرورت کا احساس دلایا۔ ادھر 1900ء میں اُردو کے خلاف گورنر انٹونی میکڈانل کے طرزِ عمل نے مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ لہٰذا اخبارات میں مضامین اور مراسلات کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس میں مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی جماعت کے قیام پر زور دیا جانے لگا۔ اس سلسلے میں نواب اسمٰعیل خاں، نواب محسن الملک، مولوی مہدی علی اور سید رضا علی نے مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی تنظیم کے سلسلے میں مضامین لکھے۔

مسلم اخبارات نے جن میں شفاء الملک، عصر جدید، قلقل، ذوالقرنین، العزیز اور اردوئے معلی شامل تھے لیجسلیٹو کونسل اور دیگر جگہوں پر اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کی ایک علیحدہ سیاسی جماعت کے قیام کی اہمیت کا احساس دلایا۔ سرمیاں فضل حسین نے انجمن حمایت اسلام کے ایک جلسہ میں ایک علیحدہ سیاسی جماعت کے قیام کی طرف مسلمانوں کی توجہ دلائی۔

اگرچہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں صوبائی سطح پر مسلمانوں کی سیاسی انجمنیں مثلاً محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن (یوپی) اور پروونشل محمڈن ایسوسی ایشن آف ایسٹرن بنگال موجود تھیں لیکن ابھی تک مرکزی سطح پر کوئی سیاسی جماعت قائم نہیں ہوئی تھی۔ بالآخر 20-21 اکتوبر 1901ء کو لکھنؤ میں مسلمانوں کا ایک جلسہ نواب حامد علی خاں کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ نواب وقار الملک نے مسلمانوں کی تنزلی، سرکاری عہدوں میں ان کی روز بروز کمی، ان کے سیاسی حقوق پر حملوں اور مرکزی اور صوبائی کونسلوں میں ان کی محرومیوں کی نشان دہی کراتے ہوئے ایک سیاسی جماعت کے قیام کو ناگزیر ثابت کیا، چنانچہ پولیٹیکل آرگنائزیشن (Political Organisation) کے نام سے ایک سیاسی جماعت کا قیام عمل میں آیا مگر اس جماعت کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہوگی کہ "پنجاب آبزرور" اس میدان میں پیچھے نہیں رہا۔ اس میں

اداریوں کے علاوہ مضامین بھی شائع ہوتے رہے اور مسلمانوں کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرواتے رہے۔ لکھنؤ میں مسلمانوں کے جلسۂ عام سے قبل جس کا اُوپر ذکر ہوا ہے 5 اکتوبر 1901ء کو میاں محمد شفیع کا ایک مضمون بعنوان "Indian Mussalmans and Politics" پنجاب آبزرور میں شائع ہوا جس میں اُنہوں نے مسلمانوں کی پس ماندگی اور پیش آنے والی مشکلات و مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ایک علیحدہ سیاسی انجمن کے قیام کا مطالبہ کیا۔ آبزرور نے مذکورہ بالا مضمون پر اظہار خیال کرتے ہوئے نہ صرف مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی جماعت کے محرکات بیان کیے بلکہ ان کے مسائل کا حل نئی سیاسی تنظیم کے اہم مقاصد اور تنظیم کا نام بھی تجویز کیا۔[8]

یاد رہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے اپنی سب سے پہلی جو تنظیم قائم کی تھی اُس کا نام محمڈن ایسوسی ایشن تھا جس کے صدر دفاتر ٹاؤن ہال کلکتہ میں تھے۔ فضل الرحمٰن اس ایسوسی ایشن کے صدر اور محمد مظہر سیکرٹری تھے۔ بنگال کی برٹش انڈیا ایسوسی ایشن نے محمڈن ایسوسی ایشن کے قیام اور 31 جنوری 1856ء کو اس کا اجلاس منعقد ہونے پر مسرت کا اظہار کیا۔ اپریل 1863ء میں نواب عبداللطیف نے محمڈن لٹریری سوسائٹی قائم کی۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں سیاست اور جدید خیالات کا شوق پیدا کیا جائے۔

1866ء میں سرسید احمد خانؒ نے علی گڑھ میں برٹش انڈیا ایسوسی ایشن قائم کی۔ یہ ایسوسی ایشن اس مقصد کے لیے قائم کی گئی تھی کہ تمام دستوری اور قانونی طریقوں سے ہندوستانی مسلمانوں کی فلاح کے کام کیے جائیں۔ اس ایسوسی ایشن نے 6 فروری 1882ء کو وائسرائے ہند لارڈ رپن کو ایک جامع یادداشت پیش کی جس میں ان وجوہات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی تھی جو ہندوستانی مسلمانوں کے زوال اور تباہی کا سبب بنی تھیں۔

1883ء میں علی گڑھ کے رہنماؤں نے محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن قائم کی تاکہ مسلمانوں کے سیاسی مفادات کا تحفظ کیا جائے۔ دیگر امور کے علاوہ اس کے مقاصد (ا) مسلمانوں کی مادی ترقی کے لیے کوششیں کرنا اور (ب) مسلمانوں کے قانونی مفادات، حقوق اور ان کی ضروریات کو بطور نمائندہ

برطانوی حکومت کے سامنے پیش کرنا۔ دسمبر 1886ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانگرس قائم کی گئی تاکہ مسلمانوں میں من حیث القوم بیداری اور اتحاد پیدا کیا جا سکے۔

نواب محسن الملک کی صدارت میں 18 اگست 1900ء کو لکھنؤ میں اُردو ڈیفنس ایسوسی ایشن کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس کا مقصد حکومت کے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کرنا تھا جس کے تحت حکومت وقت نے ہندی کو بطور سرکاری زبان تسلیم کر لیا تھا۔ ستمبر 1906ء میں نواب محسن الملک اور نواب وقار الملک کی زیر قیادت لکھنؤ میں چند مسلمان زعماء کا اجلاس ہوا جس میں مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کی ضرورت پر بحث وتمحیص کے بعد طے پایا کہ دسمبر کے آخر میں کرسمس کی چھٹیوں کے دوران ڈھاکہ میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں اس سیاسی تنظیم کے قیام کا اعلان کیا جائے۔

اسی پس منظر میں دسمبر 1906ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ڈھاکہ میں منعقد ہونے والے اجلاس کے اختتام پر 30 دسمبر کو مسلمان رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس نواب وقار الملک کی قیادت میں منعقد ہوا جس میں نواب سلیم اللہ خان کی تحریک پر فیصلہ کیا گیا کہ مسلم لیگ کے نام سے مسلمانوں کی ایک سیاسی جماعت قائم کی جائے۔

اس اجلاس میں مسلم عوام کی کثیر تعداد شریک تھی جو ہندوستان بھر سے ڈھاکہ میں جمع ہوئے تھے۔

نواب سلیم اللہ خان نے مسلم لیگ کے اجلاس سے افتتاحی خطاب کیا اور نواب وقار الملک کا نام صدارت کے لیے پیش کیا۔ مظہر الحق نے نواب سلیم اللہ خان کے پیش کردہ نام کی تائید کی۔

اس تاریخی اجلاس میں جن معروف مسلم رہنماؤں نے شرکت کی ان میں نواب سلیم اللہ خان، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، حکیم اجمل خان، مولانا محمد علی جوہر اور میاں محمد شفیع شامل تھے۔

اسی اجلاس میں مسلم لیگ کا دستور تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے جوائنٹ سیکرٹری نواب وقار الملک اور نواب محسن الملک منتخب ہوئے جبکہ دیگر ارکان میں مشرقی بنگال سے نواب سلیم اللہ خان، چودھری نواب علی، مولوی حمایت الدین، مغربی بنگال سے عبد الرحیم، نواب نصیر الدین خیال، نواب امیر حسین، شمس الہدیٰ وکیل، سراج الاسلام وکیل، عبد الحمید ایڈیٹر مسلم کرانیکل، آسام سے مولوی

عبد المجید بی اے بہار سے علی امام مظہر الحق حسن امام اودھ سے سید نبی اللہ حامد علی خان نواب امداد الملک منشی احتشام علی ظہور احمد محمد نسیم وکیل غلام الثقلین راجہ نوشاد علی خان صاحبزادہ آفتاب احمد خان محمد اسحاق مولوی کرامت حسین عبد الرؤف محمد رؤف حاجی محمد موسیٰ خان خان بہادر محمد مزمل اللہ خان عبد اللہ جان وکیل عبد الماجد حاجی اسماعیل خان شیخ عبد اللہ پنجاب سے میاں محمد شفیع میاں فضل حسین عبد العزیز ایڈیٹر آبزرور خواجہ یوسف شاہ حکیم اجمل خان شیخ غلام محمد وکیل خواجہ غلام صادق سرحدی صوبہ سے مفتی فدا محمد خان عبد العزیز سندھ سے اے ایم کے دہلوی کاٹھیاوار سے غلام محمد منشی گجرات سے محمد علی بی اے (مولانا محمد علی جوہر) بمبئی سے سر آغا خان نوابزادہ نصر اللہ خان رفیع الدین مدراس سے خان بہادر عبد الہادی بادشاہ خان بہادر احمد محی الدین یعقوب حسن نواب غلام احمد عبد الحمید حسن اڑیسہ سے نور الحق صوبہ وسطی سے خان صاحب محمد امیر خان پلیڈر ایچ ایم ملک اور برما سے اے ایس رفیقی شامل تھے جن کی دوتہائی اکثریت بارایٹ لاء تھی۔[9]

آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا باقاعدہ اجلاس 29 تا 30 دسمبر 1907ء کو کراچی میں سر آدم جی پیر بھائی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں جن قراردادوں کی منظوری دی گئی تھی ان میں مسلم لیگ کے آئین کی منظوری اور اس کے اغراض و مقاصد کا ازسرنو تعین تھا چنانچہ یہ اجلاس مجوزہ آئین کی منظوری دینے کے بعد ملتوی ہوگیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا باقاعدہ خصوصی اجلاس 18 مارچ 1908ء کو علی گڑھ میں جسٹس میاں محمد شاہ دین ہمایوں کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سر آغا خان مسلم لیگ کے مستقل صدر اور سید حسین بلگرامی اعزازی سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں مسلمانوں کیلئے جداگانہ طریق انتخاب کے حوالے سے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا دوسرا سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1908ء کو سر علی امام کی صدارت میں امرتسر میں منعقد ہوا جس میں اکثریت رائے سے مخلوط طریق انتخاب کو مسلمانوں کیلئے خطرناک قرار دیا گیا اور منٹو مارلے سکیم کی اس لئے مخالفت کی گئی کیونکہ اس میں ان کیلئے نشستیں مخصوص کردی گئیں تھیں جن کے

نتیجے میں ہندوؤں کی بالادستی قائم ہونے اور مسلمانوں کے حقوق و مفادات کا تحفظ داؤ پر لگنے کا خدشہ تھا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسرا اجلاس 1909ء میں سر غلام محمد علی خان پرنس آف ارکاٹ کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا جس میں بعض قرار دادیں جن کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کا تعلق تھا منظور کی گئی اور سر سید امیر علی کو ان کی پیش کردہ ریفارم اسکیم (منٹو مارلے ریفارم) جس میں مسلمانوں کیلئے جداگانہ نیابت کا حق تسلیم کیا گیا تھا مبارکباد پیش کی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا چوتھا اجلاس جو 28 تا 30 دسمبر 1910ء کو سید نبی اللہ کی صدارت میں ناگپور میں منعقد ہوا اُس میں ہندوستانیوں کے لیے اعلیٰ عہدوں کے دروازے کھولنے پر حکومت کا شکریہ ادا کیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا پانچواں اجلاس جو سر آغا خان کی صدارت میں بانکی پور پٹنہ میں دسمبر 1911ء میں منعقد ہوا میں مسلمانانِ ہند کے سیاسی حقوق و تحفظات اور مفادات کے حصول کے لیے اعادہ کیا گیا اور اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچائے بغیر آزادی اور خودمختاری کا حصول لازمی ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا پانچواں اجلاس جو سر سلیم اللہ خاں کی زیر صدارت 3 اور 4 مارچ 1912ء کو ڈھاکہ میں منعقد ہوا جس میں تنسیخ تقسیم بنگال کے حکومت برطانیہ کے افسوسناک فیصلے کے خلاف شدید ردِ عمل کا اظہار کیا گیا اور حکومت وقت سے احتجاج کیا کہ اُس نے یہ فیصلہ کر کے کھلی مسلم دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔

تقسیم بنگال کی تنسیخ کے اعلان نے مسلمانوں کو پوری طرح بیدار کر کے سرگرم عمل کر دیا تھا۔ 1912ء میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان سیاسی حیثیت سے سب قوموں سے آگے نکل رہے ہیں۔ ہندو کانگریس نے جو سیاسی پوزیشن اب تک حاصل نہ کی تھی وہ مسلم لیگ نے صرف پانچ سال میں حاصل کر لی۔ 4 مارچ 1912ء کو نواب صاحب ڈھاکہ کی صدارت میں مسلم لیگ کا ایک اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا جس میں اُنہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں بہت زوردار الفاظ میں حکومت کی اس پالیسی پر

نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا:۔

"گورنمنٹ کی یہ پالیسی بمنزلہ ایک توپ خانے کے تھی جو مسلمانوں کی مردہ لاشوں پر سے گزر گیا بدوں اس احساس کے کہ ان غریب لاشوں میں سے کسی میں کچھ جان بھی ہے اور ان کو اس سے کوئی تکلیف محسوس ہوگی"۔(مسلمانوں کا ایثار اور آزادی کی جنگ مؤلفہ عبدالوحید خان مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس' 1938ء صفحہ 66)

آل انڈیا مسلم لیگ کا چھٹا اجلاس دسمبر 1912ء کی بجائے 22-23 مارچ' 1913ء کو میاں محمد شفیع کی صدارت میں لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں قائداعظم محمد علی جناح جو ابھی مسلم لیگ کے رکن نہیں بنے تھے' انہیں مہمان خصوصی کے طور پر جلسے میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ کا ترمیم شدہ آئین منظور کیا گیا اور حکومت برطانیہ کے زیر سایہ ہندوستان کیلئے موزوں حکومت خود اختیاری نظام کو اپنا نصب العین قرار دیا گیا۔آئین میں ترمیم کے حوالے سے قائداعظمؒ نے مؤثر حصہ لیا۔ اس کے علاوہ حکومت برطانیہ نے مسلم وقف بل کی منظوری کے بعد اُسے جو قانونی حیثیت دے دی تھی' اس سلسلے میں قائداعظم محمد علی جناح، سید امیر علی اور مولانا شبلی نعمانی کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا ساتواں سالانہ اجلاس 30-31 دسمبر' 1913ء کو سر ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت میں آگرہ میں انعقاد پذیر ہوا۔اُس اجلاس میں ہندو مسلم فسادات پر شدید اظہار افسوس کیا گیا۔ نیز مچھلی بازار کانپور مسجد کے انہدام کے افسوس ناک واقعہ پر بھی شدید تنقید کی گئی اور جنگ بلقان کے سلسلے میں ترکی کے مسلمانوں سے اظہار ہمدردی کیا گیا اور اُنہیں باور کرایا گیا کہ مسلمانانِ ہند اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس کے علاوہ قائداعظمؒ نے پریس ایکٹ کی منسوخی کیلئے جو تجویز پیش کی تھی اُسے کثرت رائے سے منظور کر لیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا آٹھواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر' 1915ء تا یکم جنوری' 1916ء کو مظہر الحق کی صدارت میں بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظمؒ نے تجویز پیش کی کہ ایک ایسی کمیٹی تشکیل

دی جائے جو آئینی اصلاحات کا مسودہ تیار کرے اور اس کمیٹی کو اختیار دیا جائے کہ وہ سیاسی جماعتوں یا ان کی مقرر کردہ کمیٹیوں سے گفت وشنید کر کے اصلاحات کی اسکیم تیار کرنے میں مسلمانانِ ہند کے حقوق اور مفادات کا خیال ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا نواں سالانہ اجلاس 30-31 دسمبر 1916ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں قیصر باغ لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں زور دیا گیا کہ مسلمانوں کی مشترکہ اور مستعمل اُردو جسے ہندی کی جگہ دی جارہی ہے' اُسے قائم رکھا جائے کیونکہ وہ مسلمانانِ ہند کی تہذیبی اور ثقافتی زبان ہے اور یہ کہ صرف اُردو زبان ہی ہندوستان کی مشترکہ زبان قرار دی جاسکتی ہے۔ اس اجلاس میں مسلمانوں کی آزادی اُن کی فلاح وبہبود اور تعلیم وترقی کے مفاد کے حوالے سے بھی قراردادیں منظور کی گئیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا دسواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر' 1917ء تا یکم جنوری' 1918ء کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا محمد علی جوہر کے جیل میں مقید ہونے کی وجہ سے اُن کا پیغام بی اماں کی آواز میں پڑھ کر سنایا گیا اور مسلمانانِ ہند کے حقوق اور تحفظات کے حصول پر نہ صرف زور دیا گیا بلکہ قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا گیارہواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1918ء کو مولوی اے۔ کے فضل الحق کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مسلمانوں کے مقدس مقامات کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور صوبوں میں مکمل اور خود مختار حکومت کے قیام اور ہندوستان پر حکومت خود مختاری کے اصول کے نفاذ کے حوالے سے قراردادیں منظور کی گئیں۔

مسلم لیگ کا بارہواں سالانہ اجلاس حکیم محمد اجمل خان کی زیر صدارت 26 تا 31 دسمبر' 1919ء منعقد ہوا۔ اُس اجلاس میں مصر کے قوم پرستوں کے ساتھ اظہار ہمدردی اور خلیفہ کی اطاعت کے علاوہ ترکی کی تقسیم کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ اس کے علاوہ 1919ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے حوالے سے سانحہ جلیانوالہ باغ کے خلاف شدید غم وغصے اور ردِّعمل کا اظہار کیا گیا۔ علاوہ ازیں خلافت کمیٹی اور آل انڈیا مسلم کانفرنس قائم کی گئیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیرہواں سالانہ اجلاس 30-31 دسمبر 1920ء کو ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی صدارت میں ناگپور میں منعقد ہوا۔ اس میں ترک موالات کی قرارداد منظور کی گئی اور ملک کیلئے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا چودہواں سالانہ اجلاس جو دسمبر 1921ء میں مولانا حسرت موہانی کی صدارت میں احمد آباد میں انعقاد پذیر ہوا' اس میں مطالبہ کیا گیا کہ ہندوستان کو مکمل طور پر آزادی دی جائے اور یہ کہا گیا کہ اگرچہ مسلمان اقلیت میں ہیں تاہم کشمیر' پنجاب' سندھ' مشرقی بنگال اور آسام کے صوبوں میں اُن کی اکثریت ہے اس لیے نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کی ضمانت دی جائے بلکہ اس حقیقت کا بھی انتظام کیا جائے کہ ہندو مسلمانوں کے حقوق کو پامال نہیں کریں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرہواں ملتوی شدہ اجلاس 24-25 مئی 1924ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں گلوب تھیٹر' لاہور' میں منعقد ہوا جس میں نہ صرف رولٹ ایکٹ کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلیوں اور سرگرمیوں کی نشاندہی کی گئی بلکہ خلافت کے مسئلے پر بھی بحث اور تمحیص کی گئی۔ اس اجلاس میں قائداعظمؒ کو آل انڈیا مسلم لیگ کا دوبارہ اور بلامقابلہ صدر منتخب کیا گیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو خلافت کمیٹی کے ساتھ مذاکرات کر کے مسلمانوں کی تنظیم کیلئے لائحہ عمل مرتب کرے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا سولہواں سالانہ اجلاس سر سید رضا علی کی صدارت میں 30-31 دسمبر' 1924ء کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں اس بات پر اظہار افسوس کیا گیا کہ ہندو مسلم مناقشات اور فسادات کی وجہ سے نہ صرف منتشر بلکہ قائدین قوم مختلف جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں' اس کی وجہ سے حکومت وقت کے سامنے کوئی متحدہ پروگرام پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ متفق اور متحد ہو جائیں۔ نیز اس اجلاس میں صوبہ سرحد میں مکمل اصلاحات جاری کرنے اور حکومت برطانیہ سے ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دینے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا سترہواں سالانہ اجلاس جو سر عبدالرحیم کی صدارت میں 30-31 دسمبر' 1925ء کو علی گڑھ میں منعقد ہوا۔ اس میں نہ صرف قائداعظمؒ نے شرکت کی بلکہ ہندو مسلم اتحاد کے حوالے

سے ایک تحریک بھی پیش کی گئی۔ علاوہ ازیں سر سید علی امام نے بھی چند اہم تجاویز پیش کیں جنہیں مسلم لیگ میں سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے یعنی آل انڈیا مسلم لیگ کا مقصد ذمہ دار حکومت کے حصول کے علاوہ یہ بھی ہے کہ 1909ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں ترمیم کیلئے چند اساسی اصول وضع کیے جائیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھارہواں سالانہ اجلاس شیخ عبدالقادر کی صدارت میں 29-31 دسمبر 1926ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اُس اجلاس میں علامہ محمد اقبالؒ نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔ صدر جلسہ نے اپنے خطبۂ صدارت میں حجاز کے دل خراش واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر ابن سعود کے حوالے سے اس بات کا اظہار کیا کہ مسلمانانِ ہند کو یہ توقع تھی کہ عرب میں ایک ایسی حکومت قائم ہوگی جس میں مسلمان بآسانی فریضۂ حج ادا کر سکیں گے لیکن یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ابن سعود کی افواج نے مزاراتِ مقدسہ کو نقصان پہنچایا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو معاندانہ اور مخالف گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس اجلاس میں قائداعظمؒ نے ایک تجویز پیش کی جس میں واضح کیا کہ مسلم لیگ کا اصل مقصد مکمل ذمہ دار حکومت کا حصول ہے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ موجودہ آئین میں ترمیم کی جائے اور ایک شاہی کمیشن مقرر کیا جائے جو ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم کرنے کی سفارشات کرے۔ اُنہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ کسی قسم کا آئین مرتب کرتے وقت اُن کے پیش کردہ اساسی اصولوں کو مدنظر رکھا جائے۔ قائداعظمؒ نے اس اجلاس میں ایک کمیٹی بھی مقرر کی جس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ ہندوستان کی دیگر سیاسی جماعتوں سے تبادلۂ خیال کر کے ایک سکیم مرتب کرے اور اُسے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے پاس غور و خوض کیلئے روانہ کرے جسے مسلم لیگ نظر ثانی کے بعد شاہی کمیشن کے پاس بھیجے۔

یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ 1927ء میں آل انڈیا مسلم لیگ سائمن کمیشن کی آمد کے موقع پر دو حصوں یعنی ''شفیع لیگ'' اور ''جناح لیگ'' میں بٹ گئی تھی۔ مسلم لیگ کا جو اجلاس سر میاں محمد شفیع کی صدارت میں لاہور میں 30 دسمبر 1927ء کو منعقد ہوا اُس میں علامہ محمد اقبالؒ، نواب ذوالفقار علی خان اور مولانا حسرت موہانی نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر سائمن کمیشن کی تجاویز کی حمایت اور

تجاویز دہلی کی مخالفت کی گئی جبکہ "جناح لیگ" کا اجلاس 30، 31 دسمبر، 1927ء سے لے کر یکم جنوری 1928ء تک کلکتہ میں سر محمد یعقوب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائد اعظم محمد علی جناح نے واضح طور پر اعلان فرمایا کہ اجلاس میں کوئی شخص سائمن کمیشن کے حوالے سے اظہار خیال نہ کرے بلکہ ایک لحاظ سے سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ "شفیع لیگ" کا جو اجلاس لاہور میں منعقد ہوا اُس میں سائمن کمیشن کے ساتھ نہ صرف ملاقات کرنے بلکہ مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا بیسواں سالانہ اجلاس 26-30 دسمبر، 1928ء کو البرٹ ہال کلکتہ میں راجہ صاحب محمود آباد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس وقت مسلم لیگ دو حصوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک آزادی کی خواہاں تھی جس کے باعث برطانیہ سے تعلق منقطع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس کے برعکس دوسری جماعت ڈومینین سٹیٹس (Dominion Status) کی خواہاں تھی۔ ایسی صورت حال میں فرقہ وارانہ اصلاحات قائم کرنا اُس وقت تک ناممکن تھا جب تک دونوں جماعتیں بے لچک رویے کو دور نہ کریں اور انصاف کی راہ اختیار نہ کریں۔ اس اجلاس میں یہ طے پایا کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں شرکت کیلئے ایک وفد مقرر کیا جائے جو نہرو رپورٹ پر غور وخوض کے بعد اس چیز کی نشاندہی کرے کہ گذشتہ سال دسمبر میں مسلمانانِ ہند نے جو مطالبات پیش کیے تھے آیا وہ اس میں شامل کیے گئے ہیں یا نہیں اور نہرو رپورٹ میں جو ترمیمات شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر کے مطابق فائدہ مند اور سودمند ہے یا نہیں۔ نیز اس رپورٹ میں مسلمانانِ ہند کے حقوق کا کہاں تک خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ تجاویز دہلی کی حمایت میں پیش کی جانے والی قرارداد کی تائید قائد اعظم محمد علی جناحؒ، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور مولانا ظفر علی خان نے کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکیسواں سالانہ اجلاس جو علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی صدارت میں بمقام الہ آباد 29-30 دسمبر، 1930ء انعقاد پذیر ہوا برصغیر کی سیاسی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس اجلاس میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے نہ صرف ایک آزاد اور خودمختار اسلامی حکومت کا مطالبہ کیا بلکہ پاکستان

کی جغرافیائی حدود کا خاکہ بھی پیش کیا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں یہ اعلان کیا ''میری خواہش ہے کہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ اور بلوچستان کے الحاق سے ایک واحد ریاست قائم کی جائے جو برٹش ایمپائر کے اندر یا اس کے باہر آزاد و خود مختار ہو۔ میرے خیال میں شمال مغرب میں متحدہ انڈین مسلم سٹیٹ کا قیام کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کا مقدر بن چکا ہے۔''

آل انڈیا مسلم لیگ کا بائیسواں سالانہ اجلاس سر محمد ظفر اللہ خان کی صدارت میں 26-27 دسمبر، 1931ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین میں بعض ضروری ترامیم کی گئیں۔ آئین میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ہندوستان کیلئے مکمل ذمہ دارانہ حکومت کا پر امن اور معقول ذرائع سے حصول عمل میں لایا جائے جس میں مسلمانوں کیلئے موثر تحفظات اور مطالبات موجود ہوں۔ اس کے علاوہ مسلم لیگ کونسل اور ورکنگ کمیٹی کے حوالے سے بعض ضروری اقدامات کیے گئے۔

1930ء کے بعد کا دور مسلم لیگ کے حوالے سے اس لیے ناگفتہ بہ اور افسوسناک ہے کہ اس میں مسلم لیگ پھر دو حصوں یعنی ''ہدایت گروپ'' اور ''عزیز گروپ'' میں بٹ گئی تھی اور اس کے حصے بخرے ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت اور اس کی کارکردگی کافی متاثر ہوئی تھی۔ نتیجے کے طور پر اس کا تیئسواں سالانہ اجلاس دو مقامات ہاوڑہ اور دہلی میں منعقد ہوا۔ حافظ ہدایت حسین کی صدارت میں جو اجلاس منعقد ہوا اس میں ہندوستان کے دستوری ڈھانچے کے حوالے سے شائع ہونے والے قرطاس ابیض (White Paper) میں بنگال کے حوالے سے شق میں دوسرے ایوان کے قیام کو رجعت پسندانہ قرار دیا گیا نیز کمیونل ایوارڈ کو بھی غیر تسلی بخش قرار دیا گیا۔ چونکہ قائداعظمؒ مارچ 1934ء میں لندن سے وطن واپس تشریف لا چکے تھے، چنانچہ اُن کی زیر صدارت مسلم لیگ کا جو متحدہ اجلاس ہوا اُس میں حافظ ہدایت حسین اور میاں عبدالعزیز بیرسٹر نے قائداعظمؒ کے حق میں اپنے استعفے پیش کر دیئے اور قائداعظمؒ متفقہ طور پر مسلم لیگ کے صدر منتخب کیے گئے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کا مشترکہ اجلاس قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں بعض نہایت اہم فیصلے کیے گئے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا چوبیسواں سالانہ اجلاس سر سید وزیر حسن کی صدارت میں 11-12 اپریل 1936ء کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں حکومت ہند کے 1935ء کے قانون کی وفاقی سکیم پر شدید بحث و تمحیص اور تنقید کی گئی اور مسلم لیگ کی تنظیم نو کے حوالے سے قائداعظم کو مرکزی پارلیمانی بورڈ کی تشکیل کے اختیارات سونپے گئے۔ نوابزادہ لیاقت علی خان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے۔ قائداعظمؒ نے 1935ء کے قانونِ ہند پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے ضرررساں اور مہلک قرار دیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا پچیسواں سالانہ اجلاس اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ مسلم لیگ کی تنظیم نو کسی حد تک ہو چکی تھی اور صوبہ آسام، پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی تین وزارتیں بن چکی تھیں۔ چنانچہ اس اجلاس میں سر سعد اللہ خان (وزیراعلیٰ صوبہ آسام)، سر سکندر حیات (وزیراعلیٰ پنجاب) اور مولوی فضل الحق (وزیراعلیٰ بنگال) شریک ہوئے۔ اس اجلاس کی مزید یہ خصوصیت تھی کہ اس میں آل انڈیا مسلم لیگ کا نہ صرف قومی پرچم بلند کیا گیا بلکہ قائداعظمؒ نے پہلی مرتبہ وہ ٹوپی پہنی جو بعد میں جناح کیپ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس اجلاس میں اکثریت والے مسلم صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں کے اندر مسلم لیگ اسمبلی پارٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیز بندے ماترم جسے کانگرس نے قومی ترانہ قرار دیا تھا اسے نہ صرف اسلام کے خلاف بلکہ بت پرستانہ قرار دیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا چھبیسواں سالانہ اجلاس مسلم لیگ کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ 26 تا 29 دسمبر 1938ء کو پٹنہ میں قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قائداعظم صحت کی خرابی کی وجہ سے اپنا خطبۂ صدارت تحریر نہ کر سکے لیکن اُنہوں نے برجستہ اور فی البدیہہ جو خطاب کیا وہ نہایت قابل قدر ہے۔ اُنہوں نے دوٹوک اعلان فرمایا کہ کانگرس ہائی کمان اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ اپنا کلچر مسلمانوں پر ٹھونسے اور ہندو راج قائم کرے۔ اس حوالے سے بندے ماترم کو اُنہوں نے ایک زندہ مثال قرار دیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ بندے ماترم کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ترنگا کو بھی سلامی دیں۔ یہی نہیں اُنہوں نے واردھا اور ودیا مندر سکیموں کے ذریعے مسلمانوں کی تہذیبی اور

ثقافتی زبان کو ختم کرنے کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسی اجلاس میں میاں فیروزالدین نے عزت مآب محمد علی جناح کو قائداعظمؒ کے خطاب سے نوازا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس تاریخ ساز اور معرکتہ الآرا حیثیت کا حامل ہے۔ اس میں نہ صرف برصغیر پاک وہند کی قدآور اور تاریخی شخصیات نے شرکت کی بلکہ اس اجلاس میں مسلمانانِ ہند نے اپنے نصب العین اور منزل کا تعین کیا جسے ہم قراردادِ لاہور (یا قراردادِ پاکستان) کے معزز نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ تاریخی اجلاس 22 تا 24 مارچ 1940ء کو لاہور کے تاریخی میدان جسے منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) کہا جاتا ہے انعقاد پذیر ہوا اور قابل قدر بات یہ ہے کہ اس اجلاس میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ فرزندانِ توحید نے شرکت کی۔ یہی وہ اجلاس ہے جس میں قائداعظمؒ نے دوٹوک اور علی الاعلان دوقومی نظریے کی وضاحت فرمائی جس پر کاربند اور عمل پیرا ہوتے ہوئے مسلمانانِ ہند نے قائداعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں سات سال کے مختصر اور قلیل عرصے میں اپنی موعودہ منزل یعنی پاکستان حاصل کرلی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھائیسواں سالانہ اجلاس قائداعظمؒ ہی کی صدارت میں 12 تا 15 اپریل 1941ء بمقام مدراس منعقد ہوا جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانانِ ہند نے شرکت کی۔ دوسری باتوں کے علاوہ اس اجلاس میں خاص طور پر کانگرس کی طرف سے پیش کی جانے والی تحریک سول نافرمانی کے خلاف ایک قرارداد منظور کی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اُنتیسواں سالانہ اجلاس 3 تا 6 اپریل 1942ء کو اُسی تاریخی شہر یعنی الہ آباد میں منعقد ہوا جہاں علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے تاریخی خطبہ میں اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت قائداعظمؒ نے فرمائی۔ اُنہوں نے دوٹوک اعلان فرمایا کہ کرپس مشن کا مقصد ایک ہندوستانی یونین کا قیام ہے لیکن حکومت برطانیہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلم لیگ پاکستان کے سوا کوئی چیز قبول نہیں کرے گی۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کو حق خودارادیت کی ضمانت دی جائے اور برطانوی حکومت قراردادِ لاہور پر بلاتوقف عمل کرے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسواں سالانہ اجلاس 24 تا 26 اپریل 1943ء کو قائد اعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ قائد اعظمؒ نے اپنے تاریخی خطاب میں مسلمانانِ ہند کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ قومی تعمیر کیلئے تعمیری پروگرام شروع کیا جائے تا کہ وہ پاکستان کے نصب العین کے حصول پر گامزن ہو۔ انہوں نے کانگرس کی "ہند چھوڑ دو تحریک (Quit India Movement)" کے جواب میں "تقسیم کرو اور چلے جاؤ" (Divide and Quit) کا نعرہ لگایا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ میاں بشیر احمد نے اس میں پاکستان کا ترانہ پیش کیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکتیسواں اور آخری سالانہ اجلاس قائد اعظمؒ کی صدارت میں کراچی میں 24 تا 26 دسمبر 1943ء انعقاد پذیر ہوا۔ یہ پہلا موقع تھا جب قائد اعظمؒ بمبئی سے کراچی تشریف لائے تو ہوائی جہاز کے ذریعے اُن پر پھولوں کی بارش کی گئی۔ قائد اعظمؒ نے اپنے خطبۂ صدارت میں اس حقیقت کا اعادہ کیا کہ برطانوی حکمران ایک وقت میں ایک بات کہتے ہیں اور دوسرے وقت میں دوسری بات' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ہندو اس کے مخالف ہیں اور ہندوؤں سے کہتے ہیں کہ ہم اکھنڈ ہندوستان کے مخالف نہیں' اس کے مخالف تو مسلمان ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک چیز کے حق میں ہیں یعنی ان کا "راج پاٹ" قائم رہے۔ اس اجلاس میں قائد اعظمؒ کو اختیار دیا گیا کہ وہ آنے والی پاکستانی مملکت کے لئے زمین تیار کرنے کی خاطر ایک "پانچ سالہ معاشی اور معاشرتی منصوبہ" بنانے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ یہی وہ اجلاس تھا جس میں قائد اعظمؒ نے نواب بہادر یار جنگ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے پاکستان کے لئے سوشلزم اور کمیونزم کو سختی سے رد کر دیا تھا۔

بلاشبہ یہ مسلم لیگ ہی تھی جس کے پلیٹ فارم سے قائد اعظمؒ کی سربراہی اور قیادت میں "پاکستان" کی جنگ لڑی گئی جسے قائد اعظمؒ نے "عقیدوں کی جنگ" قرار دیا ہے۔

یہ پاکستان کی خالق سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ ہی تھی جس کے مرکز سے بانیٔ پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی دانشمندانہ ولولہ انگیز اور مدبرانہ قیادت میں برصغیر جنوبی ایشیا میں دنیا کی

پانچویں بڑی اسلامی مملکت کی داغ بیل ڈالی گئی اور جس نے غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں کو منظم کر کے انہیں اکثریتی ہندو قوم کے مقابلے میں ایک طاقتور مسلمان قوم کی شکل میں بدل ڈالا۔

ہم جانتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے قائد اعظمؒ سے التجا اور درخواست کی تھی کہ مسلمانانِ ہند میں صرف وہی ایک شخصیت ہیں جن پر ملت اسلامیہ کو قوی امید اور یقین کامل ہے کہ ان کی منجدھار میں غوطے کھاتی ہوئی کشتی کو بچا کر بحفاظت تمام کنارے لگا سکتے ہیں' چنانچہ قائد اعظمؒ نے اللہ رب العزت پر توکل اور یقین کرتے ہوئے ایک میر کارواں اور بے مثال کھیون ہار اور راہنما کا کردار ادا کیا اور ''یقین محکم' عمل پیہم' محبت فاتح عالم'' کے مصداق تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگایا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ ساز خدمات پر تبصرہ کرتے اور دشمنانِ پاکستان کے دامِ فریب سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے پشاور میں جلسۂ عام سے خطاب کے دوران قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے 20 اپریل' 1948ء کو دوٹوک اعلان فرمایا:-

''گمراہ نہ ہوں۔ آپ نے دیکھا' آپ نے محسوس کیا کہ یہ مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ ہی تھی جس نے صوبۂ سرحد کو ہندو راج کے چنگل میں پھنسنے سے بچالیا۔ اس جماعت نے قربانیاں دی ہیں اور ہزاروں لوگوں نے حصول پاکستان کی راہ میں اپنی زندگیاں قربان کی ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلم لیگ آپ کی صحیح رہنمائی کر سکتی ہے یا وہ جو ہمارے مخالف ہیں اور جو دشمن کی صف میں تھے' کیا وہ پاکستان کی خبر گیری کا استحقاق رکھتے ہیں یا ہم؟''[10]

آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ملت واحدہ کی صورت میں اور قائد اعظمؒ کی ولولہ انگیز قیادت میں ملت مسلمہ نے شبانہ روز جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان حاصل کیا۔ قائد اعظمؒ نے مسلم لیگ کی بے پایاں اور سنہری خدمات کا ذکر کرتے ہوئے 21 مارچ' 1941ء کو ڈھاکہ کے جلسۂ عام میں اعلان فرمایا:-

''میں آپ کو بتا دوں' اور مجھے امید ہے کہ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے' کہ ہم نے انتھک کوشش اور جدوجہد کے ذریعے دس سال کے بعد آخر کار پاکستان حاصل کر لیا۔ یہ مسلم لیگ تھی جس نے

یہ سب کچھ کر دکھایا بلا شبہ بہت سے مسلمان تھے جنہوں نے بے اعتنائی برتی' کچھ لوگ خوف زدہ تھے کہ ان کے بہت سے مفاد تھے اور انہوں نے سوچا کہ شاید وہ خسارے میں رہیں گے' کچھ دشمنوں کے ہاتھوں بک گئے اور ہمارے خلاف کام کیا' لیکن ہم نے جدوجہد کی اور نبرد آزما رہے۔ خدا کے فضل و کرم اور اس کی اعانت سے ہم نے پاکستان قائم کر دیا جس نے ساری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

اب یہ آپ کے ہاتھ میں ایک **"مقدس امانت"** ہے یعنی مسلم لیگ' کیا ہم اپنے ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کی حقیقی نگران اس **"مقدس امانت"** کی حفاظت کریں گے یا نہیں؟ کیا گھاس پھوس کی طرح خود رو جماعتیں جن کی قیادت مشکوک ماضی کے رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے قائم کر دی جائیں تاکہ وہ سب کچھ تباہ ہو جائے جو ہم نے حاصل کیا یا جو کچھ ہم نے پایا ہے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو پاکستان پر یقین ہے؟ (آوازیں جی ہاں' جی ہاں) کیا آپ پاکستان کو حاصل کرنے پر خوش ہیں (آوازیں جی ہاں' جی ہاں) کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مشرقی بنگال یا پاکستان کا کوئی اور حصہ ہندوستانی یونین میں شامل ہو جائے (نہیں' نہیں) اگر آپ پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں' اگر آپ پاکستان کو بنانا چاہتے ہیں' اگر پاکستان کی تعمیر نو چاہتے ہیں تب میں یہ کہوں گا کہ دیانتداری کا جو راستہ ہر مسلمان کے سامنے کھلا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق پاکستان کی خدمت کرے۔

مسلم لیگ کو مستحکم بنایئے۔ یہی جماعت پاکستان کی خدمت کرے گی اور اسے حقیقی طور پر عظیم اور جلیل القدر بنائے گی۔ مسلم لیگ نے پاکستان حاصل کیا اور قائم کیا اور یہ مسلم لیگ ہی ہے جس کا اب یہ فرض ہے کہ **"مقدس امانت"** کی **"امین کی حیثیت"** سے پاکستان کی تعمیر کرے"[11]۔

وقت اور حالات کے تقاضے کے پیش نظر اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ مسلمانانِ ہند کی اس محسن اور تاریخ ساز جماعت کی ایک مکمل' منضبط اور جامع تاریخ پاکستان کے منصۂ شہود پر آ جانے کے فوراً بعد لکھی جاتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔

البتہ ایک تاریخی حقیقت کا اعتراف ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بمبئی کے جناب مرزا

اختر حسن بی۔ اے ایل ایل بی' ایم ایل' ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے ''تاریخ مسلم لیگ'' مرتب کی جو مکتبۂ مسلم لیگ بمبئی-3 سے شائع ہوئی۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس کتاب میں کہیں بھی تاریخ اور سن اشاعت کا ذکر نہیں ہے۔ کتاب زیرِنظر ''یوم نجات'' (22 نومبر 1939ء) پر ختم ہوتی ہے۔

اس کے تجزیاتی جائزے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ کتاب نامکمل ہے کیونکہ اس میں جنوری 1940ء سے لے کر قیام اسلامی جمہوریۂ پاکستان تک سنسنی خیز واقعات' سیاسی اتار چڑھاؤ' کانگرس اور برطانوی سامراج کے مابین گٹھ جوڑ اور آل انڈیا مسلم لیگ کو پیش آمدہ مشکلات اور مسائل کا تذکرہ شامل نہیں لیکن مجموعی طور پر اس کتاب کی تاریخی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مرتب نے جہاں تک ان سے ممکن ہوسکا اجلاسوں کا مختصر التعارف کروانے کے بعد صدرِجلسہ کا خطبۂ صدارت درج کیا ہے' اور کہیں کہیں استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین کا استقبالیہ خطبہ بھی شامل کیا ہے۔ جہاں تک قراردادوں کا تعلق ہے کہیں کہیں ضروری قراردادیں بھی شامل کی ہیں۔ بہرحال مرتب سے جو کچھ ہوسکا اس نے اسے ہمارے سامنے کتابی صورت میں پیش کردیا۔ بقول کسے ؎

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اُوست

اس ضمن میں آخری بات یہ ہے کہ جناب مرزا اختر حسن انتہائی خوش قسمت ہیں کہ انہیں بابائے قوم کی راہنمائی اور اعانت نصیب ہوئی ورنہ ان کے بقول ''وہ جو کچھ کرسکے' وہ ممکن نہ تھا۔ اس سلسلے میں مرزا صاحب موصوف لکھتے ہیں:-

''یہ بھی ضروری ہے کہ میں ''امیر الملت'' قائداعظم محمد علی جناح کا شکریہ ادا کروں کہ اُنہوں نے ازراہِ کرم اپنی تمام کتابیں اور مسلم لیگ کا متعلقہ لٹریچر مجھ کو دیکھنے کا موقعہ دیا۔ غالباً نصف سے زیادہ ذخیرہ ان ہی کی عنایت کا نتیجہ ہے کہ بمبئی ہی میں دستیاب ہوگیا اور مسلم لیگ کے مرکزی دفتر دہلی کے لیے مجھے ایک خط بھی دیا تاکہ میں وہاں سے بقیہ ریکارڈ دیکھ سکوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر قائداعظمؒ مدد نہ فرماتے تو اتنا بڑا کام آسانی سے پورا نہ ہوتا''۔

اس تلخ حقیقت کا ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے قیام کے بعد سرکاری اور نیم

سرکاری سطح پر کئی ادارے بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ اور مفکر پاکستان حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے نام نامی سے منسوب ہو کر قائم ہوئے جن میں قائداعظمؒ اکیڈیمی کراچی' قائداعظمؒ یونیورسٹی اسلام آباد' اقبالؒ اکیڈیمی لاہور اور بزم اقبالؒ لاہور قابل ذکر ہیں لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ مذکورہ بالا اداروں نے اس انتہائی اہم اور تاریخی منصوبے کی طرف قطعاً دھیان نہ دیا اور مسلم لیگ' جو کہ نہ صرف قائداعظمؒ کے ارشاد کے مطابق پاکستان کی **''محافظ''** ہی نہیں بلکہ ایک **''مقدس امانت''** بھی ہے' کی تاریخ مدوّن نہ کر سکے اور بحیثیت قوم ہم پر جو فرض عائد ہوتا تھا اس سے کماحقہٗ عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ یہی نہیں' ہم نے قائداعظمؒ کی پاکستان مسلم لیگ کے بجائے درجنوں مسلم لیگیں قائم کر دیں۔ مثال کے طور پر مسلم لیگ (ق)' مسلم لیگ (ن)' کونسل اور کنونشن مسلم لیگ وغیرہ وغیرہ حالانکہ قائداعظمؒ نے ہمیں ایسا کرنے سے سختی سے منع کیا تھا لیکن افسوس کہ ہم نے قائداعظمؒ کے ارشاد کا احترام نہ کیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ ایک ہمہ جہت' ہمہ پہلو اور طویل داستان ہے جس پر گزشتہ باسٹھ سال میں کسی بھی گوشے سے کوئی قابل ذکر تحقیقی' علمی اور تجزیاتی کام سامنے نہیں آیا۔ حیرت تو یہ ہے کہ انتہائی معروف حکومتی ادارے بھی اس طرف توجہ نہیں دے پائے۔ اسی طرح منجھے ہوئے محققین اور مؤرخین نے بھی کوئی زیادہ فعال کردار ادا نہیں کیا جس کے نتیجے میں آج تک مسلم لیگ کے حوالے سے صحیح معنوں میں کوئی مستند اور جامع تصنیف سامنے نہیں آئی جو بیک وقت نہ صرف مسلم لیگ کی کارروائیوں' اس کے سالانہ اور خصوصی اجلاسوں اور برصغیر میں رونما ہونے والے اہم واقعات کی مفصل روداد بلکہ آل انڈیا مسلم لیگ کی انتہائی اہم اور ذیلی کمیٹیوں یعنی سنٹرل کمیٹی' کونسل' ورکنگ اور ایکشن کمیٹیوں کی کارروائیوں پر بھی کماحقہٗ روشنی ڈالتی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انشاءاللہ اس کمی کو زیرِنظر تصنیف بطریق احسن پورا کر سکے گی جو نظریۂ پاکستان ٹرسٹ کے بانی چیئرمین' قافلۂ صحافت کے سالار' مجاہد پاکستان' اور مفکر پاکستان حضرت علامہ محمد اقبالؒ اور بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ کے سچے اور پکے عاشق محترم مجید نظامی صاحب کی ذاتی دلچسپی اور ولولہ انگیز قیادت میں بہت قلیل عرصے میں مدوّن کی گئی ہے۔

یہ کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام 1906ء سے لے

کر 1943ء تک کے تمام سالانہ اجلاسوں اور خصوصی اجلاسوں کی بھی مفصل روداد مستند حوالوں کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ہم بلاخوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب کا اہم پہلو یہی ہے کہ کوئی بیان بھی سند حوالے کے بغیر نہیں اور یہی نکتہ اس تصنیف کا طرۂ امتیاز بھی ہے۔

دوسرا حصہ آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کمیٹی اور تیسرا حصہ کونسل کی رودادوں کا احاطہ کرتا ہے۔ جبکہ چوتھے حصے میں مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی سال بہ سال کارروائیوں کی تفصیل پیش کی گئی ہے اور پانچویں حصے میں مسلم لیگ کی ایکشن کمیٹی کی کارروائیوں کی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ان کمیٹیوں سے متعلقہ مواد زیادہ تر انگریزی میں دستیاب ہو سکا جس کا ممکن حد تک اُردو ترجمہ کیا گیا ہے جبکہ کتاب کا چھٹا اور آخری حصہ ضمیمہ جات اور ترتیب وار واقعات پر مشتمل ہے جس میں بعض نہایت اہم اور تاریخی حقائق ترتیب وار پیش کیے گئے ہیں۔

ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس کتاب کی تیاری کے دوران بہت سے نشیب و فراز سے گزرنا پڑا، کئی کٹھن مراحل آئے، کچھ پیچیدگیاں بھی پیدا ہوئیں لیکن اللہ رب العزت اور قادر مطلق کے فضل و کرم سے وہ مشکلات بتدریج دور ہوتی چلی گئیں۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہم نے تو اسی قادر مطلق اور خالق و مالک پر بھروسہ کیا اور اسی سے راہنمائی چاہی کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ہستی نہیں جس پر انحصار یا بھروسہ کیا جائے۔ وہی کارساز، چارہ ساز، مشکل کشا اور صحیح معنوں میں راہنما ہے۔ یہ پراجیکٹ بلاشبہ ایک قومی اور ملی فریضہ ہے اور یہ ہماری شبانہ روز مساعی اور جدوجہد کا ثمرہ ہے اور ہمیں یقین کامل ہے کہ جب بندۂ خدا صدق دل سے اپنے مالک و خالق سے مدد، اعانت اور راہنمائی چاہتا ہے تو اس کی رحمت جوش میں آ جاتی ہے اور وہ اس پر رحم و کرم کی بارش کا نزول فرماتا ہے اور اس کے لیے راہیں کھول دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

''اور جو لوگ ہمارے لیے جدوجہد کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں ''راہیں'' دکھا دیتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''[12]

اور ہمارے توکل علی اللہ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے مشکل اور آڑے وقت میں نہ صرف ہماری راہنمائی فرمائی بلکہ اسے آسان بھی فرما دیا: قرآن مجید میں اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہیں:-

"اور ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیوں نہ کریں جبکہ اسی نے ہمیں راہیں بجھائی ہیں اور ہم یقیناً وہ دکھ برداشت کرلیں گے جو تم ہمیں دو گے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں کو صرف اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"[13]

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا ہوگا کہ چند ماہ کے انتہائی قلیل عرصے میں اتنی وسیع معلومات کے ساتھ اتنی عظیم اور ضخیم کتاب کا تیار ہونا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ یقیناً بظاہر یہ ایک ناممکن العمل پراجیکٹ دکھائی دیتا تھا اور ہمارے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا لیکن اللہ جل جلالہٗ پر توکل کرتے ہوئے ہم نے اسے کسی بھی مدد کے بغیر پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور اس عنایت بے پایاں کے لیے ہم قلب صمیم سے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز اور شکرگزار ہیں۔

ہم نظریۂ پاکستان ٹرسٹ کے پرعزم جواں سال اور فعال سیکرٹری صاحبان جناب شاہد رشید اور رفاقت ریاض کے صمیم قلب سے شکرگزار ہیں جو اس عظیم کام کی تکمیل کے مختلف مراحل میں دستِ تعاون بڑھاتے رہے۔ ان کا مسلسل اصرار مہمیز کی حیثیت رکھتا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ ان کی پیہم یاددہانیوں کی وجہ سے یہ بھاری بھرکم منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

ہم نظریۂ پاکستان ٹرسٹ کے کمپیوٹر سیکشن کے انچارج جناب شہزاد نیلین' ان کے ساتھیوں نوید انور اور شاہد گلزار کے بھی ازحد ممنون ہیں جنہوں نے اپنی مسلسل محنت سے ہماری اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

آخر میں ہم اپنے اُن ذاتی دوستوں اور کرم فرماؤں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کتاب کی ترتیب و تدوین میں مختلف موقعوں پر دامے درمے اور سخنے مدد کی۔ جناب پروفیسر احمد سعید خصوصی شکریے کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے بڑی دلچسپی سے ہماری کتاب پر نظر ثانی اور ضروری تصحیح کی۔ اس موقعہ پر ہم جناب آئی ایچ راشد کے بھی ممنون ہیں کہ اُنہوں نے مسودے میں کئی

انگریزی حصوں کا اُردو میں ترجمہ کیا۔

نظریۂ پاکستان ٹرسٹ کے وائس چیئرمین جناب ڈاکٹر رفیق احمد کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی نے ہمارے لیے راہیں آسان کردیں۔ ہمیشہ کی طرح ہم ان کے ممنونِ احسان ہیں۔ بلاشک وشبہ ان کی مربیانہ اور دانشورانہ قیادت ہمارے لئے سرمایۂ افتخار ہے۔

ہم اپنے محترم قارئین اور کرم فرماؤں کی گرانقدر تجاویز اور آراء کا صدقِ دل سے خیرمقدم کریں گے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سپُردم بتو مایۂ خویش را　　تو دانی حسابِ کم و بیش را
حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم　　شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

لاہور

10 دسمبر 2009ء　　پروفیسر ڈاکٹر سرفراز حسین مرزا محمد حنیف شاہد

حوالہ جات

1- مسلمانوں کا ایثار اور آزادی کی جنگ' مؤلفہ عبدالوحید خان' مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس' لکھنؤ' 1938ء' صفحات 26 تا 27

2- حوالہ مذکور صفحہ 29

3- حوالہ مذکور صفحہ 30

4- حوالہ مذکور صفحہ 30

5- مسلمانوں کا ایثار اور آزادی کی جنگ' مؤلفہ عبدالوحید خان' مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس' لکھنؤ' 1938ء' صفحہ 30

6- حوالہ مذکور صفحہ 43

7- حوالہ مذکور صفحہ 50

8- پنجاب آبزرور (Punjab Observer) – تاریخی پس منظر' مؤلفہ محمد حنیف شاہد' جرنل آف دی ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان بابت اکتوبر 1990ء' جلد 27 شمارہ 4' صفحات 82 تا 85 و 94

9- ہندوستان میں مسلم سیاسی فکر کا ارتقاء' مرتبہ اے ایم زیدی' جلد اول' ایس چاند اینڈ کمپنی' نیو دہلی' 1976ء' صفحات 89 تا 90

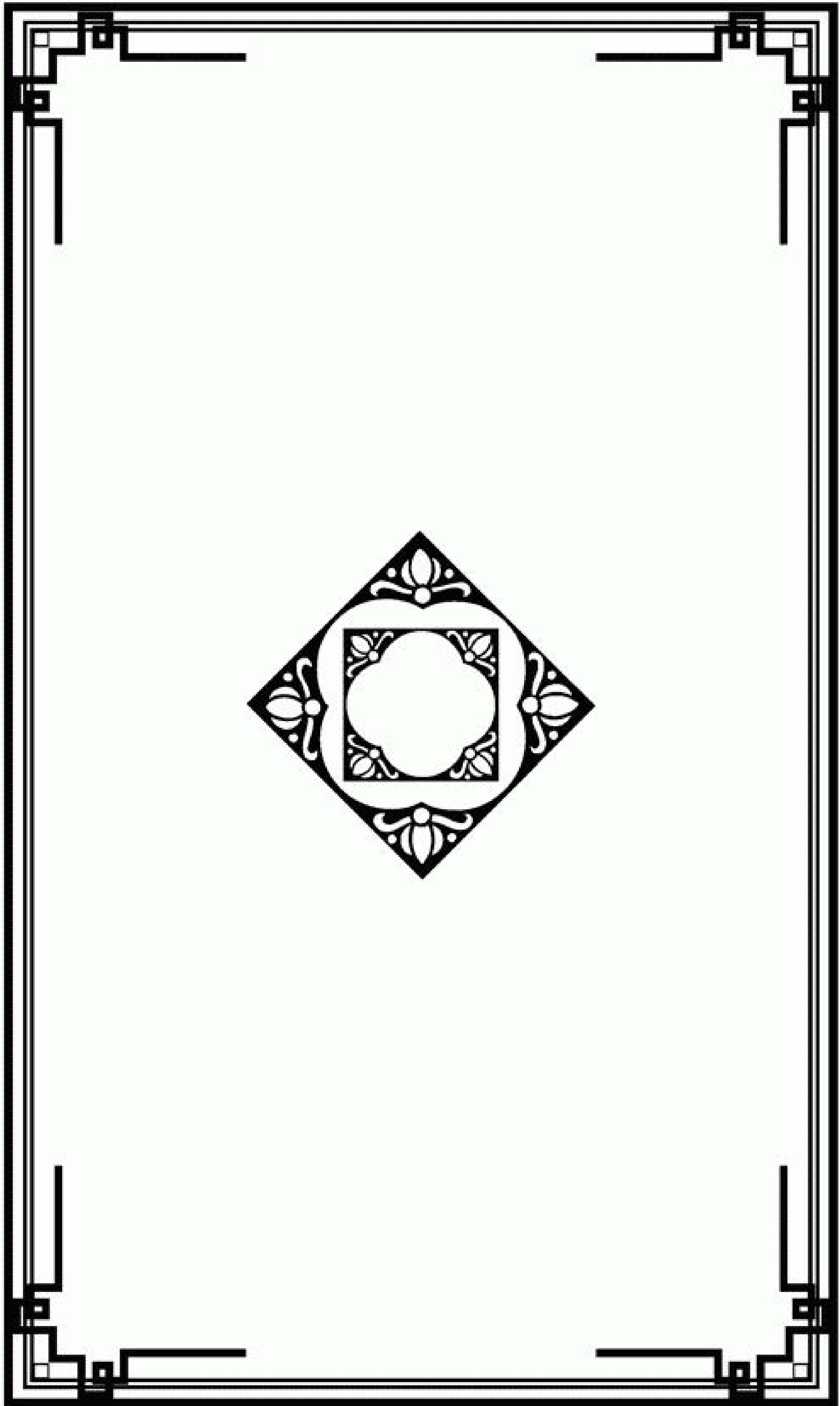
10- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد چہارم' 1998ء' صفحہ 481

11- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد چہارم' بزم اقبالؒ لاہور' 1998ء' صفحات 442' 443 اور 448

12- قرآن مجید: سورہ العنکبوت: 69:29

13- قرآن مجید: سورہ ابراہیم: 12:14


حصہ اول



حصہ اول

تاسیس آل انڈیا مسلم لیگ : افتتاحی اجلاس

بمقام ڈھاکہ 30 دسمبر 1906ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام:

نواب سلیم اللہ خان آف ڈھاکہ کی "کل ہند مسلم ریاستوں کے اتحاد" کی سکیم بھی خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔

مسلم ریاستوں کے اتحاد کے لیے نواب صاحب کی سکیم پر اظہار خیال کرتے ہوئے جناب شریف الدین پیرزادہ رقمطراز ہیں:۔

"نواب سلیم اللہ نے ایک مسلم تنظیم کے قیام کی طرف مضبوط قدم اٹھایا۔ نومبر 1906ء میں اُنہوں نے کل ہند مسلم ریاستوں کے اتحاد کی ایک سکیم مسلمان رہنماؤں میں تقسیم کی۔ یہی وہ سکیم تھی جس نے مسلم لیگ کو جنم دیا"۔[1]

شملہ کے اجتماع کے تین ماہ بعد آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا بیسواں اجلاس کلکتہ میں منعقد ہونے والا تھا' چنانچہ نواب سلیم اللہ خان' سید نواب علی چوہدری' سرآغا خان اور نواب وقار الملک کے مشورے سے فیصلہ کیا گیا کہ ایجوکیشنل کانفرنس کے موقع پر ہی قوم کی سیاسی تنظیم پر غور وخوض کرنے کے لئے ایک اجتماع منعقد کیا جائے۔ بالآخر 30 دسمبر' 1906ء کو اجلاس کے بمقام ڈھاکہ انعقاد پذیر ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔ مسلمانانِ ہند کا یہ تاریخی اور نمائندہ اجلاس تھا۔ چنانچہ نواب سلیم اللہ نے صدر جلسہ نواب وقار الملک' مولوی مشتاق حسین کے انتخاب کے لیے ایک تعارفی تقریر کی اور ان کی تاہل ذکر اور تاہل قدر خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ بالآخر 30 دسمبر 1906ء کو مسلمان رہنماؤں کا ایک اجتماع نواب وقار الملک کی صدارت میں منعقد ہوا۔ نواب سلیم اللہ خاں کی تحریک پر فیصلہ کیا گیا کہ "آل انڈیا مسلم لیگ" کے نام سے.....ایک سیاسی تنظیم قائم کی جائے"۔[2]

اس کے بعد جناب مظہر الحق نے تائیدی تقریر کی اور نواب وقار الملک متفقہ طور پر چیئر مین چنے گئے۔ازاں بعد نواب وقار الملک نے افتتاحی تقریر میں مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی تنظیم کے قیام پر زور دیتے ہوئے کہا کہ:

''آج ہم جس مقصد کے لیے جمع ہوئے ہیں وہ کوئی نیا مقصد نہیں ہے۔ہمیں اس کی ضرورت کا احساس اس وقت ہو گیا تھا جب کانگرس قائم ہوئی تھی۔جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے ہمیں مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کے اہتمام کی ضرورت دن بدن زیادہ محسوس ہوتی جاتی ہے۔اس لیے ہم سب اسی غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ اس مسئلہ کو جلد حل کر لیں جواب تک ملتوی چلا آتا ہے''۔

اس کے بعد صدر مجلس نے نواب سلیم اللہ آف ڈھاکہ سے فرمایا کہ وہ ''پہلی قرارداد'' جو قیام مسلم لیگ کے بارے میں تھی پیش کریں۔چنانچہ نواب صاحب موصوف نے قرارداد پیش کرتے وقت ایک طول طویل تقریر کی جس کے اختتام پر مندرجہ ذیل شعر پیش کیا۔

آزاد رو ہوں اور میرا مسلک ہے صُلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

حکیم محمد اجمل خان اور مولانا ظفر علی خان نے قرارداد کی حمایت میں تقاریر کیں جبکہ صاحبزادہ آفتاب احمد خان شیخ عبداللہ اور مولانا محمد علی نے قرارداد میں ترمیم پیش کی۔بالآخر بغیر ترمیم کے اصل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔قرارداد حسب ذیل تھی:۔

''مسلمانانِ ہند کا یہ نمائندہ اجلاس جو برصغیر کے تمام حصوں سے ڈھاکہ میں جمع ہوئے ہیں یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ایک ''سیاسی تنظیم'' تشکیل دی جائے اور اسے ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کے نام سے موسوم کیا جائے جس کے مندرجہ ذیل اغراض و مقاصد ہوں گے:۔

1- ہندوستانی مسلمانوں میں برطانوی حکومت کے متعلق وفادارانہ جذبات پیدا کرنا اور حکومت کی کسی کارروائی کے متعلق پیدا شدہ شبہات کو دور کرنا۔

2- مسلمانوں کے سیاسی اور دیگر حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کی خواہشات اور ضروریات کو مؤدبانہ طریق سے حکومت کو پیش کرنا

3- مسلم لیگ کے مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر دوسری ہمسایہ قوموں سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا

جناب نبی اللہ نے مندرجہ ذیل (دوسری قرارداد) پیش کی جس کی احمد محی الدین نے تائید کی اور جو اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

''قرار پایا کہ مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ایک ''پروویژنل کمیٹی'' قائم کی جائے جسے یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ اراکین کمیٹی میں مزید اضافہ کر سکے۔ یہ کمیٹی مسلم لیگ کا آئین مرتب کرے اور اسے چار ماہ بعد پیش کرے''۔

یہ کمیٹی 58 ارکان پر مشتمل تھی جو برصغیر کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ اجلاس میں سر آغا خان مسلم لیگ کے مستقل صدر اور نواب وقار الملک اور نواب محسن الملک جائنٹ سیکرٹری مقرر کیے گئے:-[3]

اسی اجلاس میں مسلم لیگ کا دستور تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مشرقی بنگال سے نواب سلیم اللہ خان' چودھری نواب علی' مولوی حمایت الدین' مغربی بنگال سے عبدالرحیم' نواب نصیر الدین خیال' نواب امیر حسین' شمس الہدیٰ وکیل' سراج الاسلام وکیل' عبدالحمید ایڈیٹر مسلم کرانیکل' آسام سے مولوی عبدالمجید بی اے' بہار سے علی امام' مظہر الحق' حسن امام' اودھ سے سید نبی اللہ' حامد علی خان' نواب امداد الملک' منشی احتشام علی' ظہور احمد' محمد نسیم وکیل' غلام الثقلین' راجہ نوشاد علی خان' صاحبزادہ آفتاب احمد خان' محمد اسحاق' مولوی کرامت حسین' عبدالرؤف' محمد رؤف' حاجی محمد موسیٰ خان' خان بہادر محمد مزمل اللہ خان' عبداللہ جان وکیل' عبدالماجد' حاجی اسماعیل خان' شیخ عبداللہ' پنجاب سے میاں محمد شفیع' میاں فضل حسین' عبدالعزیز' ایڈیٹر آبزرور' خواجہ یوسف شاہ' حکیم اجمل خان' شیخ غلام محمد وکیل' خواجہ غلام صادق' سرحدی صوبہ سے مفتی فدا محمد خان' عبدالعزیز' سندھ سے اے ایم کے دہلوی' کاٹھیاوار سے غلام محمد منشی' گجرات سے محمد علی بی اے (مولانا محمد علی جوہر)' بمبئی سے سر آغا خان' نوابزادہ نصر اللہ خان' رفیع الدین' مدراس سے خان بہادر عبدالہادی بادشاہ' خان بہادر احمد محی الدین' یعقوب حسن' نواب غلام احمد' عبدالحمید حسن' اڑیسہ سے نور الحق' صوبہ وسطی سے خان صاحب محمد امیر خان پلیڈر' ایچ ایم ملک اور برما سے اے ایس رفیقی شامل تھے جن کی دو تہائی اکثریت بار ایٹ لا تھی۔[3]

آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے اسباب اور وجوہات

یہ ایک نا قابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ انگریزوں اور ہندوؤں دونوں کا طرز عمل مسلمانوں کے ساتھ نہایت معاندانہ اور مخاصمانہ تھا۔ ستم بالائے ستم انڈین نیشنل کانگرس نے ان کی راہ میں طرح طرح کے کانٹے بچھا دیئے تھے۔ مگر اس کے باوجود مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو سیاسی معاملات میں کانگرس کے ساتھ تعاون کا مؤید اور حامی تھا بلکہ واضح الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ وہ کانگرس میں شامل ہو کر سیاسی مراعات اور حقوق حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس گروہ میں زیادہ تعداد تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تھی جنہیں سیاسی معاملات کا وہ تجربہ نہ تھا جو کہن رسیدہ مسلمان رہنماؤں کو حاصل تھا۔ ان کے سامنے 1857ء کی قیامت صغری بھی نہیں گزری تھی جس نے ایک طرف ہندوؤں کے خطرناک مگر پوشیدہ عزائم کو بے نقاب کر دیا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کو ہلاکت و بربادی کے غار میں دھکیل دیا تھا۔ اس وقت کانگرس کے سوا ہندوستان میں کوئی منظم سیاسی جماعت بھی نہ تھی جس کے پلیٹ فارم کو مسلمان اپنے جوش و خروش اور جذبات کے اظہار کے لئے استعمال کرتے۔ لکھنؤ میں مسلمانوں کی "سیاسی انجمن" ضرور قائم ہو گئی تھی لیکن یہ ابھی ابتدائی مراحل میں تھی۔ اس کا دائرہ کار یوپی تک محدود تھا اور اس کے بانی نہ صرف احتیاط و اعتدال کے راستے پر چل رہے تھے۔ بلکہ پھونک پھونک کر آگے بڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ نوجوان نسل جس کے خون میں گرمی اور مزاج میں تیزی و طراری ہوتی ہے احتیاط و توازن کے راستے پر چلنے والوں کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نسل کے بعض افراد پر کانگرس کا ہنگامہ خیز جادو چل گیا تھا۔ شاید سن رسیدہ اور جہاندیدہ مسلمان رہنماؤں کی کوششیں نا کام ہو جاتیں اور مسلمانوں کی اکثریت اپنی قسمت کانگرس سے وابستہ کر دیتی کہ بعض واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے کانگرس کا جادو توڑ دیا اور ان مسلمانوں کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا جو کانگرس سے بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔

یہ تھے وہ روح فرسا حالات جو مسلمانوں کو درپیش تھے۔ ان واقعات میں سب سے ہنگامہ خیز واقعہ تقسیم بنگال کا تھا جس نے نہ صرف حکومت کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں بلکہ سارا ملک آتش فشاں پہاڑ میں تبدیل ہو گیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی سی تھی کہ بنگال کے کچھ ستم رسیدہ مسلمانوں کو ہندو زمینداروں، جاگیرداروں اور مہاجنوں کے تسلط سے نجات مل گئی تھی۔ یہ صوبہ صدیوں سے اسلامی حکومت کے زیر اثر اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کا گہوارہ تھا۔ یہاں کی صنعت اور تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمان

امراء، روساء زمینداروں اور صنعت کاروں کو بنگال میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جن سے لاکھوں ہندوؤں اور مسلمانوں کی معاش وابستہ تھی مگر نواب سراج الدولہ کی شکست کے ساتھ ہی بنگال کے مسلمانوں کی قسمت کا ستارا گردش میں آ گیا۔ رفتہ رفتہ انگریزوں نے میر جعفر اور اس کے جانشینوں کو برائے نام حکومت سے بھی محروم کر کے بنگال کا انتظام براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے بعد ہی بنگالی ہندوؤں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انگریزوں کا قرب حاصل کیا۔ ان کی وفاداری کو اپنا نصب العین بنایا۔ ان کی زبان نہایت ذوق وشوق سے پڑھی۔ ان کی خوشنودی حاصل کی اور سرکاری مناصب پر فائز ہو گئے۔ حتیٰ کہ بنگال پر انگریزوں کے پردے میں ہندو حکومت کرنے لگے اور مسلمان ہر شعبے میں پسماندگی کا شکار ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ بے روزگاری اور افلاس نے ان کی کمر توڑ دی۔ وہ وسیع پیمانے پر نقل مکانی پر مجبور کر دیئے گئے' ان پر سیاسی مقدمات چلائے گئے۔ ہندو زمینداروں نے انہیں بے دخل کرنا شروع کر دیا' ساہوکاروں اور مہاجنوں نے ان کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا اور یوں معلوم ہونے لگا جیسے اس صوبے سے مسلمانوں کی عزت وعظمت کا جنازہ اٹھ رہا ہے۔ اسی زمانے میں لارڈ کرزن ہندوستان کا وائسرائے ہو کر آیا۔ یہ عجیب دل ودماغ اور خصوصیات کا شخص تھا۔ سخت قسم کا انگریز ہونے کے ساتھ ساتھ ہندوستانی تہذیب وتمدن سے بھی دلچسپی رکھتا تھا۔ آثار قدیمہ کا محکمہ اسی کے ذہن وفکر کی اختراع ہے۔ اس محکمے کے ذریعے ہندوستان کی قدیم تاریخی یادگاریں محفوظ ہو گئیں۔ ورنہ برصغیر کے چپہ چپہ پر پھیلی ہوئی وہ تاریخی عمارتیں جو ہندوستان کی مختلف اقوام وملل کی تہذیب وتمدن اور مذہب کا نشان ہیں روئے زمین سے ہمیشہ کے لئے مٹ گئی ہوتیں۔ اس سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ لارڈ کرزن ہندوستان پر حکومت کرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستانیوں کے مسائل سے بھی ہمدردی رکھتا تھا۔ اس کا نقطۂ نگاہ یہ تھا کہ انگریزوں کو ہندوستان کی تمام اقوام کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسے بنگال کے مسلمانوں کی حالت زار کا علم ہوا تو اس نے بنگال کے بعض مسلمان اکابر کے مشورے سے 16 اکتوبر 1905ء کو اس صوبے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح مشرقی بنگال میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی ہندوؤں کی بالادستی سے بچ گئے اور اس امر کے امکانات پیدا ہو گئے کہ مشرقی بنگال کے ستم رسیدہ اور تباہ حال مسلمان اپنے اقتصادی' تعلیمی اور سماجی حالات کو بہتر بنا لیں گے۔

بظاہر یہ تھے کسی حد تک پرسکون حالات جن میں بنگال کے ہندوؤں کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا شک

وشبہ اور اندیشہ نہ تھا اور اگر وہ مسلمانوں کے معاملے میں مخلص ہوتے تو انہیں اس تقسیم پر لارڈ کرزن کا شکریہ ادا کرنا چاہیے تھا اور مشرقی بنگال کے مسلمانوں کو ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہیے تھا۔ مگر یہ تو تب ہوتا جب بنگال کے ہندو اپنے مسلمان ہم وطنوں کے بہی خواہ ہوتے۔ انہوں نے اس تقسیم کے خلاف سخت غم وغصہ کا اظہار کیا اور سارے ملک میں ایک طوفان برپا ہوگیا۔ انجمنیں قائم کی گئیں جن میں بنگالی ہندوؤں کو بم بنانے کی تربیت دی جانے لگی۔ انگریز افسروں پر تاتابڑ توڑ حملے کیے گئے ان پر بم پھینکے گئے۔ سارے بنگال میں جلسوں اور جلوسوں سے بد نظمی اور افراتفری پیدا کرنے کی منظم سازش کی گئی۔ یہ تحریک صرف بنگال تک محدود نہ رہی بلکہ پنجاب اور حیدر آباد دکن تک پھیل گئی یہی نہیں سارے ہندوستان میں تقسیم بنگال کے خلاف تشدد آمیز مظاہرے شروع ہوگئے۔ سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ کانگرس نے اس تحریک کی قیادت کی اور گوکھلے جیسے رہنما بھی جن کی غیر فرقہ واریت کے آج تک چرچے ہیں اس تقسیم کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا۔ اسی سال یعنی 1905ء میں ان کی زیر صدارت کلکتہ میں انڈین نیشنل کانگرس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں اس تقسیم کے خلاف قرارداد مذمت پاس کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ تقسیم بنگال کا فیصلہ واپس لیا جائے۔ سودیشی کی تحریک اور برطانوی مال کے بائیکاٹ کا نعرہ اسی دور کی پیداوار ہے۔ کانگرس کی سرپرستی میں بنگالی ہندوؤں نے اعلان کیا کہ جب تک حکومت بنگال کی تقسیم کا فیصلہ واپس نہیں لے گی اس وقت تک ہندوستانی انگلستان کے کارخانوں کا تیار کردہ سامان استعمال نہیں کریں گے اور صرف ہندوستان کی بنی ہوئی اشیاء پر اکتفا کریں گے۔ چنانچہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ملک میں جابجا چھوٹے چھوٹے صنعتی مراکز قائم ہونے لگے۔ اس تحریک سے حکومت بہت گھبرائی کیونکہ اس کی کامیابی کی صورت میں انگریزوں کی تجارت کو سخت نقصان پہنچنے کا احتمال اور ڈر تھا مگر لارڈ کرزن نہایت مضبوط وائسرائے تھا اس لئے اُس نے اس مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کی اور اسے سختی سے دبانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔

بنگالی ہندوؤں کے برعکس بنگالی مسلمان اس تقسیم سے نہایت خوش تھے۔ نواب سر سلیم اللہ خاں آف ڈھاکہ، آنریبل سید نواب علی چودھری اور بنگال کے سرکردہ مسلمانوں نے لارڈ کرزن کے اس فیصلے کو خوش آمدید کہا۔ وہ اس تحریک سے بالکل الگ رہے جو بنگالی ہندوؤں نے تقسیم کے خلاف جاری کی تھی۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ بنگال کی تقسیم اس صوبے کے مسلمانوں کے حق میں نہایت مفید تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بنگال کے مسلمان بھی اس کی مخالفت کرتے۔ تقسیم بنگال کی مخالفت نہ کرنے کے "جرم" میں بعض مقامات پر

بنگالی ہندوؤں نے مسلمانوں کو سخت مظالم کا نشانہ بنایا۔ آخر بنگال کے مسلمان بھی میدان میں آ گئے اور بنگالی ہندو جس قدر شدت سے تقسیم بنگال کی منسوخی کا مطالبہ کرنے لگے بنگالی مسلمانوں نے اسی قدر شدت سے اس تقسیم کو قائم رکھنے کا مطالبہ کیا چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مقامات پر نہایت خون ریز ہندو مسلم فسادات ہوئے جن کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ہندوؤں کی یہ متعصبانہ روش دیکھ کر شملہ میں مسلم اکابر کا اجتماع ہوا جس میں مسلمانوں کے لئے جداگانہ حق نیابت حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ اجتماع اس لحاظ سے بھی نہایت بابرکت ثابت ہوا کہ یہاں مختلف صوبوں کے مسلمانوں کو جمع ہو کر اپنے اپنے صوبوں اور پھر سارے ملک کے مسلمانوں کے مسائل پر تبادلۂ خیال کا موقع ملا۔ اس اجتماع میں مسلمان رہنماؤں نے نزاکتِ حالات کو محسوس کر کے فیصلہ کیا کہ سیاسی معاملات سے لاتعلقی قوم کے حق میں نہایت مضرت رساں ثابت ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمانانِ ہند کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ملک گیر بنیادوں پر ان کی سیاسی تنظیم قائم کی جائے۔ شملہ کے اجتماع کے تین ماہ بعد علی گڑھ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس کلکتہ میں منعقد ہونے والا تھا۔ چنانچہ نواب سلیم اللہ خاں آف ڈھاکہ اور آنریبل نواب سید نواب علی چودھری نے ہز ہائی نس سر آغا خاں اور نواب وقار الملک کے مشورے سے فیصلہ کیا کہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے موقع پر ہی قوم کی سیاسی تنظیم اور غور و خوض کرنے کے لئے ایک اجتماع منعقد کر لیا جائے۔ آخر 30 دسمبر 1906ء کو اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس تاریخی اجلاس میں پیش کرنے کے لئے ایک جامع سکیم کا خاکہ نواب سلیم اللہ خاں نے مرتب کیا۔ اس اجتماع میں عام مسلمانوں کے علاوہ نواب سلیم اللہ خاں، آنریبل سید نواب علی چودھری، ہز ہائی نس سر آغا خاں، نواب وقار الملک، مولانا محمد علی جوہر، راجہ صاحب محمود آباد (سر علی محمد خاں) مولانا ظفر علی خاں، حکیم اجمل خاں اور جناب عزیز مرزا بھی شریک ہوئے۔ نواب سلیم اللہ خاں کی تحریک پر نواب وقار الملک اس جلسے کے صدر منتخب ہوئے۔ صدارتی تقریر کے بعد نواب سلیم اللہ خاں نے اجلاس سے خطاب کیا۔ اور پھر اپنی وہ جامع سکیم پیش کی جو انہوں نے نہایت غور و خوض کے بعد مرتب کی تھی۔ دوسرے اجلاس میں اس سکیم میں متعدد ترامیم پیش کی گئیں اور ان تجاویز کو مندرجہ صورت میں منظور کر لیا گیا۔

یہ جلسہ جس میں ہندوستان کے ہر حصے کے مسلمان بمقام ڈھاکہ شریک ہیں' فیصلہ کرتا ہے کہ ایک پولیٹیکل ایسوسی ایشن بنام "آل انڈیا مسلم لیگ" ہو۔[4]

آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام پر قائداعظمؒ کا تبصرہ

بابائے قوم بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کے قیام کے 38 سال بعد اس کی بنیادی وجہ اور غرض و غایت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے مسلم ایوان کارکنانِ تجارت بمبئی کی ضیافت میں 28 اکتوبر 1944ء کو با نگِ دہل اعلان فرمایا:-

''سیاسی طور پر مسلم لیگ ہندوستان کی دیگر تنظیموں کے مقابلے میں بہت بہتر ہے۔ یہ سب کچھ ان زبردست مساعیٔ جمیلہ کی بدولت ہوا جو اس کے بہت سے کارکنوں اور رفقائے کار نے کیں۔

''اگر مسلم لیگ شروع نہ کی جاتی تو مسلمان سیاسی طور پر ختم ہو جاتے''۔

آپ اپنے جائز حقوق کے لیے کام کریں اور اپنی تعلیمی، معاشرتی اور اقتصادی زندگی کی تعمیر کریں۔ یہ سیاسی میدان میں بہت مفید ہوگا۔ ''سیاست کے بغیر نہ ہماری زندگی ہوگی نہ ہمارا وجود''۔[5]

اسی طرح بانیٔ پاکستان حضرت قائداعظمؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے نوویں سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ میں 30 دسمبر 1916ء کو قیامِ مسلم لیگ کے دس سال بعد اپنے خطبۂ صدارت میں دوٹوک فرمایا:-

''میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس اپنے نتائج کے اعتبار سے آنے والی نسلوں کے لیے خاص طور پر دلچسپ رہے گا۔ ہمارے نام نہاد مخالفین نے، اگرچہ وقتی طور پر بے حد تشویش اور انفرادی خطرات کا سامان پیدا کیا جو بہر نوع ایک قومی تحریک میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے مقصد کی عظیم ترین خدمت سرانجام دی۔ اُن کے ناروا رویے سے فرقے کا عزم مضبوط ہوا۔ آل انڈیا مسلم لیگ خاکستر سے اُٹھنے والے روایتی پرندے کی طرح اپنے مقاصد اور امنگوں کے معاملے میں مضبوط تر، زیادہ مستحکم اور اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ارادے میں اضافی قوت کے ساتھ پرعزم ہو کر اُبھری۔

ہم میں سے ہر ایک نہایت آسانی کے ساتھ یاد کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کا ذہن اور ان کے احساسات کیا تھے جب ڈھاکہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد استوار کی گئی۔ صاف گوئی سے کام لیا جائے تو کہا جائے گا کہ آل انڈیا مسلم لیگ ایک تنظیم کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آئی تو اس کا بڑا مقصد مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ تھا۔ اس وقت تک مسلمانوں نے ایک فرقے کے طور پر کسی بھی سیاسی کش مکش سے احتراز کیا تھا اور انہیں فطری طور پر دستوری اور انتظامی اصلاحات کے اس بلند آہنگ اور مسلسل مطالبے سے تحریک

ہوئی جو ہندو سیاست دان حکومت ہند سے کر رہے تھے۔ اُنہوں نے سیاسی عمل کے لیے خود کو منظم کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا اور جائز طریقے سے محسوس کیا ......شاید یہ ایک فرقے کے لیے جو اپنے ماضی کی روایات پر نازاں ہو ''واحد راستہ'' تھا جو تعداد کے اعتبار سے کمزور اور اس قوت سے محروم تھا جو صرف ''منظم سیاسی عمل ہی عطا کرسکتا ہے ......وہ اہم اصول جس پر کل ہند مسلم سیاسی تنظیم کی اساس استوار کی گئی' یہ تھا کہ ہند کے سیاسی ارتقاء کے دوران دستوری ترتیبِ نو میں مسلمانوں کی فرقہ وارانہ انفرادیت کو مضبوط اور بغیر کسی سقم کے برقرار رکھا جائے' فرقے میں سیاسی زندگی اور فکر کے ارتقا کے ساتھ اس عقیدے کی نشوونما ہوئی اور اس میں وسعت پیدا ہوئی' مستقبل کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر اور منتہائے مقصود کے اعتبار سے آل انڈیا مسلم لیگ' انڈین نیشنل کانگرس کے شانہ بشانہ کھڑی ہے''۔[6]

آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس

بمقام کراچی 29-30 دسمبر 1907ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا سالانہ اجلاس 29 دسمبر 1907ء کو کراچی میں منعقد ہوا جس میں برصغیر کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں نمائندگان شریک ہوئے۔

جناب اے ایم کے دہلوی سیکرٹری مسلم لیگ نے استقبالیہ پیش کیا۔ بعد ازاں نواب وقار الملک نے قرارداد پیش کی کہ سر آدم جی پیر بھائی صاحب صدر جلسہ منتخب کیے جائیں۔ جناب نواب علی چودھری اور میاں محمد شاہ دین نے قرارداد کی حمایت کی۔ میاں محمد شاہ دین نے سر آدم جی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ سر آدم جی خیراتی اور رفاہی کاموں کے لئے پچاس لاکھ روپے سے زیادہ دے چکے ہیں اور پچھلے سال اُنہوں نے علی گڑھ میں سائنس کالج کے قیام کے لئے ایک لاکھ دس ہزار روپے کا عطیہ دیا ہے۔ ان خدمات کے پیش نظر میں التجا کرتا ہوں کہ انہیں مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کیلئے منتخب کیا جائے۔ صدر مسلم لیگ نے اپنا طویل خطبہ صدارت پیش کیا۔

جناب صدر خطبہ صدارت پیش کیے جانے اور دوسری ضابطہ کی کارروائیوں کے بعد معزز صدر کی اجازت سے جلسہ عام جس میں پریس رپورٹر اور عام اشخاص بغیر کسی فیس کے شامل تھے اختتام پذیر ہوا اور بالا تفاق قرار پایا کہ باقی کارروائی جس میں سب سے اہم اور مقدم آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد وضوابط پر غور اور بحث تحیص کی منظور تھا' قرار پایا کہ یہ تمام کارروائی ایک خاص کمیٹی کے ذریعے سے عمل میں آئے۔ چنانچہ اس کمیٹی کا قیام عمل میں آیا جس میں اکثر وہ ممبر شامل تھے جو قرارداد نمبر 2 مندرجہ روئداد ڈھاکہ منعقدہ 30 دسمبر 1906ء کے بموجب قواعد وضوابط کا مسودہ بنانے کے لئے منتخب ہوئے تھے اور اس وقت کراچی کے جلسہ میں موجود تھے۔ اور اس میں وہ معزز ممبروں اراکین بھی شامل تھے جو شملہ ڈیپوٹیشن اکتوبر 1906ء میں شریک تھے۔ چنانچہ بالا تفاق قرار پایا کہ یہ حضرات جو دور دراز مقامات سے تشریف لائے ہیں قرارداد نمبر 3 کے مطابق اپنے اپنے صوبوں کے مندوب (Delegate) سمجھے جائیں اور ان کے علاوہ تین مزید مندوب اس کمیٹی میں بالا تفاق شامل کیے گئے اور اس طرح مندرجہ ذیل مندوبین نے شرکت کی۔

1- آنریبل نواب علی چودھری صاحب میمن سنگھ (مشرقی بنگال) 2- مسٹر عبدالحمید صاحب ایڈیٹر ''مسلم کرانیکل'' کلکتہ (بنگال) 3- مسٹر سید علی امام صاحب بیرسٹر ایٹ لاء پٹنہ (بہار) 4- مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لاء بانکی پور (بہار) 5- خواجہ مولوی غلام الثقلین بی اے ایل ایل بی لکھنؤ (اودھ) 6- صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء علی گڑھ (صوبہ آگرہ) 7- حاجی محمد موسیٰ خان صاحب دتاولی ضلع علی گڑھ (صوبہ آگرہ) 8- مولوی عبداللہ جان صاحب وکیل۔ سہارنپور (صوبہ آگرہ) 9- شیخ عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ علی گڑھ (صوبہ آگرہ) 10- مسٹر محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لاء خان بہادر۔ لاہور (پنجاب) 11- مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور (پنجاب) 12- مسٹر عبدالعزیز ایڈیٹر ''اوبزرور'' لاہور (پنجاب) 13- خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب۔ امرتسر (پنجاب) 14- خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب۔ امرتسر (پنجاب) 15- مسٹر عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء پشاور (صوبہ سرحدی مغربی شمالی) 16- مسٹر علی محمد خان دہلوی بیرسٹر ایٹ لاء۔ کراچی (سندھ) 17- مسٹر محمد علی بی اے۔ آکسن رام پوری۔ سدہ پور (گجرات) 18- مولوی رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء بمبئی (بمبئی) 19- مسٹر یعقوب حسن صاحب پروپرائیٹر ''مسلم پیٹریٹ'' مدراس (مدراس) 20- مسٹر عبدالسلام رفیقی۔ رنگون (برہما) 21- آنریبل خان بہادر مولوی جسٹس شاہ دین بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور (پنجاب) 22- مولوی حبیب الرحمن خان صاحب حبیب گنج۔ علی گڑھ (صوبہ آگرہ) 23- مسٹر مشتاق حسین صاحب۔ امروہہ 24- میجر سید حسن صاحب بلگرامی 25- شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء دہلی (پنجاب) 26- مسٹر حسام الدین بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور (پنجاب)[7]

اس کے بعد مندرجہ ذیل قراردادیں پیش ہو کر منظور ہوئیں۔

خطاب کے اختتام پر نواب وقار الملک نے سر آدم جی کا ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا کہ اُنہوں نے کانفرنس کی صدارت قبول کی۔ مسٹر علی امام نے ایک پر مغز تقریر کی اور صدر جلسہ کے لئے ایک قرارداد تشکر پیش کی۔ اُنہوں نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے سیاسی کردار کو فراموش نہ کریں اور اس سلسلہ میں حکومت کی کوششوں کو نظر انداز نہ کریں کیونکہ وہ اُن کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے تیار ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر مسلمان ایک متفقہ موقف طے کر لیں اور دیگر مذہبی جماعتیں بھی یہ محسوس

کریں کہ مسلمان متحد ہو سکتے ہیں تو وہ بھی ان سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں گی۔ حاجی موسیٰ خان نے قرارداد کی تائید کی اور اُسے پرجوش تالیوں کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔ مولوی محمد رفیع الدین نے سر آدم جی کے لئے تعریفی کلمات ادا کئے اور اجلاس اگلے روز تک ملتوی کر دیا گیا۔

اجلاس نے فیصلہ کیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد وضوابط کا مسودہ تیار کیا جائے۔ مسودہ کمیٹی میں وہ ارکان بھی شامل تھے جن کو ڈھاکہ کے اجلاس منعقدہ 30 دسمبر 1906ء کی قرارداد نمبر دو کے تحت منتخب کیا گیا تھا جس کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسلم لیگ کے قواعد وضوابط تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ اس کمیٹی میں کراچی کے اجلاس میں شرکت کرنے والے ارکان بھی شامل کئے گئے۔ کمیٹی میں وہ ارکان بھی شامل کئے گئے جو شملہ وفد میں بھی شامل تھے لیکن مسلم لیگ کی قرارداد نمبر دو کے تحت ڈھاکہ کے اجلاس میں سرکاری ملازمت یا دیگر وجوہ کی بنا پر غیر حاضر تھے اور وہ کمیٹی کے رکن منتخب نہ ہو سکے تھے۔

یہ بھی متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ ارکان جو دور دراز سے کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے آئے تھے اور کمیٹی کے کام میں خصوصی دلچسپی لینا چاہتے ہیں انہیں اپنے اپنے صوبوں کے نمائندوں کے طور پر شامل کیا جائے اُن کے علاوہ تین مزید ارکان کو اتفاق رائے سے شامل کیا گیا جس کے بعد کمیٹی کے ارکان کی تعداد 26 ہو گئی۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ عہدیداروں کا انتخاب آل انڈیا مسلم لیگ کے علی گڑھ میں مارچ 1908ء میں منعقد ہونے والے اجلاس میں کیا جائے۔

اجلاس میں پنجاب مسلم لیگ کی صوبائی برانچ کے الحاق کے سوال پر بھی غور کیا گیا۔ اُن دنوں پنجاب میں دو مسلم لیگیں قائم تھیں۔ ایک کے سربراہ سر میاں فضل حسین تھے جسے فروری 1906ء میں قائم کیا گیا تھا اور دوسری مسلم لیگ کے سربراہ میاں محمد شفیع تھے جسے 4 دسمبر 1907ء کو قائم کیا گیا تھا۔

میاں فضل حسین اور میاں محمد شفیع کے علاوہ اس اجلاس میں راجہ غلام حسین، مسٹر محمد علی اور مسٹر (بعد میں سر) علی امام نے شرکت کی۔ طویل بحث وتمحیص کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ دونوں مسلم لیگیوں کو متحد کیا جائے۔ سر فضل حسین اپنا دعویٰ واپس لے لیں گے۔ متحدہ مسلم لیگ کے لئے میاں شاہ دین (جو بعد میں ہائی کورٹ کے جج بنے) کو صدر، میاں شفیع کو جنرل سیکرٹری اور میاں فضل حسین کو جوائنٹ سیکرٹری بنایا گیا۔[8]

آل انڈیا مسلم لیگ پہلا سالانہ اجلاس

(پہلے اجلاس کا تسلسل) بمقام علیگڑھ 18-19 مارچ 1908ء

پہلی نشست

آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبران کراچی اجلاس میں نامکمل کارروائی کی تکمیل کے لیے 18 مارچ 1908ء کو علیگڑھ میں مجتمع ہوئے۔ اجلاس کی پہلی نشست صبح 8:00 بجے شروع ہوئی۔ مجلس استقبالیہ کے صدر مسٹر مزمل اللہ خان نے مندوبین کا استقبال کیا اور انہیں اجلاس کے صدر کے انتخاب کے لیے کہا۔ اتفاق رائے سے میاں شاہ دین نے کرسی صدارت سنبھالی اور سیکرٹری اجلاس سے کہا کہ وہ کراچی نشست کی کارروائی کی روئیداد پیش کریں جو کہ پڑھی گئی اور اجلاس نے مہر تصدیق ثبت کی۔

اس اجلاس میں ممبر شپ کے قواعد اور فیس وغیرہ کے بارے میں تجاویز پیش ہوئیں۔ سر آغا خان کی طرف سے پانچ سو روپے کے عطیہ پر مسرت کا اظہار کیا گیا۔ اس کے بعد درج ذیل نئے ممبران کا انتخاب ہوا۔

ایس محمد حسین' شیخ عبد الرؤف' امیر مصطفےٰ خاں' شاہد حسین' مولوی خلیل الرحمٰن خان' مولوی منظور النبی' حاجی محمد صاحب خان' سخاوت علی' نواب محمد حسن خان' مولوی عبد السلام' حاجی عیسٰی خان' حاجی محمد یوسف خان' مسٹر پی بی تادری' محمد یعقوب' شیخ کفایت اللہ' مرزا سمیع اللہ بیگ' مولوی علی الدین حسن' سلطان احمد' مولوی حیات اشرف الدین' خان بہادر مولوی عبد الجبار' سعید الاسلام آغا' سید جلال الدین' سید بدر الدین حیدر' سر آدم جی پیر بھائی۔

میاں محمد شفیع نے آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت کے لیے پنجاب سے 24 حضرات کے نام تجویز کیے جن کی شیخ غلام صادق (امرتسر) نے تائید کی۔ فضل حسین نے پنجاب کے 18 حضرات کے نام پیش کیے' جو میاں محمد شفیع کی فہرست میں شامل نہیں تھے۔ یہ تجویز اس بنیاد پر منظور نہ ہوئی کہ قانون کے مطابق پنجاب سے صرف 24 ممبران کا انتخاب کیا جا سکتا تھا لہٰذا تجویز یہ کیا گیا کہ دونوں حضرات کو وقت دیا جائے کہ وہ اپنی فہرستوں کو یکجا کر کے پنجاب کی طرف سے متفقہ طور پر صرف 24 افراد کے نام تجویز کریں۔ لہٰذا

پنجاب کی طرف سے ممبران کا انتخاب سہ پہر کی نشست میں ہونا قرار پایا۔

ازاں بعد نواب وقار الملک نے درج قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی رائے ہے کہ لیگ کے مقاصد کی ترویج کی خاطر سید امیر علی سی آئی اے جن پر لیگ کو مکمل اعتماد ہے کی صدارت میں حال ہی میں قائم ہونے والی برٹش کمیٹی سے تعاون کرے اور اس کو مالی امداد بھی بہم پہنچائے۔

مالی امداد کے حوالے سے متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ فی الوقت لیگ مالی امداد دے سکتی ہے لہذا سید امیر علی کی کمیٹی کو پندرہ سو روپے (انگریزی کرنسی کے سو پاؤنڈ) کی رقم یکمشت بھیج دی جائے۔

دوسری نشست

18 مارچ' 1908 (2 بجے دوپہر)

نواب وقار الملک نے بانکی پور میں سید علی امام کی طرف سے تجویز کیے گئے 15 حضرات کے نام تجویز کیے تاکہ انہیں ممبر منتخب کر لیا جائے۔

مسٹر یعقوب حسن نے درج ذیل حضرات کے اسماء مدراس پریذیڈنسی کی طرف سے پیش کیے۔

1-خان بہادر غلام محمد مہاجر (مدراس)' 2-خان بہادر وجی لال جی سیٹھ (جارج ٹاؤن)' 3-مولوی حاجی ضیاء الدین محمد (جارج ٹاؤن)' 4-ملنگ حیات بادشاہ (مدراس)' 5-مولوی سید مرتضیٰ (ٹرنکو پولی)' 6-محی الدین بادشاہ (کالائی)

تیسری نشست 19 مارچ' 1908 (صبح 8 بجے)

سیکرٹری کی رپورٹ کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ سنٹرل کمیٹی کے ممبران کی تعداد 40 حضرات پر مشتمل ہو جو کہ موجودہ قواعد کے تحت سب سے زیادہ ہے۔ بحث کے بعد یہ تجویز منظور کر لی گئی۔

اس کے بعد مختلف صوبوں میں سنٹرل کمیٹی کے ممبران کی تقسیم کار پیش کی گئی۔ ضابطہ نمبر 5 کے تحت ہر صوبے کے ممبران کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل تقسیم کار کی گئی۔

آگرہ و اودھ 7

پنجاب	7
بمبئی بشمول سندھ	4
مدراس	2.5
شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان	1.5
اپر بنگال، بہار اور اڑیسہ	7
ایسٹرن بنگال اور آسام	7
ہرات سنٹرل انڈیا اور اجمیر	1.5
برما	1
ریاستیں وغیرہ	1.5

قراردادیں

عدالتی اور انتظامی امور میں علیحدگی آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے یہ ہے کہ موجود انتظامی ترقی جس سطح پر پہنچ چکی ہے اس کے تحت یہ امر انتہائی ضروری ہو گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے عدالتی امور کو انتظامی امور سے علیحدہ کر دیا جائے کیونکہ ایک ہی آفیسر کو دو ذمہ داریاں سونپنے سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ لیگ نے ان دونوں محکموں کی علیحدگی کے تجربے کی مکمل طور پر تائید کی ہے اور اس کی روشنی میں یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ ہر صوبے کے مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرقی بنگال اور آسام کے مخصوص اضلاع میں اس طرح کا تجربہ آزمایا جائے۔

عدالتی تعیناتیاں آل انڈیا مسلم لیگ مولوی سید کرامت حسین کی یوپی ہائی کورٹ میں بطور جج تعیناتی کے لیے حکومت کی شکر گزار ہے اس امر پر بھی شکر گزار ہے کہ جسٹس شرف الدین کو کلکتہ ہائی کورٹ میں مستقل طور پر جج بنا دیا گیا ہے۔

مطالبات

آل انڈیا مسلم لیگ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کی توجہ ان گزارشات کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہے جو محمڈن ڈیپوٹیشن نے شملہ میں وائسرائے سے ملاقات میں کی تھیں اور امید کرتی ہے کہ حکومت ایسی تمام گزارشات کی طرف توجہ دے گی جن پر اب تک عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ مسلم لیگ

خاص طور پر درج ذیل معاملات کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہے۔

(الف) ہندوستان کی ایک نہایت اہم ضرورت یہ ہے کہ ملک کی اُن ہائی کورٹوں اور چیف کورٹوں میں محڈن (مسلم) ججوں کا تقرر کیا جائے جہاں ایسے جج مقرر نہیں کیے گئے۔

(ب) مسلمانوں کو پبلک سروسز (سرکاری محکموں) کی مختلف برانچوں میں تعین کیا جائے۔ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی موجودہ غیر مطلوبہ اور غیر متوازن تعداد کے باعث مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوگیا ہے اور اگر صورتِ حال کو اسی طرح برقرار رکھا گیا تو مسلمانوں میں بے اطمینانی اور اضطراب کی شدت میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا۔

(ج) اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ملک کی امپیریل (مرکزی) اور صوبائی قانون ساز کونسلوں اور میونسپل اضلاعی اور مقامی (لوکل) بلدیاتی اداروں میں مسلمانوں کو علیحدہ قومیت کے اعتبار سے خاطر خواہ نمائندگی اس طرح دی جائے کہ مسلمان رائے دہندگان ان بورڈوں میں اپنے نمائندے خود منتخب کر سکیں۔

(د) اسی طرح تعلیم کے میدان میں مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے انہیں ہندوستانی یونیورسٹیوں کی سینڈیکیٹوں اور سینٹوں اور محکمہ تعلیم کی ٹیکسٹ بکس (نصابی کتب) کمیٹی میں ضروری نمائندگی دی جائے۔[9]

تمام ہائی کورٹوں اور چیف کورٹوں میں مسلمان ججوں کی تعیناتی '(2) پبلک سروس کی تمام برانچوں میں مسلمانوں کی تقرری تا کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تفاوت دور ہو سکے (3) مرکزی اور صوبائی قانون ساز اداروں' میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں مسلمانوں کی مؤثر نمائندگی اور (4) مختلف یونیورسٹیوں کی سینیٹ اور سینڈیکیٹوں نیز تمام ٹیکسٹ بک کمیٹیوں میں مسلمانوں کی نمائندگی دی جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ دوسرا سالانہ اجلاس

بمقام امرتسر 30 تا 31 دسمبر 1908ء

30 دسمبر 1908ء کو ساڑھے گیارہ بجے دوپہر پہلی نشست کا آغاز ہوا۔ خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صدر استقبالیہ کمیٹی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جنہوں نے اپنی مختصر تقریر میں حاضرین کا استقبال کرتے ہوئے صاحب صدر سر سید علی امام صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنا خطبۂ صدارت پیش کریں۔ انہوں نے اپنے خطبے میں جدید آئینی اصلاحات پر مدلل، مفصل اور سیر حاصل روشنی ڈالی اور ہندو مسلم اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت بتایا نیز انہوں نے مسلمانوں کے اوقاف (وقف) کی آمدنی اور مصارف کے لئے خاص نگرانی کے لیے توجہ دلائی اور حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور قابلیت کے مطابق لازمی طور پر فائز کیا جائے۔ آخر میں انہوں نے حکومت برطانیہ سے اپیل کی کہ جنوبی افریقہ میں آباد ہندوستانیوں کا مناسب تحفظ کیا جائے۔

دوسری اور تیسری نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں جو یکے بعد دیگرے ڈھائی بجے سے لیکر چھ بجے تک (30 دسمبر) اور گیارہ بجے صبح سے لیکر ڈھائی بجے دوپہر تک (31 دسمبر) جاری رہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل تجاویز (قراردادیں) منظور ہوئیں۔

1- لوکل بورڈوں میں جداگانہ قیادت اور فرقہ وارانہ نمائندگی میں توسیع کا مطالبہ حکومت سے کیا جائے۔

2- حکومت برطانیہ کی پریوی کونسل میں ہندوستانی شامل کئے جائیں اور کم از کم ایک ہندو اور ایک مسلمان ضرور مقرر کیا جائے۔

3- ہر محکمہ کی دفتری ملازمتوں میں مسلمانوں کو آبادی کے لحاظ سے تعینات کیا جانا لازمی قرار دیا جائے۔

4- مسلم اوقاف کی آمدنی اور مصارف کی باضابطہ تحقیقات کے بعد حکومت کو مناسب سفارشات پیش کی جائیں تاکہ اوقاف کی اصلاح ہو سکے۔

5- حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ ٹرانسوال (جنوبی افریقہ) میں آباد ہندوستانیوں کی فلاح و بہبود

کیلئے مناسب کارروائی کی جائے۔

6- آئینی اصلاحات کے متعلق حکومت کے پاس ایک وفد بھیجا جائے جو مسلمانوں کا نقطہ نظر اور جائز حقوق و مفاد تفصیل کے ساتھ پیش کرے۔[10]

1908ء کے اجلاس علی گڑھ میں مسلم لیگ کو دوسرے صوبوں میں قائم کرنے کا عہد کیا گیا تھا۔ مارچ 1908ء میں صوبہ بہار میں مسلم لیگ قائم کی گئی۔ جس کے صدر سید علی امام جبکہ مظہر الحق سیکرٹری چنے گئے۔ مشرقی بنگال مسلم لیگ قائم کر کے مولوی کاظم الدین صدر اور گئے۔ دوسرے شہروں میں مسلم لیگ کے قیام کیلئے جدوجہد کرنے والوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- راجہ نوشاد علی خان: یوپی 2- نواب ناصر حسین خان: مغربی بنگال 3- سیٹھ یعقوب حسین: مدراس 4- حاجی رضی الدین: لکھنؤ 5- سید امیر علی کو علامہ اقبالؒ، سید حسین بلگرامی اور ڈاکٹر ایم اے انصاری: لندن کا تعاون بھی حاصل تھا۔ 6- مولوی عزیز مرزا: برما

سر سلیم اللہ خان سیکرٹری مقرر ہوئے، دکن کے شہر پونہ میں مسلم لیگ قائم کر کے سر آغا خان صدر اور مولوی رفیع الدین اس کے سیکرٹری چنے گئے[11]

آل انڈیا مسلم لیگ تیسرا سالانہ اجلاس

بمقام دہلی جنوری 29تا 30، 1910ء

آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی پہلی نشست بڑے جوش وجذبے کے ساتھ 29 جنوری 1910ء کو سنگھم تھیٹر دہلی میں شروع کی۔ اس کا آغاز حکیم محمد اجمل خاں کے خطبۂ استقبالیہ سے ہوا۔ ان کے بعد سر غلام محمد علی خاں صدر جلسہ نے اپنا خطبۂ صدارت پیش کیا۔ صدر کے خطبہ کے اختتام پر سر آغا خان کی درخواست پر سید امیر علی کی طویل مگر فکر انگیز تقریر میاں محمد شفیع نے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں میاں محمد شفیع نے تالیوں کی گونج میں آل انڈیا مسلم لیگ کے لیے چار ہزار روپے کی سالانہ گرانٹ کا اعلان کیا' اس کے علاوہ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی لندن برانچ کے لیے بھی ایک ہزار چھ سو روپے کا اعلان کیا اور یوں پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔ اجلاس میں تین سو مندوبین شریک ہوئے جبکہ پانچ ہزار مبصرین نے شرکت کی۔

دوسری نشست

بعد ازاں دوپہر کے وقت دوسری نشست شروع ہوئی اور صدر کی مختصر غیر حاضری کی وجہ سے جناب فضل بھائی کریم بھائی صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ اس نشست میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں۔

تیسری نشست

30 جنوری 1910ء بروز اتوار تیسری نشست کا آغاز ہوا۔ اس نشست میں حسب ذیل کارروائی عمل میں لائی گئی۔

نئے قواعد وضوابط کی منظوری

اجلاس کے شروع میں ہی مسلم لیگ کے نظر ثانی شدہ قواعد وضوابط کو منظور کر لیا اور عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ امرتسر میں منعقدہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں مسلم لیگ کے قواعد وضوابط پر نظر ثانی کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی تھی لیکن بوجوہ اس کا کوئی اجلاس نہ ہو سکا۔ اس سب کمیٹی کا دہلی میں 27 اور 28 جنوری کو سر آغا خاں کی صدارت میں اجلاس ہوا اور ضروری غور وخوض

کے بعد اس نے قواعد وضوابط میں چند ترامیم تجویز کیں۔ ان میں چند بہت اہم ترامیم زبانی طور پر مسلم لیگ کے آئین اور طریق کار سے متعلق تھیں۔ نائب صدروں کی تعداد چھ سے بیس کردی گئی اور ارکان (کونسل) کی تعداد دوگنی 400 یعنی سے 800 کردی گئی۔ اجلاس میں ان ترامیم کو پیش کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کرلی گئیں۔

لیگ کے اجلاس امرتسر میں اسکے آئین اور قواعد وضوابط میں تبدیلی کے لیے ایک ذیلی کمیٹی قائم کی گئی تھی جو اپنا کام بوجوہ نہ کرسکی چنانچہ اس اجلاس میں آغا خان کی زیرقیادت چند تبدیلیاں تجویز کی گئیں جنہیں بعد ازاں منظور کرلیا گیا۔ لیگ کے وائس پریذیڈنٹس کی تعداد 6 سے بڑھ کر 20 کردی گئی اور ممبروں کی تعداد بھی 400 سے 800 کردی گئی۔ آغا خان کو دو سال کے لیے لیگ کا صدر مقرر کیا گیا۔ چوتھی اور پانچویں نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں جن میں متعدد اہم اور ضروری قراردادیں منظور کی گئیں۔

عہدیداروں کا انتخاب

اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعے متفقہ طور پر سرآغا خاں کو آئندہ دو سال کے مسلم لیگ کا صدر منتخب کرلیا۔ تمام ارکان اجلاس نے اس موقع پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ سرآغا خان نے پوری مسلم قوم کی طرف سے اس اعزاز پر اظہار تشکر کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے پوری دلجمعی شوق اور لگن سے کام کریں گے۔ ہز ہائی نس کی تحریک پر اجلاس نے 14 نائب صدور' ایک اعزازی سیکرٹری اور دو جوائنٹ سیکرٹریوں کو بھی متفقہ طور پر منتخب کیا۔

چوتھی نشست میں صدر جلسہ سرغلام محمد علی خان اور مولوی محمد عزیز مرزا کی تحریک پر سرآغا خاں اور سید امیر علی کی مسلم حقوق کے تحفظ کے لیے انکی قابل قدر خدمات پر خصوصی شکریہ ادا کیا گیا۔[12]

آل انڈیا مسلم لیگ چوتھا سالانہ اجلاس

بمقام ناگپور 28 تا 30 دسمبر 1910ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا چوتھا اجلاس 28 دسمبر 1910ء کو شروع ہوا۔ اصل پروگرام کے مطابق مسلم لیگ کا یہ اجلاس ایجوکیشنل کانفرنس کے اختتام کے فوراً بعد یعنی 30-31 دسمبر 1910ء کو منعقد ہونا تھا لیکن بعض ناگزیر اور نامعلوم حالات کے باعث تاریخ تبدیل کرنا پڑی چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلی نشست 28 دسمبر 1910ء کو میکڈانل ٹاؤن ہال میں صبح 9 بجے شروع کی جائے۔ ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس تبدیلی کی وجہ سے استقبالیہ کمیٹی کے عہدیداران زائد نشستوں کا انتظام نہ کر سکے چنانچہ حاضرین کو برآمدے میں بیٹھنا پڑا۔ ایک گیلری مسلم خواتین کے لیے مختص تھی اور دوسری گیلریاں خان بہادر ایچ۔ ایم ملک کے خاندان کے اراکین اور دیگر مہمانوں کے لیے مخصوص تھیں' ڈائس پر صرف تین زعما یعنی سر آغا خان' سید نبی اللہ منتخب صدر اور استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین خان بہادر ایچ۔ ایم ملک تشریف فرما تھے۔ سب سے پہلے استقبالیہ کمیٹی کے صدر ایچ۔ ایم۔ ملک نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں مندوبین اور شرکاء کا استقبال کرتے ہوئے کہا:

امورِ ملی اس بات کے مقتضی ہیں کہ ہم عطیاتِ الٰہی کو اپنے پس ماندہ اور رقاش ہم مذہبوں کے لئے وقف کر دیں اور ان کی خدمت کے لئے سر بکف ہو کر ان کے دکھ درد میں شریک ہوں تب ہی ہم ان کی نمائندگی کا پروانہ حاصل کر سکتے ہیں۔

حکومتِ ہند نے ہندوستانیوں کو حکومتِ خود اختیاری کا موقع دے کر انگریزی سلطنت کی ساکھ قائم کردی ہے۔ ہندوستان کی مجالس قانون ساز کی موجودہ توسیع ہماری سیاسی ارتقا کا ایک نیا باب ہے۔

اس موقع پر حکومت کی توجہ مسلمانانِ پنجاب کی بے چینی کی جانب مبذول کرانا نامناسب نہ ہوگا جو کہ امپیریل کونسل میں ان کے حق انتخاب جداگانہ سے حکومت کے انکار کا نتیجہ ہے۔ سی پی اور برار کا یہ حال ہے کہ یہاں مجلس قانون ساز کا نام ونشان تک بھی نہیں سو ہمیں یقین کامل ہے کہ مسلم لیگ ناگپور میں مجلس قانون ساز کے حق میں ایک قرارداد منظور کرے گی۔ اور اس پر مسلمانوں کی نمائندگی کا مناسب انتظام کرے گی۔

اُنہوں نے میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں جداگانہ انتخاب کے اجراء کو مسلمانوں کی سیاسی زندگی اور موت کا معاملہ قرار دیا۔ اُنہوں نے اُردو زبان کے مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ:

''اس میں ذرہ برابر بھی کلام نہیں کہ اُردو ہندوستان کی ملکی زبان ہے۔ دورِ اسلامی میں اُردو ہندوستانیوں کی مادری زبان بن گئی۔ حتیٰ کہ تجارتی اور ادبی خط و کتابت میں بھی مناسب ہندی الفاظ نہ ہونے کی وجہ سے اُردو الفاظ مستعمل ہونے لگے۔ اتحادِ قومی کے حصول کے لئے مسلمہ طور پر اتحادِ لسانی ایک اہم جزو ہے۔ اور اُردو جو کہ ہندوستان کے وسیع براعظم کے مختلف اقطاع میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ تحصیل مقصد کی نمایاں صلاحیت رکھتی ہے''۔

مجھے اقتصادی مسئلہ پر کچھ کہنا ہے روسا کی قدیم تہذیب پکار پکار کر زبانِ حال سے یہ کہہ رہی ہے کہ پائیدار اقتصادی نظام کے بغیر شاندار تہذیبیں بھی مٹ جاتی ہیں اور تہذیب روما ہماری ملت کو یہی پیام دے رہی ہے۔ ہمیں اسراف و تبذیر سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ہمیں ہندوستان کے مشترکہ مفاد کی خاطر ذات پات کے اختلافات کو محو کر دینا چاہئے۔ اقتصادی، معاشرتی اور ذہنی آزادی کے حصول کے بعد ہمیں کوئی خاکی طاقت اسیر بلا نہیں رکھ سکتی۔ ہمارے روشن خیال امراء کا فرضِ عین یہ ہے کہ اپنی قوم کے پسماندہ افراد کی تعلیم و ترقی کے لئے جہاد کریں۔[13]

خطبہ استقبالیہ کے بعد صدرِ مجلس جناب سید نبی اللہ نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ:

''ہم دیر تک سیاسیات سے علیحدگی کے لئے موردِ الزام ہیں۔ اور آج بھی ہمیں قوت حوادث نے سیاسیات میں شرکت پر مجبور کر دیا ہے۔ نہیں تو آج تک ہم ہندوستان کے حالاتِ متغیرہ میں سیاسی تربیت کے فوائد سے محروم رہے ہیں جن کی ہمیں آج اشد ضرورت ہے۔ ہندوؤں سے سیاسی عدمِ تعاون کی مختلف وجوہ ہیں۔ جن میں سے سرسید مرحوم کے سیاسی افکار، ہماری انگریزی سے ناواقفیت، بارسوخ اور سحر بیان رہنماؤں کی کمی، تقدیر پرستی، رحمتِ خداوندی سے مایوسی، زبردست تغافل اور عیش پسندی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں''۔

تقسیم بنگال کی تحریک نے وہ بے چینی پیدا کی کہ آثار وقت نمایاں نظر آنے لگے جب مجالس قانون ساز کی توسیع اور ان کے فرائض میں اضافہ کرنا حکومت کے زیرِ غور تھا تو مسلم رہنماؤں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اہمیت اور تاریخی روایات کو برقرار رکھنے اور اپنے حقوق کی نگہداشت کیلئے اب میدانِ عمل میں آنا چاہئے۔ 1906ء کے آخر میں یہی احساسات مسلم لیگ کے قیام کا باعث ہوئے۔

ہندو ہماری علیحدہ نمائندگی کو حسد کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بھاری اکثریت کے نشہ میں ہماری کمزور آواز کو دبا کر ہم پر مسلط ہونا چاہتے ہیں۔ سرکاری ملازمتیں بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان قضیہ کا سبب بن رہی ہیں۔ یہ موضوع تعلیم یافتہ طبقہ سے متعلق ہے جو کہ ہماری آبادی کا ایک نہایت ہی قلیل جزو ہے۔ ہمیں اس بارے میں اپنے حقوق کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے اور خود چلنا چاہئے۔ نہیں تو اگر ہم سہارا لینے کے عادی ہوگئے تو ہم زندگی بھر کے لئے اپاہج بن جائیں گے۔ اور ہمیں یہ ہرگز نہ بھولنا چاہئے کہ مقابلہ تہذیب جدید کی جان ہے۔[14]

دوسری اور تیسری نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں چنانچہ اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

1- مولوی رفیع الدین احمد کی پیش کردہ قرارداد میں کہا گیا کہ:

آل انڈیا مسلم لیگ ایک بار پھر کامل غور وخوض کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے کہ انتخاب جداگانہ کا اصول اُمت مسلمہ کے مفاد کے لئے بالکل لازمی ہے اور یہ کہ اس کی توسیع کے سلسلہ میں جملہ مجالس حکومت خود اختیاری آجانی چاہئیں۔

2- قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹر بمبئی نے پیش کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنے اس اعتقادِ پختہ کا اعادہ کرتا ہے کہ پریوی کونسل کا یہ فیصلہ غلط ہے کہ قانون اسلامی کے ماتحت وقف علی الاولاد جائز نہیں۔ قانون کی اس غلط تعبیر سے مسلم خاندانوں کی ابتری کا اندیشہ ہے۔ مسلم لیگ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ان اوقاف کے جواز کو تسلیم کر کے اس بارہ میں ضروری قانون بنائے تا کہ ہندوستانی مسلمان قانون اسلامی کے فوائد سے پورے طور پر متمتع ہوسکیں۔

3- مسٹر ظہور احمد صاحب بیرسٹر الہ آباد نے پیش کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اُن مساعی کو جو کہ ہندی اور پنجابی کو یو۔ پی اور پنجاب میں فروغ دینے کے لیے اور مختلف طریقوں سے اُردو کے مقابلہ میں لانے کیلئے جاری ہیں غم وغصہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس امر کے پیش نظر کہ اُردو زبان وادب کی حفاظت ملک اور بالخصوص شمالی ہند کی ترقی کے لئے ضروری ہے لیگ حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ان تحریکوں کی حوصلہ افزائی نہ کرے جو کہ اُردو کو نقصان پہنچانے کے لئے جاری ہیں۔

4- مندرجہ ذیل قرارداد فضل بھائی کریم بھائی ابراہیم نے پیش کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ رائے ہے کہ وقت آ گیا ہے جب کہ ثانوی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے اور منتخبہ علاقوں میں مفت تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ کیونکہ اتحاد قومی کیلئے تعلیم عوام ضروری ہے۔

5- آل انڈیا مسلم لیگ ٹرانسوال کے ہندوستانیوں کی حب الوطنی بہادری اور قربانی کی تعریف کرتی ہے جو کہ مادر وطن کے مفاد کے لئے مصائب برداشت کر رہے ہیں ہندوستانی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ نو آبادیات کے ہندوستانیوں کی دامے درمے سخنے امداد کریں۔[15]

آل انڈیا مسلم لیگ پانچواں سالانہ اجلاس

بمقام کلکتہ 3 تا 4 مارچ 1912ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے پانچویں سالانہ اجلاس کا پہلا اجلاس 3 مارچ 1912ء کو ٹاؤن ہال کلکتہ میں شروع ہوا۔ یہ نہایت پر آشوب زمانہ تھا اور مسلمانانِ عالم مختلف آلام و مصائب کا شکار تھے۔ ابھی "جنگ طرابلس" کے خونچکاں حالات اور شدائد کو بھول نہیں پائے تھے کہ "جنگ بلقان" کا سانحہ پیش آ گیا۔ یہ تھے وہ روح فرسا حالات جن میں یہ اجلاس انعقاد پذیر ہوا۔ خان بہادر مولوی بدر الدین حیدر استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔[16] اس کے بعد اجلاس کے صدر نواب سلیم اللہ نے اپنے خطبۂ صدارت میں کہا کہ:

حضرات! میں اس موقع کو رائیگاں نہیں کرنا چاہتا لہٰذا کوشش کروں گا کہ ان گہرے احساسات کو واشگاف طریق پر نمایاں کر دیا جائے جو کہ ہمارے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں۔ میری مراد تنسیخ تقسیم بنگال سے ہے۔ تقسیم بنگال نے ہمیں احیائے ملی کا موقع دیا اور مشرقی بنگال میں ہماری قوم کے مختلف طبقات کے قلوب روح نو سے معمور ہو گئے۔ مشرقی بنگال کے مسلمانوں کو اول بار یہ احساس ہوا کہ ان کے بھی کچھ حقوق ہیں اور غالب قوم کے ماتحت غلامانہ زندگی بسر کرنے سے بچنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے بدخواہوں نے فوراً محسوس کر لیا کہ تقسیم بنگال سے لازمی طور پر مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے پامال شدہ حقوق نمایاں حیثیت اختیار کر لیں گے۔ ہمارے مخالفوں کے احساسات کا کچھ وہی لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں جنہیں کہ مدت سے حقوق کا اجارہ حاصل ہو۔ خواہ اس کی اصل اور نوعیت کتنی ہی غیر منصفانہ کیوں نہ ہو۔ سو تقسیم کے خلاف ان کا ہنگامہ ایک فطری امر تھا۔ اس ہنگامہ میں اُنہوں نے متشددانہ رویہ اختیار کیا۔ اُنہوں نے برطانوی مال کے بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا اور اقتصادی تحریک کے بھیس میں عوام کو برطانیہ کے خلاف خوب بھڑکایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک ایک انقلابی رو میں بہ گیا اور امن و امان معدوم ہو گیا۔

مسلمانوں کی تعلیم کے حوالے سے نواب سلیم اللہ نے کہا کہ اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اسلامی اکثریت والے علاقوں میں مسلمان معلمین کی تعداد کو بڑھایا جائے اور مسلمانوں کی

تعلیمی نگہداشت کے لئے مسلمان انسپکٹر متعین کئے جائیں۔ یہ الزام ایک حد تک صحیح بھی ہے کہ مسلمان انگریزی مدرسوں اور کالجوں سے الگ رہے ہیں۔ ان تعلیم گاہوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا رہا کہ یہاں دہریت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مسلمان والدین نے ان مدرسوں کو شیطانی کارخانہ تصور کیا جہاں نوجوانوں کے دلوں میں غیر اسلامی خیالات پیدا کرنے کا کام لیا جارہا ہے۔ ان مدرسوں کے استادوں یا نصاب تعلیم میں کوئی ایسا دلکش وصف نہ تھا جو کہ مسلمانوں میں یہ اعتماد پیدا کردیتا کہ طالب علموں کی ان مدرسوں میں روحانی تربیت ہوگی۔ سر ولیم ہنٹر کا ارشاد ہے کہ زیریں بنگال میں ہماری حکومت کے مدرسوں کی زبان بھی ہندوانہ ہے اور استاد بھی ہندو ہیں۔ مسلمانوں نے متفقہ طور پر بت پرستوں کی تعلیمات پر لات ماردی جو کہ بت پرستی پر مبنی تھیں۔ کٹر ہندوؤں نے مدرسوں کو اپنی اغراض کے سانچے میں ڈھال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوانہ فضا مسلمانوں کی ضروریات کیلئے بالکل ناموافق ہوگئی۔ ہمارے دیہاتی مدرسے اس قابل نہیں کہ وہ ایسے معزز مسلمان پیدا کرسکیں جو کہ عربی سے آشنا ہوں تا آنکہ وہ مذہبی فرائض کو ادا کرکے عزت کی زندگی بسر کرسکیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کے حق انتخاب جداگانہ کے بارے میں بھی کچھ سن لیجئے۔ دیگر اقوام نے اس حق کی اس بناء پر مخالفت کی ہے کہ سلطنت برطانیہ میں کہیں بھی انتخاب جداگانہ کا اصول رائج نہیں اور اس کے نفاذ سے ہندوستانی قوموں کے تعلقات کشیدہ ہوجائیں گے۔ پہلے اعتراض کا تو یہ جواب کافی ہے کہ بیرونی دنیا کے اصول کو ہندوستان کے حالات پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا۔ ہندوستان کو اس کی اصل حالت پر دیکھنا چاہئے اور محض خیالی نظریات سے اس کا اندازہ نہیں لگانا چاہئے۔ انتخاب جداگانہ بالکل معدوم شے نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں سائپرس کی مثال پیش نظر رکھیے جہاں کے مسلمان الگ انتخاب کرتے ہیں اور بوہیمیا (Bohemia) میں جرمنوں کا رجسٹر علیحدہ ہے۔

میرا یہ بھی فرض عین ہے کہ ٹرانسوال کے ہندوستانیوں پر مظالم کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کروں۔ میں برطانوی نوآبادیات کی حکومتوں کے اس حق کو مطلقاً تسلیم نہیں کرتا کہ وہ ہندوستانی رعایا کو کمتر وحقیر سمجھیں اور دیگر غیر ملکیوں کے مقابلہ میں انہیں پست تر درجہ میں رکھیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلم لیگ کی لندن شاخ نے اس بارے میں ملک معظم کی حکومت کو عرضداشت بھیجی ہے کہ اُن کی سچی شکایات کا فی الفور تدارک کیا جائے۔ اگر اب بھی مسلمان خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے اور انہوں نے رفتار

زمانہ کی ناواقفی میں غلطی کی تو یہ اُن کے لئے خود اپنی موت کے محضر پر دستخط ثبت کرنے کے مترادف ہوگا۔ یا تو ہمیں زمانہ کے ساتھ چلنا پڑے گا اور یا تاریخ سے ہماری داستان بھی حرف غلط کی طرح محو کردی جائے گی۔ سوال کیا جاتا ہے کہ سیاسیات کے بارے میں ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ اس میں کچھ ہرج نہیں کہ ہم آئینی طریق پر اپنے مطالبات حکومت کے سامنے پیش کریں۔ میرے خیال میں سیاسیات سے بڑھ کر ہماری قوم کو سب سے زیادہ اسوقت تعلیم کی ضرورت ہے۔ ہمارے رہنماؤں کو متفقہ طور پر اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ تعلیم ہماری قوم کے مختلف طبقات میں خوب پھیل جائے۔ [17]

پہلی نشست مولوی بدر الدین حیدر کے خطبۂ استقبالیہ اور نواب سلیم اللہ خان کے صدارتی خطبے کے لیے مخصوص تھی جبکہ دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں نشست جو ظہرانے کے بعد شروع ہوئی اور ساڑھے چھ بجے شام اختتام پذیر ہوئی صرف قراردادوں کے لیے مختص تھی ان نشستوں میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

تبدیلی دارالسلطنت

ملک میں ایک طوفان برپا تھا کہ کلکتہ سے وائسرائے صاحب پایہ تخت تبدیل کر کے دہلی چلے گئے ہیں اور بنگالی ہندو خاص طور سے ناراض تھے لیکن مسلم لیگ نے اپنے اس اجلاس میں اس سے اتفاق کیا کہ روایت قدیم کے ماتحت دہلی ہی کو یہ حق حاصل ہے کہ ہندوستان کا پایہ تخت ہو سکے۔ علاوہ ازیں دہلی، علی گڑھ اور دیگر یو۔ پی کے اضلاع میں ہی مسلمانوں کے بہترین دل و دماغ مل سکتے ہیں جو عمال حکومت سے آئے دن کے میل جول میں مسلمانوں کے تمدن اور صحیح نقطۂ نظر کو پیش کر سکتے ہیں وغیرہ سرسری نظر میں سلطنت اسلامیہ کے آثار قدیمہ مسلمانوں کی شان و عظمت سے عمال حکومت کو متاثر کر سکتے ہیں۔

جبریہ ابتدائی تعلیم

آنریبل گوکھلے نے کونسل میں بل پیش کیا تھا کہ تمام ہندوستان میں ابتدائی تعلیم جبریہ قرار دی جائے۔ مسلم لیگ نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے پرزور تائید کی۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مسلمانان ہند کی دلی خواہش ہے کہ علی گڑھ کالج جلد از جلد مسلم یونیورسٹی بن جائے اور یونیورسٹی کے قائم ہونے سے اسلامی تمدن اور اسلامی زندگی کی صحیح مثالیں قائم ہوسکیں گی اور یہی وجہ تھی کہ سر سید علیہ

الرحمتہ نے علی گڑھ کالج کی بنیاد ڈالی۔ ورنہ ہندوستان کی کوئی درس گاہ مسلمانوں کے بچوں کے لئے بند نہ تھی۔ علیگڑھ کالج کا مقصد یہ نہ تھا کہ صرف رسمی اور سطحی تعلیم دی جائے۔ بلکہ مسلمان بچوں کے دماغ میں اسلام کی صحیح اسپرٹ اور جذبہ پیدا کیا جائے۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کی تجویز

ہز ایکسلنسی وائسرائے صاحب بہادر نے اعلان فرمایا ہے کہ ڈھاکہ میں ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے کہ جہاں پر طالبعلموں کے رہنے سہنے کا انتظام بھی ہو تعجب ہے کہ بنگالی لیڈران ایسی مبارک تحریک کی مخالفت فرمارہے ہیں۔ یہاں تک کہا جارہا ہے کہ یہ بھی بنگال کی تقسیم تعلیم کی ترکیب ہے ہمیں مجبور ہو کر اس نتیجہ پر پہنچنا پڑتا ہے کہ چونکہ ڈھاکہ شرقی بنگالہ کا مرکز ہے اور شرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت ہے یہی وجہ ہے ہمارے معزز دوست یونیورسٹی کا قیام مسلمانوں کے حلقہ میں نہیں دیکھ سکتے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ ادارہ جس سے دو کروڑ مسلمانوں کو فیض پہنچے وہ غیر ضروری سمجھا جائے اور اسکی مخالفت کی جائے اگر ہمارا کوئی قصور ہے تو یہ ہے کہ اس صوبہ میں ہم پونے تین کروڑ کی تعداد میں آباد ہیں۔ محض ایک سیاسی گروہ کی خواہشات پوری کرنے یا انہیں راضی کرنے کے لئے ہم اپنے فائدہ کو تو ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتے۔

صنعت وحرفت کی تعلیم

صرف یونیورسٹی کی تعلیم ہندوستانیوں کے اقتصادی مسئلہ کا حل نہیں۔ ملک وقوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتے جب تک ملکی صنعت وحرفت کو فروغ نہ دیا جائے اور ایجادات واختراعات کا دروازہ خود بخود کھلنے لگے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ انہیں اس باب میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تاج محل' شالامار باغ' فتحپور سیکری اور دیوان خاص کیا ان کے بزرگوں کی شاہکار نہیں ان چیزوں پر نظر ڈالنے سے کیا قوت عمل کی تحریک پیدا نہیں ہوتی۔

جداگانہ انتخاب

مغربی تمدن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ ہندوستانیوں کے دل ودماغ نمائندہ اداروں کے ذریعہ آئینی حکومت میں شرکت کرنے کے متمنی ہیں۔ مجالس قانون سازی کی توسیع نے عوام کو اس منزل پر پہنچا دیا ہے کہ وہ اپنے صوبہ کے انتظام وانصرام میں موثر حصہ لے سکتے ہیں۔ حکومت نے اس امر کی کافی احتیاط کی ہے کہ ہندوستان کی ہر قوم وفرقہ کے مفاد وحقوق محفوظ رہیں۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں پر مختلف

عقائد مختلف زبان اور مختلف تمدن کے لوگ بستے ہیں۔ اگر یہاں پر انتخابات میں مقامی حالات کو مدنظر نہ رکھا جائے تو اکثریت والی قومیں مستقل طور پر اقلیت والی قوموں کو تباہ کر دیں اور ان کا صحیح نقطہ نظر حکومت تک پہنچ ہی نہ سکے۔ اسی بناء پر مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ عقیدہ و مذہب کی بناء پر انسانوں کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ایک انوکھی بات ہے اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی ہے لیکن 22 فروری 1908ء کے روز سیکرٹری آف سٹیٹ نے ہاؤس آف لارڈز میں انڈین کونسل بل پیش کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب اس طرح چاہئے کہ جس طرح سائپرس (Syprus) یا بوہیمیا میں جرمنی جرمنوں کے لئے ووٹ کرتے ہیں (The Royal Commission on Decentralization) نے بھی جداگانہ انتخاب کی تائید کی۔ یہ ظاہر ہے کہ وکلاء زمیندار اور ساہوکار تمام ہندو ہیں۔ چنانچہ غریب مسلمان انتخابات کے موقع پر اپنے وکیل ساہوکار اور زمیندار سے متاثر نہ ہو اور اپنی آزادانہ رائے اپنے بھائی کو دے سکے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی تعداد کے تناسب سے انہیں موقع دے۔

اوقاف

اوقاف کی آمدنی کا انتظام نہایت غیر تسلی بخش ہے حکومت کا فرض ہے کہ مناسب قانون بنا کر اوقاف کی آمدنی پر سختی سے نگرانی کرے۔ مسلم لیگ پریوی کونسل کے وقف علی الاولاد کے معاملے پر اسکے فیصلے پر غم و غصے کا اظہار کرتی ہے۔

آخر میں لیگ کے سیکرٹری مولوی عزیز مرزا کی وفات پر تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔

یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مسلمانوں کے ہر دلعزیز اور مخلص کام کرنے والے محمد عزیز مرزا صاحب جو کہ مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری تھے۔ اللہ کی رحمت میں پہنچ گئے۔ ان کی وفات حسرت آیات پر اجلاس میں تعزیت کی قرارداد منظور ہوئی۔[18]

آل انڈیا مسلم لیگ چھٹا سالانہ اجلاس

بمقام لکھنؤ 22-23 مارچ 1913ء

یہ بات قابل توجہ ہے کہ مسلم لیگ کا یہ اجلاس دسمبر 1912ء میں منعقد ہونے والا تھا لیکن سرسید امیر علی بعض مجبوریوں کی وجہ سے صدارت کے لیے وقت نہ نکال سکے اس لیے زیر نظر اجلاس مارچ 1913ء تک ملتوی کیا گیا کیونکہ حالات کے پیش نظر اس کو مزید ملتوی کرنا ناممکن تھا۔ لہٰذا میاں محمد شفیع صدر جلسہ مقرر کیے گئے۔ جنہوں نے 22 مارچ 1913ء کو لیگ کے اجلاس منعقدہ قیصر باغ لکھنؤ کی صدارت کی۔ ہندوستان کے طول وعرض سے مندوبین شریک ہوئے اس اجلاس میں جن اہم لوگوں نے شرکت فرمائی ان میں قائداعظم محمد علی جناح، مسز سروجنی نائیڈو اور بشن نیرائن دھر (Bishan Narain Dhar) شامل تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ چونکہ قائداعظمؒ ابھی مسلم لیگ کے رکن نہیں بنے تھے اس لیے انہیں خصوصی دعوت پر بلایا گیا تھا۔[19]

دسمبر 1912ء میں مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد میں زبردست تبدیلی ہوگئی۔ یعنی مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد میں حصول حکومت خودمختاری شامل ہوگیا اور یوں دونوں جماعتوں کے آئین تقریباً یکساں ہوگئے۔

ہندوستان کی سیاسی فضا میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی تھی مجالس قانون ساز مزید اختیارات کے ساتھ باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔

اپریل 1912ء میں سید وزیر حسن نے تمام صوبائی مسلم لیگوں کو تبدیل شدہ آئین بھیج دیا۔ اور ان سے خواہش ظاہر کی کہ ہر صوبہ سے جدید دستور پر رائے زنی کی جائے۔ چنانچہ مختلف صوبوں سے ترامیم موصول ہوئیں۔ 31 دسمبر 1912ء کو لیگ کونسل کا اجلاس آغا خان کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں جدید آئین جملہ ترامیم کے ساتھ پیش ہوا اور جدید کانسٹی ٹیوشن نہایت غور وخوض کے بعد منظور ہوگیا۔

بعد ازاں لیگ کونسل کا یہ منظور شدہ آئین لیگ کے سالانہ اجلاس میں پیش ہوا اور بالاتفاق پاس ہوا جس میں:

-1 ہندوستان کے حالات پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت خود مختاری (Self-Government سوراجی) کا حصول مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد میں شامل کیا گیا۔

-2 لیگ کونسل کے ارکان کی تعداد 40 سے بڑھا کر 150 کر دی گئی۔

صدر استقبالیہ کمیٹی کے خطبے کے بعد میاں محمد شفیع نے اپنا خطبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

چونکہ ہر حکومت کی بنیاد صرف اسی امر پر قائم ہے کہ مخلوق خدا خوش اور مطمئن رہے اس لیے میری رائے میں حکومت کی ہر ایسے اقدام میں جو لوگوں کی خوش حالی اور اطمینان کیلئے ہو۔ تائید کی جائے اور حکومت کی مدد ہر شہری کا فرض ہونا چاہیے۔

حکومت کے نمائندے یعنی یورپین حکام کا موجودہ رویہ کہ وہ ہندوستانیوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں۔ اس سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اوّل تو یہی کہ الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے وہ ہمارے احساسات کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے اور یہی سبب ہے کہ حکومت کے سامنے ہماری صحیح ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا میرے خیال میں جو لوگ اپنے آپ کو ہندوستانیوں کا نمائندہ سمجھتے ہیں ان کا فرض ہونا چاہیے کہ حکومت کو حقائق سے آگاہ کرتے رہیں''

دوست آنست کہ معائب دوست
ہمچو آئینہ رو بروُ گوید
نہ کہ چوں شانہ بہ ہزار زباں
در پس پشت مُو بہ مُو گوید[20]

22-اکتوبر 1909ء میں پنجاب کی صوبائی مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں مسلمانوں کے تخیل وفاداری کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اس وقت میں پھر اسی کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔

''ہم جانتے ہیں کہ حکومت نے ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں بڑی بڑی غلطیاں نظامِ حکومت کے سلسلہ میں کی ہیں۔ ہمیں اس کا بھی احساس ہے کہ انسان ہونے کی حیثیت سے غلطیوں کا سرزد ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ پس مسلم لیگ اگر مسلمان اور ہندوستانیوں کے مفاد کو پیش نظر رکھتی ہے تو اس کا فرض ہونا چاہیے کہ حکومت کو اسکی غلطیوں سے آگاہ کردے اور اگر ضرورت ہو تو احتجاج بھی کرے۔''

اب میں مسلم لیگ کے جدید دستور کے دوسرے اصولوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں گو یہ پہلے ہی

سے مسلم لیگ کے دستور میں شامل تھا۔لیکن کانسٹی ٹیوشن اور وضاحت کے ساتھ شامل کر لیا گیا ہے۔موجودہ حالات میں ہمارے وجود کیلئے بالکل ضروری ہے کہ ہم اپنا جداگانہ وجود قائم رکھیں اور نظام حکومت میں برابر کا حصہ حاصل کر سکیں۔

مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق حاصل ہو چکا ہے گو ہماری ہمسایہ قوم اس پر بہت کچھ چیں بہ جبیں ہے۔ہم پر مختلف قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔کوئی ہمیں ''الگ رہنے والے'' کہتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ جداگانہ انتخاب سے دونوں قوموں میں ایک آہنی دیوار قائم ہو گئی ہے جو دونوں کو علیحدہ رکھے گی۔لیکن میں صرف اتنا ہی جواباً عرض کروں گا کہ یہ غلط الزام ہے۔

مسٹر رمزے میکڈانلڈ (MacDonald, Ramsay) نے حال میں ایک کتاب Awakening in India اس میں مسلمانوں کے متعلق لکھا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی ایک مقبرہ کے اردگرد محدود ہے انہیں سیاسی مرکز سے کوئی تعلق نہیں اور مسلمان صرف ایک فرقہ ہیں قومیت ان میں نہیں۔اس سے زیادہ اور کیا بے بنیاد الزام مسلمانوں پر لگایا جا سکتا ہے۔میں صرف یہی کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ باہر کے لوگوں کو مقامی حالات سے لاعلمی ہے اور جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کہتے ہیں۔

ہندوستان میں مختلف قومیں آباد ہیں اور ہر قوم کا جداگانہ تمدن و روایات ہیں۔لیکن یہاں سات کروڑ مسلمانوں کا سوال ہے جو ایک جداگانہ تمدن کے مالک ہیں۔1909ء میں جو اصلاحات جاری ہوئی ہیں اس میں مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا گیا ہے۔لیکن یہ جداگانہ انتخاب صرف اسی وقت تک ہے جب تک کہ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد قائم نہ ہو جائے۔

مسلم لیگ کے تیسرے اصول کا منشاء یہ ہے کہ ہندوستان کی مختلف قوموں میں مفاہمت پیدا کی جائے اس سے زیادہ قومیت (Nationalism) کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد میں یہ چیز شامل ہو کہ ہندوستان کی مختلف جماعتوں اور فرقوں میں محبت اور مفاہمت پیدا کی جائے۔ملکی ترقی کے لئے یہ قطعی ضروری ہے کہ آپس کی خانہ جنگی کا خاتمہ ہو جائے۔

ہندوستانیوں کا اعلیٰ عہدوں پر تقرر۔ انتظامیہ کی عدلیہ سے علیحدگی کی جوڈیشری (Judiciary) سے علیحدگی' لازمی ابتدائی تعلیم' حفظان صحت کے اصولوں کی ترقی بالخصوص دیہاتی آبادی میں ہندوستانی صنعت و حرفت کی ترویج وفروغ' برطانوی مقبوضات میں ہندوستانیوں کے حقوق کا تحفظ'

ہائیکورٹ اور ایگزیکٹو کونسلوں کا اجراء ان صوبوں میں جہاں ابھی تک نہیں ہے۔ کیا یہ تمام مسائل ایسے نہیں جن پر تمام ہندوستانی متفق ہیں۔ ان کے حصول کے لئے ہم یونائیٹڈ انڈیا لیگ (United India League) قائم کر سکتے ہیں۔

اب تھوڑی دیر کیلئے میں آپ لوگوں کو ان مصائب کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جو اسلامی دنیا پر ڈھائے گئے۔ یورپ کی مہذب قوموں نے دیکھا کہ اٹلی جیسی طاقتور قوم نے طرابلس کے نہتے عربوں پر بغیر کسی وجہ کے حملہ کیا۔ اس کے بعد بلقان کی حکومتوں نے البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت کردی اور ترکوں سے برسرپیکار ہوئے تمام بین الاقوامی اصول و قانون پس پشت ڈال کر مانٹین گرو (State of Montenegro) جیسی چھوٹی سی سلطنت نے ترکی کے ساتھ جنگ شروع کردی۔ مگر یورپ کی تمام بڑی بڑی طاقتیں تماشہ دیکھتی رہیں اور ترک چاروں طرف سے جنگ کی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ ستم ظریفی یہ تھی کہ بلقانیوں کی فتوحات چند یورپین حکومتوں کے نزدیک ہلال پر صلیب کی فتح تھی۔ حتیٰ کہ وزیراعظم برطانیہ نے جن کی رعایا میں دس کروڑ مسلمان آباد ہیں سالونیکا (Salonica) کی فتح پر مسرت کا اظہار کیا اور وجہ مسرت یہ بتلائی کہ یہ وہ دروازہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے عیسائیت یورپ میں داخل ہوئی پہلی بار یورپ سے یہ صدا بلند ہوئی کہ ترکوں کو یورپ سے چلے جانا چاہئے۔ ترکوں کی خطا یہ تھی کہ وہ مسلمان تھے۔

اب لندن میں گفتگوئے مصالحت شروع ہوئی ہے اور عدل و انصاف کا وہ تمسخر خیز ناٹک کھیلا جا رہا ہے کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔[21]

دوسری نشست 23 مارچ 1913ء کو تین بجے سہ پہر شروع ہوئی۔ اس میں مسلم لیگ کے قواعد و ضوابط پر بحث ہوئی جس کے بعد مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

وقف ایکٹ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس وقف علی الاولاد بل 1913ء کی منظوری پر اظہار تشکر کرتا ہے جس کے تحت مسلمانوں کو ان کے مذہبی ادارہ وقف سے متعلق پرسنل قانون کے تمام مفادات دوبارہ حاصل ہوں گے۔ اس ایکٹ کے ذریعے وہ بھی ختم ہو جائے گا جو مسلم مفادات پر کافی عرصہ سے ضرب لگا رہا تھا۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ پریوی کونسل کے سید امیر علی اور شمس العلماء شبلی نعمانی کی مخلصانہ مساعی کی تعریف کرتی ہے اور خصوصاً محترم جناب ایم۔اے۔ جناح کو بہت مبارکباد پیش کرتی ہے جنہوں نے اس

ایکٹ کو مرکزی قانون ساز کونسل سے نہایت کامیابی اور ماہرانہ انداز سے منظور کرایا۔ یہ اجلاس حکومت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جس نے قانون کی اس کی موجودہ صورت میں تائید کی اور منظور کیا۔

مقدونیہ میں قتل عام

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس انگلستان کی برطانوی حکومت اخبارات میں غیر جانبدار ملکوں کی مختلف ذرائع سے مقدونیہ میں قتل عام سے متعلق شائع ہونے والی خبروں کی طرف توجہ دلاتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ برطانوی قوم کی دیانت اور صداقت کی اُن روایات کے رابطہ سے جو وہ دوسری اقوام سے برتی ہے برطانوی وزارت خارجہ بلقان کے حملہ آوروں مقدونیہ کے مسلمانوں کے قتل عام کو روکنے کے لئے ضروری اقدام کرے۔ ایسا اقدام برطانوی قوم کے جذبۂ انسانیت اور انصاف کے عین مطابق ہوگا۔

یہ اجلاس ترک عوام کے خلاف اتحادیوں کی ظالمانہ کارروائی پر شدید افسوس کا اظہار کرتا ہے اور عیسائی یورپ کے اس بارے میں رویہ پر بھی اپنے شدید غم وغصہ کا اظہار کرتا ہے۔ اس جنگ اور رویہ کا واحد مقصد یہ ہے کہ یورپ میں مسلم اقتدار اور سلطنت عثمانیہ کے استحکام اور قدرومنزلت کو ختم کیا جائے۔ مسلم لیگ برطانوی حکومت کے وزراء کی طرف سے ترکی کے خلاف بلقان ریاستوں پر ظالمانہ جنگ کی حمایت پر بھی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہے۔

مسئلہ فارس

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ایران (پرشیا) میں روسی فوج کے ظلم اور زیادتی سے پیدا شدہ عدم استحکام اور مسلمانوں کے شدید غم وغصہ کے تناظر میں برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر روس کو شمالی ایران سے اپنی فوج نکالنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرے تاکہ ایرانی لوگوں کو کسی بیرونی مداخلت کے بغیر اپنی نجات (مستقبل) بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کا موقع مل جائے۔

آئی اے ایس کے لئے بھرتی

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ رائے ہے کہ انڈین سروس میں حصول ملازمت کے مقابلہ کے امتحان کے سلسلے میں انگلستان میں منعقد ہونے پر برطانوی حکومت کے ہندوستانی امیدواروں کی بہت زیادہ حق تلفی ہوتی ہے۔ یہ اجلاس اُمید کرتا ہے کہ رائل پبلک سروس کمیشن سول سروس میں حصول ملازمت کے لئے کوئی ایسا نظام وضع کرے گا جس کے ذریعہ ہندوستان اور برطانیہ کے

شہریوں (اُمیدواروں) کے لئے مناسب سہولت فراہم کی جائے گی۔

انتظامیہ اور عدلیہ میں علیحدگی

انتظامیہ اور عدلیہ میں علیحدگی کے سلسلہ میں ہندوستان کے تمام لوگوں کے مسلسل اور متفقہ مطالبہ کے پیش نظر آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ موقف ہے کہ حکومت اس اہم مسئلہ پر فوری اقدامات کرے تا کہ جلد سے جلد یہ مسئلہ حل ہو سکے۔

انڈین سول سروس

آل انڈیا مسلم لیگ عدالتی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے یہ بات ضروری سمجھتی ہے کہ انڈین سول سروس کی ایک علیحدہ جوڈیشل (عدالتی) برانچ قائم کی جائے جو باقاعدہ سروس کی شکل میں ہو جس کے لئے بار کے نمائندوں میں سے ارکان منتخب کئے جائیں۔

فرقہ وارانہ (کمیونل) نمائندگی

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ ایک سوچی سمجھی رائے ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے مفاد کے پیش نظر کہ فرقہ وار (کمیونل) نمائندگی کے اصول کو خودمختار سرکاری اداروں پر بھی نافذ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کی میونسپل (بلدیاتی) اداروں اور ڈسٹرکٹ (اضلاعی) بورڈوں میں مناسب اور موثر نمائندگی کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں جیسا کہ امپیریل (مرکزی) اور صوبائی قانون ساز کونسلوں میں اس اصول پر عمل کرنے کے لئے تجویز دی گئی ہے۔ ایسے اقدامات ان سرکاری اداروں کی بہتر کارکردگی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔

فرقہ وارانہ ہم آہنگی

آل انڈیا مسلم لیگ اپنے اس پختہ عزم کا اظہار کرتی ہے کہ ہندوستانی عوام کے بہتر مستقبل اور ترقی کے لئے ان کے مختلف فرقوں میں باہمی تعاون اور ہم آہنگی ہو اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور بڑھانے کی تمام شرپسند کوششوں کی بھرپور مذمت کرتی ہے۔ مسلم لیگ اُمید کرتی ہے کہ دونوں فرقوں کے رہنما وقتاً فوقتاً ملاقاتیں کریں گے تا کہ دونوں فرقوں کے عوام کے درمیان ماضی کے بہتر تعلقات کا اعادہ کیا جائے اور توقع رکھتی ہے کہ یہ رہنما عوامی فلاح و بہبود کے لئے متحدہ اور مضبوط اقدامات اختیار کرنے کا طریق کار بھی وضع کریں۔

جلسہ کے صدر شکریہ کے ساتھ اجلاس برخواست کر دیا گیا۔[22]

قائداعظمؒ کی آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت

(10 اکتوبر 1913ء)

قائداعظم محمد علی جناح اب تک مسلم لیگ سے الگ رہے تھے کیونکہ اس کے مقاصد قطعاً فرقہ وارانہ تھے لیکن 1912ء کے اجلاس میں وہ شریک ہوئے اور اُنہوں نے تقریر بھی کی۔ اُنہوں نے یہ بھی مناسب سمجھا کہ مسلم لیگ کے آئین میں مجوزہ تبدیلیوں کی حمایت کریں کیونکہ اس طرح کانگریس اور مسلم لیگ کے مقاصد میں آہنگی پیدا ہو سکتی تھی۔ کانگریس کا مقصد ساری قوم کی بھلائی اور ترقی تھا اور محمد علی جناحؒ اس مقصد سے پوری طرح متفق تھے۔''

واضح رہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس جو سر آغا خان کی صدارت میں بانکی پور 31 دسمبر 1912ء کو منعقد ہوا اور جس میں مسلم لیگ کے دستور اساسی میں نظر ثانی کی گئی اس کی تفصیل قبل ازیں پیش ہو چکی ہے۔ نیز 1913ء کے اوائل میں محمد علی جناحؒ کو ایک اور کامیابی نصیب ہوئی (اس کا ذکر ہو چکا ہے)۔ 1911ء میں اُنہوں نے ''مسلم اوقاف'' کو قانونی حیثیت دینے کے لیے ایک بل کونسل میں پیش کیا تھا' 1913ء میں اُنہوں نے اپنی قانونی قابلیت اور زبردست قوت استدلال کی مدد سے یہ بل منظور کروالیا اور 7 مارچ 1913ء کو وائسرائے نے بھی اس کی توثیق کردی۔ یہ قانون مسلمانوں کے لیے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔''

آل انڈیا مسلم لیگ کا چھٹا سالانہ اجلاس قیصر باغ لکھنؤ کے تاریخی ہال میں میاں محمد شفیع کی زیر صدارت 22 تا 23 مارچ' 1913ء میں منعقد ہوا۔ قرب وجوار سے سینکڑوں افراد شریک ہوئے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس اجلاس میں بشن نرائن دھر' مسز سروجنی نائیڈو اور محمد علی جناحؒ' جو ابھی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے تھے' بطور مہمان شریک ہوئے۔ محمد علی جناحؒ نے وقف بل قانون محمدی ﷺ کے اجراء کے سلسلے میں جو شاندار خدمات انجام دیں ان کے اعتراف میں مندرجہ ذیل قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ مسلمان وقف ویلیڈیٹنگ ایکٹ (Wakf Validating Act) 1913ء کی مرکزی کونسل سے منظوری پر اظہار تشکر کرتی ہے جس کے ذریعے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے مذہبی

اوقاف سے متعلق پرسنل قانون (۱۱ء) کے نفاذ سے خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور وہ قانونی سقم دور ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ کافی عرصہ سے نقصان اٹھا رہے تھے۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ محترم سید امیر علی رکن پریوی کونسل اور مولانا شبلی نعمانی کی گرانقدر خدمات اور عزت مآب ایم اے جناح کی امپیریل قانون ساز کونسل میں ماہرانہ وکالت اور قابلیت کے ساتھ بل کی منظوری پر ان سب کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتی ہے اور حکومت کی طرف سے اس قانون کی تائید اور منظوری پر بھی شکریہ ادا کرتی ہے۔

چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ نے اب ایک ترقی پذیر پالیسی اور معتدل دستور اساسی منظور کر لیا تھا جسے آخری شکل دینے کے لیے محمد علی جناحؒ کا خاصا عمل دخل تھا اس بنا پر سید وزیر حسن سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ اور مولانا محمد علی جوہر کی خصوصی درخواست پر محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کی رکنیت قبول کر لی۔ اس سلسلے میں اے اے رؤف حقیقت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اب جب کہ مسلم لیگ نے اپنی ایک فارورڈ پالیسی اور نیا ترقی پسند (Advanced) دستور تیار کر لیا چونکہ ان مسودات کی تیاری میں مسٹر جناح کا بڑا حصہ تھا اس لئے اب مسٹر جناحؒ کی مسلم لیگ میں شمولیت کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ مسلم لیگ کے دو اہم رہنما مولانا محمد علی (جوہر) اور سید وزیر حسن نے مسٹر جناح کو مسلم لیگ میں شامل ہونے پر رضامند کر لیا۔ چنانچہ 1913ء سال کے اختتام پر مسٹر جناح لیگ میں شامل ہو گئے اور اس کے بعد وہ عمر بھر اسی جماعت میں رہے۔

اس بات کا بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے اپنے احباب مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن کی درخواست اور ترغیب پر اپنے لندن میں مختصر قیام کے دوران مسلم لیگ کی رکنیت کے لیے درخواست دی۔ یہ دونوں لیڈر مسجد کانپور کے حادثے کے ضمن میں ایک وفد کی حیثیت میں حکومت برطانیہ اور لندن میں مقیم مسلمان زعماً سے گفت وشنید کے سلسلے میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ قائد اعظمؒ بھی ان دنوں لندن میں تشریف رکھتے تھے۔ اس ضمن میں جناب ایم ایچ سید لکھتے ہیں:

1913ء کے موسم خزاں میں جب ہندوستان روانہ ہونے کے موقع پر مسٹر جناحؒ کو آل انڈیا مسلم لیگ کا باقاعدہ رکن منتخب کر لیا گیا' اس موقع پر مولانا محمد علی اور سید وزیر حسن بھی مسلم لیگ کے کسی کام کے سلسلہ میں انگلستان میں موجود تھے جن کی خواہش اور زور دینے پر مسٹر جناح نے یہ اہم فیصلہ کیا' ایک سادہ مگر پروقار تقریب میں انہوں نے یہ عہد کیا کہ مسلم لیگ اور ہندوستانی مسلمانوں کے مفاد سے وفاداری

کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ وہ کبھی بھی اور کسی صورت میں ہندوستان کے قومی مفاد کے منافی کوئی قدم اُٹھائیں گے کیونکہ اس وفاداری کے لئے مسٹر جناحؒ نے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے مندرجہ ذیل درخواست تحریر کی۔

بہر حال قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کی رکنیت کے لیے لندن میں قیام کے دوران 10 اکتوبر 1913ء کو مسلم لیگ کے آئین کی شق نمبر 4 اور قواعد وضوابط کی روشنی میں مندرجہ ذیل درخواست تحریر فرمائی جس پر مالابار ہل بمبئی کا پتہ درج فرمایا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن نے کفیل کی حیثیت سے تجویز کنندہ اور تائید کنندہ دستخط ثبت کیے۔

جناب اعزازی سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ

جناب عالی! میں آل انڈیا مسلم لیگ کا رکن منتخب ہونا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے منتخب کیا جاتا ہے تو میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط کا پابند رہوں گا جیسا کہ لیگ کے دستور میں درج ہے۔

10 اکتوبر 1913ء

دستخط ایم اے جناح

مالابار ہل بمبئی-40

آل انڈیا مسلم لیگ کی رکنیت کے ضمن میں سٹینلے والپرٹ کا بیان ہے:

''چندرہ ماہ بعد وہ لکھنؤ گئے اور مسز سروجنی نائیڈو کے ساتھ لیگ کے بڑے اجلاس میں بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی۔ اس اجلاس میں مسلم لیگ کے لیے زیادہ معتدل منشور منظور کیا گیا۔ اس موقع پر صدر جلسہ میاں محمد شفیع نے نیا دستور پیش کرتے ہوئے کہا تھا: ''میں یہ خیال کرنے میں اپنے معزز دوست مسٹر محمد علی جناحؒ سے پوری طرح متفق ہوں کہ کونسل کے تجویز کردہ طریق کار کے علاوہ کسی اور طریق کار کو اپنانا دانش مندی نہیں ہوگی۔''

لیگ کی پہلی قرارداد کے ذریعے مسلم اوقاف کے مجوزہ قانون کو مرکزی مجلس دستور ساز سے منظور کرانے پر مبارکباد دی گئی تھی۔ ایسے پرتپاک خیرمقدم کو دیکھ کر قائداعظمؒ ان اپیلوں کو رد نہ کر سکے جو ان سے مسلم لیگ میں شمولیت کی خاطر بار بار کی جارہی تھیں۔ اس سلسلے میں مسلم لیگ کے سیکرٹری سید وزیر حسن اور

پان اسلام ازم تحریک کے سرکردہ لیڈر تیز روزنامہ کامریڈ کے مدیر مولانا محمد علی جوہر نے اسی سال لندن میں ان سے ملاقات کی اور قومی مقاصد کے جلد حصول کے لیے مسلم لیگ میں شامل ہونے پر زور دیا تھا چنانچہ آپ نے 1913ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی تاہم اس پیشگی شرط کا اظہار کیا:

''مسلم لیگ اور ''مسلم مفادات'' سے میری وفاداری کسی طرح اور کسی وقت اس بڑے قومی مقصد سے بے وفائی کا موجب نہیں بنے گی جس کے لیے میری زندگی وقف ہے''

مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد قائد اعظم محمد علی جناحؒ کا کردار

مسلم لیگ کے بہت سے بانیوں کا یہ خیال تھا کہ یہ جماعت کانگریس کے حریف کی حیثیت سے کام کرے گی لیکن قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ میں شریک ہوتے ہی نقطۂ نظر بدل دیا۔ وہ مسلم لیگ کے اس لیے حامی تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ نا انصافی نہ ہونے پائے اور کانگریس کے اس لیے وفادار تھے کہ یہی جماعت تمام اقوامِ ہند کو اپنے ساتھ ملا کر منزل حریت تک رہنمائی کر سکتی تھی۔ وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر کانگریس کے فضائل و مناقب بیان کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کے دل کانگریس سے صاف ہوں اور بدظنی خوش فہمی میں بدل جائے اور کانگریس کے پنڈال میں وہ مسلم لیگ کی خصوصیت اور اہمیت بیان کرتے تھے تاکہ کانگریسی لیڈروں کے دل مسلم لیگ سے صاف ہو جائیں وہ اسے غدار ملک جماعت نہ سمجھیں بلکہ اپنی طرح مخلص اور محبِ وطن سمجھیں۔ بقول مسز سروجنی نائیڈو ''وہ درمیانی (Cross-Bencher) کا کام دے رہے تھے۔''[23]

آل انڈیا مسلم لیگ ساتواں اجلاس

بمقام آگرہ-30،31دسمبر1913ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا ساتواں اجلاس30 '31دسمبر کو آگرہ کے بیپٹسٹ (Baptist) مشن سکول کے احاطہ میں وسیع اور خوبصورت پنڈال میں منعقد ہوا پانچ ہزار سے زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کی اس میں گنجائش تھی ہندوستان کے مختلف مقامات سے قریب قریب ہر زاویہ خیال کے لوگ موجود تھے سید آل نبی چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے خطبہء استقبالیہ پیش کیا۔[24] بعد ازاں انہوں نے صدر جلسہ جناب سر ابراہیم رحمت اللہ سے درخواست کی کہ وہ صدارتی خطبہ پیش کریں۔ صاحب صدر نے فرمایا:

''میں اس اجلاس کو فال نیک سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اپنے اپنے اختلافات ختم کر کے کسی متفقہ فیصلہ پر پہنچ جائیں گے تا کہ مسلمانوں کی سیاسی ترقی ہو سکے۔ اختلاف کا ہونا بالکل ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں جس میں بعد میں ترمیم یا تنسیخ نہ ہو سکے میں اختلافات کی ہمیشہ قدر کرتا ہوں۔ میری مخلصانہ اورعقیدتمندانہ اپیل ہے کہ بحث ذاتیات اور فرقہ بندی کے خیال سے نہ ہو۔ اور جو بھی فیصلہ اکثریت سے ہو جائے اسے اقلیت کو بھی فوجی قانون کی طرح عمل میں لانا چاہئے۔ میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وسعت نظر اور رواداری سے کام لیں''۔

''کانپور کی مسجد کے دردناک سانحہ کا ذکر کرتے ہوئے صاحب صدر نے فرمایا:

گزشتہ چند ماہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے دل و دماغ کانپور کے ناخوشگوار واقعہ سے متاثر ہیں لیکن کسی حد تک ہماری فکروں کا خاتمہ ہو گیا ہے کہ وائسرائے صاحب نے دور اندیشی اور اعلیٰ سیاست سے کام لیکر معاملہ کو سلجھادیا ہے ...... تاہم وقت کے تاثرات اپنی جگہ پر ہیں اور ہمارے لئے باعث عبرت ہونا چاہئیں۔ اس سے ہمیں اپنے جماعتی نظام کے درست کرنے میں بہت کچھ مدد ملے گی''۔

حکام کے رویہ پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

''حکام کا رویہ تحکمانہ اور استبدادانہ ہے۔ کاش کہ ہندوستان کا معاملہ ہندوستانیوں کے نقطہ نظر ہی سے طے کیا جاتا تو شاید اتنی بے چینی پیدا نہ ہوتی۔ بدقسمتی سے کسی انتظام کے متعلق کوئی بھی افسر یک طرفہ

فیصلہ کرلیتا ہے خواہ وہ ہمارے نقطۂ نظر سے کتنا ہی مضرت رساں کیوں نہ ہو۔ مگر اوپر کے تمام افسروں کی یہ پالیسی ہوتی ہے کہ اسی یک طرفہ فیصلہ کی تائید کی جائے۔ اگر کونسل میں اس کے خلاف تنقید کی جاتی ہے تو جواب یہی ملتا ہے کہ فیصلہ واجبی ہے اور حکومت اسے اپنے وقار کے خلاف سمجھتی ہے کہ فیصلہ کو مسترد کرے اور اگر باہر سے ایجی ٹیشن کیا جائے تو کہا جاتا ہے کہ چند لوگ ہیں جو شرارت کررہے ہیں۔

یہی بے چینی کی بنیاد ہے اور اسی وجہ سے عدم اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ چند انگریز مدبرین کا خیال ہے کہ ایجی ٹیشن سے اگر حکومت مرعوب ہوکر فیصلہ بدل دیا کرے تو حکومت کا وقار قائم نہیں رہ سکتا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کانپور کی مسجد کے سلسلے میں لارڈ ہارڈنگ صاحب نے مسلمانانِ ہند کے ایجی ٹیشن سے متاثر ہوکر صحیح فیصلہ کیا اور پہلے فیصلہ کے خلاف کیا تو کیا حکومت کا وقار کم ہوگیا۔ بلکہ میں کہوں گا کہ اس دانشمندانہ فعل سے مسلمانوں کو لارڈ ہارڈنگ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ میں گورنمنٹ آف انڈیا کو مشورہ دوں گا کہ وہ ایک مستقل قانون بنالے کہ جب کبھی فائرنگ ہو اس کے بعد فوراً ہی ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر ہو جائے جس میں اکثریت غیر سرکاری ہندوستانیوں کی ہو یہ کمیشن شہادتیں قلمبند کرے اور بتلائے کہ کن اسباب کے ماتحت فائرنگ کا حکم دیا گیا تھا''۔

سول سروس کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے صدر نے فرمایا:

''ہندوستان میں جو سول سروس میں ملازم ہوکر آتے ہیں ان کے لئے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آئی سی ایس کے معنی ہندوستان کے ملازم کے ہیں۔ وہ ہندوستان میں خدمت کرنے کے لئے خواہ وہ ملازمت میں ہوں یا پنشن پر جہاں بھی وہ ہوں ہندوستان کے نمک خوار رہیں گے اور ہندوستان کی خدمت کا جذبہ ان کے دل و دماغ پر کارفرما رہنا چاہئے۔

جہاں تک جنگ بلقان اور برطانیہ کی پالیسی کا تعلق ہے۔ صدر جلسہ نے واضح کیا کہ جنگ بلقان شروع ہوتے ہی سرایڈورڈ گرے وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ اگر ترکوں اور بلقانیہ میں جنگ ہوگئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک حکومت دوسری حکومت کا حصہ فتح کرے تو اسے فتح شدہ حصہ رکھنے کا حق نہ ہوگا۔ سٹیٹس کو قائم رکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ خیال تھا کہ ترک بلقان کو فتح کرلیں گے۔ بدقسمتی سے ہوا کا رخ بدل گیا اور ترکوں کا ملک فتح ہوگیا۔ بجائے اس کے کہ وزیر خارجہ اپنے شاہی اعلان پر قائم رہ کر ترکوں کو ان کا ملک واپس دلواتے انہوں نے فوراً دوسرا اعلان نکالا کہ فاتحین سے ان کی فتح کا ثمرہ چھینا نہیں جاسکتا۔ مسلمان

کیسے برطانیہ کی اس پالیسی کی تعریف کر سکتے ہیں۔ ہم یہ کہنے کے لئے مجبور ہیں کہ ترکوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ برطانیہ نے صرف ترکوں اور خلافت کیساتھ نا انصافی نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ دشمنی کا ثبوت دیا۔ باوجود ان تمام باتوں کے کیا مسلمانانِ ہند نے کوئی فعل ایسا کیا جو وفاداری کے خلاف ہو۔ یہ صرف ان کی عالی ہمتی کی دلیل تھی۔

عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی پر تبصرہ کرتے ہوئے صدر نے فرمایا:

''ہندوستان کی ہر سیاسی جماعت کا مطالبہ ہے کہ یہ دونوں شعبے علیحدہ کر دیئے جائیں مگر افسوس ابھی تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ایک چیز قابل غور ہے کہ گزشتہ موقعہ پر جب امپیریل کونسل میں یہ تجویز پیش ہوئی اور اس پر رائے لی گئی تو ہر ہندوستانی نمائندے نے اس کی حمایت کی۔ مگر سرکاری اکثریت سے تجویز مسترد کر دی گئی اگر یہ سچ ہے کہ نمائندے پبلک کے منتخب کردہ نمائندے ہیں تو پھر ان کی متفقہ خواہش کو پورا کرنا حکومت کا فرض ہے۔ مجلس قانون ساز کے معنی مشاورتی کمیٹی کے نہیں بلکہ اسے اختیار ہو کہ ہر نئے قانون کو منظور یا نامنظور کر سکے۔ اور ہر پرانے قانون کو ترمیم یا منسوخ کر سکے''۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ:

''میں اپنے ہندو بھائیوں کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود اسکے کہ ہم نے جداگانہ انتخاب حاصل کر کے قوم و ملت کی خدمت اپنی وضع سے کی مگر کبھی کسی ملکی سوال میں ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ مسلم لیگ کے گزشتہ اجلاس کی کارروائی اور قراردادوں کو ملاحظہ کیجئے۔ آپ کو سوائے اس کے کچھ نہیں معلوم ہوگا کہ وہی تجویزیں کانگرس نے بھی پاس کی ہیں۔ ہم علیحدہ رہ کر وہی کرنا چاہتے ہیں جو کانگرس کر رہی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں''۔

ابراہیم رحمت اللہ نے لندن مسلم لیگ کی حقیقت حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں آخر میں آپ لوگوں کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی جو شاخ لندن میں کام کر رہی تھی اور جس کی رہنمائی ہمارے واجب الاحترام بزرگ سید امیر علی صاحب فرما رہے تھے اس کے باہمی اختلافات دور ہو گئے۔ ہم ممنون ہیں سر آغا خان صاحب کے جنھوں نے غلط فہمیاں رفع کر دیں اور آپس میں میل و محبت قائم ہو گیا۔

لیکن نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ لندن کے اخبارات ہندی مسلمانوں کیخلاف نت نئے

الزامات تراش رہے ہیں۔ کبھی ہمیں باغی کہا جاتا ہے کبھی ہمیں برطانیہ کا دشمن بتایا جاتا ہے۔ مگر میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ میں ہر منصف مزاج انگریز کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ثابت کرے کہ مسلم لیگ نے کبھی کوئی ایسا ایجی ٹیشن کیا ہو جو قانون کے حدود سے باہر ہو۔

دوسری نشست

دوسری اور تیسری نشست ڈھائی بجے دوپہر شروع ہوئی اور جو صرف قراردادوں اور بحث و تمحیص کے لیے مخصوص تھیں۔ ان نشستوں میں جو قراردادیں منظور کی گئیں ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

-1 لیگ کے دستور کی دفعہ 124 کے ماتحت مسلم نیشنل فنڈ قائم کیا جائے اور اس سرمایہ سے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا تحفظ اور سیاسی ترقی کے انتظامات کیے جائیں۔ اس مقصد کیلئے مختلف صوبوں کے رہنماؤں پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی۔

-2 پریس ایکٹ کی فوری منسوخی کی غرض سے حکومت سے مطالبہ کیا جائے۔ یہ تجویز میاں محمد شفیع نے پیش کی اور مولانا محمد علی نے تائید کی۔

مرزا سمیع اللہ کی تائید مزید سے بالاتفاق رائے منظور کی گئی۔

-3 مولانا ابوالکلام آزاد اور سید عبدالودود بریلوی نے نواب وقار الملک کی تحریری قرارداد پیش کی جس میں نواب صاحب نے مولانا محمد علی اور سید وزیر حسن صاحبان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا تھا۔ شرکاء اجلاس نے اس سے کلی اتفاق کیا اور نواب صاحب کے بھیجے ہوئے ہار مولانا ابوالکلام نے مولانا محمد علی اور سید وزیر حسن کو پہنائے۔

-4 مولوی رفیع الدین بیرسٹر پونا نے تجویز پیش کی کہ لوکل کونسلوں میں جداگانہ انتخاب کا طریقہ رائج کیا جائے۔ مولانا محمد علی نے ترمیم پیش کی کہ یہ تجویز ایک سال کے لئے ملتوی کر دی جائے۔ محمد علی جناح اور مولوی مظہر الحق نے اس ترمیم کی پرزور تائید کی اور سید رضا علی نے ترمیم کی مخالفت کی۔ طویل بحث و مباحثہ کے بعد رائے شماری میں بنیادی تجویز کثرت رائے سے منظور ہوگئی۔

-5 تجویز کیا گیا کہ ہندوستانیوں کو فوج میں اعلیٰ عہدے تفویض کیے جائیں جو متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

-6 تمام چیف کورٹوں کو ہائی کورٹ بنا دیا جائے۔

-7 مولانا محمد علی کی تجویز اور مولوی فضل الحق (بنگال) کی تائید سے متفقہ طور پر منظور ہوا کہ یوپی اور

پنجاب میں ایگزیکٹو کونسل قائم کی جائیں۔

8- میاں فضل حسین بیرسٹر لاہور نے تجویز کیا کہ جو متفقہ طور پر منظور کیا گیا کہ مسلمانوں کیلئے اوقاف کی املاک اور ان کے حساب کتاب کی جانچ پڑتال کیلئے لیگ کی ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی جائے۔

9- مولوی فضل الحق نے تجویز کیا کہ مسلم لیگ کی جانب سے عید الاضحیٰ کے موقع پر فیض پور نیز دیگر مقامات پر ذبیحہ گاؤ کے مسئلہ پر مقامی حکام نے بے جا مخالفت کر کے مسلمانوں کو قربانی کے فریضہ دینی سے روکا گیا۔ حکومت سے اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا جائے اور تجویز کیا گیا کہ اس قسم کے معاملات میں فیصلہ دونوں قوموں کے باہمی مشورے سے طے کیا جائے اور سرکاری حکام کی ان میں مداخلت قطعاً روا نہ رکھی جائے۔ تجویز بالاتفاق رائے منظور ہوئی۔

10- مسلم لیگ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قانونی طور پر عبادت گاہوں کا تحفظ لازمی قرار دیا جائے۔

11- محمد علی جناح نے تجویز پیش کی کہ سیکرٹری آف سٹیٹ کی کونسل میں حسب ذیل تبدیلیاں کی جائیں۔

(الف) سیکرٹری کی تنخواہ انگریزی گریڈ کے تخمینہ کے مطابق مقرر کی جائے۔ (ب) کونسل کے نصف ممبر انتخاب کے ذریعے مقرر ہوں۔ (ج) نامزد ممبروں میں سے نصف غیر سرکاری ہوں۔ (د) بقیہ نصف سرکاری ممبر ایسے ہوں جو کم از کم دس سال ہندوستان میں ملازم رہ کر ملکی حالات سے کماحقہ واقفیت اور دلچسپی و ہمدردی رکھتے ہوں۔ (ہ) اختیار کے لحاظ سے پہلے کونسل مشاورتی انتظامی ہو یا (و) ممبروں کے عہدے کی میعاد پانچ سال سے زیادہ نہ ہو۔ تمام قراردادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔[25]

تیسری نشست کے آخر میں انتخابات عمل میں آئے جن کی تفصیل من وعن پیش کی جاتی ہے۔

انتخابات

آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری سید وزیر حسن کی تحریک مندرجہ ذیل رہنماؤں کو مسلم لیگ کے عہدیدار منتخب کیا گیا محمود آباد کے عزت مآب راجہ سر محمد علی خاں کے سی آئی اے جہانگیر آباد کے راجہ تصدق رسول خاں کے سی ایس آئی۔ نواب عبدالمجید سی آئی ای بار ایٹ لاء۔ نواب وقار الملک بہادر نواب فتح علی خان قزلباش سی آئی ای۔ خان بہادر میاں محمد شفیع بار ایٹ لاء۔ خان بہادر نواب سید نواب علی

چوہدری ٹرنس غلام محمد' کیپٹن ملک عمر حیات خاں سی آئی ای' ایم وی او' سر کریم بھائی ابراہیم بارایٹ لاء' مسٹر فضل بھائی کریم بھائی ابراہیم کے سی آئی ای' خان بہادر ایچ ایم' ملک عبدالعزیز بارایٹ لاء' عبدالکریم' عبدالشکور جمال' حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں' ہز ہائی نس سر سلطان محمد شاہ آغا خاں'۔

سید وزیر حسن نے اعلان کیا کہ سر آغا خاں آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں سید صاحب کو جناب سر آغا خاں نے لندن میں جو خط دیا تھا وہ انہوں نے اجلاس میں پڑھ کر نہیں سنایا بلکہ اس استعفیٰ کو مسلمانوں کے لئے ایک بڑا صدمہ قرار دیا۔

سر ابراہیم رحمت اللہ نے کہا کہ اگر چہ یہ استعفیٰ مسلمانوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے لیکن سر آغا خاں کے فیصلہ کو رد نہیں کیا جا سکتا اور اجلاس کو اسے منظور کرنا پڑے گا لیکن اس کے باوجود انہوں نے سر آغا خاں موصوف سے اپیل کی کہ وہ اپنا استعفیٰ اجلاس میں پیش نہ کریں اور مسلم لیگ کے قواعد میں تبدیلی تک صدارت کے فرائض سرانجام دیتے رہیں۔

سر آغا خان نے فرمایا کہ وہ مجوزہ وقت تک صدر کے عہدہ پر کام کرتے رہیں گے اور کسی صورت میں بھی مسلم لیگ سے علیحدہ نہیں ہوں گے اور نائب صدر کے طور پر کام کرتے رہیں گے۔ آخر میں انہوں نے استقبالیہ کمیٹی کے صدر ارکان مسلم لیگ کے رضا کاروں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ان سب نے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کئے۔

محمود آباد کے راجہ سر محمد علی خاں نے صدر کے لئے ''شکریہ کا ووٹ'' تجویز کیا۔ صدر مسلم لیگ ہز ہائی نس آغا خاں نے جواب میں کہا کہ جب انہوں نے صدارت کا عہدہ سنبھالا تو انہیں اس اہم ذمہ داری کو نبھانے کا پورا احساس تھا انہوں نے کہا کہ کچھ لوگوں نے مجھے بتایا تھا کہ مسلم لیگ کے ارکان اجلاس میں آپس میں لڑیں گے لیکن جب میں یہاں آیا تو میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی اور مسلم لیگی ارکان کو اپنے فرائض ادا کرنے میں مستعد پایا۔ اختلاف رائے کوئی بری چیز نہیں بلکہ (معاملات طے کرنے کے لئے) یہ ایک صحت مند رجحان ہے۔ انہوں نے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے دعا کی سر آغا خاں اور راجہ محمود آباد کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اجلاس ساڑھے ساتھ بجے شام ختم ہو گیا[26]۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا آٹھواں سالانہ اجلاس

بمقام بمبئی 30 دسمبر 1915ء تا یکم جنوری 1916ء

مسلم لیگ کے آٹھویں سالانہ اجلاس کی پہلی نشست بمبئی میں 30 دسمبر 1915ء کو دو بجے دوپہر منعقد ہوئی۔ یہ اجلاس ہر لحاظ سے تاریخی اور قابل ذکر تھا۔ مسلم لیگ کا یہ اجلاس غیر معمولی حیثیت اور اہمیت کا حامل تھا۔ کیونکہ اس میں پہلی بار لیگ اور کانگرس کے اکابرین اور راہنما شریک ہوئے تھے اور مسلمان اور ہندو تمام اختلافات نظر انداز کر کے اشتراک عمل کر رہے تھے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سال مسلم لیگ کے پنڈال کے دروازے ایک کتبہ آویزاں تھا جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے بے مثال تھا۔ کتبے کی عبارت یہ تھی۔

"اتفاق میں طاقت ہے۔"

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور آنریبل عبدالحسین آدم جی پیر بھائی صدر استقبالیہ کمیٹی نے خطبہ استقبالیہ پڑھا جس میں جناب صدر اور مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور ملکی اتحاد پر دونوں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو ہدیہ تبریک پیش کر کے مسرت کا اظہار کیا اس کے بعد سید وزیر حسن سیکرٹری لیگ نے مولانا محمد علی جوہر کا تار پڑھ کر سنایا جس میں مولانا نے عدم شرکت پر معذرت اور افسوس کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد پر مسرت و مبارکباد پیش کی تھی۔ صدر اجلاس جناب مظہر الحق نے اپنے صدارتی خطبہ میں سب سے پہلے مندرجہ ذیل اکابرین ملت کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کر کے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی۔

خواجہ الطاف حسین حالی، نواب سر خواجہ سلیم اللہ، میجر سید حسن بلگرامی، خواجہ غلام الثقلین، سر آدم جی پیر بھائی (والد ماجد آنریبل عبدالحسین آدم جی) ان کے علاوہ مسٹر گوکھلے اور سر فیروز شاہ مہتہ کی موت پر بھی اظہار افسوس کیا گیا اس کے بعد جناب صدر نے ملکی اتحاد پر مسرت کا اظہار کر کے حالات حاضرہ پر مبنی اہم امور کا ذکر کیا اور جلسہ دوسرے روز کیلئے ملتوی ہو گیا۔[27]

افتتاحی اجلاس کے بعد دوسری نشست 31 دسمبر کو منعقد ہوئی جبکہ تیسری نشست یکم جنوری

1916ء بروز ہفتہ صبح دس بجے تاج محل ہوٹل میں شروع ہوئی جس میں مندرجہ ذیل رہنماؤں نے شرکت کی سرآغا خان، مولانا حسرت موہانی، صاحبزادہ آفتاب احمد خان، سید ظہور احمد، نواب ذوالفقار علی خان، ملک برکت علی، میاں سر فضل حسین، مولانا ظفر علی خان۔ نواب سید نواب علی، شیخ غلام صادق، نواب نصیر حسین خان خیال، مولوی ابوالقاسم برادران، سید علی امام، مولوی فخر الدین، مسٹر عبدالعزیز خان بیرسٹر پشاور، حاجی عبدالشکور جمال، حاجی احمد ملا داؤد (رنگون برما)، دہلی سے مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خان اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری قابل ذکر تھے۔

مسلم لیگ کے اس اجلاس میں مندرجہ ذیل کانگرسی رہنما شریک ہوئے تھے۔

● سرایس۔ پی۔ سنہا صدر کانگرس ● آنریبل ڈنشا واچا (Dinshaw Wacha)

● سریندرناتھ بینر جی ● سر پی۔ ڈی۔ پٹنی ● مسز اینی بسنٹ ● مسز سروجنی نائیڈو ● پنڈت مدن موہن مالویہ ● رائے بہادر موڈولکر ● بی۔ جی۔ ہارنی مین ● ایم۔ کے۔ گاندھی

یہ بات توجہ طلب ہے کہ دوسری اور تیسری نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں۔

اجلاس کے شروع میں ایجنڈے کی کارروائی مختصر طور پر عمل میں لائی گئی۔

1- مسلمانان ہند کی برطانیہ سے وفاداری کا اظہار اس مطالبہ کے ساتھ کہ حکومت مسلمانوں کے جائز حقوق کی نگہداشت سے روگردانی نہ کرے۔

2- لارڈ ہارڈنگ کے میعاد عہدہ (وائسرائلٹی) میں توسیع کا مطالبہ

3- ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل جو اصلاحات کا مسودہ تیار کرے۔

4- لوکل باڈیز میں فرقہ وارانہ نمائندگی پر مسلمانوں کی آبادی کے تناسب کے مطابق منصفانہ عمل درآمد

مولانا حسرت موہانی پوائنٹ آف آرڈر کیلئے کھڑے ہوئے اور مطالبہ کیا کہ پہلے میری طرف سے تحریک التواء کا جو نوٹس دیا جا چکا ہے اس پر بحث کی جائے۔ مولانا کو اعتراض تھا کہ جب تک برطانیہ کی جانب سے ہمارے جائز حقوق کی مناسب نگہداشت کا یقین نہیں دلایا جاتا ہمیں وفاداری کے اعلان و اظہار کی تجویز منظور کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ وفاداری و خیر خواہی کے جذبات کا اظہار اور معاہدہ دوطرفہ ہونا چاہیے۔ صاحب صدر نے اس سلسلہ میں بتایا کہ چونکہ عرصہ قبل کمشنر کی جانب سے اس امر کی یقین دہانی کرائی جا چکی ہے اس لئے یہ قرارداد پیش ہونے اور منظور کیے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے علاوہ

ازیں قرارداد کو بھی فی الحال مشروط رکھا گیا ہے۔ اس تشریح کے ساتھ صدر کی رولنگ پر مولانا نے تحریک التوا واپس لے لی چنانچہ قرارداد بالاتفاق منظور ہو گئی۔ بعد ازاں صدر جلسہ نے مسٹر محمد علی جناح سے فرمائش کی کہ تشکیل کمیٹی (تجویز نمبر 3 کی تکمیل کیلئے) قرارداد پیش کریں۔

یکم جنوری 1916ء کو تیسرے روز کا اجلاس بجائے پنڈال کے تاج محل ہوٹل میں منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں لیگ کے اکابر و دیگر اراکین و اخباری نمائندوں کے علاوہ کسی اور کو داخلہ کی اجازت نہ تھی۔ اجلاس کے آغاز میں تلاوت کلام پاک کے بعد صاحب صدر نے دوسرے روز کے اجلاس میں ہنگامہ آرائی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ لیگ مسلمانوں کی عوامی جماعت ہے اس لئے جیسا کہ آپ حضرات کو بخوبی علم ہے کہ ابتداء ہی سے لیگ کا یہ دستور رہا ہے کہ ہر جلسہ میں ممبران کے علاوہ غیر ممبر مسلمانوں کو بطور مہمان داخلہ کی عام اجازت ہوتی ہے۔ لیکن جن لوگوں نے یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا وہ ایک خاص مقصد اور ارادے کے ماتحت آئے تھے۔ ہر چند کہ میں نے خدا اور رسول ﷺ کا واسطہ دے کر اور قرآن کریم کے نام پر اپیل کی۔ اس کے بعد یہ ہنگامہ انہیں از خود ختم کر دینا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ ہماری کوششیں کارگر ثابت نہ ہوئیں۔ کیونکہ آپ سب حضرات کو یہ معلوم ہے کہ وہ کون تھے اور ان میں مسلمانوں کے بھیس میں اور بھی کچھ لوگ شریک تھے میں سرکاری اعانت اور سرپرستی کا ہمیشہ مخالف رہا ہوں۔ لیکن اندیشناک صورت حال کے پیش نظر قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے پولیس کمشنر سے ہنگامہ آرائی ختم کرانے اور قابل اطمینان انتظام کرنے کو کہا بھی تھا اس کے باوجود اس نے صاف انکار کر دیا اس سے ہمیں حیرت ہے کہ سرکاری انتظامیہ کے یہ افسران اور ان کی یہ فوج پنڈال کے باہر کیوں جمع ہوئی؟ تاہم یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ محض تماشائی کے طور پر تعینات ہوئے تھے اور سارا انتظام تماشائی تھا۔ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہونی چاہیے کہ ہمارا کوئی مددگار نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اپنی ذات پر اعتماد کر کے مصروف عمل ہونا ہے چنانچہ آج کا اجلاس اسی مقصد کے تحت یہاں ہوٹل میں کیا گیا ہے کہ آئندہ کے ہر اجلاس سے غیر ممبروں اور مشکوک لوگوں کے داخلہ پر سختی سے پابندی عائد کرنا ضروری ہوگا۔ اس کے بعد مظہر الحق نے اپنی تقریر میں جن امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی ان کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

1- سالانہ اجلاس کی اہمیت اور ضرورت کا اظہار کر کے باقاعدگی سے اجلاس ہوتا رہے گا چونکہ جنگ عظیم کے بعد انگریزوں کے نقطہ نظر میں ہندوستان کے متعلق خاص تبدیلی واقع ہوئی ہے اور

ہندوستان میں جدید اصلاحات کے تحت نیا نظام رونما ہونے والا ہے اس لئے مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور ملی بقاء وارتقاء کیلئے لیگ کو زیادہ سے زیادہ ترقی کے اسباب مہیا کیا جانا لازم ہے۔

2- فرقہ وارانہ اتحاد کی اہمیت و افادیت کے لیے ضروری ہے کہ ہر گروہ اور فرقہ کے جذبات اور خصوصیات کا واضح طور سے اندازہ اور احساس ہو۔ مسلمان فاتحانہ تاریخ رکھتے ہیں ان کی قومی روایات بالکل بالکل جداگانہ ہیں قومی اور ملکی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرقہ کی طرف سے ایک ذمہ دار ادارہ نمائندگی کرے اور جو ان کے نقطۂ نظر کی صحیح ترجمانی کر سکے۔

3- ہنگامی قوانین پر تبصرہ وتنقید کرتے ہوئے صدر محترم نے فرمایا میں اسے بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کے پلیٹ فارم سے پریس ایکٹ اور ڈیفنس ایکٹ کے خلاف احتجاج کروں ان دو قوانین کے ذریعہ ہندوستانیوں کی آزادی سلب کر لی گئی ہے۔ ملک کے ترجمان اخبار بند کر دیئے گئے ہیں۔ حکومت خوف دلا کر کامیاب نہیں ہوتی بلکہ محبت سے ہوتی ہے۔

کامریڈ کو ختم کر دیا گیا۔ ہمدرد بند ہوا مسلم گزٹ اور الہلال بند ہوا۔ زمیندار قریب مردہ ہو چکا ہے۔ مولانا ظفر علی خان مولانا محمد علی اور شوکت علی جیسے نڈر اور مخلص اکابرین ملت نظر بند ہیں ان کی حراست کی نہ کوئی وجہ بتائی گئی ہے اور نہ کوئی میعاد مقرر ہے کہ کب رہا ہونگے میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ باوجود مسلمانوں کی عظیم الشان قربانی اور امداد کے ان کی خدمات کا اعتراف نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کے جذبات کو مجروح کیا گیا ہے۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلمان حکومت کے اس رویہ سے بہت ناراض اور رنجیدہ ہیں اور حکومت اسکی تلافی صرف یوں ہی کر سکتی ہے کہ ان کے لیڈروں کو رہا کر دے۔

صدارتی خطبے کے بعد صاحب صدر نے قائداعظمؒ سے فرمائش کی کہ مجوزہ آئینی کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے اراکین منتخب کر کے ان کے ناموں کا اعلان کر دیں اس مقصد کیلئے مختصر مدت کیلئے جلسہ ملتوی ہوا۔ بعد میں محمد علی جناح نے کمیٹی کے ناموں کی طویل فہرست پیش کی جس میں اکثر اکابر رہنما شامل تھے اس موقع پر انہوں نے مختصر تقریر میں جدید آئینی اصلاحات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے جدید دستور میں جو نئی تبدیلیاں ہونے والی ہیں اس کیلئے ضروری ہے کہ ہندوستان کی دونوں بڑی سیاسی جماعتیں لیگ اور کانگریس خاص طور پر ایک متفقہ اسکیم مرتب کریں جس میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا خاص لحاظ رکھا جائے۔ اس ریفارم کمیٹی میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔

ریفارم سکیم کمیٹی

1-راجہ سر محمد علی خان بہادر آف محمود آباد (صدر) 2-مولوی عبدالمجید (الہ آباد) 3-سید نبی اللہ (لکھنؤ) 4-سید آل نبی (آگرہ) 5-سید رضا علی (مراد آباد) 6-سید آفتاب احمد خان (علی گڑھ) 7-شیخ شاہد حسین (لکھنؤ) 8-ڈاکٹر ناظر الدین حسن (لکھنؤ) 9-ایم اے خواجہ (علی گڑھ) 10-منشی اظہر علی (لکھنؤ) 11-بیرسٹر ظہور احمد (الہ آباد) 12-مرزا سمیع اللہ بیگ (لکھنؤ) 13-منشی شوکت علی (لکھنؤ) 14-سید ظہور احمد (لکھنؤ) 15-سید وزیر حسن (لکھنؤ) اعزازی سیکرٹری

پنجاب

1- نواب ذوالفقار علی خان (لاہور) 2-ملک خان بہادر میاں محمد شفیع (لاہور)
3- سید محسن شاہ (لاہور) 4-برکت علی ایڈیٹر "آبزرور" (لاہور)
5- غلام محی الدین (قصور) 6-بیرسٹر فضل حسین (لاہور)
7- خان بہادر شیخ غلام صادق (لاہور) 8-چودھری شہاب الدین (لاہور)
9- بابو نظام الدین (امرتسر) 10-مولوی ظفر علی خان (لاہور)

بنگال

1- سید نواب علی چودھری (ڈھاکہ) 2-محمد اسماعیل (باریسال)
3- مجیب الرحمان ایڈیٹر "مسلمان" (کلکتہ) 4-ایم اے رسول (کلکتہ)
5- نواب نصیر حسین خان (کلکتہ) 6-اے کے فضل الحق (کلکتہ)
7- مولانا ابوالکلام آزاد (کلکتہ) 8-محمد اکرم خان (کلکتہ)
9- مولوی نجم الدین احمد (کلکتہ) 10-چودھری علی الزماں (فرید پور)
11- ابوالقاسم (بردوان)

بمبئی اور سندھ

1- سر آغا خان (بمبئی) 2-سر ابراہیم رحمت اللہ (بمبئی)
3- عبدالحسین آدم جی پیر بھائی (بمبئی) 4-محمد علی جناح (بمبئی)
5- غلام محمد بھرگری (حیدر آباد سندھ) 6-فیض بھائی طیب جی (بمبئی)

7- غلام حسین (حیدرآباد سندھ) 8- نواب غلام گیلانی خان

9- میاں محمد حاجی جان محمد چھوتانی (بمبئی) 10- محمد حفیظ (حیدرآباد سندھ)

11- غلام علی چھاگلہ (حیدرآباد سندھ) 12- عمر سجانی (بمبئی)

13- شریف ڈی کانجی (بمبئی) 14- اے ایم جیوانجی (بمبئی)

15- مرزا علی محمد (بمبئی)

مدراس

1- سیٹھ یعقوب حسن (مدراس) 2- نواب سید محمد صاحب (مدراس)

3- نواب غلام احمد (میسور) 4- خان بہادر دل جی لال جی (مدراس)

بہار اور اڑیسہ

1- سر سید علی امام (بانکی پور) 2- بیرسٹر مظہر الحق (بانکی پور)

3- بیرسٹر وسیع احمد (بانکی پور) 4- مولوی فخر الدین (بانکی پور)

5- نواب سرفراز حسین خان (پٹنہ) 6- مولوی احمد حسین (مظفر پور)

7- مولوی اختر حسین (مظفر پور) 8- ڈاکٹر سید محمد (بانکی پور)

9- سید محمد نعیم (بھاگل پور)

سی پی

1- خان بہادر ایچ ایم مالک (ناگ پور)

برما

1- حاجی محمد عبدالشکور جمال (رنگون) 2- حاجی احمد ملا داؤد (رنگون)

دہلی

1- ڈاکٹر ایم اے انصاری (دہلی) 2- محمد علی (چھندواڑہ)

3- حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان (دہلی)

شمال مغربی صوبہ سرحد

1- بیرسٹر عبدالعزیز (پشاور)

ریفارم کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 21 اگست اور 16 نومبر 1916ء کے نتیجے میں میثاق لکھنؤ طے پایا۔ بعد ازاں سرابراہیم رحمت اللہ کی تجویز پر مہاراجہ محمود آباد کو متفقہ طور پر لیگ کا صدر بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیونکہ سر آغا خان نے غیر معمولی مصروفیات کی وجہ سے صدارت سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ [28]

انتخابات

اجلاس کے اختتام سے پیشتر آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر، آنریری سیکرٹری نائب صدر اور آنریری مشترک سیکرٹریوں کا انتخاب عمل میں آیا۔

سرابراہیم رحمت اللہ نے قرارداد پیش کی کہ راجہ صاحب محمود آباد کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا جائے چونکہ سر آغا خان صدارت سے مستعفی ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے مسلم لیگ دو سال تک بغیر کسی صدر کے کام کر رہی تھی۔ چونکہ اس عہدہ کا انتخاب مسلم لیگ کے صرف سالانہ اجلاس میں ہی کیا جا سکتا تھا اور گذشتہ سال مسلم لیگ کا کوئی اجلاس نہیں ہوا تھا۔ اندریں حالات سرابراہیم رحمت اللہ نے کہا کہ مسلم لیگ کے قواعد وضوابط میں ایسی ترمیم کی جائے کہ آئندہ صدر کا عہدہ کبھی خالی نہ رہے انہوں نے کہا کہ چند سال قبل جب انہوں نے مسلم لیگ کے اہم رہنماؤں کے اسمائے گرامی کی فہرست کا مطالبہ کیا تو ان میں راجہ محمود آباد راجہ کا نام بھی دیکھا۔ انہوں نے واضح کہا کہ "مجھے محسوس ہوا کہ وہ نوابوں کے پرانے ادارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن کے پاس یا تو اپنی ادھار لی ہوئی بڑی دولت ہے وہ عیش وعشرت کے دلدادہ ہوں گے اور ہر وقت خوشامدیوں کے نرغے میں گھرے ہوئے ہوں گے لیکن تین سال بعد جب میرا راجہ صاحب سے ذاتی میل جول ہوا تو میں ہکا بکا رہ گیا (یعنی تمام خدشات دور ہو گئے) انہوں نے راجہ محمود آباد کی صحیح معنوں میں تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت خوبیوں کے مالک ہیں اور آزاد منش انسان ہیں اور اپنے ملک سے شدید محبت رکھتے ہیں۔ اس کے لئے ہر خدمت بجالانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ انہوں نے یہ کلمات محض رسمی تعریف کے لئے نہیں کہے بلکہ دل کی گہرائی اور نہایت دیانت داری کے ساتھ کہے تھے۔

نبی اللہ نے قرارداد کی حمایت کی جس کی مزید تائید جناب شریف دیوجی کانجی اور دیگر ارکان نے کی چنانچہ قرارداد متفقہ طور تالیوں کی گونج میں منظور کر لی گئی۔

بانکی پور کے وصی احمد نے سید وزیر حسن کو مسلم لیگ کا دوبارہ اعزازی سیکرٹری منتخب کرنے کی قرارداد پیش کی۔ رحمت اللہ محمد علی جناح اور عبداللہ حسین آدم جی پیر بھائی کی انتھک کوششیں نہ ہوتیں تو مسلم

لیگ کا بمبئی میں اجلاس منعقد ہونا ناممکن تھا سید وزیر حسن نے کہا کہ میں یہ اُن کے لئے بڑے اعزاز اور فخر کی بات ہے۔

سید وزیر حسن کی قرارداد پر حاجی موسیٰ خاں اور اظہر علی دوبارہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی جائنٹ سیکرٹری منتخب کیے گئے۔ سمیع اللہ بیگ نے قرارداد کی تائید کی۔ سید وزیر حسن نے ایک اور قرارداد پر جس کی تائید اظہر علی نے کی احتشام علی اور نبی اللہ کو دوبارہ مسلم لیگ کے نائب صدور منتخب کیا گیا۔[29]

اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ

منعقدہ 21 دسمبر 1916ء بمقام لکھنؤ

میثاق لکھنؤ برصغیر کی سیاسی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ خاص طور پر مسلمانانِ ہند کے سیاسی سفر میں اسے ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے بلکہ اگر اسے ایک تاریخی موڑ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ یہ وہی موقع اور مقام ہے جہاں مسلمانوں نے اپنی منزل کا تعین کیا۔ بمبئی میں مسلم لیگ اور کانگرس کے اجلاسوں میں ہندو مسلم اتحاد کی جو کوششیں کی گئی تھیں ان کے نتیجے میں برصغیر کی سیاسی فضا خوشگوار ہو گئی تھی اور کانگرس کا متعصب اور فرقہ پسند عنصر شکست کھا کر دب گیا تھا۔

21 دسمبر 1916ء کو لکھنؤ میں مسلم لیگ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس کے صدر قائد اعظم محمد علی جناح تھے۔ اس اجلاس میں وہ اسکیم منظور کی گئی جسے ''میثاق لکھنؤ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ازاں بعد لکھنؤ ہی میں 26 دسمبر 1916ء کو کانگرس کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں اس اسکیم کی توثیق کی گئی۔ میثاق لکھنؤ کے اہم نکات یہ ہیں۔

1- ہر بڑے صوبے کی مجلس آئین ساز کے ارکان واعضا کی تعداد سوا یک سو پچیس تک ہونی چاہیے۔ چھوٹے صوبوں میں یہ تعداد پچاس سے پچھتر تک محدود رہنی چاہیے۔ ہر صورت میں 4/5 تعداد ارکان بہت وسیع رائے دہندگان کے اصول پر منتخب ہوگی۔ مسلمانوں کے تحفظ حقوق کے سلسلے میں یہ اصول ملحوظ رہے کہ ان کی نشستیں محفوظ کر دی جائیں جن کا اصول یہ ہو:

پنجاب میں مسلمانوں کو پچاس فیصد نشستیں دی جائیں' بنگال میں چالیس فی صد' بہار میں بیس فیصد' یو پی میں پندرہ فیصد' مدراس میں پندرہ فیصد اور بمبئی میں تینتیس فی صد نشستیں مسلمانوں کے لیے محفوظ کر دی جائیں۔

اگر کسی اقلیت کے پہلے منتخب ارکان کسی تجویز کی اپنی ملی مفاد و داعیات قومی کے پیش نظر مخالفت کریں تو اس تجویز کو پیش نہیں کیا جائے گا۔ صوبہ جاتی مجالس آئین ساز کے صدر منتخب ہوں گے۔ یہ مجالس اپنی ذمہ داری پر قرض لینے اور محصولات میں تغیر و تبدیل کی مجاز ہوں گی۔ میزانیہ مجلس منظور کرے گی۔ نیز مجلس آئین کی تمام تجاویز ایگزیکٹو (حکام و عمال) کے لیے واجب التعمیل ہوں گی۔

2- کسی صوبہ کا گورنر یا لیفٹیننٹ گورنر سویلین نہیں ہوگا۔ اس کی مجلس مشورہ میں نصف ارکان ہندوستانی ہونے چاہئیں جو مجلس آئین ساز کے منتخب ممبروں میں سے ہوں گے' ان کی معیاد عہدہ

پانچ سال ہوگی۔

3- مرکزی مجلس آئین ساز ایک سو پچاس ارکان پر مشتمل ہوگی جس کے ارکان و اعضا کا انتخاب صوبائی مجالس آئین ساز کے ممبر کریں گے۔ اس کا صدر بھی منتخب ہوگا (نہ کہ نامزد) اس میں وہ مسائل پیش ہوا کریں گے جن کا تعلق تمام ہندوستان سے ہوگا۔

4- گورنر جنرل کی مجلس وزرا میں نصف ارکان ہندوستانی ہوں گے۔ حتی الامکان سول سروس کے ارکان کا کابینہ کے عہدوں پر تقرر نہیں کیا جائے گا۔

5- وزیر ہند اور انڈیا کونسل کی اصلاح۔

''میثاق لکھنؤ'' مسلمانوں کے لیے بظاہر نقصان دہ ثابت ہوا۔ کیوں کہ پنجاب اور بنگال میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی' ان کی نشستیں کم ہوگئیں۔ پنجاب میں وہ غیر مسلموں کے مساوی کر دیے گئے اور بنگال میں چالیس فیصد نشستیں دے کر ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان صوبوں میں جہاں ان کی اقلیت تھی وہاں انہیں تناسب سے زیادہ نشستیں مل گئیں۔ نیز کانگرس نے مسلمانوں کا جداگانہ حق نیابت تسلیم کر لیا۔[30]

''میثاق لکھنؤ پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے فرمایا: ''اگر شاہی کمشنروں نے اپنی سفارشات کی بنا ''میثاق لکھنؤ'' کو یا ان چند ایک مسلمانوں کی تجاویز کو قرار دیا ہے جو آبادی کے تناسب کے لحاظ سے نمائندگی کا مطالبہ ترک کر چکے ہیں تو انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانانِ ہندوستان نے مقدم الذکر کو کبھی تسلیم نہیں کیا تھا اور مؤخر الذکر کی اسلامی اخبارات اور عوام نے شدید مذمت کی تھی۔ ہم اپنے صوبے میں صوبجاتی خودمختاری کو موہوم وخیالی چیز ہی نہیں بلکہ اپنی قوم کے مستقبل کے لیے تباہ کن سمجھتے ہیں۔''[31]

''قائداعظم محمد علی جناح ایک عرصہ دراز تک غیر فرقہ پرست' قوم پرور اور کٹر کانگرسی سب کچھ رہ چکے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ وہ سوائے کانگرس کے ہر جماعت کو نا قابل اعتبار سمجھتے تھے۔ پھر وہ زمانہ آیا کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار بنے اور...... اب یہ زمانہ ہے کہ وہ مسلم لیگ کے سواہر جماعت سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ مسلم لیگ کی پالیسی کے سواہر پالیسی ان کی نگاہ میں غلط ہے......

لکھنؤ کے سالانہ اجلاس مسلم لیگ کی صدارت کرتے ہوئے 1916ء میں اُنہوں نے کہا کہ ''مسلم لیگ کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی علیحدہ قومیت اس قدر مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے کہ کسی کی سیاسی اصلاحات اسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔[32]

آل انڈیا مسلم لیگ نواں اجلاس

بمقام لکھنؤ 30-31 دسمبر 1916ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا نواں اجلاس ہندوستان کی تاریخ میں یادگار اجلاس تھا کانگرس کا اجلاس بھی لکھنؤ ہی میں امبیکا چرن موزمدار کی زیر صدارت اسی ہفتہ منعقد ہوا تھا۔ اسی اجلاس میں لیگ اور کانگرس کی مشترکہ ریفارم کمیٹی کا تیار کردہ میثاق لکھنؤ منظور کیا گیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا:

''خواتین و حضرات! اس عظیم الشان سالانہ اجلاس کے موقع پر اسلامی ہند کے نمائندگان کے سامنے اُن حالات کا وسیع جائزہ لینا نامناسب نہ ہوگا جن کے سانچے میں ہماری قسمت ڈھل رہی ہے۔ اس موقع پر ہمیں گزشتہ سال کی کارروائیوں پر نگاہ ڈالنی ہے۔ پچھلے سال کے تجربات کی روشنی میں ہمیں اپنی حیثیت کا امتحان کرنا ہے اور مستقبل کے مقتضیات کے لئے ہمیں دانشمندانہ تیاری کرنی ہے اور سب سے بڑھ کر یوں کہئے کہ ہمیں اپنی مرادوں کو بار آور دیکھنا ہے جو کہ آغوش ایمان یا امید میں پرورش پا رہی ہیں میرا ایمان ہے کہ اس مقصد خصوصی کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کی سیاسی مجالس کا سالانہ انعقاد ہوتا ہے۔ جو تاریخ ہند میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن جن حالات میں کہ ہم آج جمع ہوئے ہیں۔ انسانیت کے مقاصد مشترکہ کی خاطر شریف و بہادر انسانوں نے ہر دور زمانے میں مصائب برداشت کئے ہیں اور وہی روح آج ہندوستان کے قلب کو گرما رہی ہے۔ سارا ملک اپنی قسمت کی آواز پر بیدار ہو رہا ہے اور پُر اُمید ہو کر آفاق نو کی تلاش میں سرگرداں ہے یقین و استقلال کی روح ہر طرف چھائی ہوئی ہے چار سو حیاتِ نو کے آثار ہویدا ہیں۔ اگر ہندی مسلمانوں نے وقت کی نبض کو نہ پہچانا اور اس نئی زندگی سے پورا پورا فائدہ نہ اُٹھایا اور اگر ملک کی آواز پر کان نہ دھرے تو وہ اپنی گزشتہ روایات سے غداری کے مجرم ہوں گے۔ مسلمانوں کی نظریں ہندو برادران وطن کی طرح مستقبل پر جمی ہوئی ہیں۔

حضرات! آپ یاد رکھیں کہ اس وقت ملک و قوم کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس کے فیصلے سات کروڑ ہندی مسلمانوں کی خواہشات کا مظہر ہوں گے اور تاریخ میں اُن کی

سیاسی وقعت اسی اعتبار سے ہوگی۔''

ہندوستان کے مستقبل ہندوستان کے اتحاد' کانسٹی ٹیوشنل آزادی کی جدوجہد کا دارومدار بڑی حد تک ان ہی فیصلوں پر ہوگا۔ فیصلہ کا وقت آن پہنچا ہے۔ راہیں صاف طور پر کھلی ہیں اور انتخاب ہمارے ہاتھ میں ہے۔

اب ہمیں ہندوستان کی تعمیر نو کا بیڑا اٹھانا ہے۔ ہندوستانی مسئلہ کے عملی حل کے لئے دو امور نمایاں طور پر آشکارا ہیں۔ اوّل یہ کہ ہندوستان میں مغربی طرز کی انگریزی حکومت نے مغربی نظام تعلیم رائج کر کے ہمیں افکار مغرب سے روشناس کرایا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستانیوں کے ذہنی و اخلاقی احیاء کے لئے ایک زندہ اور عظیم الشان تحریک نے جنم لیا ہے۔ مختصر یہ کہ ایک طرف طاقتور اور قابل انگریز افسروں کی جماعت ہے جو کہ صرف برطانوی پارلیمنٹ کے روبرو اپنے اعمال کی جواب دہ ہے۔ دوسری طرف عوام ہیں جنہیں اپنے نصب العین کا پورا پورا علم ہو چکا ہے اور وہ سیاسی آزادی کے لئے پُرامن طریق پر جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ ہے ہندوستانی مسئلہ چند الفاظ میں برطانوی تدبر کے لئے یہ کام آن پڑا ہے کہ وہ اس مسئلہ کا فوری پُرامن اور پائیدار حل تلاش کرے۔

اگر سیاسی و معاشرتی گتھیوں کو سلجھانے کا کام جذبات کو الگ کر کے محض عقل کی روشنی سے لیا جانا ممکن ہوتا تو ہندوستان کے سیاسی ارتقاء کے لئے ایک یقینی اور پر سلامت راہ عمل کا دریافت کر لینا مشکل نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ انسانی معاملات میں خالص منطق ہی اثر انداز نہیں ہوتی۔ باہم اپنی مشترکہ دنیاوی زندگی فرشتوں کے ساتھ بسر نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ انسانوں کے ساتھ جو کہ جذبات' تعصبات' ذاتی خصوصیات اور لاتعداد خیالات بیم و رجا' ترغیب و تحریص اور محبت و نفرت کے حامل ہوتے ہیں۔

ہندوستانی مسئلہ ان تمام عقدہ ہائے گوناگوں سے مملو ہے انگریزی عمال حکومت قدرتی طور پر قدامت پسند ہیں اور انتظامی تغیرات و سیاسی تجربات کو بہت خطرناک سمجھتے ہیں اور ہندوستانیوں کو انتظام سلطنت میں حصہ دینے سے گھبراتے ہیں نیز اپنے اختیارات میں کمی پسند نہیں کرتے۔ حکومت کی مشینری کو حسب معمول آرام سے چلانا چاہتے ہیں اور اپنے روزانہ فرائض کی ادائیگی سے مطمئن نظر آتے ہیں۔ ہندوستان کی پُر یقیں و بے چین آوازیں انہیں پریشان و آزردہ خاطر کر دیتی ہیں۔ یہ سب کچھ انسانی فطرت کا تقاضا ہے لیکن یہ اُمور حل مشکلات کی راہ میں بہت بری طرح حائل ہیں اور عملاً طبقاتی جنگ کو ترقی دینے میں مد ہیں۔ انہیں اسباب کی بناء پر بعض غلط محض سیاسی مقولے رواج پا گئے ہیں۔ جو کہ ذرا سی بات

پر ہندوستانی محبانِ وطن کو سنائے جاتے ہیں۔ ہندوستانی سیاست کے طلباء کو وہ اچھی طرح معلوم ہیں۔ لیکن مثال کے طور پر چند ایک سن لیجئے۔

(۱) جمہوری مجالس مشرق میں بارآور نہیں ہوسکتیں! کیوں؟

کیا ہندو مسلمان قبل ازیں جمہوریت سے ناآشنا تھے دیہی پنچایت کیا تھی اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات وادبیات کس امر پر شاہد ہیں۔ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو کہ اپنے مذہب میں بھی جمہوری نکتہ نگاہ رکھتے ہیں۔

(۲) ''بیوروکریسی ہی ہندوستان کیلئے مناسب طرز حکومت ہے''۔ تاریخ عالم میں ہر قوم اس دور سے گذری ہے۔ چند سال ہوئے کہ ایک حد تک روس نے اس سے گلوخاصی حاصل کی۔ فرانس اور انگلستان کو بھی بیوروکریسی کو شکست دینے کے لئے جدوجہد کرنی پڑی اور اب چین و جاپان نے بھی جمہوری طرز حکومت کی بنیاد ڈالی ہے تو کیا ہندوستان ہمیشہ اسیر بلا رہے گا۔

(۳) (الف) ''ہندی تعلیم یافتہ طبقوں کے مفاد ہندی عوام کے مفاد سے متضاد ہیں''۔

(ب) ''اگر انگریزی افسر علیحدہ کردیئے جائیں تو تعلیم یافتہ طبقہ عوام پر ظلم کریگا'' یہ حیران کن امر بالکل جہالت پر مبنی ہے یہ کہ ہم جو کہ زیادہ تر درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مزید اختیار ملنے پر اپنے ہی گوشت پوست پر مظالم کرینگے۔ ہمارے عوام کے مفاد انگریزی عمال کے ہاتھوں میں محفوظ ہیں۔ اُن انگریزی عمال کے ہاتھوں جن کا کوئی مفاد بھی عوام کے ساتھ مشترک نہیں اور یہ کہ ہمارے مفاد مخالف ہیں۔ لیکن کس لحاظ سے یہ کبھی نہیں بتایا گیا یہ ناروا و مکروہ خیال اس لئے پھیلایا جارہا ہے کہ انگریزوں کا اجارہ تا دیر قائم رہے لیکن خیال حقائق کی روشنی میں باطل ٹھہرتا ہے گزشتہ ربع صدی کی کانگریس کی تاریخ اور مسلم لیگ کی روداد اس بے بنیاد امر کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے گزشتہ 25 برس میں ہندی تعلیم یافتہ طبقوں نے عوام کی ترقی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور اس بارے میں اپنے گہرے اضطراب کا اظہار کیا ہے)

ہندوستان کے داخلی حالات کی نظیر بھی شاید تاریخ میں نہیں ملتی اس وسیع براعظم میں 35 کروڑ سے کچھ زیادہ ہی مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔ جن کا تمدن بھی ایک دوسرے سے الگ ہے اور جو کہ مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ عظیم الشان انسانی مجمع ایک ہی سیاسی ماحول میں رہ کر ذہنی و اخلاقی ترقی کی منازل متفرق پر گامزن ہے۔ اس کا نتیجہ اختلاف خیال و مساعی ہے ہر ہندی قوم پرست جو کہ ہندی

قومیت کے مسئلہ پر غور کرتا ہے اس کام کی مشکلات کا پورا پورا احساس رکھتا ہے وہ صاف صاف ان مشکلات کو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ ان موانع سے گھبراتا نہیں۔ یہ سب طاقتیں روح نو کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور ان کے رفع ہونے کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا ہے۔

ان جملہ امور کے باوجود کوئی دلیل اور رنگ و نسل کے متعلق کوئی جعلی نظریہ اس حقیقت کو ہندی مسائل کے طالب علم کی نگاہوں سے اوجھل نہیں کر سکتا کہ ہندوستان ہی ہم سب کی پہلی و آخری منزل ہے۔ جلد یا بدیر ہندوستانی ضرور حکومت خود اختیاری حاصل کر کے رہیں گے دنیا کی کوئی طاقت اس راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور یہ ایک اٹل بات ہے۔ انگریزی تدبر ابھی تک دیوالیہ نہیں ہوا ہے کہ وہ سیاسی بصیرت کو کھو بیٹھا ہو۔ اس لئے وہ مجبور ہو گا کہ ہندوستانی نظامِ حکومت میں خاطر خواہ تبدیلی کرے یہ بالکل لازمی چیز ہے اور ہو کر رہے گی۔ پھر آنکھیں کیوں بند کر لی جائیں اور اس کے خلاف کیوں صف آرائی کی جائے۔ کیوں نہ دیانتداری سے صاف صاف شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے۔ اُن حکما کے طبقہ کو اگر نظر انداز کیا جائے جو کہ فلسفہ سیاست کے علم کی شیخی بگھارتا ہے اور مشرقی معاملات پر رائے دینے کا جنون رکھتا ہے تو کوئی معمولی عقل کا آدمی بھی اس امر کو ثابت کرنیکی کوشش نہیں کرے گا کہ ہندوستانی ذہنیت کے لئے ہمیشہ ذہنی غلامی میں مبتلا رہنا مقدر ہو چکا ہے جب خدا نے ہندوستانیوں کو قدرتی اچھوت نہیں بنایا اور جب کہ قوانین فطرت ان پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ حال کی قومی ضروریات کا احساس اور مستقبل کے لئے بڑی بڑی اُمید رکھتے ہیں تو حکومت خود اختیاری سے کچھ کم ان کو مطمئن نہیں کر سکتا۔ عدم صلاحیت کی ہرزہ سرائی اب ختم ہو جانی چاہیے۔ قوانین فطرت اور اصول انسانیت مشرق میں مختلف نہیں ہیں۔

آثار وقرائن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ ہمارا قومی خواب سرکاری حلقوں میں بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے لیکن پھر بھی زبانی جمع خرچ اور عملی کام میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے ہندوستانی ترقی کے رہنماؤں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہندی حکمرانوں سے مطالبہ کریں کہ وہ ہندوستان کا نصب العین متعین کریں اور پھر میعاد مقررہ میں تیز رفتاری سے اُسے حاصل کریں۔

ہماری مشکلات کی جڑ یہ ہے کہ عمال حکومت اس اصل کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور حصول مقصد کی راہ پر تیزی سے گامزن ہیں۔ محض زبانی ہمدردی ترقی یافتہ حکمت عملی کے بغیر معاملات کو بہتر نہیں بنا سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو تغیر نظریات پر مبارکباد دیں لیکن قیامت تک اپنی جگہ پر ہی کھڑے رہیں۔

قطعی فیصلہ اور پیش قدمی کی ساعت آن پہنچی ۔ آج سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ آیا ہندوستان آزادی کے قابل ہے اور اگر ہے تو کس حد تک؟ اس وقت اس معاملہ کو کھائی میں نہیں ڈالا جا سکتا ۔ آج یک طرفہ فیصلہ ہو جانا چاہیے اگر وہ آج اس قابل نہیں ہے تو اُسے حکومت خود اختیاری کے قابل بنانا پڑے گا ۔ میرا ایمان ہے کہ اس میں حکومت وعوام کی ذمہ داریاں برابر کی ہیں ۔

کیا ہندوستان آزادی کے قابل ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ ہندوستانی نکتہ نگاہ سے اس کا صرف ایک ہی جواب ہے ہمارے نقاد غالباً اسے قبول نہ کریں گے ہمارا بس یہی جواب ہوگا کہ پیش قدمی کیجئے اور معاملہ کو ثبوت کی کسوٹی پر پرکھیے ۔ بالآخر صلاحیت کا امتحان کیا ہے اگر ہم تاریخ پر نگاہ کریں تو معلوم ہوگا کہ وہی قومیں آزادی کے قابل تصور کی گئیں جنہوں نے کامیابی کے ساتھ آزادی کے لئے جنگ کی لیکن آج ہم اور قسم کے زمانے سے گذر رہے ہیں ۔ آج امن فتحمند ہوتا ہے ۔ یہ پُر امن جہاد جوش وقربانی کے اوصاف میں ممتاز ہے اور ہوگا ہم اس بات کا عہد کر چکے ہیں کہ ہم برطانوی حکومت پر ثابت کر دیں گے کہ ہم برطانوی سلطنت میں ایک مساوی شریک کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہندوستان اس سے کم کسی سودے پر راضی نہیں ہوگا ۔

تجدید ملی کا سب سے زیادہ پر اُمید پہلو یہ ہے کہ ہندو مسلمان مشترکہ مقصد کے لئے متحد ہو رہے ہیں ۔ بمبئی کی خوش نصیبی ملاحظہ ہو کہ گذشتہ دسمبر میں پہلی بار مسلم لیگ و کانگریس کا اجلاس اُسی شہر میں ہوا ۔ بڑی کٹھن منازل طے کرنے کے بعد اس اتحاد کا مظاہرہ نظر آیا ۔ میں گزشتہ نزاعات کی تاریخ دہرانا نہیں چاہتا ۔ لیکن میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ بمبئی میں مسلم لیگ کا اجلاس ہمارے اخلاف کے لئے خاص دلچسپ نتائج کا حامل ہوگا ۔ آج پھر لکھنؤ کا تاریخی شہر جو کہ اسلامی ادب وتہذیب کا گہوارہ ہے کانگرس اور مسلم لیگ کے متحدہ اجلاس کا منظر پیش کر رہا ہے ۔

ہندو سیاستدانوں کے اصلاحات کے پرزور مطالبات نے مسلمانوں کو بھی جگا دیا ۔ انہیں اپنی تنظیم کی ضرورت ہوئی ۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ کہیں اصلاحات مسلم قوم کے وجود کو ہی نہ محو کر دیں مسلم لیگ کا سب سے بڑا اصول یہ تھا کہ ہندی مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کو برقرار رکھا جائے ۔ اس اصول نے سیاسی ارتقا کے ساتھ ساتھ ہماری قوم میں بڑی مقبولیت حاصل کی ہندوستان کے مستقبل کے بارے میں لیگ کا یہ عمومی نکتہ نگاہ اور مطمح نظر ہے کہ لیگ ملک کی عام ترقی کیلئے کانگرسی تحاریک کی تائید کرے گی ۔ جن کی اساس حب وطن پر ہوگی ۔ واقعہ ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اتحاد پر یہ آمادگی میرے خیال میں اس ضرورت کا احساس دلاتی ہے کہ فی الحال

مسلمانوں کی علیحدہ سیاسی انجمن کا وجود کس قدر قیمتی ہے اور یہ خیال رہے کہ مسلمانوں کو سیاسی میدان میں آئے ہوئے ابھی صرف بیس ہی برس ہوئے ہیں۔ میں اپنی قومی زندگی میں پکا کانگرسی رہا ہوں اور فرقہ واری سے مجھے کبھی کوئی شغف نہیں رہا۔ لیکن میرا پختہ خیال ہے کہ مسلمانوں پر فرقہ واری کا الزام غلط ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی یہ جماعت تیزی سے جادۂ ترقی طے کر رہی ہے اور متحدہ ہندوستان کی تخلیق میں ایک نہایت اہم جزو ہے۔ میرے اور مسلمان قوم پرستوں کے لئے یہ بے حد خوشی کا مقام ہے کہ ہندو قوم کے رہنماؤں نے خوشی خوشی مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ مسلم لیگ اور کانگرس کی مجالس منتخبہ کے متفقہ فیصلہ نے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ لکھنؤ میں ہمارا متحدہ اجتماع ہوا کہ ہم اپنے اختلافات کا حل تلاش کریں اور مجھے بڑی مسرت ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں آخر کار فیصلہ ہو گیا ہے جس سے کہ ہمارے ملک کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے اس میں کلام نہیں کہ چند ایک فسادی افراد دونوں قوموں میں موجود ہیں لیکن تضافر قہ واری کے گھٹا ٹوپ بادلوں سے اس قدر صاف ہو چکی ہے اور مستقبل اتنا پرامید نظر آتا ہے کہ ہندوستان کے سپوت جامے میں پھولے نہیں سماتے۔ ہماری قومی حیثیت محفوظ ہونے کے بعد اگر کوئی میرا ہم قوم اپنے ہندو بھائی کی طرف دست اتحاد نہ بڑھائے تو مجھے اُس سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اسی طرح میں اُس ہندو محب وطن کے رویہ کو بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا جو معمولی بات پر جھگڑے خواہ اس سے ملک کا تمام مستقبل ہی خراب کیوں نہ ہو جائے۔

سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ کے حل کے بعد جو کہ ہندوستان کی ترقی میں حائل تھا۔ اب جبکہ ہم سیاسی اتحاد و معاونت کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے نصف آئینی جنگ جیت لی ہے۔ ہم ہندو اور مسلمانوں کو اب یہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ نیا ہندوستان اب قومی رضا کاروں کی ایک بالکل نئی جماعت کا مطالبہ کر رہا ہے۔ جو کہ وسیع القلب اور فراخ مشرب ہو۔ فرقہ پرستی اور تنگ نظری سے بالا ہو۔ جو کہ کمزور کی دستگیری کرے اور زبردست کے مقابلہ کی ہمت رکھتی ہو۔ جو کہ روزانہ فرائض معمولی سے قطع نظر خدمت کے بلند نظریہ پر قائم رہے۔ ایسی جماعت قوم کو یقین۔ اُمید آزادی اور طاقت کی دولت سے مالا مال کر سکتی ہے۔ آپ کو علم ہے کہ مسلم لیگ نے گزشتہ برس ایک مجلس کا انتخاب کیا تھا اور اُسے اختیار دیا گیا تھا کہ کانگرس کی مقررہ کردہ مجلس کے مشورہ سے اصلاحات کی ایک سکیم تیار کرے وہ دستور تیار ہو گیا ہے اور آپ کے فیصلہ کے لئے پیش کیا جائے گا۔

اس دستور کو قبول کرنے کے بعد آپ کا فرض ہوگا کہ آپ مطالبہ کریں کہ مسلم لیگ اور کانگرس متحدہ طور

پر قابل وکلاء کی امداد سے ہندوستان کے موجودہ آئین میں ترمیمات کرائیں۔ جب ہم نیا آئین خود مرتب کرلیں۔ اور مسلم لیگ اور کانگرس اُسے منظور کرلے تو دونوں مجالس کے چیدہ چیدہ رہنماؤں کا ایک نمائندہ وفد مقرر کیا جائے۔ جو کہ اس امر کی کوشش کرے کہ برطانوی پارلیمنٹ میں یہ دستور پیش کر کے اُسے پاس کرایا جائے۔ اس مقصد کے لئے ہمیں ایک بہت بڑا فنڈ قائم کرنا چاہئے جس سے تحصیل مقصد میں ضروری امداد ملے۔

سب سے پہلے یہ امر صاف الفاظ میں طے کرانا چاہئے کہ ہندوستان کی حیثیت سلطنت برطانوی میں کیا ہوگی۔ حکومت اس امر کو واضح اور مستند طور پر تسلیم کرلے کہ حکومت خود اختیاری محض ایسا مطمح نظر نہیں ہے جو کہ کسی نامعلوم مستقبل میں ہندوستان کو حاصل ہوگا بلکہ یہ حکومت کا ایک متعینہ مقصد ہے جو کہ مناسب وقت میں ہندوستانیوں کو دیا جائیگا۔ جنگ کے اختتام کے بعد حکومت اور لوگوں کی طرف سے اس بارے میں فوری اور مؤثر کارروائی ہونی چاہئے۔

اگر حکومت ہند اور وزیر ہند کے مابین ہی ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ چپکے چپکے ہو جائے تو یہ ملک کی بڑی بدنصیبی ہوگی۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنی تجاویز شائع کرے تا کہ قوم اُس پر رائے زنی کر سکے اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ پبلک کا اعتماد حاصل کرے میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر لوگوں کو اس وقت مایوسی سے دوچار ہونا پڑا تو ملک کی آئندہ ترقی کے لئے یہ حادثہ عظیم ہوگا۔

میں اپنے فرائض میں کوتاہی کروں گا اگر میں اس نازک موقع پر حکومت اور برطانیہ عظمی کے وزراء کی توجہ خلافت کے مسئلہ کی طرف مبذول نہ کراؤں ہندی مسلمانوں بلکہ تمام عالم اسلام کے جذبات، احساسات اور اعتقادات سرسری طور پر نظر انداز نہیں کئے جاسکتے۔ حکومت کو ان کے عزیز ترین اور مقدس مذہبی جذبات کا لحاظ کرنا چاہئے اور کسی حال میں بھی خلافت کے مسئلہ میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ اس کا فیصلہ کلیتہً مسلمانوں پر چھوڑ دینا چاہئے۔ میں اس نازک اور اہم مسئلہ پر زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مسلمان اس امر کے مستحق ہیں کہ سلطنت کی عمومی حکمت عملی پر مسلمانوں کے عزیز جذبات اور احساسات اثر انداز ہوں۔ بالخصوص جب کہ انصاف انسانیت اور بین الاقوامی ذمہ داریاں اس کی تائید میں ہوں۔

اب ہمیں قومی مفاد کی قربانگاہ پر اپنے ذاتی اختلافات کی بھینٹ چڑھا دینی چاہئے۔ ہمیں اپنے اقوال و اعمال سے ثابت کر دینا چاہئے کہ ہم مخلصانہ طور پر سچے اتحاد قومی کے لئے مضطرب ہیں۔ چند روز قبل

میں نے بمبئی کرانیکل میں دیکھا کہ:

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنی ریاست میں ہندو مسلم تنازع کا یوں فیصلہ کر دیا۔ ورنگل علاقہ نظام کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں مسجد کی ایک عمارت کے متعلق جو کہ ہندو علاقہ میں تھی۔ جھگڑا ہو گیا تھا ہندو آبادی کے احتجاج کے باوصف فریق ثانی نے تعمیر کا کام جاری رکھا۔ ہندوؤں نے اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں درخواست گزرانی۔ تو حضور نظام نے دو مسلمانوں اور ایک ہندو پر مشتمل ایک مجلس مقرر کی جو کہ اس معاملہ کی تحقیق کرے۔ مجلس کی رپورٹ ہندوؤں کے حق میں تھی اور حضور نظام نے اُس کے مطابق فرمان جاری کئے۔

حضور نظام کا رویہ آصف جاہی خاندان کی درخشندہ روایات کے مطابق تھا۔ ہم ہندو مسلمان برطانوی ہند میں کیوں نہ ان راہوں پر چلیں اور کیوں نہ اس طریق سے اپنے اختلافات کا فیصلہ طلب کریں جو کہ ریاست نظام میں اس قدر کامیاب ہوئے ہیں۔

ہندوستان کی تقدیر ہمارے ہاتھ میں ہے۔ہمیں کام کرنا چاہئے اور خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے تا کہ ہم اپنے اخلاف کے لئے ایک گراں مایا وراثت چھوڑ جائیں جو کہ عالم کے ذخائر زریں سے زیادہ قیمتی ہو یعنی آزادی کی وراثت جو کہ متاع بے بہا ہے۔

بہر کیف مسلمانوں نے تو عہد وفاداری پورا کیا۔لیکن حکومت برطانیہ نے ہر ممکن طریقہ سے مسلمانوں کی زباں بندی کی۔ ایک ایک کر کے مسلمان لیڈروں کو قید کر دیا۔مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علیؒ چھندوارہ میں نظر بند تھے مسلمانوں میں مولانا محمد علی کی ہر دلعزیزی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان کا انتخاب مسلم لیگ کی صدارت کیلئے بالاتفاق ہوا اور قریب ہندوستان کے ہر گوشہ سے مسلمانوں نے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا مگر حکومت نے کوئی پروانہیں کی اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ غیر جمہوری حکومت رائے عامہ کی کوئی قدر نہیں کرتی خواہ کتنی ہی معقول کیوں نہ ہو۔

اس کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے ایک اور صدمہ جانکاہ وقار الملک بہادر کی وفات حسرت آیات کی صورت میں ظاہر ہوا۔نواب صاحب کی قومی وملی خدمات کا بیان کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ آفتاب کو روشنی دکھانا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

اسی سال کے شروع میں لارڈ سڈن ہم (Lord Syden Ham) نے ''انیسویں صدی اور اس کے بعد'' نامی رسالہ میں ایک مضمون بعنوان ''خطرہ'' شائع کیا جس میں حکومت ہند کو متنبہ کیا گیا تھا کہ

ہندوستانیوں کے اُبھرتے ہوئے حوصلوں کو دبا دیا جائے۔ گو لوگوں نے اس مضمون کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی لیکن جب محسوس ہوا کہ حکومت نے لارڈ موصوف کے اسی مشورہ پر چلنا شروع کر کے جابرانہ اور انسدادی پالیسی (Repressive Policy) اختیار کر لی۔ تو تمام ملک میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا مشترکہ جلسہ بلایا گیا جو بمبئی میں جولائی 1917ء میں منعقد ہوا۔ اس مشترکہ جلسہ میں بالا اتفاق منظور ہوا کہ سیکرٹری آف اسٹیٹ اور وائسرائے کو ایک عرضداشت (Representati on) پیش کی جائے جس میں حالات حاضرہ کی نزاکت کی تفصیل بیان کی جائے جن کی وجہ سے تمام ہندوستان میں بے چینی اور ہیجان رونما ہے اور پھر اسی عرضداشت میں اس کا علاج بھی تجویز کیا جائے۔ چنانچہ عرضداشت مرتب ہوئی جس میں یہ تجویز بھی تھی کہ حکومت برطانیہ باقاعدہ اعلان صریح شائع کر دے کہ ہندوستان میں برطانیہ کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دیدی جائے اور تمام عمال ریاست کو حکم جاری کرے کہ وہ مخلصانہ جدوجہد کریں کہ ہندوستان کو خود مختار بنایا جا سکے۔

حکومت نے ایک اعلان شائع کیا جو قطعی تسلی بخش تو نہ تھا۔ تاہم اُس سے کچھ اشک شوئی تو ضرور ہوئی لیکن فضا کسی قدر اچھی ہونے پائی تھی کہ بدقسمتی سے ضلع آرا (صوبہ بہار) میں ہندو مسلم فساد ہو گیا جس سے باہمی تعلقات نہایت ہی کشیدہ ہو گئے۔ گمان تھا کہ سیاسی فضا میں بھی اختلاف ہو جائے گا مگر معاملہ اسی حد تک رہا۔

اس کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ تمام مکتب فکر کے مسلمانوں کو جمع کر کے ان کی رائے معلوم کی جائے کہ حکومت سے کس قسم کی اصلاحات کا مطالبہ کرنا چاہئے۔ 14 نومبر 1917ء بمقام قیصر باغ لکھنؤ تمام اکابرین ملت کا اجتماع نواب محمد اسحاق خان صاحب سیکرٹری علی گڑھ کالج کی زیر صدارت ہوا۔ جلسہ کے سامنے دو چیزیں تھیں۔ ایک تو اصلاحات کی وہ سکیم جو مسلم لیگ کونسل اور کانگرس کمیٹی نے متفقہ طور سے منظور کر لی تھی۔ دوسرے ضلع آرا کے ناگوار واقعات۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مراد آبادی نے تجویز پیش کی کہ وہی سکیم منظور کی جائے جو مسلم لیگ و کانگرس نے منظور کی تھی عبداللہ صاحب وکیل علی گڑھ نے مخالفت کی۔ مگر ایک طویل بحث کے بعد کثرت رائے سے مولوی محمد یعقوب صاحب کی تجویز منظور ہوئی۔ ضلع آراء کے متعلق سید رضا علی صاحب کی تجویز منظور ہوئی اس جلسہ کی کارروائی آل انڈیا مسلم لیگ کے خصوصی اجلاس کے سامنے پیش ہوئی۔ جو دوسرے ہی روز لکھنؤ میں منعقد ہوا۔

کانگرس اور مسلم لیگ کا مشترکہ وفد جناب وائسرائے صاحب اور سیکرٹری آف اسٹیٹ سے 26 نومبر 1917ء کو ملا اور تمام وہ مطالبات پیش کئے کہ ہندوستان کس قسم کی اصلاحات چاہتا ہے۔

پنجاب صوبائی مسلم لیگ نے میاں فضل حسین کو سیکرٹری منتخب کیا جنکی وجہ سے پنجاب لیگ میں ایک نئی زندگی پیدا ہوگئی۔ بنگال اور مدراس کی صوبائی لیگیں بھی تسلی بخش کام کررہی تھیں۔ یو پی کی لیگ قریب قریب مردہ ہوچکی تھی مگر اس میں دوبارہ روح پیدا کر دی گئی۔ مسٹر وزیر حسن صاحب سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے بے حد جدوجہد کی کراچی میں نئی شاخ قائم ہوگئی۔ صوبہ سی پی میں لیگ چراغ سحری تھی مگر مسٹر یوسف شریف اس کے صدر اور مسٹر تاج الدین جبلپوری سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ان دونوں نوجوانوں نے اپنی مخلصانہ کوششوں سے ازسرنو مسلمانان سی۔ پی کو بیدار کردیا۔"[33]

میثاق لکھنؤ

آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور مسلم لیگ ریفارم کمیٹی کا مشترکہ اجلاس 17 اور 18 نومبر 1916ء کو بمقام کلکتہ سر سرندر ناتھ بینر جی (Sir Surendranath Banerjea) کی زیر صدارت ہوا تھا۔ حسب ذیل فیصلہ منظور ہوا تھا۔

صوبائی کونسلیں:- بڑے صوبوں کی کونسلیں 125 ممبروں پر مشتمل ہوں جبکہ چھوٹے صوبوں کی پچاس (50) سے پچھتر (75) کی ہوں۔

کونسلوں کے 4/5 ممبر بذریعہ انتخاب مقرر کیے جائیں۔

مسلمانوں کے لئے نمائندگی خاص نشستوں کے ذریعہ ہو۔ جس کی صوبہ وار تفصیل مندرجہ ذیل تھی۔

پنجاب	انتخاب شدہ ہندوستانی ممبروں کا			نصف
بنگال	—	—	—	چالیس فیصدی
یوپی	—	—	—	تیس فیصدی
بہار	—	—	—	پچیس فیصدی
سی پی	—	—	—	پندرہ فیصدی
مدراس	—	—	—	پندرہ فیصدی
بمبئی	—	—	—	ایک تہائی

یہ بھی منظور ہوا کہ کوئی مسودہ قانون یا مسودہ کا کوئی حصہ اس وقت تک کونسل میں پیش نہیں ہو سکے گا جب تک متعلقہ فرقہ کے تین چوتھائی ممبران اس سے متفق نہ ہوں گے۔

مرکزی کونسل میں مسلمانوں کی تعداد ایک تہائی ہوگی۔

اس اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں

(1) پریس ایکٹ اور انڈین ڈیفنس ایکٹ منسوخ کیے جائیں۔

(2) اصلاحات کی اسکیم جس سے کانگریس کو اتفاق ہے۔منظور ہو۔

(3) مولانا ظفر علی خان صاحب اور علی برادران کی نظر بندی پر اظہار ناراضگی کیا گیا۔

(4) مولانا ابوالکلام صاحب آزاد جو نظر بند تھے۔ان پر باقاعدہ مقدمہ چلانے کیلئے مطالبہ کیا گیا۔

(5) لگان میں اضافہ اور غیر بے جا اور ناجائز بہت نامناسب تصور کیے گئے۔

(6) ہر صوبہ میں لیفٹیننٹ گورنر کی بجائے گورنر مقرر کیے جائیں۔

(7) فوجداری عدالتیں انتظامی افسروں سے علیحدہ کی جائیں۔

مسلم لیگ کا نصب العین

استقبالیہ کمیٹی کے صدر سید نبی اللہ صاحب نے مسلم لیگ کے نصب العین کو حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے۔

ان دنوں آل انڈیا مسلم لیگ کا اصل مقصد صرف دو عنوانوں کے حصول پر مبنی ہے اول یہ کہ مسلمانوں کی سیاسی حالت کی حفاظت کی جائے اور دوم یہ کہ ذمہ دار حکومت کے حصول کے لئے مسلمانوں کو ہندوستان کی دیگر اقوام کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع دیا جائے۔پہلے مقصد کے حصول کے سوال پر میرے خیال سے کسی شخص کو بھی انکار نہیں کرنا چاہیے۔باہمی تعاون کے لئے اس وقت تک گفت وشنید بے سود ہے۔جب تک کہ مسلمانوں کے آئندہ فرقہ وارانہ مسائل کی حفاظت کے لئے مکمل ذمہ داری کا یقین نہ دلایا جائے۔مسلمانوں کا اعتماد اقلیتوں پر ہے لہٰذا تمام سیاسی حلقوں میں اقلیت کے تحفظ کا سامان کرنا اشد ضروری ہے۔مسلمان جو اپنے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کرتے ہیں وہ جائز اور اصولاً درست ہے۔اگر اکثریت کو اس سے اتفاق نہیں ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس معاملہ میں خودغرضی کو دخل دیتی ہے ہمارے ہندو

بھائیوں پر واضح ہونا چاہئے کہ ذمہ دار حکومت میں مسلمانوں کی جداگانہ نمائندگی سے انہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے گا لہٰذا اس صورت میں میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ چند فرقہ وار لیڈر کیوں یہ کوشش کررہے ہیں کہ مسلمانوں کو سیاسی وجود کے حصول سے باز رکھا جائے۔ اسکی مخالفت سے باہمی اتحاد کی فضا مکدر ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ نیز یہ اندیشہ اغلب ہے کہ اسی مسئلہ پر آپس میں نفرت وحقارت نہ پیدا ہو جائے۔[34]

عہدیداروں کو خراج تحسین

قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس موجودہ صدر اور اعزازی سیکرٹری پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور مسلم مفاد کے لئے ان کی خدمات کا اعتراف کرتا ہے یہ قرارداد خاں بہادر سید نواب علی چوہدری نے پیش کی جس میں کہا گیا کہ راجہ محمود آباد صدر مسلم لیگ نے ملک اور مسلمانوں کی جو خدمات انجام دی ہیں ہم سب پر پوری طرح عیاں ہیں اور ''میں اس ضمن میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔''

قرارداد میں کہا گیا ''مسلم لیگ نے سید وزیر حسن کی سیکرٹری کے عہدہ کے دوران جو ترقی کی ہے وہ ہم سب کے لئے بہت حوصلہ افزا ہے اور اس کے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے جو خدمات کی ہیں اور جو مواد فراہم کیا ہے وہ عوام کے فرائض اور عوام کی اپنی ترقی کے بارے میں ہماری رہنمائی کرے گا۔ ان کے عہدہ کے دوران مدت میں مسلم لیگ کا آئین تبدیل کیا گیا اور اس کی منزل کا تعین کیا گیا آئینی تبدیلی کے تحت مسلم لیگ نے ان فرائض کی ذمہ داری سنبھالی جس کے لئے وہ ہچکچا رہی تھی۔ آج مسلم لیگ میں نئی روح پھونکی جا چکی ہے اور ہندوستان کے تمام فرقے (قومیتیں) متحد ہو چکے ہیں۔

نواب میر اسد علی خاں نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا اور آج محمود آباد کے راجہ صدر مسلم لیگ کے طور پر ہمارے دلوں پر راج کررہے ہیں۔ سید وزیر حسن کی قربانیوں اور مسلم مفاد اور ملک کے لئے اُن کی پرعزم جدوجہد نے ہمارے دل موہ لئے ہیں۔

شریف جی کانجی نے قرارداد کی مزید تائید کرتے ہوئے کہا کہ سید وزیر حسن کے مدت عہدہ کے دوران ملک کی مختلف قومیتوں کے درمیان اخوت ومحبت کے بندھن مزید مضبوط ہوئے ہیں اب مسلم لیگ اور کانگرس دونوں ملک کی بہتری کے لئے مل جل کر کام کررہی ہیں۔

قرارداد منظوری کے لئے پیش کی گئی جسے تالیوں کی گونج میں منظور کیا گیا۔

سید وزیر حسن نے آل انڈیا مسلم لیگ کے نائب صدور کے عہدوں کے لئے مندرجہ ذیل افراد کو

دوبارہ منتخب کرنے کی قرارداد پیش کی جس کی تائید مسٹر شریف جی کانجی نے کی۔

1- سر محمد تصدق رسول خاں کے سی ایس آئی (جہانگیر آباد)
2- نواب عبدالمجید سی آئی ای۔بارایٹ لاء الہ آباد
3- سر فضل بھائی ابراہیم بارایٹ لاء بمبئی
4- سر فضل بھائی کریم بھائی کے ٹی۔بمبئی
5- خان بہادر سید نواب علی چوہدری بنگال
6- خان بہادر ایچ ایم ملک ناگپور
7- عبدالکریم عبدالشکور جمال سی آئی ای رنگون
8- حاذق الملک حکیم اجمل خاں دہلی
9- نواب فتح علی خاں قزلباش سی آئی اے لاہور
10- نواب ذوالفقار علی خاں سی ایس آئی بارایٹ لاء لاہور
11- سر ملک عمر حیات خاں ٹوانہ کے سی آئی ای ایم وی او پنجاب
12- خان بہادر میاں محمد شفیع سی آئی ای لاہور
13- عبدالعزیز بارایٹ لاء پشاور

جونہی میاں محمد شفیع کا نام پکارا گیا ارکان اجلاس نے "نہیں۔نہیں" کے نعرے بلند کیے جس کے بعد ان کا نام فہرست سے خارج کر دیا گیا اور باقی ماندہ افراد کو دوبارہ منتخب کر لیا گیا۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تین افراد کو بھی نائب صدور منتخب کیا گیا۔

1- سر ابراہیم رحمت اللہ کے ٹی۔سی آئی ای بمبئی
2- سید علی امام کے سی ایس آئی بانکی پور
3- خان بہادر نواب میر اسد علی مدراس

جناب نبی اللہ نے صدر جلسہ کے لئے شکریہ کی قرارداد پیش کی جس کی اے کے فضل الحق نے تائید کی۔صدر نے مختصر الفاظ میں مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے فرائض بخوبی سرانجام دیں۔9 بجے رات کو اجلاس ختم ہوگیا۔[35]

آل انڈیا مسلم لیگ دسواں سالانہ اجلاس

بمقام کلکتہ 30 دسمبر 1917ء تا یکم جنوری 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا دسواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1917ء کو کلکتہ کے ایک خوبصورت پنڈال میں شروع ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین جناب عبدالطیف احمد نے اپنے استقبالیہ خطبہ میں کہا کہ اس اجتماع کی خوشی ان صبر آزما حالات میں غم واندوہ کے سبب خاک میں مل جاری ہے۔ صدارت کی خالی کرسی ہمارے جذبات کی بہترین مظہر ہے۔ غالباً اس حادثہ کی کہیں نظیر نہ ملے گی کہ حالات سے مجبور ہوکر ہم صدر کے بغیر ہی اپنی کارروائی کا آغاز کررہے ہیں۔ اسلامی ہند کی گزشتہ چند سالوں کی تاریخ پریشانیوں کا ایک مرقع ہے لیکن حضرات! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج کا سانحہ سب سے زیادہ تلخ سفاکانہ اور دلشکن ہے میں مولانا محمد علی کی غیر حاضری پر نالاں ہوں محض اس لئے نہیں کہ وہ ہمارے صدر منتخب تھے بلکہ اس لئے بھی کہ وہ ہمیشہ ہندوستانی مسلمانوں کی بہت بڑی پشت پناہ رہے ہیں۔ میں مولانا کے لئے نالہ کناں ہوں کہ آج ان کا کرسی صدارت سے الگ رہنا ہمارے حکمرانوں کا ایک ناہرانہ اور نامعقول فعل ہے جس نے کہ ہندوستان میں برطانوی نیک نامی پر دھبہ لگا دیا ہے میں مولانا محمد علی کے لئے فریاد کرتا ہوں کہ ایسے موقع پر جب کہ ہندوستانی اصلاحات کا بغور جائزہ لیا جائے تو مولانا محمد علی کی عدم شرکت سے ہندوستانی مسلمانوں کے مفاد پر کاری ضرب لگے گی۔ مجھے ان کی عدم شرکت کا اس لئے صدمہ ہے کہ وہ ہمارے بڑے معتمد اور دلیر رہنما تھے اور ہماری بدنصیبی کی انتہا ہے کہ ہم اس موقع پر جبکہ ملک کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہونے والا ہے ہم ان کے دانشمندانہ مشورہ سے محروم ہیں۔ مجھے مولانا محمد علی کے یہاں موجود نہ ہونے کا اس لئے غم ہے کہ وہ سچے مسلمان ہیں۔ اور ہندوستان میں تعلیمات اسلام کے بیباک شارح ہیں اور اسی لئے وہ سی آئی ڈی کی غلط اطلاعات کا شکار ہوگئے۔

مجھے مولانا محمد علی کی عدم شرکت اس لئے بھی خون کے آنسو رلوا رہی ہے کہ یہ ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات واحساسات کی کھلی توہین ہے میں مولانا محمد علی کی اسیری پر اس لئے بھی روتا ہوں کہ انہیں خواہ مخواہ قید خانہ میں ٹھونس دیا گیا جبکہ ان کی مخلصانہ مساعی کا پھل انہیں ملنے والا تھا اور قوم ان کی بلائیں لیتی

ہوئی عقیدت کے پھول ان پر نچھاور کرنا چاہتی تھی۔

مفاد عامہ کے معاملات میں ہندوستانیوں میں کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں لیکن وہ سب مولانا محمد علی کی نظر بندی کو پورے اتفاق سے بالکل ناروا سمجھتے ہیں گذشتہ چند ماہ میں ملک کے گوشہ گوشہ میں مولانا محمد علی کی نظر بندی کے خلاف اظہار جذبات کے مظاہرہ کے لئے بیشمار اجتماعات ہوئے ہیں۔لیکن حکومت ہے کہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوتی اور رائے عامہ کو بری طرح کچل رہی ہے۔یہ ایسی کارروائی ہے کہ جس پر زار روس کو بھی عمال حکومت کے اس رویہ پر شرمندہ ہونا پڑتا اور میں حیران ہوں کہ عمال اُن اوصاف کے کس طرح حامل ہو سکتے ہیں۔جس پر کہ انگریزی قوم فخر کیا کرتی ہے۔

اس رویہ نے انگریزی قوم کو ہندوستانیوں کی نظروں سے گرادیا ہے۔مولانا آزاد مولانا حسرتؔ مولانا محمود حسن و دیگر مسلم رہنماؤں کی نظر بندی اس ملک میں حکومت کا نہایت ہی ظالمانہ فعل ہے۔میرا دعویٰ ہے کہ یہ نظر بندیاں بالکل ناروا اور خلاف قانون ہیں۔اُن کے خلاف کوئی رسمی کارروائی نہیں کی گئی کوئی متعین الزامات عائد نہیں کیے گئے۔ملزمین کو صفائی کا موقعہ تک نہیں دیا گیا محض کسی سی۔آئی۔ڈی کے رپورٹر کی اطلاع اس امر کے لئے کافی تھی کہ ان مایۂ ناز رہنماؤں کو ان کے خاندان و احباب سے چھین کر زندان میں ٹھونس دیا جائے۔قانون مطابع کی زد بھی سب سے زیادہ مسلمانوں پر پڑی۔اس قانون کے پاس ہونے کے بعد تین سال کے عرصہ میں ہمارے معتمد رہنماؤں کو ہم سے جدا کر دیا گیا۔مولانا محمد علی کی نظر بندی کے حالات آپ ہزاروں جلسوں میں سن چکے ہوں گے اب اس داستان غم کو دہرانا تضیع اوقات سمجھتا ہوں۔میں صرف اُن وجوہات کو بیان کروں گا جو کہ حکومت نے اس بارے میں پیش کی ہیں۔ وائسرائے کی مجلس قانون ساز میں مسٹر جناح کے ایک سوال پر حکومت نے جواب دیا کہ مولانا محمد علی کی ملک معظم کے دشمنوں سے ہمدردی ان کی نظر بندی کے لئے کافی وجہ تھی اگر چہ حکومت نے صاف طور پر نہیں بتایا کہ حکومت کے دشمنوں سے کیا مراد ہے لیکن حکومت کا اشارہ صاف ترکوں کی طرف ہے۔دوستو! اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں سے ہمدردی کیا کوئی اتنا شدید جرم ہے کہ اس کی سزا نظر بندی قرار دی جائے۔ہندی مسلمانوں نے اس بارے میں خوب غور کیا ہے۔حکومت کو ان کے خیالات پسند آئیں یا نہ آئیں لیکن ان کا فیصلہ یہی ہے کہ یہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس سے ہماری آزادی میں مداخلت کی جائے۔مسلمانوں نے اس سوال کا جواب دیدیا ہے وہ ہزارہا جلسوں میں اعلان کر چکے ہیں کہ ہر سچے

اور مخلص مسلمان کا یہ فرض عین ہے کہ وہ ترکوں کے موجودہ مصائب میں ان سے ہمدردی کرے۔ حکومت کو ان کے اصول ایمان میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ وقت آ گیا ہے کہ حکومت مسلمانوں کی اس پختہ رائے کو پیش نظر رکھے اور لوگوں پر محض ان کے ذاتی خیالات کی وجہ سے ظلم کرنے سے باز آ جائے۔

اب مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں بھی کچھ سن لیجئے! مولانا موصوف کے لئے بنگال ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان دو برس سے ماتم کر رہا ہے۔ مولانا اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چل کر محض تبلیغ اسلام کیلئے اپنی زندگی کو وقف کر چکے تھے۔ انہوں نے سیاسیات کی کبھی بھی پروا نہ کی تھی۔ ان کی مساعی تصنیفات اسلامی تک محدود تھیں۔ لیکن سی۔ آئی۔ ڈی کے ہمہ دان مخبروں نے یہ فوراً معلوم کر لیا کہ کلکتہ میں ان کی موجودگی خطرہ سے خالی نہیں بس احکام جاری کر دیئے گئے کہ وہ گھر بار سمیت بنگال کو خیر باد کہہ دیں لوگ ششدر رہ گئے۔ بنگال کے سات ہزار مسلمانوں نے تنسیخ احکام کے لئے عرضداشت کی۔ لارڈ کارمائیکل (Lord Carmichael) منظوری دینا ہی چاہتے تھے کہ اسی اثنا میں حکومت بہار نے مداخلت کی اور حکومت کے دشمنوں سے سازباز کرنے کے جرم میں مولانا کی نظر بندی کے احکام جاری کر دیئے مولانا نے الزامات سے بریت کا اظہار کیا اور حکومت کو چیلنج کیا کہ وہ عدالت میں ان الزامات کو ثابت کرے لیکن حکومت نے تا حال اس چیلنج کو قبول نہیں کیا ہے بلکہ مولانا موصوف پر مزید پابندیاں عائد کر دیں جن کی وجہ سے وہ مغرب و عشاء کی نماز بھی مسجد میں جا کر نہیں پڑھ سکتے۔

ہمیں معلوم ہے کہ مولانا نے ان صبر آزما حالات کا کس طرح مقابلہ کیا۔ انہوں نے وظیفہ لینے سے انکار کر دیا اور ادائیگی نماز کے لئے باقاعدہ مسجد میں جا کر حکومت کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ مولانا محمود حسن صاحب کا معاملہ بھی بالکل مولانا آزاد کا سا ہے۔ وہ زندگی بھر تارک دنیا رہے ہمیں علم تک نہیں کہ انہوں نے کن باغیانہ اصولوں کی تبلیغ کی۔ وہ مکہ مکرمہ سے مراجعت فرمائے ہند ہو رہے تھے کہ محکمہ تفتیش کے کارپردازوں نے دفعتہً اس امر کو "بے نقاب" کر دیا کہ وہ ہندوستان کے امن کے لئے خطرہ ہیں۔ سو انہیں گرفتار کر کے مالٹا بھیج دیا گیا۔ جہاں کہ وہ عرصہ سے سڑ رہے ہیں۔ حضرات! میں مولانا حسرت موہانی کی نظر بندی پر بھی خاموش نہیں رہ سکتا۔ مولانا موصوف نے بے نظیر بہادری اور دیانتدارانہ فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ جو کہ ہر مسلمان کے لئے باعث افتخار ہے وہ ہمارے ان جلیل القدر رہنماؤں میں سے ہیں جنہوں نے محض اپنی قابلیت، استقامت اور ملکی و قومی مفاد کیلئے سینہ سپر ہو جانیکی صلاحیت سے شہرت دوام حاصل کر لی ہے۔

ایسے موقعہ پر جبکہ اسلامی ہند ہندوؤں سے بالکل نالاں تھا مولانا موصوف ہی کی ذات تھی جنہوں نے ہندو مسلم اتحاد کا خواب دیکھا اور ہندوستان کی ترقی یافتہ اقوام سے تعاون کا سبق دیا تا کہ ہمارے مشترکہ وطن کا بھلا ہو۔ وہ بھی دیگر رہنماؤں کے ساتھ نظر بند کر دیے گئے۔ انہوں نے عملاً ان احکام کی خلاف ورزی کی سو اُن پر مقدمہ چلایا گیا۔ جب وہ عدالت میں پیش ہوئے تو انہوں نے صاف صاف اعتراف کیا کہ انہوں نے پابندیوں کو درخور اعتنانہ سمجھا اور انہوں نے اسیر زنداں ہونے کو ترجیح دی۔

نتیجہ یہ کہ انہیں فیض آباد جیل میں بھیج دیا گیا۔ وہاں ان کی صحت بالکل خراب ہوگئی۔ ان کی اہلیہ محترمہ نے حکومت سے درخواست کی کہ انہیں میگزین جیل میں منتقل کر دیا جائے جہاں کی آب وہوا ان کے موافق ہے۔ موصوفہ نے یہ بھی تحریر کیا کہ ان کے پاس ریل کا کرایہ نہیں ہوتا کہ وہ میگزین سے فیض آباد جاسکیں سو اگر مولانا موصوف کو میگزین جیل میں منتقل کر دیا جائے تو وہ قوانین زنداں کے تحت ان کی خدمت سرانجام دیں سکیں گی۔ دوستو! آپ یہ سن کر پریشان ہوں گے کہ حکومت یو۔ پی نے اس بدنصیب خاتون کی درخواست ردی کی ٹوکری میں ڈال دی۔ اب یہ منظر بالکل عام ہوگیا ہے کہ آپ موصوفہ کو پھٹے پرانے کپڑوں میں ایک فقیرنی کی حیثیت سے برقعہ اوڑھے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی چھوٹی بچی کو ساتھ لیکر میگزین سے اپنے خاوند کی ملاقات کے لئے فیض آباد کا رخ کرتی ہیں۔ عزیزو! یہ خون کے آنسو رونے کا مقام ہے۔ حسرت اور حسرت کی بیوی کا یہ کمال ہے کہ وہ اب تک جادۂ استقامت سے منحرف نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے قدم میں کسی قسم کی لغزش ہے۔ اس بہادر و بے باک خاتون کو مبارک ہو کہ اس نے ہندوستانی خواتین کے سامنے فرض شناسی اور استقلال کا نمونہ بن کر دکھادیا جو ہم سب کے لئے قابل فخر ہے۔

دوستو! یہ امر مسلمہ ہے کہ منظم سیاسی تحریک کو آئینی طور پر چلا کر ہی ہم اپنے حقوق کو منوا سکتے ہیں اور سیاسی جمود ہمارے قومی مفاد پر ضرب کاری لگانے کے مترادف ہوگا۔ ہمیں زمانہ کے ساتھ چلنا پڑے گا ورنہ ہم صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے اور اگر ہم خاموش رہے اور اصلاحات حاصل کرنے والی اقوام کی مخالفت کی تو پھر بھی جلد یا بدیر اصلاحات کا نفاذ ہوکر رہے گا۔ یہ خیال کرنا فاش غلطی ہے کہ انگریز ہندوستان پر حکومت کسی خاص قوم کے مفاد کی خاطر کرتے ہیں یا کریں گے اور یہ کہ وہ سلطنت کے مفاد عامہ کو کسی خاص جماعت کے مفاد کیلئے قربان کر دیں گے۔ یہ بدیہی امر ہے کہ برطانوی حکومت کے مفاد عامہ کو حکومت ہند کی تشکیل میں سب سے زیادہ دخل ہوگا اور مراعات عطا کرنے یا انہیں واپس لے لینے کا دارومدار انہیں امور پر ہوگا

اس میں کلام نہیں کہ ہندوستان کے کسی طبقہ کی مخالفت بھی حکمت عملی پر اثر ڈالے گی لیکن یہ محض آواز ہے کوئی فیصلہ کن امر نہیں۔ حضرات! جب کانگرس کی بنا پڑی مسلمانوں نے اس سے علیحدگی میں ہی عقلمندی سمجھی اور وہ اس کے مخالفین میں شمار ہونے لگے اور شروع شروع میں یہ جماعت ہندو جماعت ہی متصور ہونے لگی تھی۔ لیکن کانگرس کے مطالبات نے ہی حکومت کو مجبور کیا کہ مجالس قانون ساز کی توسیع کرے اور ان مجالس میں اصول انتخاب کا نفاذ کرے۔ یاد رہے کہ ان اصلاحات کا فیصلہ کرتے وقت حکومت نے مسلمانوں کو نظر انداز کر دیا اور یا کم از کم اُسے مسلم قوم کے رہنماؤں کی تائید حاصل نہ تھی۔ بیس برس بھی نہ گزرے تھے کہ ہم نے مجالس قانون ساز کی مزید توسیع دیکھی اور پھر اس میں مسلمانوں کی کوئی آواز نہ تھی لیکن حکومت کو کانگرس کے مطالبات ماننے پڑے۔ پھر منٹو مارلے اصلاحات کا نفاذ ہوا جس سے کہ مجالس قانون ساز کی موجودہ توسیع ہوئی اور عملاً کانگرس کے مطالبات موثر انداز میں قبول کر لئے گئے اور مزید حقوق و مراعات بھی کانگرس نے حاصل کر لیں جس کے لئے وہ ربع صدی سے جنگ کر رہی تھی۔ یہ مثالیں واضح کر رہی ہیں کہ مسلمانوں کے غیر جانبدارانہ طرز عمل کے باوجود ہندوستانیوں کو سیاسی مراعات حاصل ہوئیں۔

اب تقسیم بنگال کے معاملہ کو سامنے رکھئے۔ مشرقی بنگال میں ہمارے بھائیوں کو یقین دلایا گیا کہ تقسیم بنگال ایک طے شدہ امر ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ اس قسم کی تحریک کو جاری رکھیں۔ ملک معظم کے ہندی نائبوں اور وزرائے ہند نے، جن میں لارڈ مارلے بھی شامل ہیں، اعلان کیا تھا کہ تقسیم بنگال کا نفاذ لازمی امر ہے خواہ کتنے ہی خطرات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ اسلامی بنگال کو بار بار یقین دلایا گیا کہ انہیں کلکتہ کے بنگالیوں کے ماتحت نہ رکھا جائے گا اور مسلمان اشتعال کے باوجود برطانوی وعدوں پر اعتماد کرتے ہوئے امن سے بیٹھے رہے۔ لارڈ منٹو نے اعلان کیا کہ برطانوی حکومت کیلئے یہ ناممکن ہوگا کہ وہ اس فیصلہ کو بدل دے۔ ہندوستان کے کسی سیاسی رہنما کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس فیصلہ کی تنسیخ کبھی ممکن ہو سکتی ہے لیکن ان اعلانوں کے باوجود ہوا کیا یہی کہ جونہی برطانوی مفاد کا یہ تقاضا ہوا کہ اس فیصلہ کو بدل دیا جائے تو انہیں ایک لحہ کیلئے بھی اپنے اعلانات کا خیال نہ آیا اور مسلمانوں کی داستان وفا کو یک قلم فراموش کر دیا گیا۔

حکومت نے اپنے استعماری مصالح کی بناء پر ہمیں سیاسی شطرنج کے بے قیمت مہرے سمجھنے میں کوئی تامل نہ کیا۔ میں اسی بناء پر تو کہتا ہوں کہ ان کے لئے یہ امر کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ مسلمان سیاسیات میں حصہ لیں یا نہ لیں۔ ملک میں آئینی تغیرات نے جو مسائل پیدا کر دیئے ہیں وہ حل طلب ہیں۔ اگر

مسلمان ان مطالبات کو اپنے حاصل نہ کریں گے تو دوسرے لوگ اپنے نظریہ کے مطابق ان کا حل ضرور پیش کردیں گے۔ مسلم لیگ سیاسی بے عملی کے خلاف زندہ احتجاج کا پیکر ہے اور اس کے اراکین کو تلخ تجربات کے بعد معلوم ہو گیا ہے کہ قومی مفاد کا فیصلہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کو ہی کرنا چاہئے۔

میرا عقیدہ ہے کہ ترقی کی مخالفت کرنا ہندی مسلمانوں کا ایک نہایت ہی احمقانہ فیصلہ ہوگا۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارا یہ فعل قابل استہزاء ہوگا اور ہم اپنے قومی مفاد کو ذرہ بھر بھی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ ہماری حیثیت وہی ہوگی جو کہ مشرقی بنگال کے مسلمان بھائیوں کی تقسیم بنگالہ کی تنسیخ کے بعد ہوئی۔ سو ہمیں یہ طے شدہ امر تسلیم کرلینا چاہئے کہ اصلاحات کے نفاذ کا وقت آن پہنچا اور اب ہمارا صرف یہ کام تھا کہ ان آئینی رہیں گے میں ہمارے قومی مفاد کس طرح محفوظ تبدیلیوں اس بارے میں مسلم لیگ نے ایک منتخب مجلس مقرر کی۔ اس مجلس نے نومبر 1916ء میں کانگرس کی ایک نمائندہ مجلس سے مشاورت کی پھر باہمی افہام و تفہیم کے بعد ایک آئین مرتب کیا گیا جو کہ لیگ کانگرس سکیم کے نام سے موسوم ہے۔

یہ متفقہ امر ہے کہ ایک محب وطن ہندوستانی کیلئے اس سے اعلیٰ وارفع کوئی فرض نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کے لئے رائے دینے کا سیاسی حق حاصل کرلے۔ اس مقصد کا حصول ہندوستانی کی جان تمنا ہونا چاہئے اور اس کی تحصیل کے لئے ہر قربانی حقیر خیال کرنی چاہئے۔ جبکہ ہندوستان کے موجودہ نظام حکومت کے نقائص ظاہر وباہر ہیں۔ جب ہم جانتے ہیں کہ اس نظام کے ماتحت پولیس معصوم و بیگناہ عوام پر کیا کیا مظالم ڈھاتی ہے اور جس کو تمام انصاف پسندوں نے قابل الزام گردانا ہے جب ہمیں معلوم ہے کہ ہندی عوام کس خطرناک اور جانکاہ افلاس میں مبتلا ہیں وہ قحط سالی کا بہت آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں جبکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ اقتصادی ذرائع سے حکومت کس طرح ہندوستانیوں کا خون چوس رہی ہے کہ وہ آسانی طاعون، وبا اور قحط سالی کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ تو ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ نظام حکومت جو ان تمام خرابیوں کا ذمہ دار ہے بدل دیا جائے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ان خرابیوں کو دور کرنے کیلئے کوئی قربانی بھی زیادہ نہیں کہلائی جاسکتی۔ مجھے اس لئے رنج ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے بعض تعلیم یافتہ افراد اصلاحات کے مخالف ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے حکمران محبان وطن اور غداروں میں امتیاز کریں گے اور ہمارے اہل وطن بھی اس قابل ہوں گے۔ کہ وہ سچے محب وطن اور ایک تاجر سیاسی میں فرق کرسکیں۔

احباب! میں اُس جلیل القدر خاتون (بی اماں والدہ محترمہ مولانا محمد علی) کا خیر مقدم کرتا ہوں جو

کہ ہمارے صدر منتخب کی والدہ محترمہ ہیں جو کہ اس عمر میں خرابی صحت اور ضعف ونقاہت کے باوجود اتنا دور دراز کا سفر طے کر کے آئی ہیں تا کہ اپنی قوم سے درخواست کر سکیں۔ ہمارا دل یہ دیکھ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے کہ ہمارے حکمران اس قدر سنگدل واقع ہوئے ہیں کہ وہ ہماری قوم کی درخواستوں کوٹھکرا دیتے ہیں اور ایک بڑھیاماں کی اپنے بچوں کے لئے اپیل بھی ان پر اثر نہیں کر سکتی۔ کل ہی حکومت کے پاس تیس ہزار سے زیادہ برقیات پہنچ چکے ہیں کہ ہمارے رہنماؤں کورہا کر دیا جائے لیکن سب بے سود حتی کہ مولانا محمد علی کی وزیر ہند سے ملاقات کی خواہش بھی رد کردی گئی اگر ہمارے دل ہی رنج وغم سے افسردہ ہیں تو ایک آزردہ ماں کے جانکاہ احساسات کا اندازہ لگانا بھی کوئی کاردشوار نہیں کہ جس کے لئے راحت کا کوئی اور ذریعہ باقی نہیں رہا۔

جناب راجہ صاحب محمودآباد کا خطبہ صدارت

(قائم مقام صدر برائے مولانا محمد علی)

قائم مقام صدر راجہ صاحب محمودآباد نے اپنے خطبہ صدارت کا آغاز مندرجہ ذیل شعر سے کیا کہ:

بات کرنی ہمیں مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

حضرات! یہ اجلاس اُس جلیل القدر ہستی کی صدارت میں منعقد ہونا تھا جس کا انتخاب متفقہ طور پر ہوا تھا جو کہ ہماری قوم کا سچا رہنما ہے۔ جس نے کہ اپنی زندگی ملک وملت کے لئے وقف کر دی ہے جس نے بہت سے مصائب برداشت کئے اور اب بھی وہ خدمت قومی کے سنگین جرم کے باعث اسیر بلا ہے اور اس وجہ سے وہ اس اجلاس کی صدارت سے قاصر ہے۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے یہ آواز بلند ہوئی کہ مسلم لیگ کے اس عظیم الشان اجلاس کی صدارت کے لئے اُسے رہا کر دیا جائے۔ ہر قوم نے اُسکی رہائی کا پرزور اور متفقہ مطالبہ کیا لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ مجھے علم نہیں کہ عمال حکومت اس بارے میں مسلمانوں کے دلی جذبات سے اچھی طرح واقف بھی ہیں یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ محمد علی ہی وہ واحد فرد ہیں کہ حکومت کی یہ کوشش ہونی چاہئے تھی کہ وہ اس غیر معمولی طور پر نازک وقت میں ان کی خدمات سے فائدہ اٹھاتی۔ وہ ایک نامور مقرر ہیں۔ وہ ہندی مسلمانوں کے جذبات وشکایات کے نہایت ہی قابل اور بیباک شارح ہیں آج اُن سے بہتر مسلمانوں کے احساسات کی اور کون ترجمانی کر سکتا ہے۔ ان کے شاندار اخبارات کے کالم مسلمانوں کے دلی جذبات کے آئینہ دار ہوتے تھے اور کس کی جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ اس کٹھن فریضہ کو اس

دلیری سے سرانجام دیتا۔ انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کو چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے اسے حکومت کی خدمت سمجھا کہ مسلمانوں کے قلبی احساسات کو واشگاف طریق پر آشکار کر دیں۔

حضرات! آپ کو علم ہے کہ بغاوت کی سازشیں کی گئیں اور بعض دشمنان قانون نے برطانوی ہند میں تشدد کے ذرائع بھی استعمال کئے۔ تشدد کو سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کرنا ہمارے ملک کا ایک نیا مسئلہ ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بغاوت ملک پر مسلط ہو چکی ہے۔ عوام کی اکثریت اب تک حکومت کی وفادار ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمال حکومت نے ہندوستان کے قانونِ دفاع کا پورے طور پر استعمال کیا اور لوگوں پر متعین الزام لگائے اور عدالت میں صفائی پیش کئے بغیر انکو نظر بند کر دیا گیا۔ حضرات کیا حکومت کو خبر ہے کہ ان نظر بندیوں نے ملک کو کیا نقصان پہنچایا؟ ہمارے محبوب و محترم رہنماؤں کو زبردستی ہم سے جدا کر دیا گیا۔ حکومت کا فرض تھا کہ وہ محمد علی کو جو کہ ہندی مسلمانوں کے ترقی یافتہ طبقہ کے خیالات کا آئینہ دار تھا اُسے دعوت دیتی اور اُس کے خیالات معلوم کرتی۔ مسلمانوں نے اس نظریہ کو بارہا حکومت کے سامنے پیش کیا۔ مسلم لیگ نے مسلمانوں کے مطالبات کی بارہا تائید کی اور محمد علی و دیگر نظر بندوں کی رہائی کیلئے وفد لیجانے کی کوشش کی لیکن حکومتِ ہند کے محکمہ داخلہ نے اس درخواست کو بھی رد کر دیا۔ لیکن ہمیں ملکی مفاد بہت عزیز ہے کوئی ابتلا بھی ہمیں جادۂ استقامت سے منحرف نہیں کر سکتا۔ میں اس بات پر آپ کا وقت ضائع نہیں کرونگا کہ ہم پہلے مسلمان ہیں یا ہندوستانی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں اور ہندوستانی بھی۔ لہٰذا اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ ہم پہلے کیا ہیں اور بعد میں کیا۔ تقدم و تاخر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ میرا دعویٰ ہے کہ ہم دونوں ہیں۔ مسلم لیگ کا ہی یہ شاندار کارنامہ ہے کہ اُس نے ہندی مسلمانوں میں یہ روح پھونک دی کہ جس طرح وہ اپنے دین کی خاطر قربانیاں دیتے ہیں ویسے ہی وہ اپنے ملک کیلئے بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں سیاسی اتحاد بھی آپ کی لیگ کا شاہکار ہے اور اصلاحات کی متحدہ سکیم اس کا نتیجہ گزشتہ صدی کے آخر تک مسلمان سیاسیات سے بیگانہ رہے۔ یہ امر کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا بلکہ حالات کی مجبوری اور مسلم مفادات کا یہی اقتضا تھا' وہ اقلیت میں ہونے کے علاوہ تعلیمی دوڑ میں بھی پسماندہ تھے اُنہوں نے محسوس کیا کہ اگر ہر چیز کا فیصلہ ووٹ ہی پر ٹھہرا تو انکی حیثیت محض غلامانہ رہ جائیگی۔ ان حالات میں اکثریتی قوم نے بھی ہمارے جداگانہ انتخاب کے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور عمال

حکومت نے بھی ان کی ہی پر زور تائید کی۔ اس موقع پر حکومت انگلستان میں فوری انقلاب ہوا۔ ہندوستانی معاملات لارڈ مارلے جیسے فلسفی مدبر کے سپرد ہوئے جنہوں نے کہ لارڈ منٹو کی مشاورت میں ہندوستانیوں کو اپنے ملک کی حکومت میں زیادہ حصہ دینے کا فیصلہ کیا۔ مسلمانوں نے اپنے مفاد کو محفوظ رکھنے کیلئے 1906ء میں لارڈ منٹو سے وفد کی صورت میں ملاقات کی اور انہوں نے جداگانہ انتخاب کے اصول کو تسلیم کر لیا۔ ان حالات میں مسلم لیگ وجود میں آئی اور مسلمان بھی ملکی سیاسیات میں حصہ لینے لگے۔ مسلم لیگ زیادہ تر مدافعانہ کارروائی کرتی رہی اور قومی مفاد کو ترقی دینے میں مصروف رہی۔ اتنے میں نوجوانوں کے ایک گروہ نے ان معاملات میں دلچسپی لینا شروع کی۔ مسٹر محمد علی اور مسٹر وزیر حسن اسی طبقہ کے افراد ہیں۔ ان کی نظریں وسیع تر احوال کا جائزہ لیتی ہیں اور ان کا جذبۂ حب وطن بلند تر ہے۔ 1913ء میں مسٹر وزیر حسن نے ہی مسلم لیگ کے دستور اساسی میں ہندوستان کیلئے حکومتِ خود اختیاری کا اصول رائج کیا جو کہ اب خوب شہرت پا چکا ہے۔ بعد از اں مسلم لیگ آزادانہ اور بے باکانہ طور پر ملکی و قومی تحریکوں کی پشت پناہی کرتی رہی۔ اس مجلس نے جنگ بلقان وطرابلس کے پرآشوب دور میں بھی مسلمانوں کے جذبات کی عکاسی کی۔ روضہ مشہد کی بے حرمتی پر بھی مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ مسجد کانپور کے معاملہ میں بھی قابل قدر حصہ لیا۔ مسئلہ خلافت کے بارے میں بھی حکومت کو مسلمانوں کے احساسات سے پورے طور پر آگاہ کیا۔ لیگ کی تاریخ میں یہ باتیں یقیناً قابل فخر ہیں لیکن مسلم لیگ کا سب سے زیادہ شاندار کارنامہ اُس دستور کی ترتیب کو کہا جا سکتا ہے جو کہ کانگرس کے مشورہ سے ملک اور حکومت کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

آپ نے 1915ء میں ہمیں یہ دستور مرتب کرنیکی اجازت دی تھی۔ آپ کی قوم کے بہترین دماغ اس کام میں شریک ہوئے۔ بڑے غور وفکر کے بعد اس دستور کو ترتیب دیا گیا۔ تو پھر آپ کے نمائندوں کے لئے سب سے زیادہ دشوار اور نازک مقام یہ آیا کہ اُن تحفظات کو جنہیں کہ ہندی مسلمان اپنے مفاد کیلئے ضروری تصور کرتے تھے کانگرس کی مجلس منتخبہ سے منظور کرایا جائے۔ مسلمانوں کے لئے جداگانہ اور معتدبہ نمائندگی کا اصول کانگرس کی تاریخ میں اول بار تسلیم کیا گیا اور پھر اس دستور میں یہ امر بھی طے کر لیا گیا کہ اگر کسی بھی مجلس قانون ساز کے سامنے کوئی ایسا قانون پیش ہو جو کہ کسی ایک قوم سے تعلق رکھتا ہو اور اُس قوم کے دوتہائی نمائندے اُس قانون کے کسی جزو کی بھی مخالفت کرتے ہوں تو وہ قانون قابل غور تصور نہ کیا جائے گا۔ اس اصول کے اعتراف کے نتائج یقیناً دوررس ہیں۔

حضرات! میں آپ کی جانب سے اس دستور سے کامل اتفاق کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ ہمارے کم سے کم مطالبات ہیں جن میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی۔ جداگانہ انتخاب سے ہندوستان کی دو قوموں کے تعلقات مسلمہ طور پر بہتر ہو گئے ہیں اور اس سے مسلمانوں کو بھی اطمینان ہو گیا ہے کہ اب ان کی حیثیت ایک ناکارہ اقلیت سی نہیں رہی۔ فرقہ وارانہ انتخاب کوئی نئی چیز نہیں جو کہ ہندی دستور میں ٹھونس دی گئی ہو۔ سائپرس میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے اور پیش آمدہ صورت حال سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اکثریت رکھنے والی قوم کی یہ خواہش ہے کہ ہمارے فرقہ وارانہ جھگڑے انصاف سے طے ہوں اور اسی کا یہ ثمرہ ہے کہ ہم ایک متحدہ دستور پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

میں اس کے بعض حصوں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرا اعتقاد ہے کہ وزیر ہند کی مجلس بالکل اڑا دینی چاہئے۔ وزیر ہند کا درجہ وزیر نو آبادیات سے بلند تر نہ ہونا چاہئے اور نہ اُسے موجودہ وسیع اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ اس کے نائبوں میں سے کم از کم دو ہندوستانی ہونے چاہئیں تاکہ ہندی نکتہ نگاہ کو وہ اُس کے روبرو لا سکیں۔ وائسرائے سے مجلس انتظامیہ میں نامزدگی کا حق فوری واپس لے لینا چاہئے۔ مجلس انتظامیہ کے وزراء کا تقرر مجلس قانون ساز کے اراکین کے ہاتھ میں ہونا چاہئے یا کم از کم فی الحال اتنا تو ہو جائے کہ مجلس قانون ساز چار آدمی منتخب کرے تو وائسرائے اُس میں سے دو کا اپنی پسند سے تقرر کرے۔ مزید میری رائے یہ ہے کہ اگر مجلس قانون ساز کے منظور شدہ قانون سے وائسرائے کو اختلاف ہو اور مزید غور کے بعد مجلس مذکورہ پھر اُسی قانون کے حق میں رائے دے تو وائسرائے کو چاہئے کہ وہ مجلس قانون ساز کو کالعدم قرار دے کر نئے انتخابات کا اعلان کرے اور اگر اس نئی مجلس میں بھی وہی قانون پاس ہو جائے تو پھر دستور وائسرائے کو مجبور کرے کہ وہ بھی اس قانون کی منظوری دیدے۔

اس مجلس کا سب سے پہلا یہ اقدام ہونا چاہئے کہ ملک میں جبری مفت ابتدائی تعلیم کا نفاذ کرے۔ اس اصلاح کے لئے مسٹر گوکھلے آنجہانی نے اپنی عمر کا آخری حصہ خرچ کیا۔ کیا یہ ملکی رہنماؤں اور حکومت کے لئے ندامت کا باعث نہیں ہے کہ ملک کے تعلیمی نظام میں اس اصلاح کا نام ونشان تک نہ ہو۔

قراردادیں

اس اجلاس میں کل پچیس قراردادیں منظور ہوئیں جن میں سے مندرجہ ذیل خصوصی اہمیت کی حامل تھیں:۔

-1 آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانانِ ہند کے محبوب و جلیل القدر رہنما نواب وقار الملک بہادر کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے مرحوم مسلم لیگ کے سب سے پہلے اعزازی معتمد تھے۔ اُنہوں نے اپنی ساری زندگی خلوص کے ساتھ قومی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی اور مسلمانوں کے حقوق کی بے باکانہ ترجمانی سے اپنے ہم مذہبوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔

-2 آل انڈیا مسلم لیگ ''نیو ایرا'' (New Era) کے قابل بانی و مدیر راجہ محمد غلام حسین صاحب کی اچانک اور بے وقت موت پر اپنے گہرے تلق کا اظہار کرتی ہے اور مرحوم کی موت کو قوم کے لئے نا قابل تلافی نقصان تصور کرتی ہے۔

-3 آل انڈیا مسلم لیگ حکومت ہند کے اس رویہ کے خلاف پر زور احتجاج کرتی ہے جو کہ اُس نے مسلم لیگ کے لیڈرس کے اُس پیرا گراف کے حذف کرنے کے بارے میں اختیار کیا ہے جو کہ چیدہ چیدہ مسلم رہنماؤں کی نظر بندی کے متعلق تھا۔ لیگ کی یہ پختہ رائے ہے کہ ملک معظم کی رعایا کی دلجوئی زیادہ تر اسی امر سے وابستہ ہے اور مسلم لیگ کا یہ خیال ہے کہ ان نظر بندیوں نے ایک بڑا آئینی مسئلہ پیش کر دیا ہے لیگ کی یہ بھی رائے ہے کہ حکومت ہند نے مسلم لیگ کے وفد کو وزیر ہند سے ملاقات کرنے سے روکنا ہندوستانیوں کے حقوق شہریت پر بڑے حملہ کا مترادف ہے جو کہ انہیں اپنی سیاسی شکایات کو ملک معظم کے نمائندوں کے سامنے پیش کرنے میں مانع ہے۔ درآنحالیکہ دوسرے وفود وزیر ہند سے ملے اور اُنہوں نے بہت سے ایسے معاملات بھی پیش کئے جو کہ آئینی اصلاحات سے متعلق بھی نہ تھے۔ حکومت کے اس رویہ نے مسلمانوں کے وفد کو اجازت نہ دی کہ وہ وزیر ہند اور نائب ملک معظم کے سامنے اہم آئینی مسائل کو اسلامی نکتہ نگاہ سے پیش کر سکتے۔ مسلم لیگ حکومت ہند کے اس انکار پر اظہار رنج کرتی ہے اور اسے اپنا فرض سمجھتی ہے کہ وزیر ہند کو اُن حالات سے آگاہ کر دے جو کہ وفد کو وزیر ہند کے سامنے ملک کے سیاسی حالات کو اسلامی زاویہ نگاہ سے پیش کرنے میں آڑے آئے۔

-4 مسلم لیگ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے قیام کے لئے فوری اقدام کرے۔

-5 مسلم لیگ گزشتہ بقرعید اور محرم کے موقعوں پر بہار میں ہندوؤں کے متعصبانہ حملوں کو نہایت خطرہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور فسادیوں کے طرز عمل پر اظہار ملامت کرتی ہے اور جو لوگ کہ پس پردہ ان کی اعانت کر رہے ہیں انہیں ملک کے دشمن تصور کرتی ہے۔ یہ اجلاس بہار کے واقعات پر ذمہ دار ہندو رہنماؤں

کی خاموشی پر شدید رنج کا اظہار کرتا ہے۔

-6 مسلم لیگ مسلمانوں کے لئے انتخاب جداگانہ کے اصول کی موید ہے یہ تائید مسلم رائے عامہ پر مبنی ہے۔ مسلم لیگ حکومت سے پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اُن صوبوں کی مقامی مجالس میں بھی اس اصول کا نفاذ کرے۔ جہاں کہ ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہورہا ہے۔

-7 مسلم لیگ اپنے غم کا اظہار کرتی ہے کہ باوجودیکہ مولانا محمد علی کو مسلم قوم نے متفقہ طور پر مسلم لیگ کا صدر منتخب کر کے اپنے دلی جذبات کا اظہار کر دیا تھا لیکن پھر بھی حکومت نے علی برادران کو رہا نہیں کیا۔ مسلم لیگ حکومت کی توجہ خاص طور پر اس امر کی جانب منعطف کراتی ہے کہ حکومت کے اس رویہ سے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور پڑ گئے ہیں۔ مسلم لیگ ہندی مسلمانوں کے قلبی جذبات کی پرزور تائید کرتی ہے اور علی برادران کی رہائی کے لئے ہندوستان اور برطانیہ میں آئینی تحریک کو شروع کرنا چاہتی ہے۔

مسلم لیگ حکومت سے مولانا محمود حسن' مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حسرت موہانی اور دوسرے مسلم نظر بندوں کی رہائی کا پُرزور مطالبہ کرتی ہے۔ تاکہ مسلمانوں کی موجودہ بےچینی کا کچھ مداوا ہو سکے۔

-9 محمد علی جناح کی پیش کردہ قرارداد میں کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ وزیر ہند کے دارالعوام میں 20 اگست 1947ء کے اعلان پر اطمینان کا اظہار کرتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ملک معظم کی حکومت کی خواہش ہے کہ ہندوستانی نظام سلطنت کے ہر شعبہ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور حکومت خود اختیاری کی مجالس آہستہ آہستہ ترقی کریں تاکہ ہندوستان میں ترقی یافتہ ذمہ دار حکومت کا قیام ہو سکے اور ہندوستان برطانوی سلطنت کا ایک اہم جزو بنا رہے۔

(ب) اس اعلان کے پیش نظر ایفائے عہد کے طور پر حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس بارے میں کوئی ٹھوس کارروائی کرے اور دسمبر 1916ء کی کانگرس لیگ سکیم کو جلد ایک بل کی صورت میں پیش کرے اور حکومت ذمہ داری کے حصول کے لئے ان اصلاحات کے نفاذ کو اول منزل تصور کرے اور قانون میں ایک میعاد متعین کر دے کہ جس عرصہ میں مکمل حکومت خود اختیاری کا نفاذ ہندوستان میں ہو جانا چاہئے۔ بشرطیکہ مسلمانوں کے لئے کافی وشافی نمائندگی کا اصول لازمی طور پر قائم رہے۔

-10 جن صوبجات کی عدالتوں اور سرکاری دفاتر میں اردو زبان اور فارسی رسم الخط مروج ہے۔ وہاں اُسے جاری رکھا جائے اور ان صوبجات میں ابتدائی تعلیم کا ذریعہ وہی رہے۔[36]

آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس

بمقام بمبئی 31 اگست تا یکم ستمبر 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خصوصی اجلاس بروز ہفتہ 31 اگست 1918ء کی سہ پہر مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات سکیم پر غور وخوض کے لیے ایمپائر تھیٹر بمبئی میں منعقد ہوا۔ موقع کی مناسبت سے پنڈال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت سے کارروائی کا آغاز ہوا اس کے بعد سر فضل بھائی کریم بھائی چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے مندوبین اور حاضرین کا استقبال کرتے ہوئے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ انہوں نے جنگ عظیم میں ہندوستان کی خدمات' مسلمانوں کی سیاسی خدمات' ریفارم سکیم' مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ اور ہندوستان میں اسلام کا مستقبل ایسے موضوعات پر سیر حاصل بحث کی۔ اس کے بعد انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے مستقل صدر راجہ صاحب محمود آباد کو دعوت دی کہ وہ اپنا خطبۂ صدارت پیش کریں۔ بعد ازاں صاحب صدر نے اپنا خطبہ پیش کیا جس میں ہندوستانی آئینی اصلاحات (Indian Constitutional Reforms) کی رپورٹ اور دیگر ضروری امور پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

دوسری نشست

دوسری نشست دوسرے روز ایمپائر تھیٹر بمبئی میں شروع ہوئی جناب راجہ صاحب کے کرسی صدارت کو رونق بخشنے کے بعد کارروائی شروع ہوئی چنانچہ صدر محترم نے مندرجہ ذیل متعدد قراردادیں (Resolutions) پیش کی گئیں اور جبکہ بعض دوسری قراردادیں دیگر احباب نے پیش کیں۔ جو کثرت رائے سے منظور کی گئیں۔

بادشاہ کو خراج تحسین

صدر جلسہ پہلی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا "آل انڈیا مسلم لیگ ہز مجسٹی شاہ برطانیہ کو ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے موجودہ بحران کے دوران پوری وفاداری کا یقین دلاتی ہے"۔ مندرجہ بالا قرارداد کے علاوہ حسب ذیل قراردادیں بھی صدر کی طرف سے پیش کی گئیں:

اصلاحات پر احتجاج

"آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستانی آئینی اصلاحات کی رپورٹ میں درج شدہ اس الزام پر بھر پور

احتجاج کرتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان کے عوام کسی ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے اہل نہیں۔"

سیلف گورنمنٹ

آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ اور کلکتہ میں منعقدہ سالانہ جلسوں میں آئینی اصلاحات سے متعلق قراردادوں کی تائید کرتی ہے اور یہ اعلان کرتی ہے کہ سلطنت برطانیہ میں سیلف گورنمنٹ کا قیام انگلستان اور ہندوستان کے درمیان رشتہ کو مضبوط کرے گا اور ہندوستانی عوام کے جائز خواہشات کی تکمیل کرے گا۔

سیاسی رہنماؤں کی رہائی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے معتمد اور مقتدر رہنماؤں کی غیر حاضری پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اپنا یہ سخت احتجاج ریکارڈ پر لاتا ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اُن کی رہائی کے لئے متعدد مطالبات کے باوجود اُن کو مسلسل قید و بند میں رکھا جارہا ہے۔ یہ اجلاس دوبارہ اس اہم ضرورت پر زور دیتا ہے کہ ان تمام خودمختار اداروں میں مسلمانوں کو علیحدہ اور مناسب نمائندگی دی جائے جنہیں مجوزہ آئینی اصلاحات کے نفاد کے موقع پر قائم کیا جائے گا۔

آئینی اصلاحات

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومتِ ہندوستان کو امن عامہ اور ملکی حفاظت کے متعلق درج ذیل شرائط کے ساتھ ناقابل تقسیم انتظامی امور کی اتھارٹی دی جائے۔

(برطانوی) پارلیمنٹ آئینی اصلاحات سے متعلق جو قانون منظور کرے وہ ہندوستانی عوام کے حقوق کا برطانوی عوام کے حقوق کی طرح تحفظ کرے۔

(1) شاہ معظم کے تمام ہندوستانی باشندے اور وہ تمام لوگ جو ہندوستان کی شہریت اختیار کریں یا ہندوستان میں رہنے والے ہوں وہ سب قانونی طور پر برابر کے شہری ہوں اور ہندوستان میں کوئی ایسا تعزیری یا انتظامی قانون نہ بنایا جائے جسے امتیازی حیثیت حاصل ہو۔

(2) شاہ معظم کے کسی ہندوستانی شہری کی آزادی اس کے جان و مال کے تحفظ آزادئ اظہار رائے اور کسی تنظیم میں شامل ہونے پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائی جائے سوائے ان اشخاص کے جن کو عدالتوں نے سزا دی ہو یا اُن کے خلاف مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہوں۔

(3) شاہ معظم کے ہر ہندوستانی شہری کو لائسنس حاصل کرنے اور اسلحہ رکھنے کی اجازت دی جائے جیسا کہ برطانیہ میں رائج ہے۔ اسلحہ رکھنے کا حق اُس سے واپس نہ لیا جائے سوائے ان لوگوں کے جن کو عدالتوں

نے سزا دی ہو۔

(4) پریس آزاد ہوگا اور کسی اخبار یا پریس کی رجسٹریشن کے لئے کسی لائسنس یا ضمانت (سیکورٹی) کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(5) شاہ معظم کے کسی ہندوستانی باشندے کو جو بری یا بحری فوج کا ملازم ہو جسمانی سزا نہیں دی جائے گی سوائے اُن شرائط کے جن کا برطانوی باشندوں پر اطلاق ہوتا ہے۔

اصلاحات کی سکیم

سید وزیر حسن نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی: "آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ پرزور موقف ہے کہ (ہندوستانی عوام) کی ذمہ دار حکومت کا نظام مرکز اور صوبوں میں ایک ہی وقت میں نافذ کیا جائے۔ آل انڈیا مسلم لیگ جہاں ہندوستان میں آئینی اصلاحات کی رپورٹ کا خیر مقدم کرتی ہے کیونکہ یہ ہندوستانی سیاسی اداروں کو آزادی دینے کی مخلصانہ کوشش ہے اور یہ کہ چند تجاویز ایسی ہیں جو موجودہ حالات کو بہتر شکل دیں گی وہاں اپنی اس رائے کا اظہار بھی کرتی ہے کہ مجموعی طور پر یہ سفارشات تسلی بخش نہیں ہیں۔ مسلم لیگ اس امر پر اظہار افسوس کرتی ہے کہ آئینی اصلاحات کی تجاویز میں مندرجہ ذیل ترامیم اور تبدیلیاں عوام کی ذمہ دار حکومت کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم ہیں۔

مرکزی اسمبلی اور (صوبائی) قانون ساز کونسلوں میں کانگرس اور مسلم لیگ کی مشترکہ سکیم میں طے شدہ مسلمانوں کی نمائندگی کے اصول کو برقرار رکھا جائے۔ جوں جوں سرکاری محکمے ذمہ دار حکومت کو سونپے جائیں توں توں (برطانوی) پارلیمنٹ اور سیکرٹری آف سٹیٹ (برائے انڈیا) کا کنٹرول کم کیا جائے۔ جہاں تک مخصوص (ریزروڈ) محکموں کا تعلق ہے وہاں پارلیمنٹ اور سیکرٹری آف سٹیٹ کے جنرل اور مالی کنٹرول کو ہندوستانی حکومت کے کنٹرول میں اُس وقت نہ دیا جائے جب تک کہ ہندوستان کی حکومت کو عوام کے سامنے پوری طرح ذمہ دار نہ بنایا جائے۔ کونسل آف انڈیا کو ختم کیا جائے اور سیکرٹری آف سٹیٹ (برائے ہندوستان) کی مدد کے لئے دو انڈر سیکرٹریوں کا تقرر کیا جائے جو مستقل طور پر ہندوستانی ہوں برطانیہ میں انڈیا آفس کی انتظامیہ کے تمام اخراجات حکومت برطانیہ ادا کرے۔ ایک کمیٹی کونسل آف انڈیا کے موجودہ آئین کا جائزہ لینے کے لئے قائم کی جائے جس میں ہندوستانی عوام کو مناسب نمائندگی دی جائے۔ آئینی اصلاحات کی سفارش نمبر 5 میں اچھی حکومت (گڈ گورنمنٹ) کی واضح طور پر تعریف کی جائے یا اسے منسوخ کیا جائے۔ ہندوستان کی پریوی کونسل کی کوئی ضرورت نہیں۔ وائسرائے ہند کی

ایگزیکٹو کونسل میں ہندوستانیوں کے ارکان کی نصف تعداد سے کم نہ ہو ایسے ہندوستانی ارکان کا تقرر کرتے وقت مسلمانوں کے مطالبہ کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اجمیر، مالواڑہ اور دہلی کو باقاعدہ صوبوں کا درجہ دیا جائے اور اُن کے باشندوں کو مقبول حکومت اور لوکل سیلف گورنمنٹ کے معاملات پر موثر کنٹرول دیا جائے۔

سرکاری ملازمتوں بشمول انڈین سول سروس میں ابتدائی طور پر 50 فیصد نمائندگی ہندوستانی عوام کو دی جائے جس میں ہر سال ڈیڑھ فیصد کے حساب سے اضافہ کیا جائے مسلم لیگ کو رپورٹ کی سفارش نمبر 68 میں سرکاری محکموں میں بھرتی ہونے والے افراد کی ترقی کی مدت کے سکیل پر سخت اعتراض ہے ہندوستان میں ملازمتوں کے لئے یورپ میں بھرتی کرنے والے افراد یا اُن افراد کو جنہیں ہندوستان میں یورپ کے لئے بھرتی کیا گیا ہو اُن سب کو کوئی خاص الاؤنس نہ دیا جائے۔ تمام افراد خواہ انہیں یورپ یا ہندوستان میں بھرتی کیا جائے ان کو مساوی مشاہرہ دیا جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلم لیگ کونسل کو انگلستان بھیجنے کا اختیار دیتا ہے۔ یہ وفد آئینی اصلاحات کے سلسلہ میں اجلاس میں منظور کردہ قراردادوں کی روشنی میں کانگرس کے وفد کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔ یہ وفد ہندوستان کے مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے بھی ضروری کا اقدام کرے گا تاکہ وہ ملک میں نئے اصلاحی سیاسی آئین میں اپنا جائز مقام حاصل کرسکیں۔

سید وزیر حسن نے مندرجہ بالا قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے 29 اگست کو منعقد ہونے والے اجلاس میں یہ قرارداد منظور کی تھی کہ وہ آئینی اصلاحات کی تجاویز پر بحث کرنے کے لئے کانگرس کی سبجیکٹ کمیٹی سے مجلس مضامین رابطہ قائم کرے اور اس کے ارکان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ مسلم لیگ رہنماؤں نے کانگرس کی کمیٹی کے ارکان سے ان قراردادوں کی روشنی میں بات چیت کی اور مجھے یہ اعلان کرکے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ان کے اور کانگرس کمیٹی کے ارکان میں سوائے کونسل آف سٹیٹ کے قیام کے سلسلہ میں باقی تمام امور پر مکمل اتفاق رائے پایا گیا۔ مسلم لیگ کونسل اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرلے گی۔

یعقوب حسن نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے تمام طبقات نے قرارداد کے تمام امور پر اتفاق رائے کیا ہے اور اس کے ہر لفظ پر پوری طرح غور و خوض کیا ہے۔ مسلم لیگ نے بھی قرارداد کی تمام تجاویز کا خیر مقدم کیا ہے۔ اگر مسلمانوں کو ان پر اتفاق نہ ہوتا تو مسلم لیگ کبھی ان کا خیر مقدم نہ کرتی۔ اُنہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ چند تجاویز صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لئے نہایت مناسب

ہیں۔ قرارداد میں یہ الفاظ ''یہ سفارشات مجموعی طور پر غیر تسلی بخش ہیں'' کو کچھ ارکان مسلم لیگ شاید منظور نہ کریں لیکن یہ یادرکھنے کی بات ہے کہ قرارداد بنیادی طور پر ایک سمجھوتہ کا نتیجہ ہے۔ مسلم لیگ کونسل اور کانگرس کی سبجیکٹ کمیٹی کے درمیان بات چیت ہوئی جس میں کانگرس نے چند آئینی تجاویز پر ترامیم منظور کیں جن کو مسلم لیگ کونسل کے ارکان نے تسلیم نہیں کیا۔ کانگرس نے ان ترامیم پر مسلم لیگ سے سمجھوتہ کی خاطر دوبارہ غور کیا یہ ترامیم ہندوستان میں امن عامہ ملک کے دفاع اور تحفظ سے کونسل آف سٹیٹ اور گرینڈ کمیٹی کو برقرار رکھنے کے امور سے متعلق تھیں جنہیں مسلم لیگ نے اپنی قرارداد میں شامل کیا تھا۔

جناب فضل الحق نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ ''ہندوستان کے عوام برطانوی لیڈروں کے اس الزام کی سخت مذمت کرتے ہیں کہ وہ سیلف گورنمنٹ کے لئے نا اہل ہیں یہ بھی کہا کہ نہ صرف ہندوستانی عوام سیلف گورنمنٹ کے نا اہل ہیں بلکہ مسلمان تو سب سے زیادہ نا اہل ہیں۔ جناب فضل الحق نے مطالبہ کیا کہ مسلم لیگ ان برطانوی بیانات پر سخت احتجاج کرے اور واضح کرے کہ ہندوستانی عوام نہ صرف سلطنت برطانیہ میں حکومت کے اہل ہیں بلکہ مسلمان تو بہت زیادہ اہل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومتوں کی طرح مرکزی حکومت کو بھی زیادہ سے زیادہ خودمختار بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ آئینی اصلاحات کی رپورٹ مرتب کرنے والوں کی حکومت کو خودمختار بنانے کی کوششیں قابل تعریف ہیں لیکن یہ بھی مقامِ افسوس ہے کہ یہ رپورٹ مجموعی طور پر غیر تسلی بخش اور مایوس کن ہے''۔

جناب نبی اللہ نے بھی قرارداد کی حمایت کی۔ جناب برکت علی نے اپنی تقریر میں کہا کہ انہوں (ارکان مسلم لیگ) نے صوبائی انتظامیہ کی تقسیم کے اصول کو پسندیدگی کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک سمجھوتہ کے طور پر قبول کیا ہے جناب اسد علی نے بھی قرارداد کی تائید مزید کی۔

جناب ایم اے جناح جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو تمام ارکان نے پُرجوش تالیوں سے اُن کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی کہ آئینی اصلاحات کی رپورٹ کی سفارش نمبر 5 متعلقہ اچھی حکومت (گڈ گورنمنٹ) کی واضح طور پر تعریف کی جائے یا اسے منسوخ کردیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسٹر مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ کا جس کسی نے بھی بغور مطالعہ کیا ہے اُسے ''اچھی حکومت'' کی اصطلاح نہایت مبہم معلوم ہوئی ہوگی۔ قرارداد میں کہا گیا کہ ملک کے ''امن، سکون اور تحفظ'' کو ریزرو سبجیکٹ (محکمے) کی فہرست میں رکھا جائے لیکن رپورٹ مرتب کرنے والوں نے ان امور کے لئے ''اچھی حکومت'' کی اصطلاح استعمال کی ہے ''اچھی حکومت'' کی اصطلاح کی وضاحت کی جائے۔ وہ یہ بھی کہہ

سکتے ہیں کہ اچھی حکومت میں ملک کے مالی انتظامات یا دیگر امور بھی شامل کئے جا سکتے ہیں۔ جناب جناح کا خیال تھا کہ قرارداد میں اس دفعہ کو شامل ہی نہ کیا جائے۔ ایک اور ترامیم کے ذریعے اُنہوں نے قرارداد میں ریزرو محکموں کے بارے میں لفظ گا(Shall چاہیے)(Should) کی بجائے درج کیا جائے۔

سید وزیر حسن نے جناب ایم اے جناح کی طرف سے پیش کردہ ترامیم کو منظور کرتے ہوئے قرارداد کو اجلاس کی منظوری کے لئے پیش کیا۔ اجلاس نے متفقہ طور پر قرارداد کو منظور کرلیا۔

رولٹ کمیٹی کی رپورٹ پر احتجاج

اس کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس نے درج ذیل قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ ''رولٹ کمیٹی'' نے اپنی رپورٹ میں جو نتائج اخذ کئے ہیں آل انڈیا مسلم لیگ ان کی مذمت کرتی ہے اور مسلمانوں کی وفاداری سے متعلق رپورٹ میں درج خدشات اور اعتراضات پر سخت احتجاج کرتی ہے اور اعلان کیا کہ مسلمانوں میں کسی باغیانہ تحریک کی موجودگی سے متعلق کمیٹی کے نتائج میں کوئی صداقت نہیں مسلم لیگ نے کمیٹی کی طرف سے مسلمانوں کے چند مقتدر رہنماؤں کے بارے میں نازیبا کلمات (remarks) کو بھی رد کردیا اور یہ واضح کیا کہ جب تک کمیٹی اپنی تحقیقات سے متعلق کسی عدالت کی توثیق حاصل نہیں کرتی اُس وقت تک کمیٹی کے اخذ کردہ نتائج کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر انصاری اور مولوی عبدالسجان نے مسلم لیگ کے رہنماؤں کے خاندانوں کی کفالت کے لئے چندہ فراہم کرنے کی اپیل کی اس کے بعد صدر اجلاس نے استقبالیہ کمیٹی کے ارکان اور مسلم لیگ کے تمام رضا کاروں کا شکریہ ادا کیا کہ اُنہوں نے اس خاص اجلاس کی کامیابی کے لئے انتھک کام کیا اور اس سلسلہ میں سر فضل بھائی کریم بھائی عزت مآب ایم اے جناح اور رضا کاروں کے کیپٹن دادامیاں کو خراج تحسین پیش کیا۔ سر فضل بھائی نے صدر کے لئے اظہار تشکر کی قرارداد پیش کی اور کہا کہ آپ اس مقصد کے لئے بمبئی تشریف لائے اور نہایت کامیابی سے اجلاس کی کارروائی جاری رکھی۔ مرزا علی محمد خان نے قرارداد کی تائید کی جسے تالیوں کی گونج میں منظور کرلیا گیا اور اجلاس برخواست ہوا۔[37]

آل انڈیا مسلم لیگ گیارہواں سالانہ اجلاس

بمقام دہلی 30 دسمبر 1918ء

صدر۔مولوی اے کے فضل الحق

آل انڈیا مسلم لیگ کا گیارہواں اجلاس اس وجہ سے زیادہ تاریخی حیثیت رکھتا ہے کہ علما کی جماعت نے پہلی بار مسلم لیگ کی کارروائی میں شرکت کی۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر مختار احمد انصاری تھے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ لیگ کے اجلاس کے انعقاد سے ایک روز قبل علمائے کرام نے فتح پوریکری مسجد میں ایک اجلاس میں یہ فیصلہ کیا کہ مسلم لیگ کا یک زبان ہوکر اور بالخصوص ان تمام معاملات میں جو اسلام سے متعلق ہیں بھرپور ساتھ دینا چاہئے۔

جلسہ میں شریک علماء میں خاص طور سے قابل ذکر حضرات میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی مولانا کفایت اللہ مولانا احمد سعید مولوی عبداللطیف مولانا آزاد سبحانی مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مولوی ثناءاللہ امرتسری مولانا سلامت اللہ شامل ہیں ان حضرات نے جلسہ میں تقریریں کیں اور مسلم لیگ کے ممبر بھی بنے۔

صدر استقبالیہ کے خطبہ کا خلاصہ

ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے گورنمنٹ کی آئینی اصلاحات رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے چند معاملات کی طرف توجہ دلائی جو مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کے خلاف تھے۔

"گورنمنٹ کے نام نہاد زاویہ نگاہ میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے اسکی مزید شہادت اس امر سے حاصل ہوتی ہے کہ مسٹر مانٹیگو اور لارڈ چیمسفورڈ نے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ان کے اس خاص حق کی مخالفت کی ہے جو زمانہ موجود میں ہماری سیاسی تحریکات کی روح رواں ہے۔ گورنمنٹ کے وعدوں اور اس سمجھوتہ پر جو ہمارے اور ہندوؤں کے درمیان ہو چکا ہے اور خود اپنے خوبی مفاد پر نظر کرتے ہوئے ہم حکومت کو اس کے وعدوں سے روگردانی کی اجازت نہیں دے سکتے۔ علاوہ بریں مسلمانان ہند کے نمائندوں کا امپیریل کانفرنس اور مجلس جنگ (War Committee) کے مباحث میں شریک نہ کیا جانا مسلمانوں کے اس احساس میں اضافہ کرتا ہے کہ ان

کے ساتھ لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔ اور یہ احساس اس وقت اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مجلس صلح میں جہاں ایسے سوالات زیر بحث آئیں گے جن کا تعلق مسلمانوں کی موت وزیست سے ہے ہمارا کوئی نمائندہ موجود نہ ہوگا۔ ایک غیر مسلم خواہ وہ ہمارا کیسا ہی ہمدرد اور دوست ہو اسلامی مسائل پر نہ اس وثوق کے ساتھ زبان کھول سکتا ہے جس کی ایک مسلمان نمائندے سے اُمید ہو سکتی ہے۔''

حضرات بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی وہ اخوت اسلامی جو ان کے اور تمام مسلمانوں کے درمیان خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں رہتے ہوں رشتہ محبت قائم کرتی ہے۔ درحقیقت اس وطن پرستی کے خلاف ہے جس کا تعلق صرف ہندوستان سے ہے میں نے بعض دوستوں کو کہتے سنا ہے کہ ہندوستان کا مسلمان جزیرہ نمائے گیلی پولی کی ایک انچ زمین کے بدلے سارے ہندوستان کو قربان کر دینے کو تیار ہے۔''

حضرات! اس قسم کی باتوں سے جن کی تصدیق واقعات ہرگز نہیں کرتے حقائق کے چہرے کو مسخ کیا جاتا ہے ہندوستان کے ہر معرکہ میں ہم اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ ایک ہی صف میں شانہ بشانہ رہے ہیں۔ ہمارا سیاسی مطمح نظر اہل ہنود کے واسطے دور کی چیز نہیں۔ ہندو مسلمانوں کا وہ سمجھوتہ جس نے لکھنؤ میں عملی مشکل اختیار کی تھی ہر سال تقویت حاصل کرتا جاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جتنا زمانہ گزرتا جائیگا ہمارے باہمی مراسم بہتر ہوتے جائیں گے۔ اگر اس وقت افتراق کے اسباب موجود ہیں۔ تو وہ بھی رفع ہو جائیں گے۔ میرا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ ایک سچا مسلمان سچا وطن پرست ہوگا۔ اگر ہم مسلمان ترکی اور ایران کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں تو ساتھ ہی ہمارے طرز عمل نے ثابت کر دیا ہے کہ ہم اپنے ان ہموطنوں کے حقوق کی حمایت کرنے میں بھی جو غیر ممالک میں مقیم ہیں، کسی سے کم نہیں ہیں۔ وہ حق پرست یعنی احمد محمد کچالیہ ہندوستان میں ایک مسلمان تھا۔ جو جنوبی افریقہ میں عرصہ تک لڑتا اور ہمارے حقوق کے شیر دل علم بردار مسٹر گاندھی کی جانشینی کا آخر تک پورا حق ادا کرتا رہا۔ لیکن جہاں ایک مسلمان دونوں قوموں کی متفقہ حقوق کے لئے لڑنے کو تیار ہے وہاں وہ اس ملک میں اپنی سیاسی حالت کو برقرار رکھنے کا عزم بالجزم کر چکا ہے اور نہایت استقلال کے ساتھ اپنے تمام جائز حقوق کی حفاظت کرے گا۔

بے جا نہ ہوگا کہ اگر اس جگہ کٹار پور کے اندوہناک واقعات کا ذکر کیا جائے جہاں ہندوؤں نے بے قصور اور صلح جو مسلمانوں کے ساتھ بغیر اشتعال کے وحشیانہ سلوک کیا ہے۔ ان ہولناک واقعات کو پڑھ کر مجھے جو صدمہ ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے ناراضگی اور غصہ کے جذبات جو ہم سب کے دلوں میں ہیں ان کا

اظہار کرنے سے الفاظ قاصر ہیں۔ اس قسم کے واقعات دونوں قوموں کے تعلقات کو خراب کرتے ہیں اور اس باہمی اتحاد کی بنیاد پر تیشہ چلاتے ہیں۔ جس کے ہم سب آرزومند ہیں۔ میں ہندو بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسی موثر تدابیر اختیار کریں کہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا سدباب ہو جائے۔ حالات کے ہر پہلو پر نظر کرنے کے بعد میرا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اگر مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا سیاسی مطمحِ نظر حاصل کرنے کے لئے ہندوؤں کے ساتھ ملکر کام کریں تو یقیناً ہندو بھی مسلمانوں سے جدا رہ کر اپنی منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ دونوں کا مطمحِ نظر رواداری نہ کہ انتقام ہونا چاہئے۔[38]

استقبالیہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر مختار احمد انصاری کا خطبۂ استقبالیہ حکومت صوبہ متحدہ نے سنسر کی غرض سے طلب کر کے ضبط کر لیا۔ لہٰذا اُنہوں نے زبانی تقریر کرتے ہوئے مولوی اے کے فضل الحق صدر جلسہ کا خیر مقدم کیا۔

مولوی اے کے فضل الحق نے اپنی صدارتی تقریر میں اجلاس میں شامل علما حضرات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ حامیان شرع متین آج ہماری امداد و اعانت کے لیے اس اسٹیج پر جلوہ فرما ہیں جن کا تعلق مذہب کے علاوہ مسلم سیاست سے بھی خاص ہے۔ اس لئے ان کی گرامی آراء ہمارے حق میں دلیل راہ اور چراغ ہدایت ہوں گی۔

اس کے بعد صدر نے چیمسفورڈ مانٹیگو اسکیم کے متعلق ایک مدلل اور مضبوط بحث کی۔ نیشنل کانگریس کا اجلاس بھی اسی ہفتہ دہلی میں منعقد ہو رہا تھا اور اس موضوع پر دونوں فریق تقریباً ہم خیال اور متفق تھے۔ صدر نے عالم اسلام کی نازک صورت حال کا نقشہ پیش کرتے ہوئے مسلمانوں سے باہمی اتفاق و متحد ہونے کی اپیل کی اور ہندو مسلم مفاہمت کو مسلمانان عالم کی تقویت کا بہترین ذریعہ بتایا۔ اُنہوں نے ان عاقبت نا اندیش ہندوؤں کی ذہنیت پر شدید رنج و افسوس کا اظہار کیا جو فسادات کی آگ بھڑکا کر ہندو مسلم اتفاق میں روڑے اٹکا رہے تھے۔ کٹار پور و بہار کے دردناک مسلم کش فسادات اور المناک واقعات کا ذکر کے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے خصوصیت سے ہندو مہا سبھائی ذہنیت کی شدید مذمت کی اور ان حالات کو دونوں قوموں کے حق میں معاشرتی و سیاسی لحاظ سے نقصان دہ بتایا۔ اُنہوں نے کہا کہ ان فسادیوں کی مسلم دشمنی خود اپنی قوم کیخلاف بھی مضرت رساں اور دشمنی کا موجب ہے۔ کٹار پور میں ہندوؤں نے بے گناہ امن پسند صلح جو نہتے مسلمانوں کے خلاف بغیر کسی اشتعال کے وحشیانہ مظالم روا رکھے اور اس سلسلہ میں

مزید حیرت اور افسوس یہ ہے کہ حکومت کے ارباب اختیار جو اپنے آپ کو انصاف پسند قانونی حکومت کے علمبردار کہتے ہیں ان فسادات کی روک تھام میں دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتے رہے ان اندوہناک واقعات سے دونوں قوموں کے تعلقات جو گزشتہ کچھ عرصہ قبل خوشگوار حد تک استوار ہوئے ہیں ان میں رخنہ اندازی کے امکانات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور مسلمانان ہند نیز ہم سب کے دلوں میں ہندوؤں کی طرف سے اس مسلم کشی کے نتیجے میں جو نفرت اور ناراضگی اور غم وغصہ ہے۔ اس کے اظہار کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ دراصل بعض ہندو فرقہ پرست جماعتیں ہندو مسلم اتحاد کی مخالف ہیں۔ اس لیے انہوں نے اس فساد سے باہمی اتحاد و اتفاق کی بنیاد پر تیشہ چلایا ہے۔ میں ہندو رہنماؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جس طرح ممکن ہو سکے اس قسم کے واقعات و حادثات کے سد باب کے لیے موثر تدبیریں کریں۔ تا کہ قائم شدہ باہمی اتحاد کی فضا مکدر نہ ہو اور اس میں خوشگوار ماحول ترقی کرے اور دونوں قومیں مل جل کر اپنے سیاسی سفر کو سلامت روی اور کامیابی سے طے کرتے ہوئے جلد سے جلد منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ ورنہ یہ فسادی عناصر رواداری کے بجائے دونوں قوموں کے منتقمانہ جذبات کو مشتعل کر کے سخت نقصان رساں ثابت ہوگا اور حکومت پر یہ ظاہر ہو جائے گا کہ ہندو مسلمان دونوں حکومت خود اختیاری کے فرائض انجام دینے کے قطعاً اہل نہیں ہیں۔

اس اجلاس میں جن اکابرین نے شرکت کی ان میں محمد علی جناح' عزیز الحق' مولوی اے کے فضل الحق' مسز سروجنی نائیڈو' ایم کے گاندھی' سیف الدین کچلو' مولوی محمد اسمٰعیل' مفتی کفایت اللہ' ثناء اللہ امرتسری' مولوی نجم الدین' سید محسن شاہ' ابوالقاسم' سید محمد یعقوب حسن' سید رضا علی' ملک برکت علی' نواب سرفراز حسین خان' حاجی عبدالصمد' نواب ذوالقدر جنگ' مولوی محمد یعقوب اور مولانا ظفر الملک شامل تھے۔[39]

(۱) ترکوں کے ساتھ برطانیہ و اتحادیوں کا سلوک منصفانہ ہو۔ جس میں مسلمانان ہند کے احساسات کو مدنظر رکھا جائے۔

(۲) بیت المقدس و نجف اشرف پر برطانوی فوجوں کے قبضہ کر لینے پر اظہار غم وغصہ کیا گیا اور حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ دونوں مقامات مقدسہ کو واگذاشت کر دے۔ نیز حکومت برطانیہ سے درخواست کی گئی کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اتحادیوں کو اس بات پر راضی کرے کہ مقامات مقدسہ گزشتہ حالت پر برقرار رہیں اور کوئی اتحادی حکومت ان مقامات پر قبضے یا

حکومت کا خیال نہ کرے۔

(۳) مسلم لیگ حکومت برطانیہ کو اس کے اعلان کی یاد دہانی کرانا چاہتی ہے کہ حکومت اعلان کر چکی ہے کہ خلافت کا مسئلہ صرف مسلمانوں کا معاملہ ہے اور مسلمانوں کی رائے عامہ ہی اس مسئلہ کو طے کرے گی۔ اگر اس اعلان سے حکومت ذرا بھی بدلنے یا ہٹنے کی کوشش کریگی تو مسلمانانِ ہند انتہائی غم وغصہ کے ساتھ احتجاج کریں گے نیز برطانیہ سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اتحادیوں کو مسلمانوں کے صحیح نقطۂ نظر کو سمجھادے اور ہر قسم کی مداخلت سے اتحادیوں کو باز رکھے۔

(۴) یہ بھی منظور ہوا کہ جنگ کے بعد جو حق خود ارادیت Self Determination کا اصول لیگ آف نیشنز (League of Nations) نے طے کیا ہے۔ اس کا عمل درآمد ہندوستان پر بھی کیا جائے۔[40]

اجلاس میں صدر جلسہ کے علاوہ مولوی غلام محی الدین قصوری، مولوی کفایت اللہ، مولوی ابوالقاسم، نواب ذوالقدر جنگ، مولانا عبدالباری، مولانا آزاد سبحانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مسز سروجنی نائیڈو، حکیم اجمل خان، مولانا حسرت موہانی، عبدالرحمن صدیقی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے بھر پور حصہ لیا، نیز یہ کہ یہ تمام کارروائی تاریخی نوعیت کی حامل ہے اور اس کا محفوظ و مامون کرنا ضروری ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کا اردو ترجمہ دستیاب نہیں ہے لہٰذا اسے من وعن انگریزی زبان میں پیش کیا جاتا ہے۔

گیارہویں اجلاس کی قراردادیں

شاہِ معظم کو خراجِ تحسین

آل انڈیا مسلم لیگ تاجِ برطانیہ اور شاہِ معظم کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہے اور انہیں مسلمانوں کی مکمل اور مسلسل وفاداری کا یقین دلاتی ہے۔

قراردادِ تعزیت

آل انڈیا مسلم لیگ ایم۔ اے۔ او کالج علی گڑھ کے آنریری سیکرٹری نواب حاجی محمد اسحاق خاں کی وفات پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ ان کی وفات سے ایک بڑا قومی نقصان ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں کے ایک نڈر رہنما اور ملک کے عوام کے حقوق کے ایک بہت بڑے بہی خواہ تھے۔ وہ مسلمانوں کے بالخصوص اور ہندوستانی عوام میں بالعموم کے محبت تھے۔

آل انڈیا مسلم لیگ خان بہادر میاں محمد شاہ دین کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے اُن کے انتقال پر ہندوستان کے مسلمان ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گئے۔ وہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے دن رات کوشاں رہے۔ وہ ایک بڑے قانون داں تھے جنہیں مسلمانوں کی خدمات کے حوالے سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

آل انڈیا مسلم لیگ بارہ بنکی کے شیخ ولایت علی بمبوق کی ناگہانی موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ ان کے انتقال سے مسلمان ایک عظیم لکھاری (Writer) طنز ومزاح کے مصنف اور اسلام کے ایک سچے شیدائی سے محروم ہو گئے ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ یہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ انہوں نے اپنی سادہ زندگی اور علم وفضل کی بدولت مسلمانوں کے دلوں میں اہم مقام حاصل کر لیا تھا۔ ملک ایک عظیم شاعر اور بہت بڑے فلاسفر اور ماہر تعلیم سے محروم ہو گیا ہے۔ مجوزہ مسلم یونیورسٹی کے قیام کے سلسلہ میں ہندوستانی مسلمان اُن کی کوششوں کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

اگلے روز مسلم لیگ کا اجلاس صدر جلسہ کی اُردو زبان میں تقریر سے شروع ہوا انہوں نے سالانہ اجلاس میں علمائے کرام کی شرکت کا خاص طور پر ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اُن کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ وہ ایک ایسے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں جن میں ملک کے جید علماء مسلم لیگ کے ساتھ مل کر بحث وتمحیص میں حصہ لے رہے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے شمس العلماء حافظ احمد کی طرف سے موصول ہونے والے ایک خط کو پڑھا گیا نیز انہوں نے 30 دسمبر کو مسجد فتح پوری میں منعقدہ علماء کے اجلاس کی کارروائی بھی سنائی جس میں تین علماء کو مسلم لیگ کے موجودہ اجلاس میں شرکت کے لئے منتخب کیا تھا تاکہ وہ تمام علماء کی نمائندگی کر سکیں۔ شمس العلماء حافظ احمد نے اپنے خط میں تحریر کیا کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء مسلمانوں کے مقدس مقامات' خلافت اور مسلم ریاستوں کے بارے میں مسلم لیگ کے موقف اور اس ضمن میں اس کی قراردادوں کی حمایت کرتے ہیں اور اُن میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے دارالعلوم دیوبند کے علماء کے بھی ویسے ہی جذبات ہیں۔ ڈاکٹر انصاری نے مزید کہا کہ علمائے کرام نے مذہبی امور کے بارے میں ہر قسم کا اخلاقی اور مادی تعاون کیا ہے اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ ایسے تعاون سے کبھی گریز نہیں کریں گے۔ مندرجہ ذیل علماء نے اجلاس میں شرکت کی۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا کفایت اللہ دہلوی' مولانا کرامان اللہ' مولانا عبد اللطیف' مولانا عبد الحسین' مولانا عبد الباری لکھنؤ' مولانا آزادی سبحانی کانپوری' مولانا احمد سعید' مولانا سلمان اللہ لکھنوی

مولانا غلام محی الدین قصوری نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک علماء مسلمانوں کے مذہب اور سیاست کو دو علیحدہ شعبے سمجھتے رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں ان شعبوں میں کوئی فرق نہیں۔ اُن کی سیاست ہی اُن کا مذہب ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جب تاتاریوں نے بغداد کو تباہ کر کے فتح کیا اور مسلمانوں کے اقتدار اعلیٰ کو ختم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن (مسلمانوں) کی مدد کے لئے اپنی نصرت بھیجی اور تاتاری فاتحین کو دائرہ اسلام میں داخل کر دیا۔ علماء کو اس کی کوئی فکر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اسلام کی حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

علماء کی جانب سے مولوی کفایت اللہ نے صدر اجلاس ڈاکٹر انصاری اور اُن کے رفقاء کی طرف سے اُن کا زبردست استقبال کرنے پر مسلم لیگ اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اُنہوں نے اس الزام کی سختی سے تردید کی کہ علماء مذہب اور سیاست کو علیحدہ شعبے گردانتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مذہب اور سیاست میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں ہی ایک چیز ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہب ہی اُن کی سیاست ہے اور سیاست ان کا مذہب ہے۔ اب تک یہی سمجھتے رہے کہ مسلمان مذہب کو علماء کا اور سیاست کو آل انڈیا مسلم لیگ اور دیگر مسلم تنظیموں کا ذمہ دار خیال کرتے ہیں لیکن جب علماء کو مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لئے بلایا گیا تو وہ شرح صدر اور نہایت مسرت کے ساتھ یہاں آئے ہیں اور آپ کی سیاسی جماعت میں شرکت کی ہے۔ پھر اُنہوں نے فتح پوری مسجد میں منعقدہ علماء کے اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی جس میں اس اجلاس میں علماء کی نمائندگی کرنے کے لئے تین علماء کا انتخاب کیا گیا اور اُن کو اختیار دیا گیا کہ وہ اس اجلاس میں مقدس مقامات کے بارے میں علماء کے اجلاس کی متفقہ قرارداد پیش کریں۔ کارروائی پڑھنے کے بعد مولوی کفایت اللہ نے کہا کہ مقدس مقامات کے تحفظ کے بارے میں حکومت نے نہایت واضح الفاظ میں یقین دہانی کرائی ہے اور اُمید ظاہر کی کہ حکومت اپنے اس وعدہ پر قائم رہے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ برطانوی فوج یروشلم نجف شریف اور مسلمانوں کے دیگر مقدس مقامات سے نکل جائے۔ اگر حکومت برطانیہ نے انکار کیا تو وہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمان کس حد تک اس حکومت کے وفادار رہ سکتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اُن کے پاس ایسی کوئی سرکاری

اطلاع نہیں کہ حکومت انکار کرے گی لیکن اُن کو حکومت کی وعدہ خلافی کا خدشہ ہے کیونکہ ہندوستان واپس آنے والے حجاج کرام نے انہیں بتایا ہے کہ جدہ پر برطانیہ کا تسلط ہو چکا ہے اور میں نے اخبارات میں یہ خبر دیکھی ہے کہ جدہ کی بندرگاہ پر برطانوی بحری جہازوں نے مصر کے محمل کا استقبال کیا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں اب یہ تاثر ملتا ہے کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات فوجی قبضہ سے مامون نہیں رہ سکتے۔

کلکتہ کے فسادات

مولوی عبدالقاسم نے کلکتہ فسادات کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی: ''آل انڈیا مسلم لیگ کو حکومت بنگال کی طرف سے مسلمانوں کے جلسوں کے دوران اظہار رائے کے بنیادی حق میں بے جا مداخلت پر گہری تشویش ہے۔ گذشتہ ستمبر میں کلکتہ میں مسلمانوں کے ایک جلسۂ عام پر سرکاری سول اور فوجی حکام کی فائرنگ خصوصاً ناخدا مسجد کی بے حرمتی پر مسلم لیگ سخت احتجاج کرتی ہے اور حکومت بنگال کے اس بلا جواز اقدام کے نتیجہ میں جو جانی نقصان ہوا اُس پر سخت رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ مسلم لیگ کونسل نے حکومت ہند سے اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے ایک انکوائری کمیشن مقرر کرنے کے لئے جو اپیل کی تھی اُسے بھی منظور نہیں کیا گیا جس پر مسلم لیگ کو سخت افسوس ہے۔ تاہم بنگال کے عوام نے اس واقعہ کے بارے میں جو غیر سرکاری کمیشن بنایا ہے اس کا خیر مقدم کرتی ہے مولوی عبدالقاسم نے ناخدا مسجد کی بے حرمتی کا کانپور مسجد کے واقعہ سے موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ ہند بددیانت اور شہرت کے بھوکے مسلمانوں نے حکومت بنگال کو غلط اطلاعات پہنچائیں جس نے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا خیال اور اُن کے باقاعدہ تنظیموں سے مشورہ کئے بغیر مسلمانوں کے جلسہ پر پابندی عائد کردی۔ ناخدا مسجد میں جمع مسلمانوں نے فوجیوں سے بلا جواز اور کسی وجہ کے بغیر فائرنگ کردی۔ اُنہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں جو سرکاری بیان جاری کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے قرارداد کی حمایت کی اور کہا کہ وہ اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں اور ان فسادات کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔

مقدس مقامات پر قبضہ

آل انڈیا مسلم لیگ یروشلم، نجف اشرف اور مسلمانوں کے دیگر مقدس مقامات پر شاہ معظم کی فوجوں نے جو قبضہ کیا ہے اُس پر سخت احتجاج کرتی ہے اور اُمید کرتی ہے کہ ان مقدس مقامات کے تحفظ کے سلسلہ میں حکومت برطانیہ نے مسلمانوں کے ساتھ جو وعدے کئے ہیں اُن کی روشنی میں یہ تمام مقامات فوراً

مزید وقت ضائع کیے بغیر اُن کے حوالہ کرے گی۔ مسلم لیگ شاہ معظم کی حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات اور خواہشات کا احترام کرتے ہوئے وہ دیگر اتحادی طاقتوں کو مقدس مقامات کی حیثیت کے منافی اقدامات اُٹھانے سے منع کرے۔

مولانا عبدالباری نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہ مسلمانوں کی تقاریر اور اقدامات (اسلامی) جذبے سے سرشار ہونی چاہئیں ہال میں موجود یونین جیک کے جھنڈوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس ہال میں جہاں ہم یہ جلسہ کر رہے ہیں وہاں ان جھنڈوں کو لٹکانا نہیں چاہئے۔ اگر چہ یہ ہمارے حکمرانوں کا ہے لیکن اس میں جو صلیب کا نشان پرچم پر نمایاں ہے ہم اس کی کبھی توقیر نہیں کر سکتے۔ مولانا عبدالباری نے کہا کہ ڈاکٹر انصاری نے مسلمانوں کے مقدس مقامات پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اُن پر مزید کہنے کی بہت کم گنجائش ہے۔ اس کے بعد اُنہوں نے دارالامان مین دارالسلام اور دارالحرب کے موضوع پر اظہار خیال کیا اور کہا کہ ہندوستان کو چند لوگ دارالامین اور کچھ لوگ دارالسلام کہتے ہیں۔ دارالامان کسی شیخ السلام کی تلاش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو مکمل آزادی کے حوالہ سے ہونی چاہئے اگر کسی مسلم ملک پر حملہ ہوتا ہے تو دارالاسلام میں رہنے والوں کا فرض ہے کہ وہ اس ملک کے مسلمانوں کا دفاع کریں اور یہ کام دنیا بھر کے دارالاسلاموں کی مطلوبہ طاقت سے ہو۔ اگر کسی مسلم ملک پر غیر مسلموں نے قبضہ کیا ہو تو مسلمانوں کو اُسے آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر انصاری نے اپنی تقریر میں جزیرۃ العرب میں داخلہ پر مشرکین (بت پرستوں) پر پابندی لگانے کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا عبدالباری نے حضور ﷺ کی ایک نہایت واضح اور صحیح حدیث کا حوالہ دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جزیرۃ العرب سے تمام عیسائیوں یہودیوں اور بت پرستوں کو ہر قیمت پر نکال دو۔"

ڈاکٹر انصاری نے جزیرۃ العرب کی حدود کے بارے میں نہایت تفصیل سے بات کی۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات کو فی الفور بیرونی قبضہ سے خالی کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ وہاں سے تمام غیر مسلموں کو باہر نکال دینے کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ جہاں تک خلافت کے مسئلہ کا تعلق ہے اُنہوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی کہ اس منصب جلیلہ پر ترکی کے سلطان کے علاوہ کسی اور کو فائز کیا جائے کیونکہ سلطان ہی دنیا کے تمام مسلمانوں کا جائز اور صحیح خلیفہ ہے یہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس موقع پر سلطان ترکی کی مدد کریں۔ اُنہوں نے

خلافت کے بارے میں کئی اور اہم امور کی نشان دہی کی اور کہا کہ شریف (مکہ) ایک باغی شخص ہے۔ جناب عبدالمجید خواجہ نے قرارداد میں ترمیم پیش کی کہ اس میں مقدس مقامات کی تفصیل بیان کی جائے اور یہ الفاظ بھی درج کیے جائیں ''مسلم لیگ یہ بہت ضروری سمجھتی ہے کہ شاہ معظم کی فوجیں مقدس مقامات پر اپنا قبضہ ختم کر دیں۔ اس قبضہ سے مسلمانوں کی شاہ معظم سے وفاداری سخت متزلزل ہو سکتی ہے کیونکہ اُن پر یہ مذہبی فرض عائد ہوتا کہ وہ ان مقدس مقامات کے دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں''۔

علی گڑھ کے حاجی موسیٰ خان نے قرارداد کی تائید کی لیکن صدر نے عبدالمجید خواجہ سے درخواست کی کہ وہ اپنی اس ترمیم کو واپس لے لیں کیونکہ علماء نے قرارداد پر بحث کے دوران ان تمام نکات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور ترمیم کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ خواجہ صاحب نے ترمیم واپس لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ مذہب کا معاملہ ہے اور میرا ضمیر اپنے مذہب کے منافی نہیں ہوسکتا۔

مولانا آزاد سبحانی نے ترمیم کی مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم واپس لی جائے۔ اس پر خواجہ صاحب نے کہا کہ اگر مولانا عبدالباری مجھے کہیں تو میں ترمیم واپس لے سکتا ہوں۔ مولانا باری جذباتی انداز میں اپنی نشست سے اُٹھے اور کہا کہ جو کوئی بھی یہ خیال کرتا ہے کہ برطانیہ کا یہ اقدام صحیح ہے ''جتنا تم کہتے ہو میں اُس سے زیادہ کروں گا لیکن اپنے وقت پر کروں گا کیونکہ نماز میری ہے جہاں چاہوں گا پڑھوں گا'' اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنی ترمیم واپس لے لی اور ایوان نے قرارداد منظور کر لی۔

مسئلہ خلافت

اگلی قرارداد حیدرآباد کے اصغر حسین نے مسئلہ خلافت کے بارے میں پیش کی۔ آل انڈیا مسلم لیگ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ حکومت کو شاہ معظم کی حکومت کا وہ وعدہ یاد دلایا جائے جس میں اس نے یہ اعتراف کیا تھا کہ ''مسئلہ خلافت صرف مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور وہی اُسے حل کر سکتے ہیں'' اس سے مسلمانوں کے اندر شدید غم و غصہ اور منفی جذبات پیدا ہوں گے۔

اصغر حسین کی برطانوی پارلیمنٹ میں لارڈ ہیسل کی تقریر کے حوالہ سے احمد سعید نے قرارداد کی تائید کی اور کہا کہ حکومت نے جو وعدے (مسلمانوں سے) کیے اُن میں سے اکثر دھمکیاں ثابت ہوئیں۔ انہوں نے ایوان کو یاد دلایا کہ روسی ترکستان کی جنگ کے دوران جب روسی فوجیں قسطنطنیہ کی طرف بڑھ رہی تھیں تو اُس وقت سلطان عبدالحمید نے یہ اعلان کیا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں مسلمانوں کے مقدس نوادرات لے

کر نکلوں اور دنیاء اسلام سے اپیل کروں کہ وہ اسلام کی خاطر جنگ کریں۔ اس اعلان کے بعد روسی فوجیں قسطنطینہ سے واپس چلی گئیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک باغی شخص مسلمانوں کا رہنما کبھی نہیں ہوسکتا اور شریف (مکہ) ایک باغی شخص ہے اُس کو خلیفہ نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اُسے یہ اطلاع ملی ہے کہ حکومت شریف کو خلافت پر متمکن کرنے والی ہے اور مولانا عبدالباری نے بھی اُسے بتلایا ہے کہ اُنہوں نے القدلہ (Al-Qi dla) کہ یورپ کے سیاستدان اس بات پر متفق ہیں کہ امن عالم کے لئے یروشلم پر سلطان ترکی کا تسلط قائم رہے ورنہ وہاں مستقل بدامنی اور خون ریزی رہے گی۔ مسلمان کبھی بھی شریف کو مقدس مقامات کا محافظ تسلیم نہیں کر سکتے۔ اُنہوں نے کہا کہ شریف فیصل نے انگلستان میں اپنی تقریر کے دوران کہا تھا کہ حرم شریف اور حجاز جہاں سفید فام (غیر مسلم) جا نہیں سکتے تھے اب ہر انگریز کو وہاں جانے کی اجازت ہوگی۔

جناب غلام محی الدین نے تقریر میں کہا کہ جب فرانس کو 1870ء میں ایلسس (ALASCE) اور لورین (LORRAINE) سے ہاتھ دھونا پڑے تو اہل فرانس ہمیشہ یہ مقدس مقامات مسلمانوں کے ہیں سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان مقامات کے دفاع میں جہاد کیا اور عیسائیوں کے مقابلہ میں ہزاروں مسلمانوں کو اپنی جان کی قربانی دینا پڑی۔ اب اگر یہ مقامات غیر مسلموں کو دیے گئے تو مسلمان چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ یہ تمام مقدس مقامات خلیفہ کے تسلط میں رہنے چاہئیں۔

مولوی ثناءاللہ نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ جب کسی محلّہ کی مسجد کے امام کو منتخب کرنے کا حق صرف مسلمانوں کو ہے اور غیر مسلم کا یہ حق نہیں تو وہ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر کرنے کا کیسے حق رکھ سکتے ہیں۔

سلطنت برطانیہ اور مسلم ممالک

آل انڈیا مسلم لیگ کو اس امر کا احساس ہے کہ ہندوستان کے مسلمان دنیائے اسلام کے معاملات میں گہری دلچسپی لیتے ہیں اور یہ کہ اُن کے اقتدار کے زوال اور فوجی قوت کے خاتمہ کے بعد اُن (ہندوستانی مسلمانوں) پر گہرے سیاسی اثرات مرتب ہوں گے یہ اجلاس شاہ معظم کی حکومت اور حکومت ہند کو مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ امن کانفرنس میں برطانوی نمائندے مندرجہ ذیل امور پر فیصلہ کن کردار ادا کریں۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات اور جزیرۃ العرب کی اُن مذہبی کتب میں درج سیاسی اور جغرافیائی حدود متعین کریں۔ اسلامی قانون کے مطابق سلطان ترکی جو حضور

اکرم ﷺ کا خلیفہ ہے انہیں ان تمام مقامات جزیرۃ العرب پر پورا اور آزادانہ کنٹرول دیا جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ امید کرتی ہے کہ ہندوستان کے ساتھ سلطنت برطانیہ کے مستقبل کے سیاسی تعلقات کے بارے میں شاہ معظم کے وزراء پوری توجہ دیں گے اور سلطنت برطانیہ اور مسلم مما لک کے درمیان مکمل مصالحت اور ایسا معاہدہ کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے جو انصاف اور مساوات کی بنیاد پر ہو اور سلطنت برطانیہ اور مسلم مما لک دونوں کے مفاد میں ہو۔

مولانا آزاد سبحانی نے اپنی طویل تقریر میں ایسے مواقع پر جہاد کے قرآنی احکام کو جائز قرار دیا اور کہا کہ قرآن مسلمانوں کو بہترین مخلوق گردانتا ہے جن کو لوگوں کی اصلاح کیلئے پیدا کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے دغاباز اور جن کو مکار (wicked) لوگوں کی اصلاح کے لئے تلوار کو بھی استعمال کیا جو آپ ﷺ اسی طرح جائز خیال کرتے تھے جس طرح ایک استاد اپنے شاگردوں کی اصلاح کے لئے ان کو سزا دیتا ہے۔ مسلمانوں کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ بدکردار کافروں کو سزا دیں اور انہیں سبق سکھائیں۔ یہ اُن کی اصلاح کے لئے ایک جائز اور ضروری امر تھا۔

حکیم اجمل خاں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ترکی اور مسلم مما لک کا اتحاد اسلام کے وقار اور عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

ہندوستان کے لئے حق رائے دہی

مسز سروجنی نائیڈو نے قرارداد پر بحث کرتے ہوئے کہا امریکہ کے صدر ولسن اور برطانیہ اور اتحادی مما لک کے مقتدر رہنماؤں نے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ امن عالم کے لئے ہر ملک کے عوام کو اپنے مستقبل کے بارے میں حق رائے دہی دینا چاہئے چونکہ اس اصول کو ہر مہذب حکومت نے دنیا کی سیاسی تعمیر نو کے لئے اپنایا ہے اور ہندوستان نے بھی اس حق کو حاصل کرنے کے لئے بے شمار قربانیاں دی ہیں آل انڈیا مسلم لیگ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ برطانوی حکومت اور امن کانفرنس ہندوستان کے اس حق کو تسلیم کرے اور اس کے عوام کو اپنے اس حق کو استعمال کرنے کا جلد سے جلد موقع دیا جائے تا کہ وہ بھی اپنے نمائندے منتخب کرسکیں۔

مسلمان قیدیوں کا مسئلہ

آل انڈیا مسلم لیگ مسلمان قیدیوں کو رہا نہ کرنے کے حوالے سے حکومت کے غیر ذمہ دارانہ رویہ

کو نہایت غیر تسلی بخش سمجھتی ہے خصوصاً مولانا محمود الحسن (اسیر مالٹا) کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتی ہے جنہیں صلح نامہ کے باوجود بھی رہا نہیں کیا گیا ہیں گیا اوران کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتی ہے۔ مسلم لیگ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی کی مسلسل نظر بندی پر سخت احتجاج کرتی ہے۔ انہیں تحقیقاتی کمیشن کی طرف بے بنیاد اور مبہم الزامات کی بناء پر نظر بند کیا گیا ہے۔ قرارداد پر بحث کرتے ہوئے حکیم اجمل خاں نے کہا کہ علی برادران پر جو الزامات عائد کئے گئے ہیں وہ سراسر غلط ہیں اور وہ ان کے کبھی مرتکب نہیں ہوئے دیگر مسلم نظر بندوں کی طرح تحقیقاتی کمیشن نے اُن کے خلاف اُس طرح عدالتی کارروائی نہیں کی جس طرح کہ قانون کے مطابق کرنی چاہیے۔ انہوں نے اُن کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ وزیر حسن نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ علی برادران کی سیاسی اور مذہبی خدمات بے حد قابل تعریف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب محکمہ سراغ رسانی (CID) نے مولانا محمد علی کی رہائی سے قبل جو کاغذات ان کے دستخط حاصل کرنے کے لئے ارسال کئے اُن کو فوراً اللہ اور اسلام کے قانون کا خیال آیا اور تحریر کیا کہ وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے منافی ہو۔ وزیر حسن نے کہا کہ علی برادران کی اس مقدمہ میں استقامت اور جرأت نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک بڑا مقام پیدا کر دیا ہے۔

ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ

مسعود الحسن نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی فوری تنسیخ کا مطالبہ کرتی ہے اور رولٹ کمیٹی کی رپورٹ کی سخت مذمت کرتے ہوئے یہ اعلان کرتی ہے کہ اگر اس کی رجعت پسندانہ سفارشات پر عمل کیا گیا تو اسے ہندوستان کے عوام کی تحریک آزادی میں مداخلت تصور کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس ایکٹ کے تحت ہی مولانا محمود الحسن، مولانا ابوالکلام آزاد اور علی برادران کو نظر بند کیا گیا ہے اور محکمہ سراغ رسانی (CID) کی رپورٹوں کی بنا پر مقدمہ چلائے بغیر انہیں آزادی سے محروم کیا گیا ہے۔ اسی ایکٹ کے تحت رولٹ کمیٹی نے سڈنی رولٹ جیسے مقتدر جج اور دیگر جج صاحبان نے کس طرح مقدمات کی سماعت کے دوران قانون برطانوی ہند کو فراموش کر کے محض وعدہ معاف گواہوں کے بیانات پولیس کے سامنے دیئے گئے اور بیانات پر اکتفا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امپیریل کونسل کے غیر سرکاری ارکان ہی اس ایکٹ کو منظور کرنے کے ذمہ دار ہیں کیونکہ سوائے ایک رکن کے کسی نے اس قانون کے

خلاف آواز نہیں اُٹھائی۔ اُنہوں نے کہا کہ امپیریل کونسل نے رولٹ کمیٹی کی سفارشات کو منظور نہیں کیا۔ اگر یہ سفارشات منظور کی گئیں تو غیر سرکاری ارکان کو سزا دینی چاہئے تاکہ وہ دوبارہ کونسل کے ممبر نہ بن سکیں اُنہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے ارکان ان سفارشات کے خلاف اپنے اپنے شہروں' قصبوں اور محلوں میں احتجاجی تحریک چلائیں۔

آغا صفدر نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اگر ان سفارشات کی روشنی میں کوئی قانون بنایا گیا تو یہ اُن کو آزادی سے محروم کردے گا اور ہندوستان کے لئے آزادی اور ترقی کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

جنگ کے اخراجات میں ہندوستان کے حصہ کے بارے میں قرارداد پر بحث نہ ہو سکی کیونکہ سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں وزیر حسن ظہور احمد نبی اللہ اور دیگر ارکان نے اس کی مخالفت کی تھی۔ چنانچہ قرارداد کو ایجنڈے سے خارج کر دیا گیا۔

محکمہ سراغ رسانی کی کارکردگی

مولانا حسرت موہانی نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

محکمہ سراغ رسانی (CID) کی انتظامیہ کے بڑھتے ہوئے اضطراب اور ہندوستانی عوام کے سیاسی' اخلاقی اور قومی ترقی پر اُس کے بُرے اثرات کی روشنی میں آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ امپیریل کونسل کے سرکاری اور منتخب ارکان پر مشتمل ایک کمیشن بلا تاخیر مقرر کیا جائے جو محکمہ سراغ رسانی کے طریق کار کی تحقیقات کرے اور اُسے بہتر بنانے کیلئے اپنی سفارشات مرتب کرے۔ قرارداد پیش کرتے ہوئے مولانا حسرت موہانی نے کہا کہ اُنہیں اس محکمہ کی غلط رپورٹوں اور اس کے حکام کے مظالم کا ذاتی تجربہ ہے۔ وہ کمیشن مقرر کرنے کی تجویز کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اکثر ایسے کمیشن محض ڈھونگ ہوتے ہیں یا صرف سرکاری احکام کو جائز قرار دینے کے لئے قائم کئے جاتے ہیں۔

برما کے سابق نظر بند رہنما حاجی احمد ملا داؤد اور موسیٰ مل نے کہا کہ محکمہ سراغ رسانی کے حکام بددیانت ہیں اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر پیسہ بٹورتے ہیں۔ موسیٰ مل نے رنگون کے محکمہ سراغ رسانی کے حکام اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مسلمانوں کے اہم اور مقتدر رہنماؤں کو حکومت کے مشتبہ لوگوں کی فہرست میں شامل کرنے کی دھمکی دے کر بلیک میل کرتے ہیں۔

اصلاحات

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلم لیگ کونسل کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک وفد جلد از جلد انگلستان بھیجے جو مسلم لیگ کے بمبئی کے اجلاس اور اس اجلاس کی قراردادوں کے اصولوں کی روشنی میں (آئینی) اصلاحات کے بارے میں برطانیہ کی حکومت اور عوام کے سامنے مسلمانوں کے خصوصی اور مذہبی مفادات کی ترجمانی کرے۔ قرارداد میں یہ ترمیم منظور کی گئی کہ مجوزہ وفد کی روانگی سے قبل مولانا حسرت موہانی کو مسلم لیگ کی طرف سے اصلاحات کے سلسلہ میں کام کرنے کے لئے انگلستان بھیجا جائے۔

علماء کی شمولیت

ایک اور قرارداد کے ذریعے ڈاکٹر انصاری نے کہا کہ علماء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے مستقل ارکان کی حیثیت دی جائے' یہ قرارداد منظور کر لی گئی۔

قراردادوں کی نقول

ایک قرارداد کے ذریعے فیصلہ کیا گیا کہ مقدس مقامات' مسئلہ خلافت' مسلم ممالک کے مسلمانوں کے لئے حق خودارادیت اور مولانا حسرت موہانی کے وفد کے بارے میں مسلم لیگ کی منظور کردہ قراردادوں کی نقول وائسرائے برطانوی وزیر ہند اور امن کانفرنس کو بذریعہ تار ارسال کی جائیں۔ عبدالرحمٰن صدیقی نے تجویز کیا کہ اُن قراردادوں کی نقول امریکہ کے صدر ولسن کو بھی ارسال کی جائیں۔ اجلاس نے اگرچہ اس تجویز پر تالیاں بجائیں لیکن مسلم لیگ کونسل نے اسے منظور نہیں کیا۔

صوبائی حکومتوں کا قیام

بمبئی کرانیکل کے سید حسین نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی: "آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنے گذشتہ اجلاسوں منعقدہ لکھنؤ (1916ء)' کلکتہ (1917ء) اور بمبئی (1918ء) میں منظور شدہ قراردادوں کی روشنی میں مطالبہ کرتا ہے کہ صوبوں میں فوراً ذمہ دار حکومتوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ یہ اجلاس یہ فیصلہ بھی کرتا ہے کہ آل انڈیا کانگرس سے درخواست کی جائے کہ وہ مسلم لیگ کونسل سے صوبوں میں ذمہ دار حکومتیں قائم کرنے کے بارے میں بلاتاخیر مذاکرات کرے۔"

سید حسین نے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ کے بمبئی میں منعقدہ خصوصی اجلاس کے بعد کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور اس امن کانفرنس چھوٹے ملکوں کی خودمختاری اور سیلف گورنمنٹ کے

قیام کے سوال بھی غور کر رہی ہے۔ اس لئے مسلم لیگ اور کانگرس کو صوبوں میں ذمہ دار حکومتوں کے قیام کا فوری مطالبہ کرنا چاہئے۔

جناب شعیب قریشی نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی حکومت گزشتہ 150 برسوں میں ہندوستان کے عوام کو سیلف گورنمنٹ سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے وہ بہت زیادہ مہذب قوم اور جمہوریت اور آزادی کی دعویدار بھی ہے جب کہ اپنی قوم سے مستقبل میں کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ اُنہوں نے جرمنی فرانس آسٹریا اور اٹلی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ اُنہوں نے 1868ء سے 1917ء تک کے عرصہ میں اتنی ترقی کی ہے کہ وہ دنیا کی طاقتور قومیں بن چکی ہیں۔ اسی طرح جاپان نے بھی گذشتہ 40 برسوں میں ترقی کر کے موجودہ مقام حاصل کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ریلوے اور نہروں کے نظام کو ہندوستان کے فائدے یا اُس کے معاشی استحکام کے لیے نہیں بلکہ برطانیہ انہیں اپنے مفاد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ ریلوے کے ذریعے ہندوستان کا اناج اور دیگر اشیاء بیرونی باشندوں کے استعمال کے لئے پہنچایا جاتا ہے۔ اُنہوں نے حکومت کی تعلیمی پالیسی پر بھی کڑی تنقید کی۔

بنگال کے ابوالقاسم نے قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی کہ ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے لئے چھ ماہ کی مدت مقرر کی جائے۔ عبدالسلام' محمد یعقوب اور سید وزیر حسن نے ترمیم کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ مدت ضرور مقرر کی جائے اُنہوں نے کہا کہ چونکہ مسلمان اقلیت میں ہیں اور وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ذمہ دار حکومت کے قیام کے بعد ہندو اکثریت اُن سے کیا سلوک کرے گی' اُنہوں نے کہا کہ اگر کوئی مدت مقرر کی جاتی ہے تو مسلمان اُس کے دوران اُن تمام برائیوں کا تدارک کر سکیں گے جو اکثریت کی جانب سے مسلمانوں پر روا رکھی جائیں گی۔ محمد یعقوب نے کٹر پور اور عرّہ کے مقامات پر مسلمانوں پر ہندو مظالم بیان کئے۔ ارکان اجلاس نے اُن کے اس بیان کو ناپسند کیا اور مذاق اڑایا۔ اس پر عبدالرحمان صدیقی نے ترمیم کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ لوگ کٹر پور اور عرّہ کی مثال تو فوراً دیتے ہیں لیکن کیا وہ کانپور اور کلکتہ کے فسادات کو بھول گئے ہیں۔ اُنہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اُن لوگوں سے بدتر نہیں ہو سکتے جن کے ساتھ وہ گذشتہ آٹھ سو برسوں سے رہ رہے ہیں اور وہ اُسی دھرتی کے سپوت ہیں جس کے وہ خود سپوت ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ اگر حالات بد سے بدتر بھی ہو جائیں تو سفید فام کے مقابلہ میں سیاہ فام لوگوں سے مار کھانا زیادہ بہتر ہے۔

مولانا حسرت موہانی نے ترمیم پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے 20-اگست کو وعدہ کیا تھا جب کہ وہ خاصی کمزور تھی اور ہندوستان میں اُس کے صرف پندرہ ہزار فوجی تھے لیکن ایک فاتح قوم ہمیشہ احسان فراموش ہوتی ہے اور برطانوی قوم نے اس کا اظہار بھی شروع کر دیا ہے۔

قرارداد پر بحث سمیٹتے ہوئے سید حسین کہا کہ جن لوگوں نے کٹرپور اور آرہ کا حوالہ دیا ہے تو کیا وہ سنگاپور اور عراق کے اُن واقعات کو بھول گئے ہیں جنہیں اخبارات میں شائع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر اُنہوں نے اپنے ان خیالات کو ترک نہ کیا اور ہندوؤں کے ساتھ اتحاد نہ کیا تو وہ ہمیشہ برطانیہ کے ہاتھوں پامال ہوتے رہیں گے۔ اجلاس نے ترمیم نامنظور کر دی اور قرارداد منظور کر لی۔ اس موقع پر ریشمی رومال سازش کے ڈاکٹر صدرالدین بھی سٹیج پر موجود تھے۔ اجلاس نے مندرجہ ذیل قراردادیں بھی منظور کیں۔

کٹرپور فسادات

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس کٹرپور کے بے گناہ مسلمانوں پر وہاں کے متعصب اور فرقہ پرست ہندوؤں کے مظالم پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور ہندو رہنماؤں سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے واقعات کے اعادہ کو روکنے کے لئے موثر اقدامات کریں۔

انڈین پریس ایکٹ

آل انڈیا مسلم لیگ یہ محسوس کرتی ہے کہ انڈین پریس ایکٹ کو جس طریقہ سے نافذ کیا جا رہا ہے اُس سے ہندوستانی عوام کے سیاسی، ذہنی اور اخلاقی امور پر نہایت خطرناک اور غیر حوصلہ افزا نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ اس لئے مسلم لیگ ایسے بلا جواز قانون کی فوری تنسیخ کا مطالبہ کرتی ہے (یہ قرارداد صدر اجلاس کی طرف سے پیش کی گئی)

اسلحہ ایکٹ

آل انڈیا مسلم لیگ موجودہ صورت میں اسلحہ (آرمز) ایکٹ کو ملک کے عوام کی عزت و وقار کے منافی تصور کرتی ہے۔ جنگ کے دوران ہندوستانی عوام کی برطانیہ سے وفاداری کی روشنی میں اُن سے متعلق حکومت کے اس رویہ کو بلا جواز سمجھتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ اس ایکٹ میں ترمیم کرے اور اُسے اسلحہ سے متعلق برطانوی قانون کے مطابق بنایا جائے۔ (یہ قرارداد صدر اجلاس کی طرف سے پیش کی گئی)

نماز جمعہ

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ وہ تمام سرکاری دفاتر اور عدالتیں جمعہ کے

روز بارہ بجے دوپہر تا دو بجے بعد دوپہر تک بند کرے تا کہ ان میں کام کرنے والے مسلمان ملازمین جمعہ کی نماز ادا کر سکیں۔ موجودہ حالات میں وہ اس اہم مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں مشکل کا سامنا کرتے ہیں۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ کی طرف سے پیش کی گئی)

اقوامِ متحدہ (لیگ آف نیشنز)

آل انڈیا مسلم لیگ بین الاقوامی تنازعات کو ثالثی کے ذریعہ حل کرنے کے لئے اقوام متحدہ (لیگ آف نیشنز) کے قیام کی تجویز کا خیر مقدم کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس ادارہ میں ہندوستان کو خاص نمائندگی دی جائے۔ مسلم لیگ کو اُمید ہے کہ اس ادارہ کے ارکان نسلی امتیاز سے بالاتر ہو کر سفید فام اور سیاہ فام لوگوں کے ساتھ مساوی سلوک کریں گے۔

امن کانفرنس اور ہندوستانی عوام

آل انڈیا مسلم لیگ جہاں امن کانفرنس میں ہندوستانی عوام کی شمولیت کے بارے میں حکومت کی پالیسی کا اعتراف کرتی ہے وہاں وہ اُن کی نمائندگی کے سرکاری طریقہ پر سخت احتجاج کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنے نمائندے خود منتخب کرنے کا اختیار دیا جائے۔ (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)

کشمیری مسلمانوں کی حالت زار

آل انڈیا مسلم لیگ مہاراجہ کشمیر کی توجہ اس طرف مبذول کراتی ہے کہ سرکاری محاصل اور ریونیو کو جنس کی صورت میں اکھا کرنے کے موجودہ سسٹم کی وجہ سے کشمیری مسلمانوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے مسلم لیگ مطالبہ کرتی ہے کہ اُن کی شکایات کی تحقیقات کے لئے کشمیر کے حکمران ایک کمیشن مقرر کریں۔ مسلم لیگ پتھر مسجد کی مسلسل بے حرمتی پر شدید رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور کشمیری حکمران سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس مسجد کو فوراً مسلمانوں کے حوالہ کیا جائے۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ کی طرف سے پیش کی گئی)

جامع مسجد دہلی

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے درخواست کرتی ہے کہ مسلمانوں پر جامع مسجد دہلی کے استعمال کی پابندیوں کو فوراً اُٹھائے۔ یہ پابندیاں 1857ء کے بعد جاری ہونے والے حکم کے تحت عاید کی گئی تھیں مسلمانوں کو مسجد کو جائے عبادت کے طور پر آزادانہ استعمال کرنے کی اجازت دی جائے (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)[41]

آل انڈیا مسلم لیگ بارھواں سالانہ اجلاس

بمقام امرتسر 29 تا 31 دسمبر 1919ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا بارھواں اجلاس 29 دسمبر 1919ء کو بندے ماترم ہال امرتسر میں انعقاد پذیر ہوا۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی شمولیت کا خصوصی طور پر استقبال کیا گیا جو مائیکل اوڈوائر کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور جیل سے رہا ہو کر تشریف لائے تھے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ وہ پنجاب ایجی ٹیشن کے سلسلے میں پس دیوار زنداں کیے گئے تھے۔ اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل اعلان کیا گیا کہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی بھی رہا ہو چکے ہیں اور اگلے روز امرتسر میں ہوں گے۔ اس خبر کا دل و جان سے خیر مقدم کیا گیا۔

اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں ممتاز کانگرسی زعما شریک ہوئے جن میں پنڈت موتی لال نہرو، ایم کے گاندھی، پنڈت مدن موہن مالویہ، مسز اینی بیسنٹ، سری نواس شاستری، بی۔ این شرما، بخشی ٹیک چند، رام سوامی آئر قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر کچلو نے استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس کے بعد جو قائم مقام چیئرمین استقبالیہ کمیٹی مولوی ثناء اللہ نے اُردو میں تقریر کی۔ بعد ازاں صدر مجلس حکیم محمد اجمل خان نے اپنے خطبۂ صدارت میں کہا کہ: [42]

دورانِ جنگ انگریزوں نے خلافتِ عثمانیہ کے تحفظ و بقا کے جو وعدے کیے تھے صلح ہوتے ہی یکلخت بھول گئے اور شرائط صلح میں اتحادیوں نے ترکوں کے ساتھ ذلت آمیز ناانصافی کی۔ مسلمان ویسے ہی بے چین تھے۔ اس غم و غصہ کو مستقل احتجاج کی شکل میں جاری رکھنے کیلئے نومبر 1919ء میں دہلی میں خلافت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں عدم تعاون کی تحریک کا خیال پیدا ہوا اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے علی برادران نے دسمبر 1919ء میں رہائی کے بعد بے انتہا کوشش کی اور تمام مسلمانانِ ہند کو جگا دیا۔ خلافت کمیٹی کے قیام کے بعد تمام جوشیلے مسلم کارکن اور اکابر ملت خلافت کے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ مسلم لیگ 1915ء کے بعد سے کانگرس سے زیادہ قریب ہوتی گئی۔ چنانچہ اس سال کوئی فرق دونوں

جماعتوں میں باقی نہ رہا۔ یہ اتفاق 1922ء تک قائم رہا۔ لیکن شدھی اور سنگھٹن، آئے دن کے قومی مناقشات سے دونوں جماعتوں کو پھر علیحدہ ہونا پڑا۔ اور اب دن بدن خلیج وسیع ہوتا جارہا ہے۔

خطبہ صدارت کا خلاصہ

صدر اجلاس حکیم اجمل خان نے اپنی صدارتی تقریر میں عالم اسلام کے بیرونی مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے ہندوستانی مسلمانوں کا نقطۂ نظر کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا عرب مسلمانانِ عالم کا گہوارہ تہذیب وتمدن ہے، یہ بات کبھی مسلمان کے خیال میں بھی نہیں آسکتی کہ اس علاقہ پر کسی غیر مسلم طاقت کا تسلط ہو یا اس کے کسی علاقے کے بارے میں غیر مسلم طاقتوں میں کوئی معاہدہ یا صلح نامہ ہو۔ صدر صاحب نے خلافت کے مسئلہ کو اور مسلمانوں کے مذہبی اعتبار سے رشتہ خلافت کو واضح کیا اور کہا کہ مسلمانوں کی توقعات کو پامال کرنے کے معنی مسلمانانِ عالم سے مستقل طور پر دشمنی مول لینا ہے۔ انہوں نے کہا یہ بات ہمارے تخیل میں بھی نہیں آسکتی کہ اس علاقہ پر کسی غیر مسلم کا تسلط ہو یا مینڈیٹ (mandate) ہو۔

ایرانی برطانوی صلح نامہ پر تنقید کرتے ہوئے صدر صاحب نے فرمایا کہ ایران کی حقیقت ایشیا کے مصر کی ہوگی اور ایران کی حکومت کے ساتھ آزادی اور خودمختاری کا نام نشان باقی نہ رہے گا۔ اس معاہدہ سے مسلمانانِ ہند کے رنج میں اور اضافہ ہوگیا ہے۔

پہلی نشست خطبۂ استقبالیہ اور صدر مجلس کے صدارتی خطبے تک محدود تھی جبکہ 30 اور 31 دسمبر 1919ء کی نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں۔

قراردادیں

سیاست ہند کے سلسلے میں اس سال کی قراردادیں قریب قریب وہی تھیں اس سال ذبیحہ گاؤ کی روک تھام کی قرارداد بھی مسلم لیگ میں منظور ہوئی۔ جو کانگرس کی تھیں کہ بقرعید کے موقعہ پر بجائے گائے کے جہاں تک ممکن ہو سکے دوسرے جانور قربان ہوں۔

آل انڈیا مسلم لیگ بھی دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ اس بات پر ہم خیال ہے کہ سلطان وحید الدین اسلام کے تسلیم شدہ وجائز خلیفہ ہیں۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ کے جانشین و اسلام کے رکن اعلیٰ ہونے کے باعث مسلم لیگ بھی ان کی مقدس ہستی کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی نذر عقیدت پیش کرتی ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ حکومت برطانیہ کے اس طرز عمل سے اظہار نفرت کرتا ہے جو انہوں

نے خلافت و مقدس مقاموں و جزیرۃ العرب کے مسئلوں پر اختیار کر کے مسلمانوں کی ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ ترکی کے زوال کے مسئلہ پر مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا تصفیہ نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس سے مسلمانوں میں ایک عام بے چینی و کھلبلی پھیل جائے گی۔ لہٰذا اس کی ذمہ داری مسلمانوں کے سر نہ ہوگی۔ اس صورتِ حال میں مسلمانوں کو ہر قسم کا ایجی ٹیشن اور احتجاج کرنے کا جائز حق حاصل ہوگا اور وہ برطانوی افواج میں بھرتی کی بھی اس وقت تک مخالفت یا ان کا بائیکاٹ کریں گے۔ جب تک انہیں اسلامی ممالک کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔[43]

مصر کی نیشنلسٹ پارٹی کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا اور حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے ہند کو واپس بلا لے۔

بعد کے اجلاس

اگلے روز 30 دسمبر کو مسلم لیگ کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا جس میں سیکرٹری سید ظہور احمد نے سالانہ رپورٹ پیش کی جسے اجلاس نے منظور کر لیا۔ اس کے بعد مسلم لیگ کا نظر ثانی شدہ مسودہ آئین پیش کیا گیا جس میں معمولی ترامیم پیش کی گئیں۔ اجلاس نے مزید دو یا تین قراردادیں منظور کیں۔ اس موقع پر مولانا محمد علی اور مولانا شوکت بھی اجلاس میں تشریف لائے۔ ارکان نے کھڑے ہو کر اُن کا بھرپور استقبال کیا یہ دونوں رہنما کئی برسوں کی نظر بندی کے بعد رہا کیے گئے۔ اجلاس نے قراردادوں پر بحث ملتوی کر دی اور علی برادران سے درخواست کی گئی کہ وہ اجلاس سے خطاب کریں۔ اُنہوں نے خطاب کیا کئی ارکان اپنے آنسو نہ روک سکے۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی کر دیا گیا پھر اگلے روز دوبارہ منعقد ہوا تاکہ بقیہ قراردادیں منظور کی جائیں۔

مزید قراردادوں کی منظوری

اگلے روز آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس پھر ہوا۔ ایک قرارداد کے ذریعے شاہ معظم برطانیہ کو یقین دلایا گیا کہ ہندوستان کے مسلمان شاہ کے وفادار ہیں اور اپنی وفاداری جاری رکھیں گے۔ (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)

اجلاس نے انجمن ترقی تعلیم مسلمانان امرتسر کے سیکرٹری شیخ محمد عمر بار ایٹ لاء اور مدراس کے نواب سید محمد کے انتقال پر ملال تعزیتی قراردادیں منظور کیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر ایم اے انصاری کی تحریک پر

آنریری سیکرٹری نے رپورٹ پیش کی جس کی مولانا شوکت علی نے تائید کی۔

سندھی حکام کا رویہ

آل انڈیا مسلم لیگ مذہبی معاملات میں گورنر بمبئی کے کونسل میں دیئے گئے بیان اور عام انتباہ پر اظہار تشکر کرتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مسئلہ خلافت کے سلسلہ میں سندھ کے چند حکام کے نامناسب رویہ سے متعلق مسلمانوں کی شکایات کی تحقیقات کی جائے۔ یہ قرارداد آغا محمد صفدر نے پیش کی اور اس کی تائید مولوی محمد اکرم اور ملک لعل محمد نے کی۔

مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ

مسعود الحسن نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جس کی تائید فضل الرحمن نے کی اور نور محمد اور سید جالب نے تائید مزید کی۔

''ہندوستان کے مسلمانوں کی اپنے مفادات کے تحفظ کی زبردست خواہش کے مطابق آل انڈیا مسلم لیگ مجوزہ آئینی اصلاحات میں اُن کے لئے درج ذیل تحفظات کا مطالبہ کرتی ہے۔

-1 مسلمانوں کو ملک کی سرکاری ملازمتوں میں خاطر خواہ نمائندگی دی جائے۔

-2 مسلمانوں کو صوبائی اسمبلیوں میں اُن کی نمائندگی کے تناسب سے انہیں سرکاری یونیورسٹیوں میں بھی نمائندگی دی جائے۔

-3 اُن صوبوں میں جہاں اُردو اور فارسی زبانیں رائج ہیں وہاں انہیں سرکاری دفاتر اور عدالتوں میں جاری رکھا جائے اور ان صوبوں میں اُردو کو پرائمری تعلیم کے لئے ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔

-4 مسلمانوں کو اپنی مذہبی رسومات' تہوار' مواقع اور معاملات سرانجام دینے کے لیے حکومت پورا تعاون کرے اور ضروری سہولیات اور مناسب حفاظت کا بندوبست کرے۔''

کانگرس سے مذاکرات

سید ظہور احمد نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جس کی تائید ڈاکٹر ایم اے انصاری نے کی۔

''آل انڈیا مسلم لیگ آل انڈیا کانگرس سے درخواست کرتی ہے کہ وہ 1919ء ایکٹ سے پیدا شدہ سوالات اور ذمہ دار حکومت کے قیام پر مفاہمت کے لئے مسلم لیگ کونسل کی کمیٹی سے مذاکرات کرے۔''

یہ قرارداد منظور کر لی گئی۔

پریس ایکٹ

سید جالب نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جس کی تائید چوہدری غلام حیدر خاں نے کی ''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنے اس یقین واثق کا اظہار کرتا ہے کہ شاہی فرمان کے بعد پیدا ہونے والے حالات اُس وقت تک بہتر نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہندوستان کے عوام کو اظہار رائے کی پوری آزادی نہیں دی جاتی اور اُن کے اس حق پر تمام پابندیوں کو نہیں اٹھالیا جاتا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ پریس ایکٹ کے تحت ملک کی صحافت پر بالعموم اور مسلمان صحافیوں پر بالخصوص عائد شدہ تمام پابندیوں کو فوراً ختم کیا جائے''۔ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

گائے کی قربانی

اجلاس نے ڈاکٹر ایم اے انصاری کی درج ذیل قرارداد منظور کی جس کی تائید تصدق احمد خان نے کی۔ ''آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ رائے ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے لئے جن اچھے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اُن کے جواب میں ہندوؤں کے ساتھ اتحاد کی خاطر وہ بھی عید الاضحیٰ کے موقع پر حتی الامکان گائے کی جگہ دیگر جانوروں کی قربانی دیں۔''

علیحدہ حق نیابت

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے علیحدہ نمائندگی کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ جن صوبوں کے بلدیاتی اداروں میں انہیں علیحدہ نیابت کا حق نہیں دیا وہاں اُن کو یہ نمائندگی دی جائے (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

قوانین کی تنسیخ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پریس ایکٹ ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ اور رولٹ ایکٹ کو فوراً منسوخ کیا جائے (صدر اجلاس نے یہ قرارداد پیش کی)

ایکٹ مجریہ 1919ء

صدر اجلاس کی طرف درج ذیل قرارداد پیش کی گئی جسے منظور کر لیا گیا۔

''آل انڈیا مسلم لیگ جو شاہ معظم جارج پنجم ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان باشندوں کی نمائندہ تنظیم ہے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء پر شاہی دستخط ثبت کرنے کے موقع ہندوستان کے

عوام اور ریاستوں کے والیان کو جس اچھے جذبہ سے شاہی فرمان جاری کیا گیا ہے اس پر اظہار تشکر کرتی ہے۔ مسلم لیگ کو یقین ہے کہ ہندوستان کے عوام کو اپنے معاملات خود طے کرنے اور اپنے مفادات کے تحفظ کا حق دیا جائے گا جس کے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ شاہ معظم کی طرف اظہار ہمدردی اور اُن کی اس دعا میں برابر کی شریک ہے کہ ہندوستان اتنی ترقی کرے کہ اُسے مستقبل قریب میں مکمل سیاسی آزادی دی جا سکے۔ مسلم لیگ کو یہ بھی اعتماد ہے کہ سیاسی قیدیوں اور نظر بندوں کے لئے عام معافی کا جو شاہی اقدام رحم دلی کیا گیا ہے اُس سے حکومت ہند اور لوگوں کے درمیان موجود تلخی کو دور کرنے میں کافی مدد ملے گی مسلم لیگ شاہ معظم کو یقین دلاتی ہے کہ ہندوستان کے عوام ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کے اس موسم سرما میں ہندوستان کے دورہ کے موقع اُن کا شاندار اور بھرپور استقبال کریں گے (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

پنجاب کے فسادات

آل انڈیا مسلم لیگ پنجاب کے فسادات کے بارے میں اس وقت اپنی رائے دینے سے گریز کرتی ہے کیونکہ ابھی اُن کی تحقیقات جاری ہیں لیکن وہ ہنٹر کمیٹی کے سامنے جنرل ڈائر کے بیان کی طرف برطانوی حکومت کی توجہ مبذول کرائے بغیر نہیں رہ سکتی جس سے عوام کو شدید صدمہ ہوا ہے۔ یہ توجہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ پارلیمنٹ انصاف اور اصولوں کی پاسداری کی برطانوی شہرت کے مطابق اپنا فرض انجام دے یہ قرارداد سید رضا علی نے پیش کی جس کی تائید ممتاز حسن نے کی۔

جنرل ڈائر کا معاملہ

آل انڈیا مسلم لیگ کی رائے ہے کہ ہنٹر کمیٹی کے سامنے جنرل ڈائر نے جو اعترافی بیان دیا ہے اُس کے بعد وہ کمان سنبھالنے کے اہل نہیں رہے اس لئے اُن کے خلاف ابتدائی قانونی چارہ جوئی کی خاطر اُسے فوری طور پر عہدے سے ہٹایا جائے۔ مسلم لیگ کے اس اجلاس کی مزید یہ رائے ہے کہ چونکہ سر مائیکل ایڈوائر کی پالیسی کی انکوائری (تحقیقات) ہو رہی ہے نیز یہ کہ اُس نے جنرل ڈائر کی جلیانوالہ باغ امرتسر میں لوگوں کے سفاکانہ قتل کے ظالمانہ عمل کی منظوری دی ہے اس لئے اُسے فوجی کمیشن سے فوراً علیحدہ کیا جائے اور اُس کے خلاف بھی ابتدائی قانونی چارہ جوئی کی جائے (یہ قرارداد عبدالقاسم نے پیش کی اور مولوی محمد یعقوب اور مولوی الف دین نے اس کی تائید کی چنانچہ یہ قرارداد منظور کر لی گئی)

لارڈ چیمسفورڈ کی واپسی

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے ہے کہ لارڈ چیمسفورڈ چونکہ ہندوستانی عوام کے تمام طبقوں کا اعتماد کھو چکے ہیں اس لئے انہیں فوراً واپس برطانیہ بلایا جائے (یہ قرارداد ممتاز حسن نے پیش کی اور چودھری خلیق الزماں نے اس کی تائید کی)

مسئلہ خلافت

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس امر پر اپنی سخت مایوسی کا اظہار کرتا ہے کہ خلافت مسلمانوں کے مقدس مقامات اور جزیرۃ العرب کے مسائل کے بارے میں برطانوی حکومت نے ہندوستانی مسلمانوں کے اُن مطالبات کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جو انہوں نے برطانیہ میں مقیم اپنے نمائندوں کے ذریعے پیش کیے تھے۔ اجلاس کی مزید یہ رائے ہے کہ ترکی کی مجوزہ تقسیم سے متعلق کوئی بھی فیصلہ ہندوستانی مسلمانوں کو مطمئن نہیں کر سکتا بلکہ وہ اُن میں مایوسی اور اضطراب کی ایک مستقل کیفیت برقرار رکھے گا۔ ایسے کسی فیصلہ کے خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں جن کے وہ ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ ان حالات میں مسلمان اپنی آئینی تحریک جاری رکھنے کے لیے ہر طریق کار اختیار کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ ان طریقوں میں برطانوی فوج کا مقاطعہ (بائیکاٹ) بھی شامل کیا جا سکتا ہے اگر فوج کو ہندوستان سے باہر سامراجی اور اسلامی مقاصد کے خلاف استعمال کیا گیا۔ (یہ قرارداد جلال پور شریف کے سجادہ نشین سید محمد افضل شاہ نے پیش کی اور مولانا محمد فاخر نے تائید اور مولانا حسرت موہانی نے تائید مزید کی)۔

خلیفہ کی تحسین

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس دنیائے اسلام کے اس موقف کی تائید کرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے سلطان ہز امپیریل میجسٹی وحید الدین ہی اسلام کے متفقہ اور مسلم خلیفہ ہیں اور اُن کی ذات مقدس پر اپنے گہرے اعتماد اور ناقابل شکست عقیدت کا اظہار کرتا ہے کیونکہ وہ اسلام کے بانی اور پیغمبر ﷺ کے جانشین ہیں۔ اجلاس یہ فیصلہ بھی کرتا ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی جانب سے خلیفہ کی خدمت روحانی ہدیہ تبریک روحانی ارسال کیا جائے (یہ قرارداد مولانا ثناء اللہ نے پیش کی اور عبدالقاسم نے تائید کی)

مصر کی قومی تحریک

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مصری عوام کی امن کانفرنس کے فیصلے کی روشنی میں حق

خود ارادیت کے لئے سیاسی جدوجہد کی حمایت کرتا ہے اور اُن کے اس حق کے حصول میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں کی کوششوں پر اظہار افسوس کرتا ہے (یہ قرارداد ایم اے مجید نے پیش کی اور چوہدری خلیق الزمان نے تائید کی)

ملکی مصنوعات کا استعمال

آل انڈیا مسلم لیگ کی رائے ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہندوستان کے عوام صرف ملک میں تیار کردہ مصنوعات استعمال کرنے کا عزم کریں (یہ قرارداد مولانا حسرت موہانی نے پیش کی اور ڈاکٹر عبدالکریم نے تائید کی)

شاہی فرمان

آل انڈیا مسلم لیگ کی رائے ہے کہ عام معافی کے لئے شاہ معظم برطانیہ کی طرف سے جاری کردہ شاہی فرمان پر پوری طرح عمل نہیں کیا گیا اور پنجاب میں مارشل لا کمشنروں سمری کورٹس مقامی افسروں اور ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے تحت قائم ہونے والے ٹربیونل میں جن لوگوں کے خلاف مقدمات چلائے گئے ہیں یا ملک بدر کیا گیا ہے انہیں اب تک رہا نہیں کیا گیا۔ یہ اجلاس امید کرتا ہے کہ شاہی فرمان پر پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ یہ قرارداد صدر اجلاس کی طرف سے پیش کی گئی۔

مکمل خودمختار حکومت کا قیام

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس جہاں برطانوی وزیر ہند آنریبل سیموئیل ایڈون مانٹیگو کی گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء کے تحت مساعی کی قدر کرتا ہے وہاں اس امر پر بھی اظہار افسوس کرتا ہے کہ ہندوستان میں مرکز اور صوبوں میں مکمل خودمختار (responsible) ذمہ دار حکومت میں ابھی تک قائم نہیں کی گئیں اور ہندوستانی عوام کے مطالبہ پر انہیں حق خوداختیاری نہیں دیا گیا۔ اجلاس یہ سمجھتا ہے کہ آئینی اصلاحات ناکافی اور غیر تسلی بخش ہیں اور اُمید کرتا ہے کہ حکومت ہندوستان میں جلد از جلد خودمختار حکومتیں قائم کرے گی۔ اس کے ساتھ مسلم لیگ ہندوستانی عوام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ آئینی اصلاحات کی پیشکش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکمل خودمختار حکومت سنبھالنے کی اہلیت کا مظاہرہ کریں۔ مسلم لیگ سمجھتی ہے کہ یہ اصلاحات مکمل خودمختار حکومتوں کے قیام کی طرف ایک اہم پیش رفت ہے۔ (یہ قرارداد جناب برکت علی نے پیش کی اور ڈاکٹر ایم اے انصاری نے اس کی تائید کی)

مسلم لیگ کے آئین اور قواعد میں ترامیم

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلم لیگ کے آئین اور قواعد میں مندرجہ ذیل ترامیم تجویز کرتا ہے:-

(ا) دفعہ 2 (ب) میں ''سیاسی'' کے بعد لفظ ''مذہبی'' درج کیا جائے (ب) دفعہ 3 (الف) کی جگہ درج ذیل فقرہ درج کیا جائے ''مسلمان وہ ہے جو برطانوی ہند یا ہندوستان کی جاگیردارانہ ریاست یا سلطنت برطانیہ کے کسی بھی حصہ کا باشندہ ہو بشرطیکہ ہندوستان سے باہر اُس کے مسلسل قیام کی مدت پانچ سال نہ ہو۔

(ج) دفعہ 3 (ج) میں الفاظ ''لٹریٹ (لیکن)'' نکال دیئے جائیں

(د) دفعہ 5 میں دی شرط کی جگہ یہ شرط درج کی جائے ''بشرطیکہ درخواست دہندہ معقول وجہ بتائے کہ وہ صوبائی مسلم لیگ کا رکن کیوں نہیں ہے۔

(د) دفعہ 7 کی بجائے یہ دفعہ درج کی جائے ''اگر کسی رکن کے چندہ کے بقایا جات ایک سال سے زائد ہو جائیں تو اعزازی سیکرٹری اُسے اُن کی ادائیگی کے لئے نوٹس جاری کرے گا اگر نوٹس جاری ہونے سے ایک ماہ کے اندر وہ ادائیگی نہیں کرتا تو اس کا نام ارکان کی فہرست سے مسلم لیگ کونسل میں ایک قرارداد کے ذریعے خارج کر دیا جائے گا۔

(ڈ) دفعہ 9 میں ''12 تا 20'' کی جگہ ''20 تا 50'' درج کیا جائے۔

(د) دفعہ 10 کے بعد یہ الفاظ درج کئے جائیں۔ ''بشرطیکہ کوئی شخص مسلم لیگ کا کوئی عہدہ دو مرتبہ سے زائد نہیں رکھ سکے گا۔

(ر) دفعہ 12 قاعدہ نمبر 1 میں ''300'' کی جگہ 100 درج کیا جائے۔

(ڑ) دفعہ 12- قاعدہ نمبر 2- تمام ہندسوں کو دگنا کر دیا جائے اور سی۔ پی اور برار کے صوبوں کے لئے 5 اور 3 بالترتیب درج کئے جائیں۔

(ز) دفعہ 13 میں ''12'' کی جگہ ''20'' درج کیا جائے اور دوسرے فقرہ کی جگہ یہ فقرہ درج کیا جائے۔ ''اگر کسی رکن کے چندہ کے بقایا جات ایک سال سے زائد ہو جائیں تو اعزازی سیکرٹری اُسے ایک ماہ کے اندر اندر بقایا جات ادا کرنے کا نوٹس دے گا جس کے بعد مسلم لیگ کونسل میں ایک قرارداد کی منظوری کے

بعد اُس کا نام ارکان کی فہرست میں سے خارج کر دیا جائے گا۔

(ژ) درج ذیل دفعہ 40 کے طور پر درج کی جائے۔ "ملحقہ اداروں کے نمائندے مسلم لیگ کے سالانہ جلسوں میں دس روپے فی کس کے حساب ادائیگی کرنے کے بعد ارکان مسلم لیگ کے جلسوں میں شرکت کر سکیں گے۔ کارروائی میں حصہ لے سکیں گے اور ارکان کی مانند ووٹ دے سکیں گے۔

(س) درج ذیل شرط عائد کی جائے۔ "ملتوی شدہ اجلاس منعقد کرنے پر کورم کی شرط عائد نہیں کی جائے گی"۔

(ش) دفعہ 25 میں "وصول کرنے کے بعد" لفظ "نمائندے" درج کیا جائے۔

(ص) دفعہ 37 کے آخر میں یہ شرط درج کی جائے۔ "بشرطیکہ 50 روپے ماہوار سے زیادہ مشاہرہ والی آسامیوں پر مسلم لیگ کونسل کی منظوری سے تقرریاں کی جائیں"

(ض) درج ذیل دفعہ کا اضافہ کیا جائے "دفعہ 41-ہر سالانہ اجلاس کے موقع پر ایک سبجیکٹ کمیٹی قراردادوں پر نظر ثانی کرنے اور انہیں سالانہ اجلاس میں پیش کرنے کے لئے مقرر کی جائے گی' اس کے رکن مسلم لیگ کے تمام ارکان وہ حضرات ہوں گے جو کونسل کے رکن تو نہ ہوں گے لیکن انہیں مسلم لیگ کے ارکان نے منتخب کیا ہو اور صوبائی نمائندوں پر مشتمل ہوگی بشرطیکہ صوبائی نمائندوں کی تعداد صوبہ کے کل نمائندوں کے نصف سے زائد نہ ہو۔

23: مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب کیے گئے۔

صدر مسٹر محمد علی جناح' بار ایٹ لا' بمبئی

اعزازی سیکرٹری: سید ظہور احمد وکیل ہائی کورٹ' لکھنؤ

اعزازی جائنٹ سیکرٹری' چوہدری خلیق الزماں وکیل ہائی کورٹ لکھنؤ اور مسعود الحسن بار ایٹ لا' مراد آباد

آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس

بمقام کلکتہ 7 ستمبر 1920ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خصوصی اجلاس (Extraordinary Session) ٹاؤن ہال کلکتہ میں بروز منگل صبح نو بجے شروع ہوا۔ ٹاؤن ہال کو جھنڈیوں اور بینروں سے پر شکوہ طریقے سے سجایا اور آراستہ کیا گیا تھا۔ کثیر تعداد میں حاضری کی وجہ سے ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ٹاؤن ہال کی دیواروں پر مندرجہ ذیل تین نعرے آویزاں تھے۔

☆ آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے

☆ اپنے مذہب (دین) کے وفادار رہو

☆ جلیانوالہ باغ (کے واقعہ) کو نہ بھولو

پلیٹ فارم پر جو قد آور شخصیات تشریف فرما تھیں ان میں مسز اینی بیسنٹ (Annie Besent) مسز رتی جناح، مسز سید یعقوب حسن، لالہ لاجپت رائے، ایم کے گاندھی، موتی لال نہرو، حکیم محمد اجمل خاں، مولانا ظفر علی خاں، مولانا شوکت علی، مولانا محمد اکرم خان، اے کے فضل الحق، عرفان علی، سوامی شردھانند، رام مرتی، مولانا ابوالکلام آزاد، رام بوجھ دت چودھری، ڈنی چند، لالہ گردھاری لال، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، سید علی نبی، جمنا داس دوارکا داس اور پنڈت گوکرن ناتھ شامل تھے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس خصوصی اجلاس کی صدارت فرمائی۔ صدارتی میز کے دونوں جانب خاکی وردیوں میں ملبوس، نوالفیر تلواریں اٹھائے قائداعظمؒ کی سلامتی کی خاطر چاک و چوبند مستعد کھڑے تھے۔ قرآن مجید فرقان حمید کی چند آیات بینات کی تلاوت سے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس کے بعد حکیم مولانا عبدالرؤف، چیئر مین استقبالیہ کمیٹی نے اُردو میں اپنا خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس کے بعد صدر مجلس قائداعظم محمد علی جناح جنہیں پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا گیا تھا انہوں نے اپنا خطبہ صدارت پیش کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اس اجلاس میں رولٹ بل، جلیانوالہ باغ کا قتل عام، عثمانی خلافت، تحریک خلافت اور انقلاب روس پر سیر حاصل بحث کی۔[44]

رولٹ ایکٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ اپنے مخصوص معاشی، مالی اور تجارتی مفادات کو سامنے رکھ کر کیا تھا۔ہندوستان کی تمام اقوام میں اب بیداری کی لہر پیدا ہوچکی تھی۔ ان دنوں ہندو مسلم اتحاد کا زور تھا۔ ہندوستان کے لوگوں میں اس طرح کا سیاسی شعور انگریزوں کی نظروں میں کھٹکتا تھا۔بعض اطلاعات ایسی بھی تھیں کہ 1857ء کے بعد آزادی کی خاطر کچھ لوگ مل کر ہندوستان میں برطانوی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ہندوستان کے باشندوں کو قابو میں رکھنے کیلئے گو بہت سے قوانین موجود تھے لیکن انگریز حکمران پھر بھی ہندوستانیوں کو دبانے میں ان کو غیر موثر سمجھتے تھے۔ اسی احساس کے تحت 1917ء میں سر سڈنی رولٹ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی جسے حکم دیا گیا کہ وہ پتہ لگائے کہ

ملک میں ہونے والی سازشوں میں کون کون سے لوگ شامل ہیں اور ان سازشوں کی نوعیت کیا ہے؟

سازشوں میں شامل لوگوں کے خلاف کس طرح کی کارروائی کرکے انہیں گرفتار کیا جاسکتا ہے اور سازشوں کو کس طرح دبایا جاسکتا ہے؟

سر سڈنی رولٹ نے بعد از تحقیقات ایک رپورٹ پیش کی جس کو بعد ازاں قانون کی حیثیت سے نافذ کردیا گیا۔رولٹ ایکٹ کی سفارشات مندرجہ ذیل تھیں۔

استغاثہ کیلئے ضروری نہیں کہ وہ ملزم کے خلاف واضح ثبوت مہیا کرے۔

بری شہرت کی وجہ سے کسی بھی فرد کو گرفتار کیا جاسکتا ہے اور سزا بھی دی جاسکتی ہے۔

ملزم کے مقدمہ کی سماعت بند کمرے میں کی جائے تا کہ کارروائی پوشیدہ رہ سکے اور راز ظاہر نہ ہوسکیں۔

ملزم سزا پانے کی صورت میں کسی بھی عدالت میں اپیل کرنے کا حقدار نہ ہوگا۔

دوران مقدمہ ملزم کی طرف سے صفائی کی شہادت ضروری نہیں۔

ماضی ہو یا حال استعماری قوتیں ضرورت پڑنے پر ہمیشہ وعدے کرتی ہیں اور پھر مکر جاتی ہیں۔ حکومت برطانیہ نے بھی اس روایت کو نبھایا ہے۔ جنگ عظیم کے دوران ہندوستانیوں کے ساتھ جو وعدے کئے گئے ان پر پانی پھر گیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے رولٹ تجاویز پر بحث کرتے ہوئے کہا۔

''رولٹ کمیٹی نے مجرمانہ سیاسی سازش کے مسئلہ کو اس طرح اٹھایا ہے جس طرح کہ ہم میں فوراً ہی جرائم پیشہ قبیلوں نے جنم لے لیا ہے اور اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ اس طرح کے ایک فوری قانون کی تشکیل دے کر ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔ انگریزوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ قانون بنانا اصل مرض کی دوا نہیں ہے بلکہ حکومت کو اپنی پالیسی پر فوری طور پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ سڈنی کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں انہیں کوئی بھی قوم قبول نہیں کر سکتی۔ اگر برطانوی پارلیمنٹ نے اسے قانون کی شکل دے دی تو ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک آگ لگ جائے گی اور اس کی ذمہ دار حکومت ہوگی''

رولٹ ایکٹ کے خلاف اخبارات اور ہندو مسلم لیڈروں نے بیک زبان احتجاج کیا لیکن حکومت برطانیہ نے ایک نہ سنی اور اسے 18 مارچ کو پاس کر کے 21 مارچ 1919ء سے نافذ کر دیا گیا۔ اس بل کے نفاذ کے ساتھ ہی سارے ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف نفرت کا لاوا ابل پڑا۔[45]

اسی سلسلے میں قائد اعظمؒ نے علی الاعلان فرمایا تھا:

''اگر تم (حکومت برطانیہ) نے ''رولٹ ایکٹ'' کو قانونی شکل دے دی تو سارے ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگ جائے گی''۔[46]

حادثہ جلیانوالہ پر کڑی تنقید کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

18 مارچ 1919ء کو رولٹ ایکٹ کے پاس ہوتے ہی گاندھی نے ستیہ گرہ کی تحریک کا اعلان کر دیا۔ رولٹ ایکٹ سے چونکہ ہندوستان کے تمام باسی متاثر ہو رہے تھے اس لئے سب نے اس تحریک میں حصہ لینے کا عہد کر لیا۔ ہندوستان بھر میں ہڑتالیں اور مظاہرے شروع ہو گئے۔ گاندھی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور ڈاکٹر ستیہ پال کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان واقعات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اس گرفتاری کے باعث لوگ گھروں سے سڑکوں پر نکل آئے۔ پولیس نے گولی چلا دی جس سے ہجوم مشتعل ہو گیا۔ غنڈہ عناصر ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں چنانچہ بہت سے انگریز مارے گئے دو بنک لوٹ لئے گئے۔

اس واقعہ کے بعد 13 اپریل کو امرتسر میں ایک احتجاجی جلسہ منعقد کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ اس اعلان سے قبل امرتسر میں جنرل ڈائر کو انتظامات کے سلسلہ میں بمعہ فوج طلب کر لیا گیا۔

13 اپریل 1919ء کو جلیانوالہ باغ میں تقریباً 20 ہزار افراد کا مجمع تھا۔ جنرل ڈائر نے لوگوں کے اس اژدھام پر قابو پانے کیلئے اپنے فوجیوں اور سپاہیوں سے اس سارے باغ کو نرغے میں لے کر ایک

طرح سے لوگوں کو مقید کر لیا تھا۔ جنرل ڈائر کے حکم پر سپاہیوں اور فوجیوں نے باغ کی ڈھلوانی دیواروں پر سے باغ میں داخل ہو کر بغیر کسی وارننگ اور تنبیہ کے لوگوں پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ آن واحد میں سینکڑوں افراد لقمہ اجل بن گئے سینکڑوں لوگ بھاگ دوڑ میں ایک دوسرے کے نیچے آ کر کچلے گئے۔ اس حادثہ کے خلاف دوسرے شہروں میں انگریزوں کے خلاف بطور احتجاج لاہور، گوجرانوالہ، قصور اور دوسرے بہت سے شہروں میں مظاہرے ہوئے۔ گورنمنٹ کی املاک کو لوٹ اور کئی جگہوں پر آگ لگا دی گئی۔ بعض مقامات پر ریل کی پٹری اکھاڑ دی گئی۔ انگریزوں نے ہندوستان کے عوام کے غیض وغضب سے بچنے کیلئے مارشل لاء لگا دیا۔ مارشل لاء نے عوام پر جو سختیاں کی تھی ان کے کچھ حالات ہنٹر کمیٹی کی رپورٹ میں ملتے ہیں۔ اس دوران مشتعل عوام پر لاہور، قصور، مرید کے، کاموں کے وغیرہ میں ہوائی جہازوں سے بم گرائے گئے۔ مارشل لاء دور میں بھی مسلمان سب سے زیادہ مشکلات کا شکار ہوئے۔[47]

قائداعظمؒ کے نزدیک ''مسئلہ خلافت'' ''مسلمانوں کے لئے ''زندگی اور موت'' کا مسئلہ تھا جس کو حکومت برطانیہ نے نہ صرف نظر انداز کیا بلکہ اس کے خلاف معاندانہ اور مخالفانہ کارروائیاں کیں۔ اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:[48]

''اور چاند اور ستارے کی مقدس سرزمین اور سنہری پانیوں کی آبنائے باسفورس کا کہنا وہ سرزمین جس کے دارالخلافہ پر قبضہ کر لیا گیا اور خلیفہ کو عملاً قید کر لیا گیا ہے۔ جس کے تمام علاقوں پر اتحادی افواج نے ناممکن العمل شرائط عاید کر کے قبضہ کر لیا ہو یہ ''موت کا پروانہ'' ہے معاہدہ نہیں۔ یہ نہایت واضح اور عظیم فتنہ بائے شر ہیں۔ آج ہمیں ایک نہایت خطرناک صورت حال کا سامنا ہے جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کا حل آسان نہیں اور مشکلات بہت زیادہ ہیں میں لوگوں سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایک غلطی کے بعد دوسری غلطی کو تسلیم کریں لیکن میں حکومت سے یہ ضرور کہوں گا کہ وہ لوگوں کو مایوسی اور نا اُمیدی کی اتھاہ گہرائیوں میں نہ دھکیلیں ورنہ اُن کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں رہ جائے گا کہ وہ عدم تعاون کی پالیسی اختیار کریں اور یہ ضروری نہیں کہ یہ پالیسی مسٹر گاندھی کے پروگرام کے مطابق ہو۔

میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن اس سے پیشتر کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ ''اگر ہم متحد رہے تو کامیاب ہوں گے اور اگر انتشار اور تفریق میں رہے تو ہم ناکام ہوں گے'' اور اپنی تمام بحث وتمحیص میں اس مقدمے کو کبھی فراموش نہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ مسلم

لیگ کا ہر رکن اپنی قوم اور ملک کے لئے اپنے فرائض تندہی سے سرانجام دے گا اور اجلاس کی کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے اور مختلف امور پر بحث کرتے ہوئے ارکان میں اگرچہ اختلاف رائے پیدا ہو جاتا ہے لیکن بہر حال یہ امر باعث فخر ہے کہ ہر کن اپنے ملک اور قوم کے لئے حتی المقدور بہترین کام کر رہا ہے۔ اسی جذبہ کو دیکھتے ہوئے میں آپ کو کہوں گا کہ وہ اسی طرح اجلاس کی کارروائی میں حصہ لیتے رہیں اور مجھے اس میں ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہیں کہ مسلمان اور اہل علم و دانش کی اجتماعی سوچ اور دانائی سے اس اہم (مسئلہ خلافت) جو مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ''زندگی اور موت کا سوال'' ہے کا حل تلاش نہ کر سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان جن کی قیادت نہایت قابل اور ذہین لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ ضرور اپنے مقصد کے حصول میں کامیاب ہوں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ تیرہواں سالانہ اجلاس

بمقام ناگپور 30 تا 31 دسمبر 1920ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیرہواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1920ء کو بمقام ناگپور ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ ڈاکٹر انصاری نے اپنے طویل خطبۂ صدارت میں آئرلینڈ، مصر کے لوگوں کی تکالیف کے سلسلے میں ان کے ساتھ دل جمعی کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں اُنہوں نے مسئلہ خلافت پر سیر حاصل بحث کی نیز اُنہوں نے اتحادی حکومتوں، معاہدۂ سیوریز (Treaty of Severes) اور مسلم امت پر معاہدے کے اثرات کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے یورپ کے متعدد اتحادی ممالک میں ''خلافت ڈیلی گیشن'' کے کام کا جائزہ بالتفصیل پیش کیا۔

جہاں تک ''ترکِ موالات'' کا تعلق ہے اُنہوں نے قرآن کریم فرقان حمید اور اسلامی شریعت کے حوالے سے اپنے خطاب میں جو دلائل پیش کیے وہ انہی کی زبان یعنی انگریزی میں ''ترکِ موالات'' سے متعلقہ اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

''جہاں تک اس اصول کے مذہبی پہلو کا تعلق ہے میں مختصراً مسلم نقطۂ نظر پیش کروں گا۔ جہاں تک اسلامی شریعت کے مطابق ترکِ موالات یا غیر مسلموں سے دوستانہ مراسم کو منقطع کرنے کے سوال کا تعلق ہے (جس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے ساتھ محبت وتعاون اور خدمات کا ترک کرنا بھی ہے) یہ اُن غیر مسلم دشمن سے ہے جو مسلمان ملکوں اور اسلام کے خلاف برسرِپیکار ہوں۔ مسلمانوں کے لئے قرآنِ حکیم کے یہ واضح احکام ہیں کہ وہ اُن غیر مسلموں کے ساتھ محبت اور رواداری سے پیش آئیں جو اُن کے خلاف جنگ نہیں کر رہے نہ ہی اُن کے کسی ملک اور علاقہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اُن لوگوں سے محبت و رواداری سے پیش آنے سے منع نہیں کرتا جو آپ کے مذہب کے معاملہ میں آپ سے برسرِپیکار نہیں اور تمہیں بے گھر نہیں کیا۔ آپ اُن سے لطف و مہربانی سے پیش آئیں۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف اُن لوگوں سے عزت سے پیش نہ آنے کا حکم دیتا ہے جو آپ کے مذہب کے معاملہ میں آپ سے جنگ کرتے ہیں اور تمہاری جگہوں سے تمہیں بے گھر کرتے ہیں اور تمہیں علاقہ بدر

کرنے کے لئے دوسروں کو اُکساتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ جو مسلمان دوستی کرے گا وہی ناانصاف ہوں گے۔ اسی سورۃ کی پہلی آیت میں مسلمانوں کو کہا گیا ہے "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ کرو۔ کیا تم اُن سے محبت کرو گے جو اس سچائی کا انکار کرتے ہیں جو تم پر نازل کی گئی ہے" اس امر کو واضح کرنے کی ضرورت نہیں کہ عدم تعاون مسلمانوں کے لئے نہ صرف سیاسی اور اخلاقی ضرورت ہے بلکہ اُن کا مذہبی فریضہ بھی ہے جسے ادا کرنے کی اُن پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے"۔

ایسے تمام تعلیمی اداروں کے مالکان اور ٹرسٹیوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سب سرکار کی منظور کردہ یونیورسٹیوں سے اپنے الحاق کو توڑ دیں۔ یہ اجلاس طلبا کے والدین اور سرپرستوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے بچوں کو ایسے تمام تعلیمی اداروں سے فوراً اُٹھالیں اور بالغ طلبا بھی ازخود ایسے اداروں کو چھوڑ دیں۔

(د) مسلم لیگ کا یہ اجلاس تمام وکلاء اور سائلوں پر زور دیتا ہے کہ وہ تمام سرکاری عدالتوں کا بلاتاخیر بائیکاٹ کریں اور اپنی ثالثی عدالتیں قائم کریں اور اُنہیں عوام میں مقبول بنائیں۔

(ذ) آخر میں مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہندوستان کے تمام عوام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ملکی مصنوعات کے استعمال کو فروغ دیں صرف سودیشی چیزیں استعمال کریں اور چھوٹی صنعتیں قائم کریں۔

(یہ قرارداد حکیم اجمل خاں نے پیش کی جبکہ تصدق احمد خاں شروانی نے تائید اور مولانا آزاد سبحانی اور مولوی شمس الدین احمد نے حمایت کی)۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ کا تیرھواں اجلاس بالکل بے جان اجلاس تھا کانگرس کی تائید اور تقلید ہر معاملہ میں کی جارہی تھی۔ مسلمانوں کے لیڈر مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر خلافت اور جمعیت العلماء کے پلیٹ فارم پر دکھائی دیتے تھے۔ یہ ضرور ہے کہ ہندو مسلمانوں میں بے انتہا اتحاد اور اتفاق پیدا ہو گیا تھا۔ 1920ء کے آغاز میں خلافت کمیٹی کی طرف سے ایک وفد انگلستان بھیجا گیا۔ مگر ناکام اور مایوس واپس ہوا۔

ادھر ملک کی سیاسی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ پنجاب کی حالت بہت نازک ہوگئی۔ گاندھی جی اور دیگر لیڈروں کے لئے پنجاب کا داخلہ بند ہو گیا ترک موالات کی تحریک ملک میں پیش ہو چکی تھی۔ سرکاری تعلیم گاہوں کا مقاطعہ کیا جارہا تھا۔ کونسلوں سے استعفے دیئے گئے۔ کئی حضرات نے خطابات واپس کئے۔ اسی سال جلیانوالہ باغ کا دردناک واقعہ پیش آیا۔ اکتوبر کے مہینے میں علیگڑھ کالج میں علی برادران اور ایم کے گاندھی تشریف لے گئے۔ تقریریں ہوئیں اور کالج کا مقاطعہ کرنیکا مشورہ دیا گیا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین

احمد صاحب جو کالج کے پرنسپل تھے۔ اُنہوں نے کالج کو دو ماہ کے لئے بند کردیا اور لڑکوں کو اپنے گھروں کو چلے جانے کی ہدایت کی۔ بہت سے طلباء واپس چلے گئے مگر بہت سے نوجوان وہیں رہے اور ایک علیحدہ درس گاہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہی درس گاہ آج دہلی میں جامعہ ملیہ کے نام سے موسوم ہے۔

لیکن جب گاندھی جی بنارس تشریف لے گئے۔ تو وہاں پنڈت مالویہ نے علی برادران اور گاندھی جی کو درس گاہ کی حدود میں تقریر نہ کرنے دی۔

اس اجلاس کی سب سے زیادہ خصوصیت یہ ہے کہ لیگ نے ترک موالات کی تجویز پاس کی اور تمام ولایتی مال کا مقاطعہ کیا گیا۔ مسلمانانِ ہند کے جذبات کو برانگیختہ کرنے والی اگر کوئی چیز تھی تو وہ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج کا اعلان اور فتح کے بعد اس سے انحراف تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہم اس لئے جنگ نہیں کررہے ہیں کہ ایشیائے کوچک کے زرخیز ترکی علاقوں پر قبضہ کرکے ترکوں کو ایشیاء کوچک اور تھریس سے محروم کردیں۔ جہاں کی آبادی کا بیشتر حصہ ترک ہیں۔ لیکن یہ عہد پورے نہیں کئے گئے۔ چنانچہ امرتسر میں گاندھی کی معیت میں خلافت تحریک کا پروگرام مرتب ہوا۔ مولانا محمد علی نے ایک مینی فیسٹو شائع کیا کہ ترکوں کی آزاد حکومت مسلمانوں کا ایک جزو ایمان ہے۔ لیکن وائسرائے سے جو وفد ملا اسے مایوسی ہوئی۔ مولانا محمد علی نے ایک اعلان شائع کیا کہ اگر فیصلہ ترکوں کے خلاف ہوا تو مسلمانانِ ہند کی اطاعت اور وفاداری کے لئے نہایت صبر آزما مقام پیدا ہو جائے گا اور اس مطالبہ میں ہندو بھائی بھی مسلمانوں کے شریک تھے۔ ابھی مسلمانوں کا وفد ولایت ہی میں تھا کہ 14 مئی 1920ء کو صلح کی شرائط 14 مئی 1920ء کو کا اعلان ہوا۔ اس کے ساتھ وائسرائے صاحب کا ایک اعلان بھی تھا کہ باوجود یکہ ترکوں کے ساتھ جو صلح ہوئی ہے وہ نہایت ناموافق ہے مگر مسلمانانِ ہند کو ہمت سے برداشت کرنا چاہیے اس اعلان سے تمام ملک میں ہیجان برپا ہو گیا۔

اسی سال ہجرت کی تحریک شروع ہوئی اور اگست کے مہینے میں 1800 مسلمان ہندوستان سے افغانستان کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہو چکے تھے۔

چنانچہ ان حالات میں ناگپور کا اجلاس ہوا تھا۔ مسلمانوں کے غم و غصہ کی انتہا نہ تھی مگر مجبوریاں جو غلام قوموں کی ہوتی ہیں وہ شامل حال تھیں۔ تاہم ان محدود اسباب میں بھی مسلمانوں کے لیڈروں نے بہت کچھ کیا۔

قید کی حد میں بڑھالی ہم نے آزادی کی حد
یوں دیئے جھٹکے کہ حلقے کھنچ گئے زنجیر کے

اس تاریخی اجلاس میں متعدد نہایت ضروری اہم اور تاریخی اہمیت کی حامل قراردادیں منظور ہوئیں جن کا اردو ترجمہ کہیں بھی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے انگریزی متن پیش کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ قراردادیں صدر محترم اور باقی حسب ذیل بزرگوں نے پیش کیں۔ حکیم محمد اجمل خان تائید تصدق احمد شروانی تائید مزید مولانا آزاد سبحانی ومولوی شمس الدین احمد مولانا محمد علی جوہر تائید محمد حسین تائید مزید چودھری خلیق الزماں حکیم محمد اجمل خان اور مولوی مجید بخش ڈاکٹر سیف الدین کچلو تائید عبدالباری محمد ساقی محمد حبیب شاہ تائید آغا محمد صفدر مولانا حسرت موہانی تائید جناب معظم علی مولانا ابوالکلام آزاد تائید چودھری خلیق الزماں اور تائید مزید مولوی نذیر احمد خجندی اور مولانا ابوالکلام آزاد تائید مولوی عبدالقادر صدیقی۔ [49]

اجلاس کی قراردادیں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس دیوبند کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ انہوں نے اسلام اور ملک کے لئے جو قربانیاں دیں اور انتھک محنت سے کام کیا اس سے وہ مسلمانوں کے محبوب رہنما بن گئے۔ تاریخ اسلام کے نازک ترین دور میں جس بے خوفی اور جرأت کے ساتھ شریعت اسلامی کی غیر مبہم توضیح کی اور دور دراز جزیرہ مالٹا میں اپنے مذہب کی خاطر قید وبند کی تکالیف جس صبر وتحمل سے برداشت کیں اور جس سادگی اور پاکیزگی کے ساتھ زندگی بسر کی وہ مسلمانان ہند کے لئے ایک بہت بڑی میراث ہے۔ مسلم لیگ ان کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے (یہ قرارداد صدر جلسہ کی طرف سے پیش کی گئی)

قرارداد تعزیت

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس جناب ممتاز حسین بار ایٹ لا لکھنؤ کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ انہوں نے مسئلہ خلافت کے مسئلہ کو مسلمانوں کے موقف کو پیش کرنے کے لئے جو سخت محنت کی اس سے انہوں نے مسلمانانِ ہند کے دل جیت لیے ان کی وفات سے ملک ایک قابل ایڈووکیٹ دیانتدار محب وطن اور ایک انتھک کارکن سے محروم ہوگیا ہے۔ مسلم لیگ مرحوم کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ کی طرف سے پیش کی گئی)

تحریک عدم تعاون

(الف) آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس کلکتہ میں اپنے خاص اجلاس میں پر امن عدم تعاون کی تحریک کے بارے میں منظور کی جانے والی قراردادکی پر زور حمایت کرتا ہے۔

(ب) یہ اجلاس عدم تعاون کی تحریک کی ترقی پر اظہار اطمینان کرتا ہے خصوصاً قوم پرستوں کی طرف سے کونسلوں کے بائیکاٹ اور رائے دہندگان کی ایک بڑی اکثریت کا آئینی اصلاحات کی سکیم کے تحت قائم حلقوں میں اپنا حق رائے دہی استعمال نہ کرنے کا خیر مقدم کرتا ہے۔رائے دہندگان کی اکثریت کے اس فیصلہ کی روشنی میں مسلم لیگ تمام منتخب ارکان کونسل سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں اور اگر وہ ارکان استعفے سے انکار کریں تو مسلم لیگ رائے دہندگان کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ ان نام نہاد نمائندوں کا سیاسی مقاطعہ کریں۔

(ج) مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہندوستان کے نوجوانوں کی جانب سے تحریک عدم تعاون میں حصہ لینے کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتا ہے۔ یہ اجلاس انہیں تمام سرکاری اور سرکاری مدد حاصل کرنے والے سکولوں اور کالجوں کو چھوڑنے کی ضرورت سے آگاہ کرتا ہے اور ایسے تمام تعلیمی اداروں کے مالکان اور ٹرسٹیوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تمام سرکاری منظور کردہ یونیورسٹیوں سے اپنا الحاق توڑ دیں۔ یہ اجلاس طلباء کے والدین اور سرپرستوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے تمام تعلیمی اداروں سے فوراً اٹھالیں اور بالغ طلبا بھی از خود ایسے اداروں کو چھوڑ دیں۔

(د) مسلم لیگ کا یہ اجلاس تمام وکلاء اور سائلوں پر زور دیتا ہے کہ وہ تمام سرکاری عدالتوں کا بلاتاخیر بائیکاٹ کریں اور اپنی ثالثی عدالتیں قائم کریں اور انہیں عوام میں مقبول بنائیں۔

(ذ) آخر میں مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہندوستان کے تمام عوام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ملکی مصنوعات کے استعمال کو فروغ دیں صرف سودیشی چیزیں استعمال کریں اور چھوٹی صنعتیں قائم کریں۔

(یہ قرارداد حکیم اجمل خاں نے پیش کی تصدق احمد نے تائید اور مولانا آزاد سبحانی اور مولوی شمس الدین احمد نے اس کی حمایت کی)

گائے کی قربانی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس گائے کی قربانی سے متعلق امرتسر میں منعقد اجلاس میں منظور کی

جانے والی قرارداد کی حمایت کرتا ہے اور مسلمانانِ ہند پر زور دیتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی مخلصانہ کوششیں جاری رکھیں (یعنی گائے کی جگہ دیگر جانور قربان کریں) وہاں اپنے ہندو بھائیوں سے بھی اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ایسے قانونی یا دیگر ضروری (مسلمانوں کو مجبور کرنے کے لئے) اقدامات کرنے سے گریز کریں جن سے مزید مشکلات پیدا ہوں۔

قواعد میں ترامیم

آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین 2 میں مندرجہ ذیل ترامیم کی جائیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(ا) پرامن اور جائز ذرائع سے ہندوستانی عوام کے لئے سوراج (آزادی) حاصل کرنا

(ب) ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مذہبی اور دیگر تمام حقوق اور مفادات کا فروغ اور ان کا تحفظ کرنا۔

(ج) مسلمانوں اور ہندوستان کے دیگر مذہبی فرقوں کے درمیان اتحاد اور دوستی کو فروغ دینا۔

(د) ہندوستان اور دیگر ملکوں کے مسلمانوں میں برادرانہ تعلقات کو برقرار رکھنا اور مضبوط بنانا۔

(یہ قرارداد مولانا محمد علی نے پیش کی جبکہ محمد حسین نے تائید اور چوہدری خلیق الزماں، حکیم اجمل خاں اور مولوی مجید بخش نے حمایت کی)

یورپ کے خلافت وفد کی کارروائی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس یورپ میں بھیجے گئے خلافت وفد کی کارروائی پر اظہار پسندیدگی کرتا ہے اور اس کی رائے ہے کہ وفد کے قائد مولانا محمد علی جیسے قابل اور نڈر رہنما کے سوا کوئی دوسرا رہنما مسئلہ خلافت کے ضمن میں مسلمانوں کے مفادات اور جذبات کو بہتر، واضح اور دلیرانہ طریقے سے پیش نہیں کر سکتا تھا۔

ایشر کمیٹی کی رپورٹ

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی رائے ہے کہ ایشر (Esher) کمیٹی نے برطانوی سیاستدانوں کے سرمایہ دارانہ اور سامراجی عزائم کا مکمل اظہار کیا جب اس نے یہ تجویز کیا کہ ہندوستان کے عوام کی طاقت کو برطانیہ کی فتوحات اور اس کی جارحانہ پالیسی کے لئے استعمال کیا جائے۔ مسلم لیگ سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آزادی اور سوراج کی منزل کو جلد سے جلد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو ہر قسم کے اخلاقی انحطاط سے بچائیں۔ (یہ قرارداد سیف الدین کچلو نے پیش کی جبکہ عبدالباری محمد ساقی نے اس کی تائید کی)

تعلیمی ادارے

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس امر پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ کئی تعلیمی اداروں کے ٹرسٹیوں نے اپنے اداروں کے لئے سرکاری امداد کی وصولی ترک نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے سرکاری یونیورسٹیوں سے اپنے الحاق کو ختم کیا۔ یہ اجلاس ندوۃ العلماء کی جانب سے قائم کردہ مثال کی تعریف کرتا ہے کہ اس نے ایک قابل قدر اقدام اٹھایا ہے جس کے نتیجے میں اس ادارہ کو بڑی مالی قربانی دینا پڑی ہے۔ (صدر جلسہ نے اس قرارداد کو پیش کیا)

باغیانہ جلسوں کا ایکٹ

آل انڈیا مسلم لیگ اس امر پر تشویش کا اظہار کرتی ہے کہ باغیانہ جلسوں کے ایکٹ (Seditious Meetings Act) کے تحت دہلی اور پنجاب کے کئی مقامات پر قومی کارکنوں کو سزا دی جا رہی ہے اور رضا کار تنظیموں کی کارروائیوں پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔ مسلم لیگ کو یقین ہے کہ ہندوستان کے عوام اپنے ملک کی آزادی کے لئے اپنی جدوجہد تندہی سے جاری رکھیں گے۔ (یہ قرارداد محمد حبیب شاہ نے پیش کی جبکہ آغا محمد صفدر نے اس کی تائید کی)

فنی تعلیم

آل انڈیا مسلم لیگ تمام مسلم مذہبی اور دیگر تعلیمی اداروں کے مالکان ٹرسٹیوں اور انتظامی بورڈوں کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اپنے اداروں میں فنی تعلیم ...... شروع کریں تا کہ ملک میں گھریلو صنعتوں کو فروغ دیا جائے۔ (یہ قرارداد مولانا حسرت موہانی نے پیش کی اور معظم علی نے اس کی (تائید کی)۔

ہمسایہ ممالک سے تعلقات

چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ انڈین نیشنل کانگرس سکھ لیگ خلافت کمیٹی اور عوام کی دیگر جماعتوں نے سوراج (آزادی) حاصل کرنے کا عزم صمیم کیا ہوا ہے اور جہاں تک برطانیہ کی دیگر ملکوں سے اتحاد کی منصوبہ بندی کا تعلق ہے جس کا مقصد ہندوستان کا دفاع نہیں بلکہ اس ملک پر برطانوی تسلط کو مضبوط کرنا ہے اور اس حقیقت کے مدنظر کہ ہندوستان کا افغانستان سے کوئی جھگڑا نہیں اور برطانیہ ہندوستان میں اپنی حکومت کے اور خلافت ملکوں میں انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے آل انڈیا مسلم لیگ شاہ افغانستان غازی امیر امان اللہ خاں سے مودبانہ درخواست کرتی ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت کی برطانیہ سے الحاق کے معاہدہ کی

کوششوں کو مسترد کر دیں مسلم لیگ کو یہ یقین کامل ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے خلاف افغانستان کے عوام اور حکومت کے کوئی عزائم نہیں اور مسلم لیگ اُمید کرتی ہے کہ دونوں کے عوام باہم دوستی پیدا کریں اور ایک دوسرے کی خوشنودی کے لئے کام کریں قرارداد خلیق الزمان نے پیش کی اور مولوی نذیر احمد خوجندی نے تائید کی۔

نیشنل مسلم یونیورسٹی

آل انڈیا مسلم لیگ علی گڑھ کے مقام پر نیشنل مسلم یونیورسٹی کے قیام کا خیر مقدم کرتی ہے اور اُس کے پرنسپل محمد علی کو اُن کی اعلیٰ قیادت اور اُن کے طلبا کی نہایت نا مساعد اور اشتعال انگیز حالات کے باوجود اپنے فرائض کی دیرانہ طور پر ادائیگی پر مبارکباد پیش کرتی ہے (یہ قرارداد مولانا ابوالکلام آزاد نے پیش کی اور مولوی عبد القادر صدیقی نے اس کی تائید کی)

آل انڈیا مسلم لیگ چودھواں سالانہ اجلاس

بمقام احمد آباد 30 دسمبر 1921ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا چودھواں سالانہ اجلاس نڈر اور بے باک لیڈر مولانا حسرت موہانی کی صدارت میں 30 دسمبر 1921ء کو بمقام احمد آباد انعقاد پذیر ہوا۔ جلسہ گاہ کو بڑی شان وشوکت سے سجایا گیا تھا۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین عباس طیب جی نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں ڈیلی گیٹس کا استقبال کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور مسئلہ خلافت پر ہندو مسلم اتحاد کے حوالے سے متحدہ کاوشوں کے ذکر سے اپنے خطبے کا اختتام کیا۔

خطبۂ استقبالیہ کے بعد صدر مجلس جناب مولانا حسرت موہانی نے اپنا صدارتی خطبہ اردو میں پیش کیا جس کا بعد ازاں انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ تعارفی کلمات کے بعد انہوں نے مولانا محمد علی اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی نظر بندی پر حکومت وقت پر شدید نکتہ چینی کی۔ اس کے بعد تیرہویں اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد وضوابط میں جو ترامیم کی گئی تھیں ان پر سیر حاصل بحث کی۔[50] آپ نے فرمایا کہ:

اسلامی اتحاد نیز برادرانہ مراسم پیدا کرنے اور برقرار رکھنے کیلئے چوتھی دفعہ مسلم لیگ کے نصب العین میں تبدیلی ضروری ہے۔ اب مسلم لیگ کے لئے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت مقدم ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہم سب سے پہلے آزادی کے حصول کیلئے قدم اٹھائیں۔ اس کے بعد دیگر حقوق کی حفاظت کا سوال پیش کریں۔ مسلم لیگ کے قواعد وضوابط بہت ہی کہنہ اور فرسودہ ہوگئے ہیں اور موجودہ زمانہ کے لحاظ سے وہ قابل عمل بھی نہیں معلوم ہوتے۔ دنیا اس مدت سے ترقی کرکے کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے اور ہم اراکین لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں۔ لہٰذا جب تک آزادی کی تشریح مسلمانوں کی خواہشات کے مطابق نہ کی جائے اور اس کے حصول کے شرائط میں اضافہ نہ کیا جائے اس وقت تک مسلم لیگ کے اندر مسلمانوں کے حقوق واقتدار کا ستارہ تابندہ نہ ہوگا۔

ہمیں اپنا مقصد مکمل آزادی کو قرار دینا چاہیے تاکہ مسلم لیگ زیادہ متحرک اور فعال ہوکر آزادی کے حصول سے قریب ہو۔ ممبر سازی میں توسیع کی تحریک بہت ضروری ہے اس کیلئے فیس میں کمی کی جانی

چاہیے۔ تاکہ مسلم عوام کی اکثریت اس میں آسانی سے شرکت کر سکے اور مسلم لیگ عوام میں مقبولیت زیادہ حاصل کر سکے۔ اس مقصد کیلئے ہمیں اپنے قواعد وضوابط کو زیادہ سے زیادہ کانگریس کے قواعد کے ہم آہنگ و ہم پلہ بنانا ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے آزادی کے حصول کو زیادہ قریب لانے کیلئے دونوں قومیں متحد و متفق ہوکر آزادی حاصل کرنے کی غرض سے تیزی سے جدوجہد کریں۔

مولانا حسرت موہانی نے کہا کہ مسلمانان ہند کے سامنے موجودہ حکومت کے جبر واستبداد کی بے شمار مثالیں ہیں میرا ذکر چھوڑیئے کراچی کے مقدمہ میں علی برادران کے ساتھ قانون کے نام پر جو رقص ابلیس کا تماشہ آپ کے دیکھنے میں آیا ہے دنیا اس کی کوئی دوسری ظالمانہ اور مضحکہ خیز مثال پیش کر سکتی ہے؟

ہر شخص اس حقیقت سے واقف ہے کہ کانگریس نے لفظ سوراج کی واضح طور پر تشریح نہیں کی ہے جس کا اصل مقصد یہ ہے کہ اگر ہم لوگوں کے مطالبات یعنی کانگریس کے مسئلہ خلافت اور پنجاب کی غلطیوں کا مسئلہ طے کر دیا گیا تو برطانوی سلطنت کے اندر سوراج کے حصول پر اطمینان ظاہر کیا جائے گا اور ایسا نہ ہوا تو کامل آزادی کے حصول کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن مسلمانوں کا نقطۂ نظر صرف کامل آزادی کا حصول نہ ہونا چاہیے بلکہ ہمیں یہ بھی غور کرنا ہوگا کہ آزادی کی کون سی شکل ہمارے حق میں مناسب ہوگی؟ اس کا فیصلہ نہایت ہی ضروری ہے۔ میرے خیال میں متحدہ ریاست ہائے ہند کے اصولوں پر ہمارے لئے ہندوستانی جمہوریت قرار دی جانی چاہیے کہ سوراج کے بارے میں کسی قسم کی مصالحت پر اس وقت تک آمادہ نہ ہوں جب تک خلافت کے متعلق مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہ کر لئے جائیں۔

بہر صورت ہمارے لئے سب سے بہتر ترکیب آزادی کامل کے حصول کی یہ ہے کہ موجودہ حکومت سے قطع تعلق کر کے اس کے مساوی ایک منظم قومی حکومت قائم کریں اور جب تک قدیم دور حکومت کا خاتمہ نہ ہو جائے اور جدید حکومت منظم طور پر قائم نہ ہو اس وقت تک اپنی جداگانہ حکومت کی آبیاری کرتے رہیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے ہم لوگوں کو یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ فوراً علیحدہ و مستقل طور سے اپنے سکول، کالج وغیرہ تعلیمی ادارے، صنعت وحرفت، تجارت اور قومی پارلیمان کا سنگ بنیاد رکھیں۔ اور حکومت کی مخالفت کے باوجود خاموشی سے اپنے فرائض انجام دیئے جائیں۔

خطبہ صدارت کے چند اہم نکات

مولانا حسرت موہانی نے خطبہ صدارت میں سب سے پہلے اس بات پر زور دیا کہ مسلم لیگ کے

بنیادی نصب العین میں چند کمزوریاں اور خامیاں ہیں۔ اس لئے اس میں نظر ثانی وترمیم کی خاص ضرورت ہے۔ مولانا نے تجویز کیا کہ مسلم لیگ کا ترمیم شدہ نصب العین حسب ذیل قرار دیا جائے کہ۔

اوّل: "امن وامان" جائز طریقوں سے آزادی کا حصول" کو تبدیل کر کے اس طرح کہنا چاہیے کہ "امن وامان" کے ممکن اور جائز طریقوں کے بجائے "مناسب" کے الفاظ تبدیل کئے جائیں یعنی یوں ہو کہ ممکن اور مناسب طریقوں سے آزادی کا حصول۔

دوم: ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی مذہبی ودیگر حقوق کا تحفظ اور ان کی ترقی

سوم: مسلمانوں اور ہندوستان کی دوسری جماعتوں کے درمیان اتحاد اور دوستانہ تعلقات کو مستحکم کرنا اور انہیں برقرار رکھنا۔ [51]

قراردادیں:۔

مولانا حسرت موہانی کے صدارتی خطبے کے بعد آٹھ قراردادیں پیش ہوئیں جو اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چھ قراردادیں مولانا موصوف نے بحیثیت صدر پیش کیں جبکہ دوسری باقی دو قراردادیں خواجہ عبد الرحمٰن غازی تائید سردار علی مولانا آزاد سبحانی 'سید عباس طیب جی اور مولوی سید مرتضٰی اور مولانا آزاد سبحانی اور تائید مولوی فضل الرحمٰن نے پیش کیں۔

اجلاس میں منظور کردہ قراردادیں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ مسلم لیگ کی سرگرمیاں صوبائی سطح پر بڑھادی جائے جہاں ایسی تنظیمیں پہلے سے موجود نہیں تاکہ اُن محرک بنایا جائے اور اُن کے قیام سے ضلعوں اور صوبوں میں عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔ (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)

خلیفہ سے عہد وفا

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس خلیفۃ المسلمین خادم الحرمین شریفین ہز مجسٹی غازی سلطان محمد وحید الدین ششم کو اپنی ناقابل متزلزل وفا کا یقین دلاتا اور فیصلہ کرتا ہے کہ خلیفہ معظم کی خدمت میں یہ عہد وفا ارسال کردیا جائیہ قرارداد مقاصد جلسہ نے پیش کی)

مصطفٰے کمال پاشا کو مبارکباد

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ترکی اور یونان کی جنگ میں شاندار خدمات سرانجام دینے اور

جنگ کی کامیابی پر غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو مبارکباد دیتا ہے اور خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انہوں نے یہ کامیابی حاصل کر کے اسلام کی نمایاں خدمت کی ہے۔ یہ اجلاس دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عمر دراز عطا کرے تاکہ وہ دنیائے اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں۔ (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)

انگورہ کی مالی امداد

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس انگورہ میں ہنگامی صورتِ حال اور وہاں کی حکومت کی ضروریات کے پیشِ نظر ہندوستانی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ انگورہ (Angora) کی زیادہ سے زیادہ مالی امداد کریں اور اس مقصد کے لئے وہ اپنی تمام تر مساعی بروئے کار لائیں اور مسلم لیگی کارکن اس میں خلافت کمیٹی کی تمام تنظیموں سے رابطہ کریں اور رقوم فراہم کریں (یہ قرارداد صاحب صدر کی طرف سے پیش کی گئی)

موپلا (Mopla) میں بے چینی

چونکہ مولانا کی خراب صورتِ حال کے بارے میں آزاد اور غیر جانبدار ذرائع کی جانب سے کوئی بیانات شائع نہیں ہوئے اور ہندوستان کے مسلمان اس سلسلہ میں سرکاری ذرائع کی اطلاعات کو صحیح نہیں سمجھتے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس فوجی عدالتوں میں موپلوں کے خلاف مقدمات چلانے اور اُن میں کئی افراد کو سزائے موت کے اعلان پر اپنی گہری تشویش اور صدمہ کا اظہار کرتا ہے خصوصاً ریلوے ٹرین کے واقعہ پر جس کے نتیجہ میں 70 موپلا قیدی دم گھٹنے سے ہلاک ہو گئے اور مسلمان اس نہایت افسوسناک اور ظالمانہ کارروائی کے لئے مالابار کے سرکاری افسروں کو ذمہ دار گردانتے ہیں یہ اجلاس موپلا کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال کی تحقیقات کے لئے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے جو مالابار جائے اور فسادات کی وجوہ دریافت کرے مشیر حسین قدوائی (بارہ بنکی) جی۔ ایم۔ بھرگری (سندھ) سید رضا علی (الٰہ آباد) عباس ایس طیب جی (گجرات) اور مولوی سید مرتضٰے (ترچناپلی)۔ کمیٹی کو مزید ارکان شامل کرنے کا بھی اختیار ہو گا۔ یہ اجلاس موپلوں کی طرف سے ہندوؤں کے ساتھ بلاجواز بُرے رویہ پر بھی اظہار افسوس کرتا ہے جس کے نتیجہ میں فسادات رونما ہوئے ہیں۔ (یہ قرارداد خواجہ عبدالرحمان غازی نے پیش کی اور اس کی تائید سردار علی صاحب مولانا آزاد سبحانی، ایس عباس طیب جی اور مولوی سید مرتضٰے نے کی)

بابا گوردت سنگھ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس شری بابا گوردت سنگھ جی جو شری گورونانک سٹیمر کے منتظم ہیں انہیں

کو مبارک دیتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے آپ کو حکومت کے حوالہ کر کے بڑی قربانی دی جب کہ حکومت نے سات سال تک اُن کی تلاش جاری رکھی اور نا کام رہی۔ یہ اجلاس دیگر سکھ رہنماؤں کو بھی مبارک باد کے مستحق سمجھتا ہے جنہوں نے اپنی آزادی اور اپنے مذہبی حقوق پر پابندی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتوں کو ترجیح دی۔ یہ اجلاس سکھ فرقہ کے بابا گوردت سنگھ کی گرفتاری اور دیگر مواقع پر پولیس اور فوج کے زبردست اشتعال کے باوجود عدم تشدد کی پالیسی پر کاربند رہنے پر بھی انہیں مبارک باد پیش کرتا ہے۔ (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)

سودیشی مصنوعات

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اُن تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کے استعمال کو فروغ دیں اور اُسے عوام میں مقبول بنائیں جو بوجوہ تحریک عدم تعاون میں شامل نہیں یا اس اصول پر یقین نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود وہ مسئلہ خلافت کے حل ملک کیلئے آزادی اور پنجاب میں عوام پر کی گئی زیادتیوں کا ازالہ چاہتے ہیں (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)

مکمل آزادی

نوٹ: سبجیکٹ کمیٹی نے مندرجہ ذیل قرارداد مسترد کر دی تھی لیکن آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں صدر نے اس قرارداد پر بحث کی اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ اُس پر ارکان کی رائے نہیں لی جائے گی۔ اجلاس نے کمیٹی کے فیصلہ کی روشنی میں اُسے مسترد کر دیا۔ قرارداد کا متن یہ تھا۔

"برطانوی حکومت کے ماضی کے مسلسل اقدامات کے بعد اب اس یقین دہانی پر کہ غیر مسلموں کا سیاسی تسلط نہیں ہوگا اور اس طرح اسلام کے مذہبی تقاضے کے مطابق خلافت کا تحفظ کیا جائے گا۔ جب تک برطانوی سامراج قائم ہے اُس وقت تک حالات بہتر نہیں ہو سکتے نہ ہی ہندوستان کی تعمیر و ترقی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ برطانوی سامراج کے خاتمہ کی کوشش کی جائے۔ اس کا ایک ہی صحیح طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کے تمام مسلمان ملک کے دیگر عوام سے مل کر ہندوستان کے لئے مکمل آزادی حاصل کریں۔ مسلمانوں کے نزدیک سوراج کے مطالبہ کا یہی مطلب ہے اور اُنہیں اُمید ہے کہ ملک کے دیگر (مذاہب اور فرقوں) کے عوام اُن کے اس موقف کی حمایت کریں گے۔" (یہ قرارداد مولانا آزاد سبحانی نے پیش کی اور مولوی فضل الرحمان نے تائید کی۔ لیکن سید رضا علی نے اس کی مخالفت کی)[52]

آل انڈیا مسلم لیگ پندرہواں سالانہ اجلاس

بمقام لکھنؤ 31 مارچ تا یکم اپریل 1923ء

پہلی نشست

آل انڈیا مسلم لیگ کے پندرھویں سالانہ اجلاس کی پہلی نشست 31 مارچ 1923ء کو بمقام لکھنؤ شروع ہوئی جو صرف لیفٹیننٹ شیخ شاہد حسین چیئرمین استقبالیہ کمیٹی کے خطبۂ استقبالیہ اور جناب غلام محمد بھرگری رئیس سندھ کے صدارتی خطبے کے لئے مخصوص تھی۔

جب مسلم لیگ کا پندرہواں اجلاس منعقد ہوا تو علی برادران، مسٹر جناح اور دوسرے کئی اکابر رہنما اس جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔ زیادہ تر مقامی حضرات موجود تھے علی برادران اور مولانا حسرت موہانی کی تمام تر زندگی خلافت کمیٹی اور مسلمانوں کی تنظیم کے لئے وقف ہو چکی تھی۔ اس سلسلہ میں ان حضرات کا بیشتر وقت جیل خانوں میں گزرتا تھا۔

اس اجلاس میں صرف دو قراردادیں منظور ہوئیں۔ پہلی قرارداد ایک صاحب محمود آباد کی تھی جس کی تائید چودھری خلیق الزماں نے کی۔ یہ مسلمانوں کے کونسلوں میں داخلہ کی اجازت کے بارے میں تھی۔ دوسری قرارداد نوآبادیات کے متعلق تھی جسے مولوی محمد یعقوب ایڈووکیٹ نے پیش کیا اور مسٹر رضا علی نے اس کی تائید کی۔

صدر مجلس استقبالیہ جناب شیخ شاہد حسین نے حسب ذیل مسائل پر مدلل اظہار خیال کیا۔

علی برادران اور موہانی کی حسرت ناک عدم موجودگی اور ان حضرات کے خیالات سے حاضرین کی محرومی پر اظہار افسوس 1916ء کے میثاق لکھنؤ کے سلسلہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں سے حسب قرارداد سابقہ باہمی مفاہمت برقرار رکھنے کی اپیل کی۔

گاندھی جی کی قید و بند پر افسوس کا اظہار

اتاترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی سرکردگی میں ترکی خلافت کے سلسلے میں جو معاہدہ ”عہدنامہ“ کے رسوائے عالم نام سے ہوا۔ اس کی پابندی اور اتاترک کی پرعزم و دلیرانہ مساعی حسنہ ہے۔ معاہدہ کا لوازن کے

ذریعہ سے سلطنت ترکیہ برطانیہ کی غلامی سے محفوظ رہا اور بہادر ترک مسلمان بھائی آزادانہ زندگی گزارنے کے قابل ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا۔ اتاترک مصطفےٰ کمال پاشا کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

برطانیہ کی غیر مناسب سیاسی خارجہ پالیسی اور لائیڈ جارج وزیر اعظم کی ہندوستان دشمنی پر افسوس کے ساتھ حیرت و نفرت کا اظہار کیا گیا۔

ان حالات وواقعات پر اظہار افسوس جن کی وجہ سے ہندو مسلم اتحاد میں رخنہ اندازی ہو رہی ہے اور اس نفاق وکشیدگی کے ذمہ دار ہندو خواص وعوام کی مذمت کی گئی۔

مسلمانان ہند سے باہمی یک جہتی اور اتفاق برقرار رکھنے اور زیادہ سے زیادہ مسلم لیگ میں شریک ہونے کی پرزور اپیل کی۔

اجلاس کے صدر جناب بھرگری کا پرتپاک خیر مقدم اور شکریہ ادا کرتے ہوئے صدر استقبالیہ نے ان سے اپنی صدارتی تقریر ارشاد کرنے کی درخواست کی۔

خطبۂ صدارت

شیخ غلام محمد بھرگری نے اپنے خطبہ صدارت میں ہندوستان میں اس دور میں درپیش ہونے والے حالات کی تفصیل اور حکومت کے ناگوار وجابرانہ رویہ پر غم وغصہ کا اظہار کیا۔ لیگ اور مسلمانان ہند کے اکابر رہنماؤں کی اسیری اور اجلاس میں عدم موجودگی پر رنج وملال ظاہر کر کے ان حضرات کی حکومت سے جلد از جلد رہائی کا مطالبہ کیا۔

مجلس خلافت کی اعلیٰ خدمات اور ترک سلطنت کی متوقع آزادی کے سلسلے میں اتاترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو خراج عقیدت پیش کیا۔

وزیر اعظم برطانیہ لائیڈ جارج کے دور وزارت کو تمام عالم اسلام کے اور اسلامیان ہند کے لئے منحوس اور ناسازگار بتاتے ہوئے اس دور کے سیاسی واقعات کا مفصل طور پر جائزہ پیش کیا۔

حکومت برطانیہ کی قدیم پالیسی میں جو خوش آئند تبدیلی ہونے کی توقعات کی جارہی ہیں ان کے کالعدم ہونے اور برطانیہ کے وعدوں سے انحراف پر افسوس کا اظہار کر کے متوقع پالیسی حسب وعدہ برقرار رکھنے کا مطالبہ کیا۔

جناب صدر نے جزیرۃ العرب کے حالات ومسائل کے سلسلہ میں فرمایا! حضرات! اس زمانہ سے لے کر جب لارڈ کچنر کو دوران جنگ طرابلس میں اس مقصد سے بھیجا گیا کہ وہاں وہ مصری غیر جانب داری کی

حفاظت کریں لیکن اب تک اسلامی مما لک کے ساتھ برطانوی خارجی سیاست کا طریق عمل غیر ہمدردانہ اور اکثر نازک مواقع پر معاندانہ رہا ہے۔ سیاسی اقتدار کے خوابوں کی ناممکن العمل تعبیروں کو عملی جامہ پہنانے کی فکر میں جو حکمت عملی اختیار کی گئی۔ اس کا نتیجہ ہر ملک کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا۔ گو آج اسلامی مما لک کمزور و ناتواں ہو گئے لیکن خود برطانیہ بھی جس نے آج کل دنیا میں چاروں طرف پاؤں پھیلانے کے منصوبے تیار کئے ہیں اپنی مسلم آزاد پالیسی کے سبب سے اور ہر طرف قبضہ کرنے کے زعم میں ہوس ملک گیری کے باعث ضعیف تر ہوتی جارہی ہے بہرصورت اس موقعہ پر اس ذکر کو اس لئے خاص طور پر چھیڑا گیا ہے کہ برطانیہ کو چاہئے کہ وہ جزیرۃ العرب اور بلاد اسلامیہ کے معاملات میں اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرے ہم مسلمان دنیائے اسلام خصوصاً جزیرۃ العرب کے خلاف کسی ملک کی جارحانہ پالیسی یا ارتکاب کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ مسلمانوں کے دین وایمان کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ مسلم لیگ کا برطانیہ سے واشگاف الفاظ میں مطالبہ ہے کہ جزیرۃ العرب سے وہ اپنے ہاتھ ذرا علیحدہ رکھے۔ نیز برطانوی حکمت عملی کے خلاف اسلامیان ہند زبردست احتجاج کرتے ہیں کہ وہ اسلامی مما لک کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑ کانے اور ورغلانے کی پالیسی کو ترک کردیں۔ حکومت نے غیر معمولی محصولات کے ذریعہ جو بے جا مالی بار ہندوستانیوں پر ڈالا ہوا ہے اس کو نظر ثانی کر کے کم کیا جائے۔

افواج کو ہندوستانی بنانے کا جو وعدہ حکومت نے اہل ہند سے کیا ہے اس کو یکسر فراموش کر کے جو ٹال مٹول کی پالیسی اختیار کی گئی ہے یہ قطعاً ناگوار اور غلط ہے برطانیہ اپنے وعدے پورے کرے۔

فرقہ وارانہ نیابت کو جو مسلمانوں کا کئی سال سے مطالبہ ہے۔ حکومت نے جزوی طور پر قبول کیا ہے۔ اس پر کلی طور سے عملدرآمد لازم قرار دیا جائے۔

ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں اکثر ہندو لیڈروں کا یہ اعتراض ہے کہ اتحاد کی غرض سے صرف ایک سیاسی جماعت کانگریس کافی ہے۔ مسلم لیگ کی علیحدہ جماعت کی کیا ضرورت ہے؟ اس سلسلہ میں میثاق لکھنؤ کے تحت جب کانگریس مسلم لیگ کے جداگانہ ملی وجود کی اہمیت اور حیثیت کو تسلیم کر کے اتحاد کے لئے معاہدہ کر چکی ہے تو اب اعتراض کس طرح جائز اور معقول قرار پا سکتا ہے ہم اپنے ہندو بھائیوں کو ایک سے زیادہ بار مسلم لیگ کی اہمیت اور اس کے نصب العین کو کلی طور پر واضح کر چکے ہیں۔ اس لئے مزید تشریح کی نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ دونوں قوموں کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ حکومت خود اختیاری کے حصول کی غرض سے یہ اتحاد بے حد ضروری ہے اور اس میں جو غیر ذمہ دارانہ طرز عمل سے کانگریس خصوصاً ہندو مہا سبھا کے لیڈروں کی رخنہ اندازی ہے وہ دونوں قوموں کے حق میں مضر ثابت ہوگی۔

صدر جلسہ نے اپنے اختتامی خطاب میں اپنی مخلصانہ اپیل میں فرمایا کہ آپ لوگ ''ہندو مسلم اتحاد'' اور ''مذہبی معاملات کے سلسلے میں قوت برداشت اور صبر و تحمل'' کا مظاہرہ کریں''۔

یکم اپریل 1923ء کو اجلاس اچانک اور دفعتاً بلکہ غیر متوقع طریقہ سے ختم ہو گیا۔ ان حالات و واقعات کو جاننے کے لیے مندرجہ ذیل تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

مسلم لیگ کا پندرہواں اجلاس یکم اپریل کو غیر متوقع طور پر برخاست کر دیا گیا جس سے اسے غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا گیا۔ اجلاس ملتوی کرنے کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں۔ 31 مارچ کی رات کو سبجیکٹ کمیٹی کا ایک طویل اجلاس ہوا جس میں ڈاکٹر انصاری کی اس قرارداد پر غور کیا گیا کہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ہندوستان کے مختلف فرقوں اور قومیتوں میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے کے لئے ایک منصوبہ تیار کرے۔ سبجیکٹ کمیٹی نے یہ قرارداد منظور کر لی۔ مسٹر محمد علی جناح کونسلوں میں نمائندگی اور ہندوستان کے لئے ڈومینین کا درجہ حاصل کرنے کی قرارداد پیش کی ڈاکٹر انصاری اور تحریک عدم تعاون کے دیگر رہنماؤں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ کمیٹی پانچ گھنٹوں تک اس پر بحث کرتی رہی۔ یکم اپریل بروز اتوار قرارداد کو ووٹ حاصل کرنے کے لئے پیش کیا گیا۔ اُس وقت کمیٹی کے متعدد ارکان دوپہر کے کھانے کے لئے جا چکے تھے اور مسٹر جناح کی قرارداد 12 کے مقابلہ میں 9 ووٹ حاصل کر سکی اور مسترد کر دی گئی اب مسلم لیگ کے اجلاس میں اس قرارداد کا کیا حشر ہونیوالا تھا یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ اجلاس میں قرارداد کے حامی اور مخالف ارکان کی تعداد میں بہت کم فرق تھا البتہ ارکان میں اس معاملے پر بڑا جوش و خروش تھا۔ اجلاس کو 11 بجے سے 3 بجے بعد دوپہر تک ملتوی کر دیا گیا۔ 3 بجے کے بعد اسے دوبارہ 5 بجے شام تک ملتوی کر دیا گیا۔ 5 بجے جب اجلاس شروع ہوا تو دو قراردادیں منظور کی گئیں۔ اجلاس میں جب سید رضا علی کی پیش کردہ تیسری قرارداد زیر بحث آئی تو عدم تعاون کے ایک رہنما بیرسٹر ظہور احمد الہ آباد نے کورم پورا نہ ہونے کا نکتۂ اعتراض اُٹھایا۔ اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ ہال حاضرین سے بھرا ہوا ہے لیکن مسلم لیگ کے اصل کارکنوں کی تعداد بہت کم ہے صدر نے اعتراض کو تسلیم کرتے ہوئے اجلاس کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا۔

منظور کردہ قرارداد

حسب ذیل قرارداد مسلم لیگ کی سب جیکٹس کمیٹی نے متفقہ طور پر منظور کی:۔

مختلف فرقوں میں اتحاد

آل انڈیا مسلم لیگ کے پندرہویں اجلاس کی سبجیکٹ کمیٹی نے مندرجہ ذیل قرارداد متفقہ طور پر

منظور کی' اب جبکہ یہ ضروری ہے کہ ہندوستان کی مختلف قومیتوں اور فرقوں میں کامل اتحاد کی ضرورت ہے اور یہ کہ یہ اتحاد اور یگانگت ہمیں اپنی منزل حاصل کرنے کے لئے لازمی ہے اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اتحاد اور رواداری اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ ان قومیتوں اور فرقوں کے باہمی تعلقات انصاف پر مبنی نہ ہوں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ان مقاصد کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل افراد پر ایک کمیٹی تشکیل دیتا ہے جو انڈین نیشنل کانگرس' خلافت کمیٹی' شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی' جمعیت العلماء ہند اور ہندو مہاسبھا کی طرف ایسی ہی کمیٹیوں اور دیگر تنظیموں کے نمائندوں کے اشتراک سے مندرجہ ذیل خطوط پر ایک انڈین نیشنل پیکٹ (ہندوستان قومی معاہدہ) تیار کرے۔

(ا) مختلف قومیتوں خصوصاً اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے انہیں کونسلوں' بلدیاتی اداروں' لوکل بورڈوں' پنچائتوں' یونیورسٹیوں اور سرکاری ملازمتوں میں متناسب نمائندگی دی جائے۔ چھوٹی قومیتوں(Committies) کو اُن کی آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی دی جائے اور یہ زائد نمائندگی ہندو اور مسلم ارکان کے کوٹہ میں سے دی جائے۔

(ب) ہندوستان میں بسنے والے مختلف فرقوں کو مکمل مذہبی آزادی دی جائے اور تمام فرقے ایک دوسرے کے مذاہب' مذہبی رسوم' جذبات اور احساسات کا احترام کریں۔ مذہبی آزادی میں تبلیغ اور پرچار کا حق بھی شامل ہو بشرطیکہ یہ حق کسی دباؤ' طاقت اور جبر کے بغیر استعمال کیا جائے۔

(ج) ایسے امور کا فیصلہ جو باہمی اختلافات اور تنازعات کا سبب بنیں مثلاً گائے کا تحفظ' دسہرہ' محرم اور رتھ یاترا کے جلوس' سکھوں کے دیوان' مساجد اور مزاروں کے باہر موسیقی اور ہندوستانی زبان (اُردو پر پابندی) کو فارسی اور دیوناگری رسم الخط کے ساتھ ہندوستان کی سرکاری زبان تسلیم کرنا۔ اس سلسلہ میں ہر صوبہ اور ضلع میں ان متنازعہ امور کی روک تھام اور کسی جھگڑے کی صورت میں اُن کے ثالثی فیصلہ کے لئے ثالثی بورڈوں کا قیام۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ ہندوستان کے عوام مشرقی ممالک کی فیڈریشنیں قائم کرنے کی کوششیں کریں جن کے مقاصد یہ ہوں گے: باہمی تجارت کو فروغ دینا' مشرقی ملکوں کو یورپ کے اقتصادی تسلط اور ناجائز انتفاع سے آزاد کرنا' مشرقی تمدن (کلچر) کو فروغ دینا اور ان تمام ملکوں میں دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنا۔[53]

آل انڈیا مسلم لیگ پندرھواں سالانہ اجلاس (ملتوی شدہ)

بمقام لاہور 24 تا 25 مئی 1924ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا پندرھواں سالانہ (ملتوی شدہ) اجلاس 24 مئی 1924ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے گلوب تھیٹر لاہور میں قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوا۔ جلسہ گاہ اراکین ڈیلی گیٹس (مندوبین) اور زائرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ خلافت کمیٹی اور کانگرس کے رہنما کثیر تعداد میں شریک تھے ان میں مولانا محمد علی جوہر' ڈاکٹر مختار احمد انصاری' آصف علی' ڈاکٹر سیف الدین کچلو' رائے صاحب ہنس راج' شعیب قریشی' معظم علی' مشیر حسین قدوائی' ڈاکٹر ستیا پال' لالہ گوردھن داس' ظہور احمد' مولوی عبد القادر' میاں فضل حسین' ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ' ڈاکٹر ضیاء الدین احمد' مولوی سید مبازا (Syed Mubaza)' ابوالقاسم اور لالہ دنی چند۔

قرآن مجید فرقان حمید کی آیات بینات کی تلاوت کے بعد جناب آغا محمد صفدر چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے اپنا خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔[54] خطبہ استقبالیہ کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح نے خطبہ صدارت پیش کیا آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

"ہندو مسلم اتحاد کے سلسلہ میں اکثر ہندو لیڈروں کا یہ اعتراض ہے کہ اتحاد کی غرض سے صرف ایک سیاسی جماعت کانگریس کافی ہے۔ مسلم لیگ کی علیحدہ جماعت کی کیا ضرورت ہے؟ اس سلسلہ میں میثاق لکھنؤ کے تحت جب کانگریس مسلم لیگ کے جداگانہ ملی وجود کی اہمیت اور حیثیت کو تسلیم کر کے اتحاد کیلئے معاہدہ کر چکی ہے تو اب اعتراض کس طرح جائز اور معقول قرار پا سکتا ہے۔ ہم اپنے ہندو بھائیوں کو ایک سے زیادہ بار مسلم لیگ کی اہمیت اور اس کے نصب العین کو کلی طور پر واضح کر چکے ہیں۔ اس لئے مزید تشریح کی نہ کوئی ضرورت ہے اور نہ دونوں قوموں کیلئے جائز ہو سکتا ہے۔ حکومت خود اختیاری کے حصول کی غرض سے یہ اتحاد بے حد ضروری ہے اور اس میں جو غیر ذمہ دارانہ طرز عمل سے کانگریس خصوصاً ہندو مہا سبھا کے لیڈروں کی رخنہ اندازی ہے وہ دونوں قوموں کے حق میں مضر ثابت ہوگی۔" قائد اعظمؒ کے خطاب کے بعد سبجیکٹ کمیٹی کا انتخاب ہوا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ دوسری اور تیسری نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں چنانچہ 25 مئی 1924ء کو صبح آٹھ بجے دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ قائداعظمؒ نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ ہال گذشتہ روز کی مانند بھرا ہوا تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت سے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی چنانچہ سب سے پہلی قرارداد جو آنریبل غلام محمد بھرگری کی وفات سے متعلق تھی کرسی صدارت (صدر محترم) کی طرف سے پیش ہوئی جو کثرت رائے سے منظور کی گئی اور حاضرین چند لمحات کے لئے اپنی نشستوں پر ایستادہ کھڑے ہو گئے۔ ہم ذیل میں بعض قراردادوں کا ملخص پیش کر رہے ہیں۔ ان کے بعد مکمل قراردادیں اور ان کا انگریزی متن پیش کرینگے۔

اجلاس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا مقصد مرکزی حکومت کیلئے تمام سیاسی جماعتوں سے مشورہ کے بعد ایک قابل قبول آئین بنانا تھا۔ اس کمیٹی میں قائداعظم محمد علی جناح، میاں فضل حسین، میر مقبول محمود، آغا محمد صفدر، مشیر حسین قدوائی، سید ظہور احمد، سید رضا علی، چوہدری خلیق الزماں، فضل الحق، آصف علی، نواب سرفراز حسین، شعیب قریشی، مولوی سید مرتضیٰ اور چوہدری شہاب الدین شامل تھے۔

اس اجلاس میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کو غیر تسلی بخش قرار دیا گیا۔

اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمہ مسلمانان ہند کی سیاسی، سماجی اور معاشی ترقی کا پروگرام تشکیل دے کر اس پر عمل کرنا تھا۔ اس کمیٹی کا درج ذیل لائحہ عمل طے کیا گیا۔

(1) مسلم لیگ کو مقبول بنانا اور سارے ہندوستان میں اس کی صوبائی، ضلعی، تحصیل اور دیہی شاخیں قائم کرنا۔ (2) مسلم لیگ کے لیے فنڈ جمع کرنا۔ (3) ہر گاؤں میں ابتدائی سکولوں کے قیام کیلئے آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ تعاون کرنا اور جہاں ممکن ہو وہاں دینی مساجد اور امام صاحبان کی خدمات حاصل کرنا۔ (4) تعلیم نسواں کو فروغ دینے کی غرض سے دیہاتوں اور شہروں میں سکول قائم کرنا۔ (5) تعلیم بالغاں کی حوصلہ افزائی کرنا۔ (6) مسلم بوائے سکاؤٹس تحریک کو منظم کرنا۔ (7) کھدر اور سودیشی اشیاء کے استعمال کی ہمت افزائی کرنا۔

ملک میں مسلمان بنکوں کے قیام میں معاونت کرنا

اس اجلاس کی تیرہویں قرارداد میں پیر تاج الدین نے ریاست کشمیر کی طرف سے وہاں بسنے والی 95 فیصد مسلم اکثریت کے ساتھ غیر ہمدردانہ اور ظالمانہ سلوک ختم کر کے انہیں جائز مقام دینے کا مطالبہ کیا۔

مسلم لیگ کے اس اجلاس میں کل چودہ قراردادیں پاس کی گئیں چودھویں قرارداد کے مطابق آئندہ تین سالوں کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر، اعزازی سیکرٹری، اعزازی جائنٹ سیکرٹریوں کو منتخب کیا گیا ان کے نام یہ ہیں۔

صدر	محمد علی جناح
اعزازی سیکرٹری	سید ظہور احمد
اعزازی جائنٹ سیکرٹریز	چوہدری خلیق الزماں اور مسعود الحسن [55]

دوسرا اجلاس

آل انڈیا مسلم لیگ نے 25 مئی کو 8 بجے صبح دوسرا اجلاس گلوب تھیٹر لاہور میں منعقد کیا جس کی صدارت محمد علی جناح نے کی اجلاس میں ارکان کی بڑی تعداد موجود تھی اور ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ قرآن شریف کی آیات کی تلاوت کے بعد صدر کی طرف سے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی گئی جسے منظور کر لیا گیا۔

قرارداد تعزیت بسلسلہ عزت مآب غلام محمد بھرگری

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس عزت مآب غلام محمد بھرگری کی افسوسناک اور بے وقت موت پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اُن کے انتقال سے ہندوستانی مسلمان ایک بڑے محب الوطن سیاسی رہنما اور قوم کے مایہ ناز سے محروم ہو گئے ہیں۔ اجلاس اُن کے خاندان کے افراد سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

آزاد ہندوستان کا آئین

شیخ عبدالقادر نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جس کی شیخ نیاز محمد نے تائید کی۔ (الف) آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک واضح مقصد ہندوستان کے لئے سوراج حاصل کرنا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مضبوط سیاسی اقدام کیا جائے اور ہندوستان کے عوام کی روزمرہ زندگی کا یہ ایک معمول بن جائے۔ اس سلسلہ میں آل انڈیا مسلم لیگ مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی روشنی میں ہندوستان کا ایک ایسا آئین بنانے کی تجویز کرتی ہے جسے عوام متفقہ طور پر منظور کریں۔

مرکز کی سطح پر ہندوستان کے تمام صوبوں کی ایک مشترکہ حکومت قائم کی جائے۔ ہر صوبہ کو مکمل صوبائی خودمختاری دی جائے اور مرکزی حکومت صرف وہ امور سرانجام دے جو ملک کے عوام کے مشترکہ مفاد میں ہوں۔

(ب) اگر کسی وقت علاقوں (صوبوں) کی نئی حدود تعیین کی جائیں تو اس امر کا خیال رکھا جائے کہ پنجاب بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں مسلم اکثریت کو برقرار رکھا جائے۔

(ج) اسمبلیوں اور دیگر منتخب اداروں میں مختلف فرقوں کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے سوائے بہت چھوٹی اقلیتوں کے جن کو ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی دی جائے خصوصاً ان علاقوں میں جہاں ان کی کوئی نمائندگی نہیں ان کو یہ زائد نمائندگی اس طرح نہ دی جائے کہ اکثریتی فرقے اپنی اکثریت کی نمائندگی ہی سے محروم ہو جائیں یا وہ ان کے برابر ہو جائیں۔

(د) مکمل مذہبی آزادی یعنی تمام فرقوں اور مذاہب کے عوام کے لئے عقیدہ عبادت مذہبی رسوم تبلیغ و پرچار تنظیم سازی اور تعلیم حاصل کرنے کی آزادی حاصل ہو۔

(ذ) متحدہ (Joint) انتخابات معہ مخصوص نشستوں کے مسلمانوں کو منظور نہیں کیونکہ ایسے انتخابات کی وجہ سے مختلف فرقوں میں مسلسل انتشار اور نفرت جاری رہے گی اور وہ ہمیشہ موثر نمائندگی سے محروم رہیں گے۔ مسلمان موجودہ انتخابی نظام کی طرح جداگانہ انتخابات کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اگر کوئی فرقہ جداگانہ انتخابات کی بجائے متحدہ انتخابات اختیار کرنا چاہے تو اُسے اس کی آزادی ہو۔

(د) کوئی بل یا قرارداد یا اس کا کوئی جزو کوئی اسمبلی یا منتخب ادارہ اس صورت میں منظور نہ کرے جب کہ منتخب اسمبلی یا ادارہ میں اس فرقے کے تین چوتھائی ارکان اس کے خلاف ہوں۔

قرارداد کے مختلف حصوں کو اجلاس میں پیش کیا گیا جس نے اس کے دیباچہ اور دفعات الف دال اور ذال کسی مزید بحث کے بغیر منظور کر لیں۔ مولانا محمد علی نے قرارداد کی دفعہ ب کی زبان پر شدید اعتراض کیا لیکن جب رائے لی گئی تو اجلاس نے اس دفعہ کو بھی منظور کر لیا۔

''ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے دفعہ ج میں مندرجہ ذیل ترمیم پیش کی۔ اسمبلی اور دیگر منتخب اداروں میں نمائندگی اس طریق پر کی جائے جس سے ہر صوبہ میں اقلیتوں کی مناسب اور موثر نمائندگی کی ضمانت مل سکے بشرطیکہ اس اسمبلی یا ادارہ میں اکثریت کے ارکان کی تعداد اتنی کم نہ ہو جائے کہ وہ اقلیت یا دیگر ارکان کے مساوی درجہ اختیار کر لیں۔''

مسٹر شاہنواز نے ترمیم کی تائید کی اور مولوی محمد یعقوب' چوہدری شہاب الدین' مولوی عبد القاسم اور میاں فضل حسین نے اس کی حمایت کی البتہ غازی عبد الرحمان' چوہدری خلیق الزماں اور مولانا محمد علی نے

ترمیم کی مخالفت کی۔ جب ووٹ لیے گئے تو 83 کے مقابلہ میں 126 ووٹوں سے اُسے منظور کرلیا گیا۔

اجلاس نے دفعہ ذ میں دو ترامیم کو منظور نہیں کیا پہلی ترمیم آصف علی نے پیش کی جس کی تائید مولانا محمد علی نے کی۔

اس کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے مکمل قرارداد پیش کی جسے اجلاس نے منظور کرلیا اجلاس تین بجے بعد دوپہر تک ملتوی کردیا گیا۔

تیسرا اجلاس

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پیش کی گئیں جنہیں کسی مخالفت کے بغیر منظور کرلیا گیا۔

آئینی اصلاحات کی سکیم

آل انڈیا مسلم لیگ کے نزدیک گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء کے تحت دی گئی تمام اصلاحات کو ملک کے آئینی تقاضوں کے لئے ناقابل اطمینان اور نامناسب ہیں۔ اسمبلی میں منتخب نمائندوں کو انتظامی اختیارات سے محروم کرکے اصلاحات کو ناکارہ اور ناقابل عمل بنادیا گیا ہے۔ مسلم لیگ برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہندوستان کو سوراج (آزادی) دینے کے لئے فوری اقدامات کرے اور دوسری قراردادکی تجاویز کی روشنی میں ایک ذمہ دار خودمختار حکومت قائم کی جائے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء کو یکسر تبدیل کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کسی انکوائری یا ایکٹ کو قابل عمل بنانے کے لئے اس کے نقائص کی نشاندہی اور قواعد کے ذریعے اُنہیں دور کرنے کی کوئی کوشش نہ کی جائے۔

ہندوستان کے آئین کی سکیم

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کی حکومت کے آئین کی سکیم تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرتی ہے جو ملک کی دوسری سیاسی جماعتوں کی جانب سے مقرر کردہ ایسی ہی ایک کمیٹی یا کمیٹیوں سے مذاکرات کرے اور مسلم لیگ کے اجلاس میں اُسے پیش کرے۔ اگر ضروری ہوا تو مسلم لیگ کا خصوصی اجلاس بھی اس سکیم پر غور کرنے اور اُسے منظور کرنے کے لئے بلا تاخیر بلایا جاسکتا ہے۔ کمیٹی مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہوگی: ایم اے جناح، میاں فضل حسین، مقبول محمود، آغا محمد صفدر، مشیر حسین قدوائی، سید ظہور احمد، سید رضا علی، چوہدری خلیق الزماں، اے کے فضل الحق، آصف علی، نواب سرفراز حسین خان، عبدالعزیز،

شعیب قریشی' مولوی سید مرتضےٰ' چوہدری شہاب الدین اور سید حبیب شاہ' (یہ قرارداد مقبول محمود نے پیش کی اور مشیر حسین قدوائی نے اس کی تائید کی)

مرکزی خلافت کمیٹی

آل انڈیا مسلم لیگ کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو مرکزی خلافت کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی (مجلس عاملہ) سے مذاکرات کرے اور مسلمانوں کی اجتماعی (پبلک) کاوشوں کو منظم کرنے کے لئے ایک سکیم تیار کرے۔ یہ سکیم مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جتنی جلد ممکن ہو اور اگر ضروری ہو تو مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس سے پہلے پیش کی جائے۔ کمیٹی مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہو گی: ایم۔ اے جناح' میاں فضل حسین' آغا محمد صفدر' سید ظہور احمد' مولوی سید مرتضےٰ' مولوی محمد یعقوب' اے کے فضل الحق' سلطان احمد' ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ' سید غلام بھیک نیرنگ' ملک برکت علی' ڈاکٹر شجاع الدین' سمیع اللہ خان' عبدالعزیز' ڈاکٹر شفاعت احمد' شیخ عبدالقادر' خان بہادر عبدالکریم' (یہ قرارداد غلام محی الدین نے پیش کی اور سردار حبیب اللہ خاں نے اُس کی تائید کی)

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے لئے اصلاحات

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے لئے فوری اصلاحات نافذ کرے اور اسے ہندوستان کے دیگر بڑے صوبوں کے برابر درجہ دیا جائے (یہ قرارداد عبدالعزیز نے پیش کی اور عبدالمجید قریشی نے اس کی تائید کی)

فرقہ وارانہ اختلافات

آل انڈیا مسلم لیگ ملک کے مختلف حصوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان افسوسناک تلخ جذبات اور احساسات پر شدید تشویش کا اظہار کرتی ہے اور اس سلسلہ میں چند سرکاری اداروں کے فرقہ وارانہ اختلافات کو بھڑکانے اور کوششوں کی پرزور مذمت کرتی ہے۔ مسلم لیگ اپنے اس موقف کا اعلان کرتی ہے کہ جب تک ہندو مسلم اتحاد مضبوط بنیادوں پر قائم نہیں ہوتا اُس وقت ملک میں کسی قسم کی سیاسی ترقی نہیں ہو سکتی اور ملکی مفاد کا تقاضا ہے کہ ملک کے تمام فرقے باہمی قربانی اور "کچھ لو کچھ دو" کے شدید جذبے سے کام کریں۔ مسلم لیگ تمام سرکاری اداروں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ حالات کو خراب کرنے کی کوششوں سے اجتناب کریں اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے کام کریں (یہ قرارداد صدر اجلاس کی طرف سے پیش کی گئی)

مصالحتی بورڈوں کا قیام

چونکہ فرقہ وارانہ اتحاد سوراج حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے بدقسمتی سے ملک میں ایسے سیاسی اور مذہبی حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ ہر روز فرقہ وارانہ اختلافات رونما ہو جاتے ہیں۔ ان حالات پر قابو پانے کے لئے مسلم لیگ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ تمام فرقوں کے نمائندوں پر مشتمل تمام اضلاع میں مصالحتی بورڈ قائم کئے جائیں اور ہر صوبہ کے دارالحکومت میں ایک مرکزی بورڈ قائم کیا جائے جو فرقہ وارانہ اختلافات کو جنم دینے والے تمام امور کا فیصلہ کرے تمام فرقہ وارانہ تنازعات کی تحقیقات کرے اور یہ معلوم کرے کہ کون سا فرقہ زیادتی کا مرتکب ہوا ہے۔

مسلمانوں کی معاشرتی ترقی

آل انڈیا مسلم لیگ اس امر پر اظہار افسوس کرتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمان انحطاط اور زوال کا شکار ہیں جس کے سبب وہ اپنی فلاح و بہبود کے لئے ایک دوسرے سے تعاون اور صحت مند سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتے اور نہ ہی قومی ترقی کے لئے جدوجہد اور حکومت سازی میں کوئی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ اس امر پر زور دیتی ہے کہ مسلمان اپنے اندر اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنائیں۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کی سیاسی' معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے لئے ایک پروگرام وضع کریں اور خصوصاً مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں۔

(1) مسلم لیگ کو عوام میں مقبول جماعت بنایا جائے اور سارے ہندوستان میں اس کی صوبہ' ضلع' تحصیل' پرگنہ اور گاؤں کی سطح پر شاخیں قائم کی جائیں۔

(2) مسلم لیگ کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے۔

(3) ہندوستان بھر میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تعاون سے ہر گاؤں میں ابتدائی تعلیم کے سکول قائم کئے جائیں اور دیہات کی مساجد اور اُن کے اماموں کو اس کام پر مامور کرنے کا بندوبست کیا جائے۔

(4) مسلمان خواتین میں تعلیم کو فروغ دیا جائے اور اس مقصد کے لئے شہری اور دیہی علاقوں میں زنانہ سکول قائم کئے جائیں۔

(5) تعلیم بالغاں کو فروغ دیا جائے۔

(6) مسلمان بچوں میں بوائے سکاؤٹ تحریک کو منظم کیا جائے۔

(7) عوام میں کھدر اور ملکی مصنوعات کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(8) ملک کے اندر مسلم بینکس (Muslim Banks) قائم کرنے اور انہیں کامیاب بنانے کے لئے پورا تعاون کیا جائے۔

ہندوستان کے محنت کش عوام

ہندوستان کے مزدوروں اور کسانوں کی معاشی اور سیاسی حالات کو بہتر بنانے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ اُن کو منظم کیا جائے اور اس سلسلہ میں آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے تیار کردہ خطوط پر ایک ملک گیر تحریک شروع کی جائے۔ اس مقصد کے لئے مسلم لیگ کونسل ایک پانچ رکنی کمیٹی مقرر کرے جو کانگرس کی مقرر کردہ کمیٹی کے اشتراک سے مزدوروں اور کسانوں کو منظم کرنے کے لئے ایک پروگرام تیار کرے (یہ قرارداد صدر اجلاس نے پیش کی)۔

وقف ایکٹ

آل انڈیا مسلم لیگ صوبائی حکومتوں خصوصاً یو۔ پی۔ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ اپنے اپنے صوبوں میں وقف ایکٹ مجریہ 1923ء کو فوراً نافذ کریں۔ اس سلسلہ میں صوبائی مسلم لیگ کی برانچوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں اس قانون پر عمل درآمد کرنے کے لئے صوبائی کمیٹیاں مقرر کریں۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ کی جانب سے پیش کی گئی)

سرکاری ملازمتوں میں نمائندگی

آل انڈیا مسلم لیگ، مسلم لیگ کونسل کو ہدایت کرتی ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی کے سوال پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرے۔ یہ کمیٹی مسلمانوں کو ملک کے انتظامی امور میں اُن کے جائز اور مناسب مقام دلانے کے طریقوں پر تجاویز مرتب کرے جنہیں مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے۔ (یہ قرارداد میر مقبول محمود نے پیش کی جبکہ سید محسن شاہ نے اس کی تائید کی)

کشمیری عوام کی حالتِ زار

آل انڈیا مسلم لیگ کشمیری مسلمانوں کی سیاسی اور تعلیمی ضروریات سے کشمیر دربار (حکمرانوں) کی لاپرواہی اور بے اعتنائی پر افسوس کا اظہار کرتی ہے اور فیصلہ کرتی ہے کہ کشمیر میں ناگفتہ بہ صورتِ حال

کے پیش نظر ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے جو ریاست اور کشمیری حکمرانوں کو کشمیری مسلمانوں کی تعلیمی سہولیات بہم پہنچانے کی اہمیت سے آگاہ کرے اور اُن کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کی تدابیر اختیار کرے اور انہیں (اُن کی آبادی 95 فیصد ہے) سرکاری ملازمتوں ریاست کے انتظامی میں اُن کا جائز مقام دے (یہ قرارداد پیر تاج الدین نے پیش کی اور سید محسن شاہ نے اس کی تائید کی)۔

عہدیداروں کا دوبارہ انتخاب

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ مسلم لیگ کے صدر ایم۔ اے۔ جناح' اعزازی سیکرٹری سید ظہور احمد' اعزازی جائنٹ سیکرٹریز چوہدری خلیق الزماں اور مسعود الحسن اور دیگر عہدیداران جن کی معیاد ختم ہو چکی ہے انہیں آئندہ تین سال کے لیے دوبارہ منتخب کیا جائے یہ قرارداد مشیر حسین قدوائی نے پیش کی اور شیخ عبدالقادر نے اس کی تائید کی)

صدر جلسہ کی تقریر اور اظہار تشکر کے ووٹ اور دعائے خیر کے بعد مسلم لیگ کا یہ اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔[56]

آل انڈیا مسلم لیگ سولھواں سالانہ اجلاس

بمقام بمبئی 30 تا 31 دسمبر 1924ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے سولھویں سالانہ اجلاس کی پہلی نشست 30 دسمبر 1924ء کو صبح گیارہ بجے گلوب سینما تھیٹر بمبئی میں شروع ہوئی۔ اراکین غیر معمولی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ ممتاز شخصیات جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی حسب ذیل تھیں: ڈاکٹر اینی بسنٹ' پنڈت موتی لال نہرو' پنڈت جواہر لال نہرو' مسٹر وی۔ جے پٹیل' مسٹر جوزف بیپ ٹسٹے (Joseph Baptiste)' مسٹر این وی' گوکھلے (Gokhale)' مسٹر ٹی۔ جی۔ گوسوامی' مسٹر ایچ۔ ایس۔ ایل پولک' مسٹر جمناداس دوارکا داس' آنریبل جسٹس سلیمان' میجر نواب ممتاز خان بہادر غلام حسین ہدایت اللہ' مسٹر اے۔ ایم۔ کے دہلوی۔

جلسے کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن کریم فرقان حمید کی آیات بینات سے شروع ہوئی اس کے بعد جناب شریف دیوجی کانجی چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ بعد ازاں صدر جلسہ جناب سید رضا علی نے سیکرٹری صاحب سے ان پیغامات کو پیش کرنے کی تاکید کی جو موصول ہوئے تھے۔ جب پیغامات پڑھے جا چکے تو سید رضا علی نے اپنا خطبۂ صدارت پیش کیا۔

رفیق اراکین۔ خواتین اور حضرات!

مجھے سب سے پہلے آپ کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ آپ نے جلسہ میں صدارت کی عزت مجھ کو بخشی ہے۔ کرسی صدارت پر متمکن ہونے کی دعوت ایک ایسی عزت ہے جس کے لئے صدر نشین جائز طور پر فخر کر سکتا ہے۔ بہر حال ہم جس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ اس قدر پیچیدہ ہے کہ اس وقت جبکہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں میرے دل پر اس اعلیٰ منصب کا اثر نہیں ہے۔ جو آپ نے مجھ کو بخشا ہے۔ بلکہ میں اس منصب کی ذمہ داریوں کے خیال سے گھبرایا ہوا ہوں میں جب یاد کرتا ہوں کہ 1915ء میں ہماری قوم کے رہنماؤں نے کن وجوہ کی بنا پر مسلم لیگ کا اہم اجلاس بمبئی میں منعقد کرنا چاہا۔ تو فوراً میری نظروں کے سامنے سے وہ تمام مناظر آ جاتے ہیں جو مسلم لیگ نے 1918ء میں بمقام دہلی اور 1919ء میں بمقام امرتسر حاصل کئے اور اگر 1921ء میں بمقام احمد آباد اس کی جو حالت تھی اُس کو

آج کی انشقاقی قوتوں سے مقابلہ کرتے ہیں جو ہر طرف کارفرما ہیں۔ تو میں اپنے آپ کو اس عزت وشان کا مستحق نہیں پاتا ہوں جو آپ نے مجھ کو عطا کیا ہے۔

مسلمانوں کے مشہور فیاض سر کریم بھائی ابراہیم پیرونٹ آج ہم میں موجود نہیں ہیں۔ مرحوم اپنی قومی اصلاح کی مختلف تحریکوں میں قابل قدر حصہ لیتے تھے وہ اپنے ہم مذہب متمول لوگوں کی تقلید کے لئے چند بہترین مثالیں قائم کر گئے ہیں۔ ان کی انتھک محنت اور ممتاز تجارتی لیاقت نے اس دولت وتمول تک پہنچایا جس کو انہوں نے نہایت عمدہ اور قابل داد صرف میں صرف کیا۔ اپنی کثیر دولت کے باوجود وہ اپنے غریب ہم وطن کو کبھی نہیں بھلاتے تھے۔ ان کی شاہانہ فیاضیاں اُن کے ہم وطنوں میں دلی شکریہ کے ساتھ یاد کی جاتی ہیں۔ وہ اپنی طبعی عمر اور شایان شان عزت کو پہنچ کر اور اپنے ہونہار لڑکوں کے لئے قابل قدر ورثہ چھوڑ کر فوت ہوئے۔

آج ہم اپنے صوبہ متحدہ کے دوست شیخ شاہد حسین کے بشاش چہرہ کی زیارت سے بھی محروم ہیں۔ جو مسلم لیگ کے ایک رکن رکین اور یو پی کونسل کے ایک سینئر ممبر تھے۔ ان کی سب سے آخری پبلک خدمت یہ تھی کہ انہوں نے لاہور تک کا سفر کر کے گزشتہ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اسی طرح نواب عبدالمجید بھی چل بسے جو مسلم لیگ کے پرانے حامی تھے۔ وہ ہمیشہ ہر اس تحریک کی تائید کے لئے تیار رہتے جو مسلم سوسائٹی کے لئے مفید ہو۔ بی اماں مرحومہ کی موت سے ہم نے ہندوستانی سیاست کے بے مثل مرقع کو کھودیا ہے۔ مرحومہ میں مذہبی جوش، پرہیز گاری اور سیاسی کام کی لیاقت مشترک طور پر پائی جاتی تھی جو واقعتاً ایک خاص چیز ہے۔ تحریک خلافت نے مرحومہ کو پبلک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا۔ جن لوگوں نے انکی تقریریں سنی ہیں (بمبئی والوں کو اس کا کافی موقع ملا ہے) وہ آپ کے الفاظ کی تاثیر کو نہیں بھول سکتے جو حاضرین میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتے تھے آپ ایک عملی معاشرتی ریفارمر تھیں۔ آپ کی اور بیگم حسرت موہانی کی نظیر نے ہندوستان میں مروجہ پردہ کی سختی کو ہلکا کر دیا۔ ہم علی برادران اور دوسرے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے جن موضوعات پر بحث کرنا ہے۔ وہ نہایت اہم اور پیچیدہ ہیں۔ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں انگلستان میں یکے بعد دیگرے تین انتخابات عمل میں آئے۔ کنزرویٹو پارٹی عظیم الشان اکثریت سے برسر اقتدار آ گئی ہے اور بہت زیادہ قرینہ ہے کہ آئندہ پانچ سال تک یہی پارٹی برسر اقتدار رہے گی۔ برطانوی جماعت بندی کے نظام کے مطالعہ کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ہمارے اہل وطن میں ایک میلان پیدا ہوا۔

جو 1880ء کی ابتداء میں نہایت نمایاں ہوگیا اور وہ یہ کہ لیبر پارٹی کو دوست اور کنزرویٹو پارٹی کو اہلِ ہند کی اُمیدوں اور حوصلہ مندیوں کا دشمن سمجھنے لگے۔ بعض مشہور و ممتاز لبرل ممبروں نے ہندوستان کا جن الفاظ میں ذکر کیا وہ بے شک نہایت فرحت بخش تھا۔ بہر حال یہ واقعہ اپنی جگہ ہمیشہ قائم ہے کہ نتائج کے اعتبار سے اس کا تیقن بیحد مشکل ہے کہ ہندوستان کس پارٹی کا زیادہ احسان مند ہے۔ ہمارا مقصد حصول سوراج ہے۔ عقل اور تجربہ اس کی قطعی ضرورت ظاہر کرتے ہیں کہ مختلف سیاسی فریق متفقہ طور پر ایک ایسا دستور العمل بنائیں جس پر سب کام کرسکیں اس کی ضرورت نہیں کہ یہ بہت بڑی اسکیم ہو۔ متحدہ کارروائی کے جس قدر کم کام ہوں گے۔ اسی قدر اُن کی تکمیل میں آسانی ہوگی مگر دو شرطوں سے تجاوز نہ ہونا چاہئے اوّل یہ کہ پروگرام میں بدیہی واقعات نظر انداز نہ ہونا چاہئیں۔ اس پر ہر فریق اُن تمام تدابیر میں اپنی خواہش کے موافق کام کرسکے گا جو قومی دستور العمل میں شامل نہیں۔ اس تجویز کے خلاف بہت سے اعتراضات کئے جاسکتے ہیں۔ جن میں سے چند نہایت زبردست ہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام فریقوں میں یک دلی نہ ہونے کی وجہ سے کسی خاص مقصد کے لئے اُن کے ملنے سے وہ جوش وقوت اور کامل مفاہمت......وباہمی اعتماد زائل ہوجائے گا جو ایک سیاسی نظام کی جان ہے۔ میں افسوس کے ساتھ تسلیم کرتا ہوں کہ موجودہ فریقوں کے اپنے عقائد کو تبدیل کرنے پر آمادہ نہ ہونیکی صورت میں کوئی بہتر حل پیش کرنے سے قاصر ہوں۔

ان حالات کا بیان کرنا ضروری ہے۔ جن میں قانونِ حکومت ہند 1919ء میں پاس ہوا۔ اصلاحی سکیم کے متعلق ملک کے سیاسی فرقوں میں سخت تفرقہ پیدا ہوگیا تھا۔ گو (مجلس منتخبہ) نے بل میں اصلاح کی مگر پھر بھی وہ لوگوں کا اطمینان نہ کرسکا ایک فریق نے اُس کو کلیتاً نامنظور کردیا۔ دوسرے فریق نے گو اسے اس کی خامیوں کا کما حقہٗ احساس تھا مگر اس نے ایک بار اس کی آزمائش کرنے کا فیصلہ اور جلد ترین موقع پر اُس کی ترمیم کے لئے کوشش کرنے کا حق اپنے لئے محفوظ رکھا۔ 1921ء میں لیجسلیٹو اسمبلی نے جو سر ولیم ونسنٹ (Vincent) کے الفاظ میں ایک مجلس ہے ''جس نے اس مطالبہ کو بہت کچھ حق بجانب ثابت کیا تھا'' گورنمنٹ کے معاونین کی رائے کا ان مطالبات سے اظہار کیا کہ آغاز 1924ء سے تمام امور کا نظم ونسق صوبہ کے وزراء کو تفویض کردیا جائے اور مرکزی حکومت بجز فوجی، بحری، خارجی اور سیاسی محکمہ جات کے اور تمام معاملات میں ذمہ دار قرار دیدی جائے اور 1930ء میں کامل خود اختیاری حکومت جونوآبادیات کے مساوی ہو دیدی جائے (آخر کار یہ تحریک ترمیم پاکر تجویز مندرجہ ذیل کی صورت

میں برضامندی ممبران سرکاری زیر سرکردگی سر ولیم ونسنٹ منظور ہوئی)

"یہ مجلس گورنر جنرل اجلاس کونسل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس مجلس کی یہ رائے وزیر ہند تک پہنچا دیں کہ حکومت خوداختیاری کا جو حصہ ہندوستان نے طے کرلیا ہے وہ اس کو حق بجانب قرار دیتا ہے کہ 1929ء کے قبل نظام پر نظر ثانی ہو کر اُس میں ترمیم کی جائے۔"

سوراج حاصل کرنے کے لئے ہندوستان کے سامنے بہت سی عملی کارروائیاں درپیش ہیں۔ جن کے لئے قدم اُٹھانا لازمی ہے۔ ہندوستانی محافظت کا سامان بہت ہی غیر تسلی بخش ہے۔ لیجسلیٹو اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے سر ولیم ونسنٹ نے یہ فرمایا کہ اگر میں اس اسمبلی کا غیر سرکاری رکن ہوتا تو ہندوستانی حکام کی زیرنگرانی ایک ہندوستانی فوج کی تیاری کے لئے حکومت کا ناک میں دم کردیتا۔ کیونکہ ملک کی آئندہ سیاسی ترقیات کا راز اسی میں مضمر ہے۔ ہم لوگوں کے فوجی حالت کی یہ بالکل صحیح و درست تصویر ہے باوجود ملک معظم کے کمیشن کے عطیوں کے فوج میں ہم لوگوں کے حقوق کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ٹینک کور اور آرمرڈ کور کمپنی کے دروازے ہم لوگوں کے لئے بند ہیں۔ رائل ہارس آرٹلری(Royal Horse Arttillery)' فیلڈ آرٹلری(Field Artillery)' میڈیم آرٹلری(Medium Artillery) سے بھی ہم لوگوں کو محروم رکھا گیا ہے۔ ہیڈکوارٹر و دیگر صیغوں کی افسری سے بھی ہم لوگ محروم ہیں۔ بادشاہ کے تعلیمی اور نقل و حرکت و میڈیکل کمپنیوں میں بھی ہم لوگوں کا داخلہ نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے ایسے فوجی صیغے ہیں جن میں ہندوستانیوں کے داخلے بند ہیں۔ مذکورہ واقعات ہم لوگوں کی مجبوریوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے صرف حکومت کی توجہ نظر اور رویہ کی تبدیلی کی قدرے ضرورت ہے۔

لی (LEE) کمیشن کی رپورٹ

کمیشن کی تقرری کے اسباب ہم لوگوں کو معلوم ہیں۔ لہٰذا اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ذاتی خیال کے علاوہ ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ صوبائی و امپیریل ملازمت میں ہندوستانیوں کو زیادہ تعداد میں لئے جانے کے لئے انتہائی کوشش کرے۔ اگر سول سروس کا نتیجہ صرف قابلیت پر قرار دیا جائے تو اس کے ساتھ یہ بھی لازمی ہے کہ یہ صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص کردیا جائے جو امتحانات میں شریک ہوکر کامیابی حاصل کرنے کے خوگر ہوگئے ہیں۔ بلکہ ہر جماعت کے حقوق کا پاس رکھنا چاہئے۔ ہندوستان میں جو امتحان سول سروس کا ہوا اس کے نتیجہ کے بعد اب تک کسی مسلمان کی تقرری انڈین سول سروس میں

نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ ولایت میں بھی کامیاب شدہ مسلم اُمیدواروں کی تعداد اتنی کم ہے کہ وہ بھی قریب قریب نا ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کی جو یہ حق تلفی کی جارہی ہے اس کو دور کرنے کے لئے کسی تدبیر پر عمل کرنا چاہئے۔ امتحان میں کامیاب ہونے کے فن میں وہ ماہر نہ ہوں لیکن یہ تسلیم شدہ ہے کہ آفیسر یا منتظم کی حیثیت سے وہ ہنوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ صوبہ متحدہ ہر سال مقابلہ کے امتحان کے ذریعہ صوبائی ایگزیکٹو (Executive) سروس میں امیدواروں کی تقرری کیا کرتی ہے۔ امتحان صرف ایک بار ہوتا ہے لیکن کامیاب شدہ امیدواروں کی دو فہرستیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایک مسلمانوں کی اور دوسری غیر مسلموں کی اور ہر فرقہ کے لئے جتنی جگہیں خالی ہوتی ہیں۔ اُسی حساب سے قابلیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر فہرست سے حسب ضرورت اشخاص کا انتخاب ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ طریقہ نہایت ہی اچھا ہے اور میں ولایت کے حکام و ہندوستانی حکومت اور صوبائی حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ملازمت میں تقرری اس طریقہ کو اختیار کریں۔

ہندوستان کی افواج کا معیار قابلیت کو بڑھانے سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا ہے۔ وہ محب وطن کہلانے کا مستحق نہیں جو افواج کو گھٹانے یا ان کے اخراجات میں کمی کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ چونکہ فوجی بجٹ اسمبلی میں ووٹ کے لئے پیش نہیں کیا جاتا ہے اس لئے اس پر خاص طور سے خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ ہندوستان کی صنعت وحرفت کی ترقی کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

کاغذ و کوئلے کی صنعتوں کی حالت ناقابل بیان ہے۔ انڈین مرچنٹ شپنگ (Indian Merchant shipping) کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ بہت سے ایسے فرائض ہیں جنکی انجام دہی ضروری ہے لیکن یہ اس کیلئے ہے جو کام کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ سوراج ایک دن میں نہیں حاصل ہوجائیگا۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم لوگ ایک دن صبح میں خواب سے بیدار ہو کر اپنے دروازوں پر اسے کھٹکھٹاتے ہوئے پائیں گے، اگر ہندوستانی سوراج کے خواہاں ہیں تو اسکے لئے لازم ہے کہ اسکی آبادی کا بڑا حصہ بلاتمیز ذات پات ومذہب کے میدان عمل میں اُتر آئے۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا ہے۔ ہم لوگوں کے لئے قوانین فطرت میں بھی تبدیلیوں کو رونما ہونا لازمی ہوگا۔

دوسرا مسئلہ جس کا ذکر کرنا بہت ہی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ غیر ملکوں میں ہم لوگوں کے برادران وطن کو مساوی شہری حقوق کے استعمال سے باز رکھا گیا ہے گذشتہ سال سرتیج بہادر سپرو نے امپیریل کانفرنس میں

شرکت کر کے اس مسئلہ کو حل کرنیکی کوشش کی لیکن انہیں اس مرحلہ میں مکمل کامیابی نہیں حاصل ہو سکی۔ بہر کیف ہم لوگوں کو چاہئے کہ حسب دستور اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں۔ انگلینڈ میں کانگرس تحریک کو بند کر دینے سے ہندوستان کی ترقیات کے مسئلہ کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ہندوستان کی خاص سیاسی انجمنیں آپس میں متحد ہو کر برطانوی کانگرس کمیٹی یا کسی اور انجمن کو فوراً قائم کریں گی۔ برطانوی عوام کو ہندوستانی مسائل کی طرف مائل کرنے کے لئے ہندوستان میں جو تحریک جاری کی گئی ہے وہ کافی نہیں ہے اس مقصد کے حصول کے لئے یہ لازم ہے کہ انگلینڈ میں موجودہ روشنی کے مطابق پروپیگنڈا کیا جائے۔

مسلم دنیا میں اس سال کا سب سے مشہور واقعہ شاہ حسین کے مکہ سے ملک بدر کر دیئے جانے کے متعلق ہے۔ ان کی معزولی خود ان کے فعلوں کے نتائج ہیں مثلاً گزشتہ چھ سال کے اندر جو انہوں نے ظلم کیا۔ حاجیوں پر کیسے کیسے تکلیف دہ مصائب کے پہاڑ توڑے زرومال کا نشہ ملک معظم کی حکومت نے اس خانگی معاملوں میں مداخلت نہ کر کے ہم لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ مولوی نعمت اللہ خاں مرحوم کی سیاسی کارروائیوں سے ہم لوگوں کو کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ان کے قتل کے سلسلے میں جو خبریں شائع ہو رہی ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کٹر مسلمانوں کے مذہبی عقائد سے ان کے عقائد قدرے جداگانہ تھے اگر یہ خیال پھیل جائے کہ اسلامی حکومتیں اپنی رعایا کو مکمل مذہبی آزادی عطا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں تو دنیا کی نظروں میں اسلام کی اخلاقی طاقت کمزور ہو جائے گی۔

مسلم لیگ کی خاموشی کے طرز و رویہ کے متعلق بے انتہا شکایتیں موصول ہوئی ہیں۔ چند نکتہ چینوں نے تو یہاں تک کہہ ڈالا ہے کہ عملی اقدام کے لئے مسلم لیگ ایک مردہ جماعت ہے اس تنقید سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خلافت اور ترکی کے مسئلوں کے متعلق انہیں کوئی بھی علم نہیں ہے کیونکہ اس وقت خلافت کمیٹی کو ان مسئلوں سے دلچسپی تھی لہٰذا اس صورت میں مسلم لیگ کے لئے خاموشی اختیار کرنے کے سوا اور کوئی دوسرا چارہ نہ تھا۔ اگر مسلم لیگ ان مسئلوں کے حل کرنے میں دست اندازی کرتی تو خواہ مخواہ دونوں میں تکرار ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ کچھ دنوں تک خاموشی اختیار کر کے لیگ نے مسلمانوں و اسلام کا بہت بڑا کام انجام دیا ہے۔

سرسید احمد خان کے وقت ہی سے مسلمانوں میں اس بات کا احساس ہو گیا تھا۔ کہ آپس میں مخالف جماعتوں کا قائم کرنا نہایت ہی مضر ہے۔ اقلیت ہونے کے باعث ہم لوگوں کی پریشانیاں بہت ہی زیادہ ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہم لوگوں میں تفرقہ ہو گیا۔ تو پھر ہم لوگ کہیں کے نہ رہیں گے خیر ابھی جب تک

مسلم لیگ میں تفرقہ نہیں پڑا اور آئندہ تفرقہ پڑنے سے باز رکھنے کیلئے میرا یہ خیال ہے کہ مذہبی معاملوں کی نگرانی خلافت کمیٹی کے سپرد کر دی جائے اور مسلم لیگ کو سیاسی مسئلوں کی دیکھ بھال حوالہ کی جائے۔

فرقہ وارانہ فسادات:- سیورس (Sevres) کے صلحنامہ کے رو سے دنیا کی ممتاز ترین اسلامی حکومت کی آزادی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ہماری جدوجہد کی کامیابی میں ہمارے غیر مسلم ہم وطنوں نے ہم لوگوں کی حمایت وتائید کی ہندو مسلم اتحاد کی سنگ بنیاد اس وقت ڈالی گئی تھی جبکہ پنجاب میں مارشل لاء کا نفاذ جاری کیا گیا تھا۔ لہٰذا اب ہندو مسلم اتحاد کو مستحکم کرنے و برقرار رکھنے کے لئے ہم لوگوں کو کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہندوستان کو مادر وطن کہنے کا ہم لوگوں کا اُتنا ہی حق ہے جتنا کہ ویدک زمانہ کے برہمنوں کے جانشینوں کو ہے۔ اس سلسلہ میں چند تعلیم یافتہ طبقوں کی ذہنیت کا ذکر کرنا نہایت ہی لازمی ہے' نافہم طبقوں پر الزام کا بار ڈال دینا بہت ہی سہل ہے لیکن حقیقت میں وہ ان تحکموں سے قطعی مبرا ہوتے ہیں۔ عموماً بڑے بڑے سیاست دان آگ نہیں لگاتے ہیں۔ بلکہ جب بم پھٹتا ہے تو وہ اس سے سینکڑوں میل دور رہتے ہیں۔ لیکن کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ ان کے شعلوں کو بھڑکانے میں امداد نہیں کرتے ہیں۔ وہ ان کج فہم عوام الناس کے رہبر ہوتے ہیں اور اپنے مقصد کی حصول کے لئے انہیں غلط راستوں پر لے جانے سے دریغ نہیں کرتے ہیں۔

شدھی و سنگھٹن تحریک اگر جائز اصول کے موافق کی جائے تو کوئی شخص ان کے اشاعت میں خلل انداز نہیں ہو سکتا ہے' مگر ان کے طرز عمل سے سراسر تعصب ٹپکتا ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں متعصبانہ مسئلوں کو حل کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ان کی تحریک کو کچھ دنوں تک ملتوی کر دیا جائے۔

کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان جو سمجھوتہ 1916ء میں ہوا تھا اس کی چند شرائط مسلمانوں کے سامنے غیر تسلی بخش معلوم ہوتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی آئینی اصلاحات کی تواریخ میں اس نے ایک نیا دور قائم کر دیا ہے۔ سمجھوتہ کے خلاف جو سب سے بڑا اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب اور بنگال کی مسلم اکثریت کے حقوق کا فیصلہ از روئے انصاف نہیں کیا گیا۔ مجھے بھی اس رائے سے اتفاق ہے کہ ان شرائط پر دوبارہ نظر ثانی کی جائے۔ 1922ء میں صوبہ متحدہ کے لیجسلیٹو کونسل کے غیر مسلم اراکین نے ڈسٹرکٹ بورڈ میں مسلمانوں کی نمائندگی کو 35 فیصدی کے بجائے 25 فیصد کر دیا۔ اس طرح چند دیگر صوبوں میں بھی مسلمانوں کی ایسی شکایتیں کافی تعداد میں موصول ہوئی ہیں۔

لہٰذا نظر ثانی کے مسئلوں کے متعلق تاخیر کا قطعی موقع نہیں ہے اگر اس مسئلہ کو آل انڈیا نکتہ نظر سے غور کیا جائے تو مسلمانوں کیلئے لازمی یہ ہوتا ہے کہ وہ پنجاب و بنگال کے ہندوؤں کی چند نشستوں کے نقصان کی تلافی کر دیں۔ بلوچستان اور سندھ و سرحد میں اگر ہندوؤں کو ان کے حق کے لحاظ سے نمائندگی کا حق عطا کیا جائے تو انہیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ رہے گا امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں لیجسلیٹو کونسل قائم کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں حکومت سے میری درخواست یہ ہے کہ سرحد کی تحقیقاتی کمیٹی کی آئینی سفارشوں کو فوراً عملی جامہ پہنایا جائے۔ 1916ء کے میثاق کی حسب ذیل شرائط میں مسلمان کسی قسم کی ترمیم یا اصلاح شامل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کسی غیر سرکاری رکن کے بل یا قرارداد یا اس کے جزو پر اس وقت تک کارروائی شروع نہ کی جائے جب تک کہ کسی جماعت کے دو تہائی اراکین اس کی مخالفت کرتے رہیں۔ جمہوریت کی بنیاد باہمی ذمہ داریوں پر ہے لہٰذا جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے صوبائی کونسل کے مسلمانوں کی نمائندگی کے متعلق ایک تسلی بخش سمجھوتہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ آئین کے شرائط پر دوبارہ نظر ثانی نہ کی جائے۔

مسلمانوں کی مخالفت کے باعث دہلی کے میونسپل کمیٹی کے غیر مسلم اراکین نے جداگانہ انتخاب کو رد کرنے کے لئے جو طرز عمل اختیار کیا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ہمارے حقوق میں مداخلت کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ اس قسم کی مداخلت ہم لوگ ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

ہندو مسلم کی باہمی کشمکش کے اسباب یہ ہیں کہ ہر جماعت کے نوجوان حوصلہ مند سرکاری ملازمت کے خواہاں ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں دونوں فرقوں کے درمیان کینہ حسد و اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو دور کرنے کی یہی صورت ہے کہ ملازمت میں تمام طبقوں کے حقوق واضح طور سے مقرر و قائم کر دیئے جائیں۔ یہ واضح رہے کہ اصول تناسب آبادی کے لحاظ سے نہ قرار دیئے جائیں کیونکہ یہ بالکل غیر تسلی بخش و گمراہ کن ہے اس سلسلہ میں سرانٹونی میکڈونلڈ نے 1901ء میں جو تقریر کی تھی وہ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔

دو فرقوں کے درمیان سرکاری ملازمت کو تقسیم کرنے کے لئے اگر مجھ سے کوئی خاص اصول دریافت کیا جائے تو میں یہ جواب دوں گا کہ بلاتمیز مذہب و نسل کے سب سے بہترین اُمیدوار کو پہلے لیا

جائے اور ہندوؤں کو پانچ جگہیں عطا کیے جانے کی صورت میں مسلمانوں کو تین سے زائد نہ عطا کیا جائے۔ علاوہ بریں مقابلہ کے امتحانات ہم لوگوں کے مصائب کو دور کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا اگر مقابلہ کے امتحان کو برقرار رکھا جائے تو اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ایک علیحدہ فہرست تیار کی جائے۔ [57]

قراردادیں

قومی و ملی مفادات کی حامل متعدد قراردادوں کے ساتھ خصوصی طور پر جو قراردادیں منظور ہوئیں۔ ان میں سے چند کا مختصر اذکر درج ذیل ہے:

☆ مسلمانوں میں اسلامی اخوت کے جذبہ کو فروغ دے کر اپنی صفوں میں اتحاد و تنظیم پیدا کرنا

☆ کاشت کاروں کی فلاح و بہبود

☆ مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح

☆ صنعتی ترقی و تعلیم کی ترقی اور صنعت و تجارت کے فروغ کیلئے اسباب مہیا کرنا

☆ قرارداد نمبر 12 اور 13 میں کہا گیا کہ مسلمانانِ ہند کپڑے کی کھڈی کی صنعت کو فروغ اور ہر مسلم لیگی رکن مقامی طور پر تیار کردہ کپڑا استعمال کریں تاکہ ممکن حد تک بدیسی (غیر ملکی) کپڑے کے استعمال کا خاتمہ ہو سکے۔

☆ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس اجلاس میں ایک کمیٹی کے قیام کی تجویز دی جو اسمبلیوں اور سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی جائز نمائندگی کے بارے میں رپورٹ تیار کرے اس کمیٹی میں مندرجہ ذیل شخصیات شامل تھیں۔

عبدالمجید خواجہ (علی گڑھ)، حکیم اجمل خان (دہلی)، ڈاکٹر ایم اے انصاری (دہلی)، راجہ احمد علی خان علوی (اودھ)، سید آل نبی (آگرہ)، مولوی محمد یعقوب (مرادآباد)، سر محمد شفیع (لاہور)، میاں فضل حسین (لاہور)، شیخ عبدالقادر (لاہور)، ڈاکٹر سیف الدین کچلو (امرتسر)، ظفر علی خان (لاہور)، ملک برکت علی (لاہور)، پیر تاج الدین (لاہور)، مولانا ابوالکلام آزاد (کلکتہ)، عبدالحکیم (رانچی)، محمد اکرم خان (کلکتہ)، ڈاکٹر عبداللہ سہروردی (کلکتہ)، نواب سرفراز حسین خان، سیٹھ یعقوب حسن (مدراس)، مولوی سید مرتضیٰ (مدراس)، ایم اے جناح (بمبئی)، عمر سجانی (بمبئی)، مرزا علی محمد خان (بمبئی)، محمد خان (کراچی)، محمد نذیر (احمد آباد)، سید مبارک پیرائے، عبدالحمید (سلہٹ)، عبدالعزیز (پشاور)، محمد علی

(رامپور)، سید ظہور احمد آنریری سیکرٹری مسلم لیگ۔[58]

آخر میں ہم تمام قراردادوں کا متن پیش کر رہے ہیں تا کہ قارئین کرام ان سے کما حقہ مستفید ہوسکیں۔ یہ تمام قراردادیں تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔

دوسرا اجلاس

مسلم لیگ کا دوسرا اجلاس گلوب سینما بمبئی میں 31 دسمبر 1924ء کو 11 بجے صبح شروع ہوا ارکان مسلم لیگ اور ان حضرات کے علاوہ جنہوں نے گذشتہ روز کے اجلاس میں شرکت کی تھی تین اہم مہمانوں مسز سروجنی نائیڈو، مہاتما گاندھی اور پنڈت مدن موہن مالویہ نے بھی شرکت کی۔

قرآن شریف کی تلاوت کے بعد صدر کی طرف سے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی گئی جسے متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔

قراردادِ تعزیت: بی اماں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل رہنماؤں کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور اُن کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ بی اماں (علی برادران کی والدہ) شیخ شاہد حسین آف گاڈیا (اودھ) بار ایٹ لاء، سر کریم بھائی ابراہیم بمبئی، الہ آباد کے نواب عبدالمجید، مدراس کے مولانا عبدالمجید شرر لکھنؤ کے شیخ فرزند علی کلکتہ کے سر آشوتوش مکرجی، مدراس کے ڈاکٹر سبرامنیا آئر، بمبئی کی مسز رانڈے، سر آشوتوش چوہدری اور کلکتہ کے بھوپندر ناتھ باسو۔

اس کے بعد مندرجہ قراردادیں کسی مخالفت کے بغیر منظور کرلی گئیں۔

قراردادِ تعزیت برائے مانٹیگو

آل انڈیا مسلم لیگ عزت مآب ایڈورڈ سیموئیل مانٹیگو کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ آپ ہندوستان کے سچے دوست اور خیر خواہ تھے۔ اُنہوں نے اپنے عہد وزارت برائے ہند (سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا) میں ہندوستان کی آئینی ترقی کے لئے جو اقدامات کئے اور مسئلہ خلافت اور ترکی کے معاملات پر اُنہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کے موقف کی (برطانیہ) میں جو حمایت کی، مسلم لیگ ان کی بیوہ اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ (یہ قرارداد ایم۔ اے۔ جناح نے پیش کی جبکہ ملک برکت علی نے اس کی تائید اور صاحبزادہ آفتاب احمد خان نے تائید مزید کی)

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے لئے اصلاحات

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے شمال مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات کے فوری نفاذ اور اُسے ملک کے دیگر صوبوں کے مساوی درجہ دینے کا مطالبہ کرتی ہے۔ (یہ قرارداد صاحبزادہ آفتاب احمد خان نے پیش کی جبکہ پشاور کے عبدالعزیز نے تائید اور مولانا محمد علی نے اس کی حمایت کی)

وقف ایکٹ

آل انڈیا مسلم لیگ مطالبہ کرتی ہے کہ اُن صوبوں میں مسلمان وقف ایکٹ کا بلا تاخیر نفاذ کیا جائے جہاں ابھی تک اس قانون کو نافذ نہیں کیا گیا۔ (یہ قرارداد ڈاکٹر شفاعت احمد خاں نے پیش کی شیخ طیب جی نے تائید اور وحید حسین اور اکبر علی محسن نے حمایت کی)

نٹال آرڈیننس

آل انڈیا مسلم لیگ جنوبی افریقہ یونین کی اسمبلی کی طرف سے نٹال بارو آرڈیننس اور یونین کے گورنر جنرل کی اس قانون کی منظوری پر شدید احتجاج کرتی ہے۔ اس قانون نے ہندوستانیوں کو بلدیاتی اداروں کے لئے اُن کے 40 سالہ حق برائے دہندگی سے محروم کر دیا ہے۔ اس قانون کے ذریعے حکومت جنوبی افریقہ نے نہ صرف 1914ء کے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے بلکہ ہندوستانیوں کو ووٹ دینے سے نااہل قرار دے کر بڑی زیادتی کی ہے جب کہ وہ امتیازی قوانین کے تحت پہلے ہی ناانصافی اور مظالم کا شکار ہیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ شاہ معظم برطانیہ کی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس قانون کی منظوری نہ دے جو سراسر ناانصافی پر مبنی ہے نیز حکومت کا یہ فرض ہے کہ شاہ معظم کے جنوبی افریقہ میں مقیم ہندوستانی باشندوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔ مسلم لیگ حکومت ہند سے بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ان تمام ہندوستانی باشندوں کی شکایات کا ازالہ کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

مسلم لیگ 1923ء کے قرطاس ابیض (وہائٹ پیپر) میں درج اُس پالیسی پر بھی شدید احتجاج کرتی ہے جس کے ذریعہ کینیا میں مقیم ہندوستانی باشندوں کو اور نقل مکان کر کے آنے والے دیگر باشندوں کے قانونی حقوق کے مساوی درجہ اور دیگر حقوق سے بھی محروم کر دیا ہے۔ مسلم لیگ شاہ معظم برطانیہ اور ہندوستان کی حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ انصاف اور دیانت کے تقاضوں کے پیش نظر قانون ساز اسمبلی کے لئے حق رائے دہندگی اور نمائندگی سے محروم نہ کیا جائے۔ کینیا کے ایک بڑے علاقے کو جسے ہائی لینڈ کہا

جاتا ہے صرف سفید فام کے تحت مخصوص کیا گیا ہے۔ مسلم لیگ اس نسلی امتیاز کی بھی مخالفت کرتی ہے۔

مسلم لیگ مشرقی افریقہ کے ملک ٹانگانیکا میں مقیم ہندوستانی باشندوں کے ساتھ ناروا اور غیر منصفانہ سلوک پر بھی شدید احتجاج کرتی ہے اور حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ اُن کی شکایات کے ازالہ کے لئے مجلس اقوامِ عالم (لیگ آف نیشنز) کے آئندہ اجلاس میں اس معاملہ کو اُٹھایا جائے۔ یہ قرارداد حسین بھائی اے لال جی نے پیش کی جبکہ ایوب خان نے اس کی تائید اور مسٹر نائر نے حمایت کی مسز سروجنی نائیڈو اور مہاتما گاندھی جنہیں خصوصی مہمان کے طور پر شرکت کی دعوت دی گئی تھی انہیں صدر جلسہ نے قرارداد پر تقریر کرنے کی دعوت دی چنانچہ اُنہوں نے قرارداد کے حق میں تقاریر کیں۔

سرلی سٹیک (Sir Lee Stack) کا قتل

آل انڈیا مسلم لیگ سرلی سٹیک کے قتل پر رنج وغم کا اظہار کرتی ہے اور اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ نے جو انتظامی کارروائی کی ہے وہ بلا جواز ہے اور الٹی میٹم کی شرائط اور اُن پر سرکاری کارروائی کا جرم سے کوئی تعلق نہیں مسلم لیگ کی یہ پختہ رائے ہے کہ حکومت یہ کارروائی مصری عوام کی جدوجہد آزادی کو دبانے کے لئے کر رہی ہے جو قابل مذمت ہے مسلم لیگ مصری عوام کی جدوجہد آزادی کی پوری طرح حمایت کرتی ہے۔ (یہ قرارداد محمد یعقوب نے پیش کی ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے تائید اور مولانا محمد علی اور حافظ حیات حسین نے اس کی حمایت کی)

اس کے بعد اجلاس دو بجے بعد دوپہر دو گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

تیسرا اجلاس

تیسرا اجلاس 4 بجے شام شروع ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں کسی مخالفت کے بغیر منظور کر لی گئیں۔

فوجداری قانون کا ترمیمی آرڈیننس

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ پختہ رائے ہے کہ انارکی (بدنظمی) پیدا کرنے والی تنظیمیں ہندوستان کے عوام کے لئے کبھی بھی سوراج (آزادی) حاصل نہیں کر سکتیں۔ ایسی تمام تنظیموں کو نامنظور اور ان کی مذمت کرتے ہوئے مسلم لیگ گورنر جنرل کی طرف سے فوجداری قانون میں ترمیمی آرڈیننس مجریہ 1924ء کریمنل لاء امینڈمنٹ آرڈیننس (Criminal Law Amendment Ordinance) کے

نفاذ پر شدید مایوسی کا اظہار کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ انتہائی اقدام شخصی آزادی پر براہ راست حملہ کے مترادف ہے اور اسے قانون ساز اسمبلی کی منظوری کے بغیر نافذ نہیں کیا جانا چاہئے تھا انتظامیہ اس قانون کے ذریعے بے گناہ لوگوں کو ملوث کرے گی اور عوام کی آئینی سیاسی جدوجہد میں مداخلت کرنے کیلئے غلط طور پر استعمال کرے گی جیسا کہ ماضی میں حکومت نے ایسے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ مسلم لیگ مطالبہ کرتی ہے کہ اس آرڈیننس کو فوراً واپس لیا جائے اور اگر زیر حراست لوگوں کے خلاف مقدمات چلانا ضروری ہے تو انہیں عام قانون کے تحت چلایا جائے۔

مسلم لیگ حکومت سے ریگولیشن نمبر تین مجریہ 1818ء کی فوری واپسی کا مطالبہ بھی کرتی ہے جس کے تحت حکومت کو عام جرائم (پبلک کرائمز) کے شبہ میں لوگوں کو وارنٹ جاری کئے' مقدمہ چلائے اور گرفتاری کی وجوہ بیان کئے بغیر گرفتار اور حوالات میں بند کرنے کے لئے اختیارات حاصل ہیں۔ مسلم لیگ کی رائے میں موجودہ سیاسی صورتِ حال کا اصلی سبب عوام کی اپنے جائز حقوق سے محرومی ہے اور اس کا واحد علاج سوراج (آزادی) کا حصول ہے۔ (یہ قرارداد ایم سی چھاگلہ نے پیش کی' آغا محمد صفدر نے تائید اور عبدالحمید خاں اور مولوی مظہر الدین نے اس کی حمایت کی)

مسلم تنظیموں کے مابین اتحاد

موجودہ حالات کے پیش نظر مسلم لیگ کا یہ شدید تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی جماعتیں اور تنظیمیں جو ملک کے مختلف حصوں میں اپنے اپنے سیاسی مسالک پر کام کر رہی ہیں سب ممکن حد تک باہمی تعاون کریں اور مسلمانوں کے لئے ایک متحدہ اور متفقہ پالیسی وضع کریں۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ اُن کے نمائندوں کی بلاتاخیر دہلی یا کسی اور مرکزی مقام پر ایک کانفرنس بلائی جائے۔ مسلم لیگ کے سیکرٹری اُن کے مشورہ سے ایسی کانفرنس بلانے کا مناسب مقام اور وقت کا تعین کریں۔ (یہ قرارداد مولانا شوکت علی نے پیش کی جبکہ مولانا ظفر علی خاں نے تائید اور مسٹر محمد علی جناح اور صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے اس کی حمایت کی)

مطالبات مرتب کرنے کے لیے کمیٹی کا قیام

آل انڈیا مسلم لیگ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کرتی ہے جسے مزید ارکان نامزد کرنے کا اختیار بھی ہوگا اور اس کا کورم 9 ارکان پر مشتمل ہوگا۔ یہ کمیٹی قانون ساز اسمبلیوں اور دیگر انتخابی اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی اور سرکاری ملازمتوں میں اُن کے لئے مناسب حصہ سے متعلق مطالبات

مرتب کرے گی اس سلسلہ میں کمیٹی کو دیگر سیاسی تنظیموں سے بھی مذاکرات کرنے کا اختیار ہوگا۔ کمیٹی اپنی رپورٹ مسلم لیگ کو پیش کرے گی کمیٹی مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہوگی:۔

سید رضا علی (الہ آباد)' صاحبزادہ آفتاب احمد خاں (علی گڑھ)' عبدالمجید خواجہ (علی گڑھ)' حکیم اجمل خاں (دہلی)' ڈاکٹر ایم۔اے۔انصاری (دہلی)' راجہ احمد علی خاں علوی (سالم پور۔اودھ)' سید آل نبی (آگرہ)' مولوی محمد یعقوب (مرادآباد)' سر محمد شفیع (لاہور)' میاں فضل حسین (لاہور)' شیخ عبدالقادر (لاہور)' ڈاکٹر سیف الدین کچلو (امرتسر)' مولانا ظفر علی خان (لاہور)' ملک برکت علی (لاہور)' پیر تاج الدین (لاہور)' مولانا ابوالکلام آزاد (کلکتہ)' مولوی عبدالکریم (رانچی)' محمد اکرم خاں (کلکتہ)' ڈاکٹر عبداللہ سہروردی (کلکتہ)' خان بہادر نواب سرفراز خاں (پٹنہ)' ڈاکٹر محمود (پٹنہ)' سیٹھ یعقوب حسن (مدراس)' مولوی سید مرتضیٰ (مدراس)' ایم۔اے۔جناح (بمبئی)' عمر سجانی (بمبئی)' مرزا علی محمد خاں (بمبئی)' محمد خاں (کراچی)' محمد نذیر (احمد آباد)' سید عبدالروف (یوٹ مل' برار)' مولوی عبدالحمید (سلہٹ) عبدالعزیز (پشاور)' مولانا محمد علی (رامپور) سید ظہور احمد اعزازی سیکرٹری (یہ قرارداد ایم۔اے۔جناح نے پیش کی اور لاہور کے ملک برکت علی نے اس کی تائید کی)

سانحہ کوہاٹ

مندرجہ ذیل قرارداد مولانا ظفر علی خاں (لاہور) نے پیش کی جس کی تائید ملک برکت علی (لاہور) نے کی۔

''آل انڈیا مسلم لیگ سانحہ کوہاٹ اور اس کے نتیجے میں کافی جانی و مالی نقصان پر اپنے شدید رنج و غم کا اظہار کرتی ہے لیکن وہ یہ اپنا فرض سمجھتی ہے کہ اس امر کو ریکارڈ پر لائے کہ کوہاٹ کے ہندوؤں کو جو نقصان پہنچا ہے وہ کسی غیر مشتعل کارروائی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کے برعکس جن واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے ان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو شدید طور پر مشتعل کیا گیا اور ہندوؤں نے پہلے تشدد کی کارروائی کی۔ اگرچہ ہندوؤں کا کافی نقصان ہوا اور وہ مسلمانوں کی ہمدردی کے مستحق ہیں لیکن صرف ان ہی کا نقصان نہیں ہوا۔ حکومت اور دونوں فرقوں کی طرف سے اس سانحہ کی جو تفصیلات شائع کی گئی ہیں مسلم لیگ اس وقت اپنا کوئی فیصلہ نہیں دے سکتی اور ملک کے عوام سے بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ بھی کسی فیصلے پر نہ پہنچیں جب تک کہ مسلمان اور ہندو نمائندوں پر مشتمل کوئی کمیٹی اس سانحہ سے متعلق تمام

واقعات کی تحقیقات مکمل کر کے اپنی رپورٹ پیش نہیں کرتی۔ مسلم لیگ کوہاٹ کے مسلمانوں سے پر زور درخواست کرتی ہے کہ وہ کوہاٹ کے ہندوؤں کو واپس شہر میں آنے کی دعوت دیں اور اپنے تمام اختلافات صلح وصفائی اور باعزت طور پر طے کریں۔ مسلم لیگ اُمید کرتی ہے کہ جہاں ہندو مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے وہاں مسلمان بھی تشدد کا راستہ اختیار نہیں کریں گے اور اپنے تنازعات دونوں فرقوں کے معزز اور معتمد رہنماؤں کی ثالثی سے حل کریں گے مسلم لیگ اس بات کی بھی مذمت کرتی ہے کہ وہ سرکاری اہلکار سانحہ کوہاٹ کو روکنے کے لئے مناسب اقدامات کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

سبجیکٹ کمیٹی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی تھی جسے اصل قرارداد کے محرک اور تائید کنندہ مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کرنا چاہتے تھے 'مولانا محمد علی قرارداد میں یہ ترمیم پیش کرنا چاہتے تھے۔ ''آل انڈیا مسلم لیگ سانحہ کوہاٹ پر افسوس کا اظہار کرتی ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے نقصانات پر اُن سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔ مسلم لیگ کو پورا یقین ہے کہ ہندوؤں نے پہلے فسادات شروع کئے۔ مسلم لیگ دونوں فرقوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان واقعات کو بھول جائیں اور دوبارہ پر امن رہیں۔ مسلم لیگ کو اُمید ہے کہ کوہاٹ کے مسلمان جو اکثریت میں ہیں وہ کھلے دل سے اپنے ہندو ہمسایوں کا خیر مقدم کریں گے۔

اصل قرارداد کے محرک اور تائید کنندہ مولانا محمد علی اس ترمیم پر راضی ہو گئے اور کہا کہ اسی کو صدر کی اجازت سے قرارداد کے طور پر مسلم لیگ کے اجلاس میں پیش کر دیا جائے۔ سبجیکٹ کمیٹی نے بھی اس تجویز کی حمایت کی لیکن ملک برکت علی ایم سی۔ چھاگلہ' مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی نے مخالفت کی۔ اجلاس نے ترمیم مسترد کر دی اور اصلی قرارداد کو ہی منظور کر لیا'

اجلاس نے مندرجہ قراردادیں کسی مخالفت کے بغیر منظور کر لیں۔

مسلمانوں کی تنظیم

آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی تنظیم کے پروگرام اور اصول کی حمایت کرتی ہے اور ملک کے تمام مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنی تنظیم کریں اور پروگرام کو موثر اور کامیاب بنائیں (یہ قرارداد ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے پیش کی اور مولانا شوکت علی نے اس کی تائید کی)

دتی کھڈیوں کا احیاء

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستانی مسلمانوں سے پر زور سفارش کرتی ہے کہ وہ دتی کھڈیوں کے

استعمال کو دوبارہ شروع کریں اور ان دستکاریوں پر سوتی کپڑا اختیار کریں (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

سودیشی کپڑا

آل انڈیا مسلم لیگ اپنے تمام ارکان سے اپیل کرتی ہے کہ درآمدی کپڑے کی جگہ حتی الامکان سودیشی کپڑے کے استعمال کو فروغ دیں (یہ قرارداد صدر جلسہ کی جانب سے پیش کی گئی)

صدر اور استقبالیہ کمیٹی کے ارکان کے لئے اظہار تشکر کا ووٹ لینے کے بعد اجلاس برخاست کر دیا گیا۔ آخر میں سید رضا علی نے تقریر کی اس کے بعد مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔ 59

آل انڈیا مسلم لیگ ستارہواں سالانہ اجلاس

بمقام علیگڑھ 30 تا 31 دسمبر 1925ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا ستارہواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر 1925ء کو آنریبل سر عبد الرحیم کی صدارت میں بمقام علی گڑھ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل اہم شخصیات نے شرکت کی تھی۔

میاں محمد شفیع' سر علی امام' محمد علی جناح' مولانا محمد علی' مولانا شوکت علی' سیٹھ یعقوب حسن' ڈاکٹر سیف الدین کچلو' مولانا حسرت موہانی' مسٹر آصف آل' سید علی نبی' تصدق احمد خان شروانی' ڈاکٹر عبد الرحیم اور سہراب جی رستم جی (جو جنوبی افریقہ سے ایک وفد لے کر آئے تھے)

شیخ عبد اللہ استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے جنہوں نے اپنا طویل مگر پر مغز خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے حاضرین کا استقبال کیا۔[60]

سر عبد الرحیم کو کرسی صدارت پر تشریف لانے کی دعوت دیتے ہوئے آنریبل محمد علی جناح نے فرمایا کہ میں یقین کلی کے ساتھ کہتا ہوں کہ سر عبد الرحیم کی قیادت و حاضرین جلسہ کے باہمی تعاون سے مسلم لیگ صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ ہم لوگ ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے ساتھ اتفاق و اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں لیکن اس سے پہلے لازم ہے کہ ہم لوگ پہلے خود متحد اور ایک ہو جائیں۔

صدر جلسہ سر عبد الرحیم نے اپنے طویل خطبہ صدارت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی موجودہ حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی مالی و اخلاقی ترقیات کے لئے چند عملی تجاویز پیش کیں۔ جداگانہ انتخابات کی پرزور تائید کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہا کہ یہ صرف مسلمانوں ہی کے لئے لازمی نہیں ہے بلکہ انگریزوں کے لئے بھی۔ موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے لازمی ہے کہ مجلس مقننہ میں ایک مسلم جماعت (پارٹی) قائم کی جائے صوبائی حکومت کو مجلس مقننہ کے ذمہ دار بنانے کے مسئلوں کے متعلق عوام الناس کی خواہش و رائے دریافت کر کے ایک مکمل قانون کی سفارش کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس میں مختلف جماعتوں کے نمائندے لئے جائیں۔ مسلم لیگ کی سیاسی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے اُنہوں نے

یہ کہا کہ ہندو مہا سبھا' شدھی' سنگھٹن کے علاوہ لالہ لاجپت رائے و سوامی شردھانند ایسے ایسے سیاست دان بھی مسلمانوں پرنا جائز حملے کرنے سے حتی الامکان باز نہیں آئے جس طرح سے کہ اسپین والوں نے مورز کو اسپین سے نکال ڈالا۔ اسی طرح سے مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال ڈالنے کیلئے چند ہندو لیڈروں نے بھی کھلم کھلا طور سے اعلان کر دیا ہے۔ لیکن میرے ہندو دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان ان کے منہ سے کہیں بڑا لقمہ ہیں۔

ہندو مسلمانوں کے مایہ ناز قومی لیڈروں کو ذلیل وخوار کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں' ہندوؤں نے اپنی اشتعال انگیز ونا روا حرکتوں سے مسلمانوں کی آنکھیں اس درجہ تک کھول ڈالی ہیں کہ اُنہیں اس کا احساس ہو گیا ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے لازمی ہے کہ وہ ہندوؤں کے مکرو فریب کے دام میں نہ پھنس جائیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ان سیاست دانوں کو واضح طور سے جتا دیں کہ ان کا یہ دعویٰ کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے قطعی غلط اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ ہندو سیاست دانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہندوستان میں خود مختار حکومت قائم کرنے کے خواب وخیال میں وہ اس وقت تک ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ مسلمانوں کو اپنا شریک کار و شریک راز نہ بنائیں گے۔ واضح رہے کہ ہندوستانی آزادی کا دارومدار مسلمانوں کے تعاون پر منحصر ہے۔ سوراجی جماعت اور اس کے ملحقہ جزویات کی نکتہ چینی کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں پر جو یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ ان کی حب الوطنی ہندوستان کے لئے مخصوص نہیں بلکہ چند دیگر ممالک کے ساتھ مخصوص ہے یہ قطعی غلط ہے۔ مسلمانوں کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ ان کا قومی دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔ ہندوستان میں اگر قومی تقسیم اور چھوت اچھوت وغیرہ کا سوال نہ ہوتا تو بیشک ہندوستان ایک خوش حال ملک ہوتا۔ موصل کے سوالوں کو حل کرنے کیلئے جو اختیارات مجلس بین الاقوامی کو دیئے گئے ہیں اس سے مجھے شبہ ہوتا ہے کہ ٹرکی' انگلینڈ کے درمیانی تعلقات خراب نہ ہو جائیں۔

ہندو مسلم مسائل کے متعلق میرا یہ خیال ہے کہ جب تک اخلاقی رسومات کو دریائے گنگا میں نہ ڈبو دیا جائے گا اس وقت تک دونوں قوموں کا ملنا ناممکن ہے۔ لیکن سب سے بڑی چیز جو اس معاملہ میں ہمارے راستے میں روڑا اٹکا رہی ہے وہ متعصبانہ خیال وطرز عمل ہے۔

مثلاً بنگال کے مسلمانوں کی گزشتہ عظمت کا خیال کرتے ہوئے ان کی موجودہ زندگی وحالت پر نظر

دوڑ ایئے۔ فارسی اور اردو کے عوض میں انگریزی و بنگالی پڑھنا ان کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ سرکاری محکموں اور دفاتر سے انہیں دور رکھا گیا ہے۔ کہنے کوتو یہ کہتے ہیں کہ ملکی نظام کے بناء پر ایسا کیا گیا ہے لیکن حقیقت میں اس کا راز سیاسی امور میں مضمر ہے۔ ضرورت ہے کہ امپیریل کانفرنس میں ایک ایسا قانون بنایا جائے کہ جس کے مطابق ہندوستان کو بھی ایک معزز و مساویانہ جگہ دی جائے۔ چونکہ ہندوستان ابھی تک جہالت کے دور سے گزر رہا ہے۔ اس وجہ سے ذمہ دار حکومت کا حصول محض خواب و خیال ہے۔ ہندوستان کے ہر فرد و بشر کو ووٹ دینے کا حق حاصل کرنے کے لئے کم ازکم ابھی کئی سال تک انتظار کرنے کی ضرورت ہے۔ علاوہ بریں موجودہ حالت کچھ ایسی ہے کہ ایک عام مشترکہ انتخاب بھی ہندوستان کیلئے موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ لہٰذا ملک کی سیاسی و اقتصادی ترقیات کو مدنظر رکھتے ہوئے لازمی ہے کہ موجودہ قوانین میں چند ترمیمیں کی جائیں۔ خلافت کمیٹی و تنظیم نے بیشک بہت بیش بہا فرائض و خدمات انجام دیئے ہیں۔

ہندوستان کے لوگوں کا ایک نام و ایک زبان ہونی چاہئے میں ہندی کا مخالفت نہیں ہوں۔ بشرطیکہ مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ عربی رسم الخط استعمال کریں۔

دوسرا دن۔ 31 دسمبر 1925ء

سرعبدالرحیم کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی دوسری نشست 31 دسمبر کو صبح میں شروع ہوئی۔ یہ نشست قراردادوں کے لیے مخصوص تھی۔

سرعلی امام نے حسب ذیل تجاویز پیش کیں۔

مسلم لیگ کا مقصد مکمل ذمہ دار حکومت کا حصول ہے لہٰذا عوام کی یہ خواہش ہے کہ اسے عملی جامہ سے ملبوس کیا جائے۔ اگست 1917ء کے اعلان سے حکومت برطانیہ نے واضح طور پر یہ اعلان کردیا ہے کہ ہندوستانیوں کو اپنی فلاح و بہبود کے لئے ہر قسم کی عملی کارروائی کرنے کا حق حاصل ہے نیز قوانین 1919ء ہندوستان کی تاریخ میں جلی حروف سے لکھے جائیں گے۔ کیونکہ اس کے اعلان میں اُمید دلائی گئی ہے کہ ہندوستان کو بھی دیگر نوآبادیات کی طرح ڈومنین سٹیٹس (نوآبادیات) کی طرح مکمل آزادی دیدی جائیگی۔ لہٰذا مسلم لیگ کی یہ خواہش ہے کہ 1919ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں چند ترمیمات کی جائیں اور تحقیقات کر کے ایک اسکیم مرتب کرنے کے لئے ایک رائل کمیشن بغیر کسی توقف کے مقرر کیا جائے تاکہ ہندوستان میں بھی مکمل ذمہ دار حکومت قائم ہو سکے اور ہندوستان میں آئندہ کسی قسم کی آئینی اسکیم کے مرتب

کرنے کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم لیگ سے رائے ومشورہ لیتے ہوئے حسب ذیل اساسی اصولوں کا خاص طور سے خیال رکھا جائے۔

ملک کی ہر مجلس مقننہ یا دیگر منتخب جماعتوں میں اقلیت کی کافی نمائندگی کا سامان کیا جائے اور کسی صوبہ کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات کے درجہ پر نہ تبدیل کیا جائے (۲) چھوٹی جماعت کی نمائندگی کے لئے علیحدہ انتخابات قرار دیئے جائیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ کسی خاص وقت یا موقع پر مشترکہ انتخابات کو بھی زیر عمل لا سکے۔(۳) اگر کسی وقت میں علاقوں کو دوبارہ تقسیم کرنیکی ضرورت محسوس کی جائے تو اس وقت بنگال' پنجاب وشمالی مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔(۴) ہر جماعت کو مذہبی معاملوں کے عقائد وعبادت وپروپیگنڈا وتعلیمات میں مکمل آزادی ملنی چاہئے۔(۵) اگر کسی جماعت کے تین/ چوتھائی ممبر کسی قانون یا تجویز کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ ان کے حق میں ضرر رساں ہے تو اس حالت میں کسی مجلس واضعان قوانین یا دوسری منتخب جماعتوں میں یہ قانون یا تجویز پاس نہ کی جائے۔ان قراردادوں کو پیش کرتے ہوئے سر علی امام نے یہ کہا کہ موجودہ آئین غیر تشفی بخش ہے کیونکہ اس سے ہم لوگوں کے سیاسی حوصلوں کی حصول کے لئے کافی سامان مہیا نہیں کیا گیا۔ہم لوگوں کو ایسی اصلاحات کی ضرورت ہے کہ ان کے ذریعہ ذمہ دار حکومت مل سکے۔رائل کمیشن کا تقرر نہایت ضروری ہے۔لہٰذا اس کے تقرر میں کسی قسم کا توقف نہ کیا جائے۔اگر کسی قسم کی دیر کی گئی تو باور کیجئے کہ ہندوستان میں ایک نئی مصیبت نازل ہونیوالی ہے۔تجربہ شاہد ہے کہ متعصب اکثریت اپنے صوبہ کی اقلیتوں پر کیسے کیسے ظلم وستم کے پہاڑ ڈھا رہی ہے۔اکثریت کو کسی حالت میں بھی گھٹایا نہ جائے بلکہ ان کو برقرار رکھا جائے لیکن نمائندگی کے متعلق علیحدہ انتخابات کی پالیسی سے مجھے سخت نفرت ہے کیونکہ ملک کی سیاسی ترقیوں کا راز مشترکہ عمل پر مضمر ہے۔علاوہ بریں خدا نہ کرے کہ ہندوستان میں علیحدہ انتخابات کی نوبت آئے۔اگر چہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان کی فضا میں کچھ ایسا انھیرا آیا ہوا ہے کہ جداگانہ انتخابات کے بغیر مسلمان اقلیت کے حقوق کا تحفظ ناممکن ہے۔

ملک میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے لازم ہے کہ غیر ملکی حملوں سے سرحدوں کی حفاظت کی جائے۔

صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے اس تجویز کی تائید کی۔مولانا محمد علی نے اس تجویز میں

حسب ذیل ترمیمیں پیش کیں:۔

چونکہ آزادی (سوراج) ہم لوگوں کا پیدائشی حق ہے لیکن ہندوستان کے موجودہ آئین سے سوراج کا مکمل حصول ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے استدعا کرتی ہے کہ 1924ء کو لیجسلیٹو اسمبلی کے مطالبات کے رو سے سوراجی حکومت کے لئے قوانین مرتب کرنے کے لئے تمام جماعتوں کے نمائندوں کے علاوہ ہر سیاسی جماعت کے نمائندوں کی ایک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس طلب کی جائے اور قوانین کو مرتب کرتے وقت اقلیت کے تحفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب ذیل اصولوں کا خاص طور سے خیال رکھا جائے۔ (۱) ملک کی ہر مجلس مقننہ یا دیگر انتخابی اداروں میں اقلیت کی کافی نمائندگی کا سامان کیا جائے اور کسی صوبہ کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات کے درجہ پر نہ تبدیل کیا جائے (۲) چھوٹی جماعت کی نمائندگی کے لئے علیحدہ انتخابات قرار دیئے جائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ کسی خاص وقت یا خاص موقع پر مشترکہ انتخابات کو بھی زیر عمل لا سکے۔ (۳) اگر کسی وقت میں علاقوں کو دوبارہ منقسم کرنیکی ضرورت محسوس کی جائے تو اُس وقت بنگال' پنجاب' شمالی مغربی سرحدی صوبہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے (۴) ہر جماعت کو مذہبی معاملوں کے عقائد وعبادت و پروپیگنڈا و تعلیمات میں مکمل آزادی ملنی چاہئے۔ (۵) اگر کسی جماعت کے تہائی ممبر کسی قانون یا تجویز کی اس بناء پر مخالفت کریں کہ یہ اُن کے حق میں ضرر رساں ہے تو اس حالت میں کسی مجلس واضعان قوانین یا کسی دیگر منتخب جماعت میں یہ قانون یا تجویز پاس نہ کی جائے۔

لیکن حضرت صدر نے ان ترمیموں کو نامنظور کر دیا۔ لہٰذا اُسے سبجکٹ کمیٹی میں پیش نہیں کیا گیا۔

مولانا محمد علی نے اس کے بعد اصلی تجویز کی پرزور طریقہ سے مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگوں کو رائل کمیشن کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کو چاہئے کہ یکجا ہو کر ہندوستان کے لئے ایک آئین مرتب کر لیں۔ کسی جماعت کی اکثریت کو برقرار رکھنا لازمی ہے اور نمائندگی کا حق ہر جماعت کو اس کی تعداد کے لحاظ سے ملنا چاہئے۔

مسٹر محمد علی جناح نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے لارڈ برکن ہیڈ کی اس تقریر کو یاد دلایا۔ جس میں اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ پہلے ہندوستان کی سب سیاسی جماعتیں آپس میں ایک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقد کریں۔ اس کے بعد وہ ہندوستان کے لئے ایک آئین مرتب کریں۔ مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ اگر

ہندوستان کا ہر فرد بشر قانون مرتب کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے تو مجال نہیں ہے کہ حکومت ان کے ذمہ دار حکومت کے مطالبہ کو رد کر سکے۔

لہٰذا لازم ہے کہ پہلے ہم لوگ خود آپس میں کوئی فیصلہ کر لیں۔ حکومت سے ہم لوگوں کا صرف یہی مطالبہ ہے کہ موجودہ آئین کی نظر ثانی کرتے ہوئے ایک قانون مرتب کرنے کے لئے کوئی ایسی اسکیم بنائی جائے جس میں ہندوستان کی ترقی کا خاص خیال رکھا گیا ہو۔

ووٹنگ کے لئے جب اس تجویز کو پیش کیا گیا تو بہت بڑی تعداد کے ووٹ سے یہ پاس ہو گئی۔

مسٹر عبدالعزیز صاحب (پشاور) نے حسب ذیل تجویز پیش کیں:-

حکومت سے یہ استدعا ہے کہ سرحد کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کو بغیر کسی تامل کے فوراً عملی جامہ پہنایا جائے اور سنٹرل اسمبلی و پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبروں سے درخواست کی جائے کہ سرحد کی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات پر عمل کرنے کے لئے حکومت پر زور اور دباؤ ڈالا جائے۔

سر علی امام نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہ صوبہ کی خدمت کرنا ان کا قومی فرض ہے۔ اگر سرحد میں آئینی اصلاحات نہ کی گئیں تو ہندوستان کی آئندہ ذمہ دار حکومت و افغانستان کے لئے یہ ٹیڑھی کھیر ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کی اشد ضرورت ہے کہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی ترقی کے لئے کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرحد کے لوگوں اور بقیہ ہندوستان کے لوگوں کے درمیان ایک باہمی ارتباط ہو جائیگا۔ ان لوگوں کے آئینی اصلاحات کے مطالبہ کو پورا نہ کرنا بہت بڑی سیاسی غلطی ہے۔

مولانا محمد علی نے اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کا مطالبہ جائز ہے۔ علاوہ بریں سر ڈینس بر ے کے طرز عمل سے مجھے سخت حیرت ہوتی ہے کیونکہ سرحد کی تحقیقاتی کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے جو اُنہوں نے خیالات ظاہر کئے ہیں اس پر وہ قائم نہیں ہیں اور کونسل آف اسٹیٹ میں اس کے متعلق حکومت کی جانب سے جو اُنہوں نے خیال ظاہر کیا ہے وہ بالکل مخالفانہ ہے۔ کچھ دیر تک بحث و مباحثہ کے بعد اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور ہو گئی۔

یکم جنوری کو مسلم لیگ کے آخری اجلاس میں حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔ مسٹر جناح نے یہ تجویز پیش کی کہ اگر چہ مسلم لیگ کے خیال میں موجودہ آئین غیر تسلی بخش ہے تاہم مختلف مجالس واضعان

قوانین کے مسلم نمائندوں کو چاہئے کہ ان اصلاحات سے جہاں تک ممکن ہو سکے فیضیاب ہوں اور لارڈ برکن ہیڈ و لارڈ ریڈنگ کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ہر قسم کی قربانی و ایثار کو اپنا فرض اوّلین سمجھیں اور اس کے لئے کسی قسم کی مدد و حمایت سے جان نہ چرائیں۔ اسی اثنا میں اصلاحات کی تحقیقات و جانچ و پڑتال کے لئے رائل کمیشن کے تقرر کے لئے لیگ حکومت سے مطالبہ پیش کرنیوالی ہے۔

اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے ایک زبردست سلجھی ہوئی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تجویز کے متعلق میں لیگ کے مشورے کو دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ مسلمانوں کو قانون کی خلاف ورزی کرنے کی رائے دینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ میری یہ خواہش ہے کہ مسلمان اُن اصلاحات کی حمایت کریں جو ان کے حق میں سودمند معلوم ہوتی ہوں۔ مسٹر آصف علی نے اس تجویز کی تائید کی بعد ازیں ووٹنگ کے بعد یہ تجویز پاس ہوگئی۔

اس کے بعد اتفاق رائے سے یہ تجویز قرار پائی کہ عراق جزیرۃ العرب کا ایک حصہ ہے لہٰذا اسے ایک غیر مسلم حکومت کے سپرد نہ کیا جائے۔ مجلس بین الاقوام نے جو برطانیہ کو عراق میں 25 سال کے لئے اور اپنا اقتدار قائم رکھنے کی اجازت دیدی ہے اس پر مسلم لیگ سخت اعتراض کرتی ہے۔ نیز مجلس بین الاقوام نے موصل کے مسائل کے متعلق فیصلہ کر کے ٹرکی کی جو حق تلفی کی ہے اس پر بھی مسلم لیگ کو اعتراض ہے اس کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ اس بات کی اُمید رکھتی ہے کہ برطانیہ موصل کے علاوہ ٹرکی کے حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے امن و امان کے ساتھ اس کا کوئی فیصلہ کردے گی۔

اس کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے یہ تجویز پیش کی کہ مختلف ملازمتوں پر تقرر کے لئے تعلیمی قابلیت کا معیار متوسطاً ہونا چاہئے لیکن اس کے ساتھ مقابلہ کے امتحانوں کو زیادہ اہمیت نہ دی جائے۔

جنوبی افریقہ کے مسائل کے متعلق تجویز پیش کرنے سے قبل ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی حالت کے متعلق کچھ بیان فرمائیں۔ مقرر نے یہ کہا کہ گزشتہ 20 سال سے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کو چند شکایتوں کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کو کسی کی بھی حمایت حاصل نہیں ہے۔ ہندوستانیوں کے حقوق کی اتنی حق تلفی کی گئی ہے کہ اُن کی زندگی وہاں تلخ ہوگئی ہے۔ اُنہوں نے پھر ان علاقوں کا ذکر کیا جو ہندوستانیوں کو بود و باش کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں

اور وہاں قیام کرنے کے لئے رجسٹری وغیرہ کا جو جھنجھٹ ہے اس سے انہیں بڑی بڑی دقتیں پیش آ رہی ہیں۔ چند مخصوص حلقوں کے باہر نہ تو ہندوستانی تجارت کر سکتے ہیں اور نہ اُسے اپنا مسکن قرار دے سکتے ہیں۔ نہ وہاں جائیداد خرید سکتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی رکنیت سے انہیں محروم رکھا گیا ہے۔ وفد کو وائسرائے نے جو جواب دیا ہے اس سے مجھے تشفی نہیں ہوئی اگر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کو مدعو کر کے ان مسائل کا حل نہ کیا گیا تو ہم لوگ ایک زبردست احتجاج شروع کر دیں گے اور ممکن ہے کہ یہ احتجاج ایک نازک و خوفناک صورت اختیار کر لے۔ مسٹر آصف علی نے حسب ذیل تجاویز کی تحریک کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ جنوبی افریقہ کے ہندوستانی باشندوں کی جائز جدوجہد کا ساتھ دیتے ہوئے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے وفد کو خوش آمدید کہتی ہے۔ یونین پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں جنوبی افریقہ کی حکومت کی جانب سے حلقوں کا مخصوص کرنا اور رجسٹری اور غیر ملکیوں کی بود و باش کے متعلق جو بل پیش ہونے والا ہے اس کے خلاف لیگ سخت طور سے اعتراض کرتی ہے۔ مسلم لیگ امپریئل گورنمنٹ سے استدعا کرتی ہے کہ اس بل کو منظوری نہ دی جائے۔ اس کے علاوہ جو چند دیگر تجاویز منظور ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔ رائل کمیشن کے پاس بھیجنے کیلئے ایک آئین مرتب کرنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔

ملک کے مختلف حصوں کے فرقہ وارانہ فسادات و باہمی کشمکش کے تصفیہ کیلئے ایک ثالث بورڈ مقرر کیا جائے جس میں ہر صوبہ کے نمائندے لئے جائیں اور فسادات کے متعلق کافی طور سے تحقیقات کی جانے کے لئے زور ڈالا جائے۔

بہار اڑیسہ کے مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ دفتروں میں اردو رسم الخط استعمال کرنیکی اجازت دی جائے منظور کی گئی۔ نیز بہار کے لئے جداگانہ انتخاب بھی منظور کیے گئے۔ دہلی کے لئے منظور ہوا کہ دو نشستیں کونسل کے لئے علیحدہ ہوں جس میں سے ایک مسلمانوں کے لئے محفوظ ہو اور کونسل آف اسٹیٹ میں بھی مسلمانوں کی ایک نشست محفوظ رہے۔ شیخ عبدالمجید نے قرارداد پیش کی کہ صوبہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائے بالاتفاق منظور ہوا۔[61]

افادہ عام کے لئے قراردادوں کا انگریزی متن پیش کیا جاتا ہے تا کہ وہ تاریخ کا حصہ بن کر محفوظ ہو جائے اہم اور تاریخی نوعیت کی حامل قراردادیں مندرجہ ذیل ہیں۔

قراردادوں کی تفصیل جو آل انڈیا مسلم لیگ کے ستارہویں سالانہ اجلاس میں منظور ہوئیں۔

اجلاس میں منظور ہونے والی قراردادیں

مستقبل میں ہندوستان کا آئین

''اب جب کہ مسلم لیگ کا یہ واضح مقصد ہے کہ ملک میں ایک خودمختار ذمہ دار حکومت قائم کی جائے اور یہ عام طور پر محسوس اور تسلیم کر لیا گیا ہے کہ سوراج (آزادی) کے تصور کو عملی سیاست کے دائرہ میں شامل کیا جائے نیز حکومت برطانیہ کی یہ واضح پالیسی ہے کہ ہندوستان کے عوام کو اپنے مستقبل سے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے جیسا کہ اعلان اگست 1917ء اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء میں ظاہر کیا گیا ہے اور یہ دونوں دستاویز ہندوستان کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں کہ ان کے ذریعے ہندوستان مکمل خودمختاری حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے اور اُسے برطانوی دولت مشترکہ کے دیگر رکن ممالک کے مساوی درجہ مل سکتا ہے آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ رائے ہے کہ ہندوستان کے موجودہ آئین میں ترمیم کی جائے' اس مقصد کے لئے حکومت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1919ء پر بلا تاخیر نظرثانی کرے اور ایک رائل کمیشن مقرر کرے جو ضروری چھان بین اور تحقیقات کر کے ہندوستان کو مضبوط اور مستقل بنیادوں پر استوار کرنے کی ایک سکیم تیار کرے جس کے تحت ملک میں ایک خودمختار ذمہ دار حکومت قائم کرے۔ حکومت کے استحکام اور عوام کا تعاون حاصل کرنے کے اقدامات کیے جائیں۔

ہندوستان کے مستقبل کے آئین کی کوئی سکیم تیار کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں اور آئینی ضمانتوں کو بہت ضروری تصور کرتی ہے۔

1- تمام اسمبلیوں اور منتخب اداروں میں اقلیتوں کو اس طرح مناسب اور موثر نمائندگی دی جائے کہ صوبوں میں اکثریتی فرقوں کی اکثریت پر کوئی اثر نہ پڑے یا انہیں اتنا کم کر دیا جائے کہ (اقلیتوں) کے مساوی درجہ اختیار کر لیں۔

2- موجودہ طریقہ کے مطابق مختلف فرقوں کے لئے جداگانہ انتخاب کے اصول کو برقرار رکھا جائے۔ البتہ اگر کوئی فرقہ اس اصول کی بجائے مخلوط انتخاب کا اصول اختیار کرنا چاہے تو اُسے اس کی آزادی حاصل ہو۔

3- اگر کسی وقت علاقائی حدود نئے سرے سے متعین کرنے کی ضرورت ہو تو اس امر کا خیال رکھا جائے کہ پنجاب' بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں مسلم اکثریت پر کوئی اثر نہ پڑے اور اُسے

برقرار رکھا جائے۔

4- تمام فرقوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہو یعنی اُنہیں اپنے اپنے عقیدے، عبادات، پروپیگنڈہ، تنظیم سازی اور تعلیم کی آزادی ہو۔

5- کسی اسمبلی یا منتخب ادارے میں کوئی بل یا قرارداد اس صورت میں منظور نہ کی جائے جب تک کسی فرقہ کی اُس اسمبلی یا منتخب ادارے میں تین چوتھائی ارکان کی تعداد اُس کی یا اُس کے کسی حصہ کی اس بنا پر مخالف ہو کہ یہ اُس فرقہ کے مفادات کے منافی ہے البتہ ایسے بل اور قرارداد کے متبادل کے طور پر اُس فرقہ کے مفادات کی خاطر کوئی اور مناسب اور قابل عمل طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

قرارداد پر بحث

یہ قرارداد سر علی امام نے پیش کی صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے اس کی تائید اور مولوی رفیع الدین احمد نے حمایت کی۔ صدر جلسہ نے قرارداد پر بحث کو ملتوی کرنے کی ہدایت کی اور مندرجہ ذیل قرارداد کو پہلے پیش کرنے اور نمٹانے کی اجازت دی۔ مولانا محمد علی نے اپنی قرارداد میں درج تجاویز پر بحث کرتے ہوئے کہا۔

''سوراج ہمارا پیدائشی حق ہے۔ موجودہ حکومت ہند نے جو آئین دیا ہے اُس سے سوراج کی توقع پوری نہیں ہوتی اور یہ نہایت غیر تسلی بخش ہے۔ ان حالات میں آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ہندوستان کے تمام فرقوں اور سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک گول میز کانفرنس بلائے جو قانون ساز اسمبلی کی فروری 1924ء کی قرارداد کی روشنی میں سوراج گورنمنٹ کے لئے ایک آئین مرتب کرے اور قرارداد میں دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق اُسے نافذ العمل کیا جائے۔ مسلم لیگ مجوزہ آئین میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مندرجہ ذیل اصول ضروری تصور کرتی ہے۔

1- تمام منتخب اداروں میں تمام فرقوں کو اُن کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے۔

2- ان اداروں میں اقلیتوں کے جداگانہ طریق انتخاب پر اپنے نمائندے منتخب کرنے کی اجازت ہو۔ اگر کوئی فرقہ اس طریق انتخاب کی جگہ مخلوط طرز انتخاب اختیار کرنا چاہے تو اُسے اس کی اجازت ہو۔

3- علاقائی حد بندی کرتے وقت کسی فرقہ کی اجازت کے بغیر اُس کی موجودہ اکثریت کو تبدیل نہ کیا جائے۔

-4 تمام فرقوں کو مذہبی آزادی یعنی عقیدہ، عبادات، مذہبی رسوم کی ادائیگی، تنظیم سازی، پروپیگنڈہ اور تعلیم کی ضمانت دی جائے گی۔

-5 کسی اسمبلی یا منتخب ادارے میں کسی فرقہ سے متعلق کوئی بل یا قرارداد اس فرقہ کے تین چوتھائی ارکان کی مخالفت کی بنا پر منظور نہ کی جائے کہ وہ بل یا قرارداد اس کے مفادات کے منافی ہے۔

مولانا محمد علی نے کہا کہ وہ اس ترمیم شدہ مسودہ کو اصل قرارداد کی جگہ پیش کر رہے ہیں۔ صدر جلسہ نے اس مسودہ کو دو وجوہ کی بنا پر مسترد کر دیا۔ اول یہ کہ یہ ترمیم نہیں بلکہ یہ ایک واضح قرارداد کی صورت میں ہے اور دوسرے یہ کہ اُسے سبجیکٹ کمیٹی کے سامنے بحث کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی نے اصل قرارداد کی مخالفت کی اور اپنے ترمیم شدہ مسودہ کے نکات کی حمایت کی۔

کافی بحث و تمحیص کے بعد اجلاس نے بھاری اکثریت سے اصل قرارداد کو منظور کر لیا۔ مسٹر ایم۔ اے جناح، ڈاکٹر شفاعت احمد خاں، ملک برکت علی اور مولوی وحید حسین نے قرارداد کی حمایت کی جب کہ مولانا شوکت علی، عبدالرحیم، مولوی عبدالباری اور محمد ساقی نے مخالفت کی۔ یعقوب حسن نے قرارداد کی سپرٹ (روح) کی حمایت کی لیکن اُنہوں نے اس کی موجودہ صورت میں اس کی تائید کی نہ اس کی مخالفت۔

حاصل کلام: جب اس کے حق میں ووٹ ڈالے گئے تو اسے اکثریت رائے سے منظور کیا گیا۔

صوبہ سرحد کی انکوائری رپورٹ

آل انڈیا مسلم لیگ ایک بار پھر حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ فرنٹیر انکوائری کمیٹی کی اکثریت نے جو رپورٹ مرتب کی ہے اس پر بلا تاخیر عمل کیا جائے اور مرکزی قانون ساز اسمبلی اور پنجاب کونسل اس کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کے لئے حکومت پر زور دیں اور ہر ممکن تدابیر اختیار کریں (یہ قرارداد عبدالعزیز نے پیش کی سرعلی امام نے تائید اس کی تائید اور مولانا محمد علی، قاضی محمد اسلم نور بخش اور ڈاکٹر ایل کے حیدر نے حمایت کی)۔

آئینی کمیٹی

آل انڈیا مسلم لیگ مجوزہ رائل کمیشن کے سامنے ہندوستان کا آئین تیار کرنے کی سکیم پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنانے کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہ کمیٹی آئینی سکیم تیار کرتے وقت ہندوستانی مسلمانوں کے مفادات کو مدنظر رکھے گی اور اُسے ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں کا تعاون حاصل کرنے کا اختیار بھی حاصل

ہوگا تاکہ آئینی سکیم تیار کرتے وقت ان کی مختلف تجاویز کو پیش نظر رکھا جائے۔ یہ کمیٹی اپنی آئینی سکیم کو مسلم لیگ کونسل کی بحث اور منظوری کے لئے پیش کرے گی۔ کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہوگی۔

پنجاب:

سر محمد شفیع' خان بہادر شیخ عبدالقادر' لیفٹیننٹ سردار سکندر حیات خان' ملک برکت علی

سرحد:

نواب سر عبدالقیوم' عبدالعزیز' قاضی محمد اسلم' اورنگ زیب خاں

یوپی:

سید رضا علی' صاحبزادہ آفتاب احمد خاں' حافظ ہدایت حسین' سید ظہور احمد

بہار:

سر علی امام' نواب سرفراز حسین خاں

بنگال:

سر عبدالرحیم' فضل رحمان' خواجہ ناظم الدین' محمد علی خاں

سی پی:

شیخ عبدالقادر' محمد شریف

بمبئی:

ایم اے جناح' مولوی رفیع الدین احمد' غلام حسین ہدایت اللہ' ٹھاکر نذر اللہ

مدراس: عباس علی خاں' ڈاکٹر ایم جیلانی

برما: ایم اے ولی

دہلی: آصف علی' حافظ عبدالعزیز

(یہ قرارداد سید آل نبی نے پیش کی' مرزا علی محمد خاں نے تائید کی جبکہ تصدق احمد خاں شیروانی نے اس کی مخالفت کی لیکن ایم۔سی۔چھاگلہ اور حافظ ہدایت حسین نے اس کی حمایت کی)

مسلمانوں کی نمائندگی

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ رائے ہے کہ اگرچہ ملک کا موجودہ آئین غیر تسلی بخش ہے لیکن مختلف

قانون ساز اسمبلیوں میں مسلمانوں کے نمائندوں کو برطانیہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ (ہند) لارڈ برکن ہیڈ اور وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کی اپیل کی روشنی میں ملک کے عوام کے مفاد میں آئینی اصلاحات پر عملدرآمد کے لئے تعاون کریں لیکن یہ امر ضروری ہے کہ تعاون کے اس جذبہ کو مسلم لیگ کے تجویز کردہ رائل کمیشن کی تقرری تک جاری رکھا جائے (اس قرارداد کی ایم۔اے۔ جناح نے تحریک کی جبکہ آصف علی نے تائید اور مولوی عبدالباری اور نواب محمد یوسف نے حمایت کی)

عراق اور ترکی

آل انڈیا مسلم لیگ یہ اعلان واثق کرتی ہے کہ عراق جزیرۃ العرب کا حصہ ہے اور اُسے برطانیہ کی مینڈیٹری پاور کے غیر مسلم تسلط میں نہیں دینا چاہئے۔ مسلم لیگ مجلس اقوام متحدہ (لیگ آف نیشنز) کے حالیہ فیصلہ پر احتجاج کرتی ہے جس کے تحت برطانیہ کو عراق پر اپنے مینڈیٹ کو مزید 25 سال تک برقرار رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔

مسلم لیگ مجلس اقوام متحدہ کے ''موصل کے فیصلہ'' پر بھی احتجاج کرتی ہے جس کے تحت ترکی کے ساتھ سراسر ناانصافی کی گئی ہے اور اُمید کرتی ہے کہ برطانیہ موصل ولایت پر ترکی کے حق کو تسلیم کرے گا اور پرامن مذاکرات کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرے گا۔ مسلم لیگ کی رائے ہے کہ جنگ کی صورت میں ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات بے قابو ہو جائیں گے جس کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے۔ (صدر جلسہ نے یہ قرارداد پیش کی)

انتظامیہ میں مسلم نمائندگی

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کی مرکزی حکومت اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مختلف سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی مناسب نمائندگی کے لئے فوری اقدامات کریں تاکہ انتظامیہ کو عوام کا اعتماد حاصل ہو اور وہ اُن کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے کام کر سکے (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

مقابلہ کے امتحانات

آل انڈیا مسلم لیگ جہاں سرکاری ملازمتوں کے لئے اُمیدواروں کی تعلیمی قابلیت کا مناسب معیار کا تعین کرنا ضروری خیال کرتی ہے وہاں اُس کی یہ رائے بھی ہے کہ مقابلہ کے امتحانات کو دیگر انتظامی ضروریات پر غیر ضروری اہمیت نہ دی جائے۔ (ڈاکٹر ضیاءالدین احمد نے اس قرارداد کی تحریک کی جبکہ ڈاکٹر

ایل۔ کے۔ حیدر نے اس کی حمایت کی)

ہندو مسلم تعلقات

آل انڈیا مسلم لیگ ملک کے مختلف حصوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں موجود افسوسناک تلخ جذبات پر تشویش کا اظہار کرتی ہے اور کئی سرکاری اداروں کے اس رویہ کی مذمت کرتی ہے جس سے دونوں فرقوں کے تعلقات کو مزید کشیدہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ واضح کرنا ضروری سمجھتی ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے بغیر ملک میں کوئی سیاسی جدوجہد نہیں کی جا سکتی اور ملک کا مفاد فرقوں کے درمیان خوشگوار تعلقات اور "کچھ لو' کچھ دو" کے اصول اور ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے پر منحصر ہے۔ مسلم لیگ تمام سرکاری اداروں سے اپیل کرتی ہیں کہ وہ حالات کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں اور ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کی سعی کریں (یہ قرارداد مولوی رفیع الدین احمد نے پیش کی جبکہ مولوی محمد یعقوب نے اس کی تائید اور تصدق حسین شیروانی نے حمایت کی)

جنوبی افریقہ میں ہندوستانی باشندے

آل انڈیا مسلم لیگ جنوبی افریقہ میں مقیم ہندوستانی باشندوں کی وہاں کی حکومت اور دیگر عناصر کی اُن کوششوں کے خلاف جدوجہد کی پوری حمایت کرتی ہے جن کے تحت اُن کے وجود کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ اُن کے وفد کی ہندوستان میں آمد کا خیر مقدم کرتی ہے۔ مسلم لیگ حکومت جنوبی افریقہ کے مجوزہ "ایریاز ریزرویشن اینڈ امیگریشن اینڈ رجسٹریشن (Areas Reservation and Immigration and Registration) فردر پرویژن (Further Provision Bill) بل" کی شدید مخالفت اور احتجاج کرتی ہے جو وہ یونین پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں منظور کرنے کے لئے پیش کرنا چاہتی ہے۔ مسلم لیگ حکومت ہندوستان سے بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کی یونین حکومت سے رابطہ کرے اور بل پر کوئی کارروائی سے پہلے ایک گول میز کانفرنس طلب کرے۔ اگر حکومت اس تجویز پر عمل نہیں کرتی اور جنوبی افریقہ اس بل کو منظور کرتی ہے تو مسلم لیگ حکومت برطانیہ سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس بل کو منظور نہ کرے بلکہ مسترد کر دے۔ (یہ قرارداد آصف علی کی تحریک اور ملک برکت علی کی تائید سے منظور ہوئی)

دہلی کی نمائندگی

اس حقیقت کے پیش نظر کہ صوبہ دہلی کی اپنی کوئی اسمبلی نہیں آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ (مرکزی) اسمبلی میں دہلی کے لئے دو نشستیں مختص کرے۔ ان میں ایک نشست مسلمانوں کے لئے مختص کی جائے جبکہ دوسری نشست دہلی کے ان باشندوں کے لئے مخصوص کی جائے جو کونسل آف دی سٹیٹ کی انتخابی فہرست میں شامل ہونے کے اہل ہیں۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ کی جانب سے پیش کی گئی)

فرقہ وارانہ ہم آہنگی

ہرگاہ کہ فرقہ وارانہ اتحاد اور ہم آہنگی عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے ضروری ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سیاسی افق پر اکثر و بیشتر فرقہ وارانہ اختلافات ابھر آتے ہیں اور یہ بہت ضروری ہے کہ ایسے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے جائز اور ضروری اقدامات کئے جائیں آل انڈیا مسلم لیگ مختلف فرقوں کے نمائندوں پر مشتمل ہر ضلع میں مصالحتی بورڈ مرکزی دارالحکومت میں ایک مرکزی بورڈ قائم کرنے کی تجویز کرتی ہے۔ یہ بورڈ تمام ایسے امور کا فیصلہ کریں گے جن سے فرقہ وارانہ اختلافات پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور کسی فرقہ وارانہ تنازعہ کی صورت میں تحقیقات کرے کہ کس فرقہ کے لوگوں نے زیادتی کی ہے اور تنازعہ سے متعلق تمام امور کو طے کریں (یہ قرارداد مسعود الحسن نے پیش کی اور ڈاکٹر شفاعت احمد خاں نے اس کی تائید کی)۔

بمبئی پریذیڈنسی میں سندھ کی شمولیت

ہرگاہ کہ سندھ کا کو بمبئی پریذیڈنسی میں شامل کرنے کی کوئی نسلی جغرافیائی یا کوئی دیگر وجہ نظر نہیں آتی اور سابقہ تجربہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا اقدام نہ صرف سندھ کے عوام کے مفاد کے منافی ثابت ہوا ہے بلکہ اُس علاقہ کی ترقی اور تعمیر کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے آل انڈیا مسلم لیگ مطالبہ کرتی ہے کہ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا جائے اور اُسے ایک صوبہ کا درجہ دیا جائے۔ (یہ قرارداد مولوی رفیع الدین نے پیش کی اور گل محمد خاں نے اس کی تائید کی)

بہار اور اڑیسہ کی عدالتوں میں اُردو کا استعمال

آل انڈیا مسلم لیگ بہار اور اڑیسہ کے مسلمانوں کے اس مطالبہ کی حمایت کرتی ہے کہ انہیں صوبہ کی عدالتوں میں اُردو زبان میں وکالت کی اجازت دی جائے۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

مسلمانوں کے باہمی امدادی ادارے

آل انڈیا مسلم لیگ زرعی زمینوں کے مسلمان زمینداروں، کسانوں (اور زرعی ہنرمندوں) بے پناہ بے دخلیوں اور اُن کے زبردست استیحصال کے سبب یہ ضروری سمجھتی ہے کہ مسلم رہنما اور مختلف مسلم تنظیمیں مسلمانوں کے لئے کواپریٹو سوسائٹیاں، مسلم کواپریٹو سٹورز اور زمین رہنے والے لینڈ مارگیج (Land Mortagage Banks) بنک قائم کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ (یہ قرارداد) ایم۔اے۔رحیم نے پیش کی اور مسعودالحسن نے تائید کی)

بہار اور اُڑیسہ میں جداگانہ انتخابات

آل انڈیا مسلم لیگ بہار اور اُڑیسہ کے مسلمانوں کے اس مطالبہ کی پوری طرح حمایت کرتی ہے کہ اُن کے صوبہ میں بھی بلدیاتی اداروں کے انتخاب میں اُن کے لئے جداگانہ طریقہ انتخابات کا سسٹم رائج کیا جائے (یہ قرارداد اطہر حسین نے پیش کی مولوی عبدالباری اور محمد ساقی نے اس کی تائید اور غلام امام نے حمایت لیکن ڈاکٹر محمد نے مخالفت کی)

قرارداد تعزیت: سید نبی اللہ

آل انڈیا مسلم لیگ اپنے سابق صدر اور نائب صدر سید نبی اللہ (لکھنو) کی وفات حسرت آیات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے اور یہ محسوس کرتی ہے کہ اُن کی وفات سے ہندوستان کے مسلمان ایک بڑے محب وطن، زیرک سیاستدان اور مسلمانوں کے ایک بے لوث اور انتھک رہنما سے محروم ہو گئے ہیں۔ یہ قرارداد مرحوم کے لواحقین تک پہنچائی جائے (یہ قرارداد اجلاس کے صدر کی جانب سے پیش کی گئی) 62

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھارہواں سالانہ اجلاس

بمقام دہلی 29 تا 31 دسمبر 1926ء

(رائل کمیشن کے تقرر، جداگانہ طریق انتخاب اور مکمل مذہبی آزادی کا مطالبہ)

نومبر 1926ء میں قائداعظم محمد علی جناح مرکزی مجلس قانون ساز کے دوبارہ رکن منتخب ہو گئے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھارہواں اجلاس جو 29 تا 31 دسمبر 1926ء کو امپیریل گیٹ دہلی میں شیخ عبدالقادر کی صدارت میں منعقد ہوا وہ انہی کا مرہون منت ہے۔ انہوں نے خصوصی طور پر اس کا اہتمام و انصرام کیا اور سر شیخ عبدالقادر کو خاص طور پر ایک ہفتہ قبل دہلی بلا لیا چنانچہ سر شیخ عبدالقادر قائداعظمؒ کے مہمان رہے۔ اس اجلاس میں پانچ سو سے زیادہ احباب نے شرکت کی۔ قابل ذکر یہ بات ہے کہ اس میں اسّی سے زیادہ نمائندے (ڈیلی گیٹس) شریک ہوئے۔ مسلم زعما اور عمائدین میں چیدہ اور برگزیدہ ہستیوں میں ڈاکٹر علامہ شیخ محمد اقبالؒ، سر عبدالرحیم، سر محمد عبداللہ اور سر رحیم بخش قابل ذکر ہیں۔[63]

خان بہادر پیرزادہ محمد حسین استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین نے خطبہ استقبالیہ میں کہا کہ

ہم لوگ ہنوز خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوئے۔ خدارا ذرا آنکھیں کھول کر دنیا کا تماشا مشاہدہ کریں ہر شخص اور ہر قوم اپنی اپنی تنظیم میں آٹھوں پہر مشغول ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ ہم لوگوں پر روزانہ جور و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ مگر ہم لوگ اپنی محافظت کے لئے کوئی سامان نہیں کرتے ذرا غور کیجئے۔ ملک کی حکومت میں ہم لوگوں کا کوئی دخل نہیں دفاتر اور دیگر اعلیٰ ملازمتوں پر ہندوؤں نے اس طرح سے قبضہ جما لیا ہے۔ جیسے کہ یہ ان کا موروثی ترکہ ہے۔ اکثریتی فرقہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کی امید میں اپنی تنظیم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے ہم لوگ اگر کچھ کرتے بھی ہیں تو ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمان پھر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگوں کو چاہیے کہ اپنی تہذیب و تمدن و ترقی کے لئے کوشش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانے کے متعلق حکومت نے جو تصفیہ کر دیا ہے وہ بالکل صحیح و بجا ہے۔

اگر ہندوستان میں ذمہ دار حکومت یا نمائندہ حکومت قائم کرنے کے جانبین گفت و شنید ہو تو اس حالت

میں مسلمانوں کے حسب ذیل آئینی مطالبوں کا خاص طور سے صرف خیال ہی نہ رکھا جائے بلکہ اس کا حصول لازمی ہونا چاہیے:-

1- ہر وہ جماعت جسکی زبان، تہذیب و مذہب ایک ہو اس کے لئے ایک علیحدہ صوبہ قرار دیا جائے۔ موجودہ صوبائی تقسیم ہر لحاظ سے ناموزوں ہے۔

2- اپنی ذمہ داری کے فرائض کو انجام دینا تمام صوبوں کا فرض ہے لیکن اس کے ساتھ مرکزی حکومت (Central Government) کے مشترکہ معاملوں میں حکومت کا ساتھ دینا ضروری ہے۔

3- مجلس مقننہ و ملازمت میں تناسب کے لحاظ سے کافی نمائندگی و ملازمت کا حق حاصل ہونا چاہیے۔

4- مجلس مقننہ مسلمانوں کے حلقوں سے منتخب کیے ہوئے نمائندوں کی تعداد میں کسی قسم کی تخفیف نہ کی جائے۔

5- اگر پہلی تجویز پر عمل کیا گیا تو صوبہ کی مسلم نشستوں کے تناسب کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔ لیکن کسی صوبہ کی اقلیت کے جائز حقوق کی محافظت کے لئے خاص طور سے سامان کیا جانا چاہئے۔ میری یہ رائے ہے کہ مسلمانوں کو اسی کا ساتھ دینا چاہئے جو ان کے آئینی مطالبات کو تسلیم کر لے۔

1929ء کے رائل کمیشن کی آمد کے سلسلہ میں لیگ کے لئے یہ لازمی ہے کہ مرکزی خلافت کمیٹی و دیگر انجمنوں کو اس بات کی دعوت دے کر رائل کمیشن کے پاس مسلمانوں کے مطالبات پیش کرنے کے واسطے سب آپس میں مشترک و ایک ہو کر اپنے مطالبات کو مرتب کر لیں۔ علاوہ بریں اگر انڈین نیشنل کانگریس آئین مرتب کرنیکے لئے راونڈ ٹیبل کانفرنس مدعو کرے تو لیگ کو اس میں ضرور بالضرور شریک ہونا چاہئے''۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے سر شیخ عبد القادر کو کرسی صدارت سنبھالنے کی دعوت دیتے ہوئے حاضرین سے ان کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا:

''شیخ عبد القادر کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ ہندوستان کی ان مایہ ناز ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے ملک اور مسلمان فرقے کے لیے نہایت شاندار خدمات سرانجام دیں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ان کی صدارت میں نمایاں ترقی کرے گی اور آپ کی رہنمائی ہمارے لیے موجب صدر افتخار ہو گی۔''

شیخ عبدالقادر نے اپنے خطبۂ صدارت میں فرمایا:

کانگرس اور مسلم لیگ کو پہلے یہ لازم ہے کہ اپنے اپنے گھر کو درست کرلیں پھر لوگوں کی تنظیم زور و شور کے ساتھ شروع کردیں اور اس کے بعد دونوں آپس میں مل کر ساتھ ساتھ کام کرنے کے لئے کسی تدبیر پر غوروخوض کریں۔ اس کو انجام دینے کے بعد دونوں متفق ہو کر رائل کمیشن کے پاس آئینی اصلاحات کے مطالبہ کو زوردار انداز کے ساتھ پیش کریں۔ لیکن اس اثنا میں اقتصادی وصنعتی و اخلاقی ترقیات کے لئے دونوں مل کر جدوجہد شروع کردیں۔

فرقہ وارانہ نمائندگی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسمبلی وکونسل و دیگر پبلک باڈیز میں مسلمانوں کی نمائندگی کی تعداد میں کچھ اضافہ کیا جانا چاہئے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اس وقت تک علیحدہ انتخابات کا ہونا لازمی ہے۔ تنظیم وتبلیغ کی طرف مسلمانوں کو خاص توجہ رکھنی چاہئے۔ کاشتکاروں کے لئے لازم ہے کہ وہ کوآپریٹو تحریک کی حمایت کریں کیونکہ یہ ان کے لئے بہت ہی سودمند ثابت ہوگی"۔

30 دسمبر 1926ء کو لیگ کی دوسری نشست میں سات تجاویز پاس ہوئیں۔ پہلی تین تجاویز کے ذریعہ حسب ذیل حضرات کے انتقال پر ملال پر اظہار افسوس کیا گیا۔ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی' خواجہ یوسف شاہ ممبر مسلم لیگ۔ سوامی شردھانند' عبدالرشید (جنکو سوامی شردھانند کے قتل کے جرم میں سزائے موت دی گئی تھی)۔

تیسرا دن - 31 دسمبر 1926ء

سر محمد یعقوب نے اس تجویز کی تحریک کی کہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ آئندہ لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر غوروخوض کرنے کیلئے سنڈھرسٹ کمیٹی کی رپورٹ کو شائع کردیا جائے۔ نیز یہ استدعا کی کہ افواج کو ہندوستانی بنانے کے لئے کوئی ترکیب نکالی جائے۔

ملک برکت علی (لاہور) نے یہ تجویز پیش کی کہ آئینی کمیشن میں مسلمانوں کی کافی نمائندگی ہونی چاہئے اور اس سلسلہ میں ایسے مسلمان کا تقرر کیا جائے جس پر مسلمانوں کو کافی اعتماد ہو۔

مسٹر عبدالعزیز صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ شمال مغربی سرحد (صوبہ) میں بغیر کسی تامل کے فوراً اصلاحات جاری کی جائیں۔[64]

چوتھی نشست

جب لنچ کے بعد مسلم لیگ کا اجلاس شروع ہوا تو اس کا سب سے زیادہ اہم اور فوری ریزولیوشن محمد علی جناح نے پیش کیا جس کا عنوان "Future Constitution of India" تھا۔ آپ نے اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے فرمایا:

☆ مسلم لیگ کی خواہش ہے کہ قانون حکومت ہند مجریہ 1919ء میں ترمیم ہونی چاہیے۔

☆ مسلمان حکومت کے ساتھ عدم تعاون کی کسی بھی حکمت عملی سے اتفاق نہیں کرتے۔

☆ ''میثاق لکھنؤ'' ہماری درخواست پر مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ پہل انڈین نیشنل کانگریس کی طرف سے ہوئی تھی اگرچہ اختلافی رائے موجود تھی تاہم وہ سمجھتے ہیں کہ ''میثاق'' دشواریوں کا بہترین عارضی حل تھا۔

☆ (انہوں نے کانگریس اور ہندو مہاسبھا کے رہنماؤں سے اپیل کی کہ) مسلمان فرقے کی دوستی اور یگانگت کا ہاتھ تھام لیں ..... ماضی کو فراموش کردیا جائے۔ تیز تلوار کو دفنا دیا جائے ایک مشترکہ مطالبہ تیار کرنے کے لئے دوستی اور یگانگت کے جذبے کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھ جائیں۔ ہمیں عدل وانصاف کے سوا کچھ نہیں چاہیے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم دو فرقے اپنے اختلاف طے کرلیں تو ذمہ دار حکومت کے ضمن میں نصف کام ہو جائے گا۔

☆ ہم کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو پھر مسلمانوں کے لیے دوسری راہ یہی رہ جائے گی کہ وہ رائل کمیشن کے سامنے پیش کرنے کے لیے اپنا مقدمہ خود تیار کریں اور لڑائی لڑیں۔ اگر رائل کمیشن مسلمانوں کو مطمئن نہ کرسکا تو وہ اپنی جدوجہد کو اعلیٰ ترین ٹربیونل تک لے جاسکتے ہیں۔ وہ اس کے قائل رہیں گے کہ ایک اصول جوان کے لیے مقدس اور حیات وموت کا مسئلہ ہے مستحکم ہو جائے ..... مسلمانوں اور ہندوؤں کے بہتر اذہان یہ محسوس کریں گے کہ ہند کے لیے واحد راستہ دوستی یگانگت اور تعاون کے ساتھ کام کرنا ہے۔

☆ آل انڈیا مسلم لیگ اس رائے کی حامل ہے کہ ہند کے موجودہ دستور میں ترمیم ہونی چاہیے اور مطالبہ کرتی ہے کہ حکومت اس مقصد کی خاطر قانون حکومت ہند مجریہ 1919ء پر نظر ثانی کرے۔

☆ (حکومت) بلا کسی تاخیر کے ایک رائل کمیشن کا تقرر عمل میں لائے جو ضروری تحقیق وتفتیش کے بعد

ایسی سکیم مرتب کرے جو ہند کے دستور محکم اور مستقل اساس پر استوار کردے اور جس میں ہند میں ''مکمل خود مختار'' حکومت کے قیام کی غرض سے از خود پیشرفت کا اہتمام ہو۔

☆ آل انڈیا مسلم لیگ باضابطہ طور پر دوبارہ اور غیر مبہم طریقے سے اعلان کرتی ہے کہ اس میں حسب ذیل بنیاد اور بنیادی اصولوں کو شامل کیا جائے اور ان کی ضمانت دی جائے۔

1- ملک کی تمام مجالس قانون ساز اور دیگر منتخب ادارے اس قطعی اصول کی بنا پر تشکیل دیے جائیں کہ ہر صوبے میں اقلیتوں کو اکثریت میں تخفیف یا اسے برابر کیے بغیر مناسب اور موثر نیابت دی جائے۔

2- فرقہ وارانہ گروہوں کے لیے موجودہ جداگانہ طریق کے طریقے کو برقرار رکھا جائے بشرطیکہ کسی بھی فرقے کے لیے یہ راہ کھلی رہے کہ وہ جب چاہے اپنے جداگانہ طریقہ انتخاب کو مشترکہ طریقہ انتخاب کے حق میں خیرباد کہہ سکے۔

3- دوبارہ علاقائی تقسیم جب بھی ضروری ہو جائے' کسی طریقے سے بھی پنجاب' بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت کو متاثر نہیں کرے گی۔

4- تمام فرقوں کو مکمل آزادیٔ عقیدہ' عبادت' تعمیل رسوم' تبلیغ' انجمن سازی اور تعلیم کی ضمانت دی جائے گی۔

5- کسی مقننہ میں کوئی ایسا مسودہ قانون یا قرارداد یا اس کا کوئی جزو منظور نہیں کیا جائے گا جس کی کسی فرقے کے ارکان کی تین چوتھائی تعداد مخالفت کرے۔

مسلم لیگ حسب ذیل افراد پر مشتمل ایک مرکزی کمیٹی قائم کرتی ہے:

جو دیگر سیاسی جماعتوں کی جانب سے مقرر کردہ کمیٹی یا کمیٹیوں کے ساتھ ممکنہ طور پر باہمی مشاورت کے ساتھ ایک اسکیم مرتب کرے جسے مسلم لیگ کے غور و خوض کی غرض سے مسلم لیگ کونسل کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اسے رائل کمیشن کو پیش کیا جاسکے۔''[65]

(1) مسٹر ایم اے جناح، (2) سر عبدالرحیم (3) مسٹر عبدالعزیز' (4) سر میاں محمد شفیع، (5) شیخ عبدالقادر، (6) مولوی محمد یعقوب، (7) سر علی امام، (8) مسٹر محمد حسین، (9) سر عبدالقیوم۔''

اس کے بعد صوبائی کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ان صوبوں میں صوبہ سرحد' پنجاب' دہلی' یو پی' بنگال' بمبئی'

سی پی بندر اس شامل تھے دیگر صوبوں کے لیے مسلم لیگ کونسل کو اختیار دیا گیا کہ وہ ناموں کا انتخاب کرے۔

آنریری سیکرٹری اور مسلم لیگ کے صدر دفتر کی تبدیلی کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آنریری سیکرٹری صاحب کی تاریخ ختم ہو رہی ہے لہٰذا ڈاکٹر سیف الدین کچلو آنریری سیکرٹری کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ سید ظہور احمد کی تائید اور مولوی محمد یعقوب کی تائید مزید سے ڈاکٹر کچلو آنریری سیکرٹری مقرر کیے گئے۔ لیگ نے فیصلہ کیا کہ اس کا صدر دفتر دہلی منتقل کیا جائے اور مرزا اعجاز حسین ایڈووکیٹ اور جناب ایس ایم عبداللہ آنریری جوائنٹ سیکرٹری مقرر کیے جائیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے ریٹائر ہونے والے سیکرٹری سید ظہور احمد اور جوائنٹ سیکرٹری مسعود الحسن اور چودھری خلیق الزمان کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے 1919ء سے لے کر 1926ء تک شاندار خدمات انجام دیں اور نہایت تندہی اور قابلیت اور خلوص نیت کے ساتھ ناگزیر حالات میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ یہ قرارداد سر عبدالرحیم کی تائید اور مولوی محمد یعقوب کی تائید مزید سے منظور ہوئی۔[66]

آل انڈیا مسلم لیگ اُنیسواں سالانہ اجلاس

بمقام کلکتہ 30 دسمبر 1927ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے فیصلے کی روشنی میں انیسواں سالانہ اجلاس کلکتہ کے ٹاؤن ہال میں 30 دسمبر 1927ء کی شام کو شروع ہوا۔ ٹاؤن ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جس میں ممتاز لیڈر اور چیدہ چیدہ مہمان شامل تھے جن میں مسز اینی بیسنٹ' مسز سروجنی نائیڈو' میجر گراہم پول(Pole)' مسٹر گیرٹ (Garret)' مسٹر ٹی سی گوسوامی' مسٹر ایس-سی مِتر (Mitter) اور مسٹر این-آر-سرکار (Sarkar) شامل تھے۔[67]

آل انڈیا مسلم لیگ کا انیسواں اجلاس منعقد کرنے کے مسئلہ پر مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ لیگ نے ہر دو فریقین میں سمجھوتہ وصلح کرا دینے کے لئے حتی الامکان کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن اس کا کوئی کامیاب نتیجہ نہ نکل سکا۔ اس معاملہ میں ایک طویل بحث ومباحثہ ہوا۔ لیگ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے اس کے متعلق حسب ذیل بیانات جاری کئے تھے۔

''حکیم محمد اجمل خان صاحب کی علالت کے باعث آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس حکیم صاحب کے قیام گاہ پر منعقد ہوا۔ 23 ممبر جلسہ میں شریک تھے۔ جلسہ شروع ہوتے ہی ملک فیروز خان صاحب نون نے جنرل سیکرٹری سے یہ دریافت کیا کہ اس اجلاس کو لیگ کے کون سے قانون کے تحت طلب کیا گیا ہے۔ جواب میں ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے یہ فرمایا کہ بنگال' مدراس وچند دیگر مقاموں سے میرے پاس چند خطوط وتار موصول ہوئے ہیں جن میں یہ خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ اجلاس منعقد کرنے وصدر کے انتخابات کے متعلق از سر نو غور وخوض کر کے کسی نئے فیصلے کی تشکیل کی جائے اور یہ جلسہ مسلم لیگ کے آئین کی شق نمبر 19 کے تحت طلب کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے سیکرٹری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ضرورت محسوس کرنے پر مسلم لیگ کے اجلاس کو ہر وقت طلب کر سکتا ہے۔ نیز یہ اجلاس مسلم لیگ کے صدر مسٹر محمد علی جناح کے مشورے سے طلب کیا گیا ہے۔ ملک فیروز خان صاحب کی طریق بحث واستدلال پر مولانا محمد علی صاحب کے اعتراض کے بعد طویل بحث کے بعد صدر لیگ نے یہ اعلان کیا کہ کونسل کے اجلاس کا طلب

کرنا اہم ضروری ولابدی تھا''۔

اس کے بعد ایجنڈا کے مسئلوں پر بحث شروع ہوئی۔ پہلے سالانہ اجلاس منعقد کرنے کا سوال اٹھایا گیا۔ بحث ومباحثہ کے بعد ووٹ لئے جانے پر کلکتہ کی طرفداری میں 84 ووٹ اور لاہور کی طرفداری میں 54 ووٹ آئے۔ اس کے بعد صدر نے یہ اعلان کیا کہ لیگ آئندہ اجلاس کے لئے کلکتہ منتخب کیا گیا ہے۔ اس اعلان کے بعد ملک فیروز خان نون۔ سر محمد اقبالؒ، مولانا حسرت موہانی وچند دیگر معزز حضرات جلسہ سے چلے گئے۔

لیگ کی کونسل کے فیصلہ کے مطابق آل انڈیا مسلم لیگ کا اُنیسواں اجلاس 30 دسمبر کی شام سے کلکتہ ٹاؤن ہال میں شروع ہوا۔ مسز نائڈو، مسز بیسنٹ، میجر گراہم پول، مسٹر گیرٹ، مسٹر ٹی۔ سی گوسوامی۔ مسٹر نلنی رنجن سرکار، ایس سی سرکار نے اپنی شرکت سے جلسہ کی رونق افزائی کی جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے جلسہ کی صدارت کے لئے سر محمد یعقوب کا انتخاب عمل میں آیا۔

مولوی مجیب الرحمن چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے اپنے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب وسائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے لئے پرزور طریقہ سے زور دیا۔ آپ نے کہا کہ قانون بناتے وقت عوام الناس کے مطالبات کا مدنظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے ہندوستان کے لئے قانون سازی میں ہندوستانیوں سے مشورہ نہ لئے جانے کے یہ معنی ہیں کہ ہندوستان کے حقوق کو کچل ڈالنے کی سازش کا سامان کیا جارہا ہے کمیشن کو بائیکاٹ کرتے ہوئے ہم لوگوں کو چاہئے کہ لارڈ برکن ہیڈ کے چیلنج کو قبول کرلیں اور اپنے ملک کے لئے ایک آئین مرتب کریں۔ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو جداگانہ نمائندگی کا حق حاصل کرنے میں کامیابی نہ ہو سکے گی لیکن میں یقین کامل کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

خطبہ صدارت

مولوی محمد یعقوب نے خطبہ صدارت اردو میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ حکیم اجمل خاں صاحب کے انتقال پر ملال سے مسلم لیگ کے اجلاس میں پژمردگی چھائی ہوئی ہے یہ واقعہ ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے حکیم صاحب موصوف نے مرتے دم تک انتہائی کوشش جاری رکھی۔ مرحوم کی زندگی کا اصل مقصد ہندو مسلم اتحاد کا حصول تھا۔ لہٰذا اُن کی تعزیت میں ہم لوگوں کو چاہئے کہ ان کے مقصد کی حصول کے لئے کوشش

سے دست بردار نہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے مسلم لیگ کے اجلاس منعقد کرنے کے مسئلہ پر جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ فرمایا کہ آنریبل محمد علی جناح نے واضح طور سے یہ جتا دیا تھا کہ سائمن کمیشن کے متعلق کوئی شخص اظہار خیال نہ کرے۔ لیکن لاہور لیگ نے اسکی مخالفت کرتے ہوئے سر محمد شفیع صاحب کی صدارت میں اپنی پالیسی کا اظہار کر دیا۔ بہر کیف سائمن کمیشن کے متعلق کسی قسم کا اظہار خیال کرنے سے پرہیز کرتے ہوئے آپ نے یہ فرمایا کہ اس عنوان پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ لہٰذا اب اس کے متعلق کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ 1924ء، 1925ء، 1926ء میں حکومت نے اسمبلی کی پاس شدہ تجاویز کو ٹھکرا دیا تھا اور اب بغیر مانگے کمیشن مقرر کر رہی ہے اسکے اسباب پوشیدہ نہیں ہیں۔ حکومت اب یہ محسوس کر رہی ہے کہ اس وقت ہندو مسلم اتحاد قائم ہونا ناممکن ہے لہٰذا ایسے موقع پر کمیشن کا تقرر ان کے نقطہ نظر سے فائدہ سے خالی ثابت نہ ہوگا۔ چونکہ ہندوستانی اسکے متعلق ایک مخلوط رپورٹ نہیں تیار کر سکتے اس لئے انہیں اس سے محروم کر دیا گیا ہے۔ آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ میں حکومت کا مخالف نہیں ہوں بلکہ اس کا حامی ہوں اور میری یہ خواہش ہے کہ مسلمانوں کا بھی طرز عمل حکومت کے ساتھ ویسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ حکومت ان کے ساتھ برتاؤ کرتی ہے۔ کمیشن کے متعلق حکومت ہم لوگوں کی حمایت کی خواہاں نہیں ہے لہٰذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ کمیشن کے نزدیک بھی نہ جائیں۔

ہندو مسلم جھگڑوں کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے وہ کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتے۔ **مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ صلحنامہ کرنے کے وقت ہمارے رسول مقبول ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک ہاتھ لو اور ایک ہاتھ سے دو۔** لہٰذا اگر ہم لوگ اس پر قائم رہیں تو ہم لوگوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اتحاد کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم لوگ اپنے جائز حقوق سے دستبردار ہو جائیں۔ مدراس کانگرس نے سمجھوتے کے لئے جو ترکیب نکالی ہے وہ بیشک قابل تسلیم ہے لہٰذا لیگ کو چاہئے کہ اس پر غور و خوض کرے اور اگر کسی جگہ ترمیم کی ضرورت محسوس کرے تو اس کے لئے عملی قدم اٹھائے۔ مسلمانوں پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ اگر وہ فی الحقیقت سوراج کے خواہاں ہیں تو آئین سازی کے لئے ایک مشترکہ بیان جاری کریں۔ لہٰذا ہم لوگوں کے لئے لازمی ہے کہ ان کی شکایت کو رفع کرنے کے غرض سے کانگرس کے فیصلے پر نظر ثانی کریں اور اگر اس میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو اس کا مطالبہ کریں اگر سمجھوتے کی کوئی صورت نکل آئی تو سوراج کی اسکیم پر غور و خوض کرنے کے لئے لیگ کا ایک اہم ضروری جلسہ طلب کیا جائے۔ آخر میں

آپ نے نہایت افسوس کے ساتھ یہ فرمایا کہ ہندوستان میں ہم لوگوں کا ایک بھی اخبار نہیں ہے۔ بغیر اخبار کے سیاسی جنگ کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک سپاہی بغیر تلوار کے میدان جنگ میں جاتا ہے۔ اگر ہم لوگ ایک اخبار جاری نہیں کر سکتے تو کس بناء پر سوراج کی اُمید کر سکتے ہیں۔ اس معاملے میں ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ رہبر آف محمود آباد کی کوششوں میں ہاتھ بٹائیں۔ ہندوستان میں اس وقت ایک طوفان عظیم برپا ہے اور مسلم لیگ کی کشتی بھنور میں ہے۔ اس کو بھنور سے نکالنے کے لئے وہ ہمیشہ تیار ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ چند ملاحوں کی ضرورت ہے۔

مسز سروجنی نائیڈو و مسز اینی بیسنٹ کی مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جلسہ دوسرے دن کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

دوسرا اور تیسرا دن صرف قراردادوں کے لیے مخصوص تھا جو 31 دسمبر 1927ء سے لے کر یکم جنوری 1928ء تک محدود تھا ان ایام میں نہایت اہم اور ضروری قراردادیں منظور ہوئیں۔

اجلاس صبح ہی سے شروع ہوا۔ جناب صدر نے پہلی دو تجاویز پیش کیں جن کو سب نے کھڑے ہو کر منظور کیا۔

حکیم محمد اجمل خان صاحب کی اچانک موت پر ہندوستان کو جو نقصان عظیم پہنچا اس کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ افسوس و ملال ظاہر کرتی ہے۔ ہندوستانی آزادی و ہندو مسلم اتحاد و قوم کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں وہ عدیم المثال ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ خداوند کریم سے دعا کرتی ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز لیگ اس حادثہ جانکاہ میں مرحوم کے اقربا کے ساتھ قلبی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

سید آل نبی صاحب کی اچانک اور بے وقت موت پر بھی آل انڈیا مسلم لیگ اظہار افسوس و ملال کرتی ہے کیونکہ مرحوم لیگ کے بہت بڑے حامی و جفاکش ممبر تھے۔ لیگ مرحوم کے اقربا کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے خداوند کریم سے دعا کرتی ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

سر علی امام نے منجانب سبجکٹ کمیٹی حسب ذیل تجویز پیش کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ پر زور طریقہ سے یہ اعلان کرتی ہے کہ باشندگان ہند کسی صورت میں بھی آئینی کمیشن اور کی تجاویز کو قبول نہ کریں گے۔ اس لئے لیگ ملک کے سارے مسلمانوں کو آگاہ کرتی ہے کہ وہ کمیشن سے کسی قسم کا بھی سروکار نہ رکھیں۔ نیز

الدین نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستانیوں کو کمیشن سے محروم رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ حکومت برطانیہ کو ہندوستانیوں کی عزت و احترام کا قطعی احساس نہیں ہے اور وہ انکے جذبات کو ٹھیس پہنچانا چاہتی ہے۔تاہم میں مسلمانوں سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دیگر اقوام کمیشن کو بائیکاٹ نہ کرینگی تو کیا مسلمان اس حالت میں بھی اس کا بائیکاٹ کریں گے یقین جانئے کہ اگر مسلمانوں نے اسے بائیکاٹ کیا تو ان کی سیاسی آزادی وحقوق کا جنازہ ہندوستان سے ہمیشہ کے لئے نکل جائے گا۔کیا اچھا ہوتا ہم لوگ اپنے اختلافات کو سلجھا کر باہمی مشوروں سے ایک آئین مرتب کرکے لارڈ برکن ہیڈ کے دانت کھٹے کردیتے۔

مولانا محمد علی نے ان کی تقریر کے جواب میں یہ فرمایا کہ ہندوؤں نے کمیشن کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔لہٰذا ہم لوگوں کا خوف وخطرہ اب جاتا رہتا ہے۔میرے خیال میں مسلمان تھوڑے سے فائدے کی غرض سے اسلام کی عظمت میں دھبہ نہ لگا ئینگے۔

محمد علی کریم چھاگلہ سیکرٹری صوبہ بمبئی مسلم لیگ نے کہا کہ کمیشن کے بائیکاٹ کو کامیاب بنانے کے لئے ہر مسلمان کا یہ قومی فرض ہے کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل کرے بہت دیر تک بحث ومباحثہ کے بعد یہ تجویز متفقہ طور سے منظور ہوگئی صرف دو حضرات نے اس کے خلاف ہاتھ اٹھایا۔

جناب ملک برکت علی نے حسب ذیل تجویز کی تحریک کی:-

لیگ اپنی کونسل کو یہ اختیار دیتی ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کی مجلس عاملہ و چند دیگر سیاسی جماعتوں سے باہمی اشتراک کرکے ہندوستان کے لئے ایک آئین مرتب کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کرے۔آئین میں لیگ کے حسب ذیل مطالبات وتجاویز کا خاص طور سے خیال رکھا جائے۔نیز یہ سب کمیٹی انڈین نیشنل کانگرس کی خواہش کے مطابق نیشنل کنونشن میں شرکت کرے جو آئندہ مارچ میں دہلی میں منعقد ہونے والا ہے۔

بمبئی پریسیڈنسی سے سندھ کو علیحدہ کردیا جائے اور اسے ایک علیحدہ آزاد صوبہ قرار دیا جائے۔

بلوچستان وشمالی مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات جاری کی جائیں اور دیگر صوبوں کی طرح انہیں بھی مساوات کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

ملک کی مختلف مجالس مقننہ کی نمائندگی کے لئے مسلمان اس وقت تک جداگانہ انتخابات سے

دستبردار نہ ہوں گے۔ جب تک کہ بلوچستان وشمال مغربی سرحد صوبہ میں اصلاحات نہ جاری کی جائیں گی۔ اگر ان کے یہ مطالبات تسلیم کر لئے جائیں تو مسلمان جداگانہ انتخابات کو ردکر کے مشترکہ انتخابات کے زیر عمل آنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ مختلف فرقوں کی آبادی کے لحاظ سے نشستیں مخصوص کردی جائیں۔

سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ و بلوچستان کی مسلم اکثریت وہاں کی ہندو اقلیت کو ان کی آبادی کے لحاظ سے نشستیں وحقوق عطا کرے گی بشرطیکہ ہندو اکثریت بھی اپنے صوبوں میں مسلم اقلیت کے ساتھ ایسا ہی طرزِ عمل اختیار کرے نیز لیگ یہ خواہش ظاہر کرتی ہے کہ مذکورہ بالا تجاویز میں مدراس کانگرس کی ان تجاویز کو شامل کیا جائے جس میں گائے کشی و باجہ و تبلیغ ومجلس مقننہ میں مذہبی قانون سازی و مذہبی آزادی کا ذکر کیا گیا ہے۔

ملک برکت علی نے اس تجویز پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ تبدیلی کے ذریعہ ہم لوگ اپنے ہندو ہم وطنوں کو باہمی اشتراک کے لئے ایک مخلصانہ موقع دے رہے ہیں اور ان کے اعتراضات پر جداگانہ انتخابات کے اصول کو منسوخ کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ واضح رہے کہ ہندو بھائیوں کو بھی ہم لوگوں کے مطالبات کے حصول کا اقرار کرنا لازمی ہوگا۔

مولانا شوکت علی نے اس تجویز پر لیگ کو مبارکباد دی اس کے بعد مسز اینی بیسنٹ نے یہ اعلان کیا کہ ذاتی حیثیت سے میں تجاویز کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں۔ اور ان سب تبدیلیوں کا ذکر اگر بل میں نہ کیا گیا تو دارالعوام میں اس بل کو شکست دینے کے لئے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھوں گی۔ لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ بل میں ان ترمیمات کو شامل کرنے میں شاید کوئی دقت ہوگی۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کے بعد اپنی تقریر میں یہ کہا کہ مسلمانوں نے لکھنؤ پیکٹ کے ذریعہ اپنے حقوق و مفاد کو خود ہی فروخت کر ڈالا۔ 1916ء کے پیکٹ کے رو سے جو جداگانہ انتخابات حاصل ہوئے اس سے مسلمانوں کی نمائندگی محفوظ کردی گئی لیکن اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے زیادہ اشد ضروری چیز یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی تعدادی طاقت کا اقرار و منظوری حاصل کرلیں۔ اگر مسلمانوں نے اس پر عمل نہ کیا تو ان کی ہستی کی کشتی کو غرقاب ہو جانے کا بہت زیادہ اندیشہ ہے۔ پانچ مسلم صوبوں کے برخلاف ہندوؤں کے نو صوبے ہوں گے اور جس طرح سے ہندو ان صوبوں میں مسلم اقلیت کے ساتھ پیش آئیں گے اسی طرح مسلمان بھی اپنے صوبہ کی ہندو اقلیت کے ساتھ برتاؤ کریں گے۔ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے

لئے کیا یہ ایک نیا ہتھیار ہم لوگوں کے ہاتھ نہیں لگا ہے۔

مسز سروجنی نائیڈو و میجر گرہم پول نے اپنی تقاریر میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہر ہندوستانی کو ہندوستانی کہلانے پر فخر حاصل ہونا چاہئے۔ ووٹنگ ہونے پر تجویز بالاتفاق رائے منظور ہو گئی۔

آئین میں کچھ ردو بدل کی سفارش کرنے کے لئے ایک چھوٹی سب کمیٹی مقرر کی گئی اور اجلاس دوسرے دن کے لئے برخواست کر دیا گیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ (لاہور لیگ) کا اجلاس 1927ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے کلکتہ کے اجلاس کے فیصلوں کو سن کر لاہور لیگ کے سارے منصوبوں پر پانی پھر گیا اور اس کی مخالفت میں لاہور مسلم لیگ نے دوسرے دن سے لاہور میں اپنا ایک اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ لاہور کے اجلاس کی منظوری کے سلسلہ میں ملک کے مختلف مقامات سے پچیس معززین و چند اداروں کے خطوط و برقی تار موصول ہوئے تھے ان میں سے چند مشہور انجمنیں و قابل ذکر ہستیاں جن کے پیغامات موصول ہوئے تھے۔ ان کے اسم گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) سر محمد فخر الدین (بہار) انجمن اتحاد اسلامیہ (پونہ) مسلم فیڈریشن (بمبئی) خلیفۃ المسیح (قادیان) لاہور لیگ کا اجلاس 31 دسمبر کو سوا گیارہ بجے دن میں اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں شروع ہوا۔ مجمع کثیر تھا۔ لارڈ ہیڈلے کی تشریف آوری پر ہال نعروں سے گونج اٹھا۔ 352 مندوبین جلسہ میں شریک تھے جن میں سے 300 پنجاب کے تھے۔ 21 صوبہ متحدہ۔ 12 شمال مغربی سرحد صوبہ کے 6 بمبئی اور چھ دہلی کے۔ کلکتہ کے چار اشخاص شریک ہوئے اور سندھ سے تین اشخاص۔

نیز ملک کے مختلف مقامات سے چند حضرات کے پیغامات موصول ہوئے تھے جو بہ سبب مجبوری جلسہ میں شریک نہ ہوسکے۔ ان میں سے ایک سید امیر علی صاحب نے لندن سے بھیجا تھا۔ جس میں انہوں نے اس امر پر زور ڈالا تھا کہ کمیشن کا بائیکاٹ کرنا کسی حالت میں بھی مصلحت آمیز مشورہ نہیں ہے۔

صدر استقبالیہ کمیٹی کا صدارتی خطبہ

مندوبین کو خوش آمدید کہتے ہوئے نواب سر ذوالفقار علی خان نے کہا کہ نہایت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے چند مشہور برادران وطن جن کی موجودگی نہایت ہی لازمی تھی وہ آج یہاں سے غیر حاضر ہیں۔ مسلمانوں کے چند طبقوں نے جو کلکتہ میں اجلاس منعقد کر رکھا ہے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ موجودہ سیاسی امور کو اور اس نازک دور کی صورت حال و پیچیدہ معاملوں کو سمجھ سکیں۔ سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے متعلق آپ نے کہا کہ مسلمانوں نے جو کمیشن کے ساتھ اتفاق کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ کسی جلد بازی کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ہندوؤں کے ظلم و ستم نے مجبور کر کے ہم لوگوں کو یہ راستہ بتایا ہے اور حقیقت بھی

یہی ہے کہ مسلمانوں کو سوائے اس کے کوئی اور دوسرا اچھا راستہ نظر بھی نہیں آتا ہے لہٰذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ اپنی قسمت کو کمیشن کے حوالہ کردیں۔ اور اسی سے انصاف کے خواہاں ہوں۔ اس کے بعد سر ذوالفقار علی خان نے مسلمانوں کے لئے حسب ذیل مطالبات کے حصول کی خواہش ظاہر کی۔

(۱) آبادی کے لحاظ سے لوکل باڈیز و مختلف مجالس واضعان قانون میں جداگانہ نمائندگی ہونی چاہئے۔

(۲) جداگانہ انتخابات (۳) بمبئی سے سندھ کی علیحدگی (۴) سرحدی صوبہ و بلوچستان کیلئے اصلاحات کی منظوری (۵) مسلمانوں کا ملازمتوں میں کافی حصہ ہونا چاہئے۔

آخر میں آپ نے یہ کہا کہ اگر صوبوں میں اصلاحات جاری کی جائیں تو کوئی سبب نہیں ہے کہ پنجاب کو اس سے محروم رکھا جائے۔ پنجاب کے ہر فرزند کا خون اس وقت آزادی کے نام پر بھینٹ چڑھانے کے لئے جوش مار رہا ہے۔

حکومت برطانیہ میرے خیال میں اتنی احسان فراموش نہیں ہے کہ ہم لوگوں کے مطالبات کو رد کردیگی۔ کیونکہ موجودہ تہذیب و تمدن کو برقرار رکھنے کے لئے پنجابی بہادر سپاہیوں نے جو کارنامے و بہادری دکھلائی ہے وہ عدیم المثال ہے اور وہ چودھویں شب کے چاند کے مانند صفحۂ ہستی پر درخشاں رہے گا۔ ہندو بھائیوں سے درخواست کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اپنے اپنے اختلافات کو ختم کرانے کے لئے ابھی موقع ہاتھ سے نہیں نکلا ہے۔ کلید کامیابی اتحاد کے ہاتھ میں ہے لہٰذا سب چیز کا دارومدار ہم لوگوں کے باہمی اتحاد و اتفاق پر ہے ہم لوگوں کو ایسا جادو کرنا چاہئے۔ جس کے اثر سے ایک ہو کر ساری دنیا کو اپنے قدموں کے نیچے لے آئیں لیکن اگر ہندو بھائی ہم لوگوں کی اتفاق و اتحاد کی درخواست کو قبول نہیں کرتے تو اس کی ذمہ داری ان کے سر ہے۔

خطبۂ صدارت

صدر جلسہ میاں محمد شفیع نے اپنے خطبہ صدارت میں یہ فرمایا کہ ملک کے موجودہ سیاسی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی اگر مشترکہ انتخابات ہندوستان میں قرار دیئے گئے تو میں یقین کامل کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہندو مسلمان کی باہمی کشیدگی اور بھی بڑھ جائیگی اور یہ ہندوستانی قومیت کے لئے بہت ہی مضر ثابت ہوگی۔ جداگانہ انتخابات سے فرقہ وارانہ نزاع کا جو اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے وہ مجھے عجیب مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے اس کی اشد ضرورت ہے کہ ہندوستان میں انتخابات کے طریقوں کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس کی

رو سے ہر طبقہ کی نمائندگی اس کی آبادی کے لحاظ سے واجب و جائز ہو۔ سائمن کمیشن کے متعلق آپ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مسلم لیگ کو چاہئے کہ وہ اپنی سیاسی وفرقہ وارانہ شکایتوں کو ہندو بھائیوں کے روبرو پیش کر کے باہمی مشوروں سے ایک تسلی بخش سمجھوتہ کریں اس کے بعد آئینی اصلاحات کی ترتیب کے لئے ایک اسکیم بنائیں جس میں ہندوستان کی سیاسی جماعتوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا کافی خیال رکھا جائے اور ان کے جائز حقوق کی حصول کے لئے سامان مہیا کرنا لازمی قرار دیا جانا چاہئے۔

دیگر جماعتوں کی مقررشدہ کمیٹیوں سے باہمی مشورہ سے اس کے لئے ایک تسلی بخش سکیم تیار کرنے اور عوام الناس کی رائے دریافت کرنے کے لئے لیگ کی طرف سے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ صدر جلسہ صوبہ سرحد میں آئینی و انتظامی اصلاحات کے نفوذ اور سندھ کی بمبئی پریسیڈنسی سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ صوبائی ومرکزی اسمبلیوں میں فوری اصلاحات نافذ کئے جانے کے مطالبہ کے سلسلہ میں آپ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ سیاسی وغیر ملکی صیغوں کو ایک ممبر کے تحت کیا جائے اور فوجی صیغوں کے لئے ایک علیحدہ ممبر مقرر کیا جائے۔ اور وائسرائے کی کونسل آٹھ ارکان پر مشتمل ہونی چاہئے۔ جن میں سے چار ہندوستانیوں کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں۔ نیز مرکزی حکومت کے لئے ممبر عوام کے منتخب کئے ہوئے نمائندوں میں سے چنے جائیں آخر میں آپ نے کلکتہ کے اجلاس وسر محمد یعقوب کی صدارت کو ناجائز قرار دیتے ہوئے خطبہ ختم کیا۔

جلسہ چند ساعت کیلئے ملتوی کردینے کے بعد شام کے ساڑھے تین بجے پھر شروع ہوا۔

مسٹر غزنوی (بنگال) نے پہلی تجویز کی تحریک کی جو حسب ذیل ہے:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجلاس ہندوستان کی تمام غیر مسلم جماعتوں کے لیڈروں کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ قبل اس کے کہ رائل کمیشن اپنی کارروائی شروع کرے۔ مسلم حقوق اور ہندوستان کے آئندہ آئین کے متعلق ہم لوگوں کے ساتھ ایک تشفی بخش صلحنامہ کرلیا جائے۔ تا کہ ہر طبقہ کے جائز حقوق وضوابط کی تحفظ کا خیال رکھتے ہوئے ضابطہ آئین کمیشن یا برطانوی پارلیمنٹ یا ہر دو کے روبرو پیش کرنے کے لئے آئینی مسودوں کو مشترکہ طور سے تیار کیا جائے۔ اس تجویز کی تحریک کرتے ہوئے مسٹر غزنوی نے حاضرین جلسہ کو یہ رائے دی کہ کمیشن کا بائیکاٹ کرنا کسی حال میں موزوں نہیں ہے اور ہرگز ہرگز ایسے عمل کا اقدام نہیں کرنا چاہئے۔

مولانا حسرت موہانی نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ عدم تعاون (Non-cooperation)

کے تجربوں نے مجھے یہ یقین دلایا ہے کہ کمیشن کا بائیکاٹ کرنے میں ہم لوگوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ علاوہ بریں کمیشن کا کامیابی کے ساتھ بائیکاٹ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ہم لوگوں کو لازم ہے کہ یکجا ہوکر ہندوستان کے لئے ایک آئین مرتب کر لیں اور اُسے کمیشن کے سامنے رکھ دیں۔ اگر کمیشن نے اُسے قبول نہ کیا تو اس صورت میں ہم لوگوں کو چاہئے کہ بائیکاٹ کریں۔ لیکن فی الحال بائیکاٹ وغیرہ کے متعلق ہم لوگوں کو کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔

چودھری افضل حق نے یہ فرمایا کہ چونکہ (Non-cooperation) تحریک عدم تعاون کے دنوں میں بائیکاٹ پروگرام میں ہم لوگوں کو کامیابی نہیں ہوئی اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ رائل کمیشن کے بائیکاٹ کا خیال ہم لوگوں کو ترک کر دینا چاہئے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ ساری دنیا کو اسلام کے دائرہ میں لے آئے کیا مسلمانوں نے اس مرحلہ میں مکمل کامیابی حاصل کی ہے اگر نہیں کی ہے تو کیا انہیں مذہب اسلام سے کنارہ کشی اختیار کر لینا چاہئے۔ پچاس سال کی گداگری کے بعد حکومت برطانیہ نے ہم لوگوں کو صرف جداگانہ انتخابات عطا کیا ہے۔ تو کیا یہی مسلمان کے مقصد کی حد ہے۔

اس تجویز میں وہ کچھ ترمیمات کرنا چاہتے تھے لیکن وقت ختم ہو جانے کے باعث مجبوراً انہیں بیٹھ جانا پڑا۔

مسعود الحسن (صوبہ متحدہ) نے اس تجویز کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ کمیشن کے بائیکاٹ کرنے سے مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان پہنچے گا۔ مسلمان قومیت کے نام پر زہر کی گولیوں کو نگل کر اپنے حقوق کی ناؤ کو خود بخود ڈبو رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عالم (پنجاب) نے اس تجویز میں ترمیمات کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ تجویز کا دوسرا جزو بے معنی معلوم ہوتا ہے کمیشن کو ہرگز خوش آمدید نہیں کہنا چاہئے کیونکہ ہندوستانیوں کو کمیشن کی ممبری سے محروم رکھ کر حکومت برطانیہ نے ہم لوگوں کے جذبات کا پاس نہیں رکھا۔ کمیشن کے ممبروں کے سامنے گردن خم کرنے اور ان کی قدم بوسی سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ ان سے خیرات طلب کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر بطور تحفہ وہ سارا ہندوستان بھی مجھے دیدیں تو میں ان کے تحفہ کو ٹھکرا دوں گا کیونکہ مجھے کسی ایسے تحفہ کی ضرورت نہیں ہے جو خیرات پر مشتمل ہو۔ میاں شاہنواز (پنجاب) نے تجویز کی تائید کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ مجھے اس بات کا وثوق نہیں ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان برطانیہ کا خوشامدی ہو

ہے۔ضرورت کے وقت مسلمان نے ہزاروں کی تعداد میں اپنی جانیں قربان کردی ہیں۔ہم لوگوں کو فی الحال ایک ایسے آئین کی ضرورت ہے جس میں ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا کافی طور سے سامان کیا گیا ہو۔

راجہ غضنفر علی خان (پنجاب) نے ترمیمات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ کمیشن کے متعلق اگر لیگ تجاویز کو منظور کرنے کے بارے میں پریشان ہے تو وہ اس کے متعلق ایک دوسری تجویز پیش کرسکتی ہے۔ علاوہ بریں ہم لوگوں کے بہت سے لیڈر جوان دونوں کلکتہ میں ہیں ان کے مشورہ کا بھی خیال رکھنا ہم لوگوں کے لئے لازمی ہے۔

اورنگ زیب خاں (سرحد) نے یہ فرمایا کہ اگرچہ کمیشن سے ہم لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے تاہم اس کو بائیکاٹ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچے گا۔

انیس احمد (بمبئی) نے یہ فرمایا کہ ہندوؤں سے مسلمانوں کو کسی قسم کی بھلائی کی اُمید نہیں وابستہ کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے خاص بھائیوں اچھوتوں کے ساتھ بھی چھوت چھات برتتے ہیں۔

مظہر علی اظہر (پنجاب) نے ترمیمات کی تائید کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ہم لوگ ساری ذمہ داری ہندوؤں کے گلے ڈال رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بالمقابل ہندوؤں کے حکومت برطانیہ ہم لوگوں کے حقوق کو ہضم کرگئی ہے۔مسلمانوں کو گداگری سے کچھ نہیں مل سکتا۔ اس لئے میری یہ خواہش ہے کہ مسلمان اپنے اُن لاتعداد نقصان پر الزام عاید کرتے جو برطانیہ نے انہیں پہنچایا ہے اور ہندو بھائیوں کو اس الزام سے مبرا کردیتے۔

ظفر اللہ خان (پنجاب) نے فرمایا کہ برطانوی اقتدار کے خاتمہ کا جنازہ نکالنا ناممکنات میں سے ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پارلیمانٹری کمیشن کو قبول کرلیں اور اپنے مطالبات کو اس کے پاس پیش کریں۔

طویل بحث ومباحثہ کے بعد ڈاکٹر عالم کی ترمیم نامنظور قرار دی گئی۔

ڈاکٹر عالم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ پنجاب کی ووٹنگ کی دوبارہ گنتی کی جائے لیکن صدر نے اس سے انکار کردیا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک ایک ہڑبونگ مچ گئی اور ڈاکٹر عالم کی قیادت میں خلافت کمیٹی کے ارکان شرم شرم کے نعرے بلند کرتے ہوئے ہال سے نکل گئے۔

اس کے بعد یا مین خان کی حسب ذیل تجویز بالاتفاق رائے منظور ہوئی آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ اعلان کرتا ہے کہ 2 مارچ 1927ء کو دہلی میں جو چند مسلمانوں نے انفرادی حیثیت سے چند تجاویز مرتب کی ہیں۔ اس اصل شکل یا ترمیم شدہ شکل کو جسے مدراس کی کانگرس نے منظور کیا ہے ہندوستان کے مسلمان ناقابل قبول قرار دیتے ہیں۔

اس کے بعد حسب ذیل تجاویز منظور ہوئیں۔

صوبہ سرحد اور بلوچستان میں آئینی اصلاحات جاری کی جائیں۔ سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا جائے اور تیسری تجویز کے ذریعہ دیگر جماعتوں کی مقرر کردہ کمیٹی کی باہمی مشورت سے ہندوستان کے لئے لاہور کے سالانہ اجلاس کے اصولوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک آئین مرتب کرنے اور آئینی ترقیات کیلئے ایک اسکیم تیار کرنے کے واسطے 27 اراکین کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔

بنگال اور پنجاب کی صوبائی کونسل سے جن مسلمانوں کو اقلیت کے حقوق سے باز رکھا گیا ہے اس پر اعتراض کرتے ہوئے سر محمد اقبالؒ نے یہ تحریک پیش کی کہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ 1921ء میں جو مسلمانوں کے ساتھ جو بے انصافی کی گئی ہے اُسے مسترد کیا جائے۔ یہ تجویز بھی متفقہ طور سے منظور ہوئی۔

دوسری نشست یکم جنوری 1927ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی دوسری نشست ساڑھے بارہ بجے دن شروع ہوئی۔ خلافت والے آج کے جلسہ میں شریک نہ تھے۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خان نے پہلی تجویز کی تحریک کی۔ جس کی رو سے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کی معاشرتی انجمنوں کے لئے کافی سرمایہ کے لئے وظائف مقرر کردیئے جائیں۔ جہاں تک میرے تجربوں کا تعلق ہے۔ مسلمانوں کی تعلیمی ترقیات میں بہت ہی کم سرمایہ کے وظائف صرف کئے جاتے ہیں اور جب مسلمان اس کے لئے شور بپا کرتے ہیں تو انہیں انقلاب پسند جماعت میں شمار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے وظائف کی ایک کافی رقم علیحدہ قرار دی جائے۔ شجاع الدین نے اس تجویز کی تائید کی۔ تجویز منظور قرار پائی۔

مسعود الحسن (صوبہ متحدہ) نے ایک تجویز کی تحریک کرتے ہوئے صدر کو یہ اجازت دی کہ سیاسی اصولوں میں وحدت خیال پیدا کرنے کے لئے مسلم لیگ اور مختلف انجمنوں کی ایک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس

طلب کی جائے۔ نیز مسلمانوں کے باہمی اختلافات مٹانے کیلئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ہم لوگوں کی شومئی قسمت ہے کہ ایسے نازک وقت میں چند تجویزوں کی تحریک کلکتہ سے ہورہی ہے اور چند تجاویز لاہور سے۔ مسٹر گل محمد نے تجویز کی تائید کی۔ تجویز منظور قرار دی گئی۔

شیخ عبداللہ (صوبہ متحدہ) نے یہ تحریک کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کو لیگ کے لئے ایک نیا اور موزوں و مناسب آئین مرتب کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ موجودہ قوانین وقت کے لحاظ سے غیر موزوں ہو گئے ہیں۔

بعد ازیں انہوں نے یہ تحریک کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ (پنجاب لیگ) سر محمد شفیع کو صدر اور سر محمد اقبال کو جنرل سیکرٹری و مولانا حسرت موہانی کو جوائنٹ سیکرٹری منتخب کرتی ہے نیز لیگ کونسل کو یہ اختیار دیتی ہے کہ مختلف صوبوں میں جوائنٹ سیکرٹری مقرر کیے جائیں اور لیگ کے لئے چندہ فراہم کرنے و خرچ کرنے کے لئے موزوں انتظام کرے اور لیگ کے کاموں کو انجام دینے کے لئے اگر کونسل ضرورت محسوس کرے تو تنخواہ دار ملازم رکھ سکتی ہے۔

مسٹر غزنوی نے و مسٹر فتح محمد (بمبئی) نے اس تجویز کی تائید کی۔

راجہ غضنفر علی خان نے اس تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک طرف تو مسلمانوں کے اختلافات مٹانے کے لئے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس طلب کی جارہی ہے اور دوسری طرف یہ تجویز منظور کی جارہی ہے۔ یہ ایک عجیب معمہ ہے۔ جس کے سمجھنے سے میں قاصر ہوں اگرچہ سر محمد شفیع و سر محمد اقبالؒ کے خلاف مجھے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے تاہم اتنا ضرور عرض کرونگا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے کلکتہ کے اجلاس کے ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کے نام پر ایسی تجاویز کی تحریک نہیں کی جانی چاہئے۔

آنریبل محمد علی جناح آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر ہیں لہٰذا اس نئے انتخاب کی کیا ضرورت پڑی۔

اس موقعہ پر صدر نے یہ فرمایا کہ مسٹر آنریبل محمد علی جناح کی صدارت کی مدت ماہ جون سے ختم ہوگئی ہے۔

شیخ محمد صادق (امرتسر) نے یہ فرمایا کہ میں کل سے جلسہ میں بالکل خاموشی کے ساتھ بیٹھا رہا لیکن آج کے بحث و مباحثہ نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ میں اپنی لب کشائی کروں۔ مجھے اس بات سے انتہائی صدمہ ہوا کہ چند اراکین نے مسٹر جناح مسٹر انصاری مولانا محمد علی و مولانا ابوالکلام آزاد کے خلاف

ناموزوں و گستاخانہ الفاظ استعمال کئے جس کی صدر صاحب کی مخالفت نہ کی۔ علاوہ بریں مسٹر جناح و ڈاکٹر کچلو کی غیر حاضری میں ان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ عہدہ داران کا انتخاب کریں۔ اس سلسلہ میں مجھے یہ ضرب المثل یاد آتی ہے کہ بلی کے نہ ہوتے چوہے آزادی کے ساتھ کلیلیں بھرتے ہیں۔ بہر کیف یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر آج ان حضرات کو لیگ کی عہدہ داری کے لئے منتخب کیا گیا تو کل آئینی کمیشن کے کانفرنس کے موقع پر یہ انتخاب ایک نیا گل کھلائے گا۔ میری یہ خواہش ہے کہ سر محمد اقبال و مولانا حسرت موہانی اپنے عطا شدہ عہدوں سے دستبردار ہو جائیں۔ تقریر ختم کر کے شیخ محمد صادق جلسہ سے روانہ ہو گئے سر ذوالفقار علی خان چیئر مین استقبالیہ کمیٹی نے سر محمد شفیع صاحب کو صدر منتخب کرنے کے لئے ایک تجویز پیش کی جو بالاتفاق رائے منظور قرار پائی۔

مولانا حسرت موہانی نے آخر میں ذیل کی تجویز کی تحریک کی:۔

گاؤکشی اور مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کے متعلق کلکتہ کی اتحاد کانفرنس نے جو فیصلہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آل انڈیا ہندو مہا سبھا اور آل انڈیا ایرین کانگریس نے جو تجاویز منظور کی ہیں۔ اس کے خلاف لیگ کا یہ اجلاس اظہار افسوس کرتا ہے۔

یہ تجویز منظور ہوئی اور اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا۔ [68]

دوسرا اجلاس

31 دسمبر کی صبح کو آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔ گزشتہ روز کے مقابلہ میں حاضرین کی تعداد کم تھی صرف مندوبین نے شرکت کی۔ ان کی بحث سے یہ ظاہر ہوا کہ طریقہ انتخاب کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ مندوبین نے مدراس کے معاہدہ کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ مسلمانوں کے اتحاد کی راہ ہموار ہو گئی اور اب وہ معاہدہ کی شرائط کے بھی پابند نہیں ہوں گے۔

حکیم اجمل خاں کی وفات پر قرار داد تعزیت

آل انڈیا مسلم لیگ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے اچانک انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ ان کی وفات سے ہندوستان کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ ہندوستان کی آزادی کی خاطر ان کی بے لوث لیکن ملک کے مختلف فرقوں کو متحد کرنے کے لئے ان کی انتھک کوششوں اور ان کی ملک کے عوام کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً بیش قیمت خدمات نے انہیں قوم کا عظیم سرمایہ بنا دیا

تھا۔وہ مسلمانوں کے بہت بڑے محب وطن رہنما تھے۔ملک ایک بڑے عالم اور ایک بہت بڑے طبیب سے محروم ہوگیا ہے اور ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ ان کی وفات سے وہ ایک دردمند دوست اور مخلص ہمدرد کی رفاقت سے محروم ہوگیا ہے مسلم لیگ ان کے خاندان اور لواحقین سے اپنے گہرے افسوس اور دکھ کا اظہار کرتی ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

مسلم لیگ حکیم اجمل خاں کے تمام تعزیت کنندگان اور عوام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان کے قائم کردہ جامعہ ملیہ اسلامیہ اور ایورویدک اور یونانی طبیہ کالج کے مالی استحکام کے لئے ہر ممکن کوشش کریں جن کے لئے مرحوم نے انتھک کام کیا اور انہیں ترقی دی۔

سید آل نبی کی وفات پر قرار داد تعزیت

آل انڈیا مسلم لیگ آنریبل سید آل نبی کی اچانک اور بے وقت موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔سید آل نبی مسلم لیگ کے قیام کے وقت سے ہی اس سے منسلک ہو گئے تھے اور اس تمام عرصہ میں اُنہوں نے تنظیم کی خدمت اور اس کے اصولوں پر کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا مسلم لیگ مرحوم کے لواحقین اور خاندان کے افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

قانونی کمیشن

''آل انڈیا مسلم لیگ یہ اعلان کرتی ہے کہ قانونی (سٹیچوری) کمیشن اور اس طریقہ کار ہندوستان کے عوام کے لئے ناقابل قبول ہے۔اس لئے یہ فیصلہ کرتی ہے کہ ملک کے تمام مسلمانوں کا اس کمیشن سے کسی مرحلہ پر اور کسی بھی صورت میں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

سر علی امام نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ'' سائمن کمیشن کے قیام سے ہندوستان کے عوام کو حکومت سے زیادہ تشویش ہوئی ہے۔اس کے طریقہ کار سے عوام پہلے ہی علم رکھتے تھے اور اس کی وضاحت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔یہ واضح ہے کہ اول تو ہندوستانیوں کو کمیشن سے باہر رکھا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ کمیشن کے طریقہ کار کے مطابق اُنہیں صرف گواہان کا درجہ دیا گیا ہے۔اُنہوں نے کہا کہ قرارداد میں ان دو نکات پر بحث کی گئی ہے اُنہوں نے مزید کہا کہ شاہ معظم کی حکومت ہندوستانیوں کو کمیشن سے باہر رکھنے کے لئے مختلف حیلوں اور بہانوں سے کام لے رہی ہے اور اُن پر یہ قانونی پابندی پہلی بار

لگائی گئی ہے۔ اگرچہ ایکٹ ایک پارلیمانی کمیشن کے قیام کا منصوبہ پیش کرتا ہے لیکن اس کی عام فہم زبان میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔ چونکہ پارلیمنٹ میں ہندوستانیوں کی کوئی نمائندگی نہیں اس لئے انہیں کمیشن سے باہر رکھنا ضروری سمجھا گیا ہے''۔

تیسرا اجلاس

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسرا اجلاس یکم جنوری 1928ء کو ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:-

مسلم لیگ کا آئین

آئین کے رول نمبر 10 میں ''دوبارہ انتخاب'' کے ''بعد بشرطیکہ'' سے لے کر ''لگاتار'' تک قلم زد کردیئے جائیں (یہ قرارداد مولوی واحد حسین نے پیش کی اور عزیز الحق نے اس کی تائید کی)

مسٹر جناح کا انتخاب

مسٹر ایم اے جناح کو آئندہ تین سال کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا جائے (یہ قرارداد مولوی عبدالکریم نے پیش کی اور مولوی سید ظہور احمد نے اس کی تائید کی)

مسلم لیگ کے آئین پر نظر ثانی

آل انڈیا مسلم لیگ یہ ضروری خیال کرتی ہے کہ مسلم لیگ کے آئین اور قواعد (رولز) پر نظر ثانی کی جائے اور یہ تجویز کرتی ہے کہ اس مقصد کے لئے مسلم لیگ کے صدر، سیکرٹری مولانا محمد علی اور آصف علی پر مشتمل ایک سب کمیٹی مقرر کی جائے جو تمام قواعد کا مطالعہ کرے اور پارٹی کے موجودہ آئین اور قواعد کو بہتر بنانے کے لئے اپنی تجاویز پیش کرے (یہ قرارداد صدر مجلس کی جانب سے پیش کی گئی)

سر محمد شفیع گروپ کی مذمت

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس سر محمد شفیع اور اُن کے رفقاء کی جانب سے مسلم لیگ کونسل کی طرف سے آل انڈیا مسلم لیگ کا کلکتہ میں اجلاس بلانے کے فیصلے اور اس کے دائرہ اختیار کی مخالفت کی زبردست مذمت کرتا ہے۔ یہ اجلاس مسلم لیگ کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُن کی طرف سے لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس بلانے کے ارادہ کی بھی مذمت کرتا ہے۔ مسلم لیگ کی مزید یہ رائے ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں اس نازک مرحلہ پر اُن میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کی تمام ذمہ داری سر محمد شفیع

اور اُن کے ہم نواؤں پر عائد ہوتی ہے"(یہ قرارداد عزیز الحق نے پیش کی اور مولوی غلام محی الدین نے اس کی تائید کی)

پنجاب مسلم لیگ

سر محمد شفیع اور اُن کے گروپ کی سرگرمیوں کے بارے میں مولانا ظفر علی خان نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کو افسوس ہے کہ پنجاب مسلم لیگ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اختیارات کی کھلم کھلا مخالفت اور حکم عدولی کی ہے اور وہ ضروری سمجھتی ہے کہ مسلم لیگ کے آئین اور اقتدار کو ہر صورت میں برقرار رکھنے کے لئے پنجاب مسلم لیگ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی جائے۔ ان حالات کے پیش نظر مسلم لیگ کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ پنجاب مسلم لیگ کا مرکزی مسلم لیگ سے الحاق ختم کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ پنجاب مسلم لیگ کا الحاق ختم کر دیا جائے اور آل انڈیا مسلم لیگ پنجاب کے مسلمانوں کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ صوبہ کے صحیح نمائندوں پر مشتمل (علیحدہ) پنجاب مسلم لیگ قائم کریں"۔

مولانا محمد علی نے قرارداد پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ "پنجاب مسلم لیگ کا الحاق ختم کرنے کا فیصلہ نہایت تکلیف دہ ہے اور وہ تو یہ چاہتے تھے کہ سر محمد شفیع کو اپنے اس اقدام کا دفاع کرنے کا موقع دیا جائے لیکن اُن کے رویہ نے مسلم لیگ کے لئے ایسے تمام راستے مسدود کر دیئے ہیں۔ چنانچہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ضروری سمجھتا ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اخبار بلا تاخیر جاری کیا جائے اور ہندوستان کے تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ محمود آباد کے راجہ اور دیگر رہنماؤں کے ساتھ اس منصوبہ پر مکمل تعاون کریں جس کے تحت وہ لکھنؤ میں ایک مسلم اخبار کا اجراء چاہتے ہیں۔

مسجد میں فائرنگ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس کل کاتی گاؤں کی ایک مسجد کے صحن میں جمع لوگوں پر ڈسٹرکٹ

مجسٹریٹ باریسال مسٹر بلانڈی (Blandy) کے حکم پر بلا جواز فائرنگ پر اپنی سخت نفرت' تشویش اور مذمت کا اظہار کرتا ہے۔ اس فائرنگ سے 19 مسلمان شہید ہو گئے اور بڑی تعداد میں زخمی ہو گئے۔ یہ اجلاس حکومت بنگال کی بھی شدید مذمت کرتا ہے جس نے علاقہ کے مسلمانوں کے مطالبہ کے باوجود اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ پبلک انکوائری کرانے سے انکار کیا۔

اس زندہ اور تلخ حقیقت کے باوجود حکومت بنگال کل کاتی کی مسجد میں فائرنگ کے بارے میں مسلمانوں کی شکایات دور کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی بلکہ بے اعتنائی سے کام لے رہی ہے آل انڈیا مسلم لیگ بنگال کونسل کے تمام مسلمان اراکین سے اپیل کرتی ہے کہ جب تک مسلمانوں کی اس واقعہ کے بارے میں شکایات کا ازالہ نہیں ہو جاتا وہ حکومت بنگال کے خلاف آئینی جدوجہد کو جاری رکھیں۔(یہ قرارداد مولوی عبدالکریم نے پیش کی جبکہ مولانا محمد اکرم خان نے اس کی حمایت کی)[69]

آل انڈیا مسلم لیگ بیسواں اجلاس

بمقام کلکتہ 26 تا 30 دسمبر 1928ء

صدر اجلاس - راجہ صاحب محمود آباد

آل انڈیا مسلم لیگ کا بیسواں سالانہ اجلاس 26 دسمبر 1928ء کو البرٹ ہال (Albert Hall) کلکتہ میں انعقاد پذیر ہوا۔ حاضرین میں صرف ڈیلی گیٹس (مندوبین) شامل تھے اور کچھ مہمان بھی تشریف فرما تھے۔ ہندوستان کے مختلف شہروں سے جو مندوبین تشریف لائے تھے ان میں مولانا ابوالکلام آزاد ڈاکٹر سیف الدین کچلو ڈاکٹر محمد عالم عبداللہ ہارون یعقوب حسن سید مرتضیٰ اسمٰعیل چودھری اے کے فضل الحق ملک برکت علی بریلوی رانا فیروز الدین سر علی امام تصدق احمد خان شروانی مولانا ظفر علی خان [70] عبدالمتین چودھری اکرم خان مجیب الرحمٰن تمیز الدین خان مولوی جلال الدین واحد حسین محمد صادق شامل تھے۔ سر عبدالرحیم اور علی برادران نے جلسہ میں شریک نہیں ہوئے۔

کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی اس کے بعد مولوی عبدالکریم چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے تقریباً سوا گھنٹہ تک تقریر کی۔ جس میں میں انہوں نے حسب ذیل عنوانات پر خاص طور سے روشنی ڈالی۔

ہندوستان کی سیاسی و اقتصادی آزادی کے مسئلوں کے متعلق کسی قسم کا اظہار خیال کرنا کوئی سہل کام نہیں ہے اس کے لئے بہت غور و خوض کی ضرورت ہے۔ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ خصوصاً مسلمانوں کی آئندہ ترقیات کا دارو مدار ہم لوگوں کے غور و خوض و باہمی فیصلوں پر منحصر ہے۔ ایک طرف تو اتفاق و اتحاد کے لئے صدائیں بلند کی جارہی ہیں اور دوسری جانب ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی ہستی کو فنا کر دینے کے لئے چند طاقتیں میدان میں اتر آئی ہیں یہ تو ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت ہے۔

فی الحال ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ آزادی وطن کے لئے مشترکہ طور پر جدوجہد کرے۔ خدا نے اگر ہم لوگوں کو اپنے مقصد میں کامیاب بنایا تو پھر مختلف جماعتیں خود بخود دیکھا ہوکر اپنے اپنے حقوق کے لحاظ سے مال غنیمت کو آپس میں تقسیم کر لیں گی۔ لہٰذا ہندوستان کے گلے سے غلامی کا طوق اتارنے کے لئے ہم

لوگوں کو چاہئے کہ پہلے ہندو مسلم اتحاد و اتفاق قائم کریں۔ ہندوستان کی دولت پر جس طرح برطانیہ کا قبضہ ہے وہ آپ لوگوں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس پر بھی ہم لوگوں کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ سائمن کمیشن کے متعلق آپ نے فرمایا کہ قراردادیں وتجاویز کی تحریک و منظوری سے اس وقت تک کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جب تک کہ ہم لوگ منظم اور ایک ہو کر ہندوؤں کے دوش بدوش پیکر عمل نہ ہوں گے۔ نہرو رپورٹ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ مجلس واضعان قوانین میں ان کی کافی نمائندگی کا سامان ہونا چاہئے اپنی جگہ صحیح اور درست ہے کیونکہ گزشتہ تجربوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب تک کہ مسلمانوں کے لئے خاص اور مخصوص انتخابات قرار نہ دیئے جائیں گے اس وقت تک کونسل میں مسلمانوں کی کافی نمائندگی کا ہونا ناممکن ہے۔

اقتصادی و اخلاقی آزادی کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہی حکومت (Dominion Imperial Status) نے ہم لوگوں کو بھی دیگر ممالک کے لحاظ سے کافی حقوق عطا کئے ہیں۔ لہٰذا اس کو قبول نہ کرنا میرے خیال سے ایک احمقانہ پالیسی ہے۔

راجہ صاحب محمود آباد کا خطبہ صدارت

راجہ صاحب محمود آباد نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا:

"حضرات۔ ہندوستان میں بدنصیبی سے اس وقت ایک عجیب گل کھلا ہوا ہے مختلف مقاموں سے مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ہر شخص اپنی اپنی صدا کو بلند کرنے کے لئے حتی الوسع کوشاں ہے۔ کوئی شخص خاموش رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے اختلاف رائے کا ہونا لازمی ہے۔ موجودہ پالیسی میں کچھ ردوبدل کرنے کے مسئلوں پر یہ اختلافات ظہور میں آرہے ہیں۔ لہٰذا اس اجلاس میں ہم لوگوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ تبدیلیوں کے اندراج کے متعلق غور و خوض کریں اور ایک ایسی پالیسی دنیا کے سامنے پیش کریں جو صرف ہم لوگوں ہی کے لئے نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے قابل تسلیم ہو"۔ اس کے بعد آپ نے رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی والالہ لاجپت رائے کی افسوسناک موت پر اظہار غم کرتے ہوئے ان کی خدمات کا ذکر کیا۔

ہندوستانی سیاست اس وقت ایک عجیب معمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک جماعت ایسی آزادی کی خواہاں ہے جس کے ذریعہ برطانیہ سے تعلق بالکل منقطع ہو جائے۔ برخلاف اس کے ایک جماعت صرف

ڈومینین اسٹیٹس (Dominion Status) کی خواہاں ہے لیکن ان مسائل کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے جس کا حل کرنا اہم ضروری ہے اقلیت کے شک وشبہ اور ڈر کو دور کرنا فطرتاً لازمی ہی نہیں ہے بلکہ اکثریت کا یہ فرض ہے ہندوستان کی تاریخ میں آج تک اتحاد واتفاق کے لئے اتنے زور وشور کے ساتھ آوازیں بلند کی گئی تھیں۔ جیسا کہ ان دنوں کی جا رہی ہیں۔ اب اس کے فیصلے کا انحصار اقلیت واکثریت کی ذہنیت پر ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دونوں جماعت کو صرف اپنے اپنے حقوق کی قربانیاں ہی کرنا فرض نہیں ہے بلکہ قدرے فیاضی کو بھی راہ دینا لازمی ہے۔

جب تک کہ ہندوستان کے ہر فرد بشر میں قومیت کے جذبہ کا احساس نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک آزادی کا مطالبہ کرنا ان کے لئے صرف غیر موزوں ہی نہیں ہے بلکہ احمقانہ بھی ہے۔ ہندوستان ابھی مکمل آزادی حاصل کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہے کیونکہ ہندوستانی ابھی تک آزادی وقومی محافظت کے فنون سے قطعی بے بہرہ ہیں۔ اس کے علاوہ جبکہ نہرو رپورٹ کے مطابق ہم لوگوں کے مطالبات مکمل طور پر حاصل ہو جائیں تو اس صورت حال میں آزادی کا مطالبہ کرنا بے سود ہے۔ میرے خیال میں ہر شخص کا یہ لازمی فرض ہے کہ وہ نہرو رپورٹ کی حمایت کرتے ہوئے ڈومینین اسٹیٹس کا مطالبہ کرے۔

فرقہ وارانہ اختلافات کا حل اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ دونوں جماعتیں تنگ خیالی کو دور کرتے ہوئے انصاف کی راہ اختیار نہ کریں گی۔ مرکزی وصوبائی قوانین میں نشستوں کا مخصوص کرنا مسلمانوں کے اکثریت والے صوبے میں آبادی کے لحاظ سے نشستوں کا تعین کرنا وغیرہ ایسے مسئلے ہیں جنہیں ہم لوگ باہمی مصالحت سے طے کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر سیف الدین کچلو سیکرٹری مسلم لیگ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ آپ نے مسلم لیگ کے فنڈ کو مضبوط کرنے کے لئے پرزور طریقہ سے درخواست کی۔ لیگ کے قوانین پر غور وخوض کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی وہ کسی قسم کے فیصلہ پر نہ پہنچ سکی۔ کیونکہ محمد علی جناح اور مولانا محمد علی اس وقت یورپ میں قیام پذیر تھے۔ مسلم لیگ نے آل پارٹیز کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے اپنے کسی ممبر کو لیگ کے جانب سے نہ بھیجا۔ چند ممبروں نے اپنی انفرادی حیثیت سے کانفرنس میں شرکت کی۔ لیگ نے کمیشن کا بائیکاٹ کر کے آئین مرتب کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

جلسہ کو ملتوی کرنے سے پہلے مسلم لیگ کے سبجیکٹ کمیٹی کے اراکین لیگ کی دوسری نشست

27 دسمبر کو شروع ہوئی۔

اس کے بعد مسٹر چھاگلہ (بمبئی) نے یہ تحریک پیش کی کہ آل پارٹیز کانفرنس کی کارروائیوں میں حصہ لینے کے لئے مسلم لیگ کی جانب سے حسب ذیل حضرات مقرر کئے جائیں۔ راجہ صاحب محمود آباد محمد علی جناح۔ ڈاکٹر کچلو ایم۔ سی چھاگلہ ملک برکت علی عبدالحمید مجیب الرحمٰن ڈاکٹر محمود مولوی ظفر علی خان مولوی اکرم خان سیٹھ یعقوب حسن تصدق احمد خاں شروانی نواب لیاقت علی خاں عبدالکریم شاہ محمد زبیری چودھری خلیق الزماں عبداللہ بریلوی غازی عبدالرحمٰن حسام الدین۔

مسٹر چھاگلہ نے یہ فرمایا کہ وفد کو چاہیے کہ اس سلسلہ میں نہرو رپورٹ کے نکات پر کافی غور و خوض کرے اور یہ سوچ لے کہ گزشتہ سال دسمبر میں ہم لوگوں نے جو جو مطالبات پیش کئے تھے وہ سب اس میں شامل کئے گئے ہیں یا نہیں۔ نیز نہرو رپورٹ نے جو ترمیمات شامل کرنیکا فیصلہ کیا ہے وہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ان کے مطالبات سے زیادہ سودمند ہے یا نہیں اور نہرو رپورٹ میں کہاں تک مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ نہرو رپورٹ نے پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں کے لئے نشستیں مقرر نہیں کی ہیں۔ لہذا وفد کا یہ فرض ہے کہ وہ لیگ کو اپنے اس خیال سے آگاہ کرے کہ آیا یہ مسلمانوں کے لئے سودمند ہے یا نقصان دہ۔

اس تجویز کی تائید نواب اسمٰعیل خاں نے کی۔ اس کے بعد حاجی عبداللہ ہارون نے حسب ذیل تجویز پیش کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ نہرو رپورٹ پر ہر نقطۂ نظر سے غور و خوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے تاکہ وہ لیگ کے سامنے رپورٹ پیش کرے کہ اس میں مسلمانوں کے حقوق کا کافی خیال رکھا گیا ہے یا نہیں۔ مفتی محمد صادق نے اس کی تائید کی۔

مولانا ظفر علی خان نے اس تجویز کی مخالفت کی۔ اس کے بعد مسٹر جناح نے عبداللہ ہارون سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنے ترمیم کو از راہ کرم واپس لے لیں۔ عبداللہ ہارون نے ترمیمات واپس لیتے ہوئے فرمایا کہ سبجیکٹ کمیٹی نے جن اراکین کا انتخاب کیا ہے وہ سب ایک خیال کے ہیں لہذا اگر دونوں خیال کے لوگوں کی نمائندگی کمیٹی میں ہوتی تو یہ زیادہ سودمند ثابت ہوتی۔

محمد علی جناح نے یہ تجویز پیش کی کہ کمیٹی میں حسب ذیل تین اشخاص کے اسم گرامی شامل کئے جائیں تاکہ کمیٹی ہر صوبہ کی نمائندہ ہو جائے۔ سید قیوم شاہ (سرحد) فیض نور علی (آسام) عزیز الحسن (بنگال)۔

محمد علی کریم چھاگلہ نے اس ترمیم کو قبول کیا اس کے بعد یہ تجویز منظور قرار پائی۔

تیسری نشست (30 دسمبر 1928ء) میں کئی گھنٹوں تک یہ بحث ومباحثہ ہوتا رہا کہ آیا سر محمد شفیع کی آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں لیگ کو اپنا نمائندہ بھیجنا چاہئے یا نہیں۔ مسٹر چھاگلہ نے حسب ذیل تجویز کی تحریک کی۔ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے جنرل سیکرٹری کی دعوت کو قبول کرنے سے لیگ معذور ہے کیونکہ اس ڈیڑھ اینٹ کی جداگانہ مسجد بنانے کے صرف یہی معنی ہیں کہ مسلمانوں کے مشترکہ شیرازے کو بکھیر دیا جائے۔ علاوہ بریں اگر اسی قسم کی مختلف انجمنیں قائم کی گئیں تو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کو نقصان عظیم پہنچنے کا اندیشہ ہے لیگ یہ خواہش ظاہر کرتی ہے کہ ہر محب وطن مسلمان لیگ کے جھنڈے کے نیچے آجائے تاکہ منظم ہوکر آئینی اصلاحات کو مرتب کرسکیں۔

مفتی محمد صادق نے اس کے جواب میں یہ تجویز پیش کی کہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو مٹا کر آپس میں اتفاق واتحاد قائم کرنے کے غرض سے یہ لازمی ہے کہ دہلی کی آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں مسلم لیگ اپنا نمائندہ بھیجے۔ فضل الحق نے اس تجویز کی تائید کی راجہ آف محمود آباد اس موقعہ پر صدارت کی کرسی مسٹر جناح کی طرف بڑھاتے ہوئے خود صدارت سے علیحدہ ہوگئے۔ تاکہ مسٹر جناح اس سوال کا صحیح جواب دے سکیں نیز راجہ صاحب نے یہ فرمایا کہ کانفرنس کا مدعا صرف لیگ کو ذلیل وخوار کرنا ہے۔ لیگ کی یہ بڑھتی ہوئی طاقت واقتدار مسلم کانفرنس کے لوگوں کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہیں نیز اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ لیگ کی بیخ کنی کردی جائے۔ لیکن یہ معلوم ہونا چاہئے کہ لیگ کو اس پر اس بات کا فخر ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں عوام الناس کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ لہٰذا لیگ کو چاہئے کہ اپنی عزت برقرار رکھنے کی غرض سے اس کانفرنس میں اپنا نمائندہ نہ بھیجے۔

مسٹر چھاگلہ کی تجویز منظور قرار پائی۔

راجہ آف محمود آباد کی غیر حاضری کے باعث آج کے جلسے کی کارروائیوں کی صدارت جناب محمد علی جناح نے کی۔ جناب محمد علی جناح نے حسب ذیل تجویز کو منظور کرلیا گیا جس میں کہا گیا تھا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ملتوی کردیا جائے اور لیگ کی کونسل کو یہ مشورہ دیا جائے کہ ضرورت محسوس کرنے پر ماہ مئی 1929ء کے اختتام تک ملتوی شدہ اجلاس کو طلب کرے۔

ملک برکت علی کی حسب ذیل تجویز بالا اتفاق منظور کرلی گئی۔

غازی امان اللہ خان نے افغانستان کو ایک ترقی یافتہ ملک بنانے کے لئے جو طرز عمل اختیار کیا ہے اس کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس انہیں مبارکباد دیتے ہوئے ان کی پالیسی سے اتفاق ظاہر کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ملک میں جو بغاوت و بدامنی پھیلی ہوئی ہے اس کی روک تھام کے لئے کوئی مناسب پالیسی اختیار کرنے کے لئے لیگ ہز مجسٹی امان اللہ خان کی حمایت کرتی ہے تاکہ وہ دنیا کی قوموں کے سامنے افغانستان کو بھی ایک ممتاز ترین قوم ثابت کر کے دکھلا دیں۔ اس کی تائید ڈاکٹر عالم نے کی۔

عزیز الحق نے حسب ذیل تجویز کی تحریک کی:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ خیال ہے کہ بنگال ٹیننسی امنڈمنٹ بل (قانون لگان بنگال) میں سلامی و حق شفاع کے شرائط کو شامل کر کے بنگال کے زمینداروں کو جو حقوق عطا کئے گئے ہیں وہ بنگال کے عوام الناس کے لئے سخت مضر و نقصان دہ ہیں۔ لہٰذا لیگ گورنر بنگال سے یہ استدعا کرتی ہے کہ اوّل الذکر دو نکات پر پھر سے غور و خوض کرنے کے لئے یہ بل بنگال لیجسلیٹو اسمبلی میں واپس کر دیا جائے اور جب تک کہ کونسل دوبارہ طور سے ان دو شرطوں پر غور و خوض نہ کرے اس وقت تک اس بل کو منظوری نہ دی جائے۔

تجویز منظور قرار پائی۔

یکم جنوری 1928ء دوپہر میں اجلاس شروع ہوتے ہی آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک تجویز منظور کی جس میں سر محمد شفیع اور ان کے پیروؤں کی ناروا حرکت پر اظہار افسوس کیا گیا لیگ کے فیصلے کے خلاف لاہور میں اجلاس منعقد کرنے کے یہ معنی ہیں کہ سر محمد شفیع ایسے نازک موقع پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اس کی پوری ذمہ داری ان کے سر ہے۔

نیز یہ تجویز منظور ہوئی کہ پنجاب مسلم لیگ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا اس کے خلاف کوئی باضابطہ کارروائی کی جائے موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے لیگ کے لئے یہی ایک سیدھا راستہ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مسلم لیگ کو ختم کر دیا جائے اور پنجاب کے مسلمانوں کو ایک نئی مسلم لیگ قائم کرنیکی دعوت دی جائے جسے حقیقی معنوں میں پنجاب کی نمائندگی کا فخر حاصل ہو۔

اس سلسلہ میں مولانا محمد علی نے یہ خواہش ظاہر کی کہ پنجاب مسلم لیگ کے طرز عمل پر اتنی سختی سے کام نہ لیا جائے بلکہ سر محمد شفیع کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنی روش کی حمایت میں اظہار خیال کر سکیں۔

چونکہ کلکاتی کے مسلمانوں پر گولی چلائی جانے پر حکومت نے ....تحقیقات کرنے سے انکار کر دیا

ہے۔ لہذا لیگ حکومت کے اس رویہ پر اظہارِ نفرت کرتی ہے۔ صدر کی التجا پر پنڈت مدن موہن مالویہ نے اپنی تقریر میں اتفاق و اتحاد قائم کرنے کی درخواست کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ صرف دو مسئلوں پر ہم لوگوں کے اندر تفرقہ پیدا ہو گیا ہے اوّل کا تعلق گاؤکشی کے ساتھ ہے اور دوم مسجد کے سامنے باجہ بجانے کے متعلق ہے۔ کیا یہ ایسا مسئلہ ہے جسے ہم لوگ حل نہیں کر سکتے ہیں۔ آخر میں آپ نے یہ فرمایا کہ ہم لوگ اگر آج سے اپنے کو پہلے ہندوستانی اس کے بعد ہندو مسلمان سمجھیں تو چٹکی کے اشارے پر سوراج حاصل کر لیں گے۔

جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے محمد علی نے فرمایا کہ پنڈت جی نے جو آج دعوت دی ہے اس سے میری خوشی کی حد نہیں ہے۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ ہندو مسلم اپنے اپنے اختلافات کو فراموش کر کے آپس میں مل جائیں۔ [71]

آل انڈیا مسلم لیگ بیسواں ملتوی شدہ اجلاس

بمقام دہلی 30 مارچ 1929ء

صدر جلسہ: محمد علی جناحؒ

آل انڈیا مسلم لیگ کا ملتوی شدہ بیسواں اجلاس 30 مارچ 1929ء کو روشن تھیٹر دہلی میں شروع ہوا۔ مسلم لیگ کے مستقل صدر محمد علی جناحؒ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ ایک نمائندہ اجلاس تھا جس میں مندرجہ ذیل نہایت ممتاز اور قد آور شخصیات نے شرکت کی:

مولوی محمد یعقوب، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر محمد عالم، مولانا محمد شفیع داؤدی، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، سیٹھ عبداللہ ہارون، نواب محمد اسمٰعیل خان، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، ملک برکت علی، ڈاکٹر شفاعت احمد خان، جناب انوار العظیم، مولوی سید مرتضیٰ، نواب ابوالحسن، مولانا مفتی کفایت اللہ، امام صاحب جامع مسجد دہلی، راجہ غضنفر علی خان، مولانا ابوالکلام آزاد، محمد صدیق اور آصف علی۔

مولانا محمد علی نے تجویز پیش کی کہ محمد علی جناحؒ اجلاس کی صدارت فرمائیں جبکہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کی حمایت کرتے ہوئے کہا: ''کہ ان سے بہتر صدر کا انتخاب ممکن ہی نہیں''۔ چنانچہ محمد علی جناحؒ اجلاس کے صدر منتخب ہوئے۔[72]

آل انڈیا مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس میں نہرو رپورٹ کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تھا اس وجہ سے اجلاس ملتوی کر دیا تھا۔ اسی وقت مسلمانوں کا ایک معزز طبقہ لیگ سے علیحدہ ہو کر دہلی میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے نام پر ایک الگ جلسہ منعقد کر رہا تھا اور اسی وقت مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو مٹانے کیلئے چند معزز حضرات سرگرداں تھے۔ خوش قسمتی سے 23 مارچ 1929ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے جلسہ کے موقعہ پر یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ لیکن باوجود اس کے مسلمانوں میں تین جماعتیں پیدا ہو گئیں ایک جماعت آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی حمایت کرتے ہوئے اس بات کی خواہاں تھی کہ لیگ مسلم کانفرنس کی تجاویز کو منظور کر لے برخلاف اس کے لیگ کی خواہش یہ تھی کہ اس کا آئندہ خاص اجلاس منعقد ہونے سے پہلے اس کے متعلق کسی قسم کا فیصلہ نہ کیا جائے تیسری جماعت کی یہ خواہش تھی کہ آپس میں صلحنامہ ہو جاتا اور صلحنامہ کی تجاویز و شرائط کو مرتب کرنیکا کام ایک نمائندہ کمیٹی کے حوالہ کر دیا جاتا۔

مسلم لیگ کے جلسہ کی صدارت مسٹر جناح کر رہے تھے۔ جلسہ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک تھے۔علی برادران۔ مولوی محمد یعقوب صاحب۔ ڈاکٹر کچلو۔ نواب اسمٰعیل خان' مولانا ابوالکلام آزاد۔ سید مرتضیٰ' شاہ محمد زبیر' تصدق احمد خان شیروانی' فضل رحمت اللہ' قدوائی' یامین خان' عبدالمتین چودھری' حاجی عبداللہ ہارون' مولانا داؤد غزنوی' مولانا عبدالرحمٰن' سید عبداللہ محمد صدیق' مولوی کفایت اللہ اور عبدالعزیز۔

شروع میں مسٹر جناح نے یہ فرمایا کہ دہلی مسلم کانفرنس اور لیگ کے کلکتہ کی اجلاس کی تجاویز میں بہت ہی کم اختلاف ہے۔ کیونکہ دونوں نے اس بات کا فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر ان کے حقوق کے تحفظ کا خاص طور سے سامان کیا جائے گا۔ تو ہم لوگ جداگانہ انتخاب سے دستبردار ہو جائیں گے۔

کلکتہ کے اجلاس کے موقع پر لیگ نے ان حقوق کا ذکر نمبر وار کردیا تھا جنکی حفاظت اشد لازمی ہے لیکن دہلی کانفرنس نے حقوق وغیرہ کا ذکر کرنے سے پرہیز کیا۔

مسٹر یامین خان نے تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ دہلی مسلم کانفرنس نے بغیر شرائط کے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا ہے۔

مولانا محمد علی نے مسٹر یامین خان کی تقریر پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ حقوق کے تحفظ کے وعدہ پر جداگانہ انتخابات رد کردیا گیا ہے۔ اس کے بعد لیگ کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ لیگ کا ملتوی شدہ اجلاس 30 و 31 مارچ کو دہلی میں منعقد کیا جائے۔ مسٹر جناح کو اس کا مجاز دیا گیا کہ مسلم لیگ کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں سے گفت وشنید کر کے مسلمانوں کے مطالبات کو جلد مرتب کرلیں تا کہ لیگ کے اجلاس کے موقعہ پر اسے پیش کیا جا سکے۔

آئینی اصلاحات کے متعلق مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کا اظہار حسب ذیل تجاویز کے ذریعے کیا گیا۔ جن کا مسودہ مسٹر محمد علی جناح نے تیار کیا تھا۔ تجاویز حسب ذیل ہیں۔

انڈین نیشنل کانگرس نے نہرو رپورٹ کو قطعی طور سے ٹھکرادیا ہے اور ہندو مہا سبھا نے بھی یہ اعلان کردیا ہے کہ اگر فرقہ وارانہ تصفیوں میں سے ایک لفظ بھی رد کردیا گیا۔ تو وہ رپورٹ کی حمایت سے پرہیز کریں گے۔ سکھ لیگ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ غیر برہمن اور اچھوت قوم والے بھی اس کے مخالف ہیں چونکہ نہرو رپورٹ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین کے مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے۔ لہٰذا مسلم لیگ بھی نہرو رپورٹ کو قبول کرنے سے قاصر ہے۔

لیگ بہت غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ہندوستانی حکومت کے لئے کسی قسم کی آئینی اسکیم کو مسلمان اس وقت تک تسلیم نہ کریں گے جب تک کہ حسب ذیل اساسی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ان شرائطوں کو شامل نہ کیا جائے گا۔

(۱) ہندوستان کے آئندہ آئین کی شکل وفاقی ہونی چاہئے۔

(۲) ہر صوبے کو آزادی کے حقوق عطا کئے جائیں۔

(۳) ملک کی ہر مجلس واضعان قوانین و دیگر منتخب باڈیز (جماعتوں) میں اقلیت کی کافی نمائندگی کا سامان ہونا چاہیے اور کسی صوبہ کی اکثریت کو اقلیت یا مساوات میں نہ تبدیل کیا جائے۔

(۴) مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی کم از کم تہائی ہونی چاہئے۔

(۵) نمائندگی کے انتخابات کے لئے جداگانہ انتخابات قرار دیئے جائیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ حق بھی حاصل ہونا چاہئے کہ کسی خاص موقع پر مشترکہ انتخابات بھی زیر عمل لائے جاسکتے ہیں۔

(۶) اگر کسی وقت صوبائی حدود کا از سر نو تعین کیا جائے تو اس وقت پنجاب، بنگال و سرحد کی مسلم اکثریت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔

(۷) ہر جماعت کے لئے مکمل مذہبی آزادی ہونی چاہئے تا کہ وہ بغیر خوف و خطر کے عبادت و پوجاپات و مذہبی پروپیگنڈا کر سکے۔ نیز مذہبی تعلیمی ادارے اور انجمنیں قائم کرنے کے حقوق حاصل ہونے چاہئے۔

(۸) مرکزی واضعان قوانین کے آئین میں کسی قسم کا ردوبدل کرنے کا کوئی حق نہیں ہونا چاہئے۔

(۹) مرکزی اور صوبائی وزارتوں میں کم از کم ایک تہائی مسلمان شامل کیے جائیں۔

(۱۰) دیگر صوبوں کی مانند سرحد و بلوچستان میں بھی اصلاحات جاری کئے جائیں۔

(۱۱) مسلمانوں کو بھی بشرطاً قابلیت سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں حصہ دیا جائے۔

(۱۲) سندھ کو بمبئی سے علیحدہ قرار دیا جائے۔

(۱۳) اگر کسی فرقے کے 3/4 اراکین کسی بل یا تجویز کی اس بنا پر مخالفت کریں کہ یہ انکے حق میں مضر ثابت ہوگی یا اگر اس مقصد کی تکمیل کے لئے جب تک کہ کوئی دوسری ترکیب و تدبیر نہ نکالیں۔ اس وقت تک مجلس واضعان قوانین یا کوئی دیگر منتخب جماعت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی

بل یا تجویز کی منظوری قرار دے۔

(۱۴) مسلمانوں کی تمدن وتہذیب تعلیم زبان مذہب وخیراتی اداروں کی تحفظ وترقی کے لئے آئین میں کافی سامان کیا جائے۔حکومت ولوکل سلف گورنمنٹ باڈیز کے جانب سے وظائف بھی کافی رقم میں ملنی چاہئے۔ مسلمان اُس وقت تک مشترکہ انتخابات کوتسلیم نہ کریں گے جب تک کہ سندھ کوایک علیحدہ صوبہ نہ قرار دیا جائے گا اور دیگر صوبوں کی طرف سرحد بلوچستان میں اصلاحات نہ جاری کئے جائیں گے۔ نیز مختلف صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی کے لحاظ سے نشستیں مخصوص کردی جائیں اور جہاں جہاں مسلم اکثریت میں ہیں وہاں وہ آبادی کے لحاظ سے ایک تہائی نشستوں پر قابض ہوں گے۔ نیز یہ خیال کیا جائے کہ جہاں جہاں مسلمانوں کی اقلیت ہے وہاں انہیں ان کے حقوق کے لحاظ سے کچھ زائد نمائندگی کا حق عطا ہونا چاہئے۔

محمد علی جناحؒ کا صدارتی خطبہ

آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا:

''سب سے پہلے آپ لوگوں پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ سائمن کمیشن کی تقرری کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت کے آئین کی تحقیقات وجانچ پڑتال کر کے پارلیمنٹ میں ایک رپورٹ پیش کرے۔ اُدھر کمیشن نے اپنی تحقیقات کا کام شروع کردیا ہے اور ادھر نہرو رپورٹ ہم لوگوں کے سامنے ہے۔ لہٰذا سوچنا یہ ہے کہ ایسے موقع پر مسلمانان ہند ہندوستان کے آئندہ آئین کے متعلق اپنی پالیسی و پروگرام تیار کرنے کے لئے آمادہ ہیں یا نہیں۔ اگر مسلمان اپنی عزت ووقار کو برقرار رکھنے کے خواہاں ہیں تو جلد از جلد اس کے متعلق ایک مشترکہ فیصلہ کرلیں۔ لہٰذا ہر مسلمان سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ باہمی تکرار کوفراموش کرتے ہوئے آپس کے اختلافات کا خاتمہ کردے اگرچہ ان اختلافات سے کوئی شخص مبرا نہیں ہے تاہم عقل وتہذیب کا یہ تقاضا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کیا ملک کی فلاح وبہبود کے لئے ایک مشترکہ فیصلہ تیار کر کے کیا مسلمانان ہند ودنیا میں اپنی عملیت کا ایک نمونہ پیش کرنے کے خواہاں ہیں یا نہیں۔ اگر اس کے لئے تیار ہیں تو میدان عمل میں اتر کر دکھائیں۔

میں نے جن تجاویز کا مسودہ تیار کیا ہے اس کے متعلق عوام الناس میں یہ غلط فہمی پھیل گئی ہے کہ وہ ہمارے ذاتی خیال کے غور وفکر کے نتائج ہیں۔ حالانکہ یہ قطعی غلط ہے یہ مسودہ اکثریت رائے حضرات کے

باہمی مشوروں سے تیار کیا گیا ہے۔علاوہ بریں یہ پھر بھی صرف ایک مسودہ ہے جس کے متعلق آخری فیصلہ کرنیکا اختیار سبجیکٹ کمیٹی کے ہاتھ میں ہے۔

اس کے بعد سر یامین خان' سر حاجی عبد اللہ ہارون و چند دیگر حضرات کے سوالوں کے جواب میں مسٹر جناحؒ نے فرمایا کہ شفیع پارٹی کے بہت سے ممبر ہنوز آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر ہیں لہذا انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ جلسہ میں شریک ہوکر اپنے ووٹ کو استعمال کریں۔اسی شام کو میاں محمد شاہ نواز صاحب کی قیام گاہ پر شفیع لیگ کے اراکین نے بالاتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ مسٹر جناحؒ نے شفیع لیگ کی شرائط کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔لہذا شفیع لیگ مسلم لیگ میں شامل ہونے سے معذور ہے۔

سبجیکٹ کمیٹی کا جلسہ:-

31 مارچ کی صبح کو مسٹر جناحؒ کی لیگ میں تفرقہ پڑ گیا سر محمد یعقوب وعلی برادران نے دہلی مسلم کانفرنس کے چند لیڈروں کے ساتھ حکیم اجمل خان کی قیام گاہ پر ایک علیحدہ کانفرنس منعقد کی۔

اس کے تھوڑی دیر کے بعد مسٹر جناح خود حکیم اجمل خان کی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔تاکہ آپس میں سمجھوتہ کر کے سر محمد یعقوب وعلی برادران کو لیگ میں واپس لے آیا جائے۔لیکن سمجھوتے کی کوئی صورت نہ نکل سکی اس وجہ سے مسٹر جناحؒ فوراً واپس چلے گئے۔اس کے بعد سبجیکٹ کمیٹی میں سر محمد شفیع کے ایک خط پر بحث ومباحثہ شروع ہوا جسمیں سر محمد شفیع نے یہ زور ڈالا تھا جب تک دہلی کانفرنس کی تجاویز کو لیگ قبول نہ کرے گی اس وقت تک صلح ناممکن ہے۔

مسٹر جناح نے اس سلسلہ میں یہ فرمایا کہ اس وقت مسلمانوں میں تین جماعتیں ہوگئی ہیں ایک جماعت نہرو رپورٹ کی خواہاں ہیں اور دوسری رد کرتی ہے اور تیسری جماعت صلح کی خواہاں ہے۔

مسٹر تصدق احمد خاں شیروانی نے اس کے بعد یہ کہ سرکشوں اور باغیوں کو کہیں بھی جگہ نہ دینی چاہئے۔

مسٹر شیروانی کے اس جملہ پر اعتراض کرتے ہوئے مولانا شوکت علی و دہلی کانفرنس کے چند دیگر اراکین جلسہ سے رخصت ہوکر حکیم اجمل خاں مرحوم کے قیام گاہ پر ایک علیحدہ کانفرنس کی جہاں مسٹر جناحؒ کے تجاویز پر غور وخوض کیا گیا۔سبجیکٹ کمیٹی میں حسب ذیل تجاویز ہوئیں۔

ہندوستان کے قومی مطالبات کو مدنظر رکھتے ہوئے فرقہ وارانہ اختلافات کے باوجود آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ کلکتہ کے آل پارٹیز کانفرنس کی تجاویز کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔بشرطیکہ اس میں

حسب ذیل ترمیمات کو شامل کرلیا جائے۔

(۱) مرکزی مجلس قانون ساز کے ہر دو ایوانوں کے منتخب شدہ نمائندوں میں سے کم از کم ایک تہائی نمائندگی مسلمانوں کی ہونی چاہئے۔

(۲) بنگال میں اگر ووٹ بالغان نہ قرار دیا گیا تو وہاں کے مسلمانوں کو ووٹ دینے کے لئے ان کی آبادی کے لحاظ سے حق حاصل ہونا چاہئے۔(۳) نہرو رپورٹ کے دفعہ (۱۳)(۲) میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

صرف جنگ اور بغاوت کی صورت میں صوبائی حکومت کے انتظامی اور عدالتی قوانین کو مسترد کرنے کا حق مرکزی حکومت یا پارلیمنٹ کو حاصل ہونا چاہئے۔

(۴) نہرو رپورٹ کے نمبر ایک و دو کالم کے عنوان پر نظر ثانی کرتے ہوئے صوبوں کو حق الوسع مکمل آزادی دینے کے لئے سامان کیا جائے۔

(۵) مجلس واضعان قوانین کے مسلمان اراکین کے سوا کسی مرکزی یا صوبائی مجلس واضعان قوانین کو مسلمانوں کے ذاتی قوانین میں کسی قسم کی مداخلت یا ترمیم کرنیکا حق حاصل نہ ہوگا۔

اس تجویز کی تحریک مسٹر عبد الرحمن صاحب غازی نے کی تھی اور اس میں اور بھی چند ترمیمات شامل ہیں جس کی تحریک سید عبد اللہ بریلوی نے کی تھی۔

تجاویز کی منظوری کے بعد فوراً سبجیکٹ کمیٹی نے اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا چونکہ مسٹر جناح اس وقت تک تشریف نہیں لائے تھے اس لئے ڈاکٹر محمد عالم صاحب کو صدارت کیلئے منتخب کیا گیا۔ ان کا انتخاب ہوتے ہی لوگوں کو فتنہ وفساد کرنے کا موقع مل گیا۔ حاضرین جلسہ اپنی چھڑیاں ہاتھوں کے اشارے سے یہ نعرے بلند کررہے تھے کہ ڈاکٹر عالم کو صدر نہ بنایا جائے۔ معاملہ اتنا طویل ہوگیا کہ پولیس کو مداخلت کی نوبت آگئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر عالم کی درخواست پر عبد الرحمن غازی نے اپنی خاص تجویز کی تحریک کی جس کی تائید مسٹر شروانی نے کی۔ تجویز منظور ہوگئی لیکن حاضرین جلسہ کارروائیوں کے خلاف عتراضات کے نعرے بلند کررہے تھے۔ اس موقع پر خوش قسمتی سے مسٹر جناح کی تشریف آوری پر مجمع میں خاموشی چھا گئی اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ صدر کی حیثیت میں اجلاس کو ملتوی کرتا ہوں جب تک کہ لیگ کی کونسل اسکی ضرورت نہ محسوس کرے۔ اس کے بعد فساد کا خاتمہ ہوگیا اور لوگ منتشر ہوگئے لیکن مسلم لیگ میں اس سے اور بھی زیادہ اختلافات پیدا ہوگئے۔[73]

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکیسواں سالانہ اجلاس

بمقام الہ آباد 29-30 دسمبر 1930ء

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا خطبۂ صدارت اور تصورِ پاکستان

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکیسواں سالانہ اجلاس علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ کی صدارت میں الہ آباد میں 29 دسمبر 1930ء کو شروع ہوا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع گروپ) کے معتمد اور پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے رکن کی حیثیت سے جو قابل ذکر اور قابل قدر خدمات انجام دی تھیں ان کے دور رس نتائج کے پیش نظر آپ کو مذکورہ بالا اجلاس کا صدر منتخب کیا گیا۔ ادھر لندن میں پہلی گول میز کانفرنس کا 12 نومبر 1930ء کو آغاز ہوا جو 19 جنوری 1931ء تک جاری رہی جبکہ ادھر ہندوستان میں علامہ محمد اقبالؒ لیگ کے اجلاس سے خطاب فرمانے والے تھے اور توجہ طلب حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ پہلی گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لیے لندن جا چکے تھے۔ چنانچہ بوجوہ اس اجلاس میں ہندوستان کے مختلف حصوں سے کثیر تعداد میں مسلم زعماء شریک نہ ہو سکے۔ اس ضمن میں سید شریف الدین پیرزادہ کا بیان محلِ نظر ہے۔ سید صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

''بعض مصنفین اور تاریخ دان کا یہ بیان ہے کہ الہ آباد سیشن میں صرف پچھتر (75) آدمی شریک ہوئے یہاں تک کہ ''کورم'' بھی پورا نہیں تھا۔ یہ بیان بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ اس اجلاس میں تو ہزاروں لوگ شامل تھے۔ جو پنڈال میں موجود تھے۔ ہمارے مشہور و معروف شاعر ابوالاثر حفیظ جالندھری بھی اس تاریخی جلسے میں شریک ہوئے اور اپنی شہرۂ آفاق کتاب اور ''شاہنامہ اسلام'' میں سے اقتباسات بڑی دلآویز آواز میں ترنم سے پڑھے۔

ابوالاثر حفیظ جالندھری نے جناب ضمیر کے نام 25 مئی 1982ء کو جو مکتوب تحریر کیا اس میں لکھا:-
''اجلاس (الہ آباد) میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک تھے جو ''اللہ اکبر'' کے نعرے لگا رہے تھے''۔
حفیظ جالندھری کے خط کا متن عزیز بیگ کی مؤلفہ کتاب بعنوان ''حفیظ جالندھری'' کے صفحات 65 تا

66 پر پیش کیا گیا ہے۔یاد رہے کہ یہ کتاب ادارۂ ادبیات پاکستان' اسلام آباد نے شائع کی ہے۔ [73](الف)

کہا جاتا ہے کہ جن لیڈروں نے اجلاس میں شرکت کی ان میں کچھ کراچی سے' ایک بہار سے' چند پنجاب سے ایک حیدر آباد سندھ سے اور متعدد یو پی سے تھے۔شرکاء میں قریباً چھ سو شامل تھے جن میں اکثریت مقامی لوگوں کی تھی۔ علاوہ ازیں ان میں الہ آباد کے متعدد آنریری مجسٹریٹ اور کافی سرکاری عہدیداران تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دوسرے صوبوں سے جو نمائندے (ڈیلی گیٹس) شریک ہوئے ان میں سیٹھ عبداللہ ہارون' ایم ایل اے (کراچی) سیٹھ طیب علی (کراچی)' جناب عبدالمجید (حیدر آباد سندھ) نواب اسمٰعیل خان (میرٹھ) مولوی علاء الدین (میرٹھ) مولانا انس صادق (پنجاب)' مولانا ابوالخیر (غازی پور)' خان بہادر برکت اللہ (غازی پور)' شاہ نذیر حسن ایم ایل سی (بہار)' مولوی عبدالکافی (کان پور)' مولوی عبدالصمد (بدایوں) جناب اظہر علی ایم ایل اے (لکھنؤ)' سید حسین امام (پٹنہ)' مولانا عبدالمجید (بدایوں)' سید ذاکر علی (لکھنؤ)' سید محمد حبیب (لاہور) اور مولوی عبدالقادر (لاہور) شامل تھے۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اجلاس کی کارروائی کا گیارہ بجے صبح آغاز ہوا۔استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین پیرزادہ محمد حسین نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ڈیلی گیٹس کا استقبال کرتے ہوئے انہوں نے علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ سے درخواست کی کہ وہ اپنا پر مغز اور فکر انگیز خطبہ پیش کریں۔جب علامہ اقبالؒ اپنا خطبہ پیش کر چکے تو محمد یعقوب جنرل سیکرٹری' آل انڈیا مسلم لیگ نے خطبۂ صدارت کا ملخص اردو زبان میں پیش کیا تا کہ جو حضرات انگریزی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے وہ اس سے مستفید ہوسکیں۔[74]

علامہ اقبالؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس میں ایک نہایت فصیح و بلیغ اور عالمانہ خطبہ دیا۔ اس اجلاس میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقدہ جنوری 1929ء کی تجاویز کی تائید کی گئی۔ اسی اجلاس میں انہوں نے ''نظریۂ پاکستان'' پیش کیا جو آگے چل کر قیامِ پاکستان پر منتج ہوا۔انہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

''میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے ایک ایسے وقت میں مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کا اعزاز بخشا ہے جبکہ مسلمانانِ کی سیاسی زندگی نے ایک نہایت ہی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس عظیم الشان اجتماع میں ان حضرات کی کمی نہیں جن کا تجربہ مجھ سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور جن کی معاملہ فہمی کا میں دل سے قائل ہوں۔لہٰذا یہ بڑی جسارت ہوگی اگر ان مسائل میں جن کے فیصلے کے

لیے آج یہ حضرات یہاں جمع ہوئے ہیں' ان کی رہنمائی کا دعویٰ کروں۔ میں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسلام اور اسلامی فقہ وسیاست' تہذیب وتمدن اور ادبیات کے مطالعے میں صرف کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس مسلسل اور متواتر تعلق کی بدولت جو مجھے تعلیمات اسلامی کی روح سے رہا ہے............ میں نے اس امر کے متعلق ایک خاص بصیرت پیدا کر لی ہے کہ ایک عالم گیر حقیقت کے اعتبار سے اسلام کی حیثیت کیا ہے۔

آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لیے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو اس امر سے مایوس نہیں کہ اسلام اب بھی ایک زندہ قوت ہے جو ذہن انسانی کو نسل ووطن کی قیود سے آزاد کر سکتی ہے' جس کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب کو فرد اور ریاست دونوں کی زندگی میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

یہ امر کس قدر افسوسناک ہے کہ اب تک ہم نے باہمی تعاون واشتراک کی جس قدر کوششیں کی ہیں' سب ناکام ثابت ہوئی ہیں...... اگر چہ ظاہری طور پر ہمیں ایک نہایت ہی روادارانہ حب الوطنی کا ادعا ہے لیکن دلوں میں ذات پات کی تنگی اور فرقہ آرائی کی ہوس بدستور کام کر رہی ہے۔ ہم لوگ اس اصول کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی تہذیب وتمدن کے نشوونما میں آزادی کے ساتھ قدم بڑھائے۔

ہندوستان میں ایک متوازن اور ہم آہنگ قوم کے نشوونما کی طرح مختلف ملتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ مغربی ممالک کی طرح ہندوستان کی یہ حالت نہیں کہ اس میں ایک قوم آباد ہو' وہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہو اور اس کی زبان بھی ایک ہو۔ ہندوستان مختلف اقوام کا وطن ہے جن کی نسل' زبان' مذہب ایک دوسرے سے الگ ہیں...... غور سے دیکھا جائے تو ہندوستان میں کوئی واحد الجنس قوم نہیں۔ پس یہ امر کسی طرح بھی نامناسب نہیں کہ مختلف ملتوں کے وجود کا خیال کیے بغیر ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہندوستان قائم کریں۔

میری خواہش ہے کہ پنجاب' صوبہ سرحد' سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے' خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے خواہ اس کے باہر۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک منظم ''اسلامی ریاست'' قائم کرنا پڑے گی۔''

''میں صرف ہندوستان اور اسلام کے فلاح وبہبود کے خیال سے ایک منظم ''اسلامی ریاست'' کے

قیام کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اس سے ہندوستان کے اندر تو ازنِ قوت کی بدولت امن وامان ہو جائے گا اور اسلام کو اس امر کا موقع ملے گا کہ وہ ان اثرات سے آزاد ہو کر جو عربی شہنشاہیت کی وجہ سے اب تک اس پر قائم ہیں' اس جمود کو توڑ ڈالے جو اس تہذیب وتمدن شریعت اور تعلیم پر صدیوں سے طاری ہے۔ اور ہندوستان دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی "مرکزیت" قائم کر سکے۔"[75]

آخر میں سید ذاکر علی نے تحریک پیش کی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین میں ضروری ترمیم و اضافہ کرنے کے لیے نواب محمد اسمٰعیل خاں' قاضی محمد حسین اور مولوی محمد یعقوب پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔[76]

ان قراردادوں پر پچیس اراکین پر مشتمل سبجیکٹ کمیٹی نے ایک روز پہلے ہی غور خوض اور بحث وتمحیص کے بعد منظوری دے دی تھی۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کسی مجبور کے باعث خطبہ صدارت پیش کرنے کے بعد گیارہ بجے تشریف لے گئے۔ ان کی روانگی کے بعد اتفاق رائے سے نواب محمد اسمٰعیل خان مقرر کیے گئے۔

گول میز کانفرنس

جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے کہ اجلاس میں سات قراردادیں منظور ہوئیں جن میں آئینی اصلاحات' گول میز کانفرنس' صوبہ سرحد' نیا (جدید) آئین' مسلم نمائندگی قابل ذکر ہیں گول میز کانفرنس کے ضمن میں حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ گول میز کانفرنس میں جہاں مسلم نمائندوں کی مجموعی کارکردگی کی تعریف کرتی ہے کہ اُنہوں نے مسلمانوں کے موقف کو نہایت دیانتدارانہ طریقہ سے پیش کیا ہے وہاں وہ یکم جنوری 1928ء کو دہلی میں ہز ہائی نس آغا خاں کی صدارت میں منعقدہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی منظور کردہ قرارداد کی پوری طرح حمایت کرتی ہے اور پر اُمید ہے کہ مسلم نمائندے متفقہ طور پر اس قرارداد پر عمل کریں گے۔"

قرارداد پیش کرتے ہوئے سید حبیب شاہ نے کہا کہ "اگر چہ گول میز کانفرنس میں مسلم نمائندوں کے وفد کو ہندوستان کے مسلمانوں نے منتخب نہیں کیا تھا لیکن یہ امر باعث اطمینان ہے کہ اُنہوں نے کانفرنس میں مسلم موقف کی حمایت کی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ملک کے آئندہ آئین کے بارے میں گول میز کانفرنس جو بھی فیصلہ کرے اُسے منظور کرنے یا نامنظور کرنے کا معاملہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ہے اور

وہ کسی ایسے فیصلے پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہوں گے جو مسلم مفادات کے منافی ہو۔

ڈاکٹر ایم۔ یو۔ ایس۔ جنگ نے قرارداد میں مندرجہ ذیل ترمیم پیش کی۔

''اگرچہ مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کے ''چودہ نکات'' مسلمانوں کے کم سے کم مطالبات پر مبنی ہیں لیکن ملک کے وسیع تر مفاد حل طلب مسئلہ کی پیچیدہ نوعیت اور مسئلہ کے حل کے عین وقت مسلمانوں کی ممکنہ مشکلات کے پیش نظر آل انڈیا مسلم لیگ یہ ضروری خیال کرتی ہے کہ (گول میز کانفرنس میں) مسلمان نمائندوں کو قابل اطمینان سمجھوتہ کے لئے مذاکرات کے کسی قسم کے اختیارات پر کوئی پابندی عائد نہ کی جائے۔''

ترمیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ڈاکٹر جنگ نے اُن حالات کا تذکرہ کیا جن کے تحت مسلمانوں کے ایک طبقہ نے دہلی میں مسلم کانفرنس منعقد کی اور واضح کیا کہ مسلم لیگ جو مسلم کانفرنس کے مقابلہ میں ایک پرانی جماعت ہے یہ امر اُس کے وقار کے منافی ہوگا کہ وہ کانفرنس کی قرارداد کو اختیار کرے جو مسٹر جناح کے ''چودہ نکات'' کے مقابلہ میں محدود نقطۂ نظر کی حامل ہے۔ دہلی مسلم کانفرنس کی اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق قرارداد نمبر 7 کا حوالہ دیتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اس نے مسلم نمائندگی کے مسئلہ کو یہ مطالبہ کر کے اُلجھا دیا ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں مسلم نمائندوں کی اکثریت ہو اور مسلم اقلیت کے صوبوں میں اُنہیں اُن کی آبادی کے تناسب سے زیادہ نشستیں دی جائیں۔ اُنہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مسلم لیگ مسٹر جناح کے ''چودہ نکات'' کے مطالبہ پر ڈٹ جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ سیاسی مصلحت کا تقاضا ہے لندن میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں مسلم مندوبین کو کسی قابل اطمینان حل پر پہنچنے کے لئے جو مذاکرات کرنے پڑیں اُن میں اُنہیں زیادہ سے زیادہ اپنی صوابدید سے کام کرنے کی اجازت ہو۔

اجلاس میں موجود ارکان کی اکثریت نے ڈاکٹر جنگ کی ترمیم کی شدید مخالفت کی' کراچی کے سیٹھ عبداللہ ہارون نے ترمیم کی مخالفت اور اصل قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ گول میز کانفرنس کے مندوبین کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں چاہتے کیونکہ مسلمانوں کے منتخب نمائندہ نہیں اور نہ ہی اُنہوں نے اُنہیں مسلم کانفرنس میں بھیجا ہے۔ اُن کے سامنے مسلمانوں کے تمام مطالبات ہیں اور اگر وہ مذاکرات کرنا چاہتے ہیں تو کریں لیکن مسلمانوں کی منظوری کے بغیر کوئی فیصلہ کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔

مسٹر حفیظ الرحمان نے دہلی مسلم کانفرنس کے مسلمانوں کی نمائندگی پر ڈاکٹر جنگ کے اعتراض کی

سخت مخالفت کی۔ اس مرحلہ پر صدر جلسہ سر محمد اقبال اجلاس سے چلے گئے اور اُن کی جگہ نواب محمد اسماعیل خان نے کرسی صدارت سنبھال لی۔

مولوی محمد یعقوب نے اپنی تقریر میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ قرارداد پر غور وخوض کرتے ہوئے کسی غلط فہمی کے باعث ناخوشگوار بحث چھڑ گئی۔ اُنہوں نے کہا کہ میری رائے میں مسٹر جناح کے ''چودہ نکات'' اور مسلم کانفرنس کی قرارداد میں اُٹھائے گئے نکات میں کوئی فرق نہیں۔ سوال صرف یہ تھا کہ آیا مسلم لیگ گول میز کانفرنس کے مندوبین کو کسی سمجھوتہ پر پہنچنے کے لئے صوابدیدی اختیار استعمال کرنے کی اجازت دے یا نہ دے۔

مولوی محمد یعقوب نے چند مقررین کے ان بیانات پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا جن میں اُنہوں نے گول میز کانفرنس کے مسلم نمائندوں کو مسلمانوں کے نمائندے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ایسے بیانات لندن میں ہونے والی کانفرنس میں شریک مسلم رہنماؤں کے وقار کے منافی ہوں گے اور جب وہ مسلمانوں کے موقف کو پیش کریں گے تو مسلمانوں کے مخالفین اور حکومت کو یہ بہانہ مل جائے گا کہ اُن کے خیالات مسلمانوں کے مطالبات کی ترجمانی نہیں کرتے۔

مسٹر محمد حسین نے کہا کہ حکومت کس منہ سے ان مسلم مندوبین کے بارے میں یہ کہے گی کہ وہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں جب کہ وائسرائے نے اُنہیں منتخب کیا ہے۔ اگر حکومت کا یہ خیال ہے کہ وہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہیں تو کانفرنسوں میں صحیح نمائندوں کو مدعو کیوں نہیں کیا گیا۔ اصل قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا ہندوستان کے مسلمانوں کو ان مسلم مندوبین کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرتے رہنا چاہئے اور وہ اُن کو متنبہ کریں کہ مسلمان ان مطالبات سے کم تر کسی فیصلہ کو تسلیم نہیں کریں گے۔

مسٹر محمد عظیم نے بھی ڈاکٹر جنگ کی ترمیم کی مخالفت کی قرارداد کے محرک سید حبیب شاہ نے بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مسلم مندوبین کو کوئی بھی سمجھوتہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ایم۔ یو۔ ایس جنگ نے کورم نہ ہونے کا قانونی اعتراض اُٹھایا جسے مسترد کر دیا گیا اور قرارداد پر ووٹ طلب کئے گئے۔ ایوان نے ڈاکٹر جنگ کی ترمیم مسترد کر دی اور سید حبیب شاہ کی قرارداد منظور کر لی۔ [77]

آل انڈیا مسلم لیگ بائیسواں سالانہ اجلاس

بمقام نئی دہلی 26 تا 27 دسمبر 1931ء

صدر جلسہ: چودھری ظفر اللہ خان

آل انڈیا مسلم لیگ کا بائیسواں سالانہ اجلاس 26 دسمبر 1931ء دہلی میں خان صاحب نواب علی کے ذاتی دولت کدہ کے وسیع و عریض صحن میں منعقد ہوا تھا جس میں ایک روایت کے مطابق ایک سو کے لگ بھگ مندوبین شریک ہوئے۔

ایس ایم عبد اللہ چیئرمین استقبالیہ کمیٹی کے خطبہ استقبالیہ کے بعد سر محمد یعقوب نے حاضرین جلسہ پر واضح کیا کہ مسلم لیگ کونسل کو صدر جلسہ انتخاب کرنے کا جو اختیار دیا گیا تھا اس کے مطابق مسلم لیگ کونسل نے چودھری ظفر اللہ خان کو صدر چنا ہے چنانچہ اُنہوں نے چودھری ظفر اللہ خاں سے درخواست کی کہ وہ کرسی صدارت پر تشریف لائیں اور صدارت فرمائیں۔[78]

چودھری ظفر اللہ خان کا خطبہ صدارت

اب ہمیں فیڈریشن کے مسئلہ پر غور کرنا ہے اور نظام وفاقی کی تفصیلات کا بہ نظر غائر معائنہ کرنا ہے۔ تجویز یہ ہے کہ وفاق ہند کا کاروبار ایک درجہ مُستعمرات عملہ کے سپرد کیا جائے جو کہ اکثریت اپنے معاملات میں عام طور پر مجلس وفاقی کے سامنے جوابدہ ہو اور یہ مجلس ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا پر مشتمل ہو۔ اس نظام وفاقی کے اجزا یہ ہوں۔

(۱) برطانوی ہند کے صوبجات (۲) ہندوستانی ریاستیں یا ان ریاستوں کا مجموعہ جو کہ وفاق منظور کرنے پر راضی ہوں۔ ان دونوں اجزاء کی نمائندگی مجالس مقننہ کے دونوں ایوانوں میں ہو اور کارپرداز عمل مجالس قانون ساز کے اراکین سے منتخب کیا جائے۔ اس سے البتہ محکمہ ہائے خصوصی کے وزراء مستثنےٰ ہوں۔ دونوں مجالس کے اختیارات مساوی ہوں۔ فرق صرف اتنا ہو کہ قوانین مالیات ایوانِ زیریں میں ہی پیش ہوں اور ایوان زیریں ہی اُن پر ووٹ دے۔ اختلاف کی صورت میں دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کے سامنے مسئلہ پیش ہو اور حاضرین اراکین کی اکثریت سے اُن کا فیصلہ کردیا جائے۔

حالاتِ ملکی کے پیشِ نظر ان کے نفاذ میں چند ایک مشکلات ہیں بعض امور بالخصوص معاملات۔ خارجی تعلقات اور ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ عہدناموں کی تعبیر کے بارے میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ یہ معاملاتِ خصوصی متصور ہوں اور اسی سلسلہ میں ملک معظم کا نائب برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہو۔

ان محکموں کے وزراو امرائے کے روبرو ذمہ دار ہوں گے اور مجالس ان سے باز پرس نہ کرسکیں گی۔ امورِ خصوصی کے بعد امور وفاقی کا نمبر آتا ہے۔ یہ امور جملہ ہندوستان سے متعلق ہیں۔ مثلاً کسٹم۔ ریلوے محکمہ تار وڈاک۔ ان میں سے بعض امور تو حکمتِ عملی قانون سازی اور انتظام وغیرہ سب لحاظ سے وفاقی ہی ہوں گے۔ لیکن بعض حکمتِ عملی اور قانون سازی کے لحاظ سے تو وفاقی ہوں گے۔ لیکن انتظامی نقطہ نگاہ سے وفاقی نہ ہوں گے۔ ان کا بندوبست متعلقہ ریاستوں کے حکام کے ہاتھ میں ہوگا۔ برطانوی ہند میں فی الحال یہ امور دو قسم کے ہیں۔ اول الذکر کو امور مرکزی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے صوبجاتی امور کہلاتے ہیں۔ دستورِ جدید کے ماتحت یہ تجویز ہے کہ بعض مرکزی امور کو صوبجاتی امور کی فہرست میں منتقل کردیا جائے۔ اس تقسیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ریاستی ہند کے امور تین انواع میں بٹ جائیں گے۔ یعنی امور خصوصی۔ امور وفاقی اور وہ معاملات جن پر کہ ریاست کو پورا قبضہ اور تسلط ہوگا۔ لیکن برطانوی ہند کے معاملہ میں ان امور کی تقسیم اس طرح پر ہوگی۔ امور خصوصی۔ امور وفاقی۔ امور مرکزی اور امور صوبجاتی۔ اب پہلی مشکل آن پڑتی ہے کہ وہ ریاستیں جو کہ وفاق میں شامل ہوچکی ہیں۔ خالص برطانوی ہند کے انتظامی معاملات پر اثر انداز ہوں گی۔ لیکن اس کے مقابل میں انہی امور پر برطانوی ہند کی آواز کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ کلیتہً ریاستوں کے حکام کے ماتحت ہوں گے۔

اب وفاقی مجلس مقننہ میں نشستوں کے تعین کا سوال باقی رہا۔ اس موقع پر میں مسلمانانِ ہند کے نقطہ نگاہ کو واضح طور پر ظاہر کردینا چاہتا ہوں کہ برطانوی ہند اور ریاستی ہند کے مابین نشستوں کا تعین آبادی کے مطابق کیا جائے۔ ریاستیں چاہتی ہیں کہ وفاقی مجلس کے دونوں ایوانوں میں ان کے نمائندے حکمران ہی نامزد کریں۔ لیکن برطانوی ہند سے تو جمہور کے نمائندے بذریعہ انتخاب جائیں گے۔ سو ہم اس امر کی تائید نہیں کرسکتے کہ برطانوی ہند کے نمائندے تو جمہور کے نمائندے ہوں اور ریاستوں کے اراکین نامزد اپنے اپنے آقایان ولی نعمت کا حق نمائندگی ادا کریں۔

مدافعتِ ہند کے مسئلہ پر بھی کچھ سن لیجئے۔ اس میں کلام نہیں کہ جب تک ہندوستان برطانیہ کی

بری بحری اور فضائی افواج کا محتاج ہے۔ تو وہ صحیح طور پر کبھی بھی ذمہ دار حکومت کا اہل نہیں ہو سکتا۔ سو افواج ہندی کو جلد کامل طور پر ہندوستانی بنا دینے کا سوال نہایت اہم اور ضروری ہے۔ ہمیں نوجوانوں کو تیار رکھنا چاہئے کہ وہ فوج کے مختلف محکموں میں کام کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اور ان کی فوجی تربیت کے لئے مناسب انتظامات کرنے چاہئیں۔ علاوہ ازیں اسلحہ مشین گنوں توپوں ٹینکوں مسلح گاڑیوں اور بارود بنانے کا مسئلہ بھی بدیہی طور پر قابل غور ہے۔ اور ہمارے نوجوانوں کو فضائی مدافعت کی جانب بھی توجہ کرنی چاہئے۔ انہیں جہاز ران مکینکس اور انجینئر بننے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یہ جملہ مسائل آپ کی فوری اور سنجیدہ توجہ کے محتاج ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آزادی جو کہ دوسری قوم کی امانت سے وابستہ ہو۔ آزادی کہلانے کی مستحق نہیں اور اگر آپ حریت صادقہ کی برکات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ضروری قربانیوں کے لئے سر بکف ہو جانا چاہئے۔

اقلیتوں کو مراعات نمائندگی دینے کا مقصد یہ ہے کہ اکثریت اپنی حیثیت کو مجروح کئے بغیر اقلیتوں کا اعتماد حاصل کر سکے سو یہ ظاہر ہے کہ یہ اصول ان صوبجات میں کارفرما نہیں ہو سکتا۔ جہاں کہ مجلس وضع قوانین میں کسی قوم کی اکثریت برائے نام ہی ہو اور سیاسی جماعتوں کے ذرا سے ردوبدل سے اکثریت والی قوم اپنی اکثریت مجلس مقننہ میں کھو بیٹھے۔

واقعات اس امر پر شاہد ہیں کہ جہاں کہیں بھی اس قسم کی مراعات مسلمانوں کو اقلیت والے صوبہ میں حاصل ہیں وہاں اکثریت والی قوم کی نمائندگی کسی صورت میں بھی 45 فی صدی سے کم نہیں ہوتی اور یقیناً مؤثر اکثریت ہے پنجاب اور بنگال میں آبادی کی بناء پر مسلمانوں کی 55 فی صدی نمائندگی حاصل ہے اور یہاں کی اقلیتیں ہندو صوبوں کی اقلیتوں کے مقابلہ میں یقیناً مضبوط تر اور محفوظ تر پوزیشن میں ہوں گی۔ لیکن پنجاب اور بنگال میں اس اصول کا نفاذ اکثریت والی قوم پر صریح طور پر ظلم کرنے کے مترادف ہوگا۔ اسلامی صوبوں میں بھی آبادی کے لحاظ سے تو مسلمان بدیہی طور پر اکثریت میں ہیں۔ لیکن باقی ہر لحاظ سے ان کی حیثیت اقلیتوں کے مقابلہ میں بہت کمزور ہے اور تو اور اقلیتوں کے مقابلہ میں ان کے ووٹروں کی تعداد بھی کم ہے سو مجموعی طور پر ملک میں ان کی حیثیت ایک اقلیت کی ہے اس لئے ان کا مطالبہ ہے کہ پنجاب اور بنگال میں ان کو آبادی کے مطابق ان کو نمائندگی ملنی چاہئے۔ ذاتی حقوق کی حفاظت کا جذبہ اس مطالبہ کی اساس ہے اور یہ بھی کہ اکثریت والی قوم کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنی دیانتداری اور نیک نیتی کا مظاہرہ کر سکے۔

وسیع نکتہ نگاہ سے مشاہدہ کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ مسلمانوں کا مطالبہ معقول ہی نہیں بلکہ بہت نرم ہے۔ کیونکہ یہ تحفظات ملنے پر وہ تو اکثریت والی قوم کی حکومت اقلیت والے صوبوں اور مرکز میں تسلیم کرنے کو بخوشی تیار ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کی نیک نیتی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

حضرات! یہ کوئی جرم نہیں ہے کہ نئے آئین میں ہم ایسی پوزیشن کو حاصل کرسکیں کہ ہم ہندوستانی شہرت پر بجا طور پر فخر کرسکنے کے قابل ہوسکیں۔ کیا ہمارے بھائیوں کو یہ احساس نہیں کہ آٹھ کروڑ مطمئن مسلمان ہندوستان کی قومیت اقتدار اور عزت کے لئے کس قدر زیادہ مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ اس حیثیت میں ہوں کہ ایسا ان کا احساس غلامی مستقل طور پر شرم وندامت سے غیر مطمئن رکھے۔

میری درخواست ہے کہ برادرانِ وطن معاملہ کی نزاکت پر غور کریں اور گذشتہ نااتفاقیوں کے نتائج کو پیش رکھیں۔ اقوام کے معاملات وسیع دور اندیشی اور فیاضانہ رواداری سے فیصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امر موجب افسوس ہے کہ ہندوستان کے اس اہم ضروری امور میں بھی یہ اوصاف معدوم ہیں۔

مسلمانوں کے مفاد کے لئے تحفظات کا جو دستور ہے اُس کی دوسری لابدی خصوصیت انتخاب جداگانہ کا مطالبہ ہے جو کہ دس برس سے اس ملک میں رائج ہے۔ مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ یہ اصول نفاذ پذیر رہے جب تک کہ مسلمان خود یہ محسوس نہ کریں کہ اب اس تحفظ کی مزید ضرورت نہ رہی۔ بعض اوقات یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ اصول جمہوریت کے خلاف ہے میں تو جمہوریت کا یہی مطلب سمجھتا ہوں کہ ملکی حکومت ملک کے باشندوں کے سامنے مجموعی طور پر جوابدہ ہو۔ عملاً ملک کے باشندوں کا قبضہ حکومت پر مجالس مقننہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے کہ عمالِ حکومت اس کے آگے اپنے اعمال کا جواب دے سکیں اور اس مجلس کے اراکین جمہور کے سیاسی منتخب شدہ نمائندے ہوں اور جس حد تک کہ مجلس واضع قوانین میں اہل ملک کی نگاہ کے مختلف طبقات کی کافی وشافی نمائندگی نہ ہو۔ اس حد تک یہی جمہوریت کے اصول متروک کہلائے جا سکتے ہیں اور ایسے حالات کا مداوا کرنے کے لئے کئی انتظامات خصوصی کی ضرورت ہے۔ اس اصول کا نفاذ تجربہ کے بعد کیا گیا ہے۔ جب کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ مغربی طرز پر انتخابات ہندوستانی حالات کے بالکل ناموافق ہیں۔ اور اس سے مسلمان مجالس آئین ساز میں اپنا جائز حق حاصل نہیں کر سکتے سو ان حالات میں یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ انتخابات کا یہ نظام جمہوریت کے سچے اصولوں کے مخالف ہے۔ اس کے برعکس یہ ایک اصلاح مطلوبہ کے مترادف ہے جس کیلئے ہندوستان کے خاص حالات تقاضہ کررہے تھے اور یہی

جمہوریت کے اثرات سے بہرہ ور ہونے کے لئے جس کی ضرورت تھی۔ اب یہ اس طبقہ کا کام ہے جو کہ اس نظام کا مخالف ہے اور انتخاب جداگانہ کی تنسیخ کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے عمل سے ہمارا اعتماد حاصل کرے اور ہمیں یہ محسوس کرادے کہ اب اس طریق کی چنداں ضرورت نہیں رہی اور یہ کہ اکثریت والی قوم کو ہمارے مفاد بھی ان کے اپنے مفاد کی طرح ہی عزیز ہیں اور یہ کہ وہ ان میں کچھ فرق نہیں کرتے مجھ سے زیادہ ان خوشگوار حالات کا کوئی متمنی نہ ہوگا اور اگر میری زندگی میں خوش نصیبی سے یہ صورتِ حال پیدا ہو جائے تو میرا یہ فرض ہوگا اور میرے لئے موجب فخر بھی ہوگا کہ میں اُسی شدومد سے اس نظام کے استیصال کا پرزور مطالبہ کروں جیسا کہ میں اب اس کے قیام کا خواہاں ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سب کے بھی یہی جذبات ہیں البتہ موجودہ حالات ایسے ہیں کہ ہمارے بہترین مالی اور ملکی مفاد کے تقاضوں کے باوصف برادرانِ وطن نے تا حال ہمارے مطالبات منظور نہیں کیے اور حالیہ گفت وشنید سے تو یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ انہیں قبول کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے گفتگو کا دروازہ بھی ہم پر بند ہے۔ ان حالات میں حکومت ہند اور برطانوی حکومت پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ اس امر کا فیصلہ کرتی۔ لیکن بدقسمتی سے یہ حکومتیں بھی ذمہ داری کا بار اُٹھانے میں بالکل ناکام رہی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وزیراعظم نے اعلان کیا ہے کہ اگر اقوام متعلقہ آپس میں کوئی فیصلہ نہ کرسکیں تو برطانوی حکومت مجبور ہوگی کہ وہ مشروط طور پر اپنے فیصلہ کا اعلان کرکے اُس کا نفاذ بھی کردے ہمیں بارہا یقین دلایا گیا ہے کہ حکومت مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے جائز مفاد کا خیال رکھے گا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے اعلانات کی تائید میں کوئی عملی اقدام کرے اور فوراً اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے جن سے کہ اس کے لئے مفر کی کوئی صورت نہیں اور اس طرح اقوام میں جو بے اعتمادی پیدا ہو رہی ہے اُسے ختم کردے۔

کشمیر میں گذشتہ صدی سے مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں اُن سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ میں ان الم افزا حالات کا اعادہ کرکے آپ کا دل دکھانا نہیں چاہتا اور پھر گذشتہ چھ ماہ سے کشمیری مسلمان جن مصائب کا تختہ مشق بنائے جارہے ہیں وہ بھی آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور برطانوی ہند کے مسلمانوں کے قلوب سے بھی اسی کی گونج اُٹھ رہی ہے اور آپ کے اپنے ستم رسیدہ بھائیوں کے لئے قربانیاں بھی محتاج اعادہ ہیں۔

لیکن اب ہمیں چند لمحوں کے لئے صورتِ حال کا جائزہ بھی لینا چاہئے اصولی طور پر میرا خیال ہے

کہ ہندوستانی مسلمانوں کے ذمہ دار طبقوں کو ریاستی معاملات کے اندرونی انتظام میں دخل اندازنہیں ہونا چاہئے۔لیکن ریاستوں کے حکمرانوں کو بھی اس امر کا احساس ہونا چاہئے کہ ان کی رعایا برطانوی ہند اور بیرونی دنیا کے اقوال اور رفتار زمانہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ریاستیں خود بخود اپنے نظم ونسق میں اس قسم کی ترمیمات کرنے پر آمادہ ہوں گی جو کہ ان کی رعایا کی جائز سیاسی تمناؤں کو پورا کرسکیں اور ریاستیں سیاسی لحاظ کے ساتھ ساتھ دیگر شعبوں میں بھی ترقی کرتی ہوئی نظر آئیں۔

کشمیر کے معاملات میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے آئینی اصولوں کو ترک نہیں کیا۔انہوں نے کشامرہ کی مالی اعانت کی اور ضروری مشورے دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔آپ کشمیر کے معاملہ میں ہندی مسلمانوں اور بالخصوص پنجابی مسلمانوں کی قربانیوں سے پورے طور پر آگاہ ہیں۔ہمیں جذبات ہمدردی کے اظہار کے لئے ان کے طریق کار سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن ہم سب اس اخوت مشترکہ کے اظہار پر رطب اللسان ہیں یہ قربانیاں ضائع نہیں ہوئیں کشمیر کے مسلمانوں کے معاملات اب اُس منزل پر جا پہنچے ہیں کہ اب اگر عقل اور تدبر سے انہیں سلجھایا گیا تو بہترین نتائج کی توقع ہوسکتی ہے۔بہترین جرنیل کیلئے محض یہی ضروری نہیں کہ وہ جہاد کی داغ بیل ڈالے اور اسے عقلمندی سے ترتیب دے بلکہ اُسے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس جہاد کو کس منزل پر روک دینا چاہئے۔اس وصف کی کمی نے بارہا متوقع فتح کو بچ بچ شکست میں مبدل کردیا ہے کشمیری مسلمانوں کے اساسی مطالبات کی تحقیق کے لئے دو تحقیقاتی مجالس متعین کردی گئی ہیں کہ وہ مسلمانوں کی سیاسی شکایات اور ان سے کی گئی ناانصافیوں و دیگر مظالم کی تفتیش کریں۔کشمیر کمیٹی اور احرار کی مساعی نے جمہور۔حکومت ہند۔اور حکومت برطانیہ کی نظریں کشمیر کے معاملات پر مرتکز کردی ہیں۔اب ہمارا یہ کام رہ گیا ہے کہ ہم کشمیری بھائیوں کی قانونی اور مالی امداد کریں تا کہ وہ ان مجالس تحقیقات کے روبرو اپنے مقدمہ کو احسن طریق پر پیش کرسکیں۔

ملک میں دہشت انگیزی بھی ترقی کررہی ہے۔ہمیں احساس ہے کہ یہ نوجوان جذبۂ حب وطن سے مجبور ہوکر اپنی عزیز ترین متاع کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے لیکن ان کا یہ جوش وخروش بے محل ہے اور ان کی ان حرکات سے آزادی نہیں مل سکتی بلکہ اس سے ملک میں بدامنی پھیلنے کا شدید اندیشہ ہے سو ہر بہی خواہ وطن کا فرض ہے کہ وہ اس کی مخالفت کرے اور تمام سیاسی حلقوں کے رہنما ایسا ہی کرتے ہیں۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جب حکومت دہشت انگیزوں کی حوصلہ شکنی کے لئے قانون نافذ کرتی ہے تو یہ سیاسی رہنما

زور شور سے اس کی بھی مخالفت کرتے ہیں ہمیں پر زور کوشش کرنی چاہئے کہ ملک کی سچی خدمت کے لئے ان قیمتی زندگیوں کو تباہی سے بچالیں اور اگر ہم نے اس فرض کو ادا نہ کیا تو ہم ملک کے مستقبل کے نوجوانوں کو بیکار طریق پر ضائع کرانے کے ملزم متصور ہوں گے۔"[79]

اجلاس کی دوسری نشست 27 دسمبر 1931ء کو قراردادوں کے لیے مخصوص تھی چنانچہ اس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

اجلاس 27 دسمبر 1931ء کو خان صاحب نواب علی خاں کی رہائش گاہ واقع نئی دہلی میں دوبارہ منعقد ہوا۔ اس میں اراکین کی تعداد پچھلے اجلاس سے کم تھی۔ اجلاس نے پہلے مسلم لیگ آئین میں ترامیم پر بحث شروع کی۔ ان ترامیم کی سفارشات مسلم لیگ کے 21ویں اجلاس کی مقرر کردہ سب کمیٹی نے پیش کی تھیں۔

مسلم لیگ کے آئین میں ترمیم

مسلم لیگ کے آئین میں سب سے اہم تبدیلی جو منظور کی گئی' وہ مسلم لیگ کے مقصد (Object) سے متعلق تھی۔ اب تک مسلم لیگ کا صرف یہ مقصد بیان کیا جاتا رہا کہ وہ پرامن اور جائز ذرائع سے ہندوستان کے سوراج کا حصول ہے"۔ سب کمیٹی نے سفارش کی کہ مسلم لیگ کا مقصد "ہندوستان میں ایسی مکمل (خودمختار) ذمہ دار حکومت کا پرامن اور جائز ذرائع سے حصول ہے جس میں مسلمانوں کے حقوق کا موزوں اور موثر طریقہ سے تحفظ ہو"

ڈاکٹر ایم۔ یو۔ ایس جنگ نے تجویز کیا کہ لفظ "سوراج" کو برقرار رکھا جائے اور مسٹر صابری نے کہا کہ اس کی جگہ "مکمل آزادی" کے الفاظ درج کیے جائیں۔ ایوان کی اکثریت نے ان دونوں تجاویز کو مسترد کر دیا۔ صرف دو تین ارکان نے حمایت کی۔ سب کمیٹی کی تجویز کردہ ترمیم کو منظور کرلیا گیا۔

مسلم لیگ کے آئین میں دوسری تبدیلی یہ کی گئی کہ اس تنظیم کا ہر بالغ مسلمان ممبر بن سکتا ہے جو مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد تسلیم کر کے فارم پر دستخط کرے اور ایک روپیہ سالانہ چندہ ادا کرے۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ انڈین نیشنل کانگرس کی طرز پر آئندہ مسلم لیگ کے عہدۂ صدارت کی میعاد ایک سال ہوگی اور صدر اس کی انتظامیہ کا سربراہ ہوگا اور انتظامیہ اب کونسل کی بجائے کونسل اور مجلس عاملہ پر مشتمل ہوگی۔ کونسل کے ارکان میں اضافہ کیا گیا اور نئی جماعت یعنی مجلس عاملہ (ورکنگ کمیٹی) کے ارکان کی تعداد 23 ہوگی اور وہ ہر ماہ اپنا اجلاس منعقد کرے گی اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی طرح مرکزی مجلس قانون ساز

اسمبلی کے تمام مسلم ممبران (ارکان) کونسل کے غیر سرکاری (ex-officio) ممبران ہوں گے۔

مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کا کورم 75 ارکان کی بجائے 57 ارکان پر مشتمل ہوگا اور مسلم لیگ کے دائمی (مستقل) صدر کا عہدہ ختم کردیا گیا۔

قرارداد تعزیت

آل انڈیا مسلم لیگ مولانا محمد علی محمود آباد کے مہاراجہ محمد علی محمد خاں اور مولانا عبد الماجد کے انتقال پر ملال پر نہایت افسوس اور دکھ کا اظہار کرتی ہے جو مسلم لیگ کے پرانے سرگرم رہنما تھے۔ مسلم لیگ اُن کے غم زدہ لواحقین اور خاندانوں کے افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

ملک کا آئندہ آئین

میاں احمد یار خاں نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جس کی تائید اور حمایت مولوی مظہر الدین اور سید حبیب نے کی۔ ڈاکٹر جنگ کی پیش کردہ چند معمولی ترامیم کو مسترد کرنے کے بعد اجلاس نے قرارداد منظور کرلی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ گول میز کانفرنس منعقدہ یکم دسمبر 1931ء میں وزیراعظم برطانیہ کے خطاب پر غور و خوض کے بعد درج ذیل فیصلے کرتی ہے۔

1- یہ امر ریکارڈ پر لایا جائے اور حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ہندوستان کے آئین میں مسلمانوں کے اُن تمام مفادات کا تحفظ کرے گی جو مسلمان کمیونٹی اپنے لئے موزوں اور ضروری خیال کرتی ہے۔

2- یہ امر ریکارڈ پر لایا جائے کہ مسلم لیگ حکومت برطانیہ کے اس عبوری فیصلہ پر اظہار افسوس کرتی ہے جس کے تحت صوبوں کو خودمختاری دینے کے معاملہ کو ہندوستان کے آئندہ آئین کی تشکیل تک ملتوی کیا گیا ہے اور مسلم لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ صوبوں میں خودمختار اور ذمہ دار حکومتیں بلاتاخیر قائم کی جائیں۔

3- یہ امر بھی ریکارڈ پر لایا جائے کہ مسلم لیگ حکومت برطانیہ کی اس ناکامی پر اپنی مایوسی کا اظہار کرتی ہے کہ جس کی وجہ سے سندھ کو علیحدہ صوبائی درجہ نہیں دیا گیا اور مطالبہ کرتی ہے کہ سندھ کو صوبائی درجہ دینے کا بلاتاخیر واضح اور غیر مشروط اعلان کیا جائے۔

4- مسلم لیگ اپنے اس عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کو کوئی ایسا آئین قابل قبول نہ ہو گا جس میں اُن کے مذہبی امور کی ادائیگی نشر و اشاعت وتبلیغ، تعلیم اور پیشہ اختیار کرنے کی آزادی کے بارے میں کوئی ضمانت نہ دی گئی ہو۔

5- مرکزی قانون ساز ادارے کے ہر ایوان میں مسلمانوں کو ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

6- مسلم اقلیت کے صوبوں کے قانون ساز اداروں میں اُن کے موجودہ تناسب نمائندگی کو برقرار رکھا جائے۔

7- پنجاب اور بنگال کے قانون ساز اداروں میں مسلمانوں کو موجودہ آبادی کے تناسب سے نمائندگی دی جائے۔

8- سرکاری ملازمتوں اور امدادی گرانٹ (رقوم) میں مسلمانوں کو مناسب اور موزوں حصہ دیا جائے۔

کم اہمیت (ریذیڈیوری Residuary) اختیارات

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اپنی اس متفقہ رائے کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک کے آئندہ وفاقی آئین میں بقیہ اختیارات وفاق کی اکائیوں (صوبوں) کو دیئے جائیں۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے بارے میں مندرجہ ذیل تین قراردادیں بھی متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس برطانیہ اور ہندوستان کی حکومتوں سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے بارے میں وزیر (برطانیہ کے وزیر) کے اعلان پر فوری عمل کیا جائے اور اُسے دوسرے صوبوں کے برابر درجہ دیا جائے جہاں گورنر کارفرما ہیں:

قرارداد کے محرک سید حبیب نے کہا کہ سرحدی صوبہ میں اصلاحات نافذ کرنے کے پہلے اعلان کا مقصد یہ تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ اب وزیر اعظم برطانیہ نے اعلان کیا ہے اس میں سر فضل حسین کی کوششوں کا بڑا دخل ہے اور اس قرارداد کی منظوری سے حکومت کو اس معاملہ میں تاخیر کرنے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔

فرنٹیئر دستور العمل (ضابطہ)

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فرنٹیئر ریگولیشن انکوائری کمیٹی کی سفارشات کو پر فوراً عملی جامہ پہنایا جائے۔

سر محمد یعقوب نے قرارداد پیش کرتے ہوئے اُن تمام قوانین اور قواعد کا ذکر کیا جو غیر انسانی نوعیت کی دفعات پر مشتمل ہیں اور اسمبلی میں اس تحریک التواء کی طرف بھی اشارہ کیا جس پر بحث کے نتیجے میں ریگولیشن کمیٹی مقرر کی گئی۔ انہوں نے کہا جب تک موجودہ ظالمانہ قوانین موجود رہیں گے اُس وقت تک اصلاحات کا سرحد کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

سرحد میں اصلاحات

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی یہ رائے ہے کہ حکومت سرحد کے عوام کو اُن کے صوبہ میں اصلاحات کے بارے میں چیف کمشنر کے اعلان پر غور و خوض کرنے اور اُس پر اپنی آئندہ پالیسی مرتب کرنے کا پورا موقع دے کر عقل مندی کا ثبوت دے سکتی تھی لیکن اُس نے سرحد میں سپیشل آرڈیننس جاری کر کے غیر ضروری جلد بازی سے کام لیا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس آرڈیننس کو فوراً واپس لے اور اس طرح اُس صوبہ میں نئے آئین پر عملدرآمد کے لئے ایک سازگار ماحول پیدا کرے (یہ قرارداد ڈاکٹر ایم۔ یو۔ ایس جنگ نے پیش کی)

جداگانہ طریق انتخاب

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس برطانیہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہند کے برطانوی دارالعوام میں ہندوستان پر بحث کے دوران جاری کردہ اس اعلان پر اظہار اطمینان کرتا ہے کہ گول میز کانفرنس کی سفارشات کی روشنی میں قائم ہونے والی فرنچائز کمیٹی (Franchise Committee) کو یہ واضح ہدایت کی جائے گی کہ ہندوستان میں جہاں بھی جداگانہ طرز انتخاب کا طریقہ رائج ہے اُس میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی جائے۔

مفتی محمد صدیق نے اپنی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ جب ہندوستانی ریل گاڑیوں مسلمانوں

اور ہندوؤں کے کھانے اور پینے کا علیحدہ بندوبست ہوتا ہے تو اُن کے لئے جداگانہ طریق انتخاب بھی علیحدہ ہونا ضروری ہے۔

ڈاکٹر جنگ نے قراردادیں ترمیم پیش کی کہ اگر پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کو اُن کی آبادی کے تناسب سے نشستیں نہ دی گئیں تو مخلوط طرز انتخاب کا اختیار دیا جائے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے کہا کہ اگر کانگرس "سکھ لیگ" کی لیگ اور ہندو مہا سبھا مسلمانوں کے سامنے ایسی ہی تجویز پیش کرے تو وہ اس پر غور کر سکتے ہیں۔ اجلاس نے ترمیم مسترد کر دی کیونکہ اس کے حق میں صرف دو ووٹ تھے چنانچہ اصل قرارداد کو منظور کر لیا گیا۔

کرایہ اراضی کی ادائیگی

آل انڈیا مسلم لیگ بعض صوبوں میں بے زمین کسانوں اور بڑے زمینداروں کو کرایہ اراضی ادا نہ کرنے کی تحریک پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتی ہے جس کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ زمینوں کی نجی ملکیت کے نظام تہہ و بالا ہو جائے گا اور ملک میں افراتفری اور نظم و نسق کی صورتِ حال بگڑ جائے گی مسلم لیگ اس تحریک کی سختی سے مخالفت کرتی ہے۔

چوہدری محمد شریف نے اپنی قرارداد پیش کرتے ہوئے ان خطرات کا ذکر کیا جو ایسی تحریکوں سے ملک میں پیدا ہو سکتے ہیں اور ایوان کے تمام ارکان سے اپیل کی کہ وہ اس تحریک کی زبردست مخالفت کریں۔ قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے حسین امام نے کہا کہ بڑے زمیندار کسانوں کا خون چوستے ہیں اور کسانوں کے مفاد میں ایسی تحریکوں کی مخالفت نہ کی جائے' دیگر ارکان نے نے کہا کہ یہ کانگریس کی فرقہ وارانہ سازش معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ تحریک اتر پردیش (یوپی) میں شروع کی گئی ہے جہاں زمینداروں کی بڑی تعداد مسلمانوں پر مشتمل ہے' ایوان نے قرارداد منظور کر لی۔

دہشت گردی کی مذمت

آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی کارروائیوں کی سخت مذمت کرتی ہے جن کے نتیجہ میں ملک میں جرائم کی رفتار میں زبردست اضافہ ہو گیا ہے۔ مسلم لیگ تمام مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ایسی تمام کارروائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یہ قرارداد پیش کرتے ہوئے سر محمد یعقوب نے کہا کہ بے گناہ لوگوں کا خون بہانا مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب کے خلاف ہے اور ارکان مسلم لیگ

دہشت گردی کی کارروائیوں میں بالکل حصہ نہ لیں کیونکہ اس سے ملک کی تعمیر وترقی میں رکاوٹ پڑتی ہے۔
مسٹر علی محمد نے قرارداد کی حمایت کی ایوان نے قرارداد منظور کر لی۔

کشمیری مسلمانوں کی حالت زار

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مظلوم کشمیری مسلمانوں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اُن کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کے تعاون اور امداد کے عملی اقدام کی تعریف کرتا ہے نیز خلوص نیت سے اُمید کرتا ہے کہ کشمیری مسلمان ریاست کے اندر اور باہر اپنے حقوق کے حصول کے لئے جو جدوجہد کر رہے ہیں اُس میں وہ جلد کامیاب ہوں گے۔ کشمیری مسلمانوں نے انسانی اور شہری حقوق کے لیے زبردست قربانیاں دی ہیں۔ یہ قرارداد مولانا مظہر الدین نے پیش کی جسے منظور کر لیا گیا۔

مسلم جماعتوں کا اتحاد

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کے ساتھ مذاکرات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے جو دونوں جماعتوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرے گی۔ یہ کمیٹی اپنی رپورٹ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کو یکم مارچ تک پیش کرے گی اور کونسل ایسے اقدامات کرے گی کہ دونوں جماعتوں میں انضمام ہو جائے اور ایسا آئین بن جائے جو قابل قبول ہو۔ قرار پایا کہ کمیٹی چوہدری ظفر اللہ خان صدر مسلم لیگ، سر محمد یعقوب سیکرٹری مسلم لیگ، خان صاحب ایس ایم عبد اللہ اور مرزا اعجاز حسین جائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ پر مشتمل ہوگی۔

چار مزید قراردادیں منظور ہوئیں جن میں سے تین دہلی کے مسلمانوں کے مطالبات سے متعلق تھیں اس کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہو گیا۔

صوبہ دہلی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس صوبہ دہلی کی توسیع کی تجویز کو مسترد کرتا ہے جسے مسلمانوں کے منافی چند مفاد پرست اداروں کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔

مسلم نمائندگی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس صوبہ دہلی کے مختلف بلدیاتی اداروں میں مسلمانوں کی ناکافی اور غیر تسلی بخش نمائندگی پر اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان اداروں میں

مسلمانوں کو پوری نمائندگی دی جائے۔

دہلی کے مسلمان

اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ موجودہ آئین کے تحت مرکزی قانون ساز آمبلی میں دہلی کے مسلمانوں کوکوئی نمائندگی نہیں دی گئی آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان کے آئندہ آئین میں جداگانہ طریق انتخاب کی بنیاد پر دہلی کے مسلمانوں کو موثر نمائندگی دی جائے۔

سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا فقدان

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہندوستان کی حکومت کے مختلف محکموں اور بلدیاتی اداروں میں سرکاری ملازمتوں کی برطرفی پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے جس کے باعث حکومت اور بلدیاتی اداروں میں جہاں مسلمانوں کی تعداد پہلے ہی بہت کم ہے اس میں مزید کمی ہو جائے گی۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ برطرفیاں کرتے وقت سرکاری محکموں اور اداروں کے سربراہوں کو ہدایت کی جائے کہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کے موجودہ تناسب نمائندگی میں کوئی ردوبدل نہ کیا جائے۔

نئی بھرتیاں

مسلم لیگ حکومت سے مزید مطالبہ کرتی ہے کہ اعلیٰ عہدوں پر مسلمانوں کو متعین کرتے وقت موجودہ اور آئندہ نئے سرکاری ملازمتوں کے ڈھانچہ (Cadres) میں اُن کے موجودہ تناسب کو برقرار رکھا جائے۔

اختتامی کلمات

اجلاس کے غیر معینہ مدت کے لئے التوا سے قبل سر محمد یعقوب نے ارکان مسلم لیگ کونسل کا شکریہ ادا کیا کہ اُنہوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور ایجی ٹیشن کے باوجود مسلم لیگ کی تاریخ میں یہ اجلاس نہایت کامیاب رہا۔ اُنہوں نے گذشتہ روز چوہدری ظفر اللہ خان کے خلاف مظاہروں اور اُن کے طریقہ سے ذمہ دار لوگوں پر سخت تنقید کی۔ چوہدری ظفر اللہ نے اپنے اختتامی کلمات میں کہا کہ اُن پر صدارت کی مخالفت سے مسلم لیگ میں نئی روح پیدا ہوئی ہے۔ اُنہوں نے ہندوستان میں اس کے مستقبل پر اپنے یقینِ محکم کا اظہار بھی کیا۔[80]

آل انڈیا مسلم لیگ تیئسواں سالانہ اجلاس

(عزیز گروپ)

بمقام ہوڑہ 21 اکتوبر 1933ء

صدر جلسہ میاں عبدالعزیز بارایٹ لاء

آل انڈیا مسلم لیگ (عزیز گروپ) کا تیئسواں سالانہ اجلاس 21 اکتوبر 1933ء کو میاں عبدالعزیز بارایٹ لاء کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ ہوڑہ ٹاؤن ہال جھنڈیوں اور پھولوں کے سہروں کی وجہ سے نہایت خوبصورت اور دلآویز دکھائی دیتا تھا۔ مخدوش صورت حال کے پیش نظر پولیس کی خدمات حاصل کر لی گئی تھیں تاکہ کوئی امن عامہ کو ہاتھ میں نہ لے۔ مندوبین میں خاص طور پر بنگال کے مسلمان شامل تھے۔

مولوی ابوالقاسم جو استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے تھے ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے غلام ربانی 'وائس چیئرمین نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے مندوبین کو خوش آمدید کہا۔[81] پیشتر اس کے کہ ہم صدر مجلس کے خطاب کا تذکرہ کریں' ملک کے مخدوش حالات اور مسلم لیگ کے گروپوں میں تقسیم ہونے کے حوالے سے مختصر سا تذکرہ کریں گے۔

1930ء کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ دوبارہ انتشار و خلفشار کا شکار ہوگئی تھی سائمن کمیشن نہرو رپورٹ اور تجاویز دہلی کی وجہ سے مسلمان زعما اور قائدین گروپوں میں تقسیم ہوگئے تھے۔ مولانا محمد علی جوہر فوت ہو چکے تھے جبکہ محمد علی جناح مسلمانوں کے نفاق اور گروپ بندی کی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر لندن میں رہائش رکھ چکے تھے۔ 1932ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس بھی نہ ہو سکا 1933ء میں آل انڈیا مسلم لیگ پھر دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ایک عزیز گروپ کے نام سے جبکہ دوسرا ہدایت گروپ کے نام سے سرگرم ہو چکے تھے۔ چنانچہ ہوڑہ میں 21 اکتوبر 1933ء کو عزیز گروپ کا اجلاس ہوا جس کی صدارت میاں عبدالعزیز بارایٹ لاء نے کی۔ اس اجلاس میں کمیونل ایوارڈ کو مسلمانوں کیلئے غیر تسلی بخش قرار دیا گیا۔ بنگال میں دوسرے ایوان کے قیام کو رجعت پسندانہ قرار دیا گیا۔

ایک قرارداد جو کہ مولوی فضل الحق نے پیش کی قرطاس ابیض میں بنگال سے متعلق شق کو ناموزوں قرار دیا گیا۔

ایک طرف ہندو اپنی عیارانہ ریشہ دوانیوں کے باعث مسلمانوں کو سیاسی میدان سے آؤٹ کرنے کیلئے کوشاں تھا۔ دوسری طرف مسلمان باہم کھینچا تانی میں مصروف تھے۔ کسی مطالبے پر متفقہ و متحدہ موقف اپنانے کی بجائے طرح طرح کی بولیاں بول رہے تھے۔ ایسے میں قائد اعظم محمد علی جناح اتحاد کیلئے کوشاں ضرور تھے لیکن وہ ہندو ذہنیت سے مسلمانوں کو بھی آگاہ کرتے رہتے تھے۔ جنوری 1932ء میں بمبئی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

''میں پہلے ہندوستانی ہوں اور پھر مسلمان ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ یقین ہے کہ کوئی بھی ہندوستانی اپنے ملک کی خدمت کیلئے مسلمانوں سے صرف نظر نہیں کر سکتا کیونکہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت سے مسلمان مضبوط اور مستحکم ہوں گے۔ ان کے اتحاد اور حوصلہ افزائی انہیں ملک میں احسن شہری بنا سکتی ہے۔ حکومت کیا ہوتی ہے اور نمائندہ حکومت کسے کہتے ہیں؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سات کروڑ مسلمانوں کو ہاتھ پاؤں باندھ کر ظالم ہندوؤں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں کسی کی طرف داری نہیں کرتا لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ہندو نادان ہے اس نے آج کل جو رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ بھی ناسمجھی پر مبنی ہے۔ اس مرحلے پر اگر ہندوؤں نے ہمت اور اعتماد سے کام نہ لیا اور وہ مسلمانوں سے ڈرتے رہے تو وہ سوراج حاصل نہیں کر سکیں گے۔''[82]

اس اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پیش ہو کر منظور ہوئیں:

مولوی اے۔ کے۔ فضل الحق نے قرطاس ابیض پر قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان اسے منظور کرنے اور نئے آئین پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں اس کے باوجود کہ کیمونل ایوارڈ غیر تسلی بخش ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ہندو مہا سبھا کے رویہ پر بھی اظہار افسوس کیا مسٹر اے ایف نور النبی نے بنگال اور بہار قانون ساز اسمبلی میں دوسرے ایوان کی تشکیل کے خلاف احتجاجی قرارداد پیش کی اور کہا کہ قرطاس ابیض کی اشاعت سے قبل بنگال کونسل نے دوسرے ایوان کی قرارداد کو مسترد کر دیا تھا۔ بنگال کے مسلمان دوسرے ایوان کے شدید مخالف ہیں کیونکہ موجودہ حالات میں اس ایوان پر لازماً ہندوؤں کا غلبہ ہوگا اور یہ ایوان زیریں کے منظور کردہ ہر قانون پر نظر ثانی کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہندو بھی دوسرے ایوان کے مخالف

ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یورپ والوں نے چالاک ہندوؤں کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر دوسرے ایوان کی تشکیل کو ضروری سمجھا ہے اُنہیں اس معاملہ پر دوبارہ غور کرنا چاہئے۔ ایک اور قرارداد کے ذریعے اجلاس نے مدناپور (Midnapore) میں فساد کی مذمت کی۔ قرارداد میں کہا گیا کہ دہشت گردی جمہوریت کی نفی کرتی ہے اس لئے اسے ختم کرنا چاہئے۔ مسٹر عبدالعزیز نے کہا کہ دہشت گردی کا مقصد عوام کے حوصلوں کو پست کرنا اور اُن کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا ہے۔

اجلاس کی کارروائی ختم کرتے ہوئے صدر جلسہ نے کہا کہ ہندوستان جتنا اُن کا ملک ہے اُتنا ہی یہ مسلمانوں کا بھی ملک ہے۔ اُنہوں نے مسلمانوں کو انتباہ کیا کہ وہ ہندوؤں کے بارے میں کسی شک وشبہ اور بدگمانی کا شکار نہ ہوں کیونکہ وہ بہر حال اسی ملک میں اُن کے ساتھی ہیں۔

میاں عبدالعزیز نے سرسید احمدؒ کے ان یادگار کلمات کو دہرایا کہ ہندو اور مسلمان ایک انسان کی دو آنکھوں کی مانند ہیں۔ اگر ایک آنکھ کو تکلیف ہوتو دوسری آنکھ کو بھی تکلیف ہوگی۔ اُنہوں نے اُمید ظاہر کی ہندو مسلم اتحاد صرف پیشہ ور سیاستدانوں کا ہی خواب نہیں ہوگا۔

صدر جلسہ نے ان قراردادوں پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور تعاون کی ضرورت پر زور دیا۔[83]

آل انڈیا مسلم لیگ تیسواں سالانہ اجلاس

(ہدایت گروپ)

25 تا 26 نومبر 1933ء

صدر جلسہ:- خان بہادر حافظ ہدایت حسین

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسواں سالانہ اجلاس (ہدایت گروپ) 25 نومبر 1933ء کو عربک کالج دہلی میں خان بہادر حافظ ہدایت حسین کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوا۔ حاجی رشید احمد صاحب استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین چنے گئے۔ اس اجلاس میں متعدد سربرآوردہ اور قدآور شخصیات نے شرکت کی۔

حاجی رشید احمد نے مندوبین اور شرکاء کا پرجوش استقبال کرتے ہوئے اپنا خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جس میں اُنہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کو درپیش مسائل اور ملکی سیاسی حالات کا جائزہ پیش کیا اور غازی محمد نادر شاہ شاہ افغانستان کی شاندار خدمات' کیمونل ایوارڈ' تیسری گول میز کانفرنس قرطاس ابیض اور دیگر اہم امور پر روشنی ڈالی۔[84]

یہ وہ دور تھا کہ ہندوستان کے دستور اساسی میں غیر معمولی انقلاب پیدا ہونیوالا تھا۔ تحقیقاتی کمیشن آ چکے تھے اور ہندوستان کے طول وعرض میں دورہ کر رہے تھے بدنصیبی سے اسی سال مسلمانوں کے خاص خاص لیڈر اللہ کے جوار رحمت میں پہنچ چکے تھے اور مسٹر محمد علی جناح ہندوستان سے ولایت جا چکے تھے اور ایک مدت سے وہیں مقیم تھے۔ مسلمانان ہندوستان کے بے بسی کا تقاضہ یہ تھا کہ جناح صاحب کو پھر دعوت دی جائے کہ گرتی ہوئی قوم کو آ کر سنبھالیں۔

ہمسایہ قوم کے رویہ سے مجبور ہو کر 20 نومبر 1932ء کو مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں نے مسلم لیگ کے دفتر میں مشترکہ جلسہ کیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل و مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ اور جمعیتہ العلماء کی مجلس عاملہ شریک جلسہ تھیں اور بالاتفاق یہ تجویز منظور ہوئی کہ مسلمان قومی سمجھوتہ اس وقت تک منظور نہیں کر سکتے جب تک کہ ان کے مطالبات منظور نہ کر لئے جائیں اور وزیر اعظم برطانیہ کے فرقہ وارانہ فیصلے کو اس وقت تک باقی رکھا جائے۔

جہاں تک مسلم لیگ کے اندرونی معاملات کا تعلق تھا اس میں بھی ایک خاص اختلاف رونما ہو گیا تھا۔ 12 مارچ 1933ء میں میاں عبدالعزیز صاحب صدر لیگ نے مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ میں بغیر کسی مباحثہ کی اجازت کے سیکرٹری کے عہدے کو خالی قرار دیا اس کی وجہ سے ممبران کونسل مشتعل ہو گئے اور یہ تصور کیا جانے لگا کہ سر محمد یعقوب پر میاں عبدالعزیز صاحب کا نا قابل برداشت ذاتی حملہ ہے۔ سر محمد یعقوب باطاعت حکم صدارت اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً ممبران کونسل کی ایک علیحدہ میٹنگ ہوئی اور سر محمد یعقوب پر اظہار اعتماد کیا گیا اور میاں عبدالعزیز کی حرکت پر اظہار ملامت کیا گیا۔ اسی جلسہ میں یہ بھی منظور ہوا کہ مسٹر محمد علی جناح کو واپس بلایا جائے کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔ نیز یہ طے ہوا کہ 29 اور 30 اپریل 1933ء کو سالانہ اجلاس بلایا جائے۔

چند دنوں کے بعد سیکرٹری نے میاں عبدالعزیز سے اجازت چاہی کہ مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ بلائی جائے تا کہ آنے والے سیشن کیلئے صدر کا انتخاب کیا جا سکے لیکن میاں عبدالعزیز نے اس کی اجازت نہ دی اور اپنے خودمختارانہ طریقے سے بیسویں اجلاس کی تاریخ انعقاد دسمبر 1933ء تک ملتوی کر دی اس حرکت پر بھی مسلم لیگ کے سربرآوردہ ممبروں میں غم و غصہ کا طوفان برپا ہو گیا اور لیگ کے کانسٹی ٹیوشن کے ضابطہ نمبر 35 کے ماتحت کونسل کے ممبروں نے کونسل کی میٹنگ بلائے جانے کا مطالبہ کیا۔ اس جلسہ میں میاں عبدالعزیز صاحب بھی حاضر تھے جن پر عدم اعتماد کا ووٹ پاس کیا گیا۔ کونسل کی دوسری میٹنگ 16 جولائی 1933ء کو منعقد ہوئی سید رضا علی نے اس کی صدارت فرمائی۔ جس میں گزشتہ خصوصی جلسے کی کارروائی منظور ہوئی اور نیز یہ بھی طے ہوا کہ بیسواں اجلاس خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب کی صدارت میں بمقام دہلی منعقد ہو۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میاں عبدالعزیز 28 مئی 1933ء کے بعد مسلم لیگ کے صدر نہیں رہے اور مسلم لیگ کے کانسٹی ٹیوشن کے مطابق صدر کو اختیار نہیں ہے کہ مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ بلائے۔ پھر بھی میاں صاحب نے لاہور میں مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ بلائی جس میں صرف دو ممبروں نے شرکت کی۔ حالانکہ کورم کے لئے کم از کم دس ممبر ہونا ضروری تھا جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کا اجلاس لندن میں ہونیوالا تھا اور مسلم لیگ سے نمائندے طلب کئے گئے تھے۔ چنانچہ مسلم لیگ نے سر محمد یعقوب اور خان حاجی رشید احمد صاحب کو منتخب کیا جنہوں نے لندن میں کمیٹی کے سامنے مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو پیش کیا جس میں تمام مسلمان ان سے اتفاق کرتے ہیں۔

خطبہ صدارت خان بہادر حافظ ہدایت حسین

حافظ ہدایت حسین نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ:

"سب سے پہلے مجھے سر محمد شفیع، سر سید علی امام، سر محمد فخر الدین۔ سید حسن امام و خواجہ کمال الدین کی وفات ہائے حسرت آیات کا ماتم کرنا ہے۔ مرحومین اپنے اپنے شعبہ ہائے زندگی میں بڑی شخصیتوں کے مالک تھے اور عشق اسلام کے میدان میں تو ان کی حیثیتیں بہت ممتاز تھیں۔

مسلمانوں کو مسلم لیگ کے علم تلے جمع کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں اسلامی جماعتوں کا ذکر لازمی ہے۔ مسلم کانفرنس کی تعمیری سرگرمیوں سے کون انکار کرسکتا ہے۔ خلافت کانفرنس کی کارروائیوں پر کس کی زبان ملامت کھل سکتی ہے۔ جمعیتہ العلما کی رہنمائی میں کون کلام کرسکتا ہے۔ لیکن ان تمام جماعتوں میں تقسیم کار کا اصول کارفرما نہیں ہے۔ میری تمنا ہے کہ اس طرح قومی قوتوں کو ضائع ہونے سے بچایا جائے کیونکہ اب تو متوازی سیاسی جماعتیں مشترکہ لائحہ عمل کو سامنے رکھ کر کام کررہی ہیں میں دوسری جماعتوں کے فرائض کو تو متعین نہیں کرسکتا لیکن اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانانِ ہند کے سیاسی احیا کے لئے مسلم لیگ بہترین جماعت ہے۔ اس کے گزشتہ کارنامے ظاہر ہیں اور یہ آئندہ بھی ذمہ داریاں برداشت کرنے پر آمادہ ہے۔ سو اب اتحاد کا وقت آن پہنچا۔ خبردار افتراق کا یہ کوئی موقع نہیں ہے۔

میں نے دعویٰ کیا ہے کہ مسلم لیگ بہترین سیاسی جماعت ہے اب آپ اسکی دلیل بھی سن لیجئے۔ 1898ء میں سر سید مرحوم کی وفات کے ساتھ مسلمانوں کی اپر انڈیا ڈیفنس ایسوی ایشن بھی دفن ہوگئی۔ 1901ء میں یوپی میں ہندی اردو جھگڑا زوروں پر تھا۔ ہندی مسلمانوں کی کوئی سیاسی جماعت زندہ نہ تھی۔ اس وقت نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم نے مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کیلئے ایک انجمن بنانیکی تجویز پیش کی۔ اس اثنا میں ہندوستان اور انگلستان میں اہم سیاسی انقلاب ہوئے ان سے متاثر ہوکر مسلم زعما جمع ہوگئے اور یکم اکتوبر 1906ء کو لارڈ منٹو سے وفد کی صورت میں ملے۔ انہوں نے دو امور وائسرائے کے ذہن نشین کرائے اوّل یہ کہ مسلمان ہندوستان کی ایک ممتاز علیحدہ اقلیت ہیں دوم یہ کہ حکومت کو ایسا طریق کار اختیار کرنا چاہئے جس سے مسلمانوں کے صحیح نمائندے انتخاب کئے جاسکیں۔ دسمبر 1906ء میں ڈھاکہ میں تعلیمی کانفرنس ہورہی تھی تو نواب سلیم اللہ بہادر مرحوم نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلم زعما کو اجتماع کی دعوت دی اور ڈھاکہ میں ہی ان سے تبادلہ خیال کیا سینکڑوں بزرگ

دور دراز کی مسافت طے کر کے اس اجتماع میں شریک ہوئے اور مشرقی بنگال کے بھی ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ اس کے نتیجہ میں 30 دسمبر 1906ء میں مسلم لیگ کی بنیاد ڈھاکہ میں پڑی۔ اب ہمیں عوام میں کام کرنا چاہئے۔ ہر ضلع اور قصبہ میں لیگ کی شاخیں قائم کرنی چاہئیں۔ تا کہ ہمارے عوام سیاسی تعلیم سے بہرور ہوتے رہیں۔ کسی قوم کے عوام کی سیاسی تعلیم ہی اُس قوم کو سیاسی طور پر طاقتور جماعت بناتی ہے۔ مسلم جمہور کو زمانہ کے انقلابات سے آگاہ کرنیکی شدید ضرورت ہے سیاسی تعلیم و تنظیم کے بعد مسلمانوں کو نظر انداز نہ کیا جا سکے گا۔

آج کل یہ رواج ہو گیا ہے کہ ہندی مسلمانوں کو جداگانہ سیاسی حکمتِ عملی کے قیام کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔ اس الزام کا بوداپن واضح ہے۔ مسلمان عددی اقلیت میں ہیں۔ بنگال اور پنجاب میں بھی ان کی برائے نام اکثریت ہے اگرچہ دوسرے صوبوں میں ہندو بہت زیادہ اکثریت رکھتے ہیں تو کیا ان حالات میں مجالس قانون ساز کی تشکیل جمہوری کہی جا سکتی ہے اور کیا اسے جملہ عوام کا نمائندہ کہا جا سکتا ہے جبکہ اس میں تقریباً پورے طور پر ہندو نمائندوں کی اکثریت ہو۔ مسلمانوں نے کبھی بھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ انہیں ہندو صوبوں میں بنگالی اور پنجابی اقلیتوں کی حیثیت دی جائے۔ تو کیا ان حالات میں اکثریت والی قوم کے لئے یہ زیبا ہے کہ وہ پنجاب و بنگال کی برائے نام مسلم اکثریتوں کو تباہ کرنے کی سازشیں کرے۔ حب وطن کا تقاضا تو یہ ہے کہ پیشتر اس کے کہ کسی نئے آئین کا ملک میں نفاذ ہو جملہ اقلیتوں اور بالخصوص مسلمانوں جیسی اہم اقلیت کے حقوق کی نگہداشت کی جائے۔ لیگ اور کانفرنس کے پلیٹ فارموں سے بارہا مسلم مطالبات پیش کئے جا چکے ہیں اور مسلمانوں نے بارہا ہندو نمائندوں سے مصالحت کی گفت وشنید کی۔ گول میز کانفرنسوں کے انعقاد کے وقت ان مسائل کو از سر نو تازہ کیا گیا۔ لیکن پنجاب کی ایک نشست پر پہلی بار موعودہ سفید کاغذ کے پرزے اڑا دیئے گئے اور دوسری بار رجعت پسندوں نے گاندھی جی پر پورا تسلط جما لیا۔ ان ناکامیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے اپنا فرقہ وارانہ فیصلہ صادر کر دیا۔ اور اب ایسے ذرائع سے اس کی تنسیخ کی کوششیں ہو رہی ہیں کہ جس سے برادران وطن کی سیاسی ذہانت پر دھبہ لگتا ہے۔ ایک طبقہ تو اس معاملہ کو مجلس اقوام میں فیصلہ کے لئے لے جانا چاہتا ہے۔ لیکن یہ نظری سیاسین اس امر کو یک قلم فراموش کر جاتے ہیں کہ مجلس اقوام کا کام آزاد اقوام کے مسائل کو حل کرنا ہے اور اگر اس امر کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجلس اقوام کے فیصلوں کو نفاذ پذیر کرنیوالی قوت حاکمہ معدوم ہے اور سوم یہ کہ اس

مجلس کے گزشتہ کارنامے ہمارے سامنے ہیں۔ اور پھر واقعہ یہ ہے کہ اس کی مجلس کی اقلیتوں کا اجتماع شاذونادر ہی ہوتا ہے۔ اور کبھی ہوا بھی تو اس کے فیصلوں نے آزاد اقلیتوں کو کبھی مطمئن نہیں کیا۔ ابھی حال ہی میں ایک آزاد طاقت نے اپنا نمائندہ مجلس اقوام سے واپس بلا لیا ہے۔ مجلس اقوام ہندی حالات سے بالکل بے خبر ہے۔ اسے پیپل کی ''عظمت'' کا لحاظ تک نہیں ہے اور نہ ہی وہ تعزیہ کے ''تقدس'' سے واقف ہے۔ اُس سے کیسے توقع ہوسکتی ہے کہ وہ ہندوستانیوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کر سکے۔

مسلمان نمائندوں نے بار ہا اعلان کیا ہے کہ اس فیصلہ سے وہ مطمئن نہیں ہیں۔ انہیں پنجاب اور بنگال میں ان کے جائز حقوق نہیں ملے۔ سرحد ابھی تک بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔ بلوچستان کے بارے میں یہ فیصلہ بالکل خاموش ہے سندھ کے معاملہ کو بھی تعویق میں ڈالا گیا ہے ملازمتیں زبان اور قانون شرعی وغیرہ دیگر امور جو کہ مسلم زندگی کے لوازم ہیں بالکل نظر انداز کر دیئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے مطالبات بالکل جائز اور جمہوری ہیں۔ یہ کاملاً اسلامی مطالبات نہیں ہیں۔ بلکہ دوسرے پلیٹ فارموں سے بھی ان کے حق میں آوازیں بلند ہوچکی ہیں۔ مثلاً یہ کہ صوبجات کو مالی۔ قانونی اور انتظامی اختیارات دیدیئے جائیں اور اختیارات خصوصی بھی صوبجات کی طرف منتقل ہوجائیں۔ سرحد اور بلوچستان کو برطانوی ہند کے دوسرے صوبجات کا ہم پلہ بنایا جائے۔ اور انہیں مساوی حقوق عطا ہوں۔ سندھ کو بمبئی سے الگ کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ مجھے افسوس ہے کہ وزیر اعظم نے جو اعلان کہ پہلی گول میز کانفرنس کے انعقاد پر کیا تھا وہ اُس پر قائم نہ رہ سکے۔ اور وہ یہ تھا کہ کسی صوبہ کی اکثریت کو اقلیت یا مساویت میں تبدیل نہیں کیا جائیگا۔ لیکن بنگال کے معاملہ میں بالخصوص وعدہ شکنی کی گئی۔

قرطاس ابیض

اس پر میں کاملاً صاد نہیں کہہ سکتا بلکہ اس کے بعض نکات سے میں بہت مایوس ہوا ہوں۔ اس آئین نے صوبجات کو زیادہ سے زیادہ اقتصادی۔ قانونی اور انتظامی خود اختیاری نہیں دی۔ اس میں صوبجات کو امورِ خصوصی تفویض کرنیکا ذکر تک نہیں۔ وائسرائے اور گورنرز کو سب سے زیادہ اختیارات حاصل ہوجائینگے۔ عدالت ہائے عالیہ کاملاً صوبجاتی امور نہیں رہے۔ ہندوستانی ریاستوں کو خاص مراعات عطا کی گئی ہیں۔ مسلمانوں کو مرکزی مجلس قانون ساز میں ایک تہائی نشستیں نہیں دی گئیں۔ مجلس وفاقی میں دہلی کے مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی شافی انتظام نہیں کیا گیا اور نہ ہی مسلم زمیندار مزدور اور تاجر کے حقوق نمائندگی

کی نگہداشت کی گئی ہے آئین کی حفاظت کے لئے تحفظات کا ذکر تو بڑے وسیع اور عمومی پیرایہ میں کیا گیا ہے اور یہ زیادہ تر وفاقی مالیات اور تجارتی امور کے متعلق ہیں کہا جا سکتا ہے کہ جب تک مالیات پر موثر قبضہ نہ ہو جائے عوام کی طرف ذمہ داریوں کا انتقال کوئی صحیح معنی نہیں رکھتا۔ وزیر مال کو دفاعی اخراجات پر کوئی کنٹرول نہیں اور ہمارے اخراجات کا یہی سب سے بڑا اہم جزو ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ فوج کو ہندوستانی بنانے کی رفتار تیز تر کردی جائے اور مسلم نوجوانوں کو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اسی طرح سے ہی ملک ان گرانبار اخراجات سے بچ سکتا ہے۔ دوم دیسی صنائع کی حفاظت بھی نہایت ضروری امر ہے اور اُسے بیرونی مقابلہ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اقلیتوں کیلئے جو تحفظات وضع کئے گئے ہیں۔ وہ بھی غیروں کے ہاتھ میں دیدیئے گئے ہیں اور اس طرح بالکل بے محل واقع ہوئے ہیں۔ ریزرو بنک پر عوام کو کوئی قبضہ حاصل نہیں اور یہ بات ہمیں قبول نہیں۔ یہ بنک حصہ داروں کا بنک ہونا چاہئے۔ جو سیاسی اثرات سے آزاد ہو۔ اس کا سرمایہ زیادہ تر ہندی ہو اور اس کے انتظامی عملہ میں ہندی حکام کی اکثریت ہو۔ اور اخراج زر کی حکمت عملی کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور مرکزی مجلس قانون ساز کو ریزرو بنک ایکٹ میں ترمیم کرنے کے اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ اور برطانوی پارلیمنٹ یا وزیر ہند کی اس میں مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔ موجودہ شرح تبادلہ بھی ہندی مفاد کے تحت خلاف ہے۔ روپیہ کو پاؤنڈ سے الگ کرنے کی طاقت بھی ہمارے پاس ہونی چاہئے۔ زرعی اجناس کا نرخ جتنا ہندوستان میں گرا ہے دنیا کے اور کسی ملک میں نہیں گرا۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ روپیہ کی شرح تبادلہ 16 پنس قانونی طور پر مقرر کی جائے۔

مسلمانوں کے فرائض اور ذمہ داریاں

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ تحفظات خواہ کس قدر مضبوط ہی کیوں نہ ہو۔ وہ حقیقی قوت کا ماخذ نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے۔ مسلمان آج بھی ہندی سیاست میں فیصلہ کن عنصر بن سکتے ہیں۔ اسلام نے ہی ہندوستان کو اخوت، مساوات اور عدل کے زریں اسباق پڑھائے ہیں۔ مسلم سچی جمہوریت کا مرقع ہے اُس کا اپنا مقصد حیات ہے اور وہ یہ ہے کہ مساوات وعدل کے ساتھ خدمت خلق کی جائے۔ کاش کہ مسلم ایک بار پھر اپنی جان تمنا کو حاصل کر سکے اور اس ملک میں مسلم وغیر مسلم اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے مشترکہ نصب العین کی خاطر کام کریں اور ان کا منتہائے نظر یہ

ہو کہ اپنے قول کی عظمت کو دنیا میں قائم کیا جائے۔

فلسطین

تقدس فلسطین ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ عرب فطرتاً ایک آزاد قوم ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی اس پاک سرزمین کو وطن یہود نہ بننے دیں گے خواہ اس کی خاطر انہیں کتنی قربانیاں بھی کیوں نہ دینی پڑیں۔ حال کے واقعات کی فوری تحقیق ہونی چاہئے۔ جب کہ ہمارے عرب بھائیوں کو گولی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ خود برطانوی شہنشاہیت کے مفاد کا اقتضایہ ہے کہ اعلان بالفور کو منسوخ کر دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت ہند ہمارے تاثرات کو حکومت برطانیہ تک پہنچانے میں بخل سے کام نہ لے گی۔ ہمیں افغانستان کے شاہی خاندان سے بھی حال کے حادثہ فاجعہ پر دلی ہمدردی ہے۔

عمل کا وقت آن پہنچا۔ اسلام میں محض قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ ہاں ملک میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ جن کا ایمان ہو کہ کوئی بیڑا کامیابی سے خطرناک طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ بیڑے کی ساری کشتیاں مضبوط نہ ہوں۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہو کہ ساری کشتیوں کو لئے بغیر بھی منزل مقصود تک رسائی ہو سکتی ہے تو ان کی ناکامی ظاہر ہے اور وہ ملک کے دشمن ہیں۔[85]

صدر مجلس حافظ ہدایت حسین کے صدارتی خطبے کے بعد مندرجہ ذیل قراردادیں پیش ہوئیں جو بحث و تمحیص کے بعد منظور کی گئیں:

شاہ افغانستان کے لیے تعزیتی قرارداد

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس افغانستان کے بادشاہ ہز میجسٹی نادر شاہ غازی کے بہیمانہ قتل پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اُن کی موت سے دنیائے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ یہ اجلاس شاہ کے خاندان کے تمام افراد اور افغان عوام کے ساتھ اس سانحہ پر اپنے غم اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے' اس قرارداد کی ایک نقل افغان قونصل جنرل کو ارسال کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

دوسری تعزیتی قرارداد

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس سر محمد شفیع' سر سید علی امام' سر نواب ذوالفقار علی خان' سید حسن امام' سید فخر الدین' مرزا اعجاز حسین اور خواجہ کمال الدین کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ تمام رہنما مسلم لیگ کے پرانے اور اہم ارکان تھے جن کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ مسلم

لیگ ان کے خاندانوں کے تمام افراد سے دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہے اور فیصلہ کرتی ہے کہ یہ قرارداد ان سب کو ارسال کی جائے (یہ قرارداد صدر جلسہ کی طرف سے پیش کی گئی)

فرقہ وارانہ مسئلہ

ہندوستان کی دو بڑی قومیتوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کسی سمجھوتہ کی ناکامی کے سبب شاہ معظم کی حکومت ان دونوں کے مابین چند امور پر اپنا فیصلہ دینے پر مجبور ہوئی اگر چہ یہ فیصلہ مسلمانوں کے مطالبات کو پورا نہیں کرتا تاہم اس کے باوجود ملک کے بہترین مفاد میں اُنہوں نے اسے قبول کیا ہے اور اپنا یہ حق محفوظ رکھا ہے کہ وہ اپنے مطالبات کو تسلیم کرانے کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اُن لوگوں کی سرگرمیوں کی مذمت کرتا ہے جو اس فیصلہ کو اسی لئے تبدیل کرنے میں کوشاں ہیں۔ ہندوستان کی تمام قومیتوں اور فرقوں کے لئے بہترین لائحہ عمل یہی ہے کہ وہ "کچھ لو" اور "کچھ دو" کے جذبہ کے ساتھ اپنے ملک کی نجات کے لئے مل جل کر کام کریں اور اس طرح باہمی اعتماد اور خیر سگالی پیدا کریں۔ اس مقصد کے لئے مسلم لیگ مشترکہ پارلیمانی کمیٹی سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ شاہ معظم کے اس فرقہ وارانہ فیصلہ کو برقرار رکھے اور اس پر عمل کرے۔

(یہ قرارداد مولانا محمد شفیع داؤدی نے پیش کی اور ڈاکٹر مفتی محمد صادق نے اس کی تائید کی)

اقلیتوں کی نمائندگی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس بہت ضروری سمجھتا ہے اور پرزور اپیل کرتا ہے کہ صوبائی اور مرکزی حکومتوں میں اہم اور بڑی مذہبی اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دینے کے لئے گورنر جنرل کہ وزراء کے انتخاب کے وقت اپنا خصوصی اختیار استعمال کرتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

(ا) اہم اور بڑی مذہبی اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

(ب) جو وزیر یا وزراء منتخب کئے جائیں اُنہیں اپنے اپنے ایوانوں میں اپنی قومیتوں کے ارکان کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہو۔

اس سلسلہ میں مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 11 جنوری 1933ء کے سامنے برطانوی وزیر ہند کی شہادت قابل اطمینان ہے اور اُس سے کافی مدد مل سکتی ہے۔

(یہ قرارداد مسٹر ایس ایم عبداللہ نے پیش کی اور شیخ رشید احمد نے اس کی تائید کی)

ہندو تنظیمیں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہندوستان کے مسلمانوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ ہندو مہا سبھا کی پُر تشدد قراردادوں یا فرقہ پرست ہندو لیڈروں کے بیانات سے قطعاً متاثر نہ ہوں اس کے برعکس وہ اُن ہندو اور غیر مسلم تنظیموں اور افراد سے تعاون کریں جو ہندوستان کی تعمیر و ترقی کے خلوص دل سے خواہاں ہیں اور وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر پُر امن اور جائز ذرائع سے ملک میں ایسی خود مختار اور ذمہ دار حکومت قائم کرنے کے لئے تیار ہیں جو اس وسیع و عریض ملک کی تمام قومیتوں اور فرقوں کے حقوق اور اُمنگوں کو تسلیم کرے۔

(یہ قرارداد مسٹر محمد یامین خاں نے پیش کی اور پروفیسر مرزا محمد سعید نے اس کی تائید کی)

نیا آئین

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ پختہ رائے ہے کہ ہندوستان کے نئے آئین کی کامیابی کے لئے مندرجہ ذیل امور کے بارے میں مسلمانوں کے باقی ماندہ مطالبات کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

(1) مرکزی قانون ساز اسمبلی نے دونوں ایوانوں میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی نشستیں مختص کی جائیں۔

(2) خاص حلقوں میں مسلمانوں کو مناسب کافی نمائندگی دی جائے۔

(3) مرکزی اسمبلی میں ایوانِ بالا کے ارکان کا انتخاب براہ راست اور جداگانہ طریق انتخاب کیا جائے۔

(4) مسلمانوں کے پرسنل لاز مسلمانوں کے رسوم اور قواعد کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے قاضی عدالتوں کا قیام جیسے مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا اعلان کیا جائے۔

(5) بہار سے علیحدگی کے بعد اُڑیسہ کے مسلمانوں کو اسمبلی میں مناسب نمائندگی دی جائے۔

(6) آئین میں یہ شق درج کی جائے کہ اگر کسی اسمبلی میں کسی کمیونٹی کے تین چوتھائی ارکان کسی ایسے مسودہ قانون کی مخالفت کریں جو اُن کے مذہب اور حقوق پر اثر انداز ہوتا ہو تو اُسے منظور نہ کیا جائے۔

(7) بلوچستان میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

(یہ قرارداد مولانا محمد شفیع داؤدی نے پیش کی اور مولانا مظہر الدین نے اس کی تائید کی)

مسلم لیگ کی صفوں میں اتحاد

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس نے پنجاب کے چند مسلم رہنماؤں کی جانب سے صدر کو تحریر کردہ

خط پر غور وخوض کے بعد یہ مشورہ دیا کہ ملک میں ہز ہائی نس آغا خاں اور مسٹر ایم اے جناح کی متوقع موجودگی کے دوران مسلم لیگ کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے کسی مناسب مقام پر مسلم لیگ کا ایک کنونشن بلایا جائے۔ اجلاس نے اس تجویز کی حمایت کی اور ان دو مقتدر رہنماؤں کے مشورہ اور رہنمائی کو قبول کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور مسلم لیگ کونسل کو ہدایت کی کہ وہ ہز ہائی نس آغا خاں اور مسٹر ایم۔ اے۔ جناح کے مشورہ سے کنونشن بلانے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔

(یہ قرارداد پروفیسر مرزا محمد سعید نے پیش کی اور سید بہاؤالدین نے اس کی تائید کی)

عورتوں کے لئے ووٹ کا حق

آل انڈیا مسلم لیگ یہ اجلاس خواتین کو انتخابات میں حصہ لینے کے فیصلہ کی حمایت کرتا ہے اور اپنی اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ خواتین ووٹ دینے کے لئے اپنے خاوندوں اور دیگر رشتہ داروں کی قابلیت کی بجائے اپنی ذاتی قابلیت اور صلاحیت پر انحصار کریں۔ (یہ قرارداد صدر جلسہ نے پیش کی)

مسلمانوں کے لئے ملازمتیں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس تمام امپیریل اور صوبائی سروسز کی تمام شاخوں اور سرکاری امداد پر سے چلنے والے اداروں میں مسلمانوں کی تقرری کی حمایت کرتا ہے۔ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مرکزی حکومت کے محکموں اور سروسز میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی کوٹہ مقرر کرے اور صوبائی ملازمتوں میں اُن کی صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں کے تناسب سے کوٹہ منظور کیا جائے۔

(یہ قرارداد مولوی سید عبدالجبار نے پیش کی اور اعجاز حسین نے اس کی تائید کی)

ریلوے سروسز میں مسلمان

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ریلوے سروسز میں مسلمانوں کی بہت کم تعداد پر گورنر جنرل کی توجہ مبذول کراتا ہے اور یہ واضح کرتا ہے کہ اسمبلی میں سرکاری نمائندوں کی بار بار یقین دہانیوں کے باوجود مسلمانوں کی فی صد تعداد میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا یہ اجلاس سینچوری ریلوے بورڈ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ لندن میں مسلمان اور ہندو ارکان کو مبارکباد دیتا ہے کہ انہوں نے مجوزہ ریلوے اتھارٹی میں فرقہ وارانہ نمائندگی کے مسئلہ کو خوش اسلوبی سے طے کر لیا اور اس طرح دونوں فرقوں میں ہم آہنگی سے کام کرنے کی راہ ہموار کی۔

(یہ قرارداد شیخ رشید احمد نے پیش کی اور سید محمد تقی ہادی نے اس کی تائید کی)

بنکوں میں مسلمان

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس گورنر جنرل کی توجہ امپیریل بنک کی سروسز میں مسلمانوں کی نہایت قلیل تعداد کی طرف مبذول کراتا ہے اور اپنے اس خدشہ کا بھی اظہار کرتا ہے کہ کہیں اس کا اعادہ مجوزہ ریزرو بنک میں بھی نہ کیا جائے۔ (یہ تجویز ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نے پیش کی جبکہ حافظ محمد صادق ملتانی نے اس کی تائید کی)

آل انڈیا مسلم کانفرنس

یہ حقیقت ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی سب سے پرانی سیاسی تنظیم ہے اور اُن کی پرانی نمائندہ جماعت ہے وہ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ جب تک یکم جنوری 1929ء کے اجلاس میں اعلان کردہ مسلم مطالبات اور مسٹر جناح کے "چودہ نکات" کو آئین میں شامل نہیں کیا جاتا اُس وقت تک مسلم لیگ آل انڈیا مسلم کانفرنس سے تعاون جاری رکھے کیونکہ کانفرنس کے قیام کا مقصد بھی یہ ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات کو منوایا جائے اور انہیں اُن کا جائز مقام دلوایا جائے۔ مسلم لیگ کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ جب اور جہاں ضروری خیال کرے اپنے نمائندے کانفرنس میں بھیجے۔

(یہ قرارداد حاجی رشید احمد نے پیش کی اور شیخ عطاء الرحمٰن الرحمان نے تائید کی)

قبائلی علاقوں میں بمباری

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس قبائل کے سرحدی علاقوں پر فضائی بمباری پر شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ آزاد قبائلی علاقوں میں اپنی ظلم و جبر اور تشدد کی پالیسی کو ترک کرے۔

(یہ قرارداد مولانا مظہر الدین نے پیش کی اور مولانا کرم علی نے اس کی تائید کی)

ریذیڈیوری اختیارات

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ نئے آئین میں وفاق کی تمام اکائیوں کو ریذیڈیوری (باقی ماندہ) اختیارات دیئے جائیں تاکہ تمام صوبوں اور ہندوستانی ریاستوں کو وفاق کے مساوی درجہ حاصل ہو سکے۔

(یہ قرارداد مسٹر ایس۔ ایم۔ تقی نے پیش کی اور حاجی رشید احمد نے اس کی تائید کی)

مسلم لیگ کا عہدیدار

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہر صوبہ اور ہر ہندوستانی ریاست سے درج ذیل ایک ایک نائب صدر تین سال کی مدت کے لئے منتخب کرتا ہے:

1- خان صاحب حاجی رشید احمد (دہلی)

2- عزت مآب نواب بہادر نواب سر مزمل اللہ خان (یو۔ پی)

3- بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز (پنجاب)

4- مسٹر ایم۔ اے۔ جناح (بمبئی)

5- سر شاہنواز بھٹو (سندھ)

6- ایم۔ جمال محمد (مدراس)

7- عزت مآب نواب سر صاحبزادہ عبدالقیوم (شمال مغربی سرحدی صوبہ)

8- نواب بہادر نواب گل محمد خاں آف کوئٹہ (بلوچستان)

9- سر عبدالرحیم (بنگال)

10- مولانا شفیع داؤدی (بہار اور اڑیسہ)

11- مسٹر عبدالمتین چوہدری ایم۔ ایل۔ اے (سی۔ پی اور برار)

12- مولوی سید عبدالجبار (اجمیر)

13- محمد داویجی (Dawiee) دادابھائی صاحب (برما)

14- خان بہادر نواب سر قاضی عزیز الدین احمد (نیٹو ریاستیں)

(یہ قرارداد پروفیسر مرزا محمد اور مسٹر ایس ایم سعید نے پیش کی اور مسٹر ایس ایم عبداللہ نے اس کی تائید کی)[86]

آل انڈیا مسلم لیگ کی نشأۃ ثانیہ پارلیمنٹری بورڈ اور انتخابی منشور: قائداعظمؒ کی بے لوث اور ولولہ انگیز قیادت

اپریل 1936 تا 30 ستمبر 1937ء

قائداعظم محمد علی جناح کے انگلستان میں قیام کے دوران مسلم ہند عجیب وغریب بے بسی، بے کسی اور حالت زار کی کیفیت میں تھا۔ مسلم لیگ گروپوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور جو ممتاز اور فعال لیڈر تھے ان میں سے کچھ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے، مسلمان بے کس اور بے یار و مددگار تھے۔ ایسے حالات میں اکثریت کانگریس اور حکومت کی نمک خوار اور بہی خواہ تھی۔ قائداعظمؒ نے مسلم ہند کی یہ کیفیت دیکھی تو ان کا دل خون کے آنسو روتا تھا، انہیں مسلم ہند کا مستقبل تاریک نظر آتا تھا۔ ان کی نظر میں کوئی ایسا لیڈر نہ تھا جو ان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگائے۔ آپ نے اپنی اکثر تقریروں اور بیانات میں مسلم ہند کا نقشہ کھینچا ہے جو نہ صرف قابل افسوس ہے بلکہ عبرت ناک بھی ہے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

''سارے ہند میں مسلمان تعداد کے لحاظ سے ایک اقلیت تھے اور کمزور تھے، تعلیمی اعتبار سے پس ماندہ تھے اور اقتصادی نقطہ نظر سے کہیں بھی نہیں تھے۔ ان کی معاشرتی اور معاشی بہبود کی غرض سے کبھی بھی با قاعدہ طور پر کوئی کوشش نہیں کی گئی جبکہ ہمارے برادر فرقے اپنی تنظیموں اور با قاعدہ پروگراموں کے ساتھ ہم سے بہت آگے جا چکے تھے۔ پھر انکی حمایت پر بہت سے لوگ بھی تھے بالخصوص ہندو جو نہ صرف اکثریت میں تھے بلکہ تربیت یافتہ، زیادہ منظم اور تعلیمی، اقتصادی اور مالی اعتبار سے کہیں بہتر طور پر لیس تھے۔''[87]

کانگرسی مسلمانوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''جب کانگرسی مسلمان غیر مشروط سپردگی کی تبلیغ کرتے ہیں تو بڑی غلطی کرتے ہیں، خود کو دوسرے کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا شکست خوردہ ذہنیت کی انتہا ہے اور یہ مسلمان فرقے کے ساتھ زبردست فریب ہے اور اگر اس حکمت عملی کو اختیار کیا گیا تو ...... فرقہ اپنی قسمت پر خود مہر لگا دے گا اور پھر یہ ملک کی قومی زندگی اور حکومت میں اپنا جائز کردار مطلق ادا نہیں کر سکے گا۔ صرف ایک چیز ہے جو مسلمانوں کو بچا سکتی ہے اور ان میں عظمت رفتہ کی بازیابی کے لیے توانائی پیدا کر سکتی ہے۔ سب سے پہلے تو انہیں اپنے ضمیر کو جگانا ہوگا پھر

انہیں اپنے اعلیٰ و ارفع رتبے اور اصولوں کو تھامنا ہوگا جو ان کے عظیم اتحاد کی اساس بن جاتے ہیں اور جو انہیں ایک جسد سیاست سے منسلک کر دیتے ہیں۔ ان نعروں اور طعنوں سے دل برداشتہ نہ ہوں جو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیے جاتے ہیں'فرقہ پرست'ٹوڈی اور رجعت پسند۔ آج قرطاس ہستی پر جو بدترین ٹوڈی ہے جو غیر مشروط طور پر خود کانگریس کے سپرد کر دیتا ہے اور اپنے فرقے کو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور پھر اگلے ہی روز وہ قوم پرستوں کا قوم پرست بن جاتا ہے۔ ان اصطلاحات'الفاظ اور گالیوں کا مقصد مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا کرنا اور ان کے حوصلے پست کرنا ہے اور ان کا مطلب ہے کہ ان میں نفاق کے بیج بو دیے جائیں اور ہمیں بیرونی دنیا میں بدنام کر دیا جائے۔ یہ اس ڈھب کا پروپیگنڈا ہے جس کے ساتھ حقارت آمیز رویہ ہی اختیار کیا جا سکتا ہے۔''[88]

غداروں اور ناعاقبت اندیشوں کے ضمن میں قائد نے فرمایا:

مسلمان اپنی سیاسی زندگی کے نہایت سنگین مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ مسلمانوں میں غدار موجود ہیں۔ مجھے لفظ غدار استعمال کرتے ہوئے''دکھ''ہوتا ہے لیکن میں کیا کروں لاچار ہوں کیونکہ وہ واقعتاً ایسے ہی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کی اصلاح کیسے کی جا سکتی ہے۔ واحد کام جو ہم کر چکے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم انہیں اپنی تنظیم سے خارج کر دیں۔''[89]

مسلمانوں کے غیر متحد'غیر منظم اور غیر تعلیم یافتہ ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قائد نے فرمایا:

''مسلمان فرقہ غیر متحد اور غیر منظم تھا۔ ان میں تعلیم کی کمی تھی اور روپیہ پیسے کے لحاظ سے وہ مفلوج تھے.....کانگریس نے ان میں انتشار اور افتراق پھیلانا شروع کر دیا۔ کانگریس کو یہ پسند نہ آیا کہ مسلمان ایک ناقابل برداشت قوت اور آواز بن جائیں۔ دراصل کانگریس نے یہ تسلیم ہی نہیں کیا تھا کہ اقلیتی مسئلہ نام کی بھی کوئی چیز ہے۔''[90]

''مسلمان کہیں بھی نہیں''اس دردناک موضوع پر تبصرہ کرتے ہوئے قائد نے فرمایا:

''مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے گاؤں کا حال دیکھ کر''دل خون کے آنسو روتا ہے''۔ کانگرس نے بھی جو خود کو ترقی پسند اور قوم پرست کہتی ہے۔ مسلم عوام سے رابطہ کا پروگرام شروع کیا جو دراصل قتل عام کے لیے رابطہ تھا۔''[91]

مسلمان: غیر مملوکہ سرزمین

''مسلمان غیر مملوکہ سرزمین ہیں۔'' اس سلسلے میں قائد نے فرمایا: تین چار برس قبل میں نے اسی ہال میں کہا تھا کہ ''مسلمان غیر مموکہ سرزمین ہیں۔'' آج مجھے دعویٰ کرنے دیجئے کہ اب یہ ہماری سرزمین ہے۔ جب ہم نے مسلمانوں کو منظم کرنے کا کام شروع کیا تو تمام حلقوں کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی انہیں خوف تھا کہ شاید اب ''مسلمان مزید غیر مملوکہ سرزمین نہ رہیں۔'' اس سے قبل ہر شخص مسلمانوں کا استحصال کر رہا تھا۔ نوکر شاہی اس امر کے امکان پر آٹھ کروڑ مسلمان منظم ہو جائیں گے خوف زدہ ہو گئی۔ اب تک وہ ان کے ساتھ جیسا چاہتے تھے سلوک کرتے تھے۔[92]

اسی حوالے سے قائد نے مزید فرمایا:

''چند ماہ قبل مسلم فرقہ غیر مملوکہ سرزمین کی مانند تھا لیکن آج وہ اپنے مقام پر آ گیا ہے اور اب دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو اسے جامد یا بے عمل رکھ سکے۔

''میں جیو اور جینے دو'' کی حکمت عملی کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن ہم نہ سر تسلیم خم کریں گے نہ ضم ہوں گے نہ اطاعت کریں گے اور نہ کانگریس کے ارباب حل وعقد کے حکم کی فرمانبرداری کریں گے جو آمرانہ اور حاکمانہ روپ دھار رہی ہے۔''[93]

مسلمانوں کے بے جان اور غیر منظم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے قائد نے فرمایا:

''ان بیس برسوں میں مسلمان بے جان تھے۔ ان کی کوئی تنظیم نہ تھی۔ اس سے قبل ملک ...... میں نوکر شاہی اور کانگریس ...... حکومت کے خلاف واحد تنظیم کانگریس تھی۔ نتیجہ یہ تھا کہ بہت سے رہنما مسلمانوں پر مسلط کر دیے گئے۔ ان میں سے کچھ حکومت کے کیمپ میں چلے گئے اور خطابات اور دیگر مراعات حاصل کر لیں۔ چونکہ اُنہوں نے سوچا کہ نوکر شاہی کے ساتھ دینے میں ان کے امکانات زیادہ روشن ہیں دیگر جن کا تعلیم کی طرف رجحان ذرا آیا وہ کانگرس کیمپ میں چلے گئے اور کھادی زیب تن کر لی۔''

اس ضمن میں قائد نے مزید فرمایا:

''چھ برس پہلے مسلمانوں کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دیے جاتے۔ زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں نے اذیتیں جھیلیں اور اب بھی جھیل رہے ہیں۔''

مسلم قوم کی حالت ...... بالخصوص ہندوستان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی حالت کا تجزیہ کرتے

ہوئے قائد نے فرمایا:

''ہندو اور مسلمان '' کچھوے '' اور '' خرگوش '' ہیں۔ ہندو کچھوے ہیں اور مسلمان خرگوش کی مانند لیکن خرگوش بروقت بیدار ہوا ہے جب کہ ہندو کچھوا باقاعدگی' مستقل مزاجی اور محنت سے چل رہا ہے۔ مسلمان خرگوش ان پر حقارت کی نظر ڈالتا ہے۔''

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

(علامہ اقبالؒ)

نگہ بلند' سخن دل نواز' جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

(علامہ اقبالؒ)

لاریب! قائد کی شخصیت میں مسلم ہند کو جو قائد ملا' تاریخ ایسی مثال پیش کرنے قاصر ہے۔ اگر قائد کے انگلستان سے وطن لوٹنے اور مسلم ہند کی قیادت سنبھالنے کے بعد مسلمانوں کی صورت حال کا ازسر نو جائزہ لیں تو دنیا بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔ قائد کے مسلم ہند کے قیادت سنبھالنے کے بعد مسلمانوں میں کیا خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی' اس کا تذکرہ قائد کی زبان ملاحظہ فرمایئے:

''اولاً نوکر شاہی تھی' وہ محسوس کرتے تھے جیسے انہیں کسی فرمان کے تحت مسلمانوں پر اختیارات حاصل ہو گئے ہوں ...... اُنہوں نے کہا یہ شخص جناح آ گیا تو مسلمان ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے' ہوا بھی ایسا ہی! اللہ کا شکر ہے کہ آج مسلمان ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔ لیکن اب قوت کسی حد تک اکثریتی فرقے کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے اور یہ واضح ہو گیا ہے کہ برطانوی حکومت اب مسلمانوں کی مدد کو پہنچنے کا کوئی اشارہ نہیں کرتی بلکہ انہیں بھیڑیوں کے سامنے پھینک رہی ہے۔ مجھے مسرت ہے اب تک جو کچھ ہوا' سو اچھا ہوا۔ بڑی حد تک مسلم لیگ نے مسلمانوں کو برطانوی حکومت کے پنجوں سے آزاد کروالیا ہے لیکن اب ایک اور قوت ہے جو برطانوی حکومت کی جانشینی کی دعویدار ہے۔ آپ اسے جو چاہیں نام دے دیں لیکن یہ ہے ہندو اور ہندو حکومت۔''

اس سلسلے میں قائد ہندو اور کانگرس کے دعوے اور پروپیگنڈے کی تردید کرتے ہوئے مسلم ہند کی

موجودہ صورت کا اس طرح جائزہ پیش کرتے ہیں:

''ہمارے ملک میں چار بڑی قوتیں ہیں جو شطرنج کی بساط پر بیٹھی ہیں۔ ایک برطانوی حکومت ہے' بے حد منظم قوت جو ابھی تک اس ملک پر حکمرانی کر رہی ہے۔ دوسری ہندو' ایک عظیم فرقہ بے حد منظم اور بہت طاقتور۔ تیسری قوت مسلمان ہیں۔ ایک برس پہلے یتیموں کی طرح بے یارو مددگار' بے سہارا' منتشر' منقسم اور شکستہ اور انحطاط کا شکار تھے' اس کا سبب خاص طور پر ان کا اپنا قصور تھا کیونکہ وہ لاتعلق اور لاپروا تھے' ہم منتشر تھے: آج مسلمان (خواب غفلت سے) بیدار ہو گئے ہیں اور تیسری قوت ہیں۔ ہم تیسری قوت رہنا چاہتے ہیں اور ہم اپنا کردار ادا کریں گے جو ہمارے ماضی کے ورثے کے شایانِ شان ہوگا۔''

قائد کی ولولہ انگیز اور روح پرور قیادت نے مسلم ہند پر کیا ''جادو'' کیا کہ ان میں ایک نئی منگ اور نئی زندگی پیدا ہو گئی گویا اس کے جسدِ مردہ میں جان آ گئی۔ قائد نے گویا ایک مسیحا کا کردار ادا کیا:

منتشر تھی قوم تو نے اس کو یکجا کر دیا زورِ خالد بازوئے مسلم میں پیدا کر دیا
جوشِ ملت مر چکا تھا تو نے زندہ کر دیا سچ تو یہ ہے تو نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

کچھ عجب اعجاز مضمر ہے تری تدبیر میں
پڑ گئی پھر جان مردہ قوم کی تقدیر میں

قائد نے مردہ قوم کے جسم میں نئی جان' نئی زندگی اور روح پھونکنے کے لیے کیا مساعی جمیلہ کیں' ان کی اپنی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

''میں کوشش کر رہا ہوں، ہند کے اس بڑے ''حیرت انگیز جز'' کو نیچے سے اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں، اس عظیم فرقے کو جو ہواؤں کے رحم و کرم پر ادھر ادھر تیرتا پھر رہا ہے' میں ان میں نئی زندگی کی روح پھونکنے کی کوشش کر رہا ہوں، انہیں منظم اور اکٹھا کرنے کی کوشش ہے۔ وہ رویہ جو اختیار کیا جاتا ہے اور آخیر میں مجھے کہا جاتا ہے کہ میں ''فرقہ پرست'' ہوں' اس کا جواب تھا میں فرقہ پرست ہوں چونکہ میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں تو مجھے اپنے ''فرقہ پرست'' ہونے پر بہت فخر ہے۔''

ہم اس سے قبل عرض کر چکے ہیں کہ قائد نے مسلمانوں کو پستی سے نکالنے اور اپنی عظمت رفتہ تک پہنچانے اپنا' تن من دھن' سکھ چین حتیٰ کہ نیند تک قربانی کر دی۔ انہوں نے مسلم امت کی بیداری کے لیے کیا کیا' اس ضمن میں یہ اقتباس دیکھیے:

''وہ گزشتہ پانچ برس سے اپنا خون پسینہ ایک کر رہے ہیں لیکن دل خون کے آنسو روتا ہے۔ جب انہیں ہند کے مختلف حصوں سے روزانہ متعدد خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں وہی پرانا دکھڑا رویا جاتا ہے کہ بدترین حربوں کے ذریعے سے مسلمانوں کو نکال باہر کیا گیا اور ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ڈال دی گئی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ برا عمل ہر جگہ جاری و ساری ہے ..... صرف ایک ہی راستہ ہے جو اس تکلیف کا ازالہ کر سکتا ہے اور وہ ہے قیام پاکستان کی راہ اور ہم اس کے لیے ہر ہر انچ پر لڑنے کا عزم کر چکے ہیں۔''

مسلم ہند کی حالت اس جہاز کی مانند جس کا کوئی ناخدا نہیں

ناخدائے کشتی اسلامیاں عہد نو میں فی الحقیقت ہیں جناح
بھنور میں قصر سیاست کے پھنس گئی ناؤ مدد کو کشتی ملت کے ناخدا ہیں جناح

قائد نے ایک استقبالیے میں مسلمانوں کی حالت کو اس جہاز سے تشبیہ دی جو بغیر دنبالے اور بنا ناخدا صدیوں تک تیرتا رہا' شکستہ' غیر منظم' مایوس' بالآخر اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ایک ناخدا سے نوازا جس نے اس جہاز کو بچالیا.....وہ ناخدا صرف اور صرف قائد تھے' اس جہاز کی کیفیت قائد کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:

''جب سپاس نامے اور نظمیں پڑھی جارہی تھیں تو ایک خیال میرے ذہن میں گردش کر رہا تھا کہ گزشتہ دو صدیوں کے دوران مسلمانوں کی حالت اس جہاز کی طرح تھی جو بغیر دنبالے اور بنا ناخدا' چٹانوں سے پر گہرے سمندر میں تیر رہا ہو۔ یہ دو سو برس تک تیرتا رہا' شکستہ' غیر منظم' مایوس' پھر بھی تیرتا رہا' 1936ء میں بہت سے لوگوں کے تعاون سے ہم نے اس جہاز کو بچالیا۔ آج اس جہاز میں ایک عمدہ دنبالہ ہے اور ایک ناخدا ہے جو خدمت پر آمادہ ہے اور ہمیشہ خدمت کے لیے (تیار) اس کے انجن نہایت عمدہ حالت میں ہیں اور اسے وفادار ملاح اور افسر میسر ہیں۔ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران یہ ایک ''جنگی جہاز'' بن گیا ہے۔''

مسلم ہند بالآخر قائد کو وطن واپس بلانے میں کامیاب ہو گیا' قائد نے اپنی بے مثال قابلیت' بے مثل لیاقت اور ولولہ انگیز قیادت کے ذریعے مسلم ہند کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل تک پہنچا دیا' اگر مسلمانان ہند قائد کو مجبور نہ کرتے اور وہ وطن واپس تشریف نہ لاتے تو یہ کشتی اور یہ جہاز ہچکولے کھاتا اور ڈگمگاتا رہتا۔ اس طریقے سے مسلمانانِ ہند نے قائد کو ڈھونڈ لیا' قائد کو پالیا۔ اس سلسلے میں قائد نے ایک سپاس نامے کا جواب دیتے ہوئے ایک کہانی' ایک واقعہ بیان فرمایا: آپ نے کہا:

''اتنے برسوں بعد آپ نے مجھے ڈھونڈ ہی لیا.....اور میں نے آپ کو تلاش کر لیا۔'' اس سے مجھے

لندن کے ایک غریب آدمی کی کہانی یاد آ گئی۔ اس کے نہ گھر تھا نہ خوراک اور نہ گرم کپڑا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ اس دنیا میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں اس نے خودکشی کرنے کی ٹھان لی اور دریا میں چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس نے چھلانگ لگائی ایک رحم دل لارڈ نے آواز سنی اور اس نے بھی چھلانگ لگا دی۔ لارڈ نے اسے بچا لیا اور نیم مردہ حالت میں باہر نکال لایا۔ لارڈ نے اسے گرمائش اور غذا بہم پہنچائی۔ اگلے دن وہ بھلا چنگا ہو گیا۔ لارڈ نے اس غریب آدمی کو گرم کپڑے کھانا اور کچھ رقم دی اور کہا: ''اب آپ تشریف لے جائیں''۔ اس آدمی نے جانے سے انکار کر دیا اور لارڈ پر اس کی زندگی بچانے کا الزام دھر دیا۔ اس نے کہا' ''آپ نے مجھے کیوں بچایا: ''میں تو اس دنیا میں زندہ رہنا ہی نہیں چاہتا تھا اور اب آپ نے مجھے بچا لیا تو مجھے اپنے گھر میں رکھیں اور کھلائیں پلائیں۔''

اس کہانی کا ہماری موجودہ حالت پر کس قدر اطلاق ہوتا ہے ..... خوش قسمتی سے میں مسلمانوں کی مدد کو پہنچا اور میں نے انہیں خودکشی کرنے سے بچا لیا۔ اب آپ بچ گئے ہیں۔ آپ کو گرم کپڑے بھی مل گئے اور خوراک بھی۔ میں کہتا ہوں اب آپ تشریف لے جائیے اور اپنی خبر گیری خود کیجئے۔ میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس آپ کی مدد کرنے کے لیے نہ کوئی طاقت نہ اختیار نہ کوئی ذرائع۔ جب میں یہ کہتا ہوں تو مجھے بتایا جاتا ہے کہ

''آپ تو مسلم ہند کے ''بے تاج بادشاہ ہیں'' آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔''[94]

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا' وہ عالم پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ[95]

آل انڈیا مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور اس کی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں مسلم لیگ کی صدارت قبول کرنے کے بعد محمد علی جناح نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے کے ساتھ ملاقات کے دوران واضح اور دو ٹوک الفاظ میں فرمایا تھا:

''میں انتہائی دیانت داری اور صداقت کے ساتھ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کروں گا لیکن اس مقصد کے حصول کے لیے مجھے نہ صرف مسلمانوں کی امداد کی ضرورت ہے بلکہ دیگر اقوام کی تائید بھی درکار ہے ..... میں اس اعزاز کے لیے مشکور رہوں لیکن ''عہدہ پھولوں کی سیج نہیں۔''

ہندوستان کی سیاسی زندگی میں مسلمانوں کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔

اگرچہ ملک کے سیاسی افق پر "روشنی نمودار" ہو رہی ہے لیکن پھر بھی سخت جدوجہد کی ضرورت ہے یعنی ملک میں کامل اتحاد وتعاون اور ایک آہنگی پیدا کی جائے۔ مجھے مسلمانوں کے سیاسی تدبر پر کامل اعتماد ہے اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ مسلمان اور دوسری اقوام کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا۔"[96]

مسلم لیگ کی طویل خدمت اور تجربے کا ذکر کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے بتایا:

"مجھے مسلم لیگ کے متعلق گزشتہ بیس سال سے تجربہ حاصل ہے اور میں اس تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اکثر مقررین (جو ہندوستان کے تمام صوبوں سے آئے ہوئے تھے) کی تقریروں نے مجھ پر نہایت گہرا اثر ڈالا۔ مسلم لیگ ہر اعتبار سے صحیح سلامت اور زندہ ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان کے مفاد کی بوجوہ احسن خدمت گزاری میں مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔"[97]

میں شاعر نہیں ہوں میں خطیب نہیں ہوں' میں صرف استدلال کرسکتا ہوں' یہاں ایک شخص نے مجھے ہند کا "مصطفیٰ کمال پاشا" قرار دیا۔ کاش میں مصطفیٰ کمال ہوتا۔ اس صورت میں آسانی کے ساتھ ہند کا مسئلہ حل کرسکتا تھا۔ لیکن میں مصطفیٰ کمال نہیں ہوں میرے پیچھے فوج کی حمایت نہیں ہے لہٰذا مجھے استدلال ہی کرنا ہوگا۔

"میری مضبوط ترین اور طویل ترین بندوق استدلال ہے" میں نے اپنی پوری زندگی بسر کرلی ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ میں نے اپنے ملک کی آزادی کے لیے لڑنے اور ضروری ہو تو مرنے کے علاوہ کچھ اور سوچا ہو۔ دو برس پہلے بھی وہی مسٹر جناح تھا جو آج کل ہے۔ 1913ء سے لے کر آج تک میں ہمیشہ مسلم لیگ کے عقیدے کا حامی رہا یعنی مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق اور مفادات کا تحفظ ہونا چاہیے۔ مجھ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔[98]

مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ

اپریل 1936ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا وہ تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں مسلم لیگ کی تاریخ میں پہلی بار عوامی رابطے کی مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سے قبل مسلم لیگ خواص کی جماعت تھی' عوام کی جماعت نہ تھی۔ اس میں داخلے کے دروازے بھی ہر ایک کے لیے کھولے نہیں گئے تھے مگر اب وقت آ گیا تھا کہ برصغیر کے مسلمانوں کو منظم کرنے اور انہیں مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد کرنے کے لیے اس

جماعت کو "عوامی" بنایا جاتا۔ چنانچہ اپریل 1936ء (11 اور 12 اپریل) آل انڈیا مسلم لیگ کا چوبیسواں اجلاس سر سید وزیر حسن کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں قائد اعظم کو چند افراد پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دینے کا اختیار دیا گیا۔ یہ ادارہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کہلایا۔ آئندہ انتخابات میں حصہ لینے اور مسلم لیگ کا انتخابی منشور مرتب کرنے کا کام بھی اسی بورڈ کے سپرد کیا گیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں مسلم لیگ کے علاوہ جمعیت العلماء مسلم یونٹی بورڈ نیشنلسٹ مسلمان اور احرار غرض یہ کہ مسلمانوں کی تمام قابل ذکر جماعتوں کے نمائندے موجود تھے اور علماء میں مولانا حسین احمد مدنی مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید جیسے حضرات کو اس بورڈ میں شامل کیا گیا تھا' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تک ان اصحاب کو دو قومی نظریے اور مسلم لیگ کی پالیسی سے پورا اتفاق تھا۔[99]

اس اجلاس میں سر کریم بھائی ابراہیم نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور قائد اعظمؒ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

مسٹر ایم اے جناح کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سر کریم بھائی نے کہا کہ "وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے موقف کے نڈر رہنما ہیں جن کے لئے انہوں نے اپنی ساری عمر وقف کر دی ہے اگر چہ ملک کے تمام فرقے اور حکومت ان کا بہت احترام کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کو تو ان کا خاص طور پر شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے ہر موقع پر ان کے موقف کی بھرپور وکالت کی ہے۔[100]

مسلم لیگ کا منشور

مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے طویل غور خوض اور بحث مباحثہ کے بعد اپنا وہ تاریخی منشور مرتب کیا جو اس جماعت کے "بنیادی پتھر" (سنگ میل) کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ مسلم لیگ کا پہلا انتخابی منشور تھا جس میں مسلم لیگ نے اپنا آئندہ لائحہ عمل قوم کے سامنے پیش کیا تھا اور جس میں پہلی بار مسلمان عوام بلکہ ہندوستان کے جملہ عوام کے مسائل کی طرف توجہ دی گئی تھی۔ منشور میں کہا گیا تھا کہ مسلم لیگ اسمبلی پارٹیاں اسمبلیوں میں اس امر کی کوشش کریں گے کہ تمام ظالمانہ قوانین کا خاتمہ ہو جائے۔ اقتصادی لوٹ کھسوٹ بند ہو جائے' انتظامی امور پر جو اخراجات ہو رہے ہیں ان میں کمی کی جائے۔ دیہات میں رہنے والے افراد کی بہبود کے لیے بجٹ میں زیادہ سے زیادہ رقم مختص کی جائے۔ ایسی صنعتیں قائم کی جائیں جن سے عوام کو فائدہ پہنچے۔ مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے موثر تدابیر اختیار کی جائیں۔ ان کی زبان اردو رسم الخط کی

حفاظت کا مناسب انتظام کیا جائے۔ ابتدائی تعلیم مفت دی جائے۔ فوج کو قومی فوج بنایا جائے اور اس کے غیر ضروری اخراجات کا بار کم کیا جائے۔ سکہ زرمبادلہ اور قیمتوں کو ایسے دائرے میں لایا جائے جس سے ملک کے اقتصادی مفاد کا تحفظ ہو سکے۔ محصولات کے بوجھ میں کمی کی جائے۔ مسلم قوم کی حیثیت اور عام حالت کی بہتری کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں۔''[101]

مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا پہلا اجلاس

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں جس پارلیمنٹری بورڈ کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا اس کے پہلے تاریخی اجلاس کے لیے لاہور کو منتخب کیا گیا تھا۔ یہ اجلاس 8 جون 1936ء تا 10 جون 1936ء یعنی تین روز جاری رہا۔ اس اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شوکت علی، مولانا کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، راجہ صاحب محمود آباد، نواب زادہ لیاقت علی خان، نواب محمد اسماعیل خان، راجہ سلیم پور، چودھری خلیق الزمان، عبدالمتین چودھری، ملک برکت علی، احمد یار خان دولتانہ، راجہ غضنفر علی خان اور قائد اعظمؒ کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہی وہ اجلاس ہے جس میں علماء کرام اور مسلم سیاستدانوں میں اس وقت اختلاف رونما ہوا جب یہ شق زیر بحث آئی کہ ''مذہبی معاملات سے متعلق امور اس وقت تک منظور نہ کیے جائیں گے جب تک علماء ان کی تائید نہ کریں۔'' اجلاس کی اکثریت کا موقف یہ تھا کہ علماء صرف یہی حضرات نہیں ہیں جو اس اجلاس میں شریک ہیں، ان اصحاب کے علاوہ جید اور صاحب فکر و نظر علماء ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ مذہبی معاملات میں ان کو نظر انداز کر کے صرف اس اجلاس میں شامل علماء کو یہ اختیار دے دیا جائے۔ آخر کار اس نکتہ پر اتفاق ہو گیا کہ جب کوئی مذہبی معاملہ زیر بحث آیا تو ان حضرات کی رائے کو اہمیت ضرور دی جائے گی۔

مسلم لیگ کی تنظیم نو

اس اجلاس میں قائد اعظمؒ نے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے جو فیصلے کرائے بلاشبہ وہ بڑی انقلابی نوعیت کے تھے اور مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کی طرف ایک اہم قدم کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس بار لاہور میں قائد اعظمؒ کا گرم جوشی سے استقبال نہیں ہوا۔ انہیں سابق پنجاب سے اتنے حامی بھی میسر نہ آ سکے جو الیکشن میں ان کی امداد ہی کرتے۔ سر فضل حسین، سر سکندر حیات خان اور ملک خضر حیات خان، یونینسٹ پارٹی کو برسر اقتدار لانے میں کوشاں تھے اس لیے ان اصحاب نے تو قائد اعظمؒ کے ساتھ نہایت سرد

مہری کا برتاؤ کیا البتہ علامہ اقبالؒ، ملک برکت علی، راجہ غضنفر علی خان اور احمد یار خان دولتانہ نے ان سے مخلصانہ تعاون ظاہر کیا۔ لیکن ظاہر ہے دو چار آدمیوں کے تعاون سے الیکشن نہیں جیتا جا سکتا تھا۔[102]

مسلم لیگ ایک عوامی جماعت

آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم نو اور مسلم لیگ پارلیمانی بورڈوں کے قیام کے بعد قائداعظمؒ نے مسلمانوں میں مسلم لیگ جہتی، نظم وضبط، اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کے لیے قریہ قریہ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر کے بنفس نفیس دورے کیے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانان ہند کو نہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ کے نصب العین، منشور اور پروگرام سے متعارف کرایا جائے بلکہ مسلم لیگ کو ایک ''عوامی جماعت'' بنایا جائے اور آئندہ انتخابات کے لیے لوگوں کی تربیت کی جائے چنانچہ 20 اگست 1936ء کو ایک عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہماری تحریک کوئی مخالفانہ تحریک نہیں ہے۔ ہماری تحریک وہ تحریک ہے جو ہر برادر فرقے کے لیے ''شاخ زیتون بدست'' ہے۔ ہم ہر گروہ یا گروہوں کے ساتھ تعاون اور اشتراک عمل کے لیے آمادہ ہیں جن کے نصب العین اور مقاصد کم وبیش وہی ہیں جو ہمارے ہیں۔

مسلمانوں کی قدیم ترین سیاسی جماعت کی حیثیت سے، جس کی بنیاد ڈھاکہ میں رکھی گئی تھی، مسلم لیگ کی تیس سالہ تاریخ اور روایت ہے جس کا وہ سہارا لے سکتی ہے۔ اب تک مسلم لیگ مختلف گروہوں کے قبضے میں رہی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اسے ایک ''کل ہند عوامی تنظیم'' بنا دیا جائے جو ہند کے اسی ملین مسلمانوں کی طرف سے اختیار اور ایک آواز سے بات کر سکے۔ اس کی پشت پر رائے عامہ کی منظوری کی حمایت ہونی چاہیے۔ صرف آل انڈیا مسلم لیگ ہی ہند کے مستقبل کے دستور میں یہ کردار ادا کر سکتی ہے۔ میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ خواہ ان کا کسی بھی گروہ سے تعلق ہو وہ مسلم لیگ کے اس ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں اور وہ اتحاد اور متحد محاذ قائم کر لیں جو ہمیں اس آفتاب عالم تاب کے نیچے اپنا جائز مقام اور ملک کی حکومت میں اپنا جائز حصہ دلوا دے۔''[103]

مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ: انتخابی سرگرمیاں

پنجاب میں با اختیار گروہ اور اس کے انتخابات میں اثر انداز ہونے کے حوالے سے ''ٹربیون'' کے نمائندے سے گفتگو کے دوران مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے ضمن میں قائداعظمؒ نے 12 اکتوبر

1936ء کو فرمایا:

مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں ایک بااختیار گروہ ہے جس کے مؤثر ہونے کا امکان ہے کیونکہ وہ ایسے انتخابی حلقوں پر جو افراد یا خاندانوں کی جیب میں ہوں خریدے ہوئے اخبارات اور سرکاری افسروں کی سرگرم مداخلت پر انحصار کرتا ہے۔ اگر پنجاب کے دانش ور چوکس نہ رہے تو یہ گروہ کامیاب ہو جائے گا اور یہاں ایسی وزارت مرتب ہو جائے جو برائے نام بندی ہوگی لیکن وہ درحقیقت گورنر کے احکام بجا لانے میں مستعد ہوگی۔ اگر ایسا ہوگا تو پنجاب کی صورت حال اس سے بدتر ہوگی جو موجودہ دستور کے تحت ہے۔

مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے دروازے ہر اس شخص کے لیے کھلے ہیں جو اس کے پرچم تلے آنے پر رضامند ہو اور اس کے قواعد وضوابط کی پابندی کرنے پر آمادہ ہو۔ ''انتہائی معروف رجعت پسند'' کو بھی مسلم لیگ کے پرچم تلے جگہ مل سکتی ہے لیکن تب اسے مسلم لیگ کی پارلیمانی بورڈ کے تین آئین کی پابندی کرنی ہوگی۔ اسے ''املا'' کرانے سے گریز کرنا ہوگا لیکن مسلم لیگ بورڈ میں بااختیار عنصر ترقی پسند لوگوں کا ہونا چاہیے اور ہے۔ ہمارے دروازے کسی پر بند نہیں ہو سکتے جو اپنی رضا سے اپنا عقیدہ تبدیل کرنے پر آمادہ ہو۔''[104]

مسلم لیگ کی تنظیم نو کے سلسلے میں قائد اعظمؒ لاہور گئے اور وہاں چار روزہ قیام کیا۔ اس قیام کے دوران سر فضل حسین سے ملے جو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت کی مدت ختم کر کے پنجاب میں واپس آ چکے تھے۔ سر فضل حسین سے قائد اعظمؒ نے مسلم لیگ کی جانب سے پنجاب پارلیمانی بورڈ بنانے کے لیے کہا لیکن اس نے ہر قسم کے تعاون سے انکار کر دیا اور بڑے اخلاق سے قائد اعظمؒ سے کہا ''آپ پنجاب سے چلے جائیں۔'' قائد اعظمؒ نے مایوس ہو کر علامہ اقبالؒ کی طرف رخ کیا۔ انہوں نے بڑی خوشی سے پنجاب پارلیمانی بورڈ کی تنظیم کا کام اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور امداد و اعانت کا پورا وعدہ کیا۔ ملک برکت علی، خلیفہ شجاع الدین اور غلام رسول خان کے مشترکہ دستخطوں سے مندرجہ ذیل بیان اخباروں میں چھپا:

''مسٹر جناح کی ''بے نفسی اور دور اندیشی'' کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے ایسے مواقع پر مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے جب گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت نئے انتخابات کا وقت قریب آ رہا ہے۔ مسٹر جناح کے اس اقدام سے ان غرض پرست اور رجعت پسند حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ہے جو اب تک مسلمانوں کی ''قیادت'' کا غلط دعویٰ کر کے اپنی مطلب برآری کرتے رہے ہیں ..... مسٹر

جناح نے مسلمانوں کی تنظیم کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس کے ساتھ ہی ان مطلب پرست لیڈروں کے ہوائی قلعہ کا پاش پاش ہو جانا یقینی ہے کیونکہ اب مجلس قانون ساز میں صحیح نمائندے جائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہماری قوم کو مسٹر جناح کی دیانت و امانت اور سیاسی بصیرت پر ایسا اعتماد ہے کہ مسلمانان پنجاب کے تمام طبقوں نے بیک وقت مسٹر جناح کی تجویز پر لبیک کہنے سے گریز نہیں کیا۔"

پنجاب کے مسلمان مسٹر جناح کی اس تجویز کے دل سے حامی ہیں کہ آئندہ صوبے کی آمبلی میں ایسے خوددار خوداعتماد اور محب وطن نمائندوں کو بھیجا جائے جو اگر ایک طرف مسلمان قوم کے حقوق کا خاطر خواہ تحفظ کریں تو دوسری طرف ایوان کے دیگر ترقی پسند ممبروں کے ساتھ مل کر رائے عامہ کا وقار بھی قائم کر سکیں۔"

ہمیں اس بات کا پورا احساس ہے کہ مسٹر جناح کی یہ تجویز جداگانہ انتخاب کا لازمی نتیجہ ہے ..... ہم یقین دلاتے ہیں کہ جس اہم کام کی ابتدا انہوں نے کی ہے ہم اس کو تکمیل تک پہنچانے میں دل و جان سے ان کے حامی ہیں۔"[105]

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسلم لیگ نے 1937ء کے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے ایک سنٹرل (مرکزی) پارلیمنٹری بورڈ اور مختلف صوبوں میں صوبائی پارلیمنٹری بورڈ بنائے۔ پنجاب میں ایک بورڈ علامہ اقبالؒ کی صدارت میں بنا۔ 1936ء میں مسلمانان پنجاب کے نام مندرجہ ذیل اپیل مسلم لیگ اور محمد علی جناح کی حمایت میں علامہ اقبالؒ اور چودہ دیگر مسلمان رہنماؤں کے دستخطوں سے چھپوا کر تقسیم کی گئی:

"برادران اسلام! آپ کو معلوم ہوگا کہ چند مہینوں میں نئے آئین کے تحت صوبائی اسمبلیوں کا انتخاب ہونے والا ہے۔ صوبے کی تمام سیاسی پارٹیاں انتخاب کے ہنگامے میں حصہ لینے کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ پنجاب پروانشل مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے بھی سنٹرل الیکشن بورڈ کے مطابق ان انتخابات میں حصہ لینے کا عزم صمیم کیا ہے۔

بطل جلیل مسٹر محمد علی جناح ان "قابل فخر" مسلم رہنماؤں میں سے ہیں جن کی سیاسی دانش ہمیشہ مسلمانوں کے لیے صبر آزما وقتوں میں "مشعل راہ" کا کام دیتی رہی ہے۔ جس خلوص اور عزیمت" سے انہوں نے مسلمانان ہند کی تمام اہم اور نازک موقعوں پر خدمت کی ہے' اس کے لیے مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے سر "عقیدت واحترام" سے جھکے رہیں گے۔"

ان کی سب سے آخری خدمت جو ان کی سیاسی بصیرت پر دال ہے' اس اسکیم کی صورت میں جلوہ

گر ہوئی ہے جس کے تحت تمام صوبوں میں انتخابات مسلم لیگ کے جھنڈے تلے لڑے جائیں گے اور اس طرح مسلمان کھڑے اور قابل اعتماد ارکان کو اسمبلی میں بھیجنے کے قابل ہو سکیں گے جو قوم اور وطن کے مفاد عالیہ کے لیے ہر ممکن قربانی اور ایثار کرنے کے لیے تیار ہوں گے چنانچہ "پنجاب پروانشل پارلیمنٹری بورڈ" کی تشکیل اسی منشا کے مطابق کی گئی ہے جس کی صدارت کی باگ ڈور دنیائے اسلام کے سب سے بڑے جلیل القدر فرزند حضرت علامہ اقبالؒ کے ہاتھ میں تھی۔

ہم "اسلام" کے نام پر آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ نام نہاد رہنماؤں کے جال میں نہ آئیں اور صرف ان امیدواروں کو ووٹ دیں جو اپنے آپ کو "مسلم لیگ بورڈ" سے وابستہ کر چکے ہیں۔"[106]

یونی نسٹ پارٹی کے فراڈ کا تجزیہ کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے بیرون دہلی دروازہ لاہور میں انتخابی تقریر کے دوران فرمایا:

""ہم نے مسلمانان ہند کی ایک "مرکزی جماعت" کی بنیاد ڈالی ہے جس کی شاخیں مضبوط بنیادوں پر مختلف صوبوں میں قائم کی جا رہی ہیں۔ مرکزی جماعت کے بنیادی اصولوں کا صوبائی بورڈوں پر پورا پورا تصرف ہوگا اور جو ارکان مسلم لیگ کے ٹکٹ پر اسمبلیوں میں داخل ہوں گے ان کے لیے ان مواعید کا احترام کرنا لازمی ہوگا جو مسلم لیگ سے پیمان وفا باندھنے سے ان پر عائد ہوگی۔ اس طرح ہم اسمبلیوں میں ایسے کھرے آدمی بھیجنے کے قابل ہو سکتے ہیں جو "ذاتی اغراض" سے بالاتر رائے دہندگان کے صحیح نمائندے اور مرکزی اور صوبائی بورڈوں کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔"[107]

کیا "اسلام کا جمہوری نظام" آپ کو اس امر کی دعوت نہیں دے رہا کہ مسلمانانِ ہند کی ایک مرکزی نمائندہ جماعت" ہو جس کی صدا ہندوستان کے مسلمانوں کی متفقہ آواز کہلا سکے ..... ہمارے نزدیک نمائندہ جماعت کا تصور بہت بلند ہے جو آزاد خیال، ترقی پسند اور ایثار پیشہ افراد پر مشتمل ہو اور جو آزادی وطن کی مساعی میں ہمسایہ قوم کا ہاتھ بٹا سکے۔"[108]

ووٹ کی قدر و قیمت اور منتخب نمائندوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

آپ اپنے ووٹوں کی قدر پہچانیں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ آپ کے ووٹ کی دوہری قیمت ہے۔ پہلے تو آپ کے ووٹوں سے صوبائی اسمبلیوں کے ارکان منتخب ہوں گے پھر آپ کے منتخب کردہ

نمائندوں کے ووٹوں سے فیڈرل اسمبلی کے ارکان کا انتخاب عمل میں آئے گا۔ سچے مسلمان کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے۔ ذاتوں، برادریوں اور قرابت داریوں کے تصور سے بلند رہ کر صرف ان لوگوں کو ووٹ دیجئے جو ایک واضح اور روز روشن کی طرح واضح پالیسی پر عمل پیرا ہونے کا حلف اٹھا چکے ہوں۔"[109]

مسلم لیگ کی حکمت عملی اور پروگرام

قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی حکمت عمل اور پروگرام کی وضاحت کرتے ہوئے 3 جنوری 1937ء کو فرمایا:

"ہماری حکمت عملی اور پروگرام کی اساس غریبوں کی ترقی پر استوار ہے۔ ہمارے پروگرام کے دس 10 نکات غریبوں کی فلاح اور پس ماندہ طبقوں کی ترقی کے لیے ہیں..... اگر ہم ان دس نکات میں سے پانچ کو بھی عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہوگئے تو وہ ہند کے لاکھوں انسانوں کی زبردست خدمت سرانجام دے دیں گے.....ہم نے اس پروگرام کے ایک ایک لفظ کو تہ دل اور پورے خلوص کے ساتھ جامہ عمل پہنانے کا عزم کر رکھا ہے۔" "میں آپ سے ہند کی سوملین مسلمانوں کی یک جہتی کے نام پر اپیل کرتا ہوں۔ میں آپ سے خود آپ کے اپنے مفاد کے نام پر اپیل کرتا ہوں۔ میں آپ سے آپ کی قومی تنظیم اور اتحاد کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ اس نازک لمحے میں جو آپ کے کیمپ میں اختلاف پیدا کرتا ہے آپ اسے فنا کر دیں اور مسلم لیگ کے پرچم کو مقننہ کے اندر پہنچا دیں۔"[110]

پنڈت جواہر لعل نہرو کے بیان کے جواب میں 20 جنوری 1937ء کو قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے پروگرام اور لائحہ عمل کی اس طرح وضاحت فرمائی۔

"مسلم لیگ اس اصول پر کاربند ہے کہ ملک کے دستور اساسی میں مسلمان اقلیت کے مفاد کی حفاظت کی جائے۔ مسلم لیگ کے پروگرام یا لائحہ عمل میں اور کوئی فرقہ وارانہ بات نہیں ہے۔"[111]

"مسلم لیگ کا تمام تر پروگرام سیاسی، اقتصادی اور سوشل ہے۔ میں متعدد بار کہہ چکا ہوں کہ مسلم لیگ پارٹی جداگانہ انتخاب کی حامی ہے لیکن اگر کسی متفقہ پروگرام یا پالیسی پر کوئی سمجھوتہ ہوگیا تو اس کی بدولت مسلم لیگ دوسری جماعتوں سے تعاون کرنے سے مانع نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح مسلم لیگ کا دستور اساسی بھی اسے مجلس قانون ساز کی مختلف جماعتوں سے اشتراک عمل سے نہیں روکتا بشرطیکہ کسی پروگرام پر اتفاق ہوجائے۔"

''مسلم لیگ چاہتی ہے کہ کانگریس کے ساتھ تعاون کر کے بھوکے اور برہنہ عوام کی بہبود کے لیے مجالس قانون ساز میں صلاحی قوانین وضع کرے..... مسلم لیگ نئے آئین (1935ء) سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہے مگر کانگریس اس کی ''تباہی'' کے در پے ہے۔''[112]

''مسلم لیگ وطن کی آزادی کے لیے کسی دوسری سیاسی پارٹی کی طرح جنگ کرنے کو تیار ہے لیکن مسلم لیگ نہ تو گورنمنٹ کی غلامی قبول کرے گی اور نہ ہی کانگریس کی اطاعت گزار بن کر رہ سکتی ہے۔ مسلم لیگ عہدوں کی خواہش مند نہیں ہے۔''[113]

''مسلم لیگ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ ہر خیال اور ہر عقیدہ کے مسلمانوں کو متحد رکھے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کے مذہب' سیاسی حقوق' ثقافت اور زبان کی حفاظت کے لیے پوری محافظ ثابت ہوگی۔''[114]

مسلم لیگ کا وجود کیوں ضروری ہے؟......انتخابی منشور

20 ستمبر 1937ء کو شملہ کے مسلمانوں کے ایڈریس کے جواب میں قائداعظمؒ نے اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلم لیگ کا وجود کیوں ضروری ہے؟ مسلم لیگ کانگریس یا ملک کی کسی دوسری وطن پرست جماعت میں کسی قسم کا اختلاف موجود نہیں۔ ہمارا انتخابی منشور اور مسلم لیگ کا پروگرام یہ ہے کہ ہم مجالس قانون ساز میں ایسے اشخاص بھیجنا چاہتے ہیں جو وطن پرست' خادم ملت اور آزادی خواہ ہوں ..... ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس نامرغوب عنصر کو قومی زندگی کے وجود سے نکال دیا جائے تاکہ ملی زندگی کی رہنمائی صرف ایسے اشخاص کے ہاتھ میں رہے جو صحیح معنوں میں آزادی خواہ اور خوددار ہوں اور ان کے کردار اور گفتار ایک ہوں۔

اگر میں اپنی زندگی میں مسلم قوم کو مضبوط اور وطن پرست بنا دوں تو میں سمجھوں گا کہ میری زندگی کا منشا پورا ہو گیا۔

ہندوستانی مسلمانوں کا یہی مطالبہ ہے کہ ان کی زبان' ثقافت اور مذہب کے تحفظ کا یقین دلایا جائے۔ مسلمانوں کے اس مطالبہ میں فرقہ پرستی یا مذہبی تعصب موجود نہیں۔''[115]

مسلم لیگ: واحد اسلامی سیاسی جماعت

مسلم ہند کی تنظیم اور اتحاد اور مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے قائداعظمؒ نے 29 ستمبر 1937ء کو لاہور میں فرمایا:

''مسلمانوں کا سب سے اہم فرض یہی ہے کہ وہ اپنی تنظیم کریں اور ہندوستان کی واحد اسلامی سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے اور ایک محاذ پر جمع ہو جائیں ..... میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر موجودہ حالات کی رفتار یہی رہی اور مسلمان منظم نہ ہوئے اور ان میں اتحاد اور اتفاق قائم نہ ہوا تو انہیں کچل دیا جائے گا۔''

کانگریس سے بد اعتمادی اور دوقومی نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا:

''مسلم لیگ مسلمانوں کو منظم کرنا چاہتی ہے۔ مجھے کانگریس پر بالکل اعتماد نہیں رہا۔ ہماری زبان اور ہماری تہذیب ہندوؤں سے بالکل مختلف ہے۔ ہمیں ان کی پوری طرح حفاظت کرنی چاہیے۔''[116]

تیسری قوت بھی موجود ہے

پنڈت نہرو اور دیگر کانگریسی لیڈر یہی راگ الاپتے اور غلط اور بے بنیاد پراپیگنڈہ کرتے رہے کہ مسلم لیگ یا مسلم ہند کا کوئی وجود نہیں بلکہ ہند میں صرف ایک قوم ہے۔ قائد اعظمؒ نے اس بے سروپا پروپیگنڈے کی متعدد بار تردید کی' 20 اکتوبر کو بجنور میں ایک عظیم الشان جلسہ عام سے خطاب کے دوران اُنہوں نے فرمایا:

''ہند کی آزادی' نہ چہ نہ' نہیں ہندو مسلم اتحاد کرے گا..... پنڈت جواہر لال نہرو کا خیال ہے کہ ملک میں صرف دو فریق ہیں: انگریز اور کانگریس' ایک تیسرا فریق بھی موجود ہے یعنی آٹھ کروڑ مسلمان' کانگریس جن کا وجود تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ مسلم لیگ یہ ثابت کردے گی کہ ایک تیسرا فریق بھی موجود ہے جسے کوئی نظر انداز نہیں کرسکتا۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ سب اسلام کے پرچم تلے جمع ہو جائیں۔[117]

مسلم لیگ کا پرچم اسلام کا پرچم ہے

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے فرمایا ہے کہ ''مذہب اور سیاست لازم و ملزوم ہیں۔''

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی[118]

یہی نقطۂ نظر قائد اعظمؒ کا تھا' وہ بھی مذہب اور سیاست کو لازم و ملزوم سمجھتے تھے۔ یکم جنوری 1938ء کو

''گیا'' میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کے دوران مسلم لیگ کے پرچم کو اسلام کا پرچم قرار دیتے اور مذہب اور سیاست پر اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے واضح کیا:

''آج آپ نے اس زبردست اجتماع میں مسلم لیگ کا پرچم لہرانے کا فریضہ میرے سپرد کر کے مجھے اعزاز بخشا ہے یہی اسلام کا پرچم ہے کیونکہ آپ مسلم لیگ کو اسلام سے الگ نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ اسلام کا پرچم ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سیاست میں مذہب کو داخل کر رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے جس پر ہمیں فخر ہے۔ اسلام ہمیں ایک مکمل ضابطۂ حیات عطا کرتا ہے۔ یہ صرف مذہب ہی نہیں ہے بلکہ اس میں قوانین بھی ہیں' فلسفہ بھی ہے اور سیاست بھی۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ ہے جس کا تعلق انسانی امور سے صبح سے رات تک رہتا ہے۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو ہمارا مطلب ہوتا ہے ایسا لفظ جو کل پر محیط ہو...... اسلامی ضابطے کی اساس یہ ہے کہ ہم حریت' مساوات اور اخوت کے قائل ہوں۔''

ہم چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان ایک پرچم تلے آ جائیں۔ مسلم لیگ کا پرچم اسلام کا پرچم ہوتا کہ ہم سب ایک ہوں۔''[119]

ہم ہندو راج کے حاشیہ بردار غلام بن کر رہ نہیں سکتے ہم آزاد ہند میں آزاد اسلام چاہتے ہیں

اس موضوع پر الہ آباد میں ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''ہم ہندو راج کے حاشیہ بردار غلام بن کر نہیں رہ سکتے۔ ہم ایک آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام چاہتے ہیں۔ ہم ملک کی قومی زندگی میں اپنا جائز مقام حاصل کرنے کے لیے باقاعدہ جنگ کریں گے۔ کسی قسم کی دھمکی' تشدد اور ظلم ہمیں دبا نہیں سکتا' جتنا ہمیں دبایا جائے گا ہم اتنا ہی ابھریں گے۔''[120]

مسلم لیگ کا جھنڈا اسلامی خودداری اور اتحاد کا نشان

شملہ میں اسلامی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

''مسلم لیگ کا جھنڈا اسلامی خودداری اور اتحاد کا نشان ہے۔ مسلمانوں کو کبھی اس جھنڈے کی اس حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔''

مسلم لیگ طاقتور ترین جماعت...... مسلمان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے

سندھ مسلم لیگ (صوبائی) کراچی میں خطاب کرتے ہوئے 13 اکتوبر 1938ء کو قائد اعظمؒ

نے فرمایا:

''مجھے کامل یقین ہے کہ چار سال کے اندر اندر مسلم لیگ سارے ملک میں مسلم لیگ سے زیادہ طاقتور اور کوئی جماعت نہیں ہوگی۔ مسلمان دوسروں کی نسبت سیاسیات کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں اور زیادہ فہم اور عقل رکھتے ہیں۔ وہ بہادر ہیں..... ہماری زندگی کا راز ہماری تنظیم میں ہے۔ منظم ہونے کی صورت میں کوئی جماعت ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مسلمان خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔''[121]

انتخابات اور نتائج

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جب مسلم لیگ انتخاب میں حصہ لینے کے لیے میدان عمل میں آئی تو اسے سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا ان صوبوں میں کرنا پڑا جن میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ پنجاب میں سر فضل حسین ہندوؤں اور سکھوں کے تعاون سے ''یونی نسٹ'' پارٹی کو مستحکم کرنے میں کوشاں تھے انہیں مسلم لیگ کی کامیابی سے کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ وہ درپردہ اس کی مخالفت میں مصروف تھے..... صوبہ سرحد میں سر عبدالقیوم خان' ڈاکٹر خان صاحب اور خان عبدالغفار خان کانگریس کا دم بھر رہے تھے۔ سندھ میں بھی مسلم لیگ کا اثر برائے نام تھا اور یہاں عبداللہ ہارون کی سندھ یونائیٹڈ پارٹی' سندھ مسلم پارٹی اور سندھ آزاد مسلم پارٹی کے نام سے جماعتیں بن چکی تھیں اور انہیں جماعتوں کا زور اور اثر تھا۔ پنجاب' سرحد اور سندھ کی طرح بنگال بھی مسلم اکثریت کا صوبہ تھا اور وہاں اے کے فضل الحق' حسین شہید سہروردی اور خواجہ ناظم الدین جیسے ممتاز مسلمان رہنما موجود تھے مگر بدقسمتی سے فضل الحق نے کرشک پرجا پارٹی کے نام سے اپنی الگ جماعت بنائی تھی جس میں یونی نسٹ پارٹی کی طرح مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل تھے اور بلاشبہ یہ نہایت مستحکم اور بااثر جماعت تھی البتہ خواجہ ناظم الدین اور حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کی حمایت کی۔

مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے اجلاس لاہور کے بعد صوبائی پارلیمنٹری بورڈ قائم ہوئے اور قائداعظمؒ کی زیرقیادت مسلم لیگ نے مسلم اکثریت کے صوبوں کے علاوہ مسلم اقلیت کے صوبوں میں بھی انتخابات لڑنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس مقصد کے لیے قائداعظمؒ نے ملک گیر دورے کیے (جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے) وہ مختلف صوبوں کے مرکزی مقامات پر پڑے گئے اور تمام بااثر مسلمان رہنماؤں سے ملے۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ اس انتخاب میں کم ازکم مسلم اکثریت کے صوبوں میں تو مسلم لیگی وزارتیں قائم ہوجائیں مگر

افسوس کہ انہیں اس مقصد میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اور مسلم اکثریت کے کسی ایک صوبے میں مسلم لیگ اتنی نشستیں حاصل نہ کرسکی جن کی بنا پر وہ اپنی خاص وزارت بنا سکتی۔ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ ماضی میں مسلم لیگ نے مسلم عوام سے وہ رابطہ قائم نہیں رکھا تھا جو انتخابات کے موقع پر اس کے لیے مفید ثابت ہوتا۔ اس میں شک نہیں کہ بعض بڑے بڑے شہروں میں اس کی شاخیں ضرور قائم تھیں اور تعلیم یافتہ لوگ اس کے نام اور خدمات سے واقف تھے مگر ملک کے دور دراز مقامات جیسے صوبہ سرحد' بلوچستان' سندھ' سی پی' آسام' بنگال اور پنجاب کے دیہات اور قصبات میں لوگ مسلم لیگ سے شناسانہ تھے' دوسرے کانگریس نے جو مسلم لیگ کے مقابلے میں اس وقت کہیں زیادہ فعال اور بااثر جماعت تھی' ملک کے دور دراز علاقوں تک اپنے اغراض و مقاصد کا پروپیگنڈہ کیا تھا اور ایسے لوگوں کو اپنی تنظیم میں شامل کرلیا تھا جن کا عوام میں اثر و نفوذ تھا۔ انتخابات سے قبل مسلم لیگ کو اتنا وقت نہ مل سکا تھا اور نہ ہی اس کے پاس ایسے ذرائع تھے کہ وہ کانگریس کے اثرات کو زائل کرسکتی اور مسلمان عوام کو اپنے پروگرام سے متفق کرسکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلم لیگ مسلم اکثریت کے صوبوں میں سے کسی صوبہ میں کامیاب نہ ہوسکی۔ اس کے برعکس اس نے مسلم اقلیت کے صوبوں میں مقابلتاً وہ کامیابی حاصل کی اس کا ایک سبب مسلم اقلیت کے صوبوں کے مسلمانوں کا یہ احساس بھی تھا کہ وہ اقلیت میں ہیں۔ اس احساس نے ان میں سیاسی بیداری مقابلتاً زیادہ پیدا کردی تھی۔ اس کی دوسری وجہ غیر مسلموں کے وہ مظالم تھے جن کا مسلم اکثریت آئے دن شکار رہتی تھی۔ اس صورت نے بھی حریت کا جذبہ اور قومیت کا احساس زیادہ پیدا کردیا تھا۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ مسلم لیگ میں جو مسلمان رہنما شامل تھے ان کی اکثریت انہی صوبوں سے تعلق رکھتی تھی جہاں مسلمان اقلیت میں تھے۔ جیسے یو پی' آسام' بمبئی' مدراس' بہار اور سی پی وغیرہ' یہ بااثر لوگ تھے جنہوں نے اپنے ذاتی روپیہ سے مسلم لیگ کا پروپیگنڈہ کیا اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ کا انتخابات میں ان صوبوں میں خاصی نشستیں حاصل کرنے میں کامیابی ہوگئی۔ انتخابات 1936ء کے آخر اور 1937ء کے شروع میں ہوئے' ان میں مختلف صوبوں میں مسلم لیگ' کانگریس اور دیگر مسلم جماعتوں نے جو نشستیں حاصل کیں۔ ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

صوبہ سرحد میں کل پچاس نشستوں میں سے کانگریس نے انیس سیٹیں حاصل کیں جبکہ مسلم لیگ چھتیس نشستوں میں سے کوئی سیٹ حاصل نہ کرسکی۔ پنجاب کی 175 سیٹوں میں سے کانگریس نے اٹھارہ

سیٹیں حاصل کیں جبکہ مسلم لیگ نے چوراسی میں سے صرف ایک نشست حاصل کی۔ سندھ کی ساٹھ سیٹوں میں سے کانگریس نے سات نشستیں حاصل کیں جبکہ مسلم لیگ پینتیس میں سے کوئی سیٹ حاصل نہ کرسکی۔ یوپی کی دوسواٹھائیس نشستوں میں سے کانگریس نے ایک سو چونتیس نشستیں حاصل کیں اس کے برعکس مسلم لیگ چونسٹھ میں سے ستائیس سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ بہار کی ایک سوباون سیٹوں میں سے کانگریس نے اٹھانوے سیٹیں حاصل کیں جبکہ مسلم لیگ انتالیس سیٹوں میں سے ایک سیٹ بھی حاصل نہ کرسکی۔ اڑیسہ کی 60 نشستوں میں سے کانگریس چھتیس سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی جبکہ مسلم لیگ کل 4 مسلم نشستوں میں سے کوئی نشست حاصل نہ کرسکی۔ بنگال کی کل دوسو پچاس نشستیں تھیں کانگریس نے چون سیٹیں حاصل کیں اس کے برعکس مسلم لیگ نے ایک سوسترہ سیٹوں میں سے چالیس سیٹیں حاصل کیں۔ آسام کی کل ایک سوآٹھ سیٹیں تھیں جن میں سے کانگریس نے تینتیس نشستیں حاصل کیں۔ جبکہ مسلم لیگ چونتیس سیٹوں میں سے صرف نوسیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ سی پی کی ایک سوبارہ سیٹوں میں سے کوئی نشست حاصل نہ کرسکی۔ بمبئی کی کل ایک سوپچھتر (175) نشستیں تھیں جن میں سے کانگریس نے چھیاسی اور مسلم لیگ نے انتیس مسلم نشستوں میں سے بیس سیٹیں حاصل کیں۔ مدراس کی کل دوسو پندرہ نشستیں تھیں کانگریس نے ایک سوانسٹھ اور مسلم لیگ نے اٹھائیس میں سے گیارہ نشستیں حاصل کیں۔ مختصر یہ کہ کل ایک ہزار پانچ سو پچاسی سیٹیں تھیں جن میں سے کانگریس نے سات سو چودہ نشستیں حاصل کیں جبکہ مسلم لیگ کل چار سو چوراسی مسلم نشستوں میں سے ایک سوآٹھ نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکی۔ نتیجے کے طور پر کانگریس نے یوپی' سی پی' بہار' اڑیسہ اور مدراس میں قطعی اکثریت حاصل کرلی۔ مسلم اکثریت کے صوبوں میں سے کسی صوبہ میں بھی مسلم لیگ اتنی نشستیں حاصل نہ کرسکی جن کی بنا پر وہ اپنی وزارت تشکیل کرسکتی۔ ان صوبوں میں سے سندھ اور سرحد کے آزاد امیدوار بھی کانگریس میں شامل ہوگئے۔ اس طرح اس دوصوبوں میں بھی کانگریس کو قطعی اکثریت حاصل ہوگئی۔ پنجاب میں یونی نسٹ پارٹی کو کامیابی حاصل ہوئی اور یہ جماعت بھی کانگریس کا ضمیمہ تھی۔ بمبئی میں بھی یہی صورت رونما ہوئی یعنی آزادی امیدواروں نے کانگریس میں شمولیت اختیار کرلی۔ اس طرح ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے سات میں تو کانگریس کو قطعی اکثریت حاصل ہوگئی باقی چار صوبوں میں بھی اس کا اتنا اثر تھا کہ کوئی جماعت کانگریس کو نظر انداز کر کے وزارت بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکتی تھی۔

ہندوستان کی تاریخ کا یہ پہلا انتخاب تھا جس میں مسلم لیگ نے صوبائی سطح پر حصہ لیا اور چار سو چوراسی مسلم نشستوں میں سے ایک سو آٹھ سیٹیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ جن میں بمبئی' مدراس' یوپی اور آسام جیسے مسلم اقلیت کے صوبوں کی نشستیں بھی شامل تھیں۔ بظاہر کامیابی کا یہ تناسب کچھ زیادہ حوصلہ افزا اور تسلی بخش نظر نہیں آتا مگر یہ دیکھا جائے کہ مسلم لیگ کا پہلا امتحان تھا' اسے انتخاب کے لیے تیاری اور پروپیگنڈہ کرنے کے لیے وقت بھی نہایت کم ملا تو اس کی یہ کامیابی حوصلہ افزا آتی ہے ...... مگر جب کانگریس کو گیارہ صوبوں میں سے سات میں قطعی اکثریت حاصل ہوگئی تو اس نے مسلم لیگ کو یکسر نظر انداز کر دیا اور مخلوط وزارت بنانے سے انکار کر دیا۔

مسلم لیگ کو ختم کرنے کی دستاویز

کانگریس نے ایک شرائط نامہ پیش کیا اور مسلم لیگی نمائندوں سے کہا کہ اگر وہ اس پر دستخط کر دیں تو انہیں وزارتوں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

-1 یوپی کی مجلس قانون ساز میں مسلم لیگ پارٹی اپنی جداگانہ حیثیت ختم کرنے کا اعلان کرے۔

-2 یوپی کی مجلس قانون ساز میں مسلم لیگی گروپ کانگریس میں ضم ہو جائے تو اسے وہی رعائتیں دی جائیں گی۔

-3 کانگریس کی مجلس عاملہ مجالس قانون ساز کے لیے جو طریق عمل وضع کرے گی' کانگریس کے تمام اراکین کی طرح مسلم لیگ سے آنے والے اراکین بھی وفاداری سے اس کی پابندی کریں گے۔

-4 یوپی میں مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ توڑ دیا جائے۔

-5 اگر ان شرائط سے اتفاق کرلیا گیا اور مسلم لیگی ممبروں نے باقاعدہ ممبروں کی حیثیت سے کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی تو امید ہے مسلم پارٹی کا وجود ختم ہو جائے گا۔ اس صورت میں ...... مسلم لیگ گروپ کی وزارت میں نمائندگی دی جائے گی۔

ظاہر ہے ان شرائط کو قبول کر لینے کا مطلب مسلم لیگ کا اپنے قتل کے محضرنامے (دستاویز) پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔ یہ اتنی اہانت آمیز شرائط تھیں کہ کوئی باحمیت انسان انہیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ رچرڈ سائمنڈز نے کانگریس کے اس افسوس ناک طرز عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''جن صوبوں میں ہندوؤں کی اکثریت تھی' خیال تھا کہ ان صوبوں میں وزارتیں بناتے وقت مسلم

لیگ کو بھی شریک کیا جائے گا۔ یو پی کے معاملے میں امید تھی کہ چونکہ یہاں مسلم لیگ اور کانگریس نے مشترکہ طور پر انتخاب لڑا تھا اور اس صوبے میں مسلم لیگ نے دوسرے تمام جماعتوں کو مسلم نشستوں سے زیادہ نشستیں جیتی تھیں۔ پھر انتخابات سے قبل کانگریس نے مسلم لیگ کو یقین دلایا تھا کہ اسے وزارت میں شامل کیا جائے گا لیکن انتخابات کے بعد جب بحیثیت مجموعی کانگریس کو تمام صوبوں میں اکثریت حاصل ہوگئی تو اس نے مسلم لیگ کو ایسی شرائط پیش کیں جو کسی آزاد سیاسی جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں تھیں۔''[122]

رچرڈ سائمنڈز مزید لکھتا ہے:

''یہ واقعہ پاکستان کو معرض وجود میں لانے کا سب سے بڑا سبب ثابت ہوا۔ خلیق الزمان اور ان جیسے رہنماؤں کے لیے اب ایک ہی راستہ رہ گیا تھا کہ وہ کانگریس اور مسلم لیگ میں سے کسی ایک کو اپنی سرگرمیوں کے لیے منتخب کریں۔ کانگریسی رہنماؤں کی ان حرکات کی وجہ سے انہوں نے بجا طور پر محسوس کیا کہ انہیں دھوکہ دیا گیا ہے۔''[123]

انتخابات کے نتائج: قائد اعظمؒ کی نظر میں

صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخابی نتائج کے بارے میں ایک اخباری بیان میں قائد اعظمؒ نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا:

''یہ پہلا موقع ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے مرکز سے موثر صوبائی اور ضلعی تنظیموں کے نہ ہوتے ہوئے عوام سے رابطے کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسلم لیگ نئے دستور کے تحت صوبائی مجالس قانون ساز کے انتخاب کے میدان میں اتری۔ یہ کٹھن کام بہت زبردست ہے۔ یہ ایسا اس لیے تھا کہ اولاً مسلمان ہر اعتبار سے پس ماندہ ہے اور منظم بھی نہیں۔ ثانیاً ہماری موجودہ تنظیم کا بھی صوبائی اور ضلعی شاخوں کی شکل میں کوئی تنظیمی سلسلہ نہ تھا لیکن آغاز کار تو کرنا تھا۔'' پہلی کوشش کے نتیجے سے میں پورے سے بھی زیادہ مطمئن ہوں۔'' ہماری کوشش کا نتیجہ یہ رہا کہ بنگال میں مسلم لیگ نے پچاس فیصد نشستیں حاصل کیں اور سب سے بڑا مسلم گروپ بن گیا۔ یو پی میں اس نے ایوان زیریں کے لیے صرف پینتیس امیدوار کھڑے کیے اور کل چھیاسٹھ نشستوں میں سے انتیس جیت لیں۔ مدراس میں مسلم لیگ بورڈ نے گیارہ امیدوار نامزد کیے تھے آٹھ مجلس کے لیے اور تین کونسل کے لئے۔ مجلس کی ایک نشست کے سوا باقی تمام نشستوں پر مسلم لیگ کامیاب رہی۔ بمبئی میں کامیابی کا تناسب زیادہ رہا۔ کل تیس نشستوں میں دوتہائی مسلم لیگ نے جیت لیں

اور مجھے آزاد امیدواروں کی طرف سے برقیے موصول ہوئے جن میں مسلم لیگ میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔

مجھے افسوس کے ساتھ یہ تسلیم ہے کہ پنجاب میں ہم ناکام رہے۔ بہار میں کوئی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ قائم نہیں کیا گیا۔ سی پی میں مسٹر رؤف شاہ اور مسٹر شریف دونوں کی جماعتوں نے مسلم لیگ سے الحاق کی درخواستیں دیں چونکہ مسٹر رووف شاہ اور مسٹر شریف دونوں مرکزی پارلیمانی بورڈ کے رکن تھے لہذا قواعدو ضوابط کے تحت صوبائی پارلیمانی بورڈ تشکیل دینے کے مجاز تھے میری انتھک کوششوں کے باوجود دونوں مجھ سے اتفاق نہ کر سکے۔

جہاں تک آسام کا تعلق ہے مسلم لیگ نے چونتیس میں سے نو نشستیں جیتیں۔ صوبہ سرحد اڑیسہ اور سندھ میں کوئی مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ قائم نہیں کیا گیا تھا۔

صرف چند ماہ کے کام کے بعد اس کامیابی پر مسلمان ہر اعتبار سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔[124]

آل انڈیا مسلم لیگ چوبیسواں سالانہ اجلاس

بمقام بمبئی 11 تا 12 اپریل 1936ء

صدر جلسہ سر سید وزیر حسن سابقہ چیف جج اودھ چیف کورٹ

آل انڈیا مسلم لیگ کا چوبیسواں سالانہ اجلاس 11 اپریل 1936ء کو خصوصی طور پر تیار کردہ پنڈال میں سید وزیر حسن کی صدارت میں شروع ہوا۔

پنڈال کثیر تعداد میں شرکاء کی وجہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

قدرتی بات ہے کہ ضرورت کے لحاظ سے قوموں اور قومی تحریکوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ سائمن کمیشن' گول میز کانفرنس اور 1935ء میں ہندوستانی دستور اساسی میں انقلاب پیدا ہوا۔ ہندوستان کی ہر سیاسی جماعت نے اپنی اپنی وضع سے کیل کانٹے درست کرنے شروع کئے۔ خود مسلمانوں میں خلافت کانفرنس کا اجلاس 4 جنوری 1936ء بمقام کلکتہ ہوا۔ مسلم کانفرنس کا سیشن بھی 16 فروری 1936ء بمقام دہلی ہوا۔ جناح صاحب چونکہ لندن چلے گئے تھے اور احباب کے تقاضہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے بلائے گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ واپس آئے۔ مسلم لیگ میں مدت سے کوئی عملی کام نہیں ہوا تھا۔ اس لئے قریب قریب چراغ سحری ہو چکی تھی۔ محمد علی جناح نے پھر اس میں ایک جان پیدا کر دی اور حقیقت یہ ہے کہ بمبئی کا اجلاس مسلم لیگ کی زندگی میں ایک انقلاب ہے۔

محمد علی جناح نے اسلام کلب میں بمبئی کے سربرآوردہ مسلمانوں کا مشاورتی جلسہ بلایا۔ استقبالیہ کمیٹی کی تشکیل ہوئی سر کریم بھائی ابراہیم بیرونیٹ صدر استقبالیہ کمیٹی مقرر ہوئے کام کی نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے کئی سیکرٹری منتخب ہوئے۔

جناب محمد علی چاء والا سالیسٹر فراہمی سرمایہ کیلئے جناب محمد علی اللہ بخش' مہمان خانہ کیلئے جناب مرزا اختر حسین ایڈووکیٹ نشر واشاعت اور والنٹیروں کا انتظام کرنے کے لئے قاضی کبیر الدین بیرسٹر اور جناب نور محمد چنائی۔ مہمانوں کے انتظام وغیرہ کیلئے فورٹ میں عظیم الشان پنڈال تیار ہوا جس میں سات ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔ مستورات اور نماز پڑھنے کے لئے علیحدہ جگہ بنائی گئی تھی 11 اپریل

1936ء کو تلاوتِ قرآن پاک سے کارروائی شروع ہوئی تقریباً 200 ڈیلیگیٹ باہر سے آئے تھے اور حاضرین کی تعداد چھ ہزار سے کم نہ تھی۔ سر کریم بھائی ابراہیم نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں حسب ذیل باتوں کی طرف خصوصی توجہ دلائی "اتحاد قومی چٹان کا بستر ہے اور مذاہب عالم کی روح ہے کسی قسم کا آئین خواہ وہ ہم لوگوں کے نقطۂ نظر سے کتنا ہی سودمند کیوں نہ ہو۔ اس وقت تک اس کا قرار پانا ناممکن ہے جب تک کہ باہمی فرقہ وارانہ تعلقات اچھے اور دوستانہ نہ ہوں۔ لہٰذا موجودہ حالت میں اتحاد کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ آپ نے ہندوؤں سے یہ درخواست کہ کہ وہ مسلمانوں کی قومی جدوجہد پر تنگ خیالی سے نہ غور کریں اور اس بات کا یقین دلایا کہ اس سے مسلمانوں کا مقصد کثیر تعداد میں ملازمت حاصل کرنا یا اچھے سلوک کے قابل بنانا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مدعا ہندوستانی مسلمانوں کی عام فلاح و بہبود سے وابستہ ہے۔

موجودہ اجلاس کے متعلق ذکر کرتے ہوئے سر کریم بھائی نے یہ فرمایا کہ اجلاس کا سب سے ضروری اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ آئینی اصلاحات کے متعلق اپنے طرزِ عمل کی تشریح کر دے۔ اس کے خلاف خواہ کتنی ہی نکتہ چینیاں کی جائیں۔ لیکن اب ہندوستان کے سر پر یہ لاد دیے گئے ہیں۔ اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تعاون کے ساتھ اسکو استعمال کیا جائے۔ آئین میں بہت سی خامیاں ہیں اور اس سے ہم لوگوں کے مقصد کے حصول کی تکمیل نہیں ہوتی ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس سے مایوس و نا اُمید ہو کر اسے ٹھکرا دیں۔ آئین کو استعمال کرتے وقت غربا کی تعلیم و ترقی اور کاشتکار و صنعت پیشہ طبقوں کے اسباب ترقی اور ملک کے مختلف فرقوں کے دوستانہ تعلقات و مراسم کا خاص طور سے خیال رکھا جانا چاہئے۔

مسلم عوام الناس کی تعلیمی ضروریات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تعلیم خاص کے ساتھ ساتھ صنعتی و تجارتی علوم کی علمی ٹریننگ یا تعلیم دی جانی چاہئے اسکے باعث موجودہ مسئلہ بیکاری کچھ حد تک حل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ جوانوں کی جسمانی نشوونما سے بھی بیخبر نہ رہنا چاہئے۔ کچھ دنوں اگر فوجی تعلیم صبح کے وقت دی جائے تو یہ مسلمانوں کو مضبوط چست اور اپنے اوپر بھروسہ کرنیکی عادتیں پیدا کرے گی۔ جس سے وہ زندگی کے مصائب دلیری سے برداشت کر سکیں گے مستورات کی تعلیم کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر سوسائٹی ہر دائرے میں ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے مستورات کی تعلیم مردوں سے کسی صورت میں بھی کم نہ ہونی چاہئے۔

آنریبل ایم اے جناح کو "مسلم حقوق کا ایک نڈر سپاہی" کہتے ہوئے آپ نے اُن کی ان

خدمات کی تعریف کی جو انہوں نے لیگ کے مستقل صدر ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے انجام دیں۔ اگر چہ ملک کے ہر فرقے میں اُن کی کافی عزت ہے۔

تاہم مسلمانوں کو ان کا خاص طور سے شکر گزار ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں آخر میں آپ نے فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے درخواست کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ خدا کے لئے ملک و جماعت کے لئے ہم لوگوں کو اپنے باہمی اختلافات کو فراموش کر دینا چاہئے اور دوسروں کو بھی اسے فراموش کر دینے کیلئے دعوت دینا چاہئے بغیر اتحاد کے ہم لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ آنریبل ایم اے جناح نے سر وزیر حسن کو صدارت کی کرسی پر مدعو کرتے ہوئے ان کی ان خدمات کا ذکر کیا جو اُنہوں نے مسلمانوں اور ملک کے لئے انجام دی تھیں اس کے بعد مسٹر جناح نے یہ فرمایا کہ سر وزیر حسن کا میثاق لکھنؤ سے بھی کافی تعلق ہے۔ موجودہ اجلاس کی اہم ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے جبکہ آنیوالے آئین کے متعلق اپنے طرز و رویہ کو مرتب کرنا ہے اور مجالس واضعان قوانین کے اندر و باہر کام کرنے کے لئے ایک پالیسی و پروگرام تیار کرنا ہے اور فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے کوئی تسلی بخش صورت نکالنا ہے ایسے موقع پر ہم لوگوں کی رہنمائی کیلئے سر سید وزیر حسن سے زیادہ لائق شخص کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ لہٰذا اپنی سیاسی قسمت کی رہنمائی کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھیں اپنے اس "سپاہی اور جنگجو" پر لگی ہوئی ہیں۔

صدر محترم کا خطبۂ صدارت

صدر گرامی نے اپنے طویل خطبۂ صدارت میں ہندوستان غدر کے وقت سے مسلمانوں کی حالت کا خاکہ کھینچتے ہوئے سر سید احمد و دیگر چند لیڈروں کی کوششوں کا ذکر کیا جن سے وہ مسلمانوں کو خواب غفلت و جہالت سے بیدار کرا کر کس طرح قوم کو دائرہ سیاست میں لائے۔ سرکاری ملازمت و مجالس مقننہ کی فرقہ وارانہ نمائندگی کے مشکل مسائل کے متعلق سمجھوتہ کرانے کے لئے جو ہندو اور مسلمانوں نے تدریجی کوششیں کی اس پر روشنی ڈالتے ہوئے نئے آئین کے نقص کو بیان کرتے ہوئے حسب ذیل خیال ظاہر کیا۔ برطانوی پارلیمنٹ ہم لوگوں کو زبردستی ایک آئین عطا کر رہی ہے جس کو کوئی شخص نہ تو پسند کرتا ہے اور نہ منظور کرتا ہے۔ کیونکہ یہ قانون آئین مخالف جمہوریت ہے۔ اور یہ ملک کے تشدد آمیز اجزا کی قوت بڑھا دیگی اور ہم لوگوں کی ترقی میں حمایت و تعاون کرنے کے بجائے یہ آزادی و جمہوری طاقتوں کا خاتمہ کر دے گی نئی اسکیم رو سے مسلم جماعت کو اتنا ہی نقصان پہنچے گا جتنا کہ ہندوستانی عوام الناس کے دیگر فرقوں کو۔

ہم لوگوں کے ملک کی موجودہ سیاسی حالت اتحاد قائم کرنے میں کسی قسم کی دقتیں نہیں پیش کرتی ہے۔ ہر سیاسی انجمن خواہ وہ ہندو یا مسلمان یا کاشتکار جماعت کی ہو۔ سب کا نصب العین ہندوستان کے لئے ذمہ دار حکومت کا حصول ہے۔ جداگانہ مخلوط انتخابات کا مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ ملک کی فلاح و بہبود کیلئے میں صرف ہندو مسلم اتحاد کی درخواست نہیں کرتا ہوں بلکہ مختلف جماعتوں و مختلف سیاسی انجمنوں کے لئے بھی اس قسم کے اتحاد کے باعث ہم لوگوں کو اپنے سیاسی حقوق کی تقسیم میں کسی قسم کی دقت نہ ہوگی۔ زمانہ ماضی میں بھی اہم مسئلوں کے متعلق ہم لوگوں کے درمیان کوئی اختلافات نہ تھے اور اب بھی نہیں ہیں۔ اختلافات برقرار رکھنا کیا کوئی اخلاقی فرض یا حق ہے۔ پس جب ملک کی جنگ آزادی کا مقصد اتحاد ہے۔ اتحاد قائم کرنے کے لئے ایک عام پروگرام اور طریق کار کے اصول پر ہندوستان کے سارے لوگ ہندو مسلم سکھ پارسی اور عیسائیوں کی تنظیم کی جائے۔ ملک کی دیگر ترقی یافتہ سیاسی جماعت کے باہمی تعاون سے اشتراک عمل کے لئے سمجھوتے کی صورت نکالنے کے لئے فوراً کارروائی شروع کر دینا چاہئے۔ آپ لوگوں کے غور و خوض کیلئے میں حسب ذیل پروگرام آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱) موجودہ حکومت کی بجائے حقوق ووٹ بالغان کے ساتھ ایک جمہوری ذمہ دار حکومت۔

(۲) پر تشدد و سخت قوانین کی واپسی اور آزادی تقریر و اخبارات و انجمن عطا ہونا چاہئے۔

(۳) کاشتکاروں کو فوراً اقتصادی ریلیف' تعلیم یافتہ غیر تعلیم یافتہ بے روزگار کے لئے کوئی شرط مزدوروں کے لئے کم از کم اجرت کا مقرر کر کے دن میں آٹھ گھنٹہ کام کرنے کے لئے قرار دیا جانا۔

(۴) پرائمری تعلیم مفت و لازمی۔ اس قسم کے پروگرام سے قوم کی تنظیم اعلیٰ پیمانے پر ہو سکتی ہے اور یہ ملک کے لاکھوں اشخاص کی سیاسی بیداری کو جگادے گی اور ملک کی ساری جماعتوں کو متحد و یکجا کر کے حکومت پر ایسا دباؤ ڈالے گی کہ جس کا انکار کرنا ناممکن ہوگا۔ ہندوستان کے لوگوں کی نجات صرف ان کی کوششوں کے باعث ہو سکتی ہے اور اتحاد قائم کرنے کے لئے اس سے زیادہ اچھے اور سود مند پروگرام کا ہونا ناممکن ہے۔

میری یہ رائے ہے کہ اس پروگرام کی تفصیل پر عمل کرنے کے لئے مسلم لیگ کے مستقل صدر اور کانگرس کے صدر کے دستخط پر ہندو مسلم سکھ وغیرہ تمام سیاسی انجمنوں کے نام ایک خط جاری کیا جائے جس میں ایک مجلس میں انہیں جہاں تک جلد ہو سکے طلب کیا جائے اور یہ جلسہ حسب ذیل مقاصد کو حل کرنے کے لئے طلب کیا جائے۔

(الف) لوکل بورڈز و نئی مجالس مقننہ کے اندر و باہر کارروائی کرنے کے لئے ایک سالانہ طرز و عمل کے پروگرام کا طے کرنا۔

(ب) ہندوستان کے لئے ایک آئینی مسودہ تیار کرنا۔

نیز اس جماعت کو ایک مستقل کمیٹی کا انتخاب کرنیکا حق عطا کیا جائے اور اس کو یہ کام سپرد کیا جائے کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے کہ لوگ طے شدہ پروگرام پر عمل کرتے ہیں یا نہیں۔ اور انتخابی مقابلہ کی تنظیم کرے اور وقتاً فوقتاً ملک کے جو سیاسی معاملے درپیش ہوں۔ اسکی رہنمائی کرتے ہوئے اُنے حل کرے۔

اس موقع پر جلسہ دوسرے دن کے لئے برخاست کردیا گیا۔

دوسری نشست 12 اپریل 1936ء

مسلم لیگ کی سبجیکٹ کمیٹی نے چار گھنٹہ تک مسلسل طور سے سرگرمی کے ساتھ بحث مباحثہ کے بعد دوسری نشست کے موقع پر حسب ذیل قرار دادیں منظور کیں۔

قرارداد نمبر 1، 2

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ملک معظم جارج پنجم کے انتقال پر ملال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے شاہ ایڈورڈ ہشتم وملکہ میری کو ان کی تخت نشینی پر مبارکبادی دیتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں کی جانب سے اطاعت وفرمانبرداری کا وثوق دلاتا ہے۔

قرارداد نمبر 3

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ خان بہادر حافظ سید ہدایت حسین صاحب سی-آئی-ای سیکرٹری مسلم لیگ کی ناگہانی موت پر انتہائی غم وافسوس کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کی بیوہ ودیگر اقربا کے ساتھ اپنی قلبی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

قرارداد نمبر 4

مسٹر دیو جی کانجی خان بہادر مخدوم سید راجن بخش صاحب۔ آنریبل شیخ مقبول حسین صاحب (ممبر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل) کے انتقال پر ملال کے باعث قوم کو جو نقصان عظیم پہنچا ہے اس کے لئے اظہار افسوس کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ مرحومین کے اقربا کے ساتھ قلبی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

قرارداد نمبر 5

یہ قرار پایا کہ اعزازی سیکرٹری کی رپورٹ کو منظور کیا جائے۔

قرارداد نمبر 6

شہید گنج کے مسئلوں کو حل کرنے کے لئے آنریبل محمد علی جناح نے جو بیش بہا خدمتیں ایسے موقع پر انجام دیں جبکہ کوئی دیگر لیڈر اس کی ذمہ داری کو اپنے سر لینے کو تیار نہ تھا۔ اس کے لئے لیگ ان کی بہت ہی احسانمند ہے۔ آنریبل محمد علی جناح نے ایسے نازک موقع پر نوجوانانِ پنجاب کے جذبوں کا احساس کرتے ہوئے لاہور تشریف لے جا کر مسلمانوں کے مطالبات کو قبول کرانے کے لئے حکومت پنجاب پر خاص اثر ڈالا اور اس کے ذریعہ عام طور سے پنجاب کے مسلمان اور خصوصاً صوبہ کے نوجوانوں کی بہت بڑی حمایت کی۔

حاجی محمد امین الدین صاحب صحرائی (لاہور) نے اس کی تحریک کی اور خان بہادر نواب احمد یار خاں صاحب دولتانہ نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 7:-

یہ قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین وضوابط کو ہندوستان کے مسلمانوں کی موجودہ ضروریات کے مطابق بنانے کے لئے حسب ذیل اراکین کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو اس پر نظر ثانی کر کے اس میں ترمیمات کرے اور لیگ کونسل کے دوسرے جلسہ کے موقع پر اس کی رپورٹ کرے اور اس کمیٹی کو طلب کرنے والا مسلم لیگ کا سیکرٹری ہوگا۔

(۱) آنریبل سید حسین امام صاحب (۲) سر محمد یعقوب صاحب (۳) عبدالمتین صاحب چودھری (۴) جناب علی بہادر خاں

جناب علی بہادر خاں نے اس قرارداد کی تحریک کی اور قاضی کبیر الدین احمد صاحب (بمبئی) نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 8:-

یہ قرار دیا جاتا ہے کہ ملک کی مختلف جماعتوں اور انجمنوں کی متواتر نامنظوری کے باوجود بھی 1935ء کے حکومت کے آئین پر مشتمل آئین کا نفاذ جو ہندوستان میں جبراً کیا جا رہا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ سخت احتجاج و اعتراض کرتی ہے۔ مسلم لیگ کا یہ خیال ہے کہ آئین کی صوبائی اسکیم میں اگرچہ بہت سے

قابل اعتراض نکات شامل ہیں۔تاہم ملک کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے جتنا فائدہ حاصل ہو سکے اُٹھایا جائے۔آئین کی رو سے وزارت و مجلس مقننہ وملکی نظام کے متعلق جو اختیارات و ذمہ داری عطا کئے گئے ہیں وہ لاحاصل و بے سود ہیں۔مسلم لیگ کی یہ رائے ہے کہ حکومت ہند کے آئین میں شامل شدہ مرکزی حکومت کی آل انڈیا فیڈرل سکیم اساسی اصول کے لحاظ سے برطانوی ہندوستان میں ہندوستانی ریاستوں کے حق میں زوال پذیر و بہت ہی مضر ومہلک ہے اور اس کا اصل مقصد ہندوستانیوں کی مکمل ذمہ دار حکومت کے حصول میں تاخیر کرنا ہے لہٰذا یہ بالکل نامنظور قرار دیا جاتا ہے۔

مسلم لیگ کا یہ خیال ہے کہ مرکزی سکیم کے متعلق برطانوی پارلیمنٹ اس کے افتتاح کے قبل ازسرنو اس پر نظر ثانی کرے کیونکہ لیگ کو یقین کامل ہے کہ موجودہ اسکیم کی رو سے عوام الناس کو امن وامان وصبر حاصل نہ ہوگا۔برخلاف اس کے اگر ہندوستان کے لوگوں کے گلے میں یہ زبردستی ڈالا گیا تو اس کا نتیجہ بہت ہی برا ثابت ہوگا کیونکہ ہندوستان کے نفع کے لحاظ سے یہ بالکل بے سود ہے۔

اس تجویز کی تحریک آنریبل ایم اے جناح نے کی اور سرکریم بھائی ابراہیم (بمبئی) نے تائید کی۔

نیز حسب ذیل حضرات نے اس قرارداد کی حمایت کی۔

راجہ غضنفر علی خاں (پنجاب)۔آنریبل حسین امام صاحب (گیا) عطیہ بیگم صاحبہ (بمبئی) جناب مرزا اختر حسین وکیل بمبئی (سی پی) جناب اسمٰعیل چندریگر (احمدآباد) ملا نور بھائی داؤنو الا (بمبئی)

قرارداد نمبر 9:-

نئے آئین کے افتتاح کے ساتھ اس ملک میں پارلیمانی طریقہ کی حکومت کا آغاز ہوگا جس کی رو سے ایک معین پالیسی وپروگرام کی تشریح کے ساتھ جماعتوں کا قرار پانا ضروری ہے تاکہ آئین کو استعمال کرنے کے لئے اپنی ہم خیال جماعتوں کے ساتھ اشتراک عمل کرکے اُس سے مستفید ہوسکیں۔اور مسلم جماعت کی طاقت کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے لازمی ہے کہ مسلمان ایک ترقی پذیر لائحہ عمل کے ساتھ ایک جماعت کی شکل میں منظم ہو جائیں لہٰذا یہ قرار دیا جاتا ہے کہ آنے والے صوبائی انتخابات کے مقابلوں کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ آنریبل جناح کو حق عطا کرتی ہے کہ وہ اپنی زیر صدارت 35 اراکین کا ایک مرکزی پارلیمنٹری بورڈ قائم کرلیں۔نیز انہیں بھی یہ اختیار عطا کیا گیا کہ ہر صوبے کی شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ مختلف صوبوں میں صوبائی انتخابی بورڈ مقرر کرلیں۔اور اول الذکر مقصد کے حصول کے لئے کوئی تدبیر نکالیں۔

اس قرارداد کی تحریک آنریبل راجہ غضنفر علی خان صاحب (پنجاب) نے کی اور خان صاحب حاجی رشید احمد صاحب (دہلی) نے تائید کی۔ نیز حسب ذیل حضرات نے اس کی حمایت کی:-

مولانا احمد سعید صاحب دہلی۔ آنریبل حسین امام صاحب گیا۔ محمد یوسف صاحب محمد سلیمان قاسم مٹھا (بمبئی) مولانا عرفان صاحب (بمبئی) مولانا عرفان صاحب (بمبئی) مسٹر عبدالحمید ایم ایل سی مدراس نواب زادہ لیاقت علی خان صاحب یو پی۔

قرارداد نمبر 10:-

یہ قرار پایا کہ آئندہ تین سال کیلئے نواب زادہ لیاقت علی خان صاحب ڈپٹی پریذیڈنٹ یو پی کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری منتخب کیے جائیں۔

اس کی تحریک آنریبل محمد علی جناح نے فرمائی اور سر محمد یعقوب صاحب نے اسکی تائید کی۔

قرارداد نمبر 11:-

یہ قرار پایا کہ پندرہ نائب صدروں کے انتخاب کو ملتوی کر دیا جائے..........اور اس قدر نائب صدروں کے سلسلہ کو جاری رکھنے یا ختم کر دینے کے مسئلے پر غور و خوض کرنے کے لئے یہ مسئلہ اس کمیٹی کے حوالہ کر دیا جائے جو لیگ کے آئین وضوابط پر نظر ثانی کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اس تجویز کی تحریک آنریبل محمد علی جناح نے کی اور سر محمد یعقوب نے اس کی تائید کی۔

قرارداد نمبر 12:-

یہ قرار پایا کہ دو مشترکہ اعزازی سیکرٹریوں کا انتخاب بھی لیگ کی کونسل کے حوالہ کر دیا جائے۔

اس کی تحریک آنریبل محمد علی جناح نے کی اور نواب زادہ لیاقت علی خان نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 13:-

یہ قرار پایا کہ سالانہ اجلاس کے ذریعہ کونسل کے 1/2 اراکین کے انتخاب کا مسئلہ مسلم لیگ کی کونسل کے سپرد کر دیا جائے۔

اس قرارداد کی تحریک آنریبل محمد علی جناح نے کی اور خان بہادر شیخ محمد عبداللہ صاحب (دہلی) نے تائید کی۔

آئین کے متعلق تجویز کی تحریک کرتے ہوئے آنریبل محمد علی جناح نے اسکی تاریخ پر روشنی ڈالتے

ہوئے تفصیل کے ساتھ فرمایا کہ اس کے ذریعہ ہم لوگوں کو کیا حاصل ہوا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا کہ اس آئین کے مطابق ہم لوگوں کی صرف دو فیصدی ذمہ داری حاصل ہوئی ہے اور بقیہ کے متعلق مکمل اختیار گورنر جنرل کو عطا کیا گیا ہے گول میز کانفرنس میں ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے جو کوشش کی گئی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آنریبل محمد علی جناح نے یہ فرمایا کہ آزادی کے لئے جدوجہد کرنے کے قبل مسلمانوں نے اقلیت ہونے کے باعث ہندوؤں سے جو اپنے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا اس کا مقصد ہرگز ہرگز مذہبی یا فرقہ وارانہ تقاضا کے مطابق نہ تھا۔ اُنہوں نے ہندوستانیوں کو یہ مشورہ دیا کہ جس طرح جرمن صلحنامہ ورسیلز کے ساتھ پیش آئے اور اسی طرح ہندوستانیوں کو بھی آئین کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ آئین میں اصلاحات کرنے کے لئے حکومت برطانیہ پر زور ڈالنے کے لئے اُنہوں نے چند تدابیر اور صورتوں پر غور وخوض کیا۔ بغاوت ناممکن صورت ہے۔ ترک موالات میں ہم لوگوں کو ناکامیابی ہو چکی ہے۔ اب صرف آئینی ہنگامہ وفساد باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن اس کے لئے یہ ضرورت ہے کہ ہر جماعت متفق الرائے ہو جائے اور پہلو بہ پہلو ہو کر کام کریں۔ کانگریس بغیر مسلمانوں کی امداد کے اپنے مقصد میں ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی ہے لیکن جہاں تک ہم لوگوں کا تعلق ہے ہم لوگوں کو چاہئے کہ اپنی تنظیم کر کے آزادی کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔ اگر ہم لوگوں کو کامیابی ہوئی تو کانگریس کو مجبوراً گردن خم کرنا ہوگا۔

راجہ غضنفر علی خان صاحب (پنجاب) نے اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آئین کی فیڈرل اسکیم ہنوز نامکمل ہے کیونکہ والیان ریاست کے داخلہ کی شرط ہنوز اس میں موجود ہے۔ جس میں تکمیل بہت ضروری ہے۔ والیان ریاست اپنی بھلائی کے ماسوا برطانوی ہندوستان کی بھلائی کے غرض سے اس وقت تک فیڈریشن میں شامل نہ ہوں گے جب تک کہ برطانوی ہندوستان کے مختلف جماعتوں کے مابین مکمل طور سے اتحاد واتفاق نہ ہو جائے اور اس ملک کے عوام الناس وحکومت کے درمیان دوستانہ تعلقات و مراسم نہ قائم ہو جائیں۔ سید حسین امام (بہار) نے کہا کہ ہندوستانیوں کا سیاسی مقصد صرف ایک ہی ہے یعنی آزادی کا حصول۔ لہٰذا وقت آ گیا ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے آپس میں متحد ہو جائیں نہ کہ آپس میں جھگڑتے رہیں۔ نیز یہ خیال ظاہر کیا کہ موجودہ آئین آنے والے آئین سے کہیں بہتر ہے۔

یہ قرارداد منظور قرار پائی۔

سر وزیر حسن صاحب نے آخر میں یہ فرمایا کہ آنریبل محمد علی جناح کی یہ تجویز صرف کانگرس کو ہی

نہیں بلکہ تمام سیاسی انجمنوں کو دوستانہ تعلقات وتعاون کی دعوت دیتی ہے۔ ہندوستان میں ہم لوگوں کی ہستی اقلیت کی ہے۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے ہم لوگ اس ملک کی ہر سیاسی انجمن کے ساتھ اشتراک عمل کرنے کے لئے تیار ہیں اس کا جواب دینا اکثریت کا فرض اوّلین ہے۔ حکومت ہند کے آئین کا ساتھ دینے کا مشورہ دیتے ہوئے اُنہوں نے یہ فرمایا کہ مجلس مقننہ میں جہاں تک ممکن ہو سکے اچھے اچھے اشخاص کو اپنا نامزد قرار دیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ نے 12 اپریل کو جو تجویز منظور کی تھی اس کے مطابق آنریبل ایم اے جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اراکین ومختلف صوبوں کے نمائندوں کے باہمی مشاورت سے ایک مرکزی پارلیمنٹری بورڈ قائم کیا۔

مسلم لیگ مرکزی پارلیمنٹری بورڈ نے حسب ذیل انتخابی دستورالعمل جاری کیا۔

(۱) مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت خالص مذہبی اُمور میں جمعیت العلماء ہند و اور مجتہدین کرام کی رائے کو خاص وقعت دی جانی چاہئے۔

(۲) تشدد آمیز قوانین کی تنسیخ کی کوشش

(۳) ان تمام قوانین کی مخالفت جو ہندوستان کے مفاد کے لئے ضرررساں ہوں اور افراد کے اساسی حقوق پر اثر انداز ہوں یا ملک میں اقتصادی تصرفات کا دروازہ کھولیں۔

(۴) مرکزی وصوبائی نظم ونسق کے خرچ کو کم کرتے اندازے ہر قوم کے تعمیری ادارات پر صرف کرنا۔

(۵) فوج کو ہندوستانی بنانا اور ان کے خرچ کو کم کرنا

(۶) صنعتوں کو فروغ دینا۔

(۷) سکہ مبادلہ اور قیمتوں کو ملک کے اقتصادی فائدے کے مطابق منظم کرنا

(۸) دیہاتی آبادی کی اقتصادی معاشرتی اور تعلیمی فلاح کی کوشش کرنا۔

(۹) زراعتی قرض میں کمی کرنے کے لئے قوانین بنوانا۔

(۱۰) ابتدائی تعلیم کو مفت اور لازمی بنانا۔

(۱۱) اردو زبان اور رسم الخط کی حفاظت کرنا۔

(۱۲) مسلمانوں کی حالت وحیثیت کو بہتر بنانے کے لئے تدابیر اختیار کرنا۔

(۱۳) محاصل کے بار کو کم کرنا۔

(۱۴) ملک میں صحیح رائے عامہ اور عام سیاسی بیداری پیدا کرنا۔

بورڈ کی مقرر شدہ دستور العمل کمیٹی نے کیم اگست 1936ء کو دستور العمل تیار کرلیا۔ اور مجلس عاملہ نے دوئم اگست 1936ء کے جلسہ کے موقع پر اسے منظور قرار دیدیا۔ دستور العمل حسب ذیل ہیں۔

بمبئی کے مجلس واضعان قوانین اور اسمبلی کے اراکین نے ان شرائط کی تعمیل کا عہدو پیمان کیا۔

زراعت کی تکمیل وترقی کیلئے

(۱) کواپریٹو در لینڈ مارٹ گیج بینکوں کے ذریعہ کاشتکاروں کے قرض میں تخفیف و آسانی کرنے کے لئے قرض کی سہولتوں کو وسیع کردیا جائے۔

(۲) اراضیاتی محاصل کی موجودہ شرح میں تخفیف

(۳) بازاری بورڈ (مارکیٹنگ) بازاری مقامات و گودام خانوں کا قائم کیا جانا۔

(۴) موجودہ پیداوار کے فروغ وترقی کے خیال سے آزمائش کرنے کے لئے زرائتی آزمائش اسٹیشن قائم کئے جائیں۔

(۵) ریڈیو کے ذریعہ کاشتکاروں کو مفید خبریں بہم پہنچانے کے لئے ادارے قائم کئے جائیں۔ رسالوں وتقریروں کے ذریعہ بازاروں کے نرخ و مال کے آمد کی حالت۔ کاشتکاری بذریعہ مشین کرنے کے لئے اور غیر ممالک سے مقابلہ کرنے کے لئے زرائتی شرائط وغیرہ سے انہیں آگاہ کیا جائے۔

(۶) سیرابی کے کام کی تعمیر

(۷) مویشیوں کی نسل کی ترقی

صنعت تجارت وسوداگری کی تکمیل وترقی کیلئے

(۱) سرمایہ ومحنت ہر دو صنعتوں کو حسب ضرورت (Ration alise) کیا جاتا ہے۔

(۲) مقامی صنعتوں کی امداد وترجیح

کاشتکاراورمزدوروں کی حالت کی اصلاح وسدھار کیلئے

(۱) زراعت وصنعت میں منصفانہ وجائز اُجرت

(۲) اُجرت کی سب سے کم شرح مقرر کرنے کیلئے ایک تجارتی بورڈ کا تقرر

(۳) کام کے گھنٹوں کی تعداد میں تخفیف

(۴) حادثہ وغیرہ کی حالت میں مزدوروں کو معاوضہ

(۵) کوڑا کرکٹ غلاظت کو دور کرنیکی اسکیم و مزدور طبقہ و کاشتکاروں کیلئے مکانات مہیا کرنے اسکیم میں مقامی حکام کی امداد

موجودہ معاشرتی و تعلیمی خدمات کی توسیع

(۱) ہر جماعت کی راہ و رسم کے مطابق ابتدائی تعلیم مفت لازمی

(۲) جماعت کی راہ و رسم کے مطابق پرائمری و سکنڈری مدارس قائم کر کے تعلیم مستورات کی تقویت

(۳) زن و بچہ مریضوں کیلئے خاص سہولت کے ساتھ ہسپتال دواخانے وزچہ خانوں کا خیال

(۴) شہر و دیہات میں حفظ صحت کا اچھا انتظام

(۵) چاہات اور دیگر ممکن ذرائع سے صاف شفاف پانی بہم پہنچانا۔

(۶) روشنی کا اچھا انتظام

(۷) سڑکوں کی تعمیر و ترقی

(۸) منشیات کو بند کرنے کے لئے کوئی قانون

(د) بیکاری سے نجات مثلاً قوانین غربا بیکاری بیورو وغیرہ

(د) قوم کی تعمیری ادارت پر صرف کرنے کے لئے قرض کافی مقدار میں صرف کی جائے۔

(د) نظم و نسق کے خرچ کو کم کرنے کے لئے قانون

(ر) جہاں تک جلد ممکن ہو سکے۔ مسلمانوں کی ملازمت کا کافی خیال

(ز) مسلمانوں کے حقوق و مفاد کا تحفظ

19 جولائی 1936ء کو بورڈ کی منظور شدہ قراردادوں کے مطابق لیگ کے امیدواروں کے لئے مرکزی بورڈ کی تشریح شدہ پالیسی و دستور عمل کا قبول کرنا لازمی ہے۔

مسلم لیگ اس پالیسی و دستور عمل کو قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ لیگ کے ان اُمیدواروں کو ووٹ دیں جن کو لیگ کا پارلیمنٹری بورڈ اپنی طرف سے اُمیدوار نامزد کرے۔[125]

محمد علی جناح سے اظہارِ تشکر

اجلاس نے مسٹر محمد علی جناح سے اظہار تشکر کے لئے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اہم اجلاس مسجد شہید گنج کے مسئلہ پر مسٹر جناح کی قیمتی خدمات کی ادائیگی پر اُن کا شکر گذار ہے کہ اُنہوں نے اُس وقت اس کام کا بیڑہ اُٹھایا جب کوئی اور لیڈر اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ پنجاب کے نوجوانوں کے اس مسئلہ پر جذبات کا احساس کرتے ہوئے مسٹر جناح لاہور تشریف لے گئے اور حکومت پنجاب سے مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کرائے اور اس طرح پنجاب کے مسلمانوں کو عموماً اور نوجوانوں کی خصوصاً حوصلہ افزائی ہوئی۔ (یہ قرارداد حاجی محمد امین الدین صحرائی نے پیش کی اور نواب احمد یار خان نے اس کی تائید کی)

مسلم لیگ کا آئین

مندرجہ ذیل قرارداد مسٹر علی بہادر نے پیش کی اور قاضی کبیر الدین احمد نے اس کی تائید کی۔

''یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین اور قواعد پر نظر ثانی اور ترامیم کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرتا ہے تاکہ اُنہیں ہندوستان کے مسلمانوں کے جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے اور ہدایت کرتا ہے کہ کمیٹی مسلم لیگ کونسل کے آئندہ اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ مسلم لیگ کے سیکرٹری اس کمیٹی کے کنوینر ہوں گے جو ان افراد پر مشتمل ہوگی۔ عزت مآب سید حسن امام' مولوی سر محمد یعقوب' عبد المتین چوہدری اور علی بہادر خان۔

قرارداد گرما گرم بحث کے بعد منظور کر لی گئی۔ بحث کے دوران سر محمد یعقوب نے مسلم لیگ کے حکام (Authorities) کے خلاف اعتراضات کا ذکر کیا۔

لیاقت علی خان

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ یو۔ پی۔ لیجسلیڈو کونسل کے نائب صدر نوابزادہ لیاقت علی خاں کو آئندہ تین برسوں کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا اعزازی سیکرٹری منتخب کیا جائے (یہ قرارداد ایم۔ اے۔ جناح نے پیش کی اور سر محمد یعقوب نے اس کی تائید کی)

نائب صدور کا انتخاب

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ 15 نائب صدور کے انتخاب کے مسئلہ کو غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی

کر دیا جائے اور ان کی اتنی بڑی تعداد کو ختم کرنے یا برقرار رکھنے کا سوال مسلم لیگ کے آئین اور قواعد پر نظر ثانی کرنے والی کمیٹی کو سونپ دیا جائے۔

(یہ قرارداد ایم۔اے۔ جناح نے پیش کی اور سر محمد یعقوب نے اس کی تائید کی)

جائنٹ سیکرٹریز

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ دو اعزازی جائنٹ سیکرٹریوں کے انتخاب کا معاملہ مسلم لیگ کونسل پر چھوڑ دیا جائے (یہ قرارداد ایم۔اے جناح نے پیش کی اور نوابزادہ لیاقت علی خاں نے اس کی تائید کی)

کونسل کے ارکان

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ مسلم لیگ کونسل کے ایک تہائی ارکان کے انتخاب کا مسئلہ مسلم لیگ کے عام اجلاس میں کونسل کے غور و خوض کے لئے چھوڑ دیا جائے (یہ قرارداد ایم۔اے۔ جناح نے پیش کی اور ایس۔ایم۔عبداللہ نے اس کی تائید کی)

قائداعظمؒ اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ

مراسلت

1936ء اور 1937ء کا زمانہ مسلم ہند کی تاریخ میں نہ صرف نازک، تاریخ ساز اور پرآشوب زمانہ ہے کیونکہ اس دور میں مسلم لیگ کے مردہ جسم میں قائداعظمؒ کے بے مثل اور بے مثال قیادت میں ازسر نو جان پڑی، اس کی تنظیم نو اور نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ اسی دور میں نئے دستور (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ) کے تحت انتخابات ہوئے اور ان انتخابات کے نتیجے کے طور پر کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں، یہی وہ دور تھا جس میں کانگریسی قیادت خاص کر نہرو اور گاندھی نے طاقت کے نشے میں بدمست اور سرشار ہو کر یہ اعلان کیا کہ:

''ہند میں صرف دو طاقتیں ہیں۔ ایک کانگریس اور دوسری برطانوی حکومت۔''

نتیجتاً اس نے مسلم لیگ اور مسلم ہند (مسلمانوں) کے وجود اور ان کی ہستی سے انکار کر دیا۔ یہ قائداعظمؒ ہی تھے جنہوں نے اس غلط، بے بنیاد اور نام نہاد اعلان کی پرزور تردید کرتے ہوئے شیر کی گرج کی مثل فرمایا:

''ہند میں ایک تیسری قوت اور طاقت بھی ہے اور وہ ہے مسلم لیگ یعنی مسلمان۔''

یہی وہ زمانہ ہے جب کانگریسی حکومت نے ''اکھنڈ بھارت'' اور ''ہندو راج'' کا راگ الاپنا شروع کر دیا اور تہذیب وتمدن ...... ترنگا، بندے ماترم اور ہندی زبردستی اور طاقت کے بل پر مسلمانوں پر ٹھونسنی شروع کر دی۔ اس نے اس پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ اذان، گائے کے ذبیحہ، گائے کی قربانی اور مساجد کے سامنے میوزک جیسے مسائل کھڑے کر دیے۔ یہی وہ نازک اور ناسازگار حالات تھے جن کے پیش نظر قائداعظمؒ اور مسلم زعماء اور قائدین کو شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ ہندو ''ہندو راج'' اور ''اکھنڈ بھارت'' کا خواب دیکھ رہا ہے۔ یہی وہ دور ہے کہ مسلم ہند کے دو عظیم قائدین یعنی علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے درمیان تاریخ ساز مراسلت ہوئی جو نہ صرف مسلم ہند کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ اس نے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے پنجاب میں مسلم لیگ پارلیمنٹری

بورڈ کے قیام اور مسلم لیگ کی تنظیم نو اور نشاۃ ثانیہ کے ضمن میں جو خدماتِ سحری انجام دیں' یہ مراسلت اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

جہاں تک پنجاب کی سیاسی پارٹیوں "احرار" اور "اتحاد ملت" کا تعلق ہے اس سلسلے میں علامہ اقبالؒ نے 23 مئی 1936ء کو قائداعظمؒ کو نوید سنائی کہ "مجھے اُمید ہے کہ پنجاب کی پارٹیاں بالخصوص احرار اور اتحاد ملت تھوڑی بہت نزاع و کشمکش کے بعد انجام کار آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی۔" پنجاب پارلیمنٹری بورڈ کی طرف سے شائع ہونے والے بیان اور اس اسکیم کے خلاف جتنے اعتراضات کیے گئے تھے' اس کے متعلق نیز مسجد شہید گنج جیسے بنیادی مسئلے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے 9 جون 1936ء کو قائداعظمؒ کے نام لکھا:

"مجھے اُمید ہے کہ بورڈ کی طرف سے شائع ہونے والے بیان میں تمام سکیم کی پوری تفصیل موجود ہوگی اور ساتھ ہی اب تک اس اسکیم کے خلاف جتنے اعتراضات کیے گئے ہیں' ان کا جواب بھی موجود ہوگا۔ اس بیان میں لگی لپٹی رکھے بغیر ہندوستانی مسلمانوں کی موجودہ حیثیت کا ہندوؤں اور حکومت دونوں سے متعلق ایک واضح اور صاف صاف اعلان ہونا چاہئے۔ اس بیان میں یہ انتباہ بھی موجود ہونا چاہیے کہ اگر مسلمانان ہند نے موجودہ سکیم کو اختیار نہ کیا تو وہ نہ صرف جو کچھ گزشتہ پندرہ برس میں حاصل کر چکے ہیں' اسے کھودیں گے بلکہ اپنا شیرازہ خود اپنے ہاتھوں درہم برہم کر کے اپنے لیے خسارے کا باعث ہوں گے۔"

مرکزی اسمبلی کے لیے بالواسطہ انتخاب نے ہمارے لیے یہ لازمی و لابدی کر دیا ہے کہ صوبائی اسمبلیوں کے مسلمان نمائندے ایک "کل ہند پالیسی اور پروگرام پر متحد ہو جائیں۔

اسلامی اوقاف ..... جیسا کہ مسجد شہید گنج نے ضرورت کا احساس کرا دیا ہے' سے متعلق قانون اور اسلامی ثقافت' زبان' مساجد اور قانون شریعت سے متعلق مسائل پر بھی بیان میں توجہ کی ضرورت ہے۔"

پنجاب پارلیمنٹری بورڈ اور یونی نسٹ پارٹی میں گفت وشنید اور مفاہمت کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے قائد سے ان کی رائے طلب کرتے ہوئے انہیں 23 اگست 1936ء کو تحریر کیا:

"پنجاب پارلیمنٹری بورڈ اور یونی نسٹ پارٹی میں مفاہمت کے متعلق کچھ گفتگو ہو رہی ہے' ازراہ کرم اس مفاہمت کی شرائط اور اس سے متعلق اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔ آپ نے پرجا پارٹی اور پارلیمنٹری بورڈ میں مصالحت کرادی ہے' اس مصالحت کی شرائط سے متعلق اطلاع دیجیے۔"

علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک ''نہایت ہی خفیہ'' مکتوب محررہ 20 مارچ 1937ء میں پنڈت نہرو کے آل انڈیا نیشنل کنونشن میں دیے گئے خطبے اور آل انڈیا مسلم کنونشن کی ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قائداعظمؒ کو تحریر کیا:

''اُمید ہے پنڈت جواہر لال نہرو کا وہ خطبہ جو اُنہوں نے آل انڈیا نیشنل کنونشن کے اجلاس میں دیا ہے' آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا اور ہندوستانی مسلمانوں سے متعلق اس خطبہ میں جو''مسلک'' کارفرما ہے اس پر آپ نے غور کیا ہوگا..... میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس امر کا بخوبی اندازہ ہے کہ ہندوستان اور اسلامی ایشیا کی آئندہ سیاسی ترقیات کے پیش نظر دستور جدید ہندی مسلمانوں کو''اپنی تنظیم'' کے لیے ایک نادر موقع بہم پہنچاتا ہے...... ایشیا میں''اسلام'' کے اخلاقی اور سیاسی اقتدار کا دارو مدار تمام تر ہندوستانی مسلمانوں کی تنظیم پر ہے لہٰذا میری تجویز ہے کہ آل انڈیا نیشنل کنونشن کو ایک پُر زور جواب دیا جائے۔ آپ کو چاہیے کہ دہلی میں جلد از جلد ایک آل انڈیا مسلم کنونشن منعقد کریں ..... آپ کو چاہیے کہ اس اسلامی مؤتمر کی طرف سے پوری قوت اور قطعی وضاحت کے ساتھ ہندوستان میں مسلمانوں کی جداگانہ سیاسی وحدت کا نصب العین اعلان کر دیں۔ یہ امر لابدی ہے کہ ہندوستانی اور بیرون ہند کی دنیا کو صاف صاف بتا دیا جائے کہ ہندوستان میں حل طلب مسئلہ صرف ''معاشی مسئلہ'' ہی نہیں بلکہ ہندی مسلمانوں کی اکثریت کی نگاہ میں ہندوستان میں ''تہذیب اسلامی'' کا مستقبل اگر معاشی مسئلہ سے زیادہ اہم نہیں تو اس سے کسی طرح کم اہمیت کا حامل بھی نہیں۔

''ملک کی نازک ترین سیاسی صورتحال اور خاص طور پر پنجاب کے مسلمانوں کا کانگریس کیمپ میں شامل ہونا علامہ اقبالؒ کے لیے خاص کر اور عام مسلم زعماء کے لیے بالعموم تشویش کا باعث تھا۔ چنانچہ اس صورت حال کے مدنظر علامہ اقبالؒ نے 22 اپریل 1937ء کو قائداعظمؒ کو تحریر کیا:

''میں نے تجویز کیا تھا کہ ہم فوراً کسی مقام مثلاً دہلی میں ایک ''آل انڈیا مسلم کنونشن'' منعقد کریں اور ایک مرتبہ پھر حکومت اور ہندو دونوں کے لیے مسلمانوں کی پالیسی کا اعلان کیا جائے۔ چونکہ صورتحال نازک تر ہو رہی ہے اور پنجاب کے مسلمان ..... کانگریس کی طرف مائل ہو رہے ہیں ..... آپ اس مسئلہ پر جلد از جلد غور کریں ..... اگر کنونشن کے اجلاس سے قبل متقدر مسلمان لیڈروں کا ایک دورہ بھی ہو جائے تو کنونشن یقیناً نہایت کامیاب رہے گا۔''

علامہ اقبالؒ چاہتے تھے کہ وقت اور حالات کے پیش نظر مسلم لیگ کے دستور اور پروگرام میں مناسب تبدیلی کی جائے اور اسے ''عوامی جماعت'' بنایا جائے۔ اسی طرح ''دستور جدید'' کی نام نہاد ''برکات'' جو اعلیٰ طبقوں کی اولاد کے لیے مخصوص تھیں اور مسلم ہند جن مسائل سے دوچار تھا نیز جواہر لال نہرو کی منکر خدا اشتراکیت' اسلامی فقہ اور اسلامی قانون کے نفاذ اور سب سے بڑھ کر ''ایک یا زائد اسلامی ریاستوں کے قیام کی ضرورت'' پر زور دیتے ہوئے 28 مئی 1937ء کو ایک خفیہ مکتوب علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کی خدمت میں تحریر کیا اور ان اہم اور بنیادی مسائل کی طرف ان کی توجہ منعطف کرائی۔ علامہ اقبالؒ کا یہ مکتوب خصوصی اہمیت کا حامل ہے: علامہ اقبالؒ نے تحریر کیا:

''یہ اطلاع کہ مسلم لیگ کے دستور و پروگرام میں جن تغیرات کی طرف میں نے آپ کی توجہ مبذول کرائی تھی وہ آپ کے پیش نظر رہیں گے......

مسلم لیگ کو انجام کار یہ فیصلہ کرنا ہی پڑے گا کہ وہ ''مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ کی نمائندہ بنی رہے یا مسلمان عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرے'' جنہیں اب تک بجا طور پر لیگ میں کوئی وجہ دلکشی نظر نہیں آئی۔ میرا ذاتی خیال ہی یہی ہے کہ کوئی سیاسی جماعت جو عام مسلمانوں کی بہبودی کی ضامن نہ ہو' عوام کے لیے باعث کشش نہیں ہو سکتی۔

نئے دستور کے ماتحت بڑی بڑی آسامیاں تو اعلیٰ طبقات کے بچوں کے لیے وقف ہیں اور چھوٹی چھوٹی وزراء کے دوستوں اور رشتہ داروں کی نذر ہو جاتی ہیں' دوسرے اعتبارات سے بھی ہمارے سیاسی ادارات نے غریب مسلمان کی اصلاح حال کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہیں کی۔

مسلمان سمجھتے ہیں کہ ان کے افلاس کی ذمہ داری ہندو ساہوکاری و سرمایہ داری پر عائد ہوتی ہے۔ یہ احساس کہ اس کے افلاس میں غیر ملکی حکومت بھی برابر کی حصہ دار ہے...... یہ نظریہ بھی پوری قوت اور شدت حاصل کر کے رہے گا۔

جواہر لال نہرو کی ''منکر خدا اشتراکیت'' مسلمانوں میں کوئی تاثر پیدا نہ کر سکے گی......مسلمانوں کی افلاس سے کیوں کر نجات دلائی جا سکتی ہے؟ مسلمانوں کو افلاس سے نجات دلانے کے لیے لیگ کیا کوشش کرتی ہے؟ اگر لیگ کی طرف سے مسلمانوں کو افلاس کی مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش نہ کی گئی تو مسلمان عوام پہلے کی طرح اب بھی لیگ سے بے تعلق ہی رہیں گے۔

خوش قسمتی سے اسلامی قانون کے نفاذ میں اس مسئلہ کا حل موجود ہے اور فقہ اسلامی کا مطالعہ مقتضیات حاضرہ کے پیش نظر دوسرے مسائل کا حل بھی پیش کرسکتا ہے۔

اسلامی قانون کو معقول طریق پر سمجھا اور نافذ کیا جائے تو ہر شخص کو کم ازکم معمولی معاش کی طرف سے اطمینان ہوسکتا ہے۔

ایک مصیبت تو یہ ہے کہ کسی ایک "آزادی اسلامی ریاست" یا ایسی "چند ریاستوں" کی عدم موجودگی میں "شریعت اسلامیہ" کا نفاذ اس ملک میں محال ہے۔ یہی میرا عقیدہ رہا ہے اور میں اب بھی اسے ہی مسلمانوں کے افلاس اور ہندوستان کے امن کا بہترین حال سمجھتا ہوں۔

مسائل حاضرہ کا حل مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے کہیں زیادہ آسان ہے ..... "ہندوستان میں ان مسائل کے حل بآسانی رائج کرنے کے لیے "ملک کی تقسیم" کے ذریعے ایک یا زائد اسلامی ریاستوں کا قیام اشد ضروری ہے۔

کیا آپ کی رائے میں اس مطالبہ کا وقت نہیں آن پہنچا؟ شاید جواہر لال نہرو کی بے دین اشتراکیت کا آپ کے پاس یہ بہترین جواب ہے۔"

اسلامی ہندوستان کو اس نازک دور میں آپ کی فطانت وفراست ہماری موجودہ مشکلات کا کوئی حل تجویز کرسکے گی۔"

21 جون 1937ء کو علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کی خدمت میں ایک پرائیویٹ اور خفیہ مکتوب تحریر فرمایا۔ یہ طویل مکتوب بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ علامہ اقبالؒ نے اس خط میں بعض ایسے امور اٹھائے ہیں اور صمیم قلب اور صدق دل سے قائداعظمؒ کی قیادت پر اکتفا کیا ہے۔ ان کے نزدیک صرف قائداعظمؒ کی شخصیت ہی ایسی تھی جو اس نازک اور پرآشوب دور میں مسلم ہند کی رہنمائی اور قیادت کرسکتی تھی۔ علامہ اقبالؒ نے لکھا:

"اس وقت مسلمانوں کو اس طوفان بلا میں جو شمال مغربی ہندوستان اور شاید ملک کے گوشہ گوشہ سے اٹھنے والا ہے صرف آپ ہی کی ذات گرامی سے رہنمائی کی توقع ہے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کم ازکم چار وارداتیں پیش آچکی ہیں۔ توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چاروں اور وارداتوں میں مجرم فی النار کردیا گیا۔ سندھ میں قرآن کریم کے نذر آتش کرنے کے

واقعات بھی پیش آئے ہیں۔صورت حال کا بنظر غائر سے مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان حالات کے اسباب نہ مذہبی ہیں نہ معاشی بلکہ خالص سیاسی ہیں۔

مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ دستور جدید ہندوؤں ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے..... مجھے اس امر میں قطعاً ذرہ برابر شک وشبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی کہ موجودہ دستور ہندی مسلمانوں کے لیے ''زہر قاتل'' کا حکم رکھتا ہے۔

کانگریس کے صدر نے غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کی جداگانہ سیاسی حیثیت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ہندوؤں کی دوسری سیاسی جماعت ہندو مہا سبھا نے ..... بارہا اعلان کیا ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کی ''متحدہ قومیت'' کا وجود ہندوستان میں ناقابل قبول ہے۔

ہندوستان میں قیام امن اور مسلمانوں کی غیر مسلموں کے غلبہ اور تسلط سے بچانے کی واحد ترکیب ..... ''مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق'' میں ''اسلامی اصلاحات'' کا نفاذ ہے۔

اندریں حالات یہ بالکل عیاں ہے کہ ہندوستان کا امن نسلی مذہبی اور لسانی میلانات کی بنا پر ملک کی تقسیم مکرر پر موقوف ہے۔اکثر برطانوی مدبر بھی اس ''نظریے'' کے قائل ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ انگلستان میری روانگی کے وقت لارڈ لووین (لوتھین) نے مجھ سے کہا تھا کہ:

''ہندوستان کی مشکلات کا حل تو تمہاری اسکیم میں موجود ہے لیکن اس کے بار آور ہونے کے لیے پچیس سال کی مدت درکار ہوگی۔''

ایک اور مکتوب محررہ 7 اکتوبر 1937ء میں علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کمیونل ایوارڈ اور خود ہندوستان اور ''اسلام'' کے حوالے سے اپنی خدمات کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

''ہندوستانی مسلمان آپ سے متوقع ہیں کہ اس پر آشوب زمانے میں آپ ان کے مستقبل سے متعلق ان کی کامل اور واضح ترین رہنمائی فرمائیں۔میری تجویز ہے کہ مسلم لیگ کمیونل ایوارڈ سے متعلق اپنی پالیسی ایک مناسب قرارداد کی صورت میں واضح کرے۔

ذاتی طور پر میں کسی ایسے امر کے لیے جس کا اثر ہندوستان اور ''اسلام'' دونوں پر پڑتا ہو جیل جانے کے لیے تیار ہوں۔''

ایک اور پرائیویٹ اور خفیہ مکتوب محررہ 30 اکتوبر 1937ء میں مسلم ہند پر تنظیم اور پانچ مسلم آبادی کے اکثریتی صوبوں میں حکومت کے قیام اور بلوچستان میں اصلاحات کے نفاذ پر زور دیتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کی تمام تر توجہ اور قوتیں مجتمع کرنے کی ضرورت واضح کرتے ہوئے لکھا:

''ہمیں مسلمانوں کی تنظیم'' کے لیے اپنی تمام تر قوتیں ہمیشہ سے زیادہ گرم جوشی کے ساتھ وقف کر دینی چاہئیں اور اس وقت تک دم نہ لینا چاہیے جب تک ''پانچ صوبوں'' میں مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہو جاتی اور بلوچستان کو اصلاحات نہیں ملتیں۔''

ایک اور پرائیویٹ اور نہایت خفیہ مکتوب میں جو علامہ اقبالؒ کے قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نام 10/نومبر 1937ء کو تحریر کیا' اس میں ''سکندر جناح پیکٹ'' کے ضمن میں لکھا:

''میری قطعی رائے ہے کہ سر سکندر مسلم لیگ اور پارلیمنٹری بورڈ پر اپنا پورا پورا قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ سر سکندر یہ بھی چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ کی مالیات پر بھی ان کا ہی آدمی مسلط ہو مجھے تو اس تمام کھیل کا مقصد مسلم لیگ پر پہلے قبضہ جمانا اور پھر اس کا جنازہ نکال دینے کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا...... اس معاہدہ نے پہلے ہی صوبہ میں مسلم لیگ کے وقار کو صدمہ پہنچایا ہے اور یونی نسٹوں کی چالیں ایسے اور بھی چرکے لگائیں گی۔ انہوں نے ابھی تک مسلم لیگ کے مسلک پر دستخط نہیں کیے اور میں سمجھتا ہوں نہ ہی وہ ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔''

ازراہ کرام مجھے مطلع فرمایئے کہ اندریں حالات ہمیں کیا کرنا چاہیے''

مسلم لیگ کی تنظیم نو کے سلسلے میں علامہ اقبالؒ جو خدمات ......سنہری خدمات انجام دیں' قائداعظمؒ نے ان کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

''اقبال میرا پرانا دوست تھا۔ جب میں اپریل 1936ء میں پنجاب آیا تو پہلا شخص جسے میں ملا وہ اقبال تھا۔ میں نے اپنے خیالات اس کے سامنے پیش کیے۔ اس نے فوراً لبیک کہی اور اس وقت سے آخر دم تک (تا دم مرگ) اقبال میرے ساتھ مضبوط چٹان کی طرح کھڑے رہے۔'' اور ایک دوسرے موقع پر قائداعظمؒ نے فرمایا:

''میرے لیے وہ ایک ذاتی دوست' فلسفی اور رہنما تھے۔ اسی طرح میرے لیے ''وجدانی اور روحانی تائید'' کا ایک بہت بڑا منبع تھے۔

مجھے فخر ہے کہ ان کی "قیادت" میں ایک "سپاہی" کی حیثیت سے کام کرنے کا مجھے موقع مل چکا ہے۔"

مسلم لیگ مرکزی پارلیمنٹری اور صوبائی برانچوں کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کے خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

"میں ان دونوں مقاصد کے حصول میں اپنے دوستوں خصوصاً سر محمد اقبالؒ کی انمول حمایت اور تائید پر خلوص اور سچی کوششوں اور حب الوطنی اور بے غرضی مساعی کی بدولت کامیاب ہوا۔"

علامہ اقبالؒ کے قائد اعظمؒ کے نام پر یہ مکاتیب تعداد میں صرف تیرہ (جدید تحقیق کی روشنی میں ان خطوط کی تعداد سولہ ہے۔ تین اور خطوط وہ ہیں جو علامہ اقبالؒ کی طرف سے غلام رسول جان نے لکھے ہیں) اور سولہ صفحات پر مشتمل ہیں۔ قائد اعظمؒ کے نزدیک ان کی وقعت اور قدر و منزلت اور تاریخی اہمیت کیا ہے' اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ قائد اعظمؒ نے بذات خود انہیں مرتب کر کے خود "پیش لفظ" تحریر فرمایا اور زیور طبع سے آراستہ فرمایا۔ آپ نے "پیش لفظ" میں لکھا:

"میرے نزدیک یہ خطوط بے حد تاریخی اہمیت کے حامل ہیں بالخصوص وہ خطوط جن میں اقبالؒ نے اسلامی ہند کے مستقبل کے بارے میں اپنے خیالات کا نہایت واضح الفاظ میں اظہار کیا ہے" ان کے اور میرے خیالات میں ہم آہنگی اور یگانگت تھی اور ہندوستان کے آئینی مسئلہ پر غور و فکر کے بعد میں بھی انہی نتائج پر پہنچا۔"[126]

آل انڈیا مسلم لیگ پچیسواں سالانہ اجلاس

15 تا 18 اکتوبر 1937ء بمقام لکھنؤ

صدر جلسہ: آنریبل محمد علی جناحؒ

آل انڈیا مسلم لیگ کا پچیسواں سالانہ اجلاس 15 اکتوبر 1937ء کو لکھنؤ میں شروع ہوا۔ پنڈال کو نہایت خوبصورت انداز میں سجایا اور مزین کیا گیا تھا اور اس میں پانچ ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔

راجہ صاحب محمود آباد استقبالیہ کمیٹی کے چیئر مین تھے جنہوں نے اپنا خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔

تاریخی پس منظر:

مسلم لیگ کا یہ اجلاس نئی زندگی کے بعد پہلا جلسہ تھا مسلم لیگ ہر صوبہ میں انتخابات میں نہایت کامیابی حاصل کر چکی تھی۔ پنجاب اور بنگال میں مشترک حکومتیں بھی مسلم لیگ کے اشتراک سے بن چکی تھیں اور ہر صوبہ میں مسلم لیگ پارٹی مجلس قانون ساز میں موجود تھی۔ مدتوں سے مسلم لیگ کے دستور کو عوام میں اور جمہوری بنانے کی کوشش جاری تھی۔ گزشتہ اجلاس میں بمبئی میں کانسٹی ٹیوشن کمیٹی مرتب ہو چکی تھی۔ چنانچہ آخر کار نہایت وسیع اور جمہوری کانسٹی ٹیوشن مرتب ہو گیا۔ رکنیت فیس دو آنہ مقرر ہوئی ہر قصبے کو اختیار ہو گیا کہ ایک یا کئی قصبے مل کر کم از کم سو ممبروں سے پرائمری مسلم لیگ بنائیں اور ایسی پرائمری لیگیں ضلع لیگ بنائیں اور پھر ضلع لیگیں صوبائی لیگ بنائیں اور صوبائی لیگیں مرکزی لیگ میں نمائندے بھیجیں۔

اس اجلاس کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اقتصادی پروگرام کی تحریک منظور ہوئی۔ جو قراردادوں میں شامل تھی مسلم لیگ کی زندگی میں مسلمانوں کی اقتصادی فلاح و بہبود کیلئے یہ پہلا موقع تھا کہ ایسا پروگرام مرتب کیا گیا۔ استقبالیہ کمیٹی کے چیئر مین راجہ محمد امیر احمد خان صاحب آف محمود آباد نے 15 ستمبر 1937ء کو حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آنریبل اراکین کونسل، مندوبین اور خواتین و حضرات

استقبالیہ کمیٹی اور ان لوگوں کی جانب سے جنہوں نے ہم لوگوں کی حمایت کی ہے میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرے لئے یہ باعث فخر ہے کہ میں آج

اپنے بھائیوں کو مخاطب کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں جو سرحد' پنجاب' بنگال' بہار' بمبئی' مدراس صوبہ متوسط اور اس وسیع ملک کے گوشہ گوشہ سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے دور دراز کا سفر کر کے اس اجلاس میں شرکت کرنے کی زحمت اس لئے گوارا کی ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں کے عجیب و غریب مسائل اور اپنے خیالات سے آگاہ کرنے میں ہم لوگوں کی امداد کریں تاکہ مسلمانان ہند کے لئے لیگ کا ایک عملی آئین مرتب کیا جا سکے۔

یہاں اس وقت بہت سے معزز مسلم حضرات موجود ہیں جنہوں نے وطن و قوم کی بیش بہا خدمتیں کی ہیں۔ ایسے نازک موقعہ پر اہم مسئلوں کے حل کرنے میں ان لوگوں کے مشورے بہت ہی زیادہ قیمتی ہوں گے۔ خوش قسمتی سے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہو رہا ہے جو ہندوستان کے 8 کروڑ مسلمانوں کے قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک پروگرام مرتب کرنیوالا ہے لکھنؤ میں اس سے قبل بھی ایسے بہت سے جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ مثلاً آل پارٹیز کانفرنس' 1916ء کی کانگرس لیگ میثاق وغیرہ وغیرہ۔

ہم لوگ بہت سے سخت اور اہم مسائل کو حل کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور ان مسائل کا تعلق صرف ہم لوگوں کی جماعت ہی سے نہیں بلکہ سارے ہندوستان بلکہ درحقیقت تمام دنیا سے ہے۔ میں دنیا کو اس لئے شامل کرتا ہوں کہ ان دنوں سلسلہ مراسلت میں اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ ہم لوگ کسی صورت میں بھی دنیا کے لوگوں سے علیحدہ نہیں کیے جا سکتے ہیں۔ ہندوستان کے موجودہ واقعات ایشیا و دیگر ممالک میں بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ چین و اسپین و فلسطین کے مسئلے قومی مسئلے ہیں۔ لہٰذا اگر ان ممالک کے مسئلوں کو حل کیا گیا تو اس کا نتیجہ ہم لوگوں کے لئے بھی بہت ہی سودمند ثابت ہوگا۔ خصوصاً فلسطین کا مسئلہ جہاں ہمارے مسلم بھائی تمام تکالیف کو برداشت کر کے مشین گنوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر عدیم المثال بہادری کا نمونہ پیش کر کے جنگ جاری کیے ہوئے ہیں۔

سارے مسلمانوں کی آنکھیں قبلہ اول کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ ہندوستانی مسلمان بھی اُس ملک کے معاملوں پر بڑے اضطراب کے ساتھ غور کر رہے ہیں۔ فلسطین کے عربوں کے حقوق میں اگر اور دست اندازی کی گئی تو سارے مشرق میں ایک عام کھلبلی اور بے چینی پھیل جائیگی۔ جس کا نتیجہ بہت ہی خراب ثابت ہوگا۔ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر قوم و ہر قوم کے وہ اشخاص جو انصاف کے قائل عربوں کے ساتھ جو بے انصافی کی جارہی ہے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کے ملک میں بھی ایک سیاسی نازک

معاملہ رونما ہو جاتا ہے۔

اکثریت جماعت مسلم جماعت کی ہستی ہی کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے اور قومی ترقیات کے لئے ہم لوگوں کے لیڈر کے ساتھ اشتراک عمل کر کے شانہ بشانہ کام کرنے سے انکار کرتی ہے۔ ہم لوگوں نے بار ہا اپنے ہم وطنوں کو یہ یقین دلایا کہ جنگ آزادی کے لئے ہم لوگ بھی دوسروں کے ساتھ پہلو بہ پہلو اپنی جان کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن مسلمان اپنی انفرادیت کو ضائع کر دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ہم لوگوں نے اشتراک عمل کے لئے کئی بار درخواست کی لیکن ان لوگوں نے جنگ آزادی کو حقوقی جنگ قرار دیا ہے لہذا مجبوراً ہم لوگوں کو ایک علیحدہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے ذریعہ اپنے اخلاقی و سیاسی حقوق و زبان و تہذیب و تمدن کا تحفظ کرنا پڑا۔

ہم لوگوں کو فرقہ پرست کہا جاتا ہے۔ لیکن جو ایسا کہتے ہیں انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مذہب اسلام آزادی کی تعلیم دیتا ہے۔ جس کے بغیر زندگی بے معنی و بیکار ہے۔ ہم لوگ اپنے وطن کی آزادی کے خواہاں ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے جماعت کی آزادی کے طلبگار ہیں۔

''جمہوریت کا یہ جزو اعظم ہے کہ اقلیت کی کافی نمائندگی ہونی چاہئے بغیر اس کے اصلی معنوں کی جمہوریت ناممکن ہے بلکہ یہ جمہوریت کا ایک لغو تماشہ ہوگا کسی قسم کی سیاسی جنگ اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ مسلمان اس میں ہاتھ نہ بٹائیں گے۔ یہ ہم لوگوں ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان کیلئے سلف گورنمنٹ کے خیال کو سیاست کے دائرے میں عملی جگہ ملی۔

اس صوبہ کے گزشتہ انتخابات میں مسلم لیگ نے شاندار کامیابی حاصل کی مسلم لیگ کے نامزد 29 اُمیدوار تھے اور وہ سب کے سب کامیاب ہوئے۔

ہم لوگوں کو اب لیگ کی از سر نو تشکیل کرنے کی اسکیم پر غور کرنا ہے۔ یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ گزشتہ آئین کے مرتب ہونے کے وقت سے ملک کی سیاسی حالت میں کیسے کیسے تغیرات ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ لہذا یہ اشد ضروری ہے کہ مسلمانوں کو یہ بتا دیا جائے کہ سیاست میں ان کا کتنا دخل ہے اور ان کی تنظیم بطور ایک زندہ جماعت کے کی جائے۔

ملک کے ہر ضلع میں لیگ کی شاخیں قائم کی جائیں اور وہ ایک زندہ آلہ کار کی مانند اپنے فرائض کو انجام دیتی ہیں۔ حقوق کی وسعت کے ساتھ لیگ کا یہ مشن ہے کہ دور دراز کے دیہاتوں و گنجان شہروں کے

جانب رخ کیا جائے۔ لیگ کی ان شاخوں کو بہت ہوشیاری سے کام کرنا ہوگا۔ اگر کسی مقام کے مسلمانوں میں باہمی اختلاف پیدا کر کے ان کو منقسم کردینے کی کوشش کی گئی تو اس کے روک تھام کیلئے ان شاخوں کو عاقلانہ طور سے عملی کارروائی کرنا پڑے گی۔ سب مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ اسلام میں سوشل تفرق نہیں ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ ہم لوگوں کا یہ نظر ثانی کیا ہوا آئین مسلمانوں کے ہر طبقہ کو اپنے اظہار خیال کا موقع دے گا۔

عوام کی فلاح و بہبود و غربت کو دور کرنے کے لئے کسی صورت یا تدبیر کو نکالنے کی ذمہ داری آپ لوگوں کے سر ہے۔ ہم لوگ جو کچھ بھی پروگرام تیار کریں اس پر عمل گزار ہونا چاہئے نہ کہ صرف خیالی پلاؤ پکاتے رہیں۔ ہم لوگوں کو پیکر عمل ہونا چاہئے۔ فیڈریشن کے علاوہ اور جو دیگر آئینی تبدیلیاں ہونیوالی ہیں۔ وہ سب آپ کے سامنے ہیں۔ مجھے یہ یقین ہے کہ ان تبدیلیوں پر غور کرنے کے وقت آپ لوگ اس آزادی کی خواہش کا اظہار کریں گے۔ جس کو اسلام نے فرض قرار دیا ہے۔

اس اجلاس کی یہ خوش قسمتی ہے کہ آنریبل محمد علی جناح اس کی صدارت کر رہے ہیں ان کا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملکی وقومی سپاہی کی حیثیت ہم لوگ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ جنہوں نے اس سلسلہ میں اپنے بالوں کو سفید کر ڈالا ان کی لیڈری ہم لوگوں کے لئے باعث خوشی ہے اور ہم لوگوں کے دشمنوں کے لئے باعث غم و رنج ہے۔ ان کی پارلیمنٹری قابلیت کو ان کے دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں لہٰذا اس کے متعلق ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

میرے بھائیو! میں آپ کا پھر استقبال کرتا ہوں اور یہ استقبال صرف استقبالیہ کمیٹی کی جانب سے نہیں۔ بلکہ اس ملک کے سات کروڑ مسلمانوں کی جانب سے جو آپ لوگوں کی رہنمائی و ہدایت پر چلنے کے لئے مضطرب و بے قرار ہیں۔ آپ لوگوں کی محنت و مشقت و کوششوں کے باعث خدا اس اجلاس کو کامیابی نصیب کرے۔ برادران اسلام ہم لوگ تو تاریخ کی نقل کرنے کے لئے نہیں بلکہ ایک تاریخ قائم کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔

اجلاس کے صدر محترم آنریبل محمد علی جناح نے اپنے خطاب میں فرمایا:

خواتین و حضرات:۔

گزشتہ تیس سال سے آل انڈیا مسلم لیگ کے جو اجلاس منعقد ہوتے آرہے ہیں ان میں سے یہ

اجلاس بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور بہت ہی نازک ہے۔ پالیسی اور پروگرام کو مرتب کرنے کیلئے آپ کو جو طلب کیا گیا ہے اسی میں ہندوستان کے مسلمانوں کی آئندہ فلاح و ملک کا راز مضمر ہے۔ 12 اپریل 1936ء کو مسلم لیگ نے اپنی تاریخ میں پہلی بار ماس کنٹیکٹ (Mass Contact) کی پالیسی و پروگرام کو اختیار کیا۔ مسلم لیگ نے موجودہ حالت و فضا و پر غور کرتے ہوئے حکومت مسلم ہند کے 1935ء کے آئین پر مشتمل نئے صوبائی آئین کے افتتاح کے موقع پر آئندہ انتخابی کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ پایا کہ میدانِ انتخابات میں کود کر صوبائی مجلس واضعان قوانین میں مقابلہ کرے۔ نیز یہ محسوس کیا گیا کہ صوبائی آئین اگرچہ غیر تسلی بخش ہے تاہم اس پر عمل کرنے کے سوا اور کوئی دوسرا چارہ نہیں ہے۔ 12 اپریل 1936ء کو جو تجویز منظور ہوئی تھی۔ وہ حسب ذیل ہے۔

نئے آئین کے افتتاح کے موقع پر پارلیمنٹری حکومت کا نفاذ اس ملک میں ہونیوالا ہے جسکے رو سے پالیسی و پروگرام کے ساتھ جماعتوں کا دینا لازمی ہے اور مسلم جماعت کے اقتدار کو بڑھانے اور صوبائی حکومت میں مسلمانوں کے حقوق کے حصول کیلئے یہ لازمی ہے کہ مسلمان ایک جماعت میں منظم ہو جائیں۔ لہذا آل انڈیا مسلم لیگ صوبائی انتخابات میں مقابلہ کرنے کے لئے مسٹر جناح کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنے زیر صدارت ایک سنٹرل الیکشن بورڈ (مرکزی انتخابی بورڈ) قائم کریں۔ جو کم از کم 35 اراکین پر مشتمل ہوگی اور اس کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ مختلف صوبوں میں مرکزی انتخاباتی بورڈ قائم کر کے اس کی منظوری قرار دے اور ہر صوبے کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اول الذکر مقصد کے حصول کے لئے کوئی صورت یا تدبیر نکالے"

اس فیصلے کے مطابق جون 1936ء میں مرکزی پارلیمانٹری بورڈ قائم کیا گیا۔ لیگ کی تجاویز ہدایتوں کو عملی شکل دینے کے لئے مختلف صوبوں میں صوبائی بورڈ قائم کئے گئے۔ انتخابات میں حصہ لینا کوئی سہل مرحلہ نہ تھا۔ کیونکہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو اقلیت اور کمزور سمجھا جاتا ہے اور ان کی اقتصادی و تعلیمی حالت بہت ہی ابتر ہے۔ برخلاف اس کے آپ اپنے ہندو بھائیوں کی حالتوں کا مشاہدہ کیجئے۔ اس سلسلہ میں یہ ذکر کرنا بیجانہ ہوگا کہ اس چھ ماہ کے قلیل عرصہ کی محنتوں کے باعث ان صوبوں میں جہاں جہاں مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ قائم کی گئی تھی ہاں مسلم لیگ کے اُمیدواروں نے قریب قریب 70 فیصدی نشستوں پر قبضہ کیا۔ انتخابات کے اختتام کے بعد سے مدراس سے لیکر صوبہ سرحد تک قریب قریب ہر صوبہ میں سینکڑوں ڈسٹرکٹ لیگ قائم کی جا چکی ہیں۔ گزشتہ اپریل سے مسلمان لیگ کے جھنڈے کے تلے بہت

بڑی تعداد میں آ رہے ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ اگر مسلمان مسلم لیگ کی پالیسی و پروگرام کو سمجھ جائیں تو ہندوستان کے سارے مسلمان اس کے پلیٹ فارم پر آ جائیں گے۔ لیگ کا نصب العین ہندوستان کے لئے مکمل قومی جمہوری سلف گورنمنٹ کا حصول ہے۔ جس کو لوگ مختلف الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ مثلاً پورن سوراج۔ سلف گورنمنٹ، مکمل آزادی۔ ذمہ دار حکومت، درجہ مستعمرات ڈومینن اسٹیٹس (Dominion Status) لیکن فی الحال مکمل آزادی کا زبان پر لانا محض خواب وخیال و بے سود ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کو کانگرس سے علیحدہ کر دینے کی ساری ذمہ داری کانگرس کی موجودہ قیادت پر ہے اور خصوصاً گزشتہ دس سال سے ان کا طرز عمل کچھ ایسا ہو رہا ہے کہ مسلمان خود بخود اس سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو رہے ہیں۔ اپنے چھ اکثریت والے صوبوں میں جب سے انہوں نے وزارتیں قائم کی ہیں تب سے اپنے پروگرام وعملیات والفاظ سے مسلمانوں پر یہ واضح کر دیا ہے کہ انہیں حق وانصاف کے خیال کو بالائے طاق رکھ دینا چاہئے۔ جہاں جہاں ان کی اکثریت ہے وہاں مسلم لیگ پارٹی کے ساتھ اشتراک عمل کرنے سے قطعی انکار کر دیا اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ لیگ بغیر کسی شرط وشرائط کے کانگریس کے عہد ناموں پر دستخط کر دے۔ اگر کسی مسلمان ممبر نے بغیر کسی شرط وشرائط کے ان کے عہد ناموں پر دستخط کر دیئے تو اسے وزارت کے عہدہ پر مامور کیا جاتا ہے اگر چہ مجلس واضعان قوانین میں مسلم نمائندوں کا ان پر اعتماد نہ ہو تاہم انہیں مسلمانوں کا وزیر قرار دیا جاتا ہے۔

ہندی کو ہندوستان کی قومی زبان و بندے ماترم کو قومی ترانہ قرار دیا جا رہا ہے اور جبراً ہر شخص کو اس پر عمل کرنے کے لئے سختیاں کی جا رہی ہیں کانگریس کے جھنڈے کی اطاعت وعزت ہر شخص کیلئے لازمی قرار دی جا رہی ہے۔ اپنے قلیل اختیارات و ذمہ داری کے نشہ میں اکثریت نے واضح طور سے یہ جتا دیا کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کیلئے ہے۔ موجودہ کانگرس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ باہمی کشمکش فرقہ وارانہ فسادات بہت ہی زیادہ تعداد میں ہوں گے اور اس کے باعث شہنشاہی اقتدار اور بھی زیادہ مستحکم ہو جائے گا۔ میں دعویٰ کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ برطانوی حکومت ان کے موجودہ طرز عمل کی حمایت کرے گی اور جب تک کہ امپیریل حقوق و دیگر صیغہ محافظت وغیرہ میں مداخلت یا نقصان نہ پہنچے گا اس وقت تک وہ ان کی ہمت افزائی کرتے ہوئے اپنا الوسیدھا کرتی رہے گی میرا یہ خیال ہے کہ کانگرس نے بذات خود ہندوستانیوں میں بہت اختلافات پیدا کر دیا ہے اور اشتراک عمل کو ناممکن بنا دیا ہے۔

آئین کی رو سے اقلیت کے حقوق کے تحفظ کے لئے گورنر و گورنر جنرل کو جو اختیارات و خاص ذمہ داری دی گئی تھی اُس کے استعمال کرنے سے وہ سب پرہیز کررہے ہیں اور مسلم وزراء کی تقرری کے سلسلہ میں آئین کے اصل معنوں و ہدایت ناموں کی خلاف ورزی کرنے میں حصہ لے رہے ہیں۔ اگرچہ انہیں اس کا علم ہوتا ہے کہ مسلم نمائندے و عوام الناس کا ایسے مسلم وزیروں پر اعتماد نہیں ہے تاہم وہ اس کا کچھ خیال نہ کرتے ہوئے ایسے شخص کا عہدہ وزارت پر تقرر کرتے ہیں۔ ایسے ایسے معمولی معاملات میں جبکہ گورنروں نے اپنی مجبوری کا اظہار کر کے اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا تو کیا آئندہ الے سینکڑوں مسئلوں کی تحفظ کا وہ کوئی سامان کرسکیں گے زمانہ کا یہ بہت ہی نازک و قابل غور مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی تنظیم زور و شور کے ساتھ شروع کردیں تا کہ وہ اپنے مکمل اختیارات پر حاوی رہ سکیں اس کے قبل میں یہ ذکر کر چکا ہوں کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے اور اس طبقہ نے برطانیہ و کانگرس کے ساتھ اشتراک عمل کرتے ہوئے ان سے اپنی ساری امیدیں وابستہ کررکھی ہیں لیکن جو خود کسی کی مدد نہیں کرتا خدا بھی اس کی مدد نہیں کرتا ہے۔ مسلمان جب تک کہ متفق و منظم نہ ہو جائیں گے اس وقت تک طاقت و اختیارات کا حاصل کرنا ناممکن ہے اور اس کے بغیر کامیابی بھی ناممکن ہے۔ اکثریت کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ ناممکن ہے۔ کیونکہ کوئی بھی ہندو لیڈر اس کا خواہاں نہیں معلوم ہوتا اور سمجھوتہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے احترام کا خیال نہ رکھیں گی۔ اگر کمزور جماعت سمجھوتہ کی درخواست کرے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی کمزوری محسوس کرتی۔ اور اسے تسلیم کرتی ہے کسی قسم کا سمجھوتہ و ذمہ داری و تحفظ اس وقت تک محض بطور کاغذی دستاویزوں کے ہیں جب تک کہ اختیارات فی الواقع نہ عطا کئے جائیں دنیا کی قوموں کی طرف نظر دوڑائیے اور روزانہ کے واقعات کا مشاہدہ کیجئے۔ چین، اسپین و فلسطین کے واقعات پر غور کیجئے۔ کانگرس کی ہائی کمانڈ والے کسی ایک بات پر قائم نہیں رہتے اور وہ اپنا اظہار خیال مختلف طرح سے کیا کرتے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندو مسلم اور اقلیت کا سوال ہی نہیں ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے لہٰذا اگر ان کی اس کسمپرسی کی حالت میں انہیں اور بھی زیادہ منتشر کردیا جائے تو ان کی سیاسی ہستی کا جنازہ نکل جائیگا لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستانی سیاست کی دنیا میں دخل اندازی کے لئے میدان عمل میں آ گئی ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ مسلمان ان مسئلوں پر اچھی طرح سے غور و خوض کریں اور اپنی قسمت کے فیصلے کے لئے ایک ایسی مکمل اور موزوں متعین پالیسی مرتب کریں جو سارے ہندوستان کے

مسلمانوں کے لئے قابل تسلیم ہو۔ کانگریسی خیال کے مسلمان یہ اشاعت کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو بغیر کسی شرائط کے کانگرس کے حلقہ میں آ جانا چاہئے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ بہت بڑی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں اگر مسلمان اس فریب کے شکار بن گئے تو سمجھ لیجئے کہ ان کی قومی ہستی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہونیوالا ہے اپنی روایات ماضی کا نمونہ پیش کرنے کے لئے مسلمانوں کو ضرور ایک چیز حاصل کرنیکی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل پر قابو حاصل کریں۔ اور اولوالعزمی و بلند خیالی دو بدیہ کے دامن کو زنہار نہ چھوڑیں۔ مسلمانوں کے خلاف جو طنزیہ الفاظ استعمال کئے جارہے ہیں۔ اس سے ہم لوگوں کو پست ہمت نہ ہونا چاہئے اگرچہ ان الفاظ کے ذریعہ وہ مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ذلیل ورسوا کرنے کے لئے اور ہم لوگوں کی عزت پر دھبہ لگانے کے لئے وہ اس قسم کے بہت سے دیگر طنزیہ الفاظ مثلاً فرقہ پرست' خوشامد پرست' مفسد وغیرہ وغیرہ استعمال کر رہے ہیں۔ آج قوم پرست اُسے کہا جاتا ہے جو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر کانگرس کے عہد ناموں پر دستخط کر دیتا ہے۔ خیال فرمائیے کہ اس قسم کا پروپیگنڈہ کیا قابل اعتراض نہیں ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا نصب العین بیشک مسلمان و دیگر اقلیت جماعت کے حقوق کی حفاظت کرنا اور یہی سبب ہے کہ لیگ و حامیانِ لیگ کانگرس کی نظروں میں کھٹک رہے ہیں ورنہ اس کے علاوہ کانگرس کی اور کوئی دیگر شکایت ہی نہیں ہے کانگرس وہی کر رہی ہے جس کو کہ ہم لوگوں نے دو سال قبل قرار دیا ہے۔ کانگرس خواہ کتنا ہی دعویٰ کرے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس نے مسلمانوں کے لئے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کانگرس بالکل ناکامیاب ثابت ہوئی ہے۔

اب میں فلسطین کے مسئلوں کی طرف رخ کرتا ہوں حکومت برطانیہ نے عربوں کے ساتھ بہت بڑی دغابازی کی ہے حکومت برطانیہ نے جنگ عظیم کے بعد اپنے اعلان میں یہ وعدہ کیا تھا کہ عربوں کو مکمل آزادی عطا کی جائیگی اور ایک عرب کانفیڈریشن وفاق (Confederation) قائم کیا جائیگا لیکن عربوں سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے بعد اعلان بالفور کے ذریعہ ان پر انتدابی (Mendatory) تسلط جمایا گیا۔ اب برطانیہ فلسطین کو تقسیم کرنا چاہتی ہے اور اگر رائل کمیشن کی سفارشوں پر عمل کیا گیا۔ تو عربوں کے جائز حقوق و حوصلوں کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔ مجلس بین الاقوام نے ابھی تک رائل کمیشن کے اسکیم کو منظور نہیں کیا ہے اور خدا کرے آئندہ بھی منظور نہ کرے۔ اگر برطانیہ اپنے اصلی اعلان اور جنگ عظیم کے بعد ایک عہد و پیمان پر قائم نہ رہے گی۔ تو مسلمانانِ ہند کیا بلکہ ساری دنیا کے مسلمان بالاتفاق برطانوی

حکومت کو یہ آگاہ کرتے ہیں کہ وہ خود بخود اپنی قبر کھود یگی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے کیا میں عربوں کی اس انصاف پسندانہ جدوجہد میں انہیں پیغام آفریں ارسال کر سکتا ہوں۔

ہندوستان کے ہر صوبہ وضلع وشہر کے مسلمانوں سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے کوئی عملی پروگرام کا مرتب کرنا اپنا فرض اولین سمجھیں اور مسلمانوں کی سیاسی و اقتصادی و اخلاقی ترقیات کیلئے کوئی تدبیر وصورت جلد از جلد نکالیں ہر مرد وعورت و بچہ سے میری درخواست ہے کہ وہ ایک پلیٹ فارم اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں اپنی تنظیم شروع کر دیں اور آپس میں اتفاق واتحاد پیدا کریں اپنے ملک کے لئے فرمانبرداری اور ایمانداری سے خدمت کرنا شروع کر دیں۔ بغیر قربانی وتکالیف ومحنت وجانفشانی کے کامیابی ناممکن ہے۔

تمہاری اس جدوجہد میں ہزاروں روڑے اٹکائے جائیں گے۔ تم پر صدہا مظالم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ دھمکیاں دی جائینگی۔ الہٰذا جب تک کہ تم ان سب مصائب کو برداشت کرنے کے لئے شیر کا سا دل نہ پیدا کر دو گے اس وقت تک تمہاری گزشتہ روایات وعظمت کو تسلیم کرنے کے لئے کوئی تیار نہ ہوگا اور نہ تم اس کے لائق سمجھے جاؤ گے۔ ہندوستان کے 8 کروڑ مسلمانوں کو کسی قسم کے خوف وخطر کا موقع نہیں ہے کیونکہ اس کے پاس ایک طلسمی طاقت ہے۔ جسکے ذریعہ وہ اپنے زبردست سے زبردست دشمن کو بھی مغلوب کر سکتے ہیں۔ ایک منظم ومتحد طاقت جو تمام خطروں وبلاؤں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ کسی قسم کا فیصلہ کرنے کے قبل تم اس پر سینکڑوں بار غور وخوض کرو لیکن جب فیصلہ پر آ جاؤ تب اس فیصلہ سے چمٹ جاؤ۔ اگر تم سچائی خلوص اور فرمان برداری کا جوہر اپنے اندر پیدا کر لو تو بس کامیابی کا سہرا تمہارے سر ہے۔ [127]

تیسری نشست

آل انڈیا مسلم لیگ کا پچیسویں سالانہ اجلاس 17 اکتوبر 1937ء بروز اتوار لال باغ لکھنؤ کے پنڈال میں صبح ساڑھے دس بجے منعقد ہوا۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔ اس اجلاس میں جو مقتدر شخصیات شامل تھیں ان میں مندرجہ قابل ذکر ہیں۔

مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خان، نواب صاحب آف چھتاری، نواب سر محمد یوسف، ڈاکٹر سید حسین، راجہ غضنفر علی خان، خان بہادر قلی خان، جناب اے کے فضل الحق، بیگم شاہ نواز،

قائد اعظم محمد علی جناح، نواب جمشید علی خان، ڈاکٹر اور بیگم رحمٰن، سید مرتضیٰ بہادر راجہ صاحب آف نان پارہ شاہ صاحب اور بیگم حبیب اللہ، چودھری خلیق الزمان، سید حسین امام، جناب وسیم اور بیگم صاحبہ وسیم، عبد الرحمٰن صدیقی، بیگم اعزاز رسول، سر شفاعت احمد خان، مولانا قطب الدین عبد الولی، جناب حسن مفتی عنایت اللہ و بیگم صاحبہ عنایت اللہ اور ملک برکت علی۔[128]

قرارداد نمبر 1:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ڈاکٹر ایم اے (مختار احمد) صاحب انصاری سر فضل حسین صاحب، شیخ محمد علی صاحب، سر راس مسعود صاحب کی اچانک و ناگہانی موت پر اظہار ملال و افسوس کرتا ہے اور مرحومین کے اقربا کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

قرارداد نمبر 2:-

یہ قرار پایا کہ سیکرٹری کی رپورٹ کو منظور کیا جائے۔

قرارداد نمبر 3:-

آل انڈیا مسلم لیگ منجانب مسلمانانِ ہند یہ اعلان کرتی ہے کہ وزیر نو آبادیات نے بیت المقدس کے متعلق اپنی جس پالیسی کا اعلان پارلیمنٹ میں کیا ہے اس سے اور بیت المقدس کے شاہی کمیشن (Royal Palestine Commission) کی سفارشوں سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بہت بڑی ٹھیس لگی ہے۔ دنیا کے امن عامہ کو برقرار رکھنے کی غرض سے بغیر کسی قیل و قال کے فوراً اس اعلان کو واپس لے لیا جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت ہند سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مجلس بین الاقوام کے ہندوستانی نمائندوں کو اس بات کی ہدایت کر دی جائے کہ چونکہ موجودہ فرمان عملی حیثیت سے بالکل ناکامیاب ثابت ہوا ہے اور عربوں کے علاوہ بقیہ اسلامی ممالک نے بھی اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے لہذا عربوں کے مذہبی و ملکی حقوق میں رخنہ اندازی نہ کرنے کے خیال سے فرمان کو واپس لے لیا جائے اور اگر اُسے برقرار رکھنے کے لئے کسی قسم کا فیصلہ طے پایا تو اس کے خلاف پر زور طریقہ سے مخالفت کی جائے گی۔ اس پر عمل نہ کئے جانے کی صورت میں بین الاقوامی صلحنامے کے لحاظ سے بیت المقدس کے عربوں کو حکومت کی تشکیل کی جو آزادی دی گئی تھی۔ اس کے خلاف ورزی کی جاتی ہیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ اسلامی ممالک کے حکمرانوں سے یہ استدعا کرتی ہے کہ بیت المقدس کے مقدس مقامات کو غیر مسلم اقتدار کی ذلت وتوہین اور برطانوی شہنشاہیت کی غلامی سے بچانے کے لئے اپنی کوشش و طاقت وجد وجہد کو برقرار رکھیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ مفتی اعظم کی زیر قیادت عربوں کی اعلیٰ کمیٹی وسپریم مسلم کونسل پر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے بیت المقدس کے مقامی منتظموں کو آگاہ کرتی ہے کہ ملک میں امن عامہ برقرار رکھنے کے بہانے سے جو تقسیمی اسکیم نکال کر غیر ملکیوں کی حمایت کر رہی ہے اس سے وہ کینٹاروآئل کمیشن کی پالیسی کے نفاذ سے اسلامی دنیا کے بڑھتے ہوئے جوش وغضب میں اور آنچ نہ لگائے۔

فلسطین کانفرنس نے 24، 25 ستمبر 1937ء کو منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے وفد کے لیڈر روار اکین کا جو انتخاب کیا ہے ان پر آل انڈیا مسلم لیگ کامل عدم اعتماد ظاہر کرتے ہوئے بیت المقدس کے تمام عربوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ اپنی شکایات کو رفع کرنے کے لئے متفق الرائے ہو جائیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت برطانیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اگر وہ بیت المقدس میں یہودیوں کی حمایت کی پالیسی سے باز نہ آئے گی تو اسلامی ممالک کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے ہندوستان کے مسلمان بھی برطانیہ کو اسلام کا دشمن تصور کریں گے۔ اور مجبوراً اس کے ردعمل کے لئے مذہب کی ہدایت کے مطابق ان کو کوئی اور پالیسی اختیار کرنا پڑے گی۔

اوّل الذکر تجاویز کی تحریک عبدالرحمٰن صاحب صدیقی (بنگال) نے کی۔ اور اس کی تائید مولانا کرم علی صاحب (لکھنؤ) نے کی۔

حسب ذیل حضرات نے اس کی حمایت کی:-

بیگم صاحبہ محمد علی (دہلی) مولانا عبدالحامد صاحب (بدایوں) بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز (لاہور) آنریبل سید محمد حسین صاحب علی بہادر حبیب اللہ صاحب (لکھنؤ) محمد عبدالستار صاحب (علیگڑھ)

قرارداد نمبر 4:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت ہند کی موجودہ پالیسی پر اظہار نفرت کرتا ہے اور یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ یہ پالیسی ہندوستان کی سیاسی و اقتصادی حقوق میں سدراہ ہے لہٰذا لیگ حکومت وہندوستان کے لوگوں کو اس بات کی توجہ دلاتی ہے کہ اس پالیسی کو تبدیل کرتے ہوئے ایک دوستانہ پالیسی اختیار کرے۔

اس قرارداد کی تحریک آنریبل حسین امام (گیا) نے کی اور سید مرتضیٰ (مدراس) نے تائید کی۔

اس کی حمایت میں حسب ذیل حضرات شامل تھے۔ مولانا شوکت علی صاحب ملا جان محمد (سرحد) کے بی۔ تلی خاں (سرحد) مقبول محمود (پنجاب)

قرارداد نمبر 5:-

لاہور کی مسجد شہید گنج کو منہدم کر کے اسلامی قانون میں ایک بہت بڑی و ناقابل برداشت مداخلت کی گئی ہے لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اس پر اظہارِ نفرت کرتا ہے اور چونکہ یہ حرکت دن دہاڑے برطانوی افواج و برطانوی بندوقوں کی حمایت سے کی گئی لہٰذا لیگ برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مسجد کو از سرنو اس کی مخصوصہ جگہ پر قائم کر دیا جائے تا کہ اس کے باعث ہندوستان کے مسلمانوں و برطانوی حکومت کے مابین ہونیوالی تکرار ظہور میں نہ آ سکے۔ صوبائی حکام مسلمانوں کی تسلیم شدہ مسجد کی محافظت کرنے کے فرائض کی انجام دہی میں ناکامیاب ثابت ہوئے۔

اس تجویز کی تحریک مولانا ظفر علی خاں (پنجاب) نے کی پروفیسر ملک عنایت اللہ (پنجاب) نے تائید کی۔ اس کی حمایت حسب ذیل حضرات نے کی:- بیگم صاحبہ حبیب اللہ (یو پی) ملک برکت علی (پنجاب) مولانا عمر دراز بیگ (یو پی)

قرارداد نمبر 6:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ کانگریس کے اس طرز و رویہ پر سخت اعتراض کرتا ہے جس کی رو سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے بندے ماترم کو قومی ترانہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اس ترانہ کی تہ میں نہ صرف بت پرستی و مخالفت اسلام کے خیالات موجزن ہیں بلکہ یہ ہندوستان میں قومیت کی ترقی کے لئے روڑا اٹکاتی ہے۔ علاوہ بریں یہ جلسہ پبلک باڈیز و مختلف مجلس واضعانِ قوانین کے مسلم ارکین سے یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی اس اعتراضانہ ترانے کا ساتھ نہ دیں۔

محرک۔ مولانا محمد اکرم خاں کلکتہ۔

تائید کنندگان۔ مولوی سید بدر الدجیٰ کلکتہ

قرارداد نمبر 7:-

مختلف صوبوں میں کانگریسی جماعت کی وزارت قائم کرنے پر آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس

سخت ترین یہ اعتراض کرتا ہے کیونکہ اس کی رو سے حکومت ہند کے 1935ء کے آئین کے اصل مقصد و ہدایتِ آلۂ کار کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور گورنروں نے مسلمانوں و دیگر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے عطا شدہ اپنے خاص اختیارات کو استعمال نہ لا کر اپنی کمزوری کا اظہار کیا ہے لہٰذا لیگ ان کے اس طرز عمل کی سخت مخالفت کرتی ہے۔

اصل قرارداد کی تحریک ملک برکت علی (پنجاب) نے کی۔ اور اس کی تائید آئی آئی چندریگر (بمبئی) نے کی۔ اس تجویز کی حمایت حسب ذیل حضرات نے کی۔

محمد اسحاق (بہار) سیٹھ حاجی عبد الستار (مدراس) خان بہادر حاجی محمد حسن (یو پی)

قرارداد نمبر 8:-

یہ قرار پایا کہ مسلم لیگ کا نصب العین ہندوستان میں مکمل آزادی کا حصول ہے جس کی شکل آزاد جمہوری ریاستوں کے فیڈریشن کے مانند ہوگی۔ جس کے آئین میں مسلمان و دیگر اقلیتوں کے حقوق و مفاد کا کافی لحاظ رکھا جائیگا۔

اس کی تحریک مولانا حسرت موہانی (یو پی) نے کی اور تائید مولانا ظفر علی خان (پنجاب) نے کی۔

شمس الحسن (بنگال) آنریبل حسین امام (بہار) چودھری خلیق الزماں (یو۔ پی) آئی آئی چندریگر (بمبئی) عبد الوحید (سرحد) عبد الرحمن صاحب صدیقی (بنگال) مولانا سید مرتضیٰ بہادر (مدراس) غیاث الدین (پنجاب) مولانا مظہر الدین (دہلی)

قرارداد نمبر 9:-

حکومت ہند کے 1935ء کے آئین پر مشتمل آل انڈیا فیڈریشن کی اسکیم کو آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ پر زور طریقہ سے نامنظور کرتا ہے اور اس کے نفاذ کی مخالفت کرتے ہوئے حکومت برطانیہ سے مسلم لیگ یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ اس کو نافذ کرنے سے گریز کرے۔ کیونکہ یہ اسکیم ہندوستان کے لوگوں کے حق میں عموماً اور مسلمانوں کے حق میں خصوصاً سودمند نہیں معلوم ہوتی بلکہ ضرر رساں ہے۔

اس کی تحریک آنریبل حسن امام صاحب (بہار) نے کی اور مولانا حسرت موہانی نے تائید کی۔ آئی آئی چندریگر (بمبئی) نے مزید تائید کی۔

قرار داد نمبر 10:-

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس جلسہ کی یہ خواہش ہے کہ ہر دو فریقین میں باہمی متفق الرائے سمجھوتہ ہونے پر لوکل باڈیز میں مشترکہ انتخابات کا نفاذ مسلمانوں کے حقیقی نمائندگی کے حق میں مضر ثابت ہوگا اور کمیونل ایوارڈ (Communal Award) کے اصلی معنوں کی تکمیل نہ ہو سکے گی۔ اس لئے کہ ہر دو جماعتوں کے موجود تعلقات ناخوشگوار ہیں۔ لہٰذا اسمبلی کے مسلم اراکین سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ ان صوبوں میں جہاں فی الحال لوکل باڈیز میں جداگانہ انتخابات رائج ہیں وہاں مشترکہ انتخابات کے نفاذ کی پر زور طریقہ سے مخالفت کریں اور فی الحال جہاں جہاں جداگانہ انتخابات رائج نہیں ہیں وہاں اس کو جاری کرنے کے لئے کوشش کریں۔

اس کی تحریک معین الدین (بہار) نے کی ظہور احمد (یوپی) نے تائید کی۔ اے۔ ایس خاں محمود موہن (گجرات) نے اس کی حمایت کی۔

قرار داد نمبر 11:-

شروع میں چونکہ اردو ہندوستانی زبان تھی اور اس کی پیدائش ہندو مسلم کے باہمی تعلقات و تہذیبی مراسم کے باعث ہوئی تھی۔ اور ملک کے ہر طبقہ کے لوگوں کو یہ زبان تھی۔ لہٰذا ایک مخلوط قومیت قائم کرنے کے لئے اردو زبان بہترین ذریعہ ہے۔ اور ہندی سے اس کا انحراف کرنے کی جو کوشش جاری ہے۔ اس سے اس کی یا ہندوستانی زبان کی اساسی ساخت بگڑ جائیگی اور ہندو مسلمانوں کے باہمی دوستانہ تعلقات کی فضا کو مکدر کر ڈالے گی۔ لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کے ہر اردو بولنے والے فرد و بشر سے یہ درخواست کرتی ہے کہ اپنے اپنے دائرہ عمل میں اپنی زبان کی حفاظت کے لئے حتی الامکان کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں۔ جس کا تعلق مرکزی یا صوبائی حکومت سے ہو اور جہاں جہاں اردو زبان رائج ہے وہاں اس کی ترقی کو مدنظر رکھیں اور اس کے خلاف مخالفانہ حرکتوں کی روک تھام کریں اور جہاں جہاں یہ زبان عام نہیں ہوئی ہے۔ وہاں بطور اختیاری سبجیکٹ کے اس کا درس دینے کے لئے کافی سامان کیا جائے اور اس کے استعمال کے لئے ہر سرکاری دفتر کچہری ریلوے مجلس واضعانِ قوانین۔ صیغہ ڈاک وغیرہ وغیرہ میں سامان کیا جائے۔

علاوہ بریں اردو کو ہندوستان کی ایک عام زبان قرار دیئے جانے کے لئے کوشش کی جائے۔

اس قرارداد کی تحریک راجہ امیر احمد خاں صاحب (راجہ صاحب محمود آباد یوپی) نے کی حسب ذیل

حضرات نے تائید کی:-

کریم رضا خاں (یو پی) حسین ریاض (یو پی) غلام حسن (برار) ایس ایم حسن خان (بمبئی)

قرارداد نمبر 12:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ جلسہ حکومت برطانیہ سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ بلوچستان کی موجودہ مطلق العنانہ شکل کی حکومت کو ہٹا کر ہندوستان کے دیگر صوبوں کے مانند ایک جمہوری شکل کی حکومت قائم کرنے کے لئے فوری کارروائی کی جائے۔

اس کی تحریک مولانا ظفر علی خاں نے کی پروفیسر عنایت اللہ صاحب (پنجاب) نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 13:-

صوبہ آسام کی آراضی کا بندوبست کرنے کیلئے جو طریقے رائج ہیں اور جسے لائن سسٹم (طریقہ احاطہ بندی) کہتے ہیں۔ وہ لوگوں کی صوبائی آمدورفت وشہر کے اساسی حقوق کے استعمال میں بہت ہی زیادہ خلل انداز ہے۔ ونیز اس کی رو سے نئی آباد ہونیوالی جماعت پر طرح طرح کی سختیاں عائد کی جاتی ہیں۔ لہذا مسلم لیگ کی یہ خواہش ہے کہ لائن سسٹم کا انسداد کر دیا جائے۔ اس کی تحریک عبدالمتین چودھری (آسام) نے کی مولانا اکرم خاں صاحب (بنگال نے تائید کی)

قرارداد نمبر 14:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس لیگ کی مجلس عاملہ کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ حسب ذیل اقتصادی معاشرتی و تعلیمی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فوراً کوئی صورت نکالے و کارروائی زور و شور کے ساتھ شروع کردے۔ کارخانہ کے مزدور و دیگر مزدوروں کے لئے کام کے اوقات کا مقرر کرنا۔ ان کی مزدوری کے لئے کم از کم اُجرت کا مقرر کرنا۔ مزدوروں کے گھر کی صفائی رکھنے اور غلاظت کو دور کرنے کے لئے کافی سامان کیا جائے دیہات وشہر کے قرض کی شرح کو کم کر دیا جائے۔

جبریہ محنت یا کام کا منسوخ کرنا۔

دیہاتوں میں اصلاح کرنے کا کام ہاتھ میں لینا۔

شہری و دیہاتی حلقوں میں سوتی صنعت و دیگر چھوٹی چھوٹی صنعتوں کی ہمت افزائی کرنا۔

سودیشی خصوصاً ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا۔

صنعت وحرفت کی ترقی کے لئے ایک صنعتی بورڈ قائم کیا جائے۔
بیکاری کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کوئی صورت نکالنا۔
پرائمری تعلیم لازمی قرار دی جائے اور اس کی ترقی کو مدنظر رکھا جائے۔
ایک اسلحہ خانہ وفوجی کالج قائم کیا جائے۔
امتناع شراب کا نفاذ
مسلم سوسائٹی سے اسلام کے خلاف رسوم ورواجوں کو منسوخ کرنا۔
اخلاقی خدمت کی انجام دہی کے لئے ایک والنٹیر کور قائم کیا جائے۔
سیکنڈری و دارالعلومی تعلیم خصوصاً سائنس وصنعت وحرفت کے متعلق کی چیزوں کی تعلیم کی منظوری۔
مکمل آزادی کے حصول کے لئے کوئی تدبیر نکالنا اور اس خیال کی سب سیاسی جماعتوں کو باہمی حمایت کی دعوت دینا۔

اس قرارداد کی تحریک راجہ امیر احمد خاں محمود آباد نے کی اور علی بہادر حبیب اللہ صاحب (یوپی) نے تائید کی۔ حسب ذیل حضرات نے اس قرارداد کی حمایت کی۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب۔ نقی امام صاحب (بہار) عزیز الٰہی (بمبئی) چودھری خلیق الزماں صاحب (یوپی)

قرارداد نمبر 15:-

یہ قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کی مقررہ خاص کمیٹی (Special Committee) کی رپورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے سبجیکٹ کمیٹی کے ترمیم کردہ آئین کو منظور کرتا ہے اور ترمیمی آئین کا نفاذ یکم فروری 1935ء سے عمل میں آئے گا۔ ترمیماتی آئین کے مطابق ہر صوبوں میں صوبائی وضلع وپرائمری لیگ 31 دسمبر 1937ء تک قائم کرنے کے لئے صدر کو یہ اختیار عطا کیا جائے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اراکین میں سے تمام صوبوں میں ایک کمیٹی مقرر کرے مندوبین وآل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اراکین کا انتخاب نئے آئین کی شرائط کے مطابق ہوگا اور اس کے متعلق مکمل اطلاع 25 جنوری 1937ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کے دفتر میں ارسال کردی جائیگی۔ یہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔[129]

پیرپور کمیٹی رپورٹ

1935ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت منعقدہ انتخابات میں کانگرس نے کامیابی حاصل کرنے کے بعد جن سات صوبوں میں کانگریسی حکومتیں قائم کی تھیں وہاں انہوں نے بہت غیر قانونی اور غیر معمولی اقدامات کئے۔ کانگریس کا جھنڈا سرکاری عمارتوں سکولوں اور دوسرے اہم سرکاری مقامات پر لہرایا گیا۔ بہت سے کانگریسی وزراء نے بڑے جوش اور شان سے ایسی تقریبات میں ذاتی طور پر شرکت کی۔ ہر جا و بے جا موقع پر کانگریس کے گیت گائے گئے۔ مسلمانوں کے احتجاج کی کوئی پرواہ نہ کی گئی اور سنسکرتی تمدن کے احیاء کیلئے ہندی کو لازمی مضمون کی حیثیت دی گئی۔

مسلمانوں خصوصاً آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبروں اور کارکنوں پر مظالم روا رکھے گئے عام طور پر نا روا رویے اور ناانصافی کی لاتعداد شکایات کے پیش نظر مسلم لیگ کونسل نے 20 مارچ 1938ء کو اپنے اجلاس منعقدہ دہلی میں ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے۔

راجہ سید محمد مہدی راجہ صاحب آف پیرپور	صدر
جناب اے پی حبیب اللہ	سیکرٹری
خان بہادر حاجی رشید احمد	ممبر
سید اشرف احمد	ممبر
مولوی عبد الغنی	ممبر
میاں غیاث الدین	ممبر
سید ذاکر علی	ممبر
سید حسن ریاض	ممبر
سید تقی ہادی نقوی	ممبر

مذکورہ بالا خصوصی کمیٹی سے کہا گیا کہ ان شکایات کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کو پیش کرے۔

15 نومبر 1938ء کو کمیٹی کے صدر سید محمد مہدی راجہ آف پیر پور نے اپنی رپورٹ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کو پیش کر دی اسے بعد میں مسلم لیگ نے چھاپ کر شائع کیا اس میں لرزہ خیز مظالم کی شہادتیں درج کی گئیں تھیں۔ یہ رپورٹ **''پیر پور رپورٹ''** کے نام سے مشہور ہے۔[130]

پیر پور رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے نامور تاریخ نویس پیام شاہجہانپوری لکھتے ہیں:

''چنانچہ 20 مارچ 1938ء کو راجہ سید محمد مہدی آف پیر پور کی سرکردگی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا جس نے تقریباً آٹھ ماہ تک کانگرسی وزارتوں کے صوبوں کے دورے کیے تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں جا کر حالات کا جائزہ لیا۔ لوگوں کے بیانات قلم بند کیے۔ بعض مقدمات کی مسلوں کا مطالعہ کیا پولیس کے روزنامچے دیکھے اور پھر ایک جامع رپورٹ 15 نومبر 1938ء کو قائداعظمؒ کی خدمت میں پیش کی۔ یہ رپورٹ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے قیام پاکستان سے قبل شائع ہو گئی تھی۔ اسی طرح کی ایک رپورٹ بہار کے مسٹر شریف نے مرتب کی تھی اور اس میں بھی کانگرسی مظالم کی لرزہ خیز روداد خاص شرح و بسط سے بیان کی گئی تھی۔

ان رپورٹوں خصوصاً ''پیر پور رپورٹ'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کانگرسی وزارتوں میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور مسلم طلبہ کو ہندو تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی منظم اور مکروہ سازش کی گئی تھی۔ ہر سکول میں ''بندے ماترم'' کا ترانہ لازمی قرار دیا گیا تھا جو سراسر ہندو ذہنیت کا آئینہ دار تھا۔ ''پیر پور رپورٹ'' کی اشاعت کے بعد اس کے دو بند خارج کر دیئے گئے۔ یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ یہ ترانہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا تھا۔ پیر پور رپورٹ کے مرتبین نے عینی شہادتوں کی بناء پر اپنی رپورٹ میں لکھا کہ مسلمان طلبہ کو کانگریسی جھنڈے کی سلامی پر مجبور کیا جاتا ہے چونکہ یہ ایک ہندو تنظیم کا پرچم ہے اس لئے مسلمان بچوں کو اس کی سلامی پر مجبور کرنا مسلمانوں کے صبر وضبط کا امتحان لینا ہے۔[131]

جب ''پیر پور رپورٹ'' تیار ہوئی تو راجہ صاحب آف پیر پور سید مہدی علی شاہ جو اُس تحقیقاتی کمیٹی کے چیئر مین تھے۔ جو تحقیقات کے لیے مسلم لیگ کونسل نے مقرر کی تھی' قائداعظمؒ کی خدمات میں مندرجہ مکتوب تحریر کیا۔ اُنہوں نے اس رپورٹ میں کانگرسی وزارتوں کے دوران ہندوؤں کے مسلمانوں پر مظالم کا مختصر اذکر کیا ہے۔ یہ ایک تاریخی مکتوب ہے جسے ہم شامل کتاب کر رہے ہیں۔

بخدمت جناب ایم اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ

جناب عالی! آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے 20 مارچ 1938ء کے اجلاس منعقدہ دہلی میں حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

''مسلم لیگ کی مرکزی کونسل کو صوبوں میں کانگرسی حکومتوں کے مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی' بدسلوکی اور کئی مشکلات کی لاتعداد شکایات موصول ہوئی ہیں خصوصاً مسلم لیگ کے کارکنوں اور ممبروں کے خلاف یہ شکایات مل رہی ہیں۔ ان حالات میں مسلم لیگ کونسل ایک خاص کمیٹی مقرر کرتی ہے جو تمام ضروری معلومات حاصل کرے' شکایات کی تحقیقات کرے اور ضروری اقدامات اختیار کرے اور وقتاً فوقتاً صدر اور کونسل کو اپنی رپورٹ پیش کرے۔ کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہوگی۔ راجہ سید محمد مہدی (صدر) مسٹر اے پی حبیب اللہ (سیکرٹری) ' خان بہادر حاجی رشید احمد' سید اشرف احمد' مولوی عبدالغنی' ایم۔ ایل۔ اے' میاں غیاث الدین' ایم۔ ایل۔ اے' سید ذاکر علی' سید حسن ریاض' سید تقی ہادی نقوی''۔

اس قرارداد پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہم نے اپنی تحقیقات شروع کردیں' اکتوبر 1938ء کے پہلے ہفتہ میں اپنا کام مکمل کرلیا اور موجودہ رپورٹ تیار کرلی' ہم نے کانگرسی حکومتوں کے چھ صوبوں یو۔ پی۔ بہار۔ اڑیسہ' سی۔ پی' مدراس اور بمبئی کا تفصیلی دورہ کیا اور وہاں مسلمانوں کے تمام طبقوں کے لوگوں سے خصوصاً ممبران اسمبلی اور مسلم لیگ کی شاخوں سے زبانی اور تحریری شہادت حاصل کی۔ ملک کے چند حصوں میں ہمیں غیر مسلموں کا تعاون بھی حاصل ہوا اور انہوں نے مشہور واقعات کے ضمن میں ہمیں اپنے بیانات دیئے۔ ہم اس موقع پر ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمیں قیمتی معلومات فراہم کیں جو اس رپورٹ میں شامل کی گئی ہیں۔

رپورٹ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے دو حصوں میں مسلمانوں اور کانگرس کے درمیان تنازعہ کے اسباب اور عام اصول بیان کئے گئے ہیں اور تیسرے حصہ میں کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں کی شکایات درج کی گئی ہیں۔ ہم نے مسئلہ کا بے لاگ تجزیہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے خصوصاً مسلمانوں کی شکایات کا تجزیہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس رپورٹ میں درج شکایات صحیح' حقیقی اور بالکل جائز ہیں اور اُمید ہے کہ اس سے کانگرسی رہنماؤں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

اس رپورٹ میں درج شکایات کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہمارے نوٹس میں لائے

گئے۔ہم نے جان بوجھ کر اُن کا ذکر نہیں کیا اس لئے نہیں کہ ہمیں اُن کی حقیقت پر شک وشبہ ہے بلکہ اس لئے کہ رپورٹ میں اس کی گنجائش نہیں۔ہم نے مختلف اقسام کے خاص واقعات ہی کا ذکر کیا ہے۔ہم نے ریاست کی سرکاری مشینری میں کانگرسی مداخلت کے واقعات کا بھی ذکر نہیں کیا۔اُس کی اول وجہ یہ ہے کہ ایسے معاملات میں ضروری شہادت کا حصول نہ صرف بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ کانگرسی لوگوں کا سرکاری مشینری پر دباؤ ڈالنے کے بھرپور کوشش کرنا شامل ہے۔الہ آباد ہائی کورٹ کے معزز ججوں نے بھی ڈاکٹر مکر جی کے خلاف توہین عدالت کے مقدمہ کے فیصلہ میں ایسی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔

میاں غیاث الدین ایم۔ایل۔اے نے کمیٹی کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا جبکہ کمیٹی کے دوسرے رکن مولوی عبدالغنی نے کمیٹی کے ساتھ صوبہ بہار کا دورہ کیا اور صوبہ کے بارے میں ہر ممکن مدد فراہم کی لیکن وہ بیمار پڑ گئے اور اس کے بعد انہوں نے کمیٹی کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔[132]

آپ کے تابعدار

(راجہ) سید محمد مہدی آف پیر پور (صدر)

اے۔پی۔حبیب اللہ (سیکرٹری)

سید اشرف احمد' سید حسن ریاض' سید تقی ہادی نقوی' سید ذاکر علی'

آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس

بمقام کلکتہ 17 تا 18 اپریل 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک خصوصی اجلاس 17 اپریل 1938ء کو قائد اعظم محمد علی جناح، صدر آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت میں محمد علی پارک کلکتہ کے وسیع وعریض پنڈال میں منعقد ہوا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ پنڈال میں پندرہ ہزار آدمی سا سکتے تھے جبکہ ڈائس پر ایک کثیر تعداد میں خواتین بھی تشریف فرما تھیں جن میں دو ہزار سے زیادہ مندوبین شامل تھے جو ہندوستان کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں برطانوی بلوچستان اور برما کے مندوبین بھی شریک اجلاس تھے۔

جناب اے کے فضل الحق استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین نے طویل خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے حاضرین کا استقبال کیا۔ استقبالیہ خطبے کے بعد قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنا صدارتی خطبہ پیش کیا۔[133] آپ نے ایک عظیم الشان اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

آل انڈیا مسلم لیگ کا گذشتہ اجلاس جو 15 اکتوبر 1937 کو منعقد ہوا تھا اس وقت سے ابھی تک کے واقعات و لیگ کے کارناموں کو مختصر طور سے آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں آپ لوگوں کو یہ معلوم ہی ہے کہ گذشتہ اجلاس کے موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین وضوابط کی ازسرنو تشکیل کی گئی تھی اور چند ترمیمات بھی اس میں شامل کی گئی تھی۔ نیا آئین زیر عمل ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد کے مطابق تمام صوبوں میں صوبائی و ڈسٹرکٹ لیگ قائم کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے اور میں نہایت ہی مسرت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ تمام صوبوں میں ڈسٹرکٹ لیگیں قائم ہوگئی ہیں اور گذشتہ چھ ماہ کے اندر اندر ڈسٹرکٹ لیگ نے سو دو ہزار کی تعداد میں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو لیگ کا ممبر بنا لیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف حصوں کا دورہ کرنے کے موقع پر مجھے اس بات سے بے حد خوشی ہوئی کہ مسلمانوں میں ایک عام سیاسی بے چینی و ہلچل پیدا ہوگئی ہے اور ہر شخص مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آجانے کے لئے بیقرار و جذبۂ شوق سے سرشار ہے۔

لوگوں پر جو ظلم بیجا کیا جارہا تھا اُس سے کچھ حد تک ہم لوگوں نے انہیں خلاصی دی ہے۔ اپنی

جدوجہد میں عورتوں کو بھی شریک کار بنانے کے لئے ہم لوگ کوشش کررہے ہیں اور بہت سے مقامات پر عورتوں کو میں نے جلسوں میں کافی حصہ لیتے ہوئے پایا۔ چھ ماہ سے کم مدت کے اندر اندر ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اس طرح خواب غفلت سے بیدار کر کے ان کی تنظیم کی ہے کہ اس کامیابی کو دیکھ کر ہم لوگوں کے مخالفین و دشمن متحیر ہیں۔ اب مسلمانوں کو اپنی طاقت کا احساس ہو گیا ہے اور اگر آج وہ متحد ہو کر اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں تو دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو انہیں مغلوب کر دے۔ لیگ کا سالانہ اجلاس جو لکھنؤ میں منعقد ہوا تھا اسے گذرے صرف چھ ماہ کا عرصہ ہو رہا ہے۔ لیگ کی تواریخ میں گذشتہ اجلاس بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ بغیر مبالغہ میں یہ کہتا ہوں کہ لکھنؤ کے اجلاس نے آل انڈیا مسلم لیگ میں ایک نئی زندگی و نئی روح پھونک دی ہے۔

لکھنؤ کا جوش و خروش ہنوز لوگوں میں باقی ہے اور دن بدن لیگ کی طاقت بڑھتی جا رہی ہے۔ لکھنؤ کے اجلاس سے قبل لیگ کے ارا کین کی تعداد فقط چند ہزار تھی مگر آج لیگ کے جھنڈے کے نیچے مسلمانوں جوق در جوق لاکھوں کی تعداد میں آ گئے ہیں اور آ رہے ہیں۔ ہم لوگوں کے نئی جمہوری آئین کے مطابق بارہ صوبوں میں سے دس صوبوں میں صوبائی لیگیں قائم ہو چکی ہیں اور ڈسٹرکٹ و پرائمری شاخیں بھی قرار دی جا چکی ہیں۔ اور بعض قرار دی جانے والی ہیں۔ آج میں فخر کے ساتھ یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہر محب وطن مسلمان مسلم لیگ کے حلقہ میں آ گیا ہے ہر مسلمان کے گھر میں لیگ کا چرچا ہے۔ اگر ہم لوگوں میں بھی جوش و خروش قائم رہا تو بغیر کسی شک وشبہ کے آل انڈیا مسلم لیگ کی طاقت اتنی مستحکم ہو جائے گی کہ اس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے 18 فروری کی تاریخ یوم شہید گنج منانے کے لئے مقرر کی تھی۔ سارے ہندوستان میں جلسے منعقد ہوئے اور لیگ کے دفتر میں جو رپورٹیں آئی ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لیگ کی آواز ملک کے دور دراز گوشوں میں بھی پہنچی۔ ہر چھوٹے اور بڑے شہر کے علاوہ چند دیہاتوں میں بھی لیگ کی اس قرارداد پر عمل کیا گیا۔

ہندوستان کے سارے مسلمانوں کی نظر اس وقت شہید گنج کی مسجد کی طرف لگی ہے اور ہر شخص کے دماغ میں یہی خیال موجزن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کے جذبے واحساس بالکل صحیح و درست و حقیقی ہیں اور مسجد کو منہدم کر کے ان کے مذہبی جذبات میں بہت بڑی ٹھیس لگائی گئی ہے۔ سکھوں کے ایسے

معزز فرقہ کی اس ناروا حرکت سے ہم لوگوں کو افسوس وصدمہ پہنچا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ خیال ہے کہ دونوں جماعتوں کے چند افراد نے اس معاملہ کو اور بھی زیادہ طول دیدیا۔اگر ہر دو فریق کے دلوں میں اخلاقی عہدو پیمان کا احساس ہو جائے اور وہ اپنی اپنی ناروا حرکتوں سے منہ موڑ لیں تو یہ مسئلہ ابھی فوراً حل ہو جائے۔مسلمانوں کو میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ کسی ایک فرقہ کی ہدایت پر عمل کرنے سے اس مسئلہ کا حل ہونا ناممکن ہے۔آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل اس کے متعلق ایک قرارداد منظور کر چکی ہے جس کو میں ابھی اجلاس میں موجود مندوبین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

قرارداد حسب ذیل ہے:-

"شہید گنج کے مسئلوں کے متعلق وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو اپنے اعلان کے ذریعہ یقین دلایا ہے کہ اگر مسلم اراکین کی اکثریت کو اتفاق باوثوق نہ ہو تو وہ وزارت سے مستعفی ہو جائیں گے اس کی ساری ذمہ داری کونسل کے خیال میں پنجاب کی مجلس واضعان قوانین کے مسلم نمائندوں وخصوصاً عوام الناس پر ہوگی کونسل اس بات کی تعریف کرتی ہے کہ سر سکندر حیات خاں اور ان کی حکومت کو اس معاملہ میں کافی دلچسپی ہے اور اس مسئلہ کی نازک صورت ان کے ذہن نشین ہوگئی ہے اور اس مسئلہ کو منصفانہ طور سے حل کرنے کے لئے کوشش کرینگا جو اعلان اُنہوں نے کیا ہے وہ کونسل کے خیال میں بہت ہی بہتر صورت ہیں۔کیونکہ اس حالت میں مسلمانوں وسکھوں کے باہمی دوستانہ تعلقات مستقل ربط ومراسم کے حصول اور اُسے برقرار رکھنے کا یہ بہترین ذریعہ ثابت ہوگا اور دونوں فرقوں کے باہمی حقوق جو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں اسے اور ملک وصوبہ کی فلاح وبہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے فیصلہ کے لئے عدالت نالیہ دیوانی ومجلس واضعان قوانین وحکومت کے پاس جانے کے بجائے بہتر ہوتا کہ ہر دو فریق آپس میں اس کا تصفیہ کر لیتے اور اگر بدنصیبی سے آپس میں سمجھوتہ نہ ہوا تو یہ ملک کے لئے بہت ہی منحوس ومضر ثابت ہوگا اور اس صورت میں کونسل حکومت پنجاب کے اس فیصلہ سے اتفاق رکھتی ہے جس کی رو سے اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اپنے اختیارات کے مطابق وہ کوئی بھی آئینی کارروائی کرنے سے حتی الامکان باز نہ آئے گی اور اس کے متعلق آخری فیصلہ کے لئے پالیسی وطرز عمل کے قرار دینے کا اختیار چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کو حاصل ہے اس لئے کونسل اس اثناء میں اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے ہر قسم کی امداد بہم پہنچانے کے لئے ہمیشہ تیار ہے"

خواتین وحضرات! اب شہید گنج کے متعلق جائز پالیسی و پروگرام و آئندہ طرز عمل کو قرار دینے و مرتب کرنے کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے۔ گیارہ صوبائی مجالس مقننہ میں سے سات کے اندر مسلم لیگ جماعت نے اپنا سکہ جمالیا ہے۔ ان سات صوبائی اسمبلیوں کے مسلم اراکین کی زیادہ تر تعداد کا تعلق مسلم لیگ کی جماعت سے ہے اور دن بدن لیگ پارٹی کی رکنیت میں اضافہ ہو رہا ہے چند صوبوں کے پچھلے اسمبلی کے ضمنی انتخابات کے مقابلہ میں مسلم لیگ کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ لیگ کی کونسل نے مسلمانوں کی اقتصادی تعلیمی واخلاقی اصلاح کے لئے ایک پروگرام تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ کمیٹی کی رپورٹ کا انتظار نہایت دلچسپی کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

صوبہ متحدہ و چند دیگر صوبجات میں جو فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں اس پر ہم لوگ نہایت ہی غم و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ان صوبوں کے کانگریسی وزراء علانیہ طور سے ان فسادات کی ساری ذمہ داری مسلم لیگ والوں کے گلے میں ڈال رہے ہیں۔ حکومت کے ایک وزیر کی زبان سے اس قسم کے بے بنیاد بیانات کا نکلنا کتنا قابل افسوس و ہتک آمیز ہے مسلم لیگ کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے پروپیگنڈے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اگر خداوند پاک کو یہ منظور ہوگا تو مسلم لیگ روز بروز دن دونی و رات چوگنی ترقی کرتی جائے گی۔ چند مہینہ قبل مسلمان ہندوستان میں بے مرکز کے مانند تھے۔ لیکن اب کسی شخص کی مجال نہیں ہے کہ وہ ان پر انگلی سے بھی اشارہ کرے۔ مسلمانوں کو اس کا احساس ہو گیا ہے کہ ان کی نجات کا راز مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے منظم ہو جانے میں ہے اگر ایک بار منظم ہو جائیں تو ان کے دلوں کی ساری خوف و دہشت فوراً خود بخود دور ہو جائے گی۔

سیاسی پروگرام کے علاوہ سب سے اہم ضروری و لازمی چیز جس کا انجام دنیا میں لوگوں کا فرض اول ہے وہ یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس کی منظور شدہ اس قرارداد کو فوراً عملی جامہ سے ملبوس کریں جس کے مطابق اقتصادی و تعلیمی و اخلاقی پروگرام کا اظہار کیا گیا تھا۔ مختلف صوبوں کے لیڈروں و صوبائی لیگ اور ڈسٹرکٹ لیگ سے میری یہ عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ فوراً اس پروگرام کو زیر عمل لانے کے لئے اپنا اپنا قدم اُٹھائیں۔

وقتاً فوقتاً جو مختلف معاملات وقوع میں آ رہے ہیں ان فرائض کی انجام دہی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل حتی الامکان کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھ رہی ہے۔ مختلف صوبوں سے آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل

کے جانےکی منظوری کیلئے جو درخواستیں آئی ہیں یا آئیں گی۔ اس پر غور و خوض کر کے فیصلہ کرنے کے لئے ہم لوگوں نے نواب اسمٰعیل خاں کے زیر عدالت ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔

چند صوبوں میں جو مسلمانوں پر طرح طرح کی سختیاں کی جارہی ہیں اور ان کے ساتھ بے جا سلوک و بے انصافی برتی جارہی ہے ان لوگوں کے اور خصوصاً آل انڈیا مسلم لیگ کے اراکین و کارکنوں نے مرکزی دفتر میں صوبائی حکومت کے خلاف بے انتہا شکایتیں ارسال کی ہیں۔ لہٰذا اس کے متعلق تحقیقات کر کے حسب قاعدہ ضروری کارروائی کو انجام دیکر کونسل و صدر کے پاس اس کی رپورٹ بھیجنے کے لئے کونسل نے راجہ محمد مہدی صاحب کی صدارت میں ایک خاص کمیٹی مقرر کی ہے اور کونسل نے صدر کی حیثیت سے مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ جماعت قائم کرنے کا مجھے مکمل اختیار عطا کیا ہے نیز یہ اختیار عطا کیا ہے کہ وہ اس جماعت کا ساتھ دے جس کی پالیسی و پروگرام آل انڈیا مسلم لیگ سے مطابقت رکھتی ہو۔

اس قرارداد کے مطابق دونوں ہاؤس کے مرکزی و اضعانِ قوانین میں مسلم لیگ پارٹی قرار دی جاچکی ہیں اور مرکزی و اضعان قانون کے آئندہ ہونیوالے اجلاس کے موقع پر آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کی ہدایتوں پر چلتے ہوئے نگران وزیر ہوتے ہوئے مسلم لیگ پارٹی اپنے فرائض کی انجام دہی شروع کردیگی۔

ہری پورہ میں صدر کانگریس و چند دیگر کانگریسی لیڈروں نے ہندو مسلم مسئلہ کو حل کرنے کے لئے خواہش ظاہر کی ہے اور اُس کے مطابق مسٹر گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے مجھ سے جو خط و کتابت کی ہے اور ہنوز ابھی سلسلہ خط و کتابت جاری ہے میں نے ان خطوط کا جواب بھی انہیں ارسال کردیا ہے لیکن باوجود اس کے کانگریس چند پارٹیوں کے علاوہ آل انڈیا مسلم لیگ کو خاص طور سے ختم کردینے کے لئے کوئی کوشش سے باز نہیں آرہی ہے۔ کانگریس کا منشا یہ ہے کہ اولاً فرقہ وارانہ ایوارڈ (کمیونل ایوارڈ) کو مٹا دیا جائے دوسرے جداگانہ انتخابات نہ ہونا چاہئے۔ تیسرے کسی جماعت کے لئے نشستیں مقرر و مخصوص نہ کی جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان نہ تو مجلس واضعان قوانین میں نظر آئیں گے اور نہ میونسپل ڈسٹرکٹ بورڈ میں۔ مثال کے طور پر صوبہ بہار کے نئے طریقہ انتخابات پر غور کیجئے۔ زبان مذہب وتہذیب وغیرہ اساسی حقوق کے متعلق جو کانگریس نے اپنی قرارداد کے ذریعہ اعلان کیا ہے وہ محض کاغذی تجویزیں ہیں۔ کانگریس نے وزارت کے مسند پر جلوہ افروز ہوتے ہی باوجود سخت مخالفت کے مجلس مقننہ میں ترانہ بندے ماترم جاری کیا۔ وہ ہندی کو لازمی زبان قرار دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہے۔ اردو کو مٹانے

کا یہ پہلا زینہ ہے بعد ازیں ہندی میں سنسکرت ادب و ہندو فلسفہ و خیالات شامل کر کے مسلم بچوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے ہندوستان کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی آزادی میں بھی مداخلت شروع کردی گئی ہے کانگریس کا برابر یہ دستور رہا کہ کہنے کو وہ بہت کچھ کہا کرتی ہے لیکن کرتی ہے کچھ اور ہے۔

کانگریس سراسر ہندو جماعت ہے۔ مسلمانوں نے ایک سے زیادہ بار کانگریس کو یہ جتا دیا ہے کہ مذہب' زبان و ذاتی قوانین کے علاوہ مسلمانوں کے لئے جو ایک دوسرا مسئلہ ضروری ہے وہ ان کی زندگی و موت کا ہے اور ان کی آئندہ تقدیر و قسمت کا دارو مدار حکومت و ملک کے انتظام میں ان کے سیاسی حقوق کے حصول و قومی زندگی میں واجب حصہ حاصل ہونے پر ہے اور اس کے لئے وہ اس وقت تک برسر پیکار رہیں گے۔ جب تک کہ ہندو راج کا خواب و خیال کانگریس کے دل و دماغ سے بالکل مفقود نہ ہو جائے گا۔ جب تک کہ مسلمانوں کے قالب میں روح رہے گی اس وقت تک وہ کانگریس کے غلام بننا ہرگز ہرگز گوارہ نہیں کریں گے۔ مسلم لیگ کانگریس یا دیگر ایسی جماعتوں کے ساتھ مساوات کا دعویٰ کرتی ہے۔ مسلم لیگ کی یہ جدوجہد صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا دسترخوان ہر جماعت کے لئے عام طور سے بچھا ہوا ہے اور وہ ہر جماعت کے حقوق کے تحفظ کو اپنا فرض اولین سمجھتی ہیں کانگریس اپنے موجودہ طرز عمل و پالیسی سے بہت بڑی غلطی کر رہی ہے کانگریس کے ہائی کمانڈ کی کوئی پالیسی نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ موقع کے یار ہیں ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان کی حکمرانی بس ان کے ہاتھ میں آ گئی ہے۔ یہ لوگ اس خیال میں پھولے نہیں سمارہے ہیں کہ چھ صوبوں پر ان لوگوں کا مکمل قبضہ ہو گیا ہے اور ساتویں صوبے میں (یعنی سرحد میں بھی بہت حد تک انہی کی شنوائی و اثر ہے۔ اور ڈنکے کی چوٹ وہ یہ اعلان کرتے ہیں اور نیز ان کا یہ خیال ہے کہ بہت ہی جلد بقیہ چار صوبے بھی کانگریس ہائی کمانڈ کے فاتح اعظم کے قدموں میں آ گریں گے۔ جب تک کہ کانگریس اپنے عظمت کے نشہ میں چور رہے گی اور دوسرے کی عظمت و عزت کے احترام کا خیال نہ کرے گی۔ اس وقت تک کسی قسم کا سمجھوتہ بالکل امکان سے باہر ہے۔ لہذا مسلمانوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ کسی پر بھروسہ نہ کریں۔ بلکہ انہیں اپنی جبلی طاقتوں پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ منظم ہو جانے پر جو طاقتیں مسلمانوں کے پاس اکٹھی ہو جائیں گی۔ اس کا انہیں احساس نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو بہت سے مصائب و تکالیف کے دور سے گذرنا ہے۔ ہمارے دشمن ہماری ہستی کو فنا کرنے کے لئے حتی الامکان کوئی دقیقہ نہ اٹھا چھوڑیں گے وہ ہم لوگوں پر مظالم کے پہاڑ توڑیں گے۔ ہم لوگوں کو قتل کریں گے۔

لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ ان تکالیف کے متحمل ہونے کے بعد ہم لوگ اور بھی زیادہ مضبوط اور قوی اور ثابت ہوں گے۔[134]

آل انڈیا مسلم لیگ کا خصوصی اجلاس 18 اپریل 1938ء دوبارہ شروع ہوا۔ یہ اجلاس قراردادوں کے لیے مخصوص تھا اس میں مندرجہ ذیل قراردادیں بحث وتمحیص کے بعد منظور کی گئیں:

پہلی قرارداد کی تحریک سید حسین امام نے کی جو حسب ذیل ہے۔[135]

بنگال اور آسام کی وزارتیں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس بنگال میں فضل الحق اور آسام میں سعد اللہ کی وزارتوں (حکومتوں) کو توڑنے میں کانگرس کی ریشہ دوانیوں کے خلاف اُن کی کوششوں کا اعتراف کرتا ہے اور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ بنگال اور آسام کی ان وزارتوں سے بھرپور دلی تعاون کریں۔

قرارداد پیش کرتے ہوئے سید حسین امام نے ان دوصوبوں کے مسلمانوں میں عدم اتحاد کی مذمت کی اور کہا کہ تاریخ میں پہلی بار بنگال کی اکثریت کو اقتدار نصیب ہوا ہے لیکن ہندو اپنے تاریخی تعصب کی وجہ سے اُسے برداشت نہیں کر سکے۔ مسلم لیگ کانگرس سے اپیل کرتی ہے کہ وہ راہ راست پر آ جائے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے ہتھکنڈوں سے باز آئے۔ اُنہوں نے کولیشن وزارت چھوڑنے والے مسلمان ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ کانگرس کے صحیح عزائم کا ادراک کریں اور واپس مسلم لیگ میں تشریف لے آئیں۔

مسٹر بدرالضحےٰ' خان بہادر حاجی رشید احمد' اشرف الدین چوہدری' سید مرتضےٰ اور جعفر احمد نے اس قرارداد کی حمایت کی جسے منظور کرلیا گیا۔

مسجد شہید گنج

یو۔پی۔ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف چوہدری خلیق الزماں نے مسجد شہید گنج کے تنازعہ کے بارے میں حسب ذیل قرارداد پیش کی:۔

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس 20 مارچ 1938ء کو دہلی میں منعقد ہونے والے مسلم لیگی اجلاس کی قرارداد کی تصدیق کرتا ہے اور حکومت پنجاب کو مسجد شہید گنج کے مسئلہ کے حل کے لئے اپنے تعاون اور امداد کا یقین دلاتا ہے اور چونکہ حکومت پنجاب نے اس مسئلہ کے آبرومندانہ حل کے لئے وعدہ کیا ہے وہ

پورا کرے اور پر امن ماحول پیدا کرے اور امن و امان قائم کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرے۔

جناب خلیق الزمان نے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مسجد شہید گنج کا معاملہ اب صرف صوبائی مسئلہ نہیں رہا بلکہ اب یہ سارے ہندوستان کے لئے اہم مسئلہ کی صورت اختیار کر چکا ہے انہوں نے کہا کہ سرسکندر حیات نے مسلم لیگ کو یقین دلایا ہے کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اپنی بہترین کوششیں کریں گے نیز یہ کہ جونہی مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ مسجد شہید گنج کے مسئلہ پر ان کا رویہ مسلم لیگ کے فیصلہ کے خلاف ہے تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کے لئے تیار ہوں گے۔ یہ ممکن ہے کہ اس مسئلہ پر مسلم لیگ کا فیصلہ سب لوگوں کو مطمئن نہ کر سکے لیکن یہ خیال رہے کہ مسلمان ایک نہایت نازک دور سے گذر رہے ہیں اور انہیں نہایت احتیاط سے کام کرنا ہوگا انہیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کہیں وہ اپنے دشمنوں کو مسلم لیگ کو کمزور کرنے کا کوئی موقع تو فراہم نہیں کر رہے۔

سول نافرمانی کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے خلیق الزماں نے کہا کہ موجودہ حالات کے مدنظر یہ تحریک سرسکندر حیات کی کوششوں میں رکاوٹ ڈال سکتی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے سرسکندر حیات کو یہ مسئلہ حل کرنے کا ایک موقع دیا ہے اور اس مرحلہ پر سول نافرمانی کی دھمکی ان کے لئے پریشانی اور مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔ پنجاب کے پروفیسر عنایت اللہ نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ سرسکندر حیات کو اس مشکل مسئلہ کے حل کرنے کا ایک موقع دیں۔ جب تک اس کو مسلمانوں کے لئے باعزت طور پر حل نہیں کیا جاتا اُس وقت تک پنجاب میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے سول نافرمانی میں حصہ لینے والوں پر کانگرس کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا اور کہا کہ ان کی اس تحریک کا مقصد مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرسکندر کی وزارت کو قائم رہنا چاہئے کانگرس پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب پنڈت نہرو اور مہاتما گاندھی کو مسجد شہید گنج کے مسئلہ پر ثالثی کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے کسی قسم کی مداخلت سے انکار کر دیا۔

جناب حبیب اللہ نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ یہ مسئلہ دو بڑے فرقوں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان ہے اس لئے اس کا حل کرنا کوئی مشکل نہیں اگر بنیا کانگرس کے ساتھ ہوتا تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔ سر اے ایچ غزنوی نے بھی قرارداد کی حمایت کی چنانچہ قرارداد کو منظور کر لیا گیا۔

سرسکندر حیات نے اُردو میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس اجلاس میں ارکان کو اس مسئلہ کے

بارے میں وضاحت کرنے کے لئے آئے تھے جس پر انہوں نے ایک معقول فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے ایوان کو یقین دلایا کہ مسئلہ شہید گنج پر جتنا دکھ ہندوستان کے مسلمانوں کو ہوا اور جس درد و کرب سے وہ گذرے ہیں اُس کا مجھے پورا احساس ہے اور میں اس تکلیف سے مستثنیٰ نہیں' اس مسئلہ کا حل اتنا آسان نہیں۔ اس کے حل کے لئے دور اندیشی' تحمل و بردباری' سیاسی دانشمندی اور سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے۔ مسئلہ کے حل کے بارے میں میرے اعلان کے بعد جس کا ذکر قرارداد میں کیا گیا ہے پنجاب میں ماحول بہت بڑی حد تک ساز گار ہو گیا ہے اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمان اور سکھ دونوں اس مسئلہ کو باعزت طریقہ سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں مجھے یقین ہے کہ اس مسئلہ کا حل ممکن ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری پوزیشن بہت نازک ہے اور میں اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکتا۔ لیکن میں اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ میری کارروائی سے مطمئن نہ ہوں تو میں مستعفی ہونے کو تیار ہوں۔

سر سکندر حیات نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جب مسٹر جناح نے مسلم لیگ کی تنظیم کی تو پہلے پنجاب اور بنگال شامل نہ تھے۔ ان دو مسلم اکثریتی صوبوں کی مسلم لیگ میں عدم شمولیت کی بنا پر مسٹر جناح کی قیادت کو چیلنج کیا گیا۔ دراصل یہ چیلنج ہندوستان کے مسلمانوں کو تھا۔ اس لئے میں نے مسٹر جناح سے مکمل تعاون کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ میں شملہ اور لکھنؤ گیا جہاں مسٹر جناح کو یقین دلایا کہ پنجاب اور بنگال کے مسلمان اُن کے ساتھ ہیں اور کوئی غلط فہمی اُن کو مسلم لیگ سے علیحدہ نہیں کر سکتی۔ سر سکندر حیات نے بنگال کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ پہلے کی طرح پنجاب کے مسلمانوں کی طرح اتحاد و یک جہتی سے کام کریں اور اُن کی طرف سے وقتاً فوقتاً سازشوں کی خبریں نہیں آنی چاہئیں اگر پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں میں اتحاد نہ رہا اور انتشار رہا تو یہ کہ صرف دونوں صوبوں کے لیے نہیں بلکہ دیگر تمام صوبوں کے لئے تباہ کن ہوگا اور ہندوستانی قومیت کو اس سے نقصان پہنچے گا۔

فرقہ وارانہ فسادات

مسٹر ظہور احمد نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی:۔

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ خصوصی اجلاس یو۔ پی' بہار' سی پی' بمبئی اور دیگر صوبوں میں فرقہ وارانہ فسادات اور اُن کے نتیجہ میں مسلمانوں کے بھاری جانی و مالی نقصان پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ مسلم لیگ کی یہ رائے ہے کہ کانگرس حکومتیں اپنے صوبوں میں مسلمان اقلیت کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام

رہی ہیں اور یہ اعلان کرتی ہے کہ اگر کانگرس حکومتوں کی طرف سے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے فوری اقدامات نہ کیے گئے تو اس کے نتائج تمام ملک کے لئے خوفناک ہوں گے۔ یہ اجلاس متاثرہ علاقوں کے دیہاتوں اور شہروں میں فسادات کے دوران مسلمانوں کے حوصلہ اور صبر وتحمل کی تعریف کرتا ہے یہ اجلاس صوبائی مسلم لیگ کی شاخوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ ان فسادات کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کریں اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کو جلد سے جلد اپنی رپورٹ ارسال کریں۔

مسٹر حسین امام نے قرارداد کی تائید کی مسٹر ایم۔اے۔جناح نے کہا کہ مسلم لیگ کونسل نے ذمہ دار ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو مسلم اقلیت کے صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک کے بارے میں تحقیقات کرے گی کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں مسلمان اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اُن کے حالات کو بہتر نہ بنایا جائے اس کے بعد مسٹر محمد علی جناح نے قرارداد پر ووٹ طلب کیے اور اُسے منظور کر لیا گیا۔

سرحدی صوبہ

مسٹر ضیاء الدین نے حسب ذیل قرارداد پیش کی جس کی تائید سرحد اسمبلی میں حزب اختلاف کے رہنما اورنگ زیب نے کی چنانچہ یہ قرارداد منظور کر لی گئی:

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہندوستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ صوبہ سرحد میں مسلمانوں کے خلاف کانگرس کی سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خاص اقدامات کریں''۔

مولانا شوکت علی نے استقبالیہ کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ ملک کی مزید ترقی کے لئے کانگرس کے ساتھ باعزت سمجھوتہ کرنے کو تیار ہے لیکن اس شرط پر کہ کانگرس کو مسلم لیگ پر اعتماد ہو۔ جب مسلمان کانگرس میں شامل تھے تو اُس وقت کانگرس حقیقتاً ایک قومی جماعت تھی لیکن اب اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اگر کانگرس مسلم لیگ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کرنا چاہتی ہے تو اُسے مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑانے کی پالیسی ترک کرنا ہوگی ایسے تماشہ کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ جتنی جلدی ختم ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

مسٹر اے کے فضل الحق نے اجلاس سے اپیل کی کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد کرنے کا عہد کرے۔ انہوں نے کہا کہ وائسرائے ہند ہز ایکسی لینسی لن لتھگو نے اپنی حیثیت کا خیال کیے بغیر یہ بیان داغ دیا کہ ہندوستان کے چھ صوبوں میں انڈین نیشنل کانگرس حکومت کر رہی ہے۔ یہ

بیان دیتے ہوئے وہ یہ فراموش کر گئے کہ چار صوبوں میں غیر کانگرسی وزارتیں حکومت کر رہی ہیں اور اُنہوں نے یہ عزم کیا ہوا ہے کہ وہ ان صوبوں میں کانگرس کو کبھی اقتدار میں آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت پر تنقید کرنے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے۔ اُنہوں نے کہا کہ گزشتہ روز مہاتما گاندھی کو پیغام دیا ہے کہ اُن کی شملہ روانگی سے قبل وہ اُن سے معلومات حاصل کریں۔ اُنہوں نے مہاتما گاندھی کو کیوں یہ پیغام دیا؟ اس لئے کہ وفاق کے مسئلہ کو ابھی حل کرنا ہے اور یہ ممکن ہے کہ وائسرائے کا یہ خیال ہو اور اُن کے مشیروں نے بھی اُنہیں یہ باور کرایا ہو کہ مہاتما گاندھی کے پاس اس مسئلہ کا حل موجود ہے۔

فضل الحق نے کہا کہ مسئلہ کا حل وہاں نہیں ہے۔ ملک کی دیگر جماعتوں سے بھی مشورہ ضروری ہے۔ ہز ایکسی لینسی کو شاید یہ علم نہ ہو لیکن میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کی انتظامیہ سے متعلق کسی بھی قسم کے مسئلہ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے مشورہ کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر چہ مسلم لیگ کی ابھی مناسب طریقہ پر تنظیم نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود اس کی قدر و قیمت ''سینکڑوں کانگرسوں کے برابر'' ہے۔ مسلم لیگ کا ہر رکن اپنی اپنی جگہ ''شیر اور چیتا'' ہے جو اسلام کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے تیار ہے۔

مسٹر ایم۔اے۔ جناح نے اپنے آخری خطبہ میں کانفرنس کی مختلف تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ صوبہ سرحد میں کانگرس کے پروپیگنڈہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ابھی سرمایہ فراہم کرنے کا وقت نہیں آیا اور نہ ہی مسلم لیگ اپنا کوئی اخبار جاری کر سکتی ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ اجلاس بہت کامیاب رہا اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلم لیگ کا رکن بن جائے۔ جہاں تک مسٹر اے کے فضل الحق نے وائسرائے کی مہاتما گاندھی سے ملاقات کا ذکر کیا ہے مسٹر ایم۔اے۔ جناح نے اس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہ وقت آنے والا ہے جب وائسرائے سے بھی اعلیٰ تر حیثیت کی شخصیتیں مسلم لیگ سے مشورہ کریں گی۔ اُنہوں نے کہا مجھے پورا یقین ہے کہ وہ وقت آ رہا ہے' مجھے عوام پر بھرپور اعتماد ہے اور مجھے اُمید ہے کہ عوام مجھے اور مسلم لیگ کو ناکام نہیں ہونے دیں گے۔

اس کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

آل انڈیا مسلم لیگ چھبیسواں سالانہ اجلاس

بمقام پٹنہ 26 تا 29 دسمبر 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا چھبیسواں سالانہ اجلاس قائداعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت 26 دسمبر 1938ء کو پٹنہ میں منعقد ہوا اور مزید تین روز یعنی 27 تا 29 دسمبر 1938ء تک جاری رہا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اجلاس چار روز جاری رہا اور اس کی کارروائی چار نشستوں پر محیط رہی۔

جناب سید عبدالعزیز چیئر مین استقبالیہ کمیٹی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا یہ ایک نہایت تاریخی اجلاس تھا۔ اس اجلاس کے ضمن میں کہا جاتا ہے کہ چالیس ہزار آدمی شریک ہوئے۔ مسلم لیگ کے پرانے اور قدیم اراکین کا بیان ہے کہ اس سے پہلے سالانہ اجلاس کے موقع پر اس قدر عظیم الشان اجتماع کبھی نہیں ہوا تھا۔ ڈائس پر جس قدر نشستیں رکھی گئی تھیں ان میں سے ایک بھی خالی نہ تھی۔ پردہ نشین خواتین بھی ایک اندازے کے مطابق تین ہزار تھیں اور ان کے لیے علیحدہ نشستوں کا انتظام و انصرام تھا۔ قرآن کریم فرقان حمید کی تلاوت سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ سندھ نیشنل گارڈ کا ترانہ

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

بہت ہی پسند کیا گیا اور اس نے پنڈال میں سناٹے اور خاموشی کا عالم طاری کر دیا۔[136]

سید عبدالعزیز بارایٹ لاء صدر مجلس استقبالیہ کا خطبہ

"محترم محمد علی جناح:- حضرات مندوبین اور میرے عزیز حامیان لیگ و معزز حاضرین!

صوبہ بہار کی بیدار بختی سے آج وہ مبارک گھڑی آئی ہے جو ہمیشہ یادگار رہے گی۔

آپ کا خیر مقدم کرنے میں جو مسرت و عزت میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس سے زیادہ انبساط پیدا کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی مگر افسوس! آج خادم کعبہ مولانا شوکت علی مرحوم کی جانکاہ رحلت اور ان کی یاد اس خوشی کو غم سے بدل دیتی ہے۔ مولانا مرحوم کی بے وقت رحلت سے اس وقت اسلامیان ہند کو خصوصاً وہ عظیم صدمہ پہنچا ہے جس کے لئے دنیائے اسلام کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مسلمانانِ ہند

ہندوستان کے بدقسمت مسلمان مغلیہ سلطنت کے خاتمہ کے بعد حیران اور پریشان تھے۔ ان کا چہرہ پژمردہ ان کی جبین غم آلودہ اور ان کی آنکھیں عرصہ تک ڈبڈبائی ہوئی رہیں۔ پہلے یہ انگریزوں سے مرعوب یا رنجیدہ اور متنفر ہوکر بہت سی تحریکوں سے علیحدہ رہے اور کوئی عملی قدم اپنی اصلاح وترقی کے لئے نہیں اٹھایا مگر کچھ عرصہ کے بعد زمانہ کے تغیرات کو محسوس کر کے اُنہوں نے بھی جدوجہد شروع کی۔ 1916ء میں مسلم لیگ نے کانگرس کے دوش بدوش آزادیٔ ہند کا مطالبہ کیا۔ اور برادران وطن کے ساتھ باہمی سمجھوتہ کر کے اس کے حصول کی طرف متوجہ ہوئی۔

مسلمانوں نے اس امر کو ہمیشہ محسوس کیا کہ آزادیٔ ملک کے لئے ہندو مسلم اتحاد ضروری ہے۔ جنگِ عظیم سے پہلے اور اس کے بعد ہندوستان میں آزادی کی جو تحریکیں ہوئیں ان میں مسلمان آگے آگے رہے۔ اُنہوں نے جلیانوالہ باغ میں گولیاں کھائیں۔ پنجاب کے مارشل لا میں سخت سے سخت سزائیں بھگتیں۔ نیز خلافت اور سوراج کی متحدہ تحریک میں ہزاروں کی تعداد میں جیل خانہ گئے۔

سچ تو یہ ہے کہ 21-1920ء کی تحریکیں مسلمانوں کی مرہون احسان ہیں۔ لیکن ملک کی بدقسمتی سے 1928ء میں نہرو رپورٹ نے متحدہ قومیت کی بنیاد کو ہلا ڈالا۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے یہ نقطہ انحراف ثابت ہوا۔ مسلمانوں نے محسوس کیا کہ برادرانِ وطن کا دعویٰ طلب آزادی کے متعلق کس قدر بے بنیاد اور بے معنی ہے اس رپورٹ نے کانگرسی ذہنیت کو جس میں اکثریت ہندوؤں کی ہے بے نقاب کر دیا۔ انہیں وجوہ سے مولانا محمد علی مرحوم نے بھی اس کی شدید مخالفت کی اور ان کی ہمنوائی میں سارے اسلامی ہندوستان نے بھی صدائے احتجاج بلند کی۔ اس رپورٹ سے مسلمانوں کو یہ خطرہ بلکہ یقین ہوا کہ کانگرس ایک دہری حکومت ہندوستان میں قائم کرنا چاہتی ہے۔ جس میں انگریزوں کے فوجی اور خارجی اختیارات تو برقرار رہیں گے۔ لیکن ملکی اور انتظامی اختیارات کانگرس کے ہاتھوں میں آئیں گے اور غریب مسلمان دہرا غلام بن جائے گا۔ کلکتہ کنونشن کے موقع پر جب مسٹر جناح اور مولانا محمد علی مرحوم نے مسلمانوں کی طرف سے اس رپورٹ میں کچھ ترمیموں کی خواہش ظاہر کی تو ہندو رہنماؤں نے ان کے مطالبے کو نہایت حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا۔ پنجاب کے سکھوں کی بھی ایک جماعت اس رپورٹ کے خلاف تھی۔ چنانچہ اس ہنگامہ خیز مخالفت کا یہ اثر ہوا کہ نہرو رپورٹ آخر ہندوؤں ہی کے ہاتھوں دریائے راوی میں غرق کر دی گئی۔ گول میز کانفرنس

کے تاریخی موقع پر بھی مسلمانوں نے بلند نظری وفراغ دلی اور رواداری کا ثبوت دیا تا کہ ہندوستان کی متحدہ قومیت کی بنیاد مستحکم ہو جائے۔

جدید تحریکات

آج قومیت' اشتراکیت' فسطائیت اور خدا جانے کون کون سی تحریکات مسلمانوں کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔ ہر تحریک انہیں اپنی طرف کھینچتی ہے دوسروں کے لئے یہ تحریک جتنا بھی مفید ہو لیکن مسلمانوں کے درد کی دوا نہیں بن سکتی اس قدر متضاد تحریکات کی کشمکش دنیا کے کسی حصہ میں اس وقت نہیں جس قدر ہندوستان میں پائی جاتی ہے اس ملک میں مختلف نسلوں اور مذہبوں کی وجہ سے جو دشواریاں سیاسی' سماجی اور تمدنی مسائل کے حل کرنے میں سدراہ ہیں ان کو ان جدید تحریکات نے اور بھی مشکل تر بنا دیا ہے۔

مسلمانانِ ہند بہت دنوں تک اپنی سادہ لوحی' خوش نیتی اور اخلاص طبعی کی وجہ سے ہر سمت دوڑ گئے لیکن ہر طرف سے ہواؤں کے طوفان اور گرد و غبار کے تھپیڑوں نے انہیں واپس کیا۔ اس کشمکش میں آخر مسلمان کب تک مبتلا رہتے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان بیدار ہوئے اور صحیح معنوں میں اُنہوں نے اپنی تنظیم شروع کی اور قلیل مدت میں اپنے جذبہ قومی' اتحادِ باہمی اور خدماتِ ملکی کا جو ثبوت دیا اور مسلم لیگ کے اندر نئی روح ڈال کر اس کے مفید نصب العین کو قبولیت عامہ کا جامہ پہنایا۔ اس کا منظر آج آپ کے سامنے ہے۔

متحدہ قومیت

مسٹر گاندھی اور ان کے پیرو قومیت کے نام سے ہندوستان کے تمدن کی ترقی صرف ہندوؤں کی تاریخی روایات پر کرنا چاہتے ہیں لیکن ہندوستان میں ایک طبقہ ایسا بھی نظر آتا ہے جو ہندوستان کی متحدہ قومیت کی تعمیر چاہتا ہے وہ ہندو اور مسلمانوں کے مذہبی امتیازات کو مٹا دینا چاہتا ہے اور اس کے بدلے مغربی وضع کی ایک قومیت کی تعمیر کا خواہشمند ہے۔ مذہب کا کھلم کھلا وہ مخالف تو نہیں مگر ایسی غیر ضروری چیز کو صرف ایک خانگی چیز سمجھتا ہے۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اس قدر مذاہب موجود ہوں۔ ہندوؤں کے لئے اس تحریک میں شاید کوئی حرج نہیں۔ چونکہ اکثریت ان کی ہے اور وہ اپنی حکومت کے ذریعہ اپنے تمدنی اثرات کو غالب کر سکتے ہیں اور اس کی ضرورت کو پیش کر سکتے ہیں اور کریں گے لیکن ایسی تحریک مسلمانوں کے لئے بلا شبہ نہایت مضر ثابت ہوگی۔

مسلمان متحدہ قومیت کی تحریک کے صرف اس پہلو کو تسلیم کر سکتا ہے جو ملک کے لئے آزادی اور

اختیارات حاصل کرنے میں مددگار اور ہندوستان کے معاشی مسائل کے حل کرنے میں معاون ہو۔ لیکن وہ اسے کسی طرح قبول نہیں کر سکتا کہ اپنی قومی ہستی کو ہندوستان کی متحدہ قومیت میں ضم کر دے۔ وطن اور روٹی کا بت بنا کر وہ ان کی پرستش نہیں کر سکتا یا وطن کو آزاد کرنے اور روٹی کے مسئلے کو حل کرنے میں کسی کے پیچھے رہنا نہیں پسند کرتا لیکن ایسی متحدہ قومیت جس میں اس کا ملی وجود اس کا خاص تصور زندگی اس کی مخصوص تاریخی روایات اس کے بعض مذہبی شعار اور سیاسی حقوق فنا ہو جائیں۔ اس کے لئے کبھی قابل نہیں ہو سکتے۔

اسلامی اجتماعیت اور مسلم لیگ

حکومت ہند کے آئین کے نفاذ کے بعد جو نئے حالات پیدا ہوئے۔ انکے علاوہ وہ قومی جذبات اور دوسرے محرکات ہیں۔ جو مسلم لیگ کے استحکام اور اسکی زندگی ثانی کا سبب ہوئے۔ اور آج بجا طور سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلم لیگ نے ایک عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی ہے۔ ہندوستان کی تحریک قومیت اور اشتراکیت کے سرسری مطالعہ سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانان ہند کو ان میں سے ایک کو بھی مطمئن نہیں کر سکتی۔ دونوں تحریکات میں ایسے عناصر ہیں جو ہماری قومی زندگی کی خصوصیات کے بالکل خلاف ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو مسلم لیگ کے ذریعہ عظیم الشان کام انجام دینا ہے۔ پہلے انہیں منظم و متحد ہونا ہے تاکہ وہ صرف اپنے لئے ہی مفید نہ ہوں بلکہ ان کا وجود ہندوستان عالم اسلام اور تمام دنیا کے لئے مبارک ثابت ہو۔ مسلمانوں کو تمام جماعت بندیاں ختم کر دینی چاہئے۔ اور ان کو لازم ہے کہ ذات پات کی بنا پر جو اسلامی اصول کے منافی ہے اپنے کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کریں اور جو ان کی تقسیم کر کے کمزور بنانا چاہتے ہیں۔ ان سے ہوشیار ہو جائیں۔ مسلمانان ہند کی صرف ایک جماعت ہونی چاہئے۔ اور وہ جماعت اس وقت مسلم لیگ ہے مسلم لیگ کا ایک آزاد اور مستقل وجود ہے اور اس کے پروگرام میں ذیل کے مقاصد بھی شامل ہیں۔

(۱) یہ مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے جائز حقوق کی محافظ ہوگی۔

(۲) یہ ملک کی آزادی کیلئے جدوجہد کرے گی۔

(۳) یہ اقتصادی ابتری اور معاشی مسائل کو حل کرے گی۔

بعض لوگ شاید یہ سوال کریں کہ کانگریس اور سوشلسٹ پارٹی میں بھی ایسے مقاصد موجود ہیں تو پھر ایک ایسی اسلامی جمعیت کے قیام کی ضرورت کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ کانگریس میں اکثریت ہندوؤں کی ہے جسمیں بیشمار دولتمند سرمایہ دار اور کوتاہ نظر شامل ہیں اس لئے اقلیت کو اپنی حفاظت کے لئے ایک علیحدہ

جماعت قائم رکھنا ضروری ہے۔ ہندوستان نہایت ہی متعصب ملک ہے۔ یہاں اقلیتوں کی قسمت دوسروں کے رحم وکرم پر چھوڑی نہیں جا سکتی ہے۔

سوشلسٹ پارٹی سے بھی مسلمانوں کو اتفاق نہیں ہے اولاً تو وہ مادہ پرستوں کی جماعت ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ اس وقت تو وہ مذہب کو بیکار ہی کہتے ہیں۔ لیکن جب ان کی طاقت کافی بڑھ جائیگی اور ملک پر قبضہ ہو جائے گا تو مذہب اور آزادی ضمیر پر ویسے ہی پابندیاں عائد کریں گے جس طرح روس میں آج کل ہیں۔

دوئم ان کے معاشی حل سے ہمیں کلی اتفاق نہیں ہے وہ نا قابل عمل مساوات چاہتے ہیں۔ وہ ذاتی ملک اور جائیداد کو فنا کر دینا چاہتے ہیں ہم صرف سرمایہ داری کے اس حصہ کو برا اور مضر سمجھتے ہیں۔ جس کے ذریعہ قوم کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچتا ہے اور چند اشخاص کا ملکی اختیارات یا مالیات پر قبضہ ہو جاتا ہے۔

بہر حال مسلم لیگ کا نصب العین خواہ مخواہ کسی کی مخالفت پر مبنی نہیں ہے۔ مسلم لیگ اس نوع کے سیاسی و معاشی پروگرام کا ساتھ دے گی۔ جس کے اصول اسلامیانِ ہند اور دوسری قوموں کے لئے مفید ہوں۔ وہ کاشتکاروں کو زمینداروں کی زیادتی اور ناانصافی سے پریشان اور بدحال نہ ہونے دیگی اور نا قابل عمل وعدوں سے ان کو خوش کر کے پھر انہیں مایوس نہ کرے گی اور نہ خواہ مخواہ ہر زمیندار کو ظالم قرار دے کر ان کے آمدنی کے ذریعہ کو بند کرنے کے لئے کاشتکاروں کو مشتعل کرے گی۔ اور نہ غیر دانشمندانہ صلاح دے گی۔ مزدوروں کے ساتھ خاص ہمدردی رکھتے ہوئے اُن کی ترقی اور اصلاح میں آسانیاں پیدا کرتے ہوئے صنعت اور تجارت کو بھی جو ان کا ذریعہ معاش ہے۔ تباہی سے بچائے گی۔

بعض جماعتوں کی تنگ نظری

محترم حاضرین!

مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی قوت اور مسلمانوں کی تنظیم سے کچھ حضرات اور بعض جماعتیں اپنی تنگ نظری اور غلط فہمی کی وجہ سے مسلمانوں کے حاسد اور دشمن ہو رہے ہیں۔

ہم لوگوں پر اعتراض اور حملہ کرنے والے یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کا مضبوط اور منظم ہو جانا ہندوستان کیلئے ایک نیک فال ہے۔ اگر وہ پراگندہ بیکار ہے تو کسی کی خدمت نہیں کر سکتے اور نہ ان کی شکایات اور مطالبات کا اثر ہو سکتا اور نہ ان کی اصلاح رائے کا جو ملک کیلئے کتنا ہی مفید ہو کوئی وزن ہو سکتا۔

یوں تو مسلمانوں کی عام شکایات کی ایک طویل فہرست ہے۔ جنکا تذکرہ یہاں ناممکن ہے۔ پھر

بھی ایسے اہم مسائل ہیں جو کسی طرح نظر انداز نہیں کیے جاسکتے۔

ودیامندرا سکیم

ودیا مندر اسکیم مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے بالکل ناموزوں ہے اس کے نام ہی میں فرقہ وارانہ ذہنیت پائی جاتی ہے۔ جہاں تک لفظ مندر کا تعلق ہے اسکے معنی لغوی ہیر پھیر سے بدلے نہیں جاسکتے لفظ ''مندر'' متفقہ طور پر ایک خاص مذہبی رنگت کے لئے ہوئے ہیں اور دوسرے لفظوں سے ملکر بھی اپنا مذہبی معنی برقرار رکھتا ہے۔ سی۔ پی (صوبہ متوسط) کے وزیر اعظم مسٹر شکلا کے ایک بیان کے مطابق بھی لفظ مندر قصداً خاص ایک غرض سے ابتدائی تعلیم گاہوں کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ تا کہ اس لفظ سے ہندو بچوں کے مذہبی جذبات میں جوش پیدا ہو۔ حالانکہ سرکاری درس میں تعلیم پانے کی مستحق صرف ایک ہی قوم کے افراد نہیں ہوتے بلکہ مسلمان اور دیگر غیر ہندو بھی ہوتے ہیں۔ مشترکہ تعلیم گاہوں میں اس طرح کا نام اختیار کرنے اور رواج دینے کی مطلق گنجائش نہیں تھی۔

ودیا مندر کی اسکیم کی بنا دوار دھا اسکیم پر قائم ہے۔ جس کے متعلق آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے جو پچھلے دنوں اس شہر میں منعقد ہوئی تھی۔ صاف صاف اپنی رائے ظاہر کردی ہے کہ یہ بالکل ناقص ناکمل اور بعض حیثیتوں سے قدامت پرستانہ اور دقیانوسی اسکیم ہے اور مسلمان بچوں کے قومی مزاج کے صریحاً خلاف اور مضر ہے۔

بندے ماترم

بندے ماترم کو قومی ترانہ قرار دے کر مسلمانوں کو بالعموم اور مسلم طلبا کو بالخصوص کانگرس حکومت اور اس کے ناعاقبت اندیش ہوا خواہوں نے بے حد صدمہ اور رنج پہنچایا ہے۔ اس نغمہ میں بت پرستی کا تخیل اور اس کی تصنیف مسلمانوں سے منافرت پر مبنی ہے۔ ایسی صورت میں کسی مشترکہ جلسے یا تعلیم گاہوں میں اس ترانہ کو جاری کرنے یا اس کی نغمہ سرائی پر اصرار کرنا مسلمانوں کو دُکھ دینا اور برہم کرنا ہے۔

اُردو ہندی تنازعہ

معزز ناظرین:۔ اُردو ہندی کا تنازعہ بھی نہایت ہی تلخ اور مضر صورت اختیار کررہا ہے۔ اُردو جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی کوششوں کی زندہ یادگار ہے۔ کچھ عرصہ سے سیاسی اختلافات کی وجہ سے تعصب کا شکار ہورہی ہے اور آج کانگرسی وزارتوں میں حکمرانہ اقتدار کے ماتحت منائی جارہی ہے اگرچہ بہار کی

حکومت کے دامن پر وہ بدنما دھبہ نہیں ہے جو دوسرے صوبجات کی کانگرسی حکومت کے دامن پر پایا جاتا تھا۔

اُردو ہمہ گیر حیثیت اور عام مقبولیت حاصل کرچکی ہے۔ برما کے دشوار گزار جنگلوں میں اُردو اسکول قائم ہیں۔ سرحد کا پٹھان۔ سندھ کا کاشتکار بمبئی کا تاجر اور بنگلور کا بساطی بھی اُردو جانتا سمجھتا بولتا اور لکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ ہندوستان کے ہر قصبہ میں یہ زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے اس لحاظ سے یہ زبان نہ صرف صوبائی خلیجوں کو پاٹ کر بلکہ سمندر اور پہاڑ کو عبور کر کے ایک ہمہ گیر حیثیت حاصل کرچکی ہے جو ہندی زبان کو نصیب تھی۔ اُردو ادب کی تاریخ گواہ ہے کہ ہندوؤں نے بھی اس زبان کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ ماضی کا ذکر جانے دیجئے۔

آج بھی سرتیج بہادر سپرو منشی دیا نرائن نگم۔ پنڈت برجموہن وتاتریہ کیفی اور ڈاکٹر تاراچند کے زریں خدمات کو کون بھلا سکتا ہے۔ خود ہمارے صوبے کے ممتاز فاضل اور علم دوست ڈاکٹر ستیا نند سنہا (وائس چانسلر پٹنہ یونیورسٹی) نے جنکی سخن فہمی اور اُردو دانی کا ہر شخص معترف ہے۔ چند دن ہوئے اپنے لڑکے کی تقریب شادی کے سلسلہ میں جو دعوت نامہ تقسیم کیا ہے وہ اُردو زبان اور رسم الخط سے تعصب برتنے اور رکھنے والوں کے لئے سبق آموز ہے۔ رقعہ کی عبارت حسب ذیل ہے:-

بفضل خدا میرے نور نظر رادھا کرشن سنہا سلمہٗ کی برات بتاریخ 17 جنوری 1939ء شام کے 3 بجے میرے مکان سے آنریبل جسٹس سکھدیو پرشاد ورما کی کوٹھی پر جائے گی اور بعد واپسی برات اسی رات کے 8 بجے غریب خانہ پر دعوت طعام ہے" اُمید ہے کہ آنجناب تقریب اور کھانے میں شرکت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

اب سرتیج بہادر سپرو کی اس صدارتی تقریر کو ملاحظہ فرمائیں جو 18 دسمبر 1938ء کو یوم اُردو کے جلسہ کے موقع پر الہ آباد میں کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اُردو ہم ہندو مسلم کی وراثت مشترکہ نا قابل تقسیم ہے یہ ہمارے اتحاد کی سب سے بڑی یادگار ہے۔ ہم کئی صدی سے یہ زبان بولتے چلے آتے ہیں۔ میرے باپ دادا میرے بچے سب یہی زبان بولتے ہیں۔ اور کسی حال میں بھی اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ جو لوگ اس میں غیر مانوس سنسکرت اور عربی الفاظ خواہ مخواہ داخل کرتے ہیں۔ وہ زبان کو خواہ مخواہ خراب کررہے ہیں۔ اور جو لوگ اس بناء پر مروجہ اور مانوس الفاظ نکال کر بھدے اور نئے الفاظ داخل کرنا چاہتے ہیں کہ دیہات والے سمجھ سکیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں جسکی شہری اور دیہاتی بول میں فرق نہ ہو۔ یہ ساری

خرابی اس وجہ سے ہے کہ ہماری زبان کو سیاسی مسئلہ بنا لیا گیا ہے زبان لیجسلیٹو اسمبلی نہیں بنا سکتی وہ مجلس قانون ساز ہے زبان ساز نہیں۔ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم فیصلہ کریں کہ کون سے لفظ خارج کریں گے۔ اور کون سے داخل کرنے کے لائق ہے یہ کام ڈاکٹر عبدالحق جیسے اہل زبان اور اہل علم کا ہے۔

میں اس زبان کے لئے اُردو ہی کا لفظ پسند کرتا ہوں جب کوئی میرے سامنے ہندوستانی کا لفظ کہتا ہے تو میرے دل کو تکلیف ہوتی اور مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے۔

سر تیج بہادر نے جن اعلیٰ خیالات کا اظہار کیا ہے وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قومی رجحانات اور مذہبی روایات کے سبب موجودہ فضا میں ہندو ہندی کو ترقی دے گا اور مسلمان اُردو کو لیکن ایک زبان کے حامیوں کو دوسری زبان کی ترقی میں رکاوٹ ڈالنا کسی طرح مستحسن نہیں سمجھا جائے گا۔ مسلمان ہندی زبان کو نہ نقصان پہنچاتا اور نہ پہنچانے کی خواہش رکھتا ہے لیکن متعصب اور ناعاقبت اندیش برادران وطن کا اُردو زبان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اس سے باہمی مغائرت اور منافرت کی خلیج وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔

بہار کی کانگرسی وزارت اور اُردو

حکومت نے کچہریوں کیلئے اُردو کی منظوری تو دیدی ہے لیکن اس وقت تک اسکی حیثیت کاغذی حکم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اُردو زبان کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک طرف ہندوستانی میں اسلامی تہذیب اور اسلامی کلچر سے اس کا گہرا تعلق ہے تو دوسری طرف اس کے ذریعہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے پرانے رشتہ اتحاد کی یادگار قائم ہے اُردو کے ساتھ دشمنی کرنی اسلامی تہذیب کلچر اور ہندو مسلم اتحاد کے ساتھ دشمنی کرنی ہے۔

گائے کی قربانی پر پابندی اور مساجد میں ہندوؤں کا میوزک بجانا

بہار کے مسلمان اقلیت میں ہیں اُن کی آبادی تقریباً 14 فیصدی ہے۔ ان کی اقتصادی و تعلیمی حالت اچھی نہیں ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ ان حالات میں بھی ان کے اندر بہت سی خوبیاں موجود ہیں۔ اگرچہ انقلاب زمانہ کی وجہ سے ان کا پہلا جیسا اثر نہیں۔

آج انتہائی دکھ کیساتھ مجھے اس تلخ حقیقت کا اعلان کرنا پڑتا ہے کہ کانگریسی حضرات نے کراچی کے بنیادی حقوق کے طے شدہ اعلان کو طاقِ نسیاں کا گلدستہ بنا دیا آج قربانی کے مسئلہ میں رسم و رواج کی ایسی قید لگائی جا رہی ہے کہ مسلمان اپنے فرائض کو پورے نہیں سکتا۔ یہ فرائض رواج پر منحصر نہیں اور نہ اکثر

جگہوں میں رواج کا ثبوت دیا جا سکتا ہے۔ چونکہ یہاں قربانی عام طور سے گھروں کے اندر کی جاتی ہے اور اگر چوکیدار کو اس کی اطلاع بھی ہوئی تو عام طور پر ہندو چوکیدار اور ہندو پولیس افسران کے ہونے کے باعث بہت سے علاقوں کی قربانیوں کا اندراج تھانہ کے رجسٹر میں نہیں ہوتا اور پولیس کی مصلحت بھی زیادہ تر یہی ہے کہ کم سے کم جگہوں کے متعلق قربانیوں کا اندراج ہو۔

کیا یہ چیز قابل غور نہیں کہ ایک طرف تو غیر رواداری کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کی فراخدلی اور رواداری کا یہ انداز کہ انہوں نے صوبہ کے کسی حصہ میں ہندوؤں کے کسی حق پر حملہ نہ کیا اور نہ کسی طرح ان کو دکھ پہنچایا۔ سوائے اس کے کہ بعض مقامات پر مسجد کے سامنے باجہ کے ساتھ جلوس گذارنے پر جواب بکثرت نکلنے لگے ہیں۔ اعتراض کیا اور کہیں کہیں اس میں کچھ جھگڑے بھی ہو گئے۔ لیکن ہم لوگوں کی صلاح و ہدایت کی وجہ سے اب کوئی مسلمان جلوس اور باجہ پر مزاحم نہیں ہوتا۔

ہندوؤں کے بعض متعصب طبقہ نے مسلمانوں پر جو دل آزار اور تباہ کن حملہ کئے سیاسی ہیں۔ بیگناہ اور کمزور مسلمانوں کو سزائیں دی گئی ہیں۔ مسلمان اب صرف زبان کے سامنے فرائض سے روکے نہیں جاتے۔ بلکہ ان غذاؤں پر بھی پابندیاں لگائی جارہی ہے۔ اس قسم کا تشدد اور کھانے پینے کی آزادی میں ناجائز رکاوٹ صرف مضحکہ انگیزی کے ہم خیال نہیں بلکہ ایک ظالمانہ اور شرمناک طریقہ انسانی حقوق کے لوٹنے کا ہیں۔

ہندوستانی ریاستوں کے خلاف شورش

ہندو مسلمانوں کے رشتہ کو خراب اور تلخ کرنیوالی ایک لازمی چیز پیدا ہوئی ہے وہ یہ کہ سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدر آباد کو محض تعصب کی بنا پر نقصان پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ دوسری ریاستوں میں بھی کانگرس اور ہندو سبھائی مداخلت کی وجہ سے وہاں کی رعایا میں ایک ہنگامہ برپا ہے لیکن جو صورت دکن کی رعایا کو مشتعل کرنے کے لیے اختیار کی گئی۔ وہ نہایت ہی فتنہ انگیز اور افسوسناک ہے اور اگر یہ چیز جلد سے جلد رد نہ کی گئی تو آئندہ چل کر ہندو مسلمانوں کے درمیان جیسی کشمکش جاری ہے۔ ایک تباہ کن ہولی دار کی شکل اختیار کر لے گی۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ حیدر آباد کے ہندو باشندوں کی تعلیمی اور اقتصادی حالت وہاں کے مسلمان باشندوں سے بہتر ہے اور ان کی شکایات جو پہلے نہ تھیں۔ وہ بیرونی ذرائع سے پیدا کرائی گئی ہیں اور ہندوستان کے طول و عرض میں یہاں تک پچھلے دنوں اس شہر میں ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں غلط واقعات بیان

کر کے حیدرآباد کیخلاف تعصب و دشمنی پھیلائی گئی اور وہاں کے ہندوؤں کے لئے چندہ فراہم کیا گیا۔

کانگریس نے پہلے ماس کنٹیکٹ (Mass Contact) کے ذریعہ مسلمانوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن جب اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ تو اب ذات کی بناء پر اس کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتی ہے۔ اور کچھ نا سمجھ مسلمان اس کا شکار بھی ہو رہے ہیں۔ کانگریس مسلم لیگ کو مسلمانوں کا واحد سیاسی اور قومی ادارہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

کانگریس اپنی طاقت و تنظیم کی بدولت انگریزوں کو مرغوب کرے ان سے جا بیجا داد بھی لے۔ مگر مسلمان ان خبروں سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ کانگریس کو اگر اپنے غم و ضد کا اظہار ہی منظور ہے تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ اس میں صرف مسلمانوں کا نقصان نہیں بلکہ سارے ملک کا ہے بہر کیف ان مسلمانوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی تنظیم کی طرف متوجہ ہو جائیں اور جس جوش و ولولہ اور ایثار و اخلاص کے ساتھ انہوں نے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے۔ اس مستعدی و استقلال کے ساتھ اس کو جاری رکھیں اور جو فضا خدا کے فضل و کرم سے پیدا ہوگئی ہے اس سے فائدہ اُٹھا کر اور قائد اعظم جناب محمد علی جناح اور دوسرے اکابرین قوم کی ہدایات کی روشنی میں مسلم لیگ کو مستحکم و مضبوط تر بنائیں۔ یہی چیز قوم کی معاشی تعلیمی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا ذریعہ ہوگی اور غیر مسلموں کے لئے شمع ہدایت کا کام دے گی اور انہیں بھی نفع پہنچائے گی۔

وہ یہ کہ اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے میں آپ کل حاضرین کا پھر خیر مقدم کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ اسلامیانِ ہند کا یہ عظیم الشان اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب اور ملک و ملت کے لئے خیر فلاح کا سبب ہو۔ آمین [137]

قائداعظمؒ نے خطبہ صدارت فی البدیہہ ارشاد فرمایا

''میں اس اعزاز کے لئے جس سے اہالیان پٹنہ اور بہار نے مجھے نوازا ہے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ امر میرے لئے بڑے اطمینان کا باعث ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ بہار کے اطراف و جوانب اور ہندوستان کے طول و عرض سے اس اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ان لوگوں نے جو زحمت اٹھائی ہے اس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میں ان لوگوں کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے اتنی زبردست محنت کی ہے اور جنہوں نے یہ حیرت انگیز پنڈال تعمیر کیا ہے اور یہ عظیم بالشان انتظامات کئے ہیں۔

اس سے قبل کہ میں ان مسائل سے نمٹوں جن پر ہماری توجہ مرکوز ہے مجھے سب کی طرف سے مولانا

شوکت علی کی رحلت پر اپنے گہرے رنج والم کا اظہار کرنا چاہئے۔ مولانا شوکت علی ایک عظیم انسان تھے۔ وہ ایک ایسے انسان تھے جو اس مقصد کے لئے جس پر انہیں یقین ہو کوئی بھی بلکہ ہر قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار اور آمادہ رہتا تھے۔ وہ میرے رفیق کار اور ذاتی دوست تھے۔ انہوں نے اپنے لئے جو راہ پسند کی کبھی اس سے انچ بھر بھی ادھر یا ادھر نہیں ہوئے اور آخر دم تک بے تکان جذبے کے ساتھ مسلم لیگ کے مقصد کی خدمت کرتے رہے۔

ایک اور عظیم شخصیت ایک عالمی شخصیت جس نے انتقال کیا وہ مصطفیٰ کمال اتاترک تھے۔ ان کی موت سے عالم اسلام کو شدید دھچکہ لگا ہے۔ وہ اسلامی مشرق میں اہم ترین شخصیت کے مالک تھے۔ ایران اور افغانستان میں مصر میں اور بلاشبہ ترکی میں انہوں نے اس امر کا مظاہرہ کیا جو باقی ماندہ دنیا کے لیے وجہ پریشانی بن گیا ہے کہ مسلمان قومیں اپنے اصل روپ میں جلوہ گر ہو رہی ہیں۔ کمال اتاترک کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم ہیرو سے محروم ہو گیا ہے۔ روحانی فیض کے اکتساب کی غرض سے اس عظیم شخصیت کی مثال سامنے رکھتے ہوئے بھی کیا اسلامیان ہند بدستور دلدل میں پھنسے رہیں گے (آوازیں نہیں نہیں)

ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ کے انتقال پر مسلم لیگ پہلے ہی اظہار افسوس کر چکی ہے۔ ان کی رحلت بھی اسلامیان ہند کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ بھی میرے ذاتی دوست تھے اور دنیا کی نفیس ترین شاعری کے خالق تھے۔ جب تک کہ اسلام زندہ رہے گا وہ بھی زندہ رہیں گے۔ ان کی عظیم شاعری اسلامیان ہند کی آرزوؤں اور امنگوں کی بالکل صحیح عکاسی کرتی ہے۔ ہم اور ہمارے بعد آنے والی نسلیں ان سے روحانی فیض حاصل کرتے رہیں گے۔

کانگرس کا جھوٹ

خواتین وحضرات! اب میں مسلم لیگ کی صورت حال کے بارے میں گفتگو کروں گا۔ صرف تین برس قبل ہم نے بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی حکمت عملی اور اس کا پروگرام وضع کیا تھا۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ جو اس جہت میں پیش پیش تھا جسے سیاسی زندگی کہا جاتا ہے ان میں سے بیشتر میں سب نہیں کہتا فکر معاش کے چکر میں تھے۔ وہ اپنی سہولت کے مطابق اپنا مقام تلاش کر لیتے۔ یہ مقام یا تو نوکر شاہی کا کیمپ ہوتا یا دوسرا کیمپ یعنی کانگرس کیمپ۔ جنہوں نے یہ سوچا کہ وہ نوکر شاہی کے کیمپ میں شامل ہو کر اپنے حالات بہتر بنا سکتے ہیں وہ اس میں داخل ہو گئے۔ دوسروں نے خیال کیا کہ انہیں کانگرس کیمپ میں اختیار اور

حاقت حاصل ہو جائے گی وہ ادھر چلے گئے۔ ان کا مطمح نظر یہ تھا کہ وہ اپنے لئے بہترین معاش کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ جہاں تک عوام کا اور میرے عزیز دوستوں مسلمان نوجوان کا تعلق ہے ان سب کی نظریں کانگریس کے جھوٹ نے خیرہ کر رکھی تھیں۔ نوجوان نعرے بازی پر اعتبار کر لیتا ہے۔ کانگریس نے ان کے لئے جو دام ہم زمین پھیلایا تھا وہ اس کے اسیر ہو چکے تھے۔ وہ اس نتیجے میں آ گئے تھے کہ کانگریس مادر وطن کی آزادی کی خاطر لڑ رہی ہے۔ چونکہ وہ خود دیانتدار تھے اس لئے وہ یہ یقین نہیں کر سکے اور لوگ غیر دیانتدار بھی ہو سکتے ہیں۔ انہیں یہ باور کرا دیا گیا کہ دراصل مسئلہ تو اقتصادی ہے اور یہ کہ مزدوروں اور کسانوں کے دال بھات کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ان کے خالص اور سادہ ذہن آسانی سے کانگریس کے دجل وفریب کا شکار ہو گئے۔ جب ہم لوگوں نے جو کانگریس کے اصل کھیل کو سمجھ گئے تھے اور جو کانگری رہنماؤں کی چالوں کا اصل مطلب سمجھتے تھے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ انہیں گمراہ کیا جا رہا ہے تو ہمیں رجعت پسند فرقہ پرست اور نہ جانے اور کیا کیا کچھ کہا گیا۔

1936ء میں یہ صورت حال تھی۔ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ اب حالات بدل گئے ہیں۔ ایک بات بغیر کسی شک وشبہ کے بالکل واضح کی جا چکی ہے کہ کانگریس ہائی کمان مسلمانوں کو محض کانگریس کا نوکر بنا دینا چاہتی ہے۔ انہیں کانگری رہنماؤں کا اردلی بنا دینا چاہتی ہے کانگریس اپنا مطلب نکل جانے کے بعد انہیں استعمال کرنا ان پر حکمرانی کرنا اور اپنے جوتے تلے دبا کر رکھنا چاہتی ہے۔ کانگری رہنما چاہتے ہیں کہ مسلمان غیر مشروط طور پر ہندو راج کے سامنے سپر انداز ہو جائیں یہ کھیل پوری طرح سے آشکار ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس اس کے وافر ثبوت موجود ہیں۔ ان میں سے کچھ ثبوت صدر مجلس استقبالیہ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں پیش کر دیئے ہیں۔ میں انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت واشگاف انداز میں اس ملک کی صحیح صورت حال پیش کی اور ساتھ ہی کانگریس کے عزائم اور مقاصد کی نشاندہی کر دی۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب کانگریس نے فاشیت کے عین شاہی طریقے کے مطابق ہندو مسلم سمجھوتے کی ہر امید کو موت کی نیند سلا دیا ہے۔ کانگریس اسلامیان ہند کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہتی جیسا کہ صدر مجلس استقبالیہ نے اپنے خطبے میں کہا کہ کانگریس چاہتی ہے مسلمان سمجھوتے کو اکثریت کی جانب سے ایک تحفہ سمجھ کر قبول کریں۔ کانگریس ہائی کمان یہ ناقابل فہم دعویٰ کر رہی ہے کہ انہیں پورے ہند کی طرف سے بات کرنے کا اختیار ہے۔ اور یہ کہ وہ تنہا ایفائے عہد کی اہلیت کے مالک ہیں۔ دوسروں سے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک جلیل القدر فرمانروا کی جانب سے تحفہ قبول کریں۔ کانگریس ہائی کمان نے اعلان فرمایا کہ وہ

مسلمانوں کی شکایات دور کر دیں گے اور وہ یہ توقع کرتے ہیں کہ مسلمان اس اعلان کو قبول کر لیں گے۔ میں جملہ متعلقہ لوگوں پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم مسلمانوں کو تحائف کی ضرورت نہیں۔ اسلامیان ہند نے یہ عزم کر لیا ہے کہ ہم اپنے پورے حقوق لے کر رہیں گے۔ لیکن ہم انہیں حقوق کی شکل میں لیں گے تحفوں اور مراعات کی صورت میں نہیں۔ جیسا کہ میں اس سے پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس ملک میں چار قوتیں سرگرم عمل ہیں اول: برطانوی حکومت' دوم: ہندی ریاستوں کے فرمانروا اور ان کے عوام' سوم: ہندو ہیں' چہارم: مسلمان ہیں۔ کانگرس اخبارات جتنا چاہیں شور مچائیں' وہ اپنے صبح کے' سہ پہر کے' شام کے اور رات کے ایڈیشن نکالیں۔ کانگرسی رہنما جتنا چاہیں چیخیں چلائیں کہ کانگرس ایک قومی تنظیم ہے۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سچ نہیں ہے۔ کانگرس ایک ہندو تنظیم کے سوا کچھ نہیں۔ یہی سچائی ہے اور کانگرسی رہنماؤں کو اس کا علم ہے۔ چند مسلمانوں کی موجودگی' چند گمراہ اور بھٹکے ہوئے اور چند بدنیت لوگ اسے ایک قومی تنظیم نہ بنا تے ہیں نہ بنا سکتے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی شخص بھی اس بات سے انکار کرے کہ کانگرس زیادہ تر ایک ہندو تنظیم ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا کانگرس مسلمانوں کی نیابت کرتی ہے؟ (آوازیں: نہیں نہیں)

میں پوچھتا ہوں کہ کیا کانگرس عیسائیوں کی نمائندگی کرتی ہے؟ (آوازیں: نہیں نہیں) میں پوچھتا ہوں کہ کیا کانگرس پست اقوام کی ترجمانی کرتی ہے؟ (آوازیں: نہیں نہیں) کانگرس بلاشبہ ملک کی ایک سب سے بڑی جماعت ہے۔ لیکن یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ کانگرس اپنے لئے جو چاہے لقب اختیار کر لے' کانگرس ہائی کمان قوت کے نشہ میں' ان لوگوں کی طرح جو شراب پی کر بدمست ہو جائیں' جو چاہے دعوے کر لے لیکن اس طرح کے دعوؤں کی وجہ سے کانگرس کی اصل ہیئت تبدیل نہیں ہو سکتی۔ یہ جو ہے سو رہے گی۔ بیشتر ایک ہندو تنظیم۔

کانگرس اور اقلیتیں

اس طرح کے دعوؤں سے کچھ لوگوں کو وہ کچھ عرصے کے لئے فریب دے سکتے ہیں لیکن سب لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فریب میں مبتلا نہیں کر سکتے اور یقیناً مسلمانوں کو تو مزید دھوکہ نہیں دے سکتے۔ مجھے تو یقین ہے میں سمجھتا ہوں اب آپ کو بھی یقین ہو گیا ہو گا' اور وہ بہت سے لوگ جنہیں اب تک یقین نہیں آیا انہیں بھی بہت جلد یقین آ جائے گا اور انہیں جو دیانتداری کے ساتھ اس وقت غلطی کا شکار ہیں یقین ہو جائے گا۔ ان کو نہیں جو بددیانتی کے ساتھ اپنی رائے پر قائم ہیں کہ کانگرس ایک قومی تنظیم ہے۔ یہ

ہمارے ملک کی بدنصیبی ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک المیہ ہے کہ کانگرس ہائی کمان نے یہ تہیہ کر رکھا ہے' پورا عزم کر رکھا ہے کہ وہ اس ملک میں دیگر تمام اقلیتوں اور تہذیبوں کو کچل کر رکھ دے اور ہندو راج قائم کرے۔ وہ بات تو سوراج کی کرتے ہیں لیکن ان کا مطلب صرف ہندو راج ہوتا ہے۔ لیکن بلبلے میں ذرا جلدی ہی سوراخ ہو گیا۔ نئے دستور کے تحت حاصل ہونے والے اقتدار کے نشہ میں بدمست' 6 یا 7 صوبوں میں اکثریت مل جانے سے کانگرس کا پردہ ذرا جلدی ہی چاک ہو گیا۔ جب اسے اقتدار حاصل ہوا تو کانگرس نے کیا کیا؟ قوم پرستی کے ڈھونگ کے باوصف اس نے سیدھا بندے ماترم سے آغاز کر دیا۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ بندے ماترم قومی ترانہ نہیں ہے۔ لیکن اسے اسی حیثیت سے گایا جاتا ہے اور دوسروں پر ٹھونسا جاتا ہے۔ یہ نہ صرف ان کے اپنے اجتماعات میں گایا جاتا ہے بلکہ گورنمنٹ اور میونسپل اسکولوں کے مسلمان بچوں کو بھی اسے گانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مسلمان بچوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بندے ماترم کو قومی گیت تسلیم کریں' کوئی مضائقہ نہیں کہ ان کے مذہبی عقائد انہیں ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ یہ ایک بت پرستانہ اور مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز نغمہ ہے۔

کانگرس کے پرچم کے معاملے کو ہی لے لیجئے۔ مسلمہ طور پر یہ ہند کا قومی پرچم نہیں ہے۔ تاہم ہر شخص کو اس پرچم کا احترام کرنا ہوگا اور ہر سرکاری اور عوامی عمارت پر اس کو لہرایا جائے گا۔ اگر مسلمان اعتراض کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں' کانگرسی پرچم کی ہند کے قومی پرچم کی حیثیت سے نمائش ہونی چاہئے اور مسلمانوں پر مسلط کیا جانا چاہئے۔

پھر ہندی۔ ہندوستان کے معاملے کو لے لیجئے۔ اس موضوع پر صدر مجلس استقبالیہ جو کچھ کہہ چکے ہیں مجھے اس میں اضافے کی ضرورت نہیں۔ کیا کسی شخص کے ذہن میں اب بھی کوئی شبہ ہے کہ ہندی-ہندوستانی کی پوری اسکیم کا مقصد اردو کا گلا گھونٹنا اور اسے دبانا ہے؟ (آوازیں بے شک)

اس کے بعد واردھا کی تعلیمی اسکیم کو لے لیجئے۔ جب یہ اسکیم تیار کی جا رہی تھی تو کیا مسلمانوں کو اس ضمن میں اعتماد میں لیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو پس پشت رکھ کر پوری اسکیم تیار کی گئی اور اس کی جملہ تفصیلات طے کی گئیں۔ اس کے پیچھے کون ذہین و فطین شخصیت ہے؟ مسٹر گاندھی! مجھے یہ کہنے میں کوئی پس و پیش نہیں کہ یہ مسٹر گاندھی ہی ہیں جو اس نصب العین کو تباہ کر رہے ہیں جس سے کانگرس نے آغاز کیا تھا۔ وہ واحد شخص ہیں جو کانگرس کو ہندو مت کے احیاء کے لئے ایک آلہ کار میں تبدیل کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کا مطمح نظر

مقصود ہندو مت کا احیاء اور اس ملک میں ہندو راج قائم کرنا ہے اور وہ اس مقصد کو آگے بڑھانے کی خاطر کانگریس کو استعمال کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی زندگی میں مداخلت

اس نوع کی تعلیمی اسکیم پر مسلمانوں میں جو ردعمل ہو سکتا تھا وہی سارے ملک میں ہوا۔ آپ نے پیر پور رپورٹ دیکھ لی ہے اور اس دستاویز میں جو کچھ مذکور ہے میں اس میں اضافے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اس صورت حال کا ماحصل صرف ایک جملے میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ آج ہندو ذہنیت اور نقطۂ نظر کو احتیاط کے ساتھ پروان چڑھایا جا رہا ہے اور مسلمانوں کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں ہندو فلسفے کو قبول کر لیں۔ کیا مسلمانوں نے اس طرح کا کوئی کام کسی بھی جگہ کیا ہے؟ کیا انہوں نے کسی بھی جگہ ہندوؤں پر مسلمانوں کی ثقافت مسلط کرنے کی کوشش کی ہے؟ اس کے باوجود جب کبھی بھی انہوں نے اپنے اوپر ہندو تہذیب مسلط کرنے کی کوشش کے خلاف ہلکی سی صدائے احتجاج بلند کی ہے ان کو فرقہ پرست قرار دیا گیا اور انہیں نقض امن کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور ان کے خلاف کانگریس حکومتوں کی تشدد مشینری کو متحرک کر دیا گیا۔ بہار میں جو واقعات ہوئے انہیں کو لے لیجئے۔ کانگریس حکومت کے تحت کس کی ثقافت کو دبایا گیا؟ مسلمانوں کی! کس کے خلاف ظالمانہ اقدام کیے گئے' امتناعی احکام جاری کیے گئے اور کن کی گرفتاریاں کی گئیں؟ مسلمانوں کی! مجھے ایک مثال دیجئے۔ میں معلوم کرنے کے لئے اور اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایک مثال جہاں مسلم لیگ نے یا کسی مسلمان فرد نے گذشتہ اٹھارہ ماہ کے دوران اپنی تہذیب ہندوؤں پر ٹھونسنے کی کوشش کی ہو (آوازیں: کہیں نہیں)

مسلمان جاگ گئے ہیں

میں اس معاملہ پر مزید گفتگو کرنی نہیں چاہتا جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا کہہ دیا۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ بات آل انڈیا مسلم لیگ کے لئے وجہ مبارکباد ہے کہ وہ مسلمانوں میں قابل قدر قومی شعور بیدار کرنے میں کامیاب رہی۔ مسلمان' جیسا کہ میں اس سے قبل کہہ چکا ہوں' ان لوگوں کی مانند تھے جو اپنا اخلاقی' ثقافتی اور سیاسی شعور گم کر چکے ہوں۔ ابھی تک آپ اخلاقی' ثقافتی اور سیاسی شعور کے حصول کی حدوں کو چھو بھی نہیں پائے۔ ابھی آپ صرف اس منزل پر پہنچے ہیں جہاں بیداری آئی ہے آپ کے سیاسی شعور کو صرف جھنجھوڑا گیا ہے۔

آج آپ دیکھتے ہیں۔ قطع نظر سے اس امر کے کہ کانگرس کے دعوے درست ہیں یا غلط ہیں۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں نے بڑی حد تک وہ لازمی خصوصیت حاصل کر لی ہے یعنی اخلاقی' تہذیبی اور سیاسی شعور اور یہ ہندوؤں کا قومی شعور بن گیا ہے۔ یہ وہ قوت ہے جو میں چاہتا ہوں کہ مسلمان بھی حاصل کر لیں۔ جب آپ وہ حاصل کر لیں گے تو باور کیجئے' مجھے اس ضمن میں مطلق شبہ نہیں کہ آپ جو چاہیں گے پالیں گے۔ بندوں کو گننا ایک بہت اچھی بات ہو سکتی ہے لیکن یہ بات قوموں کے مقدر کا حتمی فیصلہ تو نہیں کر سکتی۔ ابھی آپ کو قومی شخصیت اور قومی انفرادی وجود کو پروان چڑھانا ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے آپ ابھی اس کے کناروں تک پہنچے ہیں۔ لیکن مجھے اپنی کامیابی کی بڑی امیدیں ہیں۔ اب تک جو واقعات رونما ہوئے ہیں وہ معجزے سے کم نہیں۔ میرے تو کبھی خواب میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ ہم اتنا زبردست مظاہرہ کر سکتے ہیں جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم صرف معاملے کے کناروں تک پہنچے ہیں۔

فلسطین کا مسئلہ

جن مسائل سے ہمیں فوری طور پر نمٹنا ہے اور جو مضامین کمیٹی کے سامنے آ سکتے ہیں مسئلہ فلسطین ان میں شامل ہے۔ مجھے علم ہے کہ فلسطین کے مسئلہ پر مسلمانوں کے جذبات کس قدر برانگیختہ ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اگر عربوں کو جو اپنی قومی آزادی کی جنگ میں مصروف ہیں' امداد کی ضرورت پیش آئی تو مسلمان کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ عربوں کے ساتھ شرمناک سلوک روا رکھا گیا ہے۔ جو لوگ اپنے ملک کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں انہیں دہشت گردوں کا نام دیا گیا ہے اور ان پر ہر طرح کا تشدد کیا جا رہا ہے۔ اپنے وطن کا دفاع کرنے والوں کو سنگین کی نوک اور مارشل لاء کی مدد سے دبایا جا رہا ہے۔ لیکن کوئی قوم' کوئی لوگ جو قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں اس وقت تک کوئی عظیم شے حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اس کے لئے عظیم قربانیاں پیش نہیں کرتے' جو آج کل فلسطین کے عرب پیش کر رہے ہیں۔ ہماری تمام تر ہمدردیاں ان بہادر شہیدوں کے ساتھ ہیں جو غاصبوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ زبردست ناانصافیاں کی جا رہی ہیں جو برطانوی سامراج بین الاقوامی صیہونیت کو خوش کرنے کے لئے بدنیتی کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہے۔

ہندوستانی ریاستیں اور کانگرس

ایک اور سوال جو زیر غور آئے گا وہ وہ صورت حال ہے جو ہندی ریاستوں میں رونما ہو رہی ہے۔

آپ نے اس موضوع پر صدر مجلس استقبالیہ کی گفتگو سنی۔ میں اس سلسلے میں صرف ایک بات کا اضافہ کروں گا۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں ہماری پوری ہمدردی ریاستوں کے عوام کی امنگوں کے ساتھ ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے' جیسا کہ مجھے کانگرس کے اصل مقاصد کے بارے میں یقین ہے کہ ریاستوں کے عوام کے مفاد کی علمبرداری کے محرکات اس سے بہت بعید ہیں' جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ میں صرف ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ ریاستوں میں یہ شورش کیوں برپا کی جارہی ہیں؟ ریاست حیدرآباد میں آریہ سماج اور ہندو مہاسبھا کے نام سے یہ سب قوتیں کیوں بے نیام کی جارہی ہیں؟ میں کانگرس سے پوچھتا ہوں کہ وہ کشمیر میں کیا کررہی ہیں؟ آریہ سماجی' ہندو مہاسبھا اور کانگرسی قوم پرست' اخبارات اور کانگرس کے تابع فرمان اخبارات ریاست کشمیر کے معاملات میں خاموش کیوں ہیں؟ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ کشمیر ہندو ریاست ہے؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ریاست کشمیر کی آبادی کی عظیم اکثریت مسلمان ہے؟ ہندی ریاستوں کے عوام سے کانگرس کی غم خواری کے اصل مطلب کے بارے میں مجھے کوئی شبہ نہیں۔ مسٹر سوبھاش چندر بوس نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ کانگرس ہندی ریاستوں کے عوام کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہتی ہے۔ کیا میں یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ کیا وہ صرف ان لوگوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں جو ہندو ہیں' یا مسلمانوں کے ساتھ بھی؟ مسلم لیگ کے موجودہ دستور کے مطابق لیگ ہندوستانی ریاستوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کرسکتی۔ لیکن میں یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ اگر کانگرس مسلمان ریاستوں مثلاً حیدرآباد میں بدنیتی پر مبنی اپنی مہم چلاتی رہی جیسا کہ بلاشبہ اس وقت اس کی مہم ظاہر کرتی ہے تو مسلم لیگ کو ریاستی معاملات میں مداخلت کے سوال پر ازسرنو غور کرنا ہوگا۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ہندو ریاستوں میں ظالموں اور ان کے استحصال کی خواہش کرنے والوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتے۔

وفاق کے بارے میں کانگرس کا ڈھونگ

اگلا سوال جس پر آپ کو غور کرنا ہے وہ وفاق ہے۔ آپ کانگرس کو یہ کہتے رہنے دیجئے کہ وہ وفاق کو کبھی قبول نہیں کریں گے لیکن مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ میں کانگرس کے اعلانات کا مطلق اعتبار نہیں کرتا۔ کانگرس اس ضمن میں بھی قلابازی کھائے گی جس طرح اس نے دستور کے صوبائی جزو کے سلسلہ میں قلابازی کھائی۔ پچھلے دنوں مسٹر سبھاش چندر بوس کے اس اعلان کا بہت زور شور تھا کہ اکا دکا کانگرسی ادھر ادھر خواہ کچھ بھی کیوں نہ کہیں' کانگرس نے من حیث المجموع وفاق کو مکمل طور پر مسترد کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ میں اس

طرح کے اعلانات کا یقین نہیں کرتا۔ میں ایک اور کانگرسی رہنما سے واقف ہوں جنہوں نے کہا کہ کچھ نظر ثانی اور ترمیم و تنسیخ سے وہ مطمئن ہو جائیں گے اور اگر انتخاب کا اصول تسلیم کر لیا جائے تو اس سے کانگرس کو تسکین ہو جائے گی۔ پھر ایک اور رہنما نے اعلان کیا کہ اگر وفاقی اسکیم کو اس طور پر بدل دیا جائے کہ جس سے آزادی کا شائبہ نظر آنے لگے تو شاید کانگرس اسے چلا سکے اور اس طرح ناپسندیدہ اور ناقابل عمل وفاقی دستور کو شاید پسندیدہ اور قابل عمل بنایا جا سکے۔ میں کہتا ہوں کہ کانگرسی رہنماؤں کی اس چال کا مقصد مسلمانوں کو ایک بار پھر دھوکہ دینا ہے۔ تاہم میں ان رہنماؤں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو مزید فریب نہیں دے سکتے۔ اب مسلمان وہ نہیں ہیں جو تین برس پہلے تھے۔ کانگرس کا سارا کھیل یہ ہے اور یہ رہا ہے کہ وہ اس ملعون سخت ناقابل اعتراض اور ناقص دستور میں واضح اکثریت حاصل کریں جس سے وہ لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں اکثریت حاصل ہو جائے تو وہ بہ ہزار مسرت وفاق کو قبول کر لیں گے اور پھر وہ مسلم ثقافت اور تنظیم کو تباہ کرنے اور کانگرس کی فاشسٹ طرز پر واحد مطلق العنان تنظیم کے طور پر تعمیر کرنے کے لئے اپنی مذموم ترکیب کو روبہ عمل لے آئیں گے اور پھر وہ ہندوستان میں ہندو راج کے قیام کے مقصد کو حاصل کر سکیں گے۔

کانگرسی سازشیں

کانگرسی رہنماؤں کو اس بات کا علم ہے کہ ان کا ہدف کیا ہے۔ انہیں سات صوبوں میں اکثریت حاصل ہے اور وہاں کانگرس کی حکومتیں قائم ہیں۔ صرف چار صوبے باقی رہ گئے ہیں۔ کانگرسی رہنماؤں کی حریص نظریں ان صوبوں پر لگی ہوئی ہیں۔ وقتاً فوقتاً وہ اعلان کرتے رہتے ہیں کہ ان صوبوں میں غیر کانگرسی حکومتیں متزلزل ہیں، اپنی اکثریتوں کے باوصف متزلزل ہیں اور آخری دموں پر ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ کانگرسی رہنما یہ سمجھتے ہیں کہ ان صوبوں میں وزارتیں بہت زیادہ مستحکم نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان صوبوں میں جہاں بھی ان سے ہو سکے کانگرسی وزارت قائم کر دی جائے۔ میری شمال مغربی سرحدی صوبے کے بعض دوستوں سے بات ہوئی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس صوبے میں ہمارے ہم مذہبوں بھولے بھالے پٹھانوں کو بتایا گیا ہے کہ کانگرس عوام کی بھلائی چاہتی ہے۔ مسلم لیگ سامراج کی حامی ہے اور سامراج کی ایک دوست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ پر سامراج کی دوستی کے الزام سے بڑا جھوٹ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیا میں نے کبھی بھی مجلس قانون ساز کے اندر اور مجلس قانون ساز کے باہر کسی ایک موقع پر سامراج کی حمایت کی ہے۔ مجھے سامراج کا ساتھی ثابت کرنے کا تو ذکر ہی کیا؟ (آوازیں: نہیں نہیں)

مجھے یقین ہے کہ اگر کبھی مسلمانوں میں چند لوگ ایسے تھے جنہوں نے ماضی میں یہ سوچا کہ برطانوی سامراج کے ساتھ دوستی کے ذریعہ ان کی مقصد براری ہوسکتی ہے تو اب تو ان کی بھی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ کسی کی بھی دوست نہیں ہوگی' لیکن اگر مسلمانوں کے مفاد میں ضرورت پیش آجائے تو وہ شیطان سے بھی دوستی کر لے گی! (ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس مرحلہ پر مکمل سکوت نے پورے پنڈال کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے)

مسٹر جناح نے ایک لمحے کے لئے توقف کیا اور پھر سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

یہ بات نہیں ہے کہ ہمیں سامراجیت سے اُنس ہے۔ لیکن سیاست میں بھی کھیل ایسے ہی کھیلنا پڑتا ہے جیسے کہ شطرنج کی بساط پر کھیلا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں اور مسلم لیگ کا صرف ایک دوست ہے اور وہ ہے مسلم قوم' اور مدد کے لئے بھی وہ ایک اور صرف ایک ہی کی طرف دیکھتے ہیں اور وہ ہے اللہ (نعرہ ہائے تحسین)

وفاق کے ضمن میں کانگرس کا کھیل بڑا شاطرانہ ہے۔ اگر کانگرس وفاقی مشین پر قابو پاسکتی ہے تو پھر وفاقی حکومت کی بالواسطہ یا بلاواسطہ قوت کے ذریعے سے کانگرس بنگال میں مسٹر فضل الحق' پنجاب میں سر سکندر حیات خان کی حکومتوں کو بے مایہ بنا سکتی ہے۔ پس اخیر میں کانگرس کے پاس سات صوبے ہوں گے جہاں وہ عطیہ خداوندی کے طور پر عظیم عددی اکثریت سے بہرہ ور ہوگی۔ دیگر چار صوبے جہاں مسلمان غالب ہیں کانگرس ہائی کمان کی جاگیریں بن جائیں گے۔

اگر میرا اندازہ درست ہے تو یہ کانگرس کے منتہائے مقصود ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ کانگرس کی وفاق کی مخالفت دیانتداری پر مبنی نہیں ہے۔ کیا اس کے لئے میں موردِ الزام ہوں؟ کیا میں غلط ہوں؟ (آوازیں: نہیں نہیں)

خواتین وحضرات! اب فیصلہ کرنا آپ کا اور صرف آپ کا کام ہے۔ تمام تر ذمہ داری بھی آپ کی ہی ہوگی۔ آپ زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار ہیں۔ آپ چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے اپنی توجہ نہ بٹنے دیں۔ فلاں اور فلاں کو مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں شامل نہیں کیا گیا اور فلاں فلاں کو مسلم لیگ میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات کی وجہ سے آپ کی توجہ ان اہم مسائل سے نہیں ہٹنا چاہئے جو آج مسلمانوں کو درپیش ہیں۔ آج صبح ہی کچھ نوجوان میرے پاس آئے اور مسلم لیگ کے بعض ارکان کے بارے

میں شکایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ کچھ لوگوں کو جن کا نام لینے کی میں ضرورت محسوس نہیں کرتا' لیگ میں نہیں ہونا چاہئے۔ ان نوجوانوں کو اور دیگر حضرات سے بھی میں کہتا ہوں کہ ابھی تک مسلم لیگ وہ نہیں ہے جو اسے ہونا چاہئے۔ میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو مخلص رہنما نہیں ہیں۔ لیکن مسلم لیگ تو تمام مسلمانوں کی تنظیم ہے۔ یہ آپ کی تنظیم ہے۔ میں اپنے نوجوان دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ مسلم لیگ کو پاک صاف کرنا چاہتے ہیں اگر وہ مسلم لیگ کو عظمت کی انتہائی بلندی پر لے جانا چاہتے ہیں تو اس سے باہر رہ کر اس میں عیب جوئی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کے اندر آجایئے' اور اگر اس میں کوئی برائی ہے تو اسے درست کر دیجئے۔ (تالیاں)

لہٰذا میں ہر شخص سے اپیل کرتا ہوں: مسلم لیگ میں آجایئے! یہ آپ کی تنظیم ہے۔ یہ اس آدمی کی یا اس آدمی کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ آپ کی تنظیم ہے۔ اسے آپ ویسی ہی بنا سکتے ہیں جیسے آپ چاہتے ہیں اور جو آپ کو پسند ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا میں نے کہہ دیا۔ آپ مجھے معاف کریں گے کہ میں نے فی البدیہہ تقریر کی۔ میری صحت نے مجھے اپنی تقریر کو ضبط تحریر میں لانے کی اجازت نہ دی۔ علاوہ ازیں میں پہلے بھی اتنی تقریریں کر چکا ہوں۔

آخری تقریر جو میں نے کی وہ کراچی میں گذشتہ اکتوبر میں کی تھی۔ دیگر مواقع کی طرح اس موقع پر بھی میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اس لئے میرے خیالات خاصے معروف ہیں۔

خواتین وحضرات! یہ امر میرے لئے باعث طمانیت ہے کہ مسلمانوں میں زبردست بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے۔ اُنہوں نے اصل مسائل کا ادراک کر لیا ہے۔ یہ ایک عظیم آغاز ہے۔ اس عظیم آغاز کے بعد اگر آپ اپنی توانائیوں کو صحیح راہ پر لگا دیں اور ایک منظم فوج کی طرح اپنی قوتوں کو مجتمع کریں تو کامیابی آپ کے قدم چوم لے گی۔

اس کے بعد مسٹر جناح نے چند لفظ اردو میں کہے۔ اُنہوں نے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ جب کانگرس نے مسلم عوام سے رابطے کی مہم شروع کی تو اس نے یہ چیلنج دیا کہ مسلمان عوام اس کے ساتھ ہیں۔ یو۔پی میں اسمبلی کے ضمنی انتخابات اور ہزاری باغ کے حالیہ انتخابات میں صوبے نے کانگرس کے چیلنج کا مناسب جواب دے دیا ہے اور اب کانگرس نے مرکزی اسمبلی کے ضمنی انتخاب میں جو مولانا شوکت علی کے انتقال کے باعث ہوا' اپنا امیدوار کھڑا کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

اُنہوں نے دریافت کیا کہ کانگرس کی مسلم عوام سے رابطے کی مہم کو کیا ہو گیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ کانگرس کو اب اس رابطے کے معاملہ کو خیر باد کہہ دینا چاہئے۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناحؒ نے کہا کہ "اب ہمیں کہا جاتا ہے کہ اب سمجھوتے کا کوئی امکان نہیں اور یہ کہ مسلمانوں کو آزادانہ طریقوں کی بنا پر جیتنا ہوگا۔ آیئے انتظار کریں اور دیکھیں کہ وہ "آزاد طریقے" کیا ہیں۔

اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے اُنہوں نے کانگرس کیمپ میں شامل مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ خود اپنی فلاح اور پورے مسلم فرقے کی بہبود کی خاطر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کریں۔

قائد اعظمؒ کا اختتامی خطاب

آل انڈیا مسلم لیگ کے چھبیسویں سالانہ اجلاس کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کو سمیٹتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناحؒ صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کہا کہ اجلاس پٹنہ مسلمانوں کی یک جہتی کے ارتقاء کی تاریخ میں عہد آفریں اجلاس تھا جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے یہ بے حد کامیاب اجلاس تھا جو اُنہوں نے 1913ء سے جب اُنہوں نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی اب تک دیکھا قائد اعظمؒ نے پٹنہ کے عوام کو ان کے نظم وضبط پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپیل کی کہ وہ مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو جائیں۔

مسٹر جناحؒ نے کہا کہ موجودہ اجلاس میں لیگ نے انقلابی نوعیت کا ایک بنیادی اصول منضبط کیا ہے جو اس کے ماضی سے بالکل ہٹ کر ہے یعنی اس نے طے کیا ہے کہ راست اقدام اگر اور جب ضروری ہو۔ ابتک لیگ آئینی حکمت عملی سے وابستہ تھی۔ اُنہوں نے کہا اجلاس پٹنہ 1913ء سے جب اُنہوں نے لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی اب تک کامیاب ترین اجلاس تھا اُنہوں نے پٹنہ کے عوام کو خراج تحسین پیش کیا کہ اُنہوں نے نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ راست اقدام کے ضمن میں اُنہوں نے صبر وتحمل سے کام لینے کی تلقین کی اور مسلمانوں سے کہا کہ وہ لیگ کو منظم کریں تاکہ نو کروڑ مسلمان اس کے پرچم تلے آجائیں۔[138]

قراردادیں جو اس تاریخی اجلاس میں منظور ہوئیں

قرارداد نمبر 1:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اتاترک غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے انتقال پر ملال پر نہایت ہی رنج ودلی حزن اور ملال کا اظہار کرتا ہے کیونکہ آپ کی ہستی اسلامی دنیا میں مدبر کی حیثیت سے ایک بہت بڑی مایۂ

نازہستی تھی انہیں ہی ترکی قوم کی زوال وشکست کے بعد از سرنو تشکیل کا فخر حاصل تھا اور باوجود یورپین طاقتوں کی مخالفت کے ترکی کے دشمنوں کو شکست دیکر بہت ہی قلیل عرصہ میں ٹرکی کو دنیا کی ممتاز طاقتوں میں شامل کرا دیا۔ شرقی اقوام سے صلحنامہ کر کے آپ نے شرق کے سیاسی اختیارات واقتدار وترقی کی کلید اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ آپ کی یاد دنیا کے سارے مسلمانوں کو ہمت، استقلال اور جانبازی کا سبق سکھائے گی۔ اظہار ملال وافسوس کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ ترک قوم کے اس صدمہ عظیم کے موقعہ پر لیگ کے ہمدردانہ تہنیتی پیغامات کو ان کے پاس پہنچا دیا جائے۔

قرارداد نمبر 2:-

مولانا شوکت علی مرحوم نے قوم کے لئے جو بیشمار خدمتیں انجام دیں۔ ان کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ مسلم یونیورسٹی کو قائم کرنے کے لئے آپ نے بڑی کوشش و محنت کی تھی اور خدام کعبہ کی انجمن کے بانیوں میں سے آپ بھی ایک تھے۔ تحریک خلافت کی کامیابی کا آپ کی محنت ومشقت وتشکیل۔ قابلیت میں مضمر تھا۔ جس کے لئے آپ نے قید وبند کی سختیوں کو برداشت کیا۔ مسلمانوں کو نہرو رپورٹ کے خطروں سے بچانے کے لئے آپ نے بڑی کوشش کی اور آخر وقت تک مسلم لیگ کی رہنمائی کے لئے آپ نے جان توڑ کوشش کی۔ آپ کی تگ ودو کا مقصد ہندوستان کی آزادی حاصل کرنا اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں میں صلح کرانا تھا۔ برداشت کا مادہ آپ میں بہت ہی زیادہ تھا اور ایک سچے مسلمان کے مانند وہ اسلام کے نام پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی کی تواریخ میں آپ کا نام بے شک جلی حروف میں لکھا جانے کے قابل ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس آپ کے ایسے معزز لیڈر کی ناگہانی موت کے باعث صدمہ سے چور چور ہے۔ آپ کی شخصیت ہر قسم کی خوبیوں کا مرکز تھی مثلاً ذاتی قربانی۔ اعلیٰ خیال، پچی محبت وغیرہ وغیرہ۔ آپ کی موت سے قوم کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی ناممکن ہے۔ لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ مرحوم کے اقرباء کے ساتھ قلبی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے خدائے برتر سے دعا کرتی ہے۔

قرارداد نمبر 3:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس سرمحمد اقبالؒ مرحوم کے اسلام کا ایک فلسفی صوفی وقومی شاعر ہونے کی حیثیت سے ان کے خدمات کی تحسین کرتا ہے مسلمانوں کو انہوں نے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ وہ اپنی ماضی

روایات سے اپنے مستقبل کو بنائیں۔ اگر چہ وہ ہم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ تاہم اُن کی نظمیں ہم لوگوں کے سامنے ان کو زندہ کر دیتی ہیں اور دنیا کے سارے مسلمانوں کی زندگی و عمل میں روح پھونک دیتی ہے۔ یہ اجلاس ان کی موت پر انتہائی غم و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے خداوند کریم سے یہ دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

قرارداد نمبر 4:-

صوبہ بہار و صوبہ متحدہ اور صوبہ متوسط میں مسلمانوں کے حقوق کو جو کچلا جا رہا ہے اور بار بار متواتر طریقوں سے جو ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں ان صوبوں کی حکومتوں نے مسلمانوں کی اب تک منظور شدہ آئینی طریقوں کا کچھ خیال نہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے ابتدائی حقوق کی محافظت نہیں کی اور ان کی شکایات کو رفع کرنے میں بالکل ناکامیاب ثابت ہوئی ہے لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ خواہش ہے کہ وقت بہت نازک آ گیا ہے۔ اس لئے آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو یہ اختیار دیا جائے کہ ضرورت محسوس کرنے پر اس کے خلاف کوئی تدبیر نکالے و کارروائی شروع کرے۔

اس تجویز کی تحریک عزیز احمد خان (یوپی) نے کی اور عاشق وارثی (بہار) نے تائید کی۔ حسب ذیل حضرات نے اس کی حمایت کی۔

عبدالرؤف شاہ (سی پی) آنریبل سر سکندر حیات خان وزیر اعظم (پنجاب) آنریبل مولوی فضل الحق وزیر اعظم (بنگال) سر اے ایم کے دہلوی (بمبئی) سردار اورنگ زیب خاں (سرحد) عبدالمتین چودہری (آسام) لطیف الرحمٰن صاحب (اوڑیسہ) مولانا ظفر علی خاں صاحب (پنجاب) حاجی عبدالستار حاجی اسحاق سیٹھ۔

قرارداد نمبر 5 :-

آل انڈیا مسلم لیگ بالاتفاق رائے اس فیصلہ پر پہنچی ہے کہ یہودیوں کی حمایت کرنے کے بہانہ سے حکومت نے بیت المقدس میں جو غیر منصفانہ اعلانِ بالفور اور دیگر ناروا ستم کی پالیسی سے اختیار کی ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ برطانوی شہنشاہیت کو مضبوط کرنے کے خیال سے فلسطین کو برطانوی سلطنت میں شامل کرنا چاہتی ہے اور ریاست ہائے عرب کو ایک فیڈ ریشن قائم کر کے دیگر مسلم ریاستوں میں شامل ہونے سے باز رکھنا چاہتی ہے اور فلسطین کی مقدس مقاموں کو وہ آئندہ فوجی نقل و حرکت کا ہوائی و بحری مرکز

بنانا چاہتی ہے اس مقصد کے حصول کے لئے عربوں پر جو جو ظلم وستم ڈھائے گئے ہیں اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ مسلم لیگ کا یہ اجلاس ان عربوں کو جانباز ومجاہد تصور کرتی ہے۔ جو باوجود اس انتہائی ظلم وستم و کشت وخون کے اپنے مقدس وطن وقومی حقوق کی حفاظت وآزادی وطن کے لئے کسی قسم کی قربانی سے باز نہیں آرہے ہیں۔ لیگ کا یہ اجلاس ان کی بہادری وقربانی وہمت پر انہیں تحفہ آفریں پیش کرتا ہوا حکومت برطانیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اگر فلسطین میں یہودی سیلاب کی آمد کو نہ روکا گیا اور ہونیوالی کانفرنس میں اگر مفتی اعظم عربوں کے مشہور لیڈروں کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں کے نمائندوں کو دعوت نہ دی گئی۔ تو کانفرنس ایک مزاح ومضحکہ ہوگی۔

یہ اجلاس یہ اعلان کرتا ہے کہ فلسطین کا مسئلہ ساری دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور اگر حکومت برطانیہ نے عربوں کے ساتھ انصاف سے کام نہ کیا۔ اور دنیا کے مسلمانوں کے مطالبہ کو منظور نہ کیا۔ تو ہندوستانی مسلمان مسلم انٹرنیشنل کانفرنس کے فیصلوں کے مطابق ہر قسم کی قربانی کے پروگرام کے زیر عمل ہوجانے کے لئے تیار ہوجائیں گے۔

لیگ کا یہ اجلاس حکومت برطانیہ کو اس سے بھی آگاہ کردیتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کے چند لوگوں کا یہ خیال ہے کہ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن قرار دیا جائے لہٰذا اگر اس خیال کا عملی جامہ پہنایا گیا تو یہ کارروائی اسلامی دنیا میں ایک مدامی حلبلی وکشاکش پیدا کردے گی۔

اس تجویز کی تحریک مولانا مظہر الدین (یوپی) نے کی مولانا عرفان صاحب نے تائید کی۔ حسب ذیل حضرات نے اس کی حمایت کی۔

شاہ حسین میاں صاحب (بہار) پروفیسر عبدالستار صاحب خیری (یوپی) ابوسعید صاحب۔ مولانا عبدالحمید صاحب (یوپی) پروفیسر عنایت اللہ صاحب (پنجاب) سرسید رضا علی۔ مولانا اکرم خاں صاحب (بنگال) ملک عبدالخالق صاحب (سندھ) مولانا کرم علی صاحب (یوپی)

قرارداد نمبر 6:-

ہندوستان کے مسلمانوں کی اخلاقی واقتصادی وسیاسی اصلاحات کی جنگ میں خواتین کا بھی شریک کارودخیل ہونے کے خیال سے یہ لازمی ہے کہ ان ترقی کرنے کا کافی موقعہ بہم پہنچایا جائے۔ لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس یہ قرار دیتا ہے کہ حسب ذیل مقاصد کی تکمیل کے لئے آل انڈیا مسلم خواتین

کی کمیٹی قائم کی جائے اور انہیں یہ اختیار عطا کیا جائے کہ وہ اس میں تعاون کریں۔

(الف) صوبائی وضلعی مسلم لیگ کے تحت صوبائی وضلعی خواتین سب قائم کرنے کے لئے

(ب) مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے کثیر تعداد میں خواتین کا بھی نام درج کیا جائے۔

(ت) سیاسی بیداری اور سرگرمی پھیلانے کیلئے ہندوستان کی خواتین میں زور وشور کے ساتھ پروپیگنڈہ شروع کیا جائے۔

(ث) مسلم سوسائٹی کی ترقیات کے لئے خواتین کی رہنمائی کرنا وصلاح ومشورہ دینے کے لئے

(پنجاب) بیگم شاہنواز، مسز رشید لطیف، لیڈی جمال خاں، لیڈی عبد القادر

(بنگال) بیگم شہاب الدین، مسز ایم ایم اصفہانی

(بہار) لیڈی سر علی امام مرحوم، بیگم اختر

(آسام) مسز عطاء الرحمٰن مس جے خان

(یوپی) بیگم حبیب اللہ۔ بیگم اعزاز رسول، بیگم وسیم، بیگم محمد علی، بیگم نواب محمد اسمٰعیل خاں، مس راحیلہ خاتون

(دہلی) مسز حسین ملک، مسز نجم الحسن بیگم رحمان

(صوبہ متوسط) مس نادر جہاں آف سیونی، بیگم نواب صدیق علی خاں

(سندھ) لیڈی ہارون، لیڈی ہدایت اللہ، مسز حاتم طیب جی

(بمبئی) مس فاطمہ جناح، مسز فیض طیب جی، بیگم حفیظ الدین

(سرحد) بیگم حاجی سعد اللہ خاں، مسز خواجہ اللہ بخش

(مدراس) مسز عائیشہ کلہامر وحاجی، مسز قریشی

کی تحریک بیگم حبیب اللہ نے کی اور بیگم وسیم نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 7:-

یہ قرار پایا کہ حسب ذیل عہدہ داران منتخب کیے جائیں۔

نواب زادہ لیاقت علی خاں (آنریری سیکرٹری)

راجہ امیر احمد خاں (آنریری خزانچی)

حسین ایم ملک اور کے ایس پی ایم عبد اللہ (آنریری جوائنٹ سیکرٹری)

سردار اورنگ زیب خاں نے اس تجویز کی تحریک کی۔

قرارداد نمبر 8 :-

ہندوستانی ریاستوں کی رعایا کے جائز حقوق و آئینی ترقیات و ان کی شکایات کو رفع کرنے کے خیال سے اتفاق رکھتے ہوئے اور ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے مسلم لیگ اپنی موجودہ پالیسی و پروگرام کے مطابق دیسی ریاستوں کے معاملوں میں مداخلت کرینگی لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اعلان کرتی ہے۔ کہ اگر کانگریس و دیگر جماعتیں ریاست کے معاملوں میں اپنی ناواجب نقل وحرکت سے باز نہ آئیں گی۔تو مجبوراً لیگ کو بھی مسلمانوں کے جائز حقوق کے تحفظ کے لئے ضرورت کے مطابق کوئی عملی کارروائی اختیار کرنا ہوگی۔

آنریبل حسین امام ممبر کونسل آف اسٹیٹ (بہار) نے اس تجویز کی تحریک کی و خان بہادر مشتاق احمد (پنجاب) نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 9:-

یہ قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین وقوانین میں حسب ذیل ترمیمات شامل کئے جائیں۔

دفعہ 6 کے آخر میں لفظ ''2ماہ کے اندر'' کا اندراج کیا جائے دفعہ 2 میں ان کے نمائندے کے عوض میں ایک کے بجائے ''دو'' کیا جائے۔ دفعہ 2 کے آخری جملہ میں لفظ ''سیکرٹری'' کے قبل لفظ ''صدر اور'' کا اضافہ کیا جائے۔

دفعہ 12 میں فل اسٹوپ ہٹا کر آخر میں میں حسب ذیل الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

''اگر کوئی مرد وزن مرکزی دفتر کو نوٹس کی تاریخ سے 2ماہ کے اندر اپنا چندہ نہ ادا کریں تو کونسل کی رکنیت سے ان لوگوں کا نام کاٹ دیا جائیگا۔

دفعہ 13 کے آخر میں حسب ذیل الفاظ شامل کئے جائیں۔

ہر صوبائی کونسل و مجلس عاملہ کے وہ سب بھی غیر سرکاری رکن ہوں گے حسب ذیل نئے قانون کا اضافہ کیا جائے جس کا سلسلہ وار نمبر 145ے ہوگا۔

مسلم لیگ جماعت کے تمام وہ اراکین جو صوبائی مجلس و اضعان قوانین میں ہیں۔وہ مندوبین کی فیس کی ادائیگی پر آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ یا خاص اجلاس کے غیر سرکاری مندوبین ہوں گے۔''

اس قرارداد کی تحریک نواب زادہ لیاقت علی خاں آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے کی۔

قرارداد نمبر 10:-

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت ہند کے 1935ء کے آئین میں شامل شدہ فیڈرل اسکیم کی فی الحال ٹھکرانا پسند نہیں کرتی ہے لیکن اگر وقتاً فوقتاً اس میں کچھ اور شرائط شامل کی گئیں۔ تو لیگ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ حسب ضرورت مسلمان و ہندوستان کی دیگر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کوئی موافق فیصلہ کرے۔

مولانا ظفر علی خان نے اس تجویز کی تحریک کی عبد المجید سندھ نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 11:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس عام طور سے برما کے ہندوستانیوں کے ساتھ وخصوصاً ان مسلمانوں کیساتھ ہمدردی ظاہر کرتا ہے جنہیں وہاں کے فسادات کے موقع پر نقصان عظیم پہنچا ہے اور لیگ حکومت ہند سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ان مسلمانوں کے نقصان کی تلافی کے لئے حکومت برما پر زور ڈالے۔ علاوہ بریں یہ اجلاس آل برما مسلم لیگ سے یہ التجا کرتی ہے کہ برما کے مسلمانوں کے سیاسی معاملوں سے ہندوستان کے مسلمانوں کو آگاہ کرتی رہے۔

اس کی تحریک ظہور احمد صاحب نے کی۔ محمد حسن (مدراس) نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 12:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس دوبارہ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان کے دیگر صوبوں کے مانند برطانوی بلوچستان میں مکمل اصلاحات واختیارات عطا کئے جائیں اور حکومت برطانیہ سے التجا کرتی ہے کہ بغیر کسی توقف کے اس کارروائی پر عمل کرے۔

اس کی تحریک کے بی مشتاق احمد صاحب (پنجاب) نے کی۔ ومولانا جمال الدین عبد الوحاب صاحب (یوپی) نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 13:-

حکومت برطانیہ کی فارورڈ پالیسی جو انڈین ڈیفنس کے نام پر افغانستان و ہندوستان کے شمال مغربی سرحد کے آزاد قبائلی خطہ کو جبراً اپنے قبضہ میں لانا چاہتی ہے وہ ہنوز باوجود اتنا فوجی انتظام کے بھی اپنے مقصد

کے حصول میں ناکامیاب ثابت ہوئی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ سالانہ بے شمار رقم و انسانی نقصان ہو رہے ہیں اور کوئی کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی ہے اور قبیلوں نے واضح طور سے یہ بتادیا ہے کہ وہ غلامی پر اپنی زندگی کے خاتمہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اپنے وطن پر برطانوی قبضہ ہرگز نہ ہونے دیں گے اور اس کے لئے وہ آخری وقت تک حکومت برطانیہ کا مقابلہ کریں گے۔ لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ رائے ہے کہ حکومت برطانیہ حق خودمختاری (Self Determination) کے اصول پر عمل کرتے ہوئے سرحد کی موجودہ پالیسی پر دوبارہ نظر ثانی کرے۔ یہ اجلاس نیز سرحد میں کانگریس کی پالیسی وطرز عمل کی مخالفت کرتی ہے۔ جس کی رو سے کانگریس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قبائلی علاقوں کو بھی منظم علاقوں میں شامل کردیا جائے۔

اس تجویز کی تحریک مولانا ظفر علی خان نے کی۔ محمد ضیاء الدین صاحب (سرحد) نے تائید کی۔

قرارداد نمبر 14:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس یہ قرارداد دیتا ہے کہ جب صوبائی لیگ اپنے مجلس واضعان قوانین و دیگر منتخب جمعیت (جماعت) کے لئے اپنے امیدواروں کے انتخاب کے لئے اپنا اپنا آلۂ کار (Machinery) قائم کرلیں تو صوبائی پارلیمنٹری بورڈ اپنے فرائض کی ادائیگی سے دست بردار ہوجائے گی اور صوبائی لیگ جو اس قسم کی آلہ کار قائم کرے گی۔ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے تحت وزیر نگرانی ہوگی اور اپیل کی صورت میں مجلس عاملہ جو کمیٹی یا کوئی خاص کمیٹی جو مقرر کریگی اس کا فیصلہ ان پر آخری ولازمی ہوگا۔ نیز اجلاس یہ قرار دیتا ہے کہ مرکزی واضعان قوانین کے انتخاب کے لئے حسب ضرورت آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ اس قسم کی آلۂ کار (Machinery) قائم کرے۔

قرارداد نمبر 15:-

چونکہ شریعت اسلام فضول خرچی کو منع کرتا ہے اور ہندوستانی مسلمانوں کی موجودہ پست اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ یہ اجلاس ہندوستان کے مسلمانوں سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ فضول خرچی اور بری رسومات سے باز آئیں اور ہر اخلاقی موقعہ پر اسلامی سادگی کو اختیار کریں اور غیر اسلامی رسومات ورواج کو ترک کردیں۔[139]

خواتین سب کمیٹی

"اب جب کہ یہ ضروری ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی ترقی وتعمیر اور اُن کی سماجی اقتصادی اور

سیاسی جدوجہد میں عورتوں کو مناسب مواقع مہیا کیے جائیں آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم وومینز سب کمیٹی (Women's Sub-Committee) مقرر کرتا ہے جس کے مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد ہوں گے۔

(ا) صوبائی اور ضلعی مسلم لیگ کی شاخوں کے زیر اہتمام صوبائی اور ضلعی سطح پر عورتوں کی سب کمیٹیوں کا قیام

(ب) ہندوستان بھر کی مسلم خواتین میں سیاسی شعور بیدار کرنے کے لئے ایک زبردست پروپیگنڈہ مہم کا اجراء

(ج) مسلم معاشرہ کی بہتری کے سلسلہ میں تمام امور میں خواتین کو ضروری مشورے اور رہنمائی مہیا کرنا۔

پنجاب: بیگم شاہنواز مسز رشید لطیف لیڈی جمال خاں لیڈی عبدالقادر

بنگال: بیگم شہاب الدین مسز ایم۔ایم۔اصفہانی

بمبئی: مس فاطمہ جناح۔مسز فیض طیب جی بیگم حفیظ الدین

یو۔پی: بیگم حبیب اللہ بیگم اعزاز رسول بیگم وسیم بیگم محمد علی بیگم نواب اسمٰعیل خاں مسز راحیلہ خاتون

سی۔پی: مس نادر جہاں آف سیونی بیگم نواب صدیق علی خاں

بہار: لیڈی امام بیگم اختر

آسام: بیگم عطاء الرحمان مس جے۔خاں

سندھ: لیڈی عبداللہ ہارون لیڈی ہدایت اللہ بیگم شعبان مسز حاتم طیب جی

دہلی: مسز حسین ملک مسز نجم الحسن بیگم عبداللہ رحمان

صوبہ سرحد: بیگم حاجی سعد اللہ خاں۔مسز خواجہ اللہ بخش

مدراس: مسز عائشہ کلہا مورو حاجی مسز قریشی

بیگم حبیب اللہ نے قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ اپنی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے۔عورتیں خصوصاً مسلمان عورتیں زندگی کے ہر میدان میں پست ہیں جو ان کی قوم کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں سدراہ کا کام کرتی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمان خواتین نہ صرف خانہ

داری کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری پوری کریں بلکہ انہیں اپنی چاردیواری سے باہر نکل کر جدید دنیا کے مسائل اور موجودہ حالات سے بھی اپنے آپ کو آگاہ کرنا چاہئے اور مسلمانوں کے حقوق اور مفادات کے لئے اپنی بھرپور کوششیں کرنا چاہئیں۔ دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام نے عورتوں کو زیادہ مراعات دی ہیں اور انہیں اُن سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

جب مولوی محمد فاروق نے قرارداد کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے مسلمان خواتین کے پردہ کا ذکر کیا تو اجلاس میں شور مچ گیا۔ انہوں نے کہا کہ پردہ سے سب مسلمانوں کی ترقی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ اجلاس میں موجود قدامت پسند ارکان نے پردہ کی حمایت میں نعرے لگائے اور کہا کہ پردہ ایک مقدس اسلامی شعار ہے۔

صدر نے اس موقع پر مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ ارکان اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں اور واضح کیا کہ قرارداد میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ عورتوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے اپنے آپ کو منظم کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اس جماعت کی بھرپور حمایت کریں۔

قرارداد بھاری اکثریت سے منظور کر لی گئی۔

عہدیداران

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل عہدیداروں کو منتخب کرتا ہے۔

نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب اعزازی سیکرٹری

راجہ امیر احمد خاں صاحب اعزازی خزانچی

مسٹر حسین ایم ملک اور خان بہادر ایس۔ ایم۔ عبداللہ اعزازی جائنٹ سیکرٹریز

قرارداد کی منظوری کے بعد راجہ آف محمودآباد نے مسلم لیگ کے فنڈ فراہم کرنے کے لیے اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ چھ ماہ کے اندر دس لاکھ روپے اکٹھے کرنے کے خواہش مند ہیں۔ یہ رقم مسلم لیگ کے مرکزی فنڈ میں جمع کرائی جائے گی۔ اس کے بعد اجلاس شام تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ شام کے اجلاس میں ہندوستانی ریاستوں کے بارے میں سبجیکٹ کمیٹی کی منظور شدہ قرارداد کی منظوری دی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ ستائیسواں سالانہ اجلاس

بمقام لاہور 22 تا 24 مارچ 1940ء

صدر اجلاس: قائداعظم محمد علی جناحؒ

(قرارداد پاکستان)

قرارداد پاکستان (قرارداد لاہور) ہماری ملی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ امر قابل ذکر اور قابل توجہ ہے کہ جب آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسواں سالانہ جلسے کا افتتاح 22 مارچ 1940ء کے روز ہوا تو وہ کوئی اور دن نہیں تھا وہ جمعۃ المبارک تھا لیکن جہاں تک قرارداد کا تعلق ہے وہ 23 مارچ 1940ء کو ہفتہ کے روز پیش ہوئی اور 24 مارچ 1940ء کے دن جب تمام مندوبین اس کے حق میں تقریریں کر چکے تو بالاتفاق منظوری ہوئی۔

جہاں تک قرارداد لاہور کا تعلق ہے ہم اسے ایک تصور ایک تجویز اور ایک لائحہ عمل سمجھتے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ قرارداد مسلمانان ہند کے ایک منشور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک ایسا منشور جس پر نہ صرف مسلمانان ہند کی آئندہ ترقی اور بقا کا انحصار اور دارومدار تھا بلکہ اسلام کی بقا کا بھی مسئلہ تھا۔ یہی وہ قرارداد ہے جس کے خطوط پر حکمت عملی مرتب کرنے کے بعد مسلمانان ہند حصول پاکستان میں کامیاب و کامران ہوئے۔ یہی وہ بانگ درا ہے جو پیام بیداری کا سبب اور ذریعہ بنی اور یہی وہ فرمان ہے جو نشان منزل بنا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قائداعظمؒ خاکساروں کی فائرنگ کے باوجود 21 مارچ 1940ء کو صبح لاہور تشریف لائے اور خاکساروں اور پولیس کے درمیان تصادم کے باعث ناسازگار فضا اور حالات میں بند موٹر کار میں بیٹھنے کے بجائے کھلی فٹن میں سوار ہوکر "ممدوٹ ولا" (نواب سر شاہنواز خان ممدوٹ کی کوٹھی) چلے گئے اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد سب سے پہلے میو ہسپتال جا کر زخمی خاکساروں کی عیادت کی انہیں تسلی دی اور ان کے دل بڑھائے۔

عصر کی نماز کے بعد قائداعظمؒ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور مسلم لیگ کا سبز ہلالی پرچم لہرا کر پرچم کشائی کی رسم ادا کی۔ روایت ہے کہ اس موقع پر منٹو پارک لاہور (موجودہ اقبال پارک) خیموں کے ایک

سفید شہر کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اس کے وسط میں وسیع و عریض پنڈال تھا' پنڈال کے غربی جانب بڑا ڈائس تھا جس پر کرسی صدارت رکھی گئی تھی۔ ورکنگ کمیٹی کے اراکین بھی ڈائس پر تشریف فرما تھے۔ پنڈال کے مغرب کی طرف مجلس مضامین کا وہ عظیم شامیانہ تھا جس میں 22 مارچ 1940ء کی شب (جمعۃ المبارک) کو طویل بحث کے بعد وہ قرارداد اپنی آخری شکل کو پہنچی جسے "قرارداد پاکستان" کہا جاتا ہے۔

جلسہ گاہ کی وسعت کے بارے میں میاں مغیث انجم لکھتے ہیں:

"منٹو پارک میں مسلم لیگ کے اجلاس کا پھیلاؤ لیڈی ولنگڈن ہسپتال سے لے کر بادامی باغ کے ریلوے اسٹیشن تک تھا۔ تامہ چھمن سنگھ سے متصل رضا کاروں اور دوسرے وفود کے لیے رہائشی خیمے تھے' لنگر تھا اور اس کے بعد کونسل اور ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کے لیے خصوصی پنڈال تھا۔ اس کے اردگرد دوسرے خیمے تھے جن میں آل انڈیا مسلم لیگ کے کیمپ اور دفاتر تھے اور آخر میں عوام کے لیے دریوں پر نشست گاہ تھی۔ ایک اندازے کے مطابق اس پنڈال میں ایک لاکھ آدمیوں کے لیے انتظام تھا۔"

21 مارچ 1940ء کی شام کو مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ہوا' قائداعظمؒ نے صدارت فرمائی۔ نواب زادہ لیاقت علی خان جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے رپورٹ پیش کی۔ اس اجلاس میں مجلس مضامین (سبجیکٹس کمیٹی) میں چند اور ممبروں کا اضافہ کیا گیا۔ پنجاب سے دو نئے ممبر ...... ڈاکٹر محمد عالم اور میاں فیروز الدین احمد لیے گئے۔

22 مارچ بروز جمعۃ المبارک آل انڈیا مسلم لیگ کا عام اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد میاں بشیر احمد بار ایٹ لاء کی مقبول عام نظم:

"ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح"

انور غازی آبادی نے اپنے مخصوص ترمیم میں پڑھی۔ اس کے بعد نواب سر شاہنواز خان آف ممدوٹ صدر مجلس استقبالیہ نے قائداعظمؒ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ خطبۂ استقبالیہ کے بعد قائداعظمؒ مائک پر تشریف لائے۔ ٹائمز آف انڈیا کے خصوصی نامہ نگار کا کہنا ہے:

"قائداعظمؒ نے اردو میں تقریر کا آغاز کیا جسے حاضرین نے نہایت خاموشی سے سنا لیکن ہر شخص صدارتی خطبہ سننے کا متمنی تھا۔ قائداعظمؒ نے فی البدیہہ تقریر کرنے کا ارادہ کیا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ قائداعظمؒ کیا کہنے والے ہیں اُنہوں نے سیاہ اچکن زیب تن کی ہوئی تھی۔ "قائداعظمؒ زندہ باد" کے نعروں میں

اُنہوں نے تقریر شروع کی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔ سامعین اس طرح خاموشی سے تقریر سن رہے تھے "گویا ان پر جادو کر دیا گیا ہو۔"

ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا نے روداد بیان کرتے ہوئے لکھا:

"مسٹر محمد علی جناح نے قریباً ایک سومنٹ تک فی البدیہہ تقریر کی جسے حاضرین جلسہ نے متعدد بار پر جوش تالیوں کی آواز میں سنا۔ حاضرین کی تعداد قریباً ایک لاکھ تھی اور اُن میں متعدد ایسے لوگ بھی تھے جن کے ذہنوں میں "تصور پاکستان کے خالق" اور "اسلام کے مایہ ناز شاعر سر محمد اقبال مرحوم" کی یاد تازہ تھی جن کا مزار مسلم لیگ کے پنڈال سے تھوڑی ہی دور زیر تعمیر ہے۔ یہ ہندوستان کے مسلمانوں کے بڑے اہم نمائندہ جماعت کا ایک اجتماع تھا جہاں اُنہوں نے مسٹر جناح کا خطاب سنا۔ اس اجلاس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ مسلمان خواتین کی ایک بڑی تعداد نے اس قسم کے عوامی اجتماع میں شرکت کی۔"[141]

جیسا کہ قبل ازیں عرض کیا جا چکا ہے قائداعظمؒ نے کچھ دیر اردو میں تقریر کی پھر انگریزی میں اپنا تاریخی خطاب شروع کیا۔ یہ پہلے سے لکھی ہوئی تقریر نہ تھی بلکہ برجستہ اور فی البدیہہ تقریر تھی۔ قائداعظمؒ نے اپنے تاریخی خطبۂ صدارت میں فرمایا:

"ہم ہندوستان کے شمال مشرق اور شمال مغرب کے ان صوبوں کو ایک نئی "اسلامی مملکت" بنانا چاہتے ہیں جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ ہمیں یہ حق حاصل ہے ہونا چاہیے کہ ہم ان صوبوں میں "اسلامی حکومت" قائم کریں۔ آپ نے اعلان کیا کہ:

"ہندوستان کے مسلمان واضح طور پر آزادیٔ ہند کے حامی ہیں مگر یہ آزادی تمام ہندوستان کے لیے ہونی چاہیے صرف ایک طبقے کے لیے نہیں"۔ "مسلم قومیت" کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے واضح کیا:

"مسلمان ایک اقلیت نہیں ہیں، مسلمان کسی بھی تعریف کے لحاظ سے ایک قوم ہیں ...... ایک اور نکتہ ہے جو کافی عرصے سے میرے لیے پریشانی کا باعث بن گیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر نہایت احتیاط اور غور کریں اور وہ ہندو مسلم اتحاد کا سوال۔ گزشتہ 6 ماہ کے دوران میں نے اپنا بیشتر وقت مسلم تاریخ اور مسلم قانون کے مطالعہ میں صرف کیا اور میں یہ سوچنے پر مائل ہوں کہ یہ نہ ہی ممکن ہے اور نہ ہی قابل عمل ...... آپ کو وہ گفتگو یاد ہوگی جو میں نے آپ کو کلکتہ میں سنائی تھی جو میرے حکیم اجمل خان اور

ڈاکٹر کچلو کے درمیان ہوئی تھی۔ حکیم اجمل خان سے زیادہ نفیس مسلمان ہند میں موجود نہیں لیکن کیا کوئی مسلمان رہنما قرآن مجید سے سرتابی کر سکتا ہے؟ میں صرف یہ امید کر سکتا ہوں کہ اسلامی قانون کے بارے میں میرا حصل غلط ہو۔

میں دیانت داری اور خلوص کے ساتھ ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت اور پسندیدگی کا قائل ہوں۔ میں مسلم رہنماؤں پر اعتماد کرنے کے لیے بھی پوری طرح سے آمادہ ہوں لیکن قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے بارے میں کیا خیال ہے؟ رہنما ان سے تو سرتابی نہیں کر سکتے؟۔''

یہ سمجھنا بہت دشوار بات ہے کہ ہمارے دوست اسلام اور ہندومت کی حقیقی نوعیت کو سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں۔ یہ حقیقی معنوں میں مذاہب نہیں ہیں فی الحقیقت یہ مختلف اور نمایاں معاشرتی نظام ہیں اور یہ ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم کی حیثیت میں منسلک ہو سکیں گے ..... ہندوؤں اور مسلمانوں کا دو مختلف مذہبی فلسفوں معاشرتی رسم و رواج اور ادب سے تعلق ہے۔ نہ وہ آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں نہ اکٹھے بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ دراصل وہ دو مختلف تہذیبوں سے متعلق ہیں جن کی اساس متصادم خیالات اور تصورات پر استوار ہے۔ یہ بھی بالکل واضح ہے کہ ہندو اور مسلمان تاریخ کے مختلف مآخذوں سے وجدان حاصل کرتے ہیں۔ ان کی رزم مختلف ہے ہیرو الگ ہیں اور داستانیں جدا ..... ایسی دو قوموں کو ایک ریاست کے جوئے میں جوت دینے کا جن میں سے ایک عددی لحاظ سے اقلیت اور دوسری اکثریت ہو نتیجہ بڑھتی ہوئی بے اطمینانی ہوگا اور آخر کار وہ تانا بانا تباہ ہو جائے گا جو اس طرح کی ریاست کے لیے بنایا جائے گا۔

''قوم کی کسی بھی تعریف کے مطابق مسلمان ایک قوم ہیں اور ان کے اپنے اوطان ہونے چاہئیں اپنے علاقے اور اپنی ریاست۔ ہم آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں کے ساتھ اور امن اور آشتی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے عوام بھرپور روحانی ثقافتی اقتصادی معاشرتی اور سیاسی زندگی میں ترقی کریں۔ اس انداز سے جسے ہم بہترین سمجھتے ہیں اپنے آئیڈیل کے مطابق اور اپنے عوام کی سوچ کے مطابق۔ دیانت کا تقاضا ہے اور ہمارے کروڑوں لوگوں کا اہم مفاد ہم پر یہ مقدس فریضہ عائد کرتا ہے کہ ہم ایسا آبرومندانہ اور پرامن حل تلاش کریں جو سب کے لیے جائز اور منصفانہ ہو۔''

دانشوروں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"میں دانشوروں سے اپیل کرتا ہوں، دنیا کے تمام ملکوں میں دانشور ہی آزادی کی تحریکوں کے سرخیل ہوتے ہیں۔ مسلمان دانشور کیا کرنا چاہتے ہیں؟ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ جب تک کہ آپ اسے اپنے خون میں نہ دوڑا دیں گے جب تک کہ آپ آستینیں چڑھانے پر آمادہ نہیں ہو جائیں گے جب تک کہ آپ وہ سب کچھ قربان کر دینے کے لیے تیار نہ ہوں گے جو قربان کر سکتے ہیں جب تک کہ آپ اپنی قوم کے لیے بے لوثی اور خلوص کے ساتھ کام نہیں کریں گے آپ کبھی بھی اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکیں گے۔"

میں چاہتا ہوں کہ آپ قطعی طور پر اپنا ذہن تیار کر لیں اور پھر ترکیبیں سوچیں اور اپنے لوگوں کو منظم کریں اپنی تنظیم کو مضبوط بنائیں اور پورے ہند میں مسلمانوں کو مجتمع کریں ...... "اسلام" کے خادموں کی حیثیت سے آگے بڑھیں اور اپنے لوگوں کو اقتصادی معاشرتی تعلیمی اور سیاسی طور پر منظم کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ایسی طاقت بن جائیں گے جسے ہر کوئی تسلیم کرے گا۔"

اسی رات (یعنی جمعۃ المبارک) آٹھ بجے سبجیکٹس کمیٹی کا جلسہ منعقد ہوا۔ نوابزادہ لیاقت علی خان نے "قرارداد لاہور" کا متن پڑھ کر سنایا جس میں مطالبہ کیا گیا تھا "ہندوستان کے شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں کو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے باقی ملک سے الگ کر کے "اسلامی ریاست" بنایا جائے۔ قائداعظمؒ چاہتے تھے کہ سبجیکٹس کمیٹی اس اجلاس میں مناسب بحث کے بعد یہ قرارداد منظور کر لے لیکن اراکین نے اس کے بارے میں سوچنے کی مہلت طلب کی اور عذر کیا کہ قرارداد انگریزی میں ہے۔ قائداعظمؒ کی ہدایت پر مولانا ظفر علی خان نے وہیں قرارداد کا (اردو) ترجمہ کیا۔ پنجاب کے وزیراعظم سرسکندر حیات خان نے ترجمے اور متن کا موازنہ کیا۔ بعد میں سرسکندر پاکستان کی اصطلاح سے ہمیشہ گھبراتے رہے۔"

سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس دوبارہ ہفتہ کی صبح کو ساڑھے دس بجے شروع ہوا جو دو بجے دوپہر تک جاری رہا۔

"تاریخ نظریہ پاکستان کے مؤلف کا کہنا ہے کہ "سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس جاری تھا کہ باہر ایک غلغلہ بلند ہوا۔ قائداعظمؒ نے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے؟ کسی نے بتایا کہ شیر بنگال مولوی ابوالقاسم فضل الحق تشریف لائے ہیں۔ فضل الحق پنڈال میں داخل ہوئے ...... قائداعظمؒ (ازراہِ تفنن) یہ کہتے ہوئے اپنی نشست پر بیٹھ گئے کہ:

''شیر آجائے تو میمنے کو چھپ جانا چاہیے۔''

شور کم ہوا اور شیر بنگال بصد عزت واحترام محفل میں بیٹھائے جا چکے تو قائداعظمؒ پھر اٹھے اور کہا:

''اب شیر کو زنجیروں میں جکڑا جا چکا ہے اس لیے میمنہ پھر باہر نکل آیا ہے۔''

سب جیکٹس کمیٹی کے اجلاس میں شریک لوگ ہنستے ہنستے نڈھال ہو گئے۔

قراردادِ لاہور

آل انڈیا مسلم لیگ کا دوسرا کھلا اجلاس 23 مارچ 1940ء (بروز ہفتہ) تین بجے دوپہر قائداعظمؒ کی صدارت میں شروع ہوا۔ پنڈال کچا کچ بھرا ہوا تھا۔ خان بہادر کھوڑو جناب عبدالمجید سندھی اور جی ایم سید ان لوگوں میں شامل تھے جو ڈائس پر بیٹھے تھے۔ شیر بنگال کی آمد پر پنڈال نعروں سے گونج اٹھا۔ نواب زادہ لیاقت علی خان نے سالانہ رپورٹ پیش کی جو منظور کی گئی۔

چونکہ مولوی فضل الحق نے پہلے اجلاس میں شرکت سے معذرت کر لی تھی اس لیے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ عبدالرحمن صدیقی یہ قرارداد کھلے اجلاس میں پیش کریں گے لیکن بعد میں لیاقت علی خان کے مجبور کرنے پر وہ لاہور آئے اور یہ قرارداد لاہور پیش کی تھی۔ چنانچہ 23 مارچ 1940ء کو وہ قرارداد کھلے اجلاس میں پیش کی گئی جسے صرف سات سال کے بعد ایک نئی اسلامی مملکت کی اساس بننا تھا۔ قرارداد کا متن مندرجہ ذیل ہے:

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلم لیگ کونسل اور مجلس عاملہ کی ان قراردادوں کی توثیق کرتا ہے جو دستور کے بارے میں 27 اگست 17 اور 18 اگست اور 22 اکتوبر 1939ء اور 3 فروری 1940ء کو منظور کی جا چکی ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس پرزور طریقے سے اس امر کا اعادہ کرتا ہے کہ انڈیا ایکٹ مجریہ 1935ء کے تحت وفاقی طرز کی حکومت اس ملک کے حالات کے پیش نظر نامناسب اور غیر ممکن العمل ہے اور مسلمان اسے قبول نہیں کر سکتے۔

یہ اجلاس نہایت شدت کے ساتھ اپنے خیال کا اظہار کرتا ہے کہ حکومت برطانیہ کی طرف سے 18 اکتوبر 1939ء کو وائسرائے کے جاری کردہ اعلان کے اس حصے سے ہندوستان کے مسلمان مطمئن نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ہندوستان کے اقلیتی فرقوں اور مختلف جماعتوں کے مشورے سے اس پر دوبارہ نئے سرے سے غور کیا جائے گا مگر اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ جب تک سارے دستور پر نئے سرے سے غور نہ کیا جائے گا اور یہ نیا مسودہ مسلمانوں کی مرضی کے مطابق تیار نہ کیا جائے وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔''

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی تجویز ہے کہ کوئی دستور مسودہ اس وقت تک مسلمانوں کے لیے قابل قبول اور اس ملک میں قابل عمل نہ ہوگا جب تک اس میں وہ بنیادی امور کو شامل نہ کیا جائے۔

جغرافیائی لحاظ سے متصل وحدتوں کی اس طرح حد بندی کی جائے اور ایسا تغیر و تبدل کیا جائے کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے' خودمختار ریاستیں قائم ہو جائیں اور ان میں سے ہر وحدت آزاد اور خودمختار رہو۔

ان وحدتوں میں آباد اقلیتی فرقوں کے مذہبی' ثقافتی' سیاسی اور انتظامی اور دوسرے معاملات کے تحفظ کے لیے ان کے مشورے سے دستور میں تسلی بخش اور کافی انتظامات کیے جائیں۔ اس طرح ہندوستان کے جن خطوں میں مسلمانوں کی اقلیت ہے وہاں دستور میں ان کے اور دوسری اقلیتوں کے مشورے سے ایسے انتظامات کیے جائیں تا کہ ان کے مذہبی' ثقافتی' اقتصادی اور سیاسی نیز دوسرے مفادات کا تحفظ ہو سکے۔

یہ اجلاس مجلس عاملہ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ مذکورہ بالا بنیادی اصولوں کے تحت ایک ایسا دستوری منصوبہ تشکیل دے جس میں آخر کار ان مجوزہ علاقوں کو دفاع' امور خارجہ' رسل و رسائل اور محصولات نیز دوسرے ضروری امور کے مکمل اختیارات حاصل ہوں۔"

تاریخ نظریہ پاکستان کے مؤلف نے تحریر کیا ہے:

"جب 23 مارچ کے کھلے اجلاس میں شیر بنگال، مولوی فضل الحق یہ قرارداد پیش کر چکے تو قائداعظمؒ نے پیچھے رہ کر چوہدری خلیق الزماں سے کہا کہ تم اس کی تائید کرو۔ چنانچہ چوہدری صاحب مائک پر آئے اور انہوں نے اس کی حمایت میں ایک پر زور اور نہایت اثر انگیز تقریر کی۔"

حقیقت حال یہ ہے کہ Evolution of Muslim Political Thought in India کی جلد پنجم میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں اجلاس کی مکمل کارروائی درج ہے۔ ایسی کوئی تحریر درج نہیں جس سے معلوم ہو کہ قائداعظمؒ نے قرارداد پیش ہونے کے بعد چوہدری خلیق الزمان سے کہا اور پھر انہوں نے تائیدی تقریر کی بلکہ صورت حال یوں ہے کہ جب نواب زادہ لیاقت علی خان سالانہ رپورٹ پیش کر چکے تھے تو مولوی فضل الحق نے مذکورہ بالا قرارداد جسے قرارداد لاہور کہا جاتا ہے اور بعد میں "قرارداد پاکستان" کے نام سے موسوم ہوئی' پیش کی۔ قرارداد پیش کرنے کے بعد انہوں نے ایک پُراثر تقریر کی' مولوی فضل الحق کے بعد چوہدری خلیق الزمان' مولانا ظفر علی خان' سردار اورنگ زیب خان اور سر

عبداللہ ہارون نے تائیدی تقاریر کیں۔ نماز کا وقت آنے کے باعث اجلاس اتوار (24 مارچ) تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

چنانچہ تیسرے روز (یعنی 24 مارچ بروز اتوار) اجلاس سوا گیارہ بجے صبح شروع ہوا۔ نواب زادہ لیاقت علی خان نے اعلان کیا کہ قائداعظمؒ قدرے تاخیر سے تشریف لائیں گے۔ چنانچہ نواب ممدوٹ صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ جلسے کی کارروائی کے دوران سیکرٹری جنرل نواب زادہ لیاقت علی خان نے مزید اعلان کیا کہ اسی روز رات ساڑھے نو بجے قرارداد پر بحث کرنے کے لیے کھلا اجلاس ہوگا۔ اسی اثنا میں قائداعظمؒ تشریف لے آئے اور اُنہوں نے کرسی صدارت کو زینت بخشی۔ چنانچہ خان بہادر نواب محمد اسماعیل خان صدر ''بہار'' مسلم لیگ نے قرارداد کی حمایت اور تائید میں ایک مدلل تقریر کی اور قائداعظمؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان کے بعد جناب عبدالحمید خان' قائد مسلم لیگ مدراس نے تائیدی تقریر کی جن کے بعد جناب ابراہیم اسماعیل چندریگر' ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ پارٹی بمبئی اسمبلی نے قرارداد کی حمایت میں تقریر کی۔ جناب چندریگر کے بعد سے عبدالرؤف شاہ صدر سی پی مسلم لیگ نے تائیدی تقریر کی۔ شاہ صاحب کے بعد ڈاکٹر محمد عالم سٹیج پر آئے اور اُنہوں نے نہ صرف قرارداد کی حمایت میں تقریر کی بلکہ قائداعظمؒ کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔ ڈاکٹر محمد عالم کچھ عرصہ پہلے کانگریس کو خیرباد کہہ کر مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے۔ ڈاکٹر محمد عالم کے بعد قائداعظمؒ نے اعلان کیا کہ جناب عبدالرحمن صدیقی جو مصر میں فلسطین کانفرنس میں شرکت کر کے واپس لوٹے ہیں' فلسطین کے بارے میں قرارداد پیش کریں گے چنانچہ اُنہوں نے فلسطین سے متعلق قرارداد پیش کی اور سید رضا علی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس قرارداد کی تائید کی۔ اس کے بعد اجلاس ملتوی ہوگیا۔

اجلاس کی کارروائی دوبارہ نو بجے شروع ہوئی تو صدر جلسہ قائداعظمؒ نے خاکساروں کے بارے میں قرارداد پیش کرتے ہوئے ایک تقریر بھی کی۔ اس کے بعد ''قرارداد لاہور'' پر بحث شروع ہوئی چنانچہ سید ذاکر علی' بیگم صاحبہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا عبدالحمید نے قرارداد کے حق اور تائید میں تقریریں کیں۔

اس کے بعد نواب زادہ لیاقت علی خان نے ''آئین میں ترمیم'' سے متعلق قرارداد پیش کی جو اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ بعد ازاں اراکین/عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس کارروائی کے بعد قائداعظمؒ نے نواب بہادر یار جنگ سے کہا کہ وہ ''اسلام اور جمہوریت'' کے موضوع پر خطاب فرمائیں نواب صاحب موصوف نے اردو میں نہایت مدلل' موثر اور ایمان افروز تقریر کی۔ آخر میں قائداعظمؒ نے

مختصر سا خطاب کیا اور ساڑھے گیارہ بجے شب ''مسلم لیگ زندہ باد'' اور قائداعظمؒ زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں میں اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

قائداعظمؒ کے خطبۂ صدارت ''قرارداد لاہور'' اور تائیدی تقریروں میں آزاد اسلامی مملکت کے لیے کوئی نام استعمال نہیں کیا گیا چنانچہ جس مقرر نے بھی قرارداد کی تائید میں تقریر کی اس نے اسے تقسیم ہند کی قرارداد ہی کہا البتہ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی جوہر نے اپنی تقریر میں اسے ''پاکستان کا ریزولیوشن'' کہا اور وہ بھی اس وجہ سے کہ چوہدری رحمت علی کی کوشش اور سعی سے یہ لفظ مشہور ہو چکا تھا' وہ اس سے واقف تھیں اور ان کو یہ آسان معلوم ہوا کہ ''تقسیم برصغیر (ہند) کی قرارداد کی جگہ اس کو ''پاکستان ریزولیوشن'' کہیں۔ پھر ہندو پریس نے طعن وطنز کے طور پر اس نام کو ایسا اچھالا کہ زبان زد عام ہو گیا۔ بالآخر مسلم لیگ نے یہ خیال آسانی میں ریزولیوشن کا نام ''پاکستان ریزولیوشن'' اور اس دولت (مملکت) کا نام' جس کے قیام کے لیے وہ کوشاں تھی'' پاکستان' ہی قرار دے دیا''

قائداعظمؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری جناب مطلوب الحسن سید کا بیان ہے کہ قرارداد کی منظوری کے بعد قائداعظمؒ نے ان سے فرمایا:

''آج اقبالؒ ہمارے درمیان موجود نہیں۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ دیکھ کر خوش ہوتے کہ ہم نے ان کی آرزو پوری کردی۔''[142]

دوسرا روز (دوسری نشست)

دوسرا اور تیسرا دن قراردادوں کے لیے مخصوص تھا۔ چونکہ یہ قراردادیں تاریخ کا اہم حصہ ہیں اس لئے پیش کی جارہی ہیں:

جمعۃ المبارک کی رات کو ''مجلس مضامین'' (سبجیکٹس کمیٹی) کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تاریخی ''قرارداد لاہور'' کے ڈرافٹ پر غور وخوض اور بحث وتمحیص ہوئی۔ ہفتہ کے روز صبح سویرے کمیٹی کا پھر اجلاس ہوا نیز اسی روز یہی اجلاس صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر دو بجے دوپہر تک جاری رہا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ مجلس مضامین (سبجیکٹس کمیٹی) کے پنڈال کے روبرو سہ پہر پنجاب گورنمنٹ (حکومت پنجاب) کی پالیسی اور حکمت عملی کے خلاف زبردست مظاہرہ ہوا جس میں ''سکندر مردہ باد'' کے نعرے لگائے گئے لیکن مسلم نیشنل گارڈز اور والنٹیرز نے صورت حال پر قابو پالیا۔ اس کے کچھ دیر بعد جب اجلاس کی کارروائی اختتام کو

پہنچی تو قائداعظمؒ نے اجلاس سے خطاب فرمایا اور مجمع کو پرامن اور صابر رہنے کی تلقین فرمائی اور انہیں یقین دلایا کہ مسئلہ زیرغور ہے اور جلد ہی اس کا معقول حل تلاش کیا جائے گا۔ اس دوران ''مسلم لیگ زندہ باد'' اور ''قائداعظمؒ زندہ باد'' کے نعروں کی گونج میں مظاہرین خاموشی کے ساتھ منتشر ہو گئے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا دوسرا کھلا اجلاس قائداعظم محمد علی جناحؒ کے زیرصدارت تین بجے دوپہر شروع ہوا۔ پنڈال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ڈائس پر جو شخصیات جلوہ افروز تھیں ان میں خان بہادر محمد ایوب کھوڑو، مولانا عبدالمجید سندھی اور جی ایم سید وزیر سندھ شامل تھے۔

اس کے بعد نواب زادہ لیاقت علی سیکرٹری جنرل آل انڈیا مسلم لیگ نے سالانہ رپورٹ پیش کی جو منظور کی گئی ازاں بعد مولوی فضل الحق صاحب نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی جسے ''قرارداد لاہور'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے:[143]

قراردادِ پاکستان

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور ورکنگ کمیٹی کی 17-اگست 17 اور 18 ستمبر اور 22 اکتوبر 1938ء اور 3 فروری 1940ء کی آئینی مسئلہ کے بارے میں قراردادوں کو منظور کرتا ہے اور اُن پر جو ایکشن لیا گیا ہے اُس کی بھی توثیق کرتا ہے۔ یہ اجلاس پرزور طریقہ سے دوبارہ یہ وضاحت کرتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ 1935ء میں درج وفاق کی سکیم کو ملک کے موجودہ خاص حالات میں بالکل نامناسب اور ناقابل عمل سمجھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ یہ مسلم انڈیا کے لئے قطعی طور پر ناقابل قبول ہے۔ شاہ معظم کی حکومت کے ایما پر 18 اکتوبر 1939ء کو وائسرائے نے اپنے اعلان میں یہ یقین دلایا تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ 1935ء پر مبنی پالیسی اور پلان پر دوبارہ غور ہندوستان کی جماعتوں، قومیتوں اور دیگر عناصر کے مشورہ سے کیا جائے گا۔ یہ اجلاس اپنے اس پرزور موقف کو ریکارڈ پر لاتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان (مسلم انڈیا) اُس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک کہ اس تمام آئینی پلان (منصوبہ) پر کو نئے سرے سے نظر ثانی نہیں کی جاتی اور انہیں کوئی ایسا نظر ثانی شدہ پلان قابل قبول نہیں ہوگا جو اُن کی منظوری اور مشورہ سے تشکیل نہ دیا گیا ہو۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ قطعی رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ ملک کے لئے قابل عمل نہ ہوگا اور نہ ہی مسلمانوں کو منظور ہوگا جب تک کہ اُسے درج ذیل اصولوں پر تشکیل نہ دیا گیا ہو جغرافیائی طور پر ملحق یونٹوں کی ضروری علاقائی

تبدیلیوں کے بعد ایسے ریجن بنائے جائیں جو مسلم اکثریت کے علاقوں پر مشتمل ہوں جیسا کہ ہندوستان کے شمال مغرب اور شرقی حصوں میں واقع علاقے' ان علاقوں کو ملا کر آزاد ریاستیں بنائی جائیں جن میں شامل یونٹ خودمختار اور آزاد ہوں۔ ان یونٹوں اور علاقوں (ریجن) میں اقلیتوں کے مذہبی' ثقافتی' اقتصادی' سیاسی انتظامی اور دیگر حقوق اور مفادات کی مناسب' موثر اور قانونی تحفظ کی آئین میں ضمانت دی جائے۔ اس سلسلہ میں ان اقلیتوں سے اور ہندوستان کے اُن علاقوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اُن سے ضروری مشاورت کی جائے۔

یہ اجلاس ورکنگ کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ان اصولوں کی بنیاد پر ایک آئینی سکیم تیار کرے جس کی تحت ہر ریجن کو دفاع' امور خارجہ' مواصلات' کسٹمز اور دیگر ضروری محکموں کا اختیار سونپا جائے۔

قرارداد پیش کرتے ہوئے مولوی فضل الحق نے کہا: ''ہم نے قطعی اور غیر مبہم طور پر یہ واضح کر دیا ہے کہ ہم وفاق میں نہ صرف کوئی معمولی ردوبدل چاہتے ہیں بلکہ ہم اس کو مکمل طور پر تبدیل (اور ہال) کرنا چاہتے ہیں تاکہ بالآخر وفاق کا وجود ہی نہ رہے۔ وفاق کا خیال نہ صرف ملتوی بلکہ اسے سراسر ختم ہی کیا جائے۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر کئی بار اور گذشتہ روز بنگال قانون ساز اسمبلی کے ایوان میں میں نے یہ پر زور موقف اختیار کیا کہ ہندوستان کے مسلمان اُن کے مشورہ کے بغیر تیار کردہ کسی آئینی سکیم کو منظور نہیں کریں گے۔ ہم ایسا آئین بالکل نا قابل عمل بنا دیں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ آئین بنانے والوں کو مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کا ادراک ہوگا اور وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کریں گے جس پر انہیں افسوس وندامت ہو۔ ہم نے اپنی پوزیشن نہایت واضح اور صاف کر دی ہے مسئلہ نہایت آسان ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد قریباً آٹھ کروڑ ہے جو سارے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بظاہر یہ تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسلمان ملک کے ہر صوبہ میں تعداد کے لحاظ سے کمزور پوزیشن میں ہیں۔ پنجاب اور بنگال میں ہم موثر اکثریت میں ہیں لیکن دوسری جگہوں پر نا اُمیدی کی سطح تک ہم اقلیت میں ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ ملک میں جو بھی آئین نافذ کیا جائے مسلم مفادات پر ضرور زد پڑے گی بالکل اس طرح جس طرح سے مسلمان خودمختاری کے گذشتہ تین برسوں میں نقصان اُٹھا رہے ہیں۔''

مولوی فضل الحق نے مولانا ابوالکلام آزاد کے انڈین کانگرس کے صدارتی خطبہ کا بھی ذکر کیا جس کو اُنہوں نے غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ مسلمانوں کو کسی پریشانی کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی آٹھ

کروڑ کی آبادی کوئی کم تعداد نہیں اور انہیں کسی قسم کے خوف و اندیشہ کی ضرورت نہیں۔ فضل الحق نے کہا کہ مولانا آزاد کا یہ بیان غیر اسلامی جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آٹھ کروڑ کا ایک بڑا حصہ بھی کسی ایک صوبہ میں جمع ہو جائے تو پھر بھی ہمیں کسی خوف کی ضرورت نہیں لیکن مسلمانوں کی صورت حال یہ ہے کہ اس سے ہمارا سیاسی دشمن پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہمارے دوستوں کو یہ تو علم ہے کہ پنجاب اور بنگال میں بھی ہم زیادہ محفوظ پوزیشن میں نہیں۔ اسمبلیوں میں ہمارے پاس بڑی اکثریت نہیں اور کولیشن وزارتیں بنانے کے لئے ہمیں اقلیتوں اور دیگر عناصر سے مدد حاصل کرنا پڑی ہے اور کولیشن حکومتیں تو آئینی ماہرین کی نظر میں کمزور ترین حکومتیں ہوتی ہیں جہاں تک دوسرے صوبوں کا تعلق ہے وہاں تو ہماری پوزیشن بہت زیادہ کمزور ہے اور وہاں ہم تو اکثریت کے رحم و کرم پر ہیں۔ جب تک کہ مسلمانوں کی آبادی کی اس غیر مساوی تقسیم کا کوئی اطمینان بخش حل تلاش نہیں کیا جاتا اُس وقت تک کسی آئینی پیش رفت اور تحفظات کا ذکر ہی بے سود ہے؟ میں ہندوستان بھر کے مسلمان دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ متحد رہیں اور ہوش مندی اور سنجیدگی سے فیصلہ کریں۔ وہ یہ یاد رکھیں کہ ہمیں اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونا ہے اور کسی پر کوئی انحصار نہیں کرنا یہ ہم میں سے ہر فرد کا مسئلہ ہے انہوں نے اجلاس سے اپیل کی کہ ان کی قرارداد کو منظور کیا جائے اور امید ظاہر کی کہ اس سے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

چوہدری خلیق الزماں نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ارکان اجلاس اُن حالات پر غور کریں جن کی وجہ سے مسلمانوں کو علیحدہ وطن اور حکومت بنانے کا مطالبہ کرنا پڑا جہاں وہ اکثریت میں ہیں اوّل تو علیحدگی کے مطالبہ کی ذمہ داری حکومت برطانیہ پر عائد ہوتی ہے جس نے ہندوستانیوں کے استحصال کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ ہندوستان میں ایک واحد قوم ہے اور اس طرح اکثریت اور اقلیت کا سوال پیدا کیا۔ اس حکومت نے اتنا زبردست پروپیگنڈہ کیا کہ یہ سوال جس کا درحقیقت کوئی وجود نہ تھا اُسے ہی اصل مسئلہ بنا دیا گیا۔

انہوں نے کہا کہ برطانوی حکومت کے بعد کانگرس اور اکثریت رکھنے والی کمیونٹی مسلمانوں کی علیحدگی کی مطالبہ کے بھی ذمہ دار ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ 1935ء کی صوبائی دفعات پر کانگرسی صوبوں میں گذشتہ تین برسوں جس طرح عمل کیا گیا اُس نے مسلمانوں کی علیحدگی کے سوال پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ان صوبوں میں اکثریتی جماعت کی طرف سے اقلیتوں کے ساتھ جو برا سلوک کیا گیا اس پر کسی تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب مسلمانوں نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ اُن کا وجود خطرہ میں ہے اور

اگر وہ اپنی شناخت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے انہیں خود جدوجہد کرنا ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ تیسری اور آخری ذمہ داری اُن مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور تفریق پیدا کرنے کی کوششیں کی ہیں اور اُن کے مقابلہ میں علیحدہ تنظیمیں بنائیں یا کانگرس میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ابوالکلام آزاد کے اس موقف سے اختلاف ہے کہ چونکہ مسلمانوں کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنا دفاع کر سکیں اس لئے انہیں علیحدگی کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مسلمان جنہوں نے مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچایا اُن کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ انہوں نے نہ صرف مسلمانوں کی موجودہ نسل بلکہ آئندہ نسل کو بھی دھوکا دیا ہے اگر کانگرس کانگرسی مسلمانوں کے مشوروں پر عمل کرتی رہے گی تو یقیناً ہندوستان میں خانہ جنگی پیدا ہو جائے گی۔

تیسرا دن

تیسرے روز مسلم لیگ کا اجلاس سوا گیارہ بجے قبل دوپہر شروع ہوا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری نوابزادہ لیاقت علی خاں نے اعلان کیا کہ قائداعظمؒ جلسہ میں ذرا دیر سے تشریف لائیں گے اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اجلاس کی کارروائی شروع کردوں چنانچہ نواب آف ممدوٹ کو اجلاس کی صدارت کے لئے کہا گیا۔ اجلاس کی کارروائی قرآن شریف کی آیات کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ جنرل سیکرٹری نے اعلان کیا کہ اگلا کھلا اجلاس ساڑھے نو بجے اُسی روز ہوگا۔ اس کے بعد قرارداد اور دیگر آئینی امور پر بحث کا آغاز ہوگیا۔ دریں اثنا قائداعظمؒ تشریف لے آئے اور کرسی صدارت سنبھال لی۔

بہار مسلم لیگ کے صدر خان بہادر نواب محمد اسمٰعیل خاں نے قرارداد پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ میں ایک ایسے مسلم اقلیتی صوبہ سے تعلق رکھتا ہوں جہاں مسلمانوں کو تقریر کرنے کی کوئی آزادی نہیں۔ مجھے اس اجلاس میں آزادانہ تقریر کرنے پر خوشی محسوس ہو رہی ہے کیونکہ یہ ایک آزاد جگہ پر منعقد ہو رہا ہے۔ انہوں نے مسلم اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کی طرف سے مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی کسی کوشش کی صورت میں اُن کی مدد کرنے کی پیشکش کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے اپنے صوبہ کے مسلمانوں کی اپنے دفاع کی صلاحیت پر پورا اعتماد ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا بحیثیت صدر کانگرس ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں کانگرس پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مولانا آزاد کی آواز مسلمانوں کی آواز نہیں بلکہ مسٹر محمد علی جناحؒ ہی ہیں جو ہندوستانی مسلمانوں کے صحیح ترجمان ہیں۔

نواب محمد اسماعیل خاں نے مسلم اقلیتی کے صوبوں کے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ حصول آزادی کے بعد مسلم اکثریتی صوبوں کے مسلمان اُنہیں فراموش نہیں کریں گے اور اُن کی ہر قسم کی مدد کرنے کو تیار ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ بلوچستان کے مسلمان سرحد کے مسلمانوں کی طرح ہندوستان کے محافظ (گیٹ کیپر) ہیں کیونکہ وہ درہ بولان کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ ایک بڑی ذمہ داری کے امین ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ وہ مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے لئے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح نبھائیں گے۔

مدراس اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے رہنما عبدالحمید خاں نے کہا کہ آل انڈیا مسلم لیگ گذشتہ چار برسوں سے ہندوستان کی آزادی کی تحریک چلا رہی ہے۔ اس تحریک میں مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ اُس اُمید پر پورا تعاون کیا کہ ہندوستان کی آزادی کا مطلب اس کے ہر باشندہ کی آزادی ہے لیکن ملک کے گیارہ میں سے سات صوبوں میں گذشتہ اڑھائی برسوں کے دوران کانگرس حکومت کے طرزِ عمل نے اُن کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ کانگرس کے اس رویہ کے باعث اب مسلمان بیدار ہو چکے ہیں اور ہر صوبہ میں مسلم لیگ کو منظم کیا جا چکا ہے۔ اُنہوں نے اُمید ظاہر کی کہ مسلم لیگ نیا آئین تیار کرتے وقت مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں سے بھی ضروری مشاورت کرے گی۔

بمبئی اسمبلی میں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر اسماعیل چندریگر نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہندوستان کا ایسا وفاق جس میں مسلمان نا اُمیدی کی سطح تک اقلیت میں ہوں اُنہیں کسی صورت میں منظور نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ قرارداد میں جو آئینی سکیم دی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے بالکل مناسب اور انصاف پر مبنی ہے مسلمان کانگرس کی مجوزہ دستور ساز اسمبلی میں جہاں وہ تین کے مقابلہ میں ایک کے تناسب سے اقلیت میں ہوں وہ کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔ اُنہوں نے اجلاس کو یاد دلایا کہ راج کوٹ انکوائری کمیٹی میں کسی طرح مسٹر گاندھی نے جو مسلمانوں نے دو ارکان لینے پر رضامندی اس شرط پر ظاہر کی تھی کہ وہ پرجا پریشد کے ارکان کے ساتھ ووٹ دیں گے۔ کیا کانگرس مسلمانوں کو اسی قسم کی آزادی دینا چاہتی ہے؟

سی پی مسلم لیگ کے صدر سید عبدالروف شاہ نے کہا کہ وہ اُس صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کانگرس کے غیض وغضب کا شکار رہا ہے۔ کانگرس حکومت کے ظلم وجبر کے باوجود وہاں کے مسلمانوں نے صبر وتحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمان مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا کوئی فکر نہ کریں۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ پر پورا ایمان ہے کہ مسلم اکثریتی صوبوں کے مسلمانوں کی طرح ایک نہ ایک دن وہ بھی آزاد ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد عالم جو حال ہی میں کانگرس سے مستعفی ہوئے ہیں وہ جب قرارداد کی حمایت میں تقریر کرنے کے لیے آئے تو اُن کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ خیال کہ قرارداد کی مجوزہ آئینی سکیم محض ایک خواب ہے بالکل غلط ہے۔ اُنہیں پورا یقین ہے کہ یہ حقیقت کا روپ دھار لے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ 1914/15ء میں غدر پارٹی (Ghadar Party) کی جانب سے بھائی پرمانند نے اسی قسم کی تجویز پیش کی تھی اُس وقت کسی نے بھی اسے محض ایک خواب خیال نہیں کیا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ کانگرس آزادی نہیں بلکہ برطانیہ کے زیر تسلط ہندو راج قائم کرنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد علی جیسے اہم رہنماؤں نے کانگرس سے اپنا ناطہ توڑ لیا ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ کانگرس اپنے اصلی راستے سے ہٹ چکی ہے اور مکمل آزادی کے مطالبہ سے دستبردار ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر عالم نے بتایا کہ مسلم لیگ میں شامل ہونے سے پہلے وہ مسٹر جناح سے ملاقات کرنے کے لئے دہلی گئے اور اُن سے دریافت کیا کہ مسلم لیگ اپنی منزل حاصل کرنے کے لئے کس قسم کی قربانی دینے کو تیار ہوگی یعنی وہ منزل اور پروگرام جو اس قرارداد میں واضح کیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسٹر جناح نے اُنہیں یقین دلایا کہ وہ اس کے لئے ''اپنی جان بھی دے دیں گے'' اور اس مقصد کے لئے وہ ''سب سے پہلے جیل جانے کو تیار'' ہیں۔ ڈاکٹر عالم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ قائداعظمؒ کے ہاتھ مضبوط کریں اور ہر ضلع، شہر، گاؤں، گلی اور محلہ میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کریں۔

ڈاکٹر عالم کی تقریر کے بعد قائداعظمؒ نے اعلان کیا کہ اس عام اجلاس میں فلسطین کے بارے میں صرف ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں گے اگرچہ سبجیکٹس کمیٹی نے اس پر غور کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ کمیٹی نے کئی غیر سرکاری قراردادیں مسترد کر دی ہیں۔ آئینی مسئلہ کی قرارداد پر بحث کو معطل کر دیا گیا اور فلسطین کی قرارداد عبدالرحمان صدیقی نے پیش کر دی جنہوں نے گذشتہ سال قاہرہ میں منعقد ہونے والی فلسطین کانفرنس میں بھی شرکت کی تھی۔

مسئلہ فلسطین

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس برطانوی حکومت کی طرف سے مسئلہ فلسطین کے حل کے سلسلہ میں عربوں کے ساتھ کسی سمجھوتہ کرنے میں غیر معمولی تاخیر پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اپنی سوچی سمجھی رائے کا واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ دنیائے اسلام خصوصاً جنگ عظیم

اول 1914/18ء کے لئے ہندوستانی مسلمانوں کے حصول تعاون کے لئے اُن کے ساتھ کئے گئے مواعید اور منشاء کے خلاف مسئلہ فلسطین کے جزوی حل کی کوئی کوشش نہ کی جائے۔ یہ اجلاس برطانوی حکومت کو یہ انتباہ کرتا ہے کہ عربوں کو مرعوب کرنے اور انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے مقدس سرزمین پر اپنی فوجوں کی موجودگی سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اُٹھائے۔

قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے سر سید رضا علی نے اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ مسئلہ فلسطین کے بارے میں کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کی حمایت کے بعد قرارداد منظور کر لی گئی۔ اس موقع پر اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔

اجلاس دوبارہ نو بجے رات شروع ہوا۔ صدر جلسہ قائد اعظمؒ نے خاکساروں کے مسئلہ پر قرارداد پیش کی۔ قرارداد کے مکمل متن کے لئے اے۔ ایم۔ زیدی کی کتاب "ہندوستان میں مسلم سیاسی فکر کا ارتقاء" 1978ء صفحہ 223-224 دیکھئے۔

قراردادِ پاکستان کی منظوری

اس کے بعد ہندوستان کے آئینی مسئلہ کے بارے میں قرارداد پر دوبارہ بحث کا آغاز کیا گیا۔ سید ذاکر علی، بیگم محمد علی (بیوہ مولانا محمد علی) اور مولانا عبدالحامد نے قرارداد کی حمایت میں تقریریں کیں اور قرارداد کو متفقہ طور پر ایک پر جوش ماحول میں منظور کر لیا گیا۔

مسلم لیگ کے آئین میں ترامیم

نوابزادہ لیاقت علی خاں نے مسلم لیگ کے آئین میں مندرجہ ذیل ترامیم پیش کیں جنہیں سبجیکٹس کمیٹی نے منظوری دی تھی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین اور قواعد (رولز) میں درج ذیل 28 (الف) دفعہ شامل کی جائے۔

(1) "آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی مسلم لیگ کی تمام صوبائی شاخوں کی آل انڈیا مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کی روشنی میں تمام سرگرمیوں کو کنٹرول کرے گی۔ ان کی مناسب دیکھ بھال اور رہنمائی کرے گی۔

(2) آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ

(ا) آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اُن ارکان کے خلاف تادیبی کارروائی کرے جو مسلم لیگ کے

فیصلوں کی خلاف ورزی کریں یا اس کے اغراض و مقاصد کے خلاف کام کریں البتہ انہیں مسلم لیگ کونسل کے سامنے اپیل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

یہ ترامیم متفقہ طور پر منظور کر لی گئیں۔

عہدیداران کا انتخاب

کھلے اجلاس نے اگلے سال کے لئے مسلم لیگ کے عہدیداران کا انتخاب کیا۔ سر رضا علی کی تحریک پر نوابزادہ لیاقت علی خاں اور راجہ صاحب آف محمود آباد کو بالترتیب اعزازی سیکرٹری اور اعزازی خزانچی منتخب کیا گیا۔ جائنٹ سیکرٹریوں کا انتخاب مسلم لیگ کونسل پر چھوڑ دیا گیا۔

اس کے بعد قائد اعظمؒ نے نواب بہادر یار جنگ کو خطاب کی دعوت دی۔ انہوں نے ٹھیٹھ خالص اُردو زبان میں ''اسلام اور جمہوریت'' کے موضوع پر پر جوش خطاب کیا جسے اجلاس کے تمام ارکان نے بے حد پسند کیا۔

قائد اعظمؒ کے اختتامی کلمات

قائد اعظمؒ نے اپنے اختتامی کلمات میں نہایت شاندار انتظامات کرنے اُن سے پورا تعاون کرنے اور اجلاس کی کارروائی کو احسن طریقہ سے سرانجام دینے پر استقبالیہ کمیٹی کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں نے دنیا پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کتنے منظم ہیں۔

خاکساروں کے سانحہ کا ذکر کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے کہا کہ جب انہیں خاکساروں پر گولی چلنے کا علم ہوا تو وہ بہت زیادہ مضطرب ہوئے۔ انہیں مشورہ دیا گیا کہ مسلم لیگ کا اجلاس منعقد نہ کیا جائے لیکن انہیں لوگوں پر بھرپور اعتماد تھا اس لئے انہوں نے اجلاس ملتوی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ لاہور پہنچے تو انہوں نے اخباری نمائندوں سے ایک انٹرویو میں یہ اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ کا لاہور کا اجلاس ہندوستانی مسلمانوں کے مستقبل کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت کا حامل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اجلاس سے چند روز قبل سانحہ خاکساروں کے باوجود یہ اجلاس بہت زیادہ کامیاب رہا۔ اگر یہ سانحہ نہ ہوتا تو ایک شاندار جلوس نکالا جاتا اور مسلمانوں کو اپنے جوش و جذبہ کے اظہار کا پورا موقع ملتا۔ اُن کے دشمن تو چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح اجلاس کو خراب کیا جائے لیکن اُن کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور اجلاس نہایت احسن طریقہ پر اختتام پذیر ہوا۔ قائد اعظمؒ اس امر پر بہت خوش تھے کہ اجلاس کی تمام کارروائی

پر امن ماحول میں ہوئی۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک بڑی آزمائش اور کڑا امتحان تھا کہ جب اُن کا خون کھول رہا تھا اور تیس مسلمانوں کو گولیوں سے بھون دیا گیا تھا اُس وقت اُن کے غصہ کو ٹھنڈا رکھنا بہت مشکل کام تھا ''لیکن آپ نے دنیا پر یہ ظاہر کردیا ہے کہ مسلمانوں میں غم برداشت کا حوصلہ ہے۔ آپ نے دنیا کو یہ بھی بتا دیا کہ آپ لاکھوں کے اجتماع میں بھی منظم طریقہ سے اپنی کارروائی جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہ کسی بھی قوم کے لئے نہایت ہی قابل فخر مقام ہے۔ مسلم لیگ کا تمام وقار پنجاب کے مسلمانوں کا مرہون منت ہے۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے انہیں مبارک باد دیتا ہوں اس سے مجھ میں آپ سب لوگوں کی خدمت کرنے کا مزید حوصلہ پیدا ہوا ہے''

آخر میں قائداعظمؒ نے کہا کہ ہندوستان کی تاریخ میں مسلم لیگ کا لاہور کا اجلاس ایک اہم سنگ میل ہے۔ مسلمانوں نے اپنی منزل کا تعین کیا ہے اور وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ اُنہوں نے یہ صحیح فیصلہ نہایت خلوص نیت سے کیا ہے قائداعظمؒ نے نواب آف ممدوٹ صدر استقبالیہ کمیٹی کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں دن رات محنت کی۔ آخر میں قائداعظمؒ نے پنجاب کے مسلمانوں سے اپیل کی وہ پنجاب مسلم لیگ کو منظم کریں اور مسلم لیگ کا پیغام گاؤں گاؤں اور گھر گھر پہنچائیں ''جتنا آپ منظم ہوں گے اُتنا ہی اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے۔'' اُنہوں نے مزدوروں' کسانوں' دانشوروں' زمینداروں اور سرمایہ داروں کو متحد ہونے کی اپیل کی۔

اجلاس 11:30 بجے رات ''مسلم لیگ زندہ باد'' ''قائداعظمؒ زندہ باد'' کے نعروں کی گونج میں ختم ہو گیا۔

قرارداد لاہور پر یورش اپریل 1940ء

قرارداد لاہور' کا منظور ہونا تھا کہ برصغیر ہند کے غیر مسلم حلقوں میں شور وغلغلہ اور کہرام مچ گیا۔ ہندو پریس نے اس کے خلاف نہایت زہریلا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ خود حکومت برطانیہ کے اکابر نے اس مطالبہ کو برصغیر کے لیے سخت مضرت رساں قرار دیا حتیٰ کہ مسلمانوں کی بعض نام نہاد تنظیموں نے کہہ دیا کہ ''خود مسلمانوں کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اس مطالبے سے دست بردار ہو جائیں۔'' غرضیکہ قرارداد لاہور پر اعتراضات کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا۔ پاکستان کیسے قائم ہوگا؟ اس میں آباد اقلیتوں کا مستقبل کیا ہوگا؟ ہندوستان میں مسلمانوں کی پوزیشن کیا ہوگی؟ پاکستان کی حدود کہاں تک ہوں گی؟ ان کا تعین کیسے ہوگا۔

پاکستان کیسے قائم رہے گا؟ معاشی لحاظ سے یہ نہایت کمزور ملک ہوگا؟ اس کے قیام سے ہندو مسلمانوں کے تنازعات اور شدید ہو جائیں گے؟ ہندو تو ہندو تھے جنہوں نے قرارداد لاہور کی شدید مخالفت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن افسوس صد افسوس کہ محراب و منبر کے بعض وارث جو مسلمانوں کی پیشوائی کے دعویدار تھے اسلامی مملکت کے قیام کے منصوبے کا نام سن کر سیخ پا ہو گئے۔ جمعیت علمائے ہند' مجلس احرار اور خدائی خدمتگاروں نے مسلمانوں کو حصول پاکستان کی مہم اور مشن میں ناکام بنانے کے لیے کانگریس سے اشتراک وتعاون کرنے میں کوئی شرم محسوس نہ کی۔

حیرت بلکہ دکھ اس بات کا ہے کہ علوم دین کے یہ نکتہ شناس گاندھی' نہرو اور پٹیل جیسے اسلام اور قائداعظمؒ دشمن لیڈروں سے تعاون کر رہے تھے۔

موقع پر ہندو لیڈر' کانگرسی مسلمان' جمیعت العلماء کے اکابر' خدائی خدمت گار' (سرخ پوش) مجلس احرار کے رہنما اور انگریز پانچوں ایک ہی راگ الاپ رہے تھے کہ دو قومی نظریہ باطل ہے۔ ''پاکستان کی تجویز ہندوستان کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ پاکستان کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔ ہندوستان ناقابل تقسیم وحدت ہے۔ پاکستان کی تجویز اہل ہند سے غداری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلم لیگ اور قائداعظمؒ کے مقابلے میں ان پانچوں کے درمیان کوئی مفاہمت ہو چکی تھی۔

مسٹر گاندھی اور مسٹر راج گوپال اچاریہ نے اپریل 1940ء کو پریس میں ''قرارداد لاہور'' کی مخالفت میں نہ صرف ہفتہ وار مقالات لکھے بلکہ تقریریں بھی کیں۔ قائداعظمؒ نے ان دونوں کی تحریروں اور بیانات کی تردید کرتے ہوئے مندرجہ ذیل بیان جاری فرمایا جس کا عنوان تھا: ''مسلم لیگ کا ریزولیوشن مسلمانوں کے حقیقی جذبات کا ترجمان ہے۔''

''جریدہ ہریجن میں مسٹر گاندھی کے ہفتہ وار مقالات کی طرف میری توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ مجھے یہ افسوس ہوتا ہے کہ ان مقالات میں اس قدر متضاد فقرے لکھے ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ مسٹر گاندھی کیا چاہتے ہیں یا ان کا مطلب کیا ہے؟ جیسا کہ میں نے پڑھا ہے مسٹر گاندھی کو اس وقت یقین ہو جانا چاہیے تھا کہ ہندوستانی تہذیب وتمدن کے متعلق ان کے جو نظریات ہیں ان سے کوئی سلیم العقل مسلمان اتفاق نہیں کر سکتا۔ مسٹر گاندھی کے بندے ماترم' سنسکرت سے ملی ہوئی ہندی' ودیا مندر سکیم' واردھا سکیم جیسی تجاویز سے کوئی مسلمان بھی صدق دل سے متفق نہیں ہوسکتا۔

رام گڑھ مسٹر گاندھی کے نظریات کے عین مطابق تھا کہ جہاں ہندو تہذیب وتمدن کی صحیح تصویر پیش کی گئی تھی وہاں سوائے اس کے اور کیا تھا کہ کانگریس کے صدر مسلمان تھے اور ورکنگ کمیٹی کی رکنیت کے چار امیدوار مسلمان تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر گاندھی بہت ہٹ دھرمی سے کام لے رہے ہیں اور اپنی جگہ سے نہیں سرکتے۔ شاید وہ وقت آئے جب موجود ہیجان کا دور ختم ہو اور سکون کے لمحوں میں وہ میرے افکار کا موازنہ کریں۔"

مسٹر راج گوپال اچاریہ نے 7 اپریل کو تقریر میں کہا تھا کہ ہندوستان کی تقسیم کے متعلق مسٹر جناح کی تجویز بالکل اسی طرح ہے کہ دو بھائی گائے کی ملکیت کے جھگڑے کو نپٹانے کی خاطر اسے آدھا آدھا بانٹ لیں۔

قائداعظمؒ نے کہا "یہ بیان پڑھ کر مجھے افسوس ہوا کہ مسٹر راج گوپال اچاریہ جیسی بڑی شخصیت نے ہندو پبلک کے سامنے مجھے اس طریق پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں "گائے کو دو حصوں میں بانٹ رہا ہوں"۔ یہ سب کچھ محض اس لیے ہے کہ میں شمال مغربی اور شرقی ہندوستان میں آزاد ریاست" قائم کرنے کی حمایت کرتا ہوں۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ کے بیان کا مقصد یا مابعد کا اثر محض اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ میرے خلاف ہندو قوم کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ مسٹر اچاریہ جیسے مقتدر کانگرسی لیڈر سے ہرگز امید نہ تھی کہ وہ میری تجویز کو اس قدر غیر مناسب مشابہت دیں گے۔

میرے دل میں ہندوؤں کے لیے بحیثیت قوم کے بے حد احترام ہے اور میں ان کے مذہبی جذبات اور عقائد کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ بیان کو ختم کرتے ہوئے میں اتنا کہوں گا کہ اگرچہ مسٹر گاندھی کبھی مطمئن نہیں ہوسکتے جب تک کہ ان کی اندرونی آواز نہ آئے یا ان کے خوابوں کی تعبیر نہ ہوجائے تاہم انہیں اس امر کا احساس ہوگا کہ مسلم لیگ کا ریزولیوشن نہ صرف پچاس ہزار مسلمانوں کی تائید پر پیش کیا گیا بلکہ یہ ریزولیوشن حقیقی طور پر اور قطعی طور پر ہندوستان کے مسلمانوں کی صحیح رائے کا آئینہ دار ہے۔ یہ ریزولیوشن بھی "یوم نجات" کی مانند ایک طرح مسلمانوں کے حقیقی جذبات کا ترجمان ہے۔"[144]

یوم قرارداد لاہور 19 اپریل 1940ء

15 اپریل 1940ء کو بمبئی سے قائداعظمؒ نے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اپیل کی کہ 19 اپریل بروز جمعۃ المبارک "یوم قرارداد لاہور" منایا جائے۔ آپ نے فرمایا:

اس قرارداد کی وضاحت اور اس کی تصدیق کے لیے مسلم لیگ نے 19 اپریل کا دن مقرر کیا ہے

کہ صوبائی، اضلاع اور ابتدائی لیگیں ہندوستان بھر میں پبلک جلسے کر کے اپنی رائے کا اظہار کریں تا کہ اسلامی ہند کے فیصلے کے مطابق کسی کو غلط فہمی باقی نہ رہے۔ اس لیے میں ہندوستان بھر کے مسلمانوں سے خلوص دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ 19 اپریل 1940ء کو یہ قرارداد مناتے ہوئے مسلمانوں کے عزم واستقلال اور آزادی کے اعلان کی تصدیق کریں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اسلامی ہند پورے طور پر ہمارے ساتھ ہے اور دنیا پر یہ ظاہر کرنے کے لیے وہ کوئی کسر نہ اٹھا رکھے گا کہ ہمارے سامنے ہمارا مقصد ہے' اس کے لیے ہم لڑیں گے اور اس کے حصول اور اس کی تکمیل کے لیے ہر ممکن قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔"

مسلم یوم آزادی

آل انڈیا مسلم لیگ نے "قرارداد لاہور" کی وضاحت اور اس کی حمایت کرنے کے لیے 19 اپریل 1940ء بروز جمعۃ المبارک کا دن مقرر کیا چنانچہ 15 اپریل 1940ء کو قائداعظم محمد علی جناح صدر مسلم لیگ نے بمبئی سے "مسلم یوم آزادی" منانے کی اپیل کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے پورا اعتماد ہے کہ ہند کے طول وعرض میں مسلمانوں نے اس قرارداد کی زبردست اہمیت کو محسوس کرلیا ہوگا جو آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور میں 24 مارچ 1940ء کو کھلے اجلاس میں منظور کی گئی۔ مسلم ہند اور برصغیر ہند کی آئندہ تاریخ میں یہ دن ایک مبارک ومسعود دن تھا۔ قرارداد لاہور کامل اور نہایت محتاط غور وفکر کے بعد ہماری منزل کو واضح ترین انداز میں متعین کرتی ہے۔"[145]

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھائیسواں سالانہ اجلاس

بمقام مدراس 12 تا 15 اپریل 1941ء

صدر اجلاس: قائداعظم محمد علی جناحؒ

آل انڈیا مسلم لیگ کا اٹھائیسواں سالانہ اجلاس نہایت جوش وخروش سے 12 اپریل 1941ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر محترم جناب قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں شروع ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ مقررہ وقت سے پیشتر پیپلز پارک' جناح آباد مدراس تک جانے والے تمام راستے آدمیوں کے ہجوم کی وجہ سے بند کر دیے گئے تھے اور پنڈال میں بیٹھنے کی مزید گنجائش نہ رہی تھی لوگ قطار در قطار اپنے محبوب قائد' قائداعظم محمد علی جناحؒ کا استقبال کرنے کے لیے کھڑے تھے۔ بے پناہ ہجوم کی وجہ سے قائداعظمؒ کو ایک علیحدہ دروازے سے ڈائس تک لے جایا گیا تا کہ انہیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جب آپ ڈائس کی طرف روانہ ہوئے تو لوگوں نے آپ کا والہانہ استقبال ''اللہ اکبر'' اور ''قائداعظمؒ زندہ باد'' کے نعروں سے کیا چنانچہ قائداعظمؒ نے دل آویز مسکراہٹ کے ساتھ حاضرین کا جواب ہاتھ ہلا ہلا کر دیا۔ اس معرکۃ الآراء اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں متعدد غیر مسلم رہنماؤں نے شرکت کی۔ جن میں سر آر کے شان مکھن چیٹی' دیوان صاحب کوچین' سر کے وی ریڈی (Reddy)' سر اے پی پٹرو (Patro)' مسٹر ای وی راما سوامی نیکر (Naicker) جسٹس پارٹی کے لیڈر' کمار ایم۔ اے۔ متھیا چیٹیار (Muthiah Chettiar)' مسٹر سی۔ آر۔ سری نواس ایڈیٹر سوادیسہ مترن (Editor Swadesa Mitran)' راؤ بہادر ایم۔ سی۔ راجا' راؤ بہادر این سیوا راج' سر محمد عثمان' خان بہادر آدم حاجی محمد سیٹھ بھی ڈائس پر ورکنگ کمیٹی کے اراکین کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

علاوہ ازیں ایک کثیر تعداد میں مسلم خواتین بھی اجلاس میں شریک تھیں جن کے لیے پردے کا خاص اہتمام و انتظام کیا گیا تھا۔

قرآن کریم فرقان حمید کی تلاوت سے کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ جس کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین جناب عبدالحمید خان نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے اور صدر اجلاس آنریبل قائداعظم محمد علی

جناح کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''جنوبی ہند کے اس بڑے دارالحکومت میں آپ کا استقبال میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں یہ نہ صرف استقبالیہ کمیٹی کے ارکان بلکہ جنوبی ہند کے مسلمانوں کے جذبات کی آواز ہے اور انہیں اس اعزاز کا اعتراف ہے جو قائداعظمؒ نے اُن پر ملک کے اس حصہ میں مسلم لیگ کا 28 واں اجلاس منعقد کرنے پر بخشا ہے۔''

اُنہوں نے کہا: ''قرارداد لاہور'' کی نسبت یہ اعلان کرتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا کہ اگرچہ ''قرارداد لاہور'' کی منظوری کے وقت ''پاکستان'' کا نام نہیں لیا گیا لیکن اب یہ ''قرارداد پاکستان'' کے نام سے موسوم کی جا چکی ہے''۔ اُنہوں نے کہا: ''تقسیم ہند کے ذریعے مسلم لیگ نے ایک جداگانہ اسلامی مملکت کا مطالبہ جو حکومت ہند سے کیا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم اس تقسیم سے معاندانہ طور پر ملک کے دوسرے علاقوں اور ان باشندوں سے تعلقات منقطع کرنا چاہتے ہیں نہ یہ مراد ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہم سیاسی طور پر ہندوستان سے جدائی اختیار کریں یا ہندوستان کی اکثریت نے ہمیں ایسا کرنے کے لیے مجبور کیا ہے۔ دراصل پاکستان کا مطالبہ کوئی نیا تخیل نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ''پاکستان موجود'' تھا اور مسلم لیگ نے اب اسی پاکستان کے احیاء یا تجدید کا مطالبہ کیا ہے۔[146]

آنریبل قائداعظم محمد علی جناحؒ کا خطبہ صدارت

جو اُنہوں نے فی البدیہہ ارشاد فرمایا:

آنریبل قائداعظم محمد علی جناحؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس مدراس میں اپنا خطبۂ صدارت بالکل غیر معمولی حالات میں ارشاد فرمایا۔ بمبئی سے مدراس تک ریل کے سفر کی تکان اور جنوب کی سخت گرمی کے باعث مسٹر جناح ناسازی طبع کا شکار ہو گئے اور اجلاس کے پہلے روز تقریر نہ کر سکے۔ لیکن دوسرے روز، ہر چند کہ کمزوری ان کے چہرے سے عیاں تھی، اُنہوں نے اپنی غیر مرئی قوت کو مجتمع کیا اور حیران کن انداز میں ایسی فی البدیہہ تقریر کی جس نے ان کی خطیبانہ رفعتوں کو چھو لیا۔ یہ خطاب جو کم و بیش دو گھنٹے پر محیط تھا تاریخ میں بے حد ماہرانہ اور رشاندار ارشادات کے ذیل میں درج کیا جائے گا۔ یہ ایسے قائد کا اعلان تھا جسے اپنے استدلال کی صحت کا یقین تھا اور جس نے خود کو ہر قسم کی ریشہ دوانی، افترا پردازی، لعنت ملامت، چاپلوسی اور گیدڑ بھبکیوں کے خلاف فولاد کا پیکر بنا دیا تھا۔ ایک رہنما جسے اپنی منشاء کا بھی علم تھا اور اپنی قوم کی منشاء کا

بھی' جو یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا صاف' بے باک' پر زور اور بے خوفی کے ساتھ کس طرح اظہار کیا جاتا ہے۔ مسٹر جناح نے اپنی تقریر میں عالمی صورت حال کے حوالے سے ہند کی سیاست کے ہر پہلو پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ اُنہوں نے مسلم لیگ کی منزل مقصود' اس کے نظریئے اور اس کی حکمت عملی کی' اس طور سے وضاحت کی کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ مسلم لیگ کے گذشتہ پانچ برس کے منصوبے کو اجاگر کیا اور برطانوی حکومت کی حکمت عملی اور کانگرس' ہندو مہا سبھا اور کانگرس کے بغل بچے سپرو کانفرنس کی حکمت عملی اور چالوں پر بے محابہ اور بے کم و کاست تنقید کی۔ اس تقریر سے مسٹر جناح کی ایک اور ایسی صفت کا اظہار بھی ہوا' جس کا ہند کی قیادت میں تقریباً فقدان ہے۔ یعنی ان کا وہی مطلب ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں اور جو وہ کہتے ہیں وہی ان کا مطلب ہوتا ہے۔ یہ تقریر بے جا جذباتیت' ابہام' لفاظی اور وعظ و نصائح سے پاک تھی۔ وہ اس شخص کے انداز میں گفتگو کرتے ہیں جسے اپنے پیروکاروں کی طاقت اور کوتاہیوں دونوں کا کما حقہ' علم ہو۔ ان کی تقریر مسلم قوم کے انداز رجحان اور امنگ کا صحیح عکس تھی۔ کوئی شک نہیں کہ ان کی روح پرور اور بے حد پر مغز تقریر سے مدراس کے ایک لاکھ کے لگ بھگ سامعین میں ایک برقی لہر دوڑ گئی۔

"آیئے میں آپ کو بتادوں اور اس واضح طریقے سے جس قدر میرے لئے بیان کرنا ممکن ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا منتہائے مقصود یہ ہے: ہم چاہتے ہیں کہ ہند کے شمال مغرب اور شرق میں ایسی مکمل آزاد ریاستیں قائم کر دیں جنہیں حتمی طور پر دفاع' امور خارجہ' مواصلات' کسٹم' کرنسی اور زرمبادلہ وغیرہ پر پوری قدرت حاصل ہو۔ ہم کسی بھی صورت میں کل ہند نوعیت کا ایسا دستور نہیں چاہتے جس کے تحت مرکز میں ایک حکومت ہو۔ ہم اسے کبھی قبول نہیں کریں گے۔ اگر ہم اس پر ایک بار رضا مند ہو گئے تو میں آپ کو بتادوں' مسلمانوں کا وجود بالکل نیست و نابود ہو جائے گا۔ جہاں تک شمال مغرب اور مشرقی خطوں میں ہمارے آزاد قومی اوطان کا تعلق ہے ہم مرکز میں کسی قوت یا حکومت کے باجگزار بن کر نہیں رہیں گے۔"

آنریبل قائد اعظم محمد علی جناح نے اجلاس کے دوسرے روز مسلم لیگ کے منتہائے مقصود کی وضاحت کی۔

انگریزی زبان میں دو گھنٹے پر محیط فی البدیہہ تقریر کے دوران قائد اعظمؒ نے مسلم لیگ کی گذشتہ پانچ برس کی کارگزاری اور اس کے مطالبہ پاکستان پر روشنی ڈالی۔

قائد اعظمؒ نے ان سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے خط' ٹیلی فون اور تار کے ذریعہ ان کی

عیادت اور مزاج پرسی کی اور معذرت کا اظہار کیا کہ وہ فرداً فرداً ان کو جواب دینے سے قاصر ہیں۔ مسلم لیگ کی داخلی پیش رفت اور ترقی کا جائزہ لیتے ہوئے مسٹر جناحؒ نے کہا کہ مسلم لیگ کے احیاء کی بنا آج سے کم و بیش پانچ برس قبل بمبئی میں استوار کی گئی۔ ان پانچ برسوں کے دوران یہ تقریباً ایک "پنج سالہ منصوبہ" تھا۔ انہیں مسلم لیگ کو ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک منظم کرنے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اس امر کا سب ہی اعتراف کرتے ہیں۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سے مسلم ہند نہ کبھی اس عمدگی سے منظم ہوا تھا نہ بیدار اور سیاسی طور پر باشعور جیسا کہ آج ہے۔ (تالیاں) انہوں نے اپنا ایک پرچم اور ایک پلیٹ فارم بنالیا ہے جس سے سارے مسلمانوں کی مکمل یک جہتی کا اظہار اور مظاہرہ ہوتا ہے اور واضح ترین زبان میں اپنے نصب العین کا تعین کردیا ہے۔ ایک نصب العین جس کے ضمن میں پہلے مسلم ہند تاریکی میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا یعنی پاکستان کا نصب العین (تالیاں) اسی سعی میں جنوبی ہند کے مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے میں اسے سراہے بنا نہیں رہ سکتا۔ اس صوبے میں مسلمانوں کو گوناگوں مشکلات کا سامنا تھا۔ میں نے اضلاع اور صوبے سے ڈاک اور تار کے ذریعے رابطہ استوار رکھا اور دیکھا کہ کس طرح یہاں مسلم لیگ کو منظم کیا جارہا ہے اور کس طرح یہ اس صوبے میں پھول پھل رہی ہے اوپر سے نیچے کی جانب نہیں بلکہ نیچے کی طرف سے اوپر کو۔ صرف ایک برس پیشتر زیریں سطح پر افزائش سے بالائی سطح پر دھاکہ ہوا اور جس کی وجہ سے ساری پریذیڈنسی کے مسلمانوں میں مکمل ہم آہنگی کا دور دورہ ہوگیا۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح اس صوبے کے سات فیصد مسلمانوں نے خود کو مسلم لیگ کے پرچم تلے منظم کیا ہے اس طرح کسی اور صوبے نے خود کو منظم نہیں کیا۔ یہ ماضی کا پنج سالہ منصوبہ تھا۔

ایک اور پنج سالہ منصوبہ

آئندہ کیا؟ یہ وہ سوال ہے جس کا ہمیں سامنا کرنا ہے۔ ہم نہ صرف ملک کے کونے کونے میں مسلم لیگ کا وقار بلند کرنے میں کامیاب رہے بلکہ اس کی شہرت چار دانگ عالم میں پہنچ گئی۔ اب مسلمانوں کی سرگرمیوں پر دھیان دیا جاتا ہے اور ساری دنیا کی نظریں ان پر لگی رہتی ہیں۔ لیکن آئندہ کیا؟ اب ہم ایک نہایت نازک وقت سے گزر رہے ہیں۔ مختلف قوتیں اندرون اور بیرون ہند برسرپیکار ہیں۔ کسی کو بھی کسی کام میں کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی تا آنکہ وہ اس کے لئے کام کرے اور محنت سے کام کرے۔ آج مسلمانوں سے جو شے مطلوب ہے اور بالخصوص ان مندوبین سے جو یہاں جمع ہیں وہ یہ ہے کہ وہ مستقبل

کے بارے میں غور و فکر کریں اور ایک اور پنج سالہ منصوبہ وضع کریں۔ یہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ کس قدر عمدگی اور کس قدر سرعت کے ساتھ مسلم ہند کی قومی زندگی کے شعبوں کی تعمیر کی جا سکتی ہے؟ یہ شعبے چار جہتی ہیں' اور ان چار ستونوں کی تشکیل کرتے ہیں جن پر ڈھانچہ کھڑا ہو گا۔

ان میں سب سے پہلا تعلیم ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ایک اچھا سوچا سمجھا تعلیمی منصوبہ وضع کریں۔ یہ علم اور روشن خیالی ہی ہے جو ایک قوم کی عظمت عطا کرتی ہے۔ ہمارے اس ارض عظیم میں عوام کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے ضمن میں مسلمان پیچھے رہ گئے ہیں اور فرقوں کے مقابلے میں مسلمان تحت الثریٰ میں ہیں۔ مثال کے طور مدراس میں صرف دو صنعتیں ایسی ہیں جن میں مسلمان کہیں نظر آتے ہیں' ایک چمڑے اور کھالوں کی صنعت اور دوسری بیڑی کی صنعت۔ کیا وہ محض "چمڑے والے" اور بیڑی والے" کی حیثیت پر اکتفا کریں گے یا ملک کی صنعتی' تجارتی اور بیوپار کی ترقی میں کوئی کردار ادا کریں گے؟

کام کا اگلا شعبہ بھی کوئی کم اہم نہیں۔ یہ شعبہ ہے مسلمانوں کی سیاسی تربیت سے متعلق' جبکہ مسلمانوں نے ان معنی میں غیر معمولی ترقی کی ہے کہ ہم لاکھوں لوگوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے آئے' جبکہ ہم نے ان میں سیاسی شعور بیدار کیا' ان کے نصب العین کو اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچایا' جبکہ مسلمانوں کو احساس عطا کیا اور ایک قوم کی حیثیت سے اپنی عزت نفس' خود اعتمادی' عزت اور وقار حاصل کر لیا۔ اب جو کچھ انہیں سامنے نظر آتا ہے وہ جوش و خروش اور احساس بیداری ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے صحیح راہ پر لگایا جائے۔ مجتمع کیا جائے اور تربیت سیاسی اس انداز سے کی جائے کہ ان میں رواں دواں رہنے اور منزل مقصود تک پہنچنے کی اہلیت حاصل ہو جائے۔ (تالیاں) میں ایک مثال کے ذریعے سے اس کی وضاحت کروں گا۔ میں جو کچھ چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کے لئے جو ارکان بھرتی کئے جائیں انہیں تربیت دینی چاہئے (جیسے سپاہیوں کو تربیت دی جاتی ہے) لیکن ایک سیاسی فوج کے لئے' ایک عام آدمی کو ایک سیاسی سپاہی کی حیثیت سے تربیت دی جائے۔ ان سیاسی سپاہیوں کے اوپر افسر ہونے چاہئیں' کیونکہ اگر افسر نہیں ہوں گے تو ان کی درست طریقے سے رہنمائی نہ ہو سکے گی۔ ان کے لفٹیننٹ ہوں' کپتان' میجر' کرنل اور جرنیل وغیرہ وغیرہ۔ میں نے یہ مثال صرف اگلے اقدام کی نوعیت واضح کرنے کے لئے دی۔ اب جو عظیم ترین کام ان کے سامنے ہے' وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو علم السیاست' زبان اور تحریکوں کے بارے میں عمدہ تربیت دی جائے۔ انہیں نہ صرف اس ملک کی تحریکوں کے بارے میں علم ہو بلکہ ساری دنیا کے بارے میں بھی تاکہ وہ کسی

بھی وقت کوئی ہنگامی صورت حال پیدا ہونے کی صورت میں اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تیار رہوں۔

مسلمانوں کا نصب العین

اگلا مسئلہ جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں وضاحت کر دینی چاہئے۔ شک وشبہ سے بالاتر انداز میں کہ ہمارا نصب العین کیا ہے! بہت سے لوگ ہیں جو یا تو سمجھتے ہی نہیں یا غلط سمجھتے ہیں یا سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ یہ نادان لوگ ہیں' مسلمانوں میں نہیں جس کے لئے ہم رب العزت کے شکر گزار ہیں۔ میں ایک دو مثالیں بعد میں دوں گا۔ کہ کس طرح ہمارے فیصلوں یا ہماری قراردادوں کی غلط تاویل کی گئی یا انہیں غلط معنی پہنچائے گئے۔ صرف اس لئے کہ غلط فہمی کی گنجائش باقی نہ رہے اور کسی ذہین اور سمجھدار ہندی کے ذہن میں کوئی شک اور شبہ باقی نہ رہے۔ اس کی پرواہ نہیں کہ کس طبقے یا فرقے سے اس کا تعلق ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے نصب العین کے ضمن میں اپنی صورت حال کی وضاحت کر دوں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا نصب العین کیا ہے؟ اس کا نظریہ کیا ہے اور اس کی حکمت عملی کیا ہے؟ آیئے میں آپ کو نہایت صاف طریقے سے' جس قدر میرے لئے ممکن ہے' اس کی وضاحت کر دوں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا نصب العین یہ ہے: ہم ہند کے شمال مغرب اور مشرقی خطوں میں مکمل طور پر آزاد ریاستوں کا قیام چاہتے ہیں' جنہیں دفاع' امور خارجہ' مواصلات' کسٹم' کرنسی اور زرمبادلہ وغیرہ پر حتمی اور مکمل قدرت حاصل ہو۔ ہم کسی حالت میں بھی ایک ایسا دستور نہیں چاہتے جس کی کل ہند گیر نوعیت ہو اور جس کے تحت مرکز میں ایک حکومت ہو۔ ہم اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ اگر مسلمانوں نے ایک بار ایسی کوئی چیز قبول کر لی تو مسلمان صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دیئے جائیں گے۔ جہاں تک شمال مغربی اور مشرقی خطوں میں ہمارے آزاد قومی اوطان کا تعلق ہے ہم مرکز میں کسی طاقت یا کسی حکومت کے ہرگز باج گزار نہیں بنیں گے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندو ہند کی قیادت کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔ وہ برطانوی حکومت کی حکمت عملی اور تدبر سے جھانسا کھا گئے جو ان کے سامنے متحدہ ہند کا دستور اور جمہوریت کو لہرا رہے ہیں۔ برطانوی حکومت کو اس بات کا علم ہے اور میں ہندو قیادت سے کہتا ہوں کہ تم نے تدبر کا آخری تنکا بھی گنوا دیا۔ اگر تم ابھی تک یہ محسوس نہیں کر سکے کہ برطانوی حکومت کو اس بات کا علم ہے کہ مسلم ہند ہرگز ایک ہند گیر دستور اور ایک مرکزی حکومت کو قبول نہیں کرے گا۔ برطانوی مدبرین کو علم ہے کہ نام نہاد جمہوریت اور پارلیمانی طرز حکومت اس ملک میں سراب کے سوا کچھ نہیں۔ یہ بات نہیں ہے' جیسا کہ کچھ لوگ گڈمڈ کر دیتے

ہیں' یہ سوال نہیں کہ مسلمان انسانی اخوت پر مبنی حکومت پر معترض ہیں جیسا کہ وہ لوگ اکثر الزام لگاتے ہیں جو درحقیقت یہ نہیں سمجھتے کہ وہ بات کیا کر رہے ہیں' جب وہ جمہوریت یا اسلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اصلاً جمہوریت کا مطلب ہے اکثریت کی حکمرانی۔ ایک قوم اور ایک معاشرے میں اکثریت کی حکمرانی قابل فہم ہے۔ لیکن اگر آپ اپنے ذہن پر صرف چند لمحے کے لئے زور دیں تو صداقت آپ پر عیاں ہو جائے گی۔ کیا اس طرح کا نظام وہاں کبھی بھی کامیابی کے ساتھ چل سکتا ہے' جہاں دو مختلف قومیں ہوں۔ دراصل دو سے زیادہ مختلف قومیں جیسے اس برعظیم میں ہیں۔ جب آپ کے یہاں دو کلیتاً مختلف معاشرے ہوں مسلم معاشرہ اور ہندو معاشرہ؟ آپ کی سرزمین پر (مراد صوبہ مدراس) ایک اور قوم بھی ہے یعنی دراوڑ۔ یہ سرزمین فی الحقیقت دراوڑستان ہے۔ تصور کیجئے کہ تین فیصد اعلیٰ ذات کے برہمن اپنے استادانہ حربوں اور انتخاب لڑانے کی ماہرانہ چالوں کے ذریعے' جن کا انہوں نے مطالعہ کر رکھا ہے' غیر برہمنوں پر اکثریت حاصل کر لیں۔ کیا یہ جمہوریت ہے یا ڈھکوسلہ ہے؟ لہٰذا میں اپنی پوری ہمدردی اور حمایت غیر برہمنوں کو پیش کرتا ہوں' میں ان سے کہتا ہوں۔ آپ کے لئے واحد راستہ یہ ہے کہ آپ اپنا مقام پہچانیں۔ اپنی زندگی' اپنی ثقافت اور زبان کے حوالے سے بسر کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہندی یہاں زیادہ دور تک نہیں پہنچی۔ اور آپ کی اپنی تاریخ آپ کے نصب العین کی رہنمائی کرے۔ مجھے آپ کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اور یہاں دراوڑستان کے قیام کے ضمن میں میں آپ کی جتنی حمایت کر سکتا ہوں کروں گا۔ سات فیصد مسلمان آپ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے اور آپ کے ساتھ مساوات' عدل اور انصاف کے اصولوں کے ساتھ زندگی بسر کریں گے۔

اقلیتوں کے لئے تحفظات

اقلیتوں کے لئے تحفظات پر گفتگو کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا۔ جہاں کہیں بھی اقلیتیں ہوں ان کے لئے تحفظات کا اہتمام ہونا چاہئے۔ میرا ہمیشہ یہ عقیدہ رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ عقیدہ درست ہے کہ کوئی حکومت اقلیتوں میں احساس تحفظ اور اعتماد پیدا کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کوئی حکومت کامیاب نہیں ہو سکتی جس کی حکمت عملی اور پروگرام اقلیتوں کے ساتھ غیر منصفانہ روا اور ظالمانہ ہو۔ ایک نمائندہ قسم کی حکومت کی کامیابی کی کسوٹی یہ ہے کہ اقلیتوں کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ ان کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ کیا جائے گا۔ اس ضمن میں ہم دنیا کے کسی مذہب ملک سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ مجھے اعتماد ہے کہ جب وقت

آئے گا ہمارے وطنوں میں اقلیتیں یہ محسوس کریں گی کہ ہماری روایات' ہمارا ورثہ اور اسلام کی تعلیمات نہ صرف مناسب اور منصفانہ ہوں گی بلکہ فیاضانہ (تالیاں) ہم بھاؤ تاؤ کے قائل نہیں۔ ہم سودے بازی کے قائل نہیں' ہم عمل کے قائل ہیں' ہم تدبر کے اور عملی سیاست کے قائل ہیں۔

آزاد قوم

مسلم لیگ کے نظریے کا حوالہ دیتے ہوئے قائداعظمؒ اس کی پہلے ہی وضاحت کی جا چکی ہے۔ لیکن اس ملک میں کچھ لوگ ہیں بالخصوص ہندو اخبارات کا ایک حلقہ جس کو بار بار یاد دلانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ لیگ کا نظریہ اس بنیادی اصول پر مبنی ہے کہ مسلم ہند کی ایک آزاد قومیت ہے۔ ان کی قومیت یا سیاسی شناخت یا وجود کو کسی اور وجود میں گڈمڈ کرنے کی کوشش کی نہ صرف مزاحمت کی جائے گی بلکہ میرے خیال میں کسی کے لئے ایسی سعی بھی لاحاصل ہوگی۔ ہم عزم کر چکے ہیں' اور اس ضمن میں کوئی غلط فہمی نہیں رہنی چاہئے' کہ اس برصغیر میں ایک آزاد قوم کا مرتبہ اور ایک آزاد ملک قائم کر کے رہیں گے۔

خیرسگالی اور ہم آہنگی

مسلم لیگ کی حکمت عملی کی تشریح کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ اس سرزمین کے باشندوں میں خیرسگالی اور ہم آہنگی کو مساوات' منصفانہ سلوک اور رعایت باہمی کی بنیاد پر فروغ دینے کی کوشش ان کا مقصد ہے۔ اس کے حصول کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دوسری قوموں' جماعتوں اور ملکوں کے ساتھ سمجھوتے کئے جائیں اور قوموں کی برادری کے اراکین کی حیثیت سے اس طور پر اکٹھے رہا جائے کہ ایک دوسرے کے حقوق کے احترام کے پابند ہوں۔ ایک کی دوسرے پر غلبے کی خواہش کو ترک کر دینا چاہئے اور یہ جتنا جلد ہو جائے گا اتنی ہی جلد ہند کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

سیاسی تعطل

اگلا مسئلہ جو آج ہمارے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے وہ ہے جسے تعطل کہتے ہیں۔ آیئے ہم اس کا منصفانہ طریقے سے جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے۔ ہمارے ملک میں ایک وقت یہ ہے کہ ہمارے لوگوں میں صاف گوئی اور کھل کر دوسری جماعت کی مذمت کرنے کی جرات نہیں۔ جبکہ خود اپنے لئے غیر جانبداری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ ایک جماعت دوسری کو مورد الزام ٹھہراتی ہے۔ لیکن اس کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آپ کو اس کا بخوبی علم ہے کہ اعلان جنگ کے ساتھ ہی' جس

میں ہم پھنسے ہیں' خواہ ہم نے اسے منظور کیا یا نہ کیا' یہ ہمیں پسند ہو یا نہ ہو' ہم اس میں ایک فریق بنا دیے گئے۔ روز بروز جو واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کا علم رکھتے ہوئے قدرتی طور پر ہمیں اپنے ملک کی فوری ضرورت کا پورا احساس ہو گیا۔ اس کے دفاع اور اپنے گھروں کی حفاظت اور یہ سوالات ہماری اوّلین توجہ کا مرکز بن گئے۔ آغاز جنگ کے ساتھ ہی ہم نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کر دی اور یہ صرف میرا ہی اعلان نہیں تھا' بلکہ مجلس عاملہ نے' کونسل نے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پورے اجلاس نے واضح کیا۔ جیسے ہی جنگ چھڑی ہمیں جو پہلی خوش خبری دیگر بری خبروں کے ساتھ ملی وہ وائسرائے کا یہ اعلان تھا کہ ملک معظم کی حکومت نے از راہ کرم قانون حکومت ہند مجریہ 1935ء میں مذکور کل ہند وفاق کی اسکیم کو معطل کر دیا ہے۔ (تالیاں) یہ صرف معطلی تھی۔ ہمیں علم ہے کہ ہمارے انگریز دوست حکمت عملی کے فن اور کھیل میں کس قدر مشاق ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ کافی نہیں تھا کہ ایک چیز جو معطل کی جائے وہ کسی بھی وقت دوبارہ نافذ کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا ہمارا پہلا اور سب سے اہم مطالبہ یہ تھا کہ اس کو صرف معطل ہی نہ کیا جائے بلکہ اسے ترک کر دیا جائے۔ طول طویل مراسلت اور ملاقاتوں کے بعد حکومت نے اعلان کیا کہ ہند کے آئندہ دستور کے سارے مسئلے پر از سر نو غور کیا جائے گا' جس میں وہ حکمت عملی اور منصوبہ شامل ہو گا جس پر قانون حکومت ہند مجریہ 1935 مبنی تھا۔ بلا شبہ ہمیں اس سے بڑا سکون حاصل ہوا۔ کیونکہ مسلم ہند شروع ہی سے قانون کے اس جزو کے خلاف برسر پیکار تھا۔ پھر ہم نے برطانوی حکومت کے سامنے دوسری کیا چیز پیش کی؟ ہم ایک اور چیز سے خوفزدہ تھے۔ آپ کو علم ہے کہ ہماری تمام کوششوں کے باوصف اس وقت مسلم لیگ اتنی طاقتور نہیں تھی جتنی تنظیمی اعتبار سے کانگرس تھی۔ میں آپ کو بتا دوں کہ کانگرس نہ اس سے کچھ زیادہ ہے اور نہ کم کہ ہندوؤں کی ایک ٹھوس جماعت اس کی پشت پر ہے۔ دیگر شاخیں اور چھوٹی موٹی شاخیں (بچے) مثلاً ہندو مہا سبھا' دی آل انڈیا ہندو لیگ' دی لبرل فیڈریشن اور کچھ اور چھوٹی چھوٹی سی جماعتیں' آپ جانتے ہیں' سب ایک ہی ہیں۔ میں اس مفہوم میں سب کو ایک نہیں کہتا۔ گویا یہ کانگرس کے جملہ افعال کو منظور کرتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جماعت سارے ہند میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی ترجمانی کرتی ہے تو وہ کانگرس ہے۔ ہمیں علم ہے کہ یہ ہندو جماعت مدت مدید سے جنگ چھڑنے کی منتظر تھی۔ دراصل آپ کو یاد ہو گا ایک برس پیشتر جب جنگ چھڑنے کا امکان پیدا ہو گیا تھا تو کانگرس کی مجلس عاملہ دنوں چوکسی پر بیٹھی رہی کیونکہ جیسا کہ وہ علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ وہ ان کی زندگی کا ایک سنہرا موقع ہو گا' جب وہ کامیابی کے ساتھ برطانوی

حکومت پر دباؤ ڈال سکیں گے اور جو کچھ وہ ان سے لینے کے خواہاں ہیں وہ ان سے جھپٹ کر لے سکیں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ طاقتور تنظیم منتظر ہے اور چوکنی ہے اور اسی لئے ہم یہ چاہتے تھے کہ برطانوی حکومت ہند کے دستور کے ضمن میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کر دے۔ چنانچہ ہم نے مطالبہ کیا کہ دستور میں کوئی تبدیلی عبوری ہو یا حتمی مسلمانان ہند کی منظوری اور رضامندی کے بغیر نہ کی جائے۔ طول طویل مراسلت اور ملاقاتوں کے بعد اب ہمیں وائسرائے کا 8 اگست کا اعلان میسر آیا جس کی 14 اگست کو مسٹر ایمرے نے مزید صراحت کی کہ یہ مطالبہ ہند کے نو کروڑ مسلمانوں کے ساتھ "محض انصاف" سے کم و بیش نہیں۔ کیا کانگرس اور ہند عدل و انصاف کی رو سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ برطانوی حکومت کانگرس کے ساتھ مل کر ایسا دستور وضع کر سکتی ہے جو اس کے لئے قابل قبول ہو اور جسے مسلمانوں پر مسلط کر دیا جائے اور یہ کہ مسلمانوں کو اسے منظور بھی کر لینا چاہئے؟ کیا یہ کہنا پرلے درجے کی دیوانگی نہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم لیگ کو "حق استرداد" (ویٹو) عطا کر دیا گیا اور مسٹر جناح اور لیگ کے لئے "ہٹ دھرمی کا ایک منشور" میں ایک لمحے کے لئے بھی یہ تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں کہ یہ حق استرداد یا ہٹ دھرمی کا منشور ہے۔ دوسری تجویز کے کیا معنی ہیں؟ دراصل اس کا مطلب یہ ہے: ہندوستان کا دستور ایک دستوری عنصر یعنی مسلمانوں کی منظوری اور رضامندی کے بغیر وضع کرنا۔ میں اس کا دوبارہ اعادہ کرتا ہوں کہ یہ محض انصاف ہے جس کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں ایک دستوری عنصر کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے اور برطانوی حکومت نے اب درست طور پر یہ کہا ہے کہ ہمیں کوئی مفاہمت کر لینی چاہئے۔ مسٹر جناح نے دریافت کیا کہ "کانگرس کو کیسا لگے گا اگر برطانوی حکومت تنہا مسلم لیگ کی مشاورت سے ایک دستور وضع کر لے؟"

آگے چل کر قائد اعظمؒ نے کہا کہ گذشتہ سال جون میں کانگرس نے بمبئی میں برطانوی حکومت پر زور دیا برطانوی حکومت نے ان سے جنگ کے بارے میں ان کے رویئے سے متعلق کوئی استفسار نہیں کیا تھا..... اس ضمن میں انہوں (مسٹر جناح) نے کہا کہ کانگرس یا بعض کانگرسیوں نے کہا ہے کہ مسلمان سامراجیت پرست ہیں اور یہ کہ وہ (مسٹر جناح) جو ایک زمانہ میں قوم پرست ہوا کرتے تھے فرقہ پرست بن گئے ہیں۔ کیونکہ انہیں قائد بننے کی خواہش تھی۔ میں نے جب کبھی عوام کے سامنے نئے خیالات پیش کئے ہندو اخبارات کے ایک حلقے نے اسے "مسٹر جناح کے شکوے شکایات" اور "لیگ کی ملامتوں" کا نام دیا۔ مجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کا کیا علاج کیا جائے جنہوں نے مریضانہ ذہنیت اپنائی ہے۔

مسلم لیگ کی عرضداشت وائسرائے کے نام

قائداعظمؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی اس قرارداد کا تذکرہ کیا جو جون 1940ء میں منظور کی گئی تھی جس میں حکومت ہند سے کہا گیا تھا کہ وہ ہند کے دفاع کے استحکام کے ضمن میں اہم اقدام کریں اور مسٹر جناحؒ کو اختیار دیا گیا کہ وہ وائسرائے کے ساتھ رابطہ قائم کریں اور جنگ کی مساعی کو تیز کرنے کے لئے امکانات کا جائزہ لیں اور ممکن ہو تو تمام فوری تدابیر تیار کریں۔ اس قرارداد میں ایک عرضداشت کا اضافہ کیا گیا' جو اُنہوں نے جولائی 1940ء میں وائسرائے کو پیش کر دی جس میں اُنہوں نے کہا تھا کہ حکومت کی جانب سے ایسا کوئی اعلان یا بیان جاری نہ کیا جائے جس سے ان اساسی اور بنیادی اصولوں کی مخالفت ہو جو لاہور کی قرارداد پاکستان میں مذکور ہیں۔ یہ کہ حکومت مسلمانوں کو قطعی اور حتمی یقین دہانی کرائے کہ مسلمانان ہند کی رضامندی اور منظوری کے بغیر کوئی عبوری یا حتمی دستوری منصوبہ مرتب نہیں کیا جائے گا۔ یہ کہ ملک کو درپیش سنگین خطرے کے پیش نظر جنگ کی مساعی کو تیز تر کرنے' ملک کے دفاع اور داخلی امن و امان کو برقرار رکھنے کے لئے ہر اقدام کیا جانا چاہیے۔ پھر اُنہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ دستور کے ڈھانچے میں رہتے ہوئے وائسرائے کی انتظامی کونسل میں توسیع کی جائے اور اضافی تعداد مزید مشورے سے متعین کر دی جائے اور یہ کہ مسلم لیگ کے نمائندوں کی تعداد کانگرس کے نمائندوں کے مساوی ہو۔ اُنہوں نے یہ بھی تجویز کیا کہ ان صوبوں میں جہاں قانون حکومت ہند کی دفعہ 93 نافذ ہے غیر سرکاری مشیروں کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ اُنہوں نے جنگی کونسل کی تشکیل کی تجویز بھی پیش کی جس میں والیان ریاست کو بھی نمائندگی دی جائے۔ مسٹر جناحؒ نے عرضداشت میں مرقوم دیگر تجاویز کا بھی تذکرہ کیا۔

کیا ہم نے اس عرضداشت میں کسی جگہ یہ کہا کہ ''پاکستان فی الفور اور ابھی؟'' قرارداد لاہور مارچ 1940ء میں منظور کی گئی تھی' اور یہ عرضداشت جولائی 1940ء میں تیار کی گئی۔ ایسا کیوں ہے کہ ہم نے اس عرضداشت میں پاکستان کے بارے میں کچھ نہیں کہا؟ اس کی وجوہ بتانے سے قبل مسٹر جناحؒ نے کہا کہ میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جملہ قسم کے پیغامات بیرون ملک بھیجے جا رہے ہیں' یہ کہ پاکستان کا مسئلہ ملتوی کر دیا گیا' پاکستان کو ایک طرف رکھ دیا گیا۔ یہ ان لوگوں کی دل پسند سوچ کے سوا کچھ نہیں جن کے پاؤں دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دیانتداری اور صاف گوئی سے کام لے کر یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ سے زبردست غلطی سرزد ہوگئی ہے' اور اب آپ راہ راست پر آنے کے لئے آمادہ ہیں؟

قائداعظمؒ نے کہا کہ یہ خبیث پروپیگنڈا اور جس طرح سے وہ پریشان کئے جارہے ہیں یہ صرف اس ملک کے اخبارات اور عوام تک ہی محدود نہیں۔ میرے اچنبھے اور استعجاب کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ برطانوی اخبارات کو بھی گمراہ کیا جارہا ہے۔ ''لندن ٹائمز'' جو بہترین باخبر اخبارات میں سے ایک ہے اپنی یکم اپریل کی اشاعت میں رقم طراز ہے۔ مسٹر جناحؒ نے لکھنؤ کی گونج میں کہا یہ یوم احتقان ہے اور ٹائمز کو بے وقوف بنا دیا گیا۔ ٹائمز نے لکھا ''ورآنحالیکہ مختلف حلقوں کی طرف سے ان تجاویز کو بہت سی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن یہ ایک اہم بات ہے کہ عام اخبارات کی طرف سے ان پر یہ تبصرہ کیا گیا کہ اُنہوں نے سیاسی صورت حال کے دوبارہ جائزہ کا ایک نیا موقع فراہم کیا ہے۔ مرکزی مجلس قانون ساز میں مسٹر جناحؒ کے اس حالیہ بیان سے کہ مسلم لیگ دوبارہ تشکیل شدہ انتظامی کونسل میں تعاون کے لئے تیار ہے بشرطیکہ برطانوی ہند کی تقسیم کے بارے میں ان کی تجویز پر بعد از جنگ غور وخوض کرلیا جائے یہ بات آسان ہوگئی کہ ہند کی دو بڑی جماعتوں میں آپس میں کوئی عارضی مفاہمت ہوسکتی ہے۔'' مسٹر جناحؒ نے کہا کہ اخبارات نے ان کے رویے کو تبدیل کرانے کے لئے یہ دانہ پھینکا ہے اور وہ متعدد برطانوی اخبارات سے یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ناشکرگزاری ہے کسی غدار کے باز نہیں (تالیاں)

اس نکتے پر واپس آتے ہوئے کہ پاکستان کا فی الفور اور ابھی مطالبہ کیوں نہیں کیا گیا' قائداعظمؒ نے کہا کہ اس کی ایک اور صرف ایک وجہ تھی۔ یعنی ہم نہیں چاہتے تھے کہ برطانوی حکومت کو ہراساں کیا جائے جب وہ حیات وموت اور اپنی بقا کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ (تالیاں) اسی لئے ہم نے کہا کہ جس قدر جلد حالات اجازت دیں یا جنگ کے فوراً بعد ہند کے سارے دستوری مسئلہ پر از سرنو غور کیا جانا چاہئے (تالیاں) بجائے اس کے کہ برطانوی حکومت ہمارے اس عزت مندانہ رویئے کا احسان مندی کے جذبے کے ساتھ جواب دیتی' میں دیکھتا ہوں برطانوی اخبارات کانگرس اور ہندو اخبارات کے پروپیگنڈہ کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں (شرم شرم) مجھے پتہ نہیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا یہ لارڈ لنلتھگو ہیں یا مسٹر ایمرے وزیر ہند ہیں یا یہ ملک معظم کی حکومت ہے؟ لیکن میں ایک بار پھر اسی پلیٹ فارم سے زور دیتا ہوں کہ ہند میں برطانوی حکومت کی بے عملی' کمزوری اور تذبذب کی حکمت عملی یورپ کے مقابلے میں زیادہ تباہ کن ثابت ہوگی (مرحبا مرحبا) دیکھئے یورپ میں کیا ہورہا ہے۔ دیکھئے محوری طاقتیں کیا کررہی ہیں عمل اور عمل اور برطانوی حکومت کیا کررہی ہے چاپلوسی اور چاپلوسی' تذبذب' کمزوری اور بے عملی۔

یوگوسلاویہ اور ہند

اس ضمن میں قائد اعظمؒ نے یوگوسلاویہ میں رونما ہونے والے واقعات کا حوالہ دیا اور کہا جرمن خبر رساں ادارے کے مطابق زاگریب پر جرمنی کے قبضے کے بعد کروشیا (Croatia) کے صوبے یوگوسلاویہ کا "آزاد ملک" کی حیثیت سے اعلان کر دیا گیا۔ اور ایک کروٹ جرنیل نے جملہ اہلکاروں فوج کے افسروں اور غیر کمیشن یافتہ افسروں سے کہا کہ وہ "نئی ریاست" سے وفاداری کا حلف اٹھائیں۔ مسٹر جناحؒ نے کہا کہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یوگوسلاویہ کروٹ، سلووین اور سرب ہوتے تھے اور ان کی صورت حال ہند میں بہت حد تک ہماری صورت حال کے عین مطابق تھی۔ دراوڑستان اور دراوڑ پاکستان اور مسلمان اور ہند اور ہندو۔ یہ تو ایک زبردست برصغیر ہے فی الحقیقت سوال یہ ہے کہ کیا آپ انتظار کریں گے کہ کوئی یہاں آئے اور آپ کی بجائے کام کر دے یا آپ خود کام کر دیں گے؟ (مرحبا۔ مرحبا، طویل تالیاں)

مسلم لیگ اور کانگرس کے مطالبات

پھر قائد اعظمؒ نے اس سوال کا جواب دیا کہ "کانگرس چاہتی کیا ہے؟ کانگرس نے ایک موقف اختیار کیا ہے جس کے بارے میں کسی کے ذہن میں ذرہ برابر بھی شک نہیں۔ میں کسی شخص سے جس میں ذرا بھی سمجھ ہو دریافت کرتا ہوں کہ اس فوج کے جرنیل اور سپریم کمانڈر مسٹر گاندھی نے یہ ستیہ گرہ آزادی تقریر حاصل کرنے کے لئے شروع کی ہے؟ (آوازیں: نہیں نہیں) کیا آپ اس ضمن میں مجھ سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ دباؤ کے حربے کے سوا کچھ نہیں جس کا مقصد برطانیہ کو جو اس وقت مصیبت میں پھنسی ہے بلیک میل کیا جائے کہ وہ کانگرس کے ان مطالبات کو تسلیم کر لے جن پر وہ مصر ہے۔

کانگرس کے مطالبات کیا ہیں؟ قائد اعظمؒ نے دریافت کیا اور پھر خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا مطالبہ یہ ہے کہ ہند کی خودمختاری اور آزادی کا فی الفور اور غیر مشروط اعلان بشمول ہندیوں کے اس اختیار کے وہ ایک بالغ حق رائے دہی کی بنیاد پر منتخب مجلس دستور ساز کے ذریعے اپنا دستور خود وضع کریں۔ بلاشبہ جو اقلیتوں کے لئے اطمینان بخش ہو۔ (تمسخرانہ قہقہہ) یہ سب کچھ کیسے ہوگا؟ خدائے علیم وخبیر کو ہی اس کا علم ہو سکتا ہے مجھے اس کا کچھ پتہ نہیں۔ یہ تھا کانگرس کا مطالبہ اور جب انہوں نے دیکھا کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ برطانوی حکومت کو مسلم لیگ کا ممنون ہونا چاہئے کہ اس نے انہیں اس بیش از بیش پریشانی سے بچا لیا جس کا کانگرس ان کے لئے اہتمام کرنے کا تہیہ کر چکی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ برطانوی

قوم اپنے دل میں مسلم لیگ کی شکرگزار ہوگی اور پھر انہیں ایک پہلو جانب سے حملے کے لئے تحریک سوجھ گئی۔ کانگرس کو پتہ چل گیا کہ برطانوی حکومت کے ان کا مطالبہ منظور کرنے کا امکان نہیں۔ اگر وہ مطالبہ منظور ہو جاتا تو اس کا مطلب تھا مسلمانوں کی مکمل تباہی' لہٰذا قدرتی طور پر مسلم لیگ نے اس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ دیگر اقلیتیں بھی تھیں جنہیں اپنے مرتبے کے بارے میں تشویش تھی جیسے اچھوت' عیسائی وغیرہ وغیرہ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسٹر گاندھی اور کانگرس کے لئے غیر متوقع اور حیران کن طور پر کانگرسی مطالبے کی شدید مخالفت سامنے آئی۔ پس کانگرس نے سوچا کہ اگر سامنے سے حملہ کرنے پر انہیں وہ کچھ حاصل نہیں ہو سکا جس کی انہیں خواہش تھی تو ایک پہلو سے حملے کی کوشش ہی سہی۔

کانگرس کی قرارداد پونا

قائداعظمؒ نے دریافت کیا' یہ ایک پہلو سے حملہ کیا تھا؟ اور پھر' ایک اور قرارداد' کہہ کر خود ہی جواب دیا۔ اس مرحلے پر مسٹر جناحؒ نے تشریح کی کہ جیسے ہی کانگرس ایک قرارداد منظور کرتی ہے فوراً تبصرہ اور تاویل کرنے والے نمودار ہو جاتے ہیں۔ ایک قرارداد کے معنی کی تشریح ہفتوں چلتی ہے اور جب مبصر اپنا کام ختم کرتے ہیں تو گزوں کے حساب سے بیانات جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ دہلی سے واردھا تک' واردھا سے دہلی تک اور دہلی سے پونا تک جاری رہتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ پس جب انہیں یہ علم ہوا کہ مسلم لیگ وہ طاقت ہے جو ان کی شیطانی ریشہ دوانیوں کو روک رہی ہے تو انہوں نے پونا میں سامنے سے حملے کی بجائے ایک پہلو سے حملے کا فیصلہ کیا۔ پونا میں یہ تبدیلی صرف برائے نام تبدیلی تھی۔ ایک پہلو سے حملہ ایک منصوبہ تھا' ایک چال تھی جو پونا میں عظیم جرنیل کی قیادت میں تیار کی گئی۔ کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ مسٹر گاندھی اس میں ایک فریق نہیں تھے۔ (مرحبا۔ مرحبا) کانگرس اس بات پر آمادہ تھی کہ وہ جرنیل صاحب' مسٹر گاندھی' کو دھتا بتا دے بشرطیکہ برطانوی حکومت اتنا کردے کہ فوری طور پر ہند کی خودمختاری اور آزادی کا غیر مشروط اعلان' آئندہ دستور' حتمی دستور جنگ کے بعد وضع کرلیا جائے۔ لیکن عبوری دستور کے تحت مرکز میں ایک قومی حکومت ہو جو مجلس قانون ساز کے سامنے ذمہ دار ہو۔ یہ تھی پونا کی تجویز اور واقعی مسٹر گاندھی کی دھتا بتا دی گئی اور مسٹر کرپلانی سیکرٹری آل انڈیا کانفرنس کمیٹی نے کہا کہ وہ اپنے رہنما کو فروخت کردینے کی حد تک چلے گئے۔ (قہقہہ) اُنہوں نے اپنے رہنما کو فروخت کر دیا اور اس کے ساتھ عدم تشدد کو بھی (دوبارہ قہقہہ) جو ان کا عقیدہ تھا اسے بھی پونا شہر میں دفن کر دیا۔ کیونکہ کانگرس جنگ کو چلانے اور ہند کا دفاع کرنے میں انگریزوں کی اعانت کے

لئے آمادہ تھی۔ جیسا کہ ہم کہتے ہیں جو کچھ "حرام" تھا وہ پونا میں "حلال" ہو گیا (قہقہہ)

قائداعظمؒ نے آگے چل کر کہا کہ کانگرس نے دریافت کیا کہ اس سے بھی مطلب براری نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایسی چیزوں سے کوئی دھوکہ نہیں کھا سکتا وہ خود ہی فریب کھا رہے ہیں۔ پھر انہوں نے کیا کیا پھر اچانک آپ کے صوبے کے وہ عظیم ذہن وفطین مسٹر راج گوپال اچاریہ نمودار ہوئے کہ ایسی عجیب و غریب حرکتیں اس چال سے وقتاً فوقتاً وہی کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا "اس قومی حکومت میں جو ہم تجویز کر رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس کے وزیراعظم مسٹر جناح ہونے چاہئیں اور وہ جس طرح چاہیں اپنی کابینہ مرتب کرلیں۔" مسٹر جناح نے تبصرہ کیا کہ اس کا مقصد مسلم لیگ کو فریب دینا تھا جو ان کے خیال میں واحد جماعت تھی جو ان کے (کانگرس) کے کھیل کو روک رہی تھی۔ لیکن ایسی باتوں سے کوئی بھی فریب نہیں کھائے گا۔ اب تو ایک مسلمان لڑکا بھی ان باتوں کو سمجھتا ہے۔ خواتین وحضرات! آپ بات سمجھتے ہیں۔ درحقیقت مجھے پتہ نہیں کہ ان کے دماغوں کو کیا ہو گیا ہے۔ (قہقہہ) ماضی میں ایسے طریقوں سے وہ کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ وہ یہ بات کیوں محسوس نہیں کرتے کہ اس طرح کی کسی چیز سے ان کا مطلب نہیں نکل سکتا اور آپ سب لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بے وقوف نہیں بنا سکتے' یہ کانگرس اور صرف کانگرس ہی ہے جس نے یہ رویہ اختیار کیا کہ کبھی حکم چلایا' کبھی چاپلوسی کی' کبھی بیوقوف بنایا' جھانسہ دیا اور کبھی آپ کو فریب دینے کی کوشش کی۔ میں کانگرسی رہنماؤں سے اور ہندو رہنماؤں سے کہتا ہوں کہ ازراہ عنایت ان طریقوں کو ترک کردیجئے۔

اس کی صراحت کرتے ہوئے کہ ان کے خیال کے مطابق ذمہ دار کانگرسی کس انداز سے گفتگو کرتے ہیں' قائداعظمؒ نے کہا زیادہ دیر کی نہیں 10 اپریل کی بات ہے' بابو راجندر پرشاد نے تجویز پاکستان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا "کانگرس کی مجلس عاملہ نے اس تجویز پر کبھی بحث ومباحثہ نہیں کیا چونکہ مسٹر جناح نے کبھی اس کا حوالہ ہی نہیں دیا۔" قائداعظمؒ نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو یقین ہے کہ کانگرس کی مجلس عاملہ نے کبھی پاکستان کی تجویز پر بحث ومباحثہ نہیں کیا اور حاضرین نے جواب دیا "نہیں۔" یہ بھوت تو انہیں مارچ 1940ء سے ڈرا رہا ہے۔ (مرحبا۔ مرحبا اور بہت سی تالیاں) صداقت کا یہ کون سا معیار ہے؟ ہر کانگرسی رہنما نے' مسٹر گاندھی سرفہرست' اس پر بحث کی اور بیانات جاری کئے اور جلدوں کی جلدیں تحریر کردیں۔ بابو راجندر پرشاد نے توفی الواقع تجویز پاکستان کے متعلق ایک پمفلٹ جاری کیا جس میں انہوں

نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ مجلس عاملہ میں اس پر کبھی بحث نہیں ہوئی کیونکہ مسٹر جناح نے کبھی ان کے سامنے تذکرہ ہی نہیں کیا! میں بابو راجندر پرشاد سے کہتا ہوں کہ اپنی مجلس عاملہ سے کہیے کہ وہ اس پر بحث کر لیں (مرحبا۔ مرحبا) اگر انہوں نے ابھی تک نہیں کی۔ میں کہتا ہوں نہ صرف اس پر بحث کیجئے بلکہ اگر کانگرس کی قیادت میں اب بھی کوئی سیاسی دانش اور تدبر باقی ہے تو اس پر دیانتداری سے بغیر کسی تعصب اور بغیر احمقانہ جذباتیت کے دھیان دیجئے۔ (بہت سی تالیاں)

ہندو مہا سبھا کا رویہ

ہندو مہا سبھا کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے کہا کہ یہ بالکل نا قابل اصلاح اور نا اہل تنظیم ہے۔ مسٹر ساورکر نے سکھ کانفرنس کو جو کراچی میں منعقد ہو رہی تھی ایک پیغام بھیجا جس میں انہوں نے کہا کہ سکھوں کو بری بحری اور ہوائی فوج میں اپنا پورا حصہ طلب اور حاصل کر کے پنجاب میں عظیم فوجی طاقت بننے میں مطلق وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ سکھوں کو ملک کے دفاع میں پورا حصہ حاصل کرنے کے مشورے کے بعد مسٹر جناحؒ نے سکھوں کو یقین دلایا کہ جب مسلمان دن میں پاکستان کا خواب دیکھ کر بیدار ہوں گے تو وہ دیکھیں گے کہ پنجاب میں اس کی بجائے سکھستان قائم ہو چکا ہے۔'' مسٹر ساورکر نہ صرف ہندو مت' ہندو قوم اور ہندو راج کی بات کرتے ہیں بلکہ وہ پنجاب میں سکھستان قائم کرنے کیلئے بھی سکھوں پر انحصار کرنا چاہتے ہیں۔ جب بعض رہنماؤں کا یہ رویہ ہو تو ہمارے (مسلمانوں کے) لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اس مسئلے کے کسی حل تک پہنچ سکیں۔ یہ صرف جنوبی ہندو مہا سبھا تنہا نہیں جو اس بات کی قائل ہے بلکہ یہ بہت سے لوگوں کا تصور اور نظریہ ہے جن میں کانگرس کی قیادت شامل ہے۔ مسٹر نہرو جو ایک اشتراکی ہیں ان کے اخبار نے اپنے 30 مارچ کے شمارے میں ایک مضمون میں لکھا ہے'' دو باتوں پر کوئی سودے بازی نہیں ہوگی: جنونیوں کے ذوق کی تشفی اور ان کی امنگ کی تسکین کی خاطر ملک کو تقسیم نہیں کیا جائے گا'' مسٹر جناحؒ نے کہا کہ جب وہ ہندو مت وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ خود کو'' آزاد خیال'' اور قوم پرست کہتے ہیں۔ اس اخبار نے ہمیشہ لکھا ایک'' اکھنڈ راج'' ہونا چاہئے' اور یہ کہ جمہوریت ہونی چاہئے مطلب ہے اکثریت کی حکمرانی۔ مسٹر جناح نے کہا میں نے ان باتوں کا تذکرہ صرف مسلم ہند کے سامنے کانگرس کی قیادت اور ہندو مہا سبھا کی قیادت کے خیالات کا واضح تصور پیش کرنے کے لئے کیا ہے۔ نوزائیدہ ہندو لیگ کا تو ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ یہ سب ایک ہی ہیں۔ ایک کے چھ اور دوسرے کے نصف

درحقیقت صرف دکھ کی بات یہ ہے کہ ہندو عوام بھی اپنی قیادت کے ہاتھوں فریب کھا رہے ہیں اور بے وقوف بن رہے ہیں۔ ہندو عوام اور بالعموم ہندوؤں کے لئے یہ کہنا بے سود ہو جائے گا "ہم کیا کر سکتے ہیں؟" "ہم بے بس تھے" جب تک آپ اس قیادت کے پیچھے چل رہے ہیں آپ کو اس ذمہ داری اور ان عواقب سے مفر نہیں ہو سکتا جو اس قیادت کا نتیجہ ہو گا (مرحبا۔مرحبا)

بمبئی کانفرنس کی تجاویز

بعد ازاں قائداعظمؒ نے بمبئی کانفرنس اور اس کی تجاویز کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندو مہا سبھا نے پہلے ہی اس کانفرنس کو مسترد اور اس سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سر تیج بہادر سپرو خود اپنے اعتراف کے مطابق ایک عرصے سے سیاسی یتیمی کی زندگی بسر کر رہے ہیں (قہقہہ) یہ سیاسی یتیم دام میں پھنس گیا ہے کیونکہ وہ ایک وہم میں مبتلا ہے کہ جب ہندو کو زبردست خطرہ لاحق ہو گا تو صرف تنہا وہ ایک عقل کل کی حیثیت سے ہندو کو اس سے نجات دلا سکتے ہیں۔ ان کے محرکات اچھے ہو سکتے ہیں' ان کے ارادے نیک ہو سکتے ہیں۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ سپرو کانفرنس ولندیزی فوج کی مانند ہے جس میں سپاہی نہیں ہوتے۔ (قہقہہ) میں سمجھتا ہوں کہ لیگ کی طرف سے درست جواب اسی کانفرنس میں روشن دماغ اور تجربہ کار ہندو رہنما سر چمن لال سیتلواد نے دے دیا تھا۔ اگر سر تیج بہادر سپرو ان کے مشورے پر عمل کر لیتے تو شاید خود کو بچا پاتے۔ میں اس کردار کے بارے میں کیا کہوں جو پیچھے سے تار ہلانے والوں نے ان کے سر منڈھ دیا ہے؟ بمبئی کی تجاویز پہلو سے حملے کا دوسرا نام ہے اس کے سوا کچھ نہیں اور قومی حکومت کی پونہ تجاویز کا دوسرا اڈیشن۔ اگر وہ اس عرضداشت کو پڑھ لیں جس میں قرارداد بمبئی کی تشریح کی گئی ہے تو اس میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہے گا۔ میں قرارداد بمبئی اور عرضداشت کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا لیکن جس قدر ممکن ہو سکتا ہے مختصراً آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ سر تیج بہادر سپرو بالکل غلط راہ اور غلط رستہ پر تھے اور مجھے افسوس ہے کہ پیچھے سے تار ہلانے والوں اور ان تنظیموں نے جو اس تحریک کے پس پشت تھیں انہیں جال میں پھنسا دیا۔

برطانوی حکومت کو انتباہ

اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے چند جملے آہستہ آہستہ اور نہایت نپے تلے انداز میں کہے جنہیں انہوں نے خود "ایک انتباہی اطلاع" سے تعبیر کیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں نے خود اپنی توقع سے کہیں زیادہ آپ کا وقت لے لیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ اپنی تقریر ایک اطلاع پر ہی ختم کر سکتا ہوں جو فی الحقیقت برطانوی حکومت کے لئے ایک انتباہ ہے۔ کیونکہ بہر حال وہی اس سرزمین پر قابض ہے اور اس برصغیر کی حکمران ہے۔

انہوں نے کہا ازراہ کرم ختم کر دیجئے' براہ کرم ختم کر دیجئے اپنی اس حکمت عملی کو جس کا مقصد ان لوگوں کی چاپلوسی ہے جو جنگ کی مساعی کو ناکام بنانے پر تلے ہوئے ہیں' جو اس سنگین مرحلے پر جنگ جاری رکھنے اور ہند کے دفاع کی مخالفت میں اپنی بہترین کوششیں صرف کر رہے ہیں۔ کیا آپ انہیں اب یا جنگ کے بعد اعلیٰ اور غالب مرتبے پر فائز کرنا چاہتے ہیں؟ اس ملک میں برطانوی حکمت عملی کی اساس کو تبدیل کر دینا چاہتے ہیں۔ آپ ان کے وفادار نہیں جو آپ کو سہارا دینے کے لئے آمادہ ہیں اور جو خلوص کے ساتھ آپ کی حمایت کے خواہش مند ہیں۔ لیکن آپ ان کی خوشامد کے خواہاں ہیں جو سیاسی اور اقتصادی سب سے زیادہ باعث زحمت ہو سکتے ہیں۔ اس حکمت عملی کے غالب عنصر کو ترک کر دیجئے۔ بات یہ ہے کہ آپ ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں جو آپ کا ساتھ دینا نہیں چاہتے۔ اگر آپ کو دیانتداری کے ساتھ مسلم ہند کی حمایت اور اعانت مطلوب ہے تو کھل کر سامنے آیئے اور کارروائی کیجئے۔''

واحد ہتھیار

مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا ہم ہمیشہ اہم اور سنگین مسائل کو مسائل جن کا زندگی اور موت سے تعلق ہو' حل کرنے کے لئے صرف اس پلیٹ فارم سے تقریریں کر کے یا اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو طشت ازبام کر کے ہی کامیاب نہیں ہو سکتے' واحد ہتھیار جو آپ کو ڈھالنا ہو گا اور اسے آپ جس قدر جلد ڈھال لیں گے اتنا ہی بہتر ہو گا' وہ یہ ہے کہ آپ اپنی طاقت پیدا کریں' اپنی قوم اور اپنی تنظیم اس قدر مکمل کر دیجئے کہ آپ کسی خطرے' کسی طاقت' کسی مخالف یا کسی دشمن کا انفرادی طور پر یا مجموعی طور پر مقابلہ کر سکیں۔ (پرزور اور طویل تالیاں)

مجلس استقبالیہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر مالک احمد بادشاہ نے قائداعظمؒ کی تقریر کا تامل زبان میں ترجمہ پیش کیا[147]

اجلاس کی قراردادیں

ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان کی تعزیتی قرارداد

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان کے انتقال پُرملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار

کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کی وفات سے ملک کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔
یہ اجلاس اُن کے اہل خاندان سے اظہار تعزیت اور ہمدردی کرتا ہے۔''

مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد میں ترامیم

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد میں مندرجہ ذیل ترامیم کرتا ہے۔
آئین وقواعد کی دفعہ 2(ل) کی جگہ درج ذیل دفعات شامل کی جائیں۔

(1) جغرافیائی طور پر ایک دوسرے سے ملحق علاقوں (یونٹس) کی ضروری علاقائی حد بندیوں کے بعد ایسے ریجن بنائے جائیں جو مکمل طور پر آزاد ہوں اور جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو جیسا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصوں میں اُن کی اکثریت ہے۔ ان تمام حصوں کو یکجا کر کے مسلم فری نیشنل ہوم لینڈز (آزاد مسلم قومی وطن) (Muslim Free National Homelands) قائم کیے جائیں جو آزاد اور خودمختار ریاستوں (سٹیٹس) پر مشتمل ہوں اور ہر اُن میں شامل تمام یونٹس بھی آزاد اور خودمختار ہوں۔

(2) اُن تمام یونٹوں اور ریاستوں میں اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، اقتصادی، سیاسی اور انتظامی حقوق اور مفادات کے مناسب، موثر اور قانونی تحفظات کے لئے آئین میں گنجائش رکھی جائے نیز ان حقوق کا تعین اُن کے مشورہ سے کیا جائے۔

(3) ہندوستان کے دیگر حصوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، وہاں اُن کے لئے اور دیگر اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی، اقتصادی، سیاسی اور انتظامی حقوق اور دیگر مفادات کے مناسب، موثر اور قانونی تحفظات آئین کے تحت مہیا کیے جائیں اور اُن حقوق ومفادات کے تعین کے لئے ان سے مشورہ کیا جائے۔

مسلم لیگ کے آئین میں ترامیم

''آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین اور قواعد میں مندرجہ ذیل ترامیم کی جائیں۔

(1) دفعہ 6 کی آخری سطر میں ''تین یا دو'' کے الفاظ درج کیے جائیں۔

(2) دفعہ 11(i) کی پانچویں سطر میں ''مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس سے دو ماہ قبل'' کی جگہ ''ہر سال 15 نومبر سے قبل'' درج کیا جائے۔

(3) دفعہ 11-(iii) پیراگراف نمبر 2 کی پہلی سطر میں اوپر اور تمام کی بجائے یہ الفاظ درج کئے جائیں:
''صدر کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ہر صوبہ یا صوبوں میں کونسل کے لئے بیس ارکان تک ضروری تناسب سے جو وہ خیال کریں مقرر کریں۔

(4) دفعہ 11 (ii) پیراگراف نمبر 2 کے آخری فقرہ میں ''مختلف صوبائی لیگوں کے صدور اور سیکرٹریوں'' کی جگہ ''صدر اور سیکرٹری'' اور سطر نمبر 4 میں لفظ ''چار'' کی جگہ ''دو'' لگا دیا جائے۔

(5) دفعہ نمبر 22 حذف کر دی جائے۔

(6) دفعہ نمبر 28 (ا) ذیلی دفعہ نمبر 2 کے آخر میں مندرجہ ذیل فقرہ درج کیا جائے ''(ج) صوبائی لیگ کے کسی عہدیدار کے خلاف تادیبی کارروائی کرنا جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہا ہو یا آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے فیصلوں اور ہدایات کو نظر انداز کرتا ہو یا کسی طرح بھی مسلم لیگ کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرتا ہو اس کے باوجود اُسے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سامنے اپیل کرنے کا حق ہوگا۔

(7) تمام دفعات کو دوبارہ نمبر وار لکھا جائے۔

تحریک سول نافرمانی

''آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ قطعی رائے ہے کہ کانگرس کے ایما پر بظاہر آزادی رائے کے لئے مہاتما گاندھی کی موجودہ تحریک سول نافرمانی کا مقصد یہ ہے کہ حکومت برطانیہ کو ہندوستان کے آئندہ آئین کے بارے میں کانگرس کے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ ان مطالبات کا درحقیقت یہ مطلب ہے کہ ہندوؤں کو اقتدار اعلیٰ کے تمام اختیارات سونپ دیئے جائیں اور 10 کروڑ افراد پر مشتمل مسلمان قوم اور ہندوستان کی دیگر اقلیتوں کو ملک بھر میں ہندو راج کے غلاموں کے درجہ تک گرا دیا جائے۔

اس لئے مسلم لیگ حکومت برطانیہ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہے کہ اگر مسلم لیگ کی منظوری کے بغیر کوئی آئینی تبدیلی خواہ وہ عبوری ہو یا آخری اور قطعی، کی گئی تو حکومت برطانیہ کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے عہد کی صریحاً اور کھلی خلاف ورزی تصور کیا جائے گا اور یہ اقدام وائسرائے، سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا اور شاہ معظم کی حکومت کی طرف سے جاری کردہ اعلانات میں مسلمانوں کے

ساتھ کئے گئے وعدوں اور باضابطہ یقین دہانیوں خصوصاً 8-اگست 1940 ء مسٹر ایمری کے 14-اگست 1940 ء کے توضیحی بیان کے خلاف ہوگا۔

ان حالات میں مسلم لیگ حکومت برطانیہ کو متنبہ کرتی ہے کہ اگر اس نے اپنے مندرجہ بالا اعلانات اور مسلمانوں سے کئے گئے وعدوں سے کوئی روگردانی یا انہیں تبدیل کرنے کی کوشش کی تو وہ حتی المقدور ہر قسم کے مزاحمتی اقدامات کریں گے۔

صوبائی اسمبلیاں

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت برطانیہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ صوبائی قانون اسمبلیوں کے آئندہ انتخابات کو ملتوی نہ کرے یا کم ازکم اُن صوبوں میں انتخابات ملتوی نہ ہوں جہاں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ مجریہ 1935 ء کے تحت صوبائی خودمختاری کا نظام چل رہا ہے اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں جہاں یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ وہاں ایک مستحکم حکومت بنائی جاسکتی ہے۔

پانچ سالہ منصوبہ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیمی' اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو ایک پانچ سالہ منصوبہ تیار کرے۔ کمیٹی کو مزید ارکان نامزد کرنے کا اختیار ہوگا: راجہ صاحب آف محمود آباد' چوہدری خلیق الزماں' حسن اصفہانی' آئی آئی چندریگر' ڈاکٹر ایس ایم اے جعفری' ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد' سید حسین امام اور سر عبداللہ ہارون

راجہ صاحب آف محمود آباد کمیٹی کے کنوینر ہوں گے۔ کمیٹی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کو چھ ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کرے۔

صدر کے اختیارات

یہ اجلاس صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو آئندہ سالانہ اجلاس تک یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کے حصول اور فروغ کے لئے جو وہ مناسب خیال کریں ضروری اقدام کریں بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کی پالیسی اور منزل مقصود کے تقاضوں اور اس کی منظور کردہ قراردادوں کے عین مطابق ہوں۔

خواتین ارکان

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل خواتین کے نام آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ

منعقدہ 9 دسمبر 1938ء کی قرارداد نمبر 6 کی جگہ درج کیے جائیں۔

پنجاب: بیگم شاہ نواز' بیگم میاں بشیر احمد' لیڈی شیخ عبد القادر' فاطمہ بیگم

بنگال: بیگم شہاب الدین' بیگم ایم ایم اصفہانی' مسز حاکم

بمبئی: مس فاطمہ جناح' بیگم حفیظ الدین' مسز جیراز بھائی' مسز سوم جی' مسز سم جی

یوپی: بیگم حبیب اللہ' بیگم اعزاز رسول' بیگم محمد علی' بیگم وسیم' راحیلہ خاتون' بیگم اختر محمد خاں

بہار: بیگم اختر

آسام: مسز عطاء الرحمان

سندھ: لیڈی عبد اللہ ہارون

دہلی: مسز حسین ملک' بیگم رحمان' مسز رضا' اللہ بیگ' بیگم محمد حسین

صوبہ سرحد: مسز اسلم' بیگم حاجی سعد اللہ خاں' مسز کمال الدین

بلوچستان: مسز قاضی محمد عیسیٰ

مدراس: مسز سید عبد الوہاب بخاری' مسز عبد الحمید حسن' مسز ملنگ احمد بادشاہ' مسز حمید خان'

مسلم نیشنل گارڈ

یہ اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل افراد پر ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے آئین' قواعد و ضوابط' انتظامیہ' کنٹرول اور ہیئت کے معاملات مرتب کرے اور صدر کو تین ماہ کے اندر منظوری اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ کمیٹی کو مزید ارکان نامزد کا اختیار بھی ہوگا۔

سرکریم بھائی' ابراہیم (کنوینر) راجہ صاحب آف محمود آباد' مسٹر عبد اللہ ہارون' قاضی محمد عیسیٰ' مسٹر عزیز لعل جی اور مسٹر مظہر امام۔

مسلمان سرکاری ملازمین

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مختلف سرکاری محکموں خصوصاً محکمہ ریلوے میں مسلمان ملازمین کے ساتھ ناروا سلوک پر اپنی برہمی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ افسوسناک سلوک متعلقہ محکموں کو بار بار توجہ دلانے کے باوجود جاری ہے۔ یہ اجلاس حکومت کو وارننگ دیتا ہے کہ اگر اس نے اس معاملہ کی طرف توجہ نہ دی تو مسلم لیگ ایسے ملازمین کی شکایات کے ازالہ کے لئے ضروری اقدامات کرے گی۔

مسلمانوں پر پولیس فائرنگ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس یو پی کے ضلع بدایوں میں واقع گاؤں اُجھے یانی میں مسلمانوں پر پولیس فائرنگ جس کے نتیجے میں آٹھ مسلمان ہلاک اور متعدد وزخمی ہو گئے کی سخت مذمت کرتا ہے اور یو پی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں آزادانہ عدالتی انکوائری کرائے۔ اجلاس نے اس سانحہ میں ہلاک وزخمی ہونے والوں کیلئے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

فرانسیسی ہندچینی میں ہندوستانی آبادی

متعدد ہندوستانی تاجروں کے فرانسیسی ہندچینی میں اہم اثاث ہیں اور فرانسیسی ہندچینی سے وصول ہونے والی رقوم پر اُن کا یہاں گزارہ ہوتا ہے اب حکومت ہندوستان نے بنک آف انڈوچائنا اور دیگر ہندوستانی بنکوں میں ان اثاثوں کو منجمد کرنے کے احکام جاری کر دیے ہیں اور ہندوستانی تاجروں کے لئے فرانسیسی ہندچین کے بنکوں کی طرف سے اُن کو جاری کردہ ہنڈیوں کو کیش کرانا ناممکن ہو چکا ہے نیز اس کی زد زیادہ تر مسلمان تاجروں پر پڑی ہے جن کے بڑے اثاثے فرانسیسی ہندچین میں ہیں۔ ان حالات میں آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت ہندوستان سے اپیل کرتا ہے کہ ان ہندوستانی تاجروں کے معاملات میں اپنے احکام میں نرمی اختیار کرے۔

سیلون میں مقیم ہندوستانی

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس جہاں ہز ایکسی لینسی گورنر آف سیلون کے رویہ کا معترف ہے وہاں سیلون کی وزارت کے سیلون میں مقیم ہندوستانیوں کے ساتھ معاندانہ رویہ اور اُن کے خلاف امتیازی قانون وضع کرنے کے اقدامات پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت ہندوستان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں ضروری اور فوری اقدام کرے۔

اعزازی سیکرٹری

یہ اجلاس نوابزادہ لیاقت علی خاں کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری کے عہدہ پر دوبارہ منتخب کرتا ہے اور طے پایا کہ راجہ محمد امیر احمد خان محمود آباد کو آل انڈیا مسلم لیگ کا اعزازی خزانچی (Treasurer) منتخب کیا جائے۔ نیز قرار پایا کہ دو جائنٹ سیکرٹریوں کے انتخاب کا معاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سپرد کرتا ہے۔

آئینی معاملات پر قرارداد

ملک کے آئین میں ترمیم کرنے کے ضمن میں قرارداد نمبر 2 پیش کرتے ہوئے نوابزادہ لیاقت علی خان نے کہا۔ ''ہم آج اپنا سیاسی مسلک بدل رہے ہیں اور اُسے ''قراردادِ لاہور'' جسے عام طور پر ''قرارداد پاکستان'' کہا جارہا ہے کے مطابق کررہے ہیں۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں یہ باور کرادیا ہے کہ سارے ہندوستان کے لئے ایک فیڈریشن (وفاق) کے قیام سے ابتری اور سخت بدنظمی پیدا کردے گا اور یہ مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے اعلان کیا کہ پاکستان مسلمانوں کے ایمان کا ایک جزو بن چکا ہے اور ایوان کے سامنے اب جو ترمیم پیش کی گئی ہے یہ اُن لوگوں کا مسکت جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مطالبہ تو محض شائل ہوگا اُسے پاکستان کے لئے حلف وفاداری فرماں برداری لینا ہوگا۔

ترمیم کی وضاحت کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ پاکستان میں غیر مسلموں کے حقوق ومفادات کے تحفظ کا معاملہ اقلیتوں کے مشورہ سے طے کیا جائے گا اور کوئی فیصلہ اُن پر زبردستی نہیں تھوپا جائے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بات تو واضح ہے کہ ہمارا مقصد تو سب کے ساتھ انصاف کرنا ہے ''وہ لوگ جو ہندوستان کی آزادی چاہتے ہیں اُنہیں پاکستان کو تسلیم کرنا چاہئے اس طرح سب کو آزادی مل جائے گی'

قرارداد کی تائید اور حمایت میں متعدد ارکان نے انگریزی' اُردو اور تامل زبانوں میں تقریریں کیں۔

ترمیم کی حمایت کرتے ہوئے قاضی محمد عیسیٰ نے کہا کہ ترمیم کا مقصد مسلم لیگ کے مسلک میں قراردادِ لاہور کو شامل کرنا ہے۔ سکھستان کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اس مطالبہ کی واحد وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ماضی میں پنجاب پر سکھوں کی حکومت رہی ہے۔ اگر یہی بات ہے تو مسلمانوں کی تو سارے ہندوستان میں حکومت رہی ہے اس لئے اُنہیں سارے ملک پر حکمرانی کی اجازت دینی چاہئے۔

سرمحمد یوسف نے کہا کہ مسلمان تو ہمیشہ مساوات' انصاف اور لوگوں سے بہتر سلوک اختیار کرنے پر زور دیتے رہے ہیں۔

مولانا ظفر علی خاں نے کہا کہ اب بھی اُن کے دل میں کانگرس کے لیے نرم گوشہ ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اُنہوں نے اُس وقت کانگرس کی مخالفت شروع کی جب اُس نے مسلمانوں کو دبانا شروع کیا اور مسلمانوں کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم نہ صرف آزاد ہوں بلکہ سارا ملک آزاد ہو۔ آج ہم دوہری

غلامی میں مبتلا ہیں۔ اُن میں ایک تو انگریزوں اور دوسری مسٹر گاندھی کی غلامی ہمارے لئے تو آزادی کا مطلب یہ ہے کہ ہم قرآن کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔"

بیگم محمد علی نے کہا کہ ترمیم میں جو اصول کارفرما ہے وہ کوئی نیا اصول نہیں ہے یہ قریباً ایک سال پرانا ہے اور تمام جماعتوں نے بحث و تمحیص کی ہے انہوں نے کہا کہ "قرارداد لاہور" نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی ہے۔

سر عبداللہ ہارون نے ایک تاجر کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ معاملہ زیر بحث کو عدالت میں پیش کیا جاتا رہا ہے جس نے فیصلہ کیا کہ جماعت کو کیا حاصل کرنا چاہئے۔ اب یہاں بھی ہندوستان میں جھگڑا ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ہے اور اسی اصول کو یہاں بھی نافذ ہونا چاہئے۔

ترمیم متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔[148]

آل انڈیا مسلم لیگ' اُنتیسواں سالانہ اجلاس

بمقام الہ آباد 3 تا 6 اپریل 1942ء

صدر اجلاس: قائد اعظم محمد علی جناحؒ

قائد اعظم محمد علی جناحؒ مستقل صدر آل انڈیا مسلم لیگ جب 3 اپریل 1942ء بروز جمعۃ المبارک صبح کو مرکزی ریلوے اسٹیشن الہ آباد تشریف لائے تو ایک بہت بڑے ہجوم نے آپ کا استقبال کیا۔ دیگر استقبال کرنے والوں میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی' آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور استقبالیہ کمیٹی کے ارکان شامل تھے۔ قائد اعظمؒ اور آپ کے رفقائے کار کو ایک جلوس کی شکل میں شہر کے مشہور بازار میں سے گزارا گیا۔ قائد اعظمؒ کے ساتھ نواب زادہ لیاقت علی خاں جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ' نواب سر محمد یوسف' چیئرمین استقبالیہ کمیٹی اور جناب ظہور احمد جنرل سیکرٹری استقبالیہ کمیٹی تشریف فرما تھے۔

قائد اعظمؒ کے استقبال کے لیے ایک سو گیارہ محرابی دروازے بنائے گئے تھے جن میں سے ایک ڈاکٹر امبیدکر (Ambedkar) اور ادی ہندو سبھا (Adi Hindu Sabha) کے نام منسوب تھا۔

کھلا اجلاس ''جناح چمن'' میں رات کے وقت شروع ہوا جو بڑی شان و شوکت اور خوبصورت طریقے سے مزین کیا گیا تھا اور جہاں تک پنڈال کا تعلق ہے وہ مکمل طور پر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ قائد اعظمؒ پونے دس بجے رات پنڈال میں تشریف لائے جن کا سکاؤٹوں نے ''جناح زندہ باد'' اور پاکستان زندہ باد'' کے نعروں سے استقبال کیا۔

نیشنل گارڈ کے چیف سالار (سالار اعظم) جلوس کی راہنمائی کر رہے تھے جبکہ صدر مسلم لیگ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے ہمراہ نواب زادہ لیاقت علی خاں' نواب سر محمد یوسف' راجہ صاحب محمود آباد' جناب ظہور احمد' جناب غضنفر اللہ اور جناب رضوان اللہ تھے۔

سٹیج پر قائد اعظمؒ کے ساتھ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی' مسلم لیگ کونسل' استقبالیہ کمیٹی کے اراکین کے علاوہ متعدد خواتین اور مہمان تشریف فرما تھے جبکہ ڈائس کے دائیں بائیں پردہ دار خواتین کے لیے خاص طور پر انتظام کیا تھا۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز قرآن مجید فرقان حمید کی آیات بینات سے ہوا جبکہ نامور شاعر انور قریشی غازی آبادی نے ایک نظم میں قائداعظم کو خراج تحسین پیش کیا۔ علاوہ ازیں پشاور بلوچستان اور پنجاب سے آئے ہوئے شاعروں نے اردو اور فارسی میں پاکستان اور اسلام کے حوالے سے نظمیں پیش کیں۔ اس کے بعد نواب سر محمد یوسف چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے انگریزی زبان میں خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ انہوں نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں مضبوط مرکزی حکومت، مسلمان ایک قوم ہیں، پاکستان کے ناقدین کو منہ توڑ جواب، متحدہ ہندوستان سکیم، اردو اور ہندی جیسے موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ [149]

''قائداعظم محمد علی جناح کا خطبۂ صدارت جو انہوں نے ''جناح پارک'' کی دوسری نشست میں ہفتہ کے روز 4 اپریل 1942ء کو ارشاد فرمایا، اس کا مکمل متن حسب ذیل ہے:''

''خواتین و حضرات! میں نہایت خلوص کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ریلوے اسٹیشن پر میرا اس قدر عظیم الشان خیر مقدم کیا۔ میں یہ دیکھ کر فخر محسوس کرتا ہوں کہ مسلم لیگ ہر ماہ اور ہر سال دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس سال کے لئے بھی صدر منتخب کر کے اعزاز بخشا۔ میں تمام کارکنوں اور عہدہ داروں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے گذشتہ تین ماہ کے دوران سارا سارا دن سخت محنت سے کام کر کے یہ تیاریاں مکمل کیں جو آج ہم یہاں دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس قدر ہماری قوت میں اضافہ ہو رہا ہے اسی قدر ہماری اپنے معاملات کے انتظام و انصرام کی صلاحیت بھی روز بروز بہتر سے بہتر ہو رہی ہے۔

اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور گفتگو کا سلسلہ وہیں سے شروع کرنا چاہتا ہوں جہاں میں نے اسے مدراس میں اپنے گذشتہ سالانہ اجلاس میں چھوڑا تھا۔ مدراس میں ہم نے اپنی حکمت عملی کی وضاحت کی تھی، اپنے نظریے کی صراحت کی تھی اور اپنے پروگرام کی تشریح کی تھی۔ میں آپ میں سے ہر ایک سے اپیل کرتا ہوں کہ از راہ عنایت میری اس تقریر کو دوبارہ پڑھیں اور اس کا (غور سے) مطالعہ کریں۔ نہ صرف اس کا مطالعہ کریں بلکہ میں آپ میں سے ہر ایک سے اپیل کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی جہت میں اپنے پروگرام اور حکمت عملی کے مطابق جو ہم نے وہاں پیش کی تھی کچھ نہ کچھ کام کا آغاز کر دیں۔ میں بار بار باتوں کو دہراتے رہنا نہیں چاہتا۔ ایک وقت تھا جب بات کو دہرانا ضروری تھا تا کہ ہمارے لوگ اور ہمارے مخالفین دونوں ہماری بات سمجھ سکیں۔ لیگ کے پروپیگنڈے اور لٹریچر اور جلسوں اور کانفرنسوں نے جو سارے ہند

میں منعقد ہو رہی ہیں اور ہمارے اخبارات اور ہمارے مخالفوں کے اخبارات نے بھی ہم پر پوری طرح سے واضح کر دیا ہے کہ ہمارے سامنے اصل مسائل کیا ہیں۔

اب ہمیں باتیں کم اور کام زیادہ کرنا چاہئے۔ نہ صرف یہ بلکہ سنگین بین الاقوامی صورتحال اور جنگ جو اب ہماری سرحدوں تک پہنچ گئی ہے تقریباً ہمارے دروازوں پر اس کے باعث ہمیں یہ محسوس کرنا چاہئے کہ ہمارے سامنے خطرہ کس درجہ سنگین ہے اور ہمیں اس کا علم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن خواتین و حضرات! مجھے پورے خلوص کے ساتھ آپ سے اپیل کرنی چاہئے۔ مسلمانو! کچھ بھی ہو' جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو منظم کرلو! یہ بدیہی صداقتیں ہیں جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب مجھے ایک ایک نکتے پر زور دیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ میری رائے میں محاورے کی بات کروں تو' اب آپ بچے نہیں رہے' اب آپ شعور کے سن کو پہنچ گئے ہیں اور اب حسب ضرورت عمل کر سکتے ہیں۔ اس نکتے پر میں مزید کچھ نہیں کہوں گا۔

کرپس مشن

مجھے علم ہے کہ یہ آج کا اہم ترین موضوع ہے اور جو نہ صرف سارے ہند کی توجہ اپنی جانب منعطف کئے ہوئے ہے بلکہ ساری دنیا کی توجہ اس کی طرف مبذول ہے' وہ سر اسٹیفورڈ کرپس کا مشن ہے جس پر وہ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے آئے ہیں۔ اس کی روزمرہ کی کارروائیاں آپ کی نظر میں ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے اعلان تجاویز کے مسودہ کی جتنا میرے لئے ممکن ہے اور جس قدر مختصراً میں بیان کر سکتا ہوں' وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ان الفاظ پر توجہ دیجئے کہ یہ مسودہ اعلان ہے۔ یہ تجاویز ملک معظم کی حکومت کی طرف سے آئی ہیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ "منصفانہ اور حتمی" ہیں۔ آیئے ہم ان کا جائزہ لیں۔ آیئے ہم ان کو سمجھیں۔ میں تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ میں صرف اہم نکات پر گفتگو کروں گا۔

اہم نکات جو اس دستاویز سے ابھرتے ہیں' یہ ہیں: اول مقصد ایک نئی انڈین یونین کی تشکیل ہے' جو ایک قلمرو ہوگی' جس کا متحدہ بادشاہت (انگلستان) اور دیگر قلمروؤں کے ساتھ تاج سے مشترکہ وفاداری کے ذریعہ تعلق ہوگا لیکن بہر طور ان کے برابر ہوگی اور داخلی اور خارجی معاملات میں محکوم نہ ہوگی۔ یہاں فرائض منصبی اور اختیارات کے ضمن میں کچھ شکوک پیدا ہو سکتے ہیں۔ تین چیزیں ہیں۔ اول رتبہ' پھر آتے ہیں اختیارات اور آخیر میں فرائض منصبی۔ لیکن یہ ایسا معاملہ ہے' جس پر اس وقت غور ہوگا جب ہم کسی یا دو قلمرو کے

یا زیادہ کے ساتھ معاہدہ یا معاہدوں پر دستخط کرنے کے مرحلے پر پہنچیں گے۔

اس میں سے جو دوسرا نکتہ ابھرتا ہے یہ ہے: اختتام جنگ کے فوراً بعد ہند میں ایک منتخب ادارہ جس کے سپرد ہند کے لئے نیا دستور وضع کرنے کا کام کیا جائے گا' قائم کرنے کے لئے اقدام کیا جائے گا' (طریقہ انتخاب کا ذکر بعد میں آئے گا)۔ پس ہمارے پاس ایک منتخب ادارہ ہوگا جس کی ذمہ داری ایک نیا دستور وضع کرنا ہوگی۔ میں اس معاملے سے اس وقت نمٹوں گا جب میں اس دفعہ پر پہنچوں گا جس میں یہ مذکور ہے کہ کس طرح یہ دستور ساز ادارہ قائم کیا جائے گا اور کس طرح اس کی تشکیل ہوگی۔

تیسرے ایک دفعہ ہے ہندی ریاستوں کے استحکام کے بارے میں۔

چوتھے ملک معظم کی حکومت اس طرح مرتب ہونے والے دستور کے فوری نفاذ کی ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ لیکن اس کے تحت چند مستثنیات آتی ہیں۔

مستثنیات

پہلا استثناء ہے کہ برطانوی ہند کے کسی صوبے کا یہ استحقاق کہ اگر وہ نیا دستور منظور نہ کرے تو وہ اپنی موجودہ دستوری حیثیت کو برقرار رکھ سکے۔ اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ اگر وہ فیصلہ کرے تو بعد ازاں الحاق ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب دستور ساز ادارہ دستور وضع کرنے کا کام مکمل کر لے' اور وضع کردہ دستور' دستور ساز ادارہ ایک خودمختار ادارہ ہوگا' تب کسی ایک صوبے کو یا صوبوں کو اس امر کی اجازت ہوگی کہ وہ کہے کہ "ہمیں اس دستور سے اتفاق نہیں ہے لہٰذا ہم اس دستور کے ساتھ وابستگی کے لئے تیار نہیں ہیں۔" لیکن سب سے زیادہ اہم نکتہ اور جملہ نکات میں اہم ترین نکتہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے' یہ ہے کہ وہ صوبہ یا صوبے' اپنی رائے کا اظہار اور اپنے حق کا استعمال کس طریقے سے کریں گے۔ مگر اس بات کا ذکر مذکورہ دستاویز میں موجود نہیں ہے۔ لیکن سر اسٹیفورڈ نے ایک تجویز پیش کی ہے اور تجویز یہ ہے کہ اگر کوئی صوبہ اپنی صوبائی مجلس قانون ساز میں 60 فیصد ووٹوں سے الحاق کی حمایت کرے تو معاملہ کو ختم سمجھا جائے گا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ صوبہ الحاق پر مجبور ہوگا لیکن اگر الحاق کے حق میں 59 فیصد ووٹ آئیں اور اقلیت 41 فیصد ہو تب صوبے میں استصواب رائے عامہ کا اہتمام کیا جائے گا۔ پھر بے شک الحاق نہ کرنے والے صوبے اپنے طور پر اس طریقے سے ایک اور یونین بنا سکتے ہیں یا ایک قلمرو یا کوئی ایک صدر تنہا ایک قلمرو کی حیثیت سے اپنے تئیں برقرار رکھ سکتا ہے۔ یہ ہے اس کا بدیہی نتیجہ۔

پھر معاہدہ کی دفعہ آتی ہے۔ معاہدہ یا معاہدے جو قلمرو یا قلمروؤں کے ساتھ کرنے ہوں گے جو قائم ہوں گی اور ہندی ریاستوں کے ساتھ الحاق کر رہی ہوں یا الحاق نہ کر رہی ہوں۔

دستور سازی

میں نے کہا تھا کہ میں تجاویز کی اصل دفعات کا تذکرہ کروں گا کہ دستور ساز ادارہ کس طرح قائم کیا جائے گا یا مرتب کیا جائے گا اور وہ دفعہ یہ ہے۔ اختتام جنگ کے فوراً بعد دستور ساز ادارہ حسب ذیل طرز پر مشتمل ہوگا الا یہ کہ بڑے فرقوں کے رہنما اختتام جنگ سے قبل کسی اور ادارے کے قیام پر متفق ہو جائیں۔ پس اختتام جنگ کے فوراً بعد دستور ساز ادارہ اس طریقے سے تشکیل دیا جائے گا: ''جیسے ہی صوبائی انتخابات کے نتائج کا علم ہوگا' جو اختتام جنگ کے فوراً بعد لازمی طور پر منعقد ہوں گے' تمام صوبائی مجالس قانون ساز ایوان ہائے زیریں ایک حلقہ انتخاب کے طور پر متناسب طریقہ نمائندگی کے ذریعہ دستور ساز ادارے کے انتخاب کی کارروائی شروع کر دے گا۔ نئے ادارے کی رکنیت حلقہ انتخاب کی تعداد ایک بٹا دس کے برابر ہوگی۔'' پس میرا خیال ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ 11 صوبوں کی مجالس قانون ساز کے جملہ اراکین ایک انتخابی حلقہ کی شکل میں ایک جگہ جمع ہوں گے اور یہ لوگ کم و بیش سولہ سو ممبر ہوں گے اور اپنی تعداد کا دسواں حصہ منتخب کرنے کے حقدار ہوں گے جس کا مطلب ہے کہ وہ متناسب نمائندگی کے ذریعے ایک سو ساٹھ ممبروں کو منتخب کریں گے۔ یہ ہے دستور ساز ادارہ۔

اس کے بعد ہم آتے ہیں ہندی ریاستوں کی طرف جنہیں اپنے نمائندے بھیجنے کی دعوت دی جائے گی اور ان کی تعداد ان کی آبادی کی مناسبت سے ہوگی۔ لیکن ان کا انتخاب کس طریقے سے ہوگا اس کا دستاویز میں سرے سے کوئی تذکرہ موجود نہیں۔ یہ نامزدگی ہوگی یا کوئی اور طریقہ یا انتخاب۔

حال کے بارے میں

پھر اس میں ایک اہتمام حال کے بارے میں بھی ہے۔ وہ اہتمام یہ ہے کہ دریں اثنا کہ ہند کو سنگین صورت حال کا سامنا ہے اور جب تک کہ نیا دستور مرتب ہو ملک معظم کی حکومت کو دفاع ہند کی پوری ذمہ داری اٹھانی چاہئے' ان کی خواہش ہے اور وہ دعوت دیتی ہے کہ اہالیان ہند کے اہم طبقوں کے رہنما اپنے ملک' دولت مشترکہ اور اقوام متحدہ کی مشاورت میں موثر شرکت کریں۔ اس طرح وہ اس فریضہ کی ادائیگی میں سرگرم اور تعمیری امداد دے سکیں گے جو ہند کی آئندہ آزادی کے لئے اہم اور لازمی ہوگا۔ خواتین

وحضرات' اہم الفاظ یہ ہیں کہ ہند کے دفاع کی ذمہ داری بدیہی طور پر ملک معظم کی حکومت کی ہوگی اور یہ کہ اہالیان ہند کے اہم طبقوں کے رہنماؤں کو ان کے ملک کی مشاورت کے لئے مدعو کیا جائے گا۔

یہ اصل عبارت تھی۔ بعد میں اس میں اس طرح ترمیم کی گئی: ''اس سنگین مدت کے دوران جس کا اس وقت ہند کو سامنا ہے اور اس وقت تک جب تک کہ نیا دستور وضع ہو سکے لازماً عالم گیر مساعی جنگ میں اپنے حصے کے طور پر ہند کے دفاع کے کنٹرول کو برقرار رکھنے اور اسے جہت دینے کی ذمہ داری ملک معظم کی حکومت کو اٹھانی ہوگی۔ لیکن یہ صرف الفاظ کی تبدیلی ہے۔

ہند کی فوجی' اخلاقی اور مادی وسائل کی پوری پوری تنظیم کا کام اہالیان ہند کے تعاون سے حکومت ہند کی ذمہ داری ہونی چاہئے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ملک معظم کی حکومت کی خواہش ہے کہ وہ ''اہم طبقوں کے رہنماؤں کی اپنے ملک کی مشاورت میں موثر شرکت کے لئے دعوت دے۔''

ایک یونین

اب' خواتین وحضرات' یہ ہے دستاویز اور میں چند الفاظ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا مطلب ہے اور اس سے کیا سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے' قائم ہونے والی قلمرو یا قلمرووں کے رتبہ اور اختیارات کے دستوری مضمرات جو بھی کچھ ہوں اصل مقصد ہند کی ایک نئی یونین قائم کرنا ہے۔ ہم اس سے آغاز کار کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ایک دستور ساز ادارہ قائم کیا جائے گا جو خود مختار ادارہ ہوگا۔ ''ایک خود مختار ادارہ ابتدا کرے گا''۔ سر اسٹیفورڈ کرپس کی زبان استعمال کریں تو ''جس کی ترجیح ہوگی سارے ہند کے لئے ایک یونین۔''

غور کیجئے اس ادارے کی رکنیت کیا ہوگی۔ اس ادارے کی رکنیت مشتمل ہوگی اولاً ان ارکان پر جو گیارہ مجالس قانون ساز کے ارکان ایک حلقہ انتخاب کے طور پر اپنے میں سے منتخب کریں گے' متناسب نمائندگی کے ذریعے سے جداگانہ طریقہ انتخاب کے ذریعے سے نہیں۔ جب یہ ادارہ تشکیل پا جائے گا تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ بجز ایک یونین کے کسی اور نتیجے پر کیسے پہنچ سکتا ہے اور اسی لئے اس کی تشکیل اس ڈھنگ سے کی جا رہی ہے۔

لیکن دستور ساز ادارے کے صرف سادہ اکثریت کی بنیاد پر دستور مرتب کر لینے کے بعد یہ درست ہے کہ کوئی ایک صوبہ یا صوبے جو اس دستور کو منظور نہ کریں انہیں ایک موقع دیا گیا ہے کہ وہ ایک اور آزمائش میں سے ہو گزریں جس کی میں اس کے بعد وضاحت کروں گا۔ مگر یاد رکھئے کہ مسلمان جداگانہ طریقہ

انتخاب کے ذریعے بھی دستور ساز ادارے میں 25 فیصد سے زیادہ نہیں ہو سکتے' جب کہ متناسب نمائندگی سے وہ اس سے کم ہو سکتے ہیں۔ پس عظیم اکثریت غیر مسلموں کی ہو گی لہٰذا امکانات کا یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اکثریت کی بنیاد پر دستور ایک یونین کے حق میں ہوگا۔

دوسرا نکتہ جس کا وہاں ذکر نہیں' یہ ہے کہ کیا اس دستور ساز ادارے میں فیصلے سادہ اکثریت کی بنیاد پر کیے جائیں گے یا نہیں؟ جب میں اس دستاویز کو پڑھتا ہوں' یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے سوا اس کا کوئی دوسرا مطلب نہیں۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب ہم کسی دستاویز میں' کسی متعینہ اکثریت کی پابندی عاید کرنا چاہتے ہیں تو اس کا ذکر کرتے ہیں۔ جب آپ اس کا تذکرہ نہیں کرتے تو اس کے معنی ہوتے ہیں سادہ اکثریت کا قاعدہ۔ مثال کے طور پر ہمارے اپنے دستور میں دفعہ موجود ہے کہ ہمارے دستور میں دوتہائی اکثریت کے بغیر کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔ پس یہ ہے دستور ساز ادارہ۔ اگر میں اس پر ذرا تبصرہ کر سکوں تو (یہ ہوگا) مسٹر گاندھی اس دستور ساز ادارے میں اس پختہ یقین کے ساتھ آئیں گے کہ اس کے ذریعہ جو دستور مرتب ہوگا وہ ایک آل انڈیا یونین کا ہوگا۔

ڈھارس

اب جب یہ ہو جائے گا تو صوبہ یا صوبے جو اس سے ناخوش ہوں گے انہیں ڈھارس دی گئی ہے۔ نہیں' نہیں' آپ کے پاس ایک موقع اور ہے۔ اس سے پیشتر کہ آپ کو قربان گاہ پر چڑھا دیا جائے اور وہ موقع کیا ہے؟ موقع یہ ہے اور یہ دستاویز میں موجود نہیں ہے بلکہ سر اسٹیفورڈ کی تجویز ہے' بے شک متعدد تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ جب وقت آئے گا تو ہم بھی اپنی تجویزیں پیش کریں گے۔ وہ کہتے ہیں دیکھیے اگر 41 فیصد اس کے مخالف ہوں گے تو استصواب کرالیا جائے گا' کس کا استصواب؟ بلاشبہ صوبہ کا استصواب۔

حق خود ارادیت کس کا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟ خود ارادیت دو قوموں کی اکٹھا کر کے یا ایک ایک قوم کی؟ جواب ہے' بلاشبہ دونوں کی اکٹھا کر کے۔

یہ ہے دوسرا موقع۔ اگر استصواب رائے کا فیصلہ آپ کے حق میں ہو جائے تو آپ قربان ہونے سے قبل مقتل میں جانے سے بچ جائیں گے۔ جہاں تک مسلم ہند کا تعلق ہے یہ بے حد اہمیت کا حامل نکتہ ہے۔

مایوسی

جہاں تک حال کا تعلق ہے حضرات' میں آپ کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا جو کچھ اس دستاویز

میں موجود ہے چونکہ اس کا تمام انحصار حتمی تصویر کیا ہوگی اور اس پر میں کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ میں نے آپ کے سامنے وضاحت کردی ہے' مجھے اُمید ہے کہ درست طور پر کی ہے' ورنہ سر اسٹیفورڈ کرپس یا کوئی اور صاحب میری اصلاح کر سکتے ہیں اور میں اپنی اصلاح کرلوں گا۔ مسودہ اعلان تجاویز کی وضاحت کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے جذبات کی ترجمانی کروں گا' جب میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو سخت مایوسی ہوئی کہ مسلم قوم کے وجود اور اس کی کلیت کو واضح طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔

اصل مسائل سے روگردانی کرکے اور صوبوں کے وجود پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہوئے جو برطانوی حکمت عملی کے محض حادثات اور انتظامی تقسیم ہیں' ہند کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش بنیادی طور پر غلط ہے۔ مسلم ہند اس وقت تک مطمئن نہ ہوگا جب تک کہ غیر مبہم طور پر اس کا قومی خود ارادیت کا حق تسلیم نہ کرلیا جائے۔

یہ محسوس کرلینا چاہئے کہ ہند کبھی بھی ایک ملک یا قوم نہیں تھا۔ اس برصغیر میں ہند کا مسئلہ بین الاقوامی ہے اور اختلافات' ثقافتی' معاشرتی' سیاسی اور اقتصادی اس درجہ بنیادی ہیں کہ نہ انہیں ڈھانپا جاسکتا ہے' نہ چھپایا جاسکتا ہے اور نہ انہیں خلط ملط کیا جاسکتا بلکہ سب کو حقیقت پسندوں کی طرح ان سے نمٹنا چاہئے۔

دستاویز میں علیحدگی کے ضمن میں اقلیت کی مبینہ طاقت محض سراب ہے۔ کیونکہ ہندو ہند تمام صوبوں میں ایک آل انڈیا یونین کے حق میں فیصلے پر حاوی ہوگا' اور بنگال اور پنجاب میں مسلمان ان صوبوں کی ہندو اقلیت کے رحم وکرم پر ہوں گے جو مسلمانوں کو ہندو مت کی گاڑی کے پہیہ سے باندھ رکھنے کے لئے اپنا پورزور اور طاقت صرف کردیں گے۔ اس طرح تمام صوبوں میں مسلمانوں کی گردن میں غلامی کا طوق ڈال دیا جائے گا۔

ہم اپنی رضامندی سے حال کی خاطر مستقبل کو داؤ پر نہیں لگا سکتے۔ جب کہ ہمیں غیر ملکی جارحیت کے خطرے کا پورا احساس ہے اور ہند کے دفاع کے بارے میں ہمارے اضطراب اور مساعی جنگ میں امداد کے باوصف۔ ایسا کرنا ہماری طرف سے لاکھوں مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے خلاف ایک جرم ہوگا۔

ڈھانچہ

جہاں تک ان تجاویز کا تعلق ہے جو مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں ردوبدل کے ضمن میں ہیں اور جن کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان پر موجودہ دستور کے ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے غور کیا جانا چاہئے۔ یہ ایک مشکل امر ہے کہ اس سلسلے میں دستاویز سے کوئی حتمی اور ٹھوس بات اخذ کی جاسکے کیونکہ اس کا

تمام تر انحصار پوری تصویر پر ہوگا جب اس کا انکشاف ہوگا۔ ہمیں اس کا بھی علم نہیں ہے نہ ہی یہ ابھی تک ہمارے سامنے آئی ہے۔ دستاویز محض تجویز کا ایک ڈھانچہ ہے۔ بدیہی طور پر اس میں بہت سی خالی جگہوں کو پُر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل کہ یہ قابل قبول شکل اختیار کرے۔ یہ ان امور میں سے ایک ہے جن میں چند اصولوں کے محض ایک بیان کے مقابلے میں تفصیلات زیادہ اہمیت اختیار کر جائیں گی۔

اس نے ہمارے لئے زبردست اضطراب اور سخت خدشات کو جنم دے دیا ہے بالخصوص پاکستان کی اسکیم کے تعلق میں جو مسلم ہند کے لئے زندگی اور موت کا معاملہ ہیں۔ پس ہم کوشش کریں گے کہ پاکستان کے اصول کو جو دستاویز میں ڈھکے چھپے انداز میں تسلیم کیا گیا ہے واضح اور غیر مبہم انداز میں مان لیا جائے۔ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے گا کہ باہر رہنے یا الحاق کرنے کے بارے میں مسلمانوں کے حق کی کس طرح وضاحت کی گئی ہے وعدوں کی قیمت خون' دولت اور ساز و سامان کی شکل میں ادا کرنے کے بعد فلسطین کی تاریخ کو دہرائے جاتے دیکھنے کی ہماری کوئی خواہش نہیں جیسا کہ گذشتہ جنگ کے بعد ہوا۔

یہ دستاویز ہمارے خلاف ہے

دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کو دوازکار امکان قرار دیا گیا ہے اور ایک نئی انڈین یونین کو قطعی ترجیح دی گئی ہے جو اصل مقصد اور تجویز ہے۔ دستاویز میں طریقہ کار کے جن قواعد وضوابط کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور سر اسٹیفورڈ کرپس نے اب تک صحافیوں سے جو ملاقاتیں کی ہیں اور جو وضاحتیں پیش کی ہیں وہ ہمارے خلاف ہیں اور ہمیں لگے ہوئے پتوں سے کھیلنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے ہماری مجلس عاملہ 27 مارچ سے ان تجاویز پر بڑی احتیاط کے ساتھ مطالعہ اور جائزے میں مصروف ہے۔ مجھے بھروسہ ہے پاکستان اور مسلمانوں کے حق خود ارادیت کے اصولوں کو حقیقی طور پر جامہ عمل پہنانے کے لئے ملک معظم کی حکومت اور سر اسٹیفورڈ کرپس اپنی جانب سے ضروری ردوبدل کرنے میں پس و پیش نہیں کریں گے۔ ہمیں توقع کرنی چاہئے کہ ان مذاکرات سے ایسا سمجھوتہ سامنے آئے گا جو منصفانہ آبرومندانہ اور حتمی طور پر سب کے لئے قابل قبول ہوگا۔[150]

دوسری نشست

آل انڈیا مسلم لیگ کے کھلے اجلاس کی دوسری نشست 5 اپریل 1942ء بروز اتوار کی شب قائد اعظم محمد علی جناح کی زیر صدارت "جناح چمن" کے پنڈال میں شروع ہوئی۔ اجلاس کی کارروائی کا

آغاز ہونے سے پیشتر قائد اعظمؒ نے قنوج کے نیشنل گارڈ محمد یعقوب کو ''گولڈ میڈل'' سے نوازا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ''گولڈ میڈل استقبالیہ کمیٹی'' نے یہ گولڈ میڈل محمد یعقوب کو عطا کیے جانے کی سفارش کی تھی کیونکہ محمد یعقوب موصوف نے 4 اپریل 1942 بروز ہفتہ پنڈال کے ایک حصے میں آگ لگنے پر آناً فاناً اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اپنی جان کی پرواہ کیے آگ پر قابو پا لیا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ دوسری اور تیسری نشست قراردادوں کے لیے مخصوص تھی۔ جب اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو صاحب صدر نے پہلی قرارداد کی تحریک فرمائی جس میں نواب سر شاہنواز کی وفات پر تعزیتی ریزولیشن پیش کیا گیا۔

اگلی قرارداد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کے اختیارات کے ضمن میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور ہوئی۔

صدر مسلم لیگ

یہ اجلاس صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو آئندہ سالانہ اجلاس تک یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کے حصول اور فروغ کے لئے جو وہ مناسب خیال کریں ضروری اقدام کریں بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کی پالیسی اور منزل مقصود کے حصول کے تقاضوں اور اُس کی منظور کردہ قراردادوں کے مطابق ہوں۔

اس موقع پر مسٹر اصفہانی نے تقریر کرتے ہوئے بین الاقوامی حالات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مسٹر جناح کو ایسا اختیار دینا ضروری ہے تا کہ کسی ہنگامی صورت میں جب ورکنگ کمیٹی یا کونسل کا اجلاس بلانا ناممکن ہو وہ فوری طور پر کوئی فیصلہ کرسکیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو مسٹر جناح پر پورا ایمان ہے اور کسی کو بھی انہیں یہ اختیار دینے میں تامل نہیں ہو گا جسے وہ مسلمانوں اور ملک کے بہتر مفاد میں ہی استعمال کریں گے۔

مسلمانانِ ہند کی جان و مال کے تحفظ کے ضمن میں چودھری خلیق الزمان نے درج ذیل قرارداد پیش کی جو منظور کی گئی۔

اجلاس یہ فیصلہ کرتا ہے کہ صدر ایک کمیٹی مقرر کریں جو صوبائی لیگوں کے مشورہ سے مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے موثر اقدام کرے اور یہ کمیٹی اپنی سرگرمیوں کے بارے میں ہر ہفتہ اپنی رپورٹ صدر کو پیش کرے۔

قرارداد کے محرک چوہدری خلیق الزماں نے کہا کہ مسلم آبادی کو موجودہ حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے رضا کاروں اور نرسوں کی خدمات

حاصل کی جائیں اور مسلم لیگ کی مقامی شاخوں کے ذریعے ضروری امداد مہیا کی جائے۔

بنگال کے رکن مولانا محمد اکرم خاں نے قرارداد کی تائید کی اور سرعبد اللہ ہارون نے اس کی حمایت کی۔

6 اپریل کو منعقد ہونے والی نشست میں چوہدری خلیق الزمان کی قرارداد پر بحث ہوئی جس کی ورکنگ کمیٹی کے ممبران وران سے دیگر شرکا اجلاس نے تائید کی اور کہا کہ نواحی اور شہری لیگوں کو منظم کیا جائے۔ اس موقعہ پر بیگم اعزاز رسول اور بیگم مولانا محمد علی جوہر نے بھی خطاب کیا۔

قائد اعظمؒ نے نازک صورت حال کا حوالہ دیتے ہوئے زور دیا کہ دس کروڑ مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت کے لئے کمربستہ آ جائیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اس کمیٹی میں صحیح لوگ لئے جائیں جن کی عوام میں قدر ومنزلت ہو۔ یہ کمیٹی تمام صوبوں کی ضلع اور شہری لیگوں کے ساتھ رابطہ رکھے اور بہ وقت ضرورت ان کی رہنمائی کرے۔ اُنہوں نے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کی معقول حفاظت پر زور دیتے ہوئے تجویز کیا کہ ممکنہ ہنگامی صورت حال کے پیش نظر ایسے مسلمانوں کی بغیر وقت ضائع کئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرتے مسلمانوں کی بڑی آبادیوں میں لے آیا جائے۔

عہدیداران

قرار اپایا کہ آئندہ مدت کیلئے نواب زادہ لیاقت علی خان کو اعزازی سیکرٹری اور راجہ محمد میر احمد خان صاحب آف محمود آباد کو آل انڈیا مسلم لیگ کا اعزازی خزانچی منتخب کیا جائے اور دو جائنٹ سیکرٹری کے انتخاب کا کام لیگ کونسل پر چھوڑ دیا جائے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس صدر کے بروقت اقدام پر اپنی تشفی کا اظہار کرتا ہے جس کے تحت اُنہوں نے مسٹر اے کے فضل الحق کو لیگ کی ممبر شپ سے خارج کردیا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنی غداری سے ہندوستان میں عمومی طور پر اور خاص طور پر بنگال کے مسلمانوں کے مفادات کو زک پہنچائی ہے۔

آئین میں ترمیم

قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین میں درج ذیل ترمیم منظور کی جائے یعنی لیگ کے آئین سیکشن VIII(2)11 میں 5 کے ہندسہ کی جگہ 10 کا ہندسہ لگایا جائے۔

برطانوی بلوچستان

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ دیگر صوبوں کی طرح برطانوی بلوچستان کے

صوبہ کو بھی فوری طور پر وہی آئینی درجہ دیا جائے جو انہیں حاصل ہے۔

خوراک کی قلت

یہ اجلاس حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرا رہا ہے جو غذا کی قلت کی وجہ سے پیدا ہوگی جو بالخصوص گندم، دالوں اور چاول کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ اجلاس حکومت سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اناج اور خوراک کے حصول کیلئے فوری اقدام کرے۔

خاکسار تحریک

آل انڈیا مسلم لیگ حکومت یہ اجلاس ہند پر زور دیتا ہے کہ وہ علامہ مشرقی میں پابندیوں کو ختم کردے اور خاکسار تحریک پر لگائی گئی پابندیوں کو اٹھا لے اور تمام خاکساروں کو رہا کردے۔

عبدالریحان خاں

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت ہندوستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ بلوچستان کے نوابزادہ عبدالریحان خاں بگتی کے صوبہ کے دور دراز علاقہ میں نظر بندی کے احکام پر نظر ثانی کرے اور انہیں کالعدم قرار دے کیونکہ اس سلسلے میں نہ تو کوئی جوڈیشل انکوائری نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کی نظر بندی کے احکام کا کوئی جواز پیش کیا گیا ہے۔ ان حالات میں اُن کے خلاف جو اقدام کیا گیا ہے وہ یک طرفہ اور ناانصافی پر مبنی ہے اور اس کا مقصد صوبہ کی عام مسلم آبادی میں خوف وہراس پیدا کرنا اور اُن کو بددل کرنا ہے۔

اختتام

آل انڈیا مسلم لیگ کا 29واں اجلاس 6 اپریل کو سہ پہر قائداعظمؒ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا قائداعظمؒ نے کامیاب جلسہ منعقد کرنے پر کارکنوں کو مبارکباد دی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ اُنہوں نے خاص طور پر نیشنل گارڈز کا شکریہ ادا کیا۔ قائداعظمؒ نے اس موقع پر یقین دلایا کہ ان کی تمام تر ہمدردیاں غریبوں کے ساتھ ہیں جن کی خدمت پر میں مامور ہوں "میں سمجھتا ہوں کہ وقت گذرنے کے ساتھ وہ سمجھ جائیں گے کہ میں ان کا خادم ہوں اور اگر میں کامیاب ہو گیا تو میرے لئے یہ خوشی اور انعام کا باعث ہوگا کہ میں نے غریبوں کے لئے کام کیا ہے۔"[151]

آل انڈیا مسلم لیگ تیسواں سالانہ اجلاس

بمقام دہلی 24 تا 26 اپریل 1943ء

صدر اجلاس: قائد اعظم محمد علی جناحؒ

آل انڈیا مسلم لیگ کا تیسواں سالانہ اجلاس قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں 24 اپریل 1943ء کو نہایت عمدہ طریقے سے کتبوں اور جھنڈیوں سے مزین اور آراستہ پیراستہ لیکن کھچا کھچ بھرے ہوئے پنڈال میں ''اللہ اکبر'' کے بلند بانگ نعروں کی گونج میں نئی دہلی میں شروع ہوا۔ ان جھنڈیوں اور کتبوں پر یہ نعرہ کندہ اور تحریر تھا:

''ہندوستان کی آزادی پاکستان میں مضمر ہے''

(Freedom of India lies in Pakistan)

علاوہ ازیں ڈائس کے مرکز میں ''پاکستان کا نقشہ'' رکھا ہوا تھا نیز اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ ایک کثیر تعداد میں مسلم خواتین باپردہ حصے (احاطہ) کے اندر اور باہر موجود تھیں۔

ڈائس پر ممتاز اور چیدہ چیدہ شخصیات تشریف فرما تھیں جن میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اراکین اور مہمان شامل تھے۔ ان شخصیات میں سر محمد عثمان، سر فیروز خان نون، کرنل خضر حیات خان، وزیر اعظم پنجاب، سر غلام حسین ہدایت اللہ، وزیر اعظم سندھ، میجر جنرل وکٹر آڈلم (Victor Odlum) چین کے لیے کینیڈین وزیر برائے چین، مسٹر لیو (Leo) ہندوستان میں چینی مشن کے سیکرٹری، نواب بہادر یار جنگ، سر ضیاء الدین احمد، سر رضا علی اور سر یامین خاں شریک تھے۔

قائد اعظم محمد علی جناحؒ سفید شیروانی میں ملبوس تشریف لائے اور قابل ذکر یہ بات ہے کہ پہلی مرتبہ اس کے کالر پر لفظ ''پ'' کندہ تھا جس کا مطلب ''پاکستان'' ہے۔ آپ کا نہایت خندہ پیشانی سے استقبال کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کی چند آیات سے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی ایک اہم بات یہ تھی کہ میاں بشیر احمد نے اس اجلاس میں ''پاکستان کا ترانہ'' پیش کیا:

حق ہے ہمارا پاکستان

حق پہ ہمارا ہے ایمان
آؤ کردیں آج اعلان
چاہے اپنی جائے جان
لے کے رہیں گے پاکستان
ہم کو ڈر ہے کا ہے کا
لَا اِلٰــــــــہَ اِلَّا اللّٰــــــــہ
ہم ہیں وقف صدق و صفا
ہم ہیں مسلم نام خدا
لے کے رہیں گے پاکستان
لے کے رہیں گے پاکستان

اس کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین جناب حسین ملک نے قائداعظم محمد علی جناح کا استقبال کرتے ہوئے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ استقبالیہ خطبہ کے بعد جناب حسین ملک نے قائداعظم محمد علی جناح سے درخواست کی کہ وہ صدارتی خطبہ پیش کریں۔[152]

تقریب پرچم کشائی کے موقع پر مندرجہ ذیل تقریر میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تیسویں اجلاس کے افتتاح سے پہلے قائداعظم نے 23 اپریل 1943ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے پنڈال پر مسلم لیگ کا پرچم لہراتے ہوئے مسلمانانِ ہند کے مطالبہ پاکستان کا اعادہ کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ اس پرچم تلے اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر مسلمانانِ مرد عورت اور بچہ متحد ہے اور اپنی منزل مقصود کے حصول کی خاطر ہر قربانی پیش کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ نہ صرف مسلمانانِ ہند بلکہ ساری دنیا کے مسلمان اپنے وجود کو محسوس کرا دینے کا عزم کر چکے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے مفادات کے تحفظ کے ضمن میں جس جوش و جذبے کا اظہار کیا ہے اس پر مسلمانوں کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔[153]

قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کے تیسویں سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی میں 24 اپریل 1943ء کو حسب ذیل خطبۂ صدارت فی البدیہہ ارشاد فرمایا:

آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین صاحبان، خواتین و حضرات میں صمیم قلب کے ساتھ آپ کا

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایک بار پھر مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جس پر کوئی شخص رشک کرے گا اور اس کی تمنا کرے گا۔ مجھے اُمید ہے کہ میں آئندہ برس کے دوران آپ کے تعاون اور آپ کی تائید کے ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ کی روش، حکمت عملی اور پروگرام کی رہنمائی کرسکوں گا۔ اور میں آپ کے سامنے رپورٹ پیش کروں گا اور آپ کو بتاؤں گا کہ جہاں تک آل انڈیا مسلم لیگ کے داخلی معاملات کا تعلق ہے کون کون سے مختلف واقعات رونما ہوئے۔

امور بنگال

خواتین و حضرات اس ایک برس کے دوران یعنی گذشتہ اجلاس الہ آباد سے لے کر اب تک مسلم لیگ سارے ہند میں قوی سے قوی تر ہوئی (تالیاں) بنگال میں آپ حضرات کو علم ہے کہ گذشتہ 16 ماہ کا عرصہ ہمارے لئے ابتلا کا زمانہ تھا۔ یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہماری اپنی صفوں سے ہمارے اپنے لوگوں کے ہاتھ میں غداری کا علم تھما دیا گیا جنہوں نے مسلم مفادات سے بے وفائی کی (مرحبا۔ مرحبا) میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ بات بغیر کسی شبے کے طے ہوگئی ہے کہ گذشتہ پندرہ ماہ کے دوران مسلمانان بنگال نے خود کو اس انداز سے منظم کیا جیسا کہ اُنہوں نے بنگال کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا (تالیاں) وہ ایک چیف منسٹر کے تحت ستم رانیوں کا شکار ہوئے جس کے باعث میں مجھے یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوئی ہے کہ وہ ایک مسلمان تھا (شرم شرم کی آوازیں) خواتین و حضرات! اگر میں آپ کے سامنے یہ روئداد بیان کروں کہ فضل الحق کی سربراہی میں یہ وزارت کس قدر پستی میں گری کوئی شریف النفس انسان کبھی اتنی پستی میں نہیں گرسکتا جس قدر گھٹیا طریقے اُنہوں نے استعمال کئے (شرم شرم) لیکن میں مسلمانان بنگالہ کو مبارکباد دیتا ہوں (مرحبا مرحبا) اور اس کا سہرا بنگال کے مسلمان نوجوانوں کے سر باندھتا ہوں جنہوں نے بڑی حد تک اس حربے کا مقابلہ کیا (مرحبا مرحبا کی آوازیں اور تالیاں) چند ماہ قبل ہمیں نیٹور کے انتخاب میں اندازہ ہوگیا تھا۔ ہمارے مخالفین نے ہمارے امیدوار کے خلاف جو امیدوار کھڑا کیا مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوئی ہے کہ وہ اپنی ضمانت ضبط کرا بیٹھا اور ہر ضمنی انتخاب ہم نے جیتا اور آخر میں ایوان بالا کے انتخاب میں تو ہم نے سو فی صد کامیابی حاصل کی۔ یہ ظلم، یہ ستم رانیاں یہ حربے اور یہ ریشہ دوانیاں عدل اور انصاف کے اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ایک منظم حکومت نے مسٹر فضل الحق کی سربراہی میں روا رکھے۔ اس طرح بنگال میں ہم آگ کی بھٹی سے ہو گذرے اور آج فضل الحق کا کہیں پتہ نہیں اور مجھے توقع ہے کہ باقی ماندہ زندگی میں بھی

ان کا کہیں پتہ نہیں چلے گا (مرحبا۔ مرحبا کی آوازیں اور پر زور تالیاں) اُنہوں نے اکثر کہا کہ اگر وہ رکاوٹ ہیں تو وہ جانے کے لئے تیار ہیں۔لیکن گئے کبھی نہیں (قہقہہ) میں نہایت سوچ سمجھ کر اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ نہ صرف ایک رکاوٹ تھے بلکہ بنگال کی سیاست کے لئے ایک لعنت تھے۔وہ مسلمانوں کے لئے ایک لعنت تھے کیونکہ اُنہوں نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی۔وہ ہندوؤں کے لئے ایک لعنت تھے کیونکہ اُنہوں نے ایک کٹھ پتلی اوران کی تخلیق کی حیثیت سے ان کی خدمت کی۔آخرکار انہیں نپولین کی طرح فیصلہ کن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔(قہقہہ) اب وہ سینٹ ہیلنا میں قیام کریں باقی ماندہ زندگی کف افسوس ملیں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ ان کے گناہوں کو معاف کر دے۔

لہٰذا بنگال نے ثابت کر دیا ہے کہ وہاں منافقت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بنگال نے ایک مثال قائم کر کے جس سے دوسرے لوگ سبق حاصل کر سکتے ہیں (مرحبا۔ مرحبا کی آوازیں اور پر زور تالیاں) اب لیگ کی آواز ہے' عوام کی آواز ہے' اب ملت کا اقتدار ہے جس کے سامنے آپ کو سرتسلیم خم کرنا ہے خواہ آپ مسلم دنیا کے دراز ترین کونے کے باسی ہوں۔(دوبارہ تالیاں)

مجھے مسرت ہے۔اگر چہ ہمیں اس سے زیادہ بغلیں نہیں بجانا چاہئیں کہ مسلم لیگ پارٹی آسام میں وزارت چلا رہی ہے۔صدر مجلس استقبالیہ نے بجا طور پر کہا ہے کہ مسلم لیگ وزارت یا غالب اکثریت والی مسلم لیگ پارٹی آسام میں وزارت چلا رہی ہے۔اسی طرح لیگ نے بنگال میں وزارت تشکیل دے رہی ہے اور اس طرح سندھ میں اور پنجاب میں۔لیکن اب جبکہ ہم اس کی توثیق کرتے ہیں تو اس خیال میں مگن نہ ہو جائیں کہ ہم جیت گئے ہیں اور صرف یہی کچھ ہماری طلب تھی۔ یہ تو صرف آغاز کار ہے (تالیاں) یہ بات نہیں ہے کہ تمام تر قربانیاں ہم وزارتوں کی خاطر دینے کے لئے تیار اور آمادہ تھے۔ہم توقع کرتے ہیں وزارتیں ہمارے لئے ساری قربانیاں پیش کریں (پر زور تالیاں) جب تک وزارتیں لیگ کے بنیادی اصولوں اور حکمت عملی کے محور میں رہیں گی انہیں یقیناً ہماری حمایت حاصل رہے گی۔لیکن میں ایک بار پھر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمیں کسی ایسی وزارت کی حمایت سے دست کش ہونے میں کوئی پس وپیش نہیں ہوگی جو لیگ کے اصولوں پر کاربند نہیں ہوگی (تالیاں) میں بنگال کے بارے میں آپ کو بتا چکا ہوں۔

سندھ اور سرحد

اب میں آپ کو بتاؤں کہ آپ دیکھیں گے کہ سندھ میں آج باور کیجئے میں مبالغہ نہیں کر رہا ہوں۔ 99 فی

صد مسلمان لیگ کے ساتھ ہیں (تالیاں) اور وہاں لیگ اس انداز سے منظم کی جارہی ہے کہ اگر آپ اس پر دھیان دیں تو آپ کو یقین آ جائے گا کہ اتنی ترقی کیسے کی ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبے میں۔ یہ واحد مسلم صوبہ ہے جو ابھی تک دفعہ 93 (گورنر راج) کے تحت ہے۔ میری اطلاع یہ ہے اور یہ نہایت باوثوق ذرائع پر مبنی ہے کہ پچھلے 16 یا 18 مہینوں میں مسلم عوام بالکل مسلم لیگ کے ساتھ چلی گئی ہے' یہ اطلاع ہمارے ایجنٹوں یا دوسرے لوگوں پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں ان اخبار نویسوں کی مزید شہادت ملی ہے جو وہاں ہو کر آئے اور جنہوں نے صورت حال کا تجزیہ کیا۔

پاکستان کا اہم گوشہ' پنجاب

ایسی ہی صورت پنجاب میں ہے مگر مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ پنجاب نے ابھی تک وہ کردار ادا نہیں کیا جو اسے کرنا چاہئے تھا اور جو اس کا حق تھا۔ کیونکہ۔ یاد رکھیے' پنجاب پاکستان کا اہم گوشہ ہے۔ اور میں خصوصیت کے ساتھ پنجاب کے مندوب سے اپیل کرتا ہوں۔ پنجاب کے لوگ ٹھیک ٹھاک ہیں۔ جب آپ لوگ واپس جائیں تو از راہ عنایت میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ از راہ عنایت' طبقاتی مفادات' بغض و حسد' قبائلی نظریات اور خود غرضی کی بجائے اسلام اور اپنی قوم سے محبت جاری و ساری کر دیجئے (تالیاں) کیونکہ ان برائیوں نے آپ کو مغلوب کر لیا ہے اور گذشتہ دو سو برسوں سے آپ کی پیٹھ زمین سے لگ گئی ہے۔ لیکن مجھے روشنی نظر آتی ہے۔ ایک بہت تابناک روشنی۔ کیونکہ میں کہتا ہوں کہ جب میں گذشتہ نومبر میں پنجاب گیا تو مجھے اپنے پورے دورے میں یہ دیکھ کر حقیقتاً مسرت ہوئی کہ لوگوں کی بڑی تعداد بالکل ٹھیک ٹھاک اور کھری ہے۔ میری اپیل رہنماؤں سے ہے اور ہمارے پاس بہت قابل لوگ ہیں بہت باصلاحیت لوگ۔ اگر وہ اپنے ذہن تیار کر لیں مجھے بھروسہ ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر پنجاب کا چہرہ بدل جائے گا۔ پس میں آپ کو اندازاً اور کسی نہ کسی طرح سے بتا دیا ہے کہ ان اکثریتی صوبوں میں لیگ کی صورت حال کیا ہے۔

اقلیتی صوبے

اقلیتی صوبوں کو فراموش نہ کیجئے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے اس وقت روشنی پھیلائی جب اکثریتی صوبوں میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ وہ ہیں جو پیش رو دستے میں شامل تھے اور جنہیں کانگرس نے مسلم اقلیتی صوبوں میں اپنی بھاری اکثریت کے بل پر کچلنے کی کوشش کی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے آپ' اکثریتی

صوبوں کے لوگوں کے لئے ظلم وستم سہے آپ کی خاطر آپ کے سود و بہبود اور آپ کے فائدے کے لئے۔ لیکن پرواہ نہ کیجئے' ستم سہنا ہی اقلیت کے کردار کا جزو ہے۔ ہم اقلیتی صوبوں کے لوگوں نے ظلم سہا اور جملہ نتائج وعواقب کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں اگر ہم اپنے شمال مغربی اور شرقی خطوں کے ساڑھے سات کروڑ بھائیوں کو آزاد کرا سکیں۔

ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ بلاشبہ یہ بات اب واضح ہوگئی ہے کہ ہم کس چیز کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ جو کوئی اب یہ بیان کرتا ہے کہ وہ نہیں سمجھتا' میں کیا کہوں؟ وہ بے وقوف ہے یا بددیانت آدمی ہے۔ یہ ہماری منزل اور ہمارے مطالبات واضح ہیں۔ ہم کیا طلب کرتے ہیں یا ہم ان خطوں میں خود مختار ریاستیں قائم کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے وطن ہیں اور جہاں ہماری اکثریت ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم ان خطوں کے ساتھ اتحاد نہیں چاہتے جہاں ہندو اکثریت میں ہیں اور مسلمان اقلیت میں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو آزادی ہند کے لئے ہند میں تحریک کا پس منظر بتادوں۔

احوال گذشتہ

خواتین وحضرات! اولاً، قانون مجریہ 1861ء اور قانون مجریہ 1884ء میں گورنر جنرل کی نام نہاد کونسل میں بہت تھوڑی سی نمائندگی دی گئی تھی' اگر آپ کو یاد ہو کہ منتخب نمائندے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں' جیسا کہ وہ اس وقت موسوم تھی' یا ملک کے مقامی بلدیاتی اداروں میں بھیج کر ایک چھوٹی سی ابتدا کی گئی' اس قانون پر عملدرآمد کا نتیجہ یہ تھا۔ میں مبالغہ نہیں کر رہا۔ کہ کسی مسلمان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ منتخب ہو سکے۔ پھر 1909ء میں منٹو مارلے تجاویز آئیں۔ یہ پہلا موقع تھا جب سنجیدگی کے ساتھ اس اصول انتخاب میں توسیع ہوئی تھی یا اسے بڑھایا جاتا تھا۔ اس وقت مسلمانوں نے 1884ء سے 1909ء کے تجربے سے کچھ سیکھ لیا تھا' جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ مسٹر گوکھلے جو ایک عظیم ہندو تھے۔ اور میں اس وقت ایک نوجوان تھا اور جس نے اس مرد عظیم دادابھائی نوروجی کے قدموں میں بیٹھ کر سیکھا تھا۔ قدرتی طور پر کچھ اصول جذب کر لئے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ اس سرزمین پر ان دو بڑے فرقوں میں منصفانہ تصفیہ ہونا چاہئے۔ مسٹر گوکھلے نے اس وقت مسلمانوں کے کاز کی حمایت کی۔ اپنی آزاد خیالی' وسیع القلب تدبر و دانش کا مینار تھے۔ انہوں نے 1907ء میں جو کچھ کہا' وہ یہ تھا:

''بھارتی ہندو اکثریت کے مدمقابل مسلمان قدرتی طور پر اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ

انگریزوں کی غلامی کا جوا کاندھوں سے اترنے کا معاملہ ان کے لئے ہندو کی غلامی بن جائے۔ یہ ایسا خوف ہے جس کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے) تعداد اور دیگر معاملات کے لحاظ سے اگر ہندو اس حال میں ہوتے جس میں مسلمان ہیں تو کیا انہیں اسی قسم کے خدشات لاحق نہ ہوتے؟ بلاشبہ ہمیں بھی یہ اندیشے محسوس ہوتے اور ہم بھی اسی نوع کی حکمت عملی اختیار کرتے جو مسلمان آج اختیار کر رہے ہیں۔''

ہندو قوم پرستی

یہ عظیم دادا بھائی نوروجی کے سے اخلاق کے لوگوں کی وجہ سے ہمیں منصفانہ تصفیہ کی امید بندھی۔ لیکن یاد رکھیے اس وقت بھی اس کے شواہد موجود تھے کہ ایک طبقہ ہندو راج کے خواب دیکھ رہا ہے۔ میں ایک ممتاز ہندو رہنما مسٹر بپن چندر پال کا ایک قول آپ کو سناتا ہوں آپ دیکھیں گے کہ 1913ء میں بھی ہندوؤں کے ایک بہت بڑے طبقے کا یہ قطعی مقصد تھا۔ مسٹر پال مئی 1913ء میں کہتے ہیں:

''لہٰذا ہمارے درمیان قومی امتیاز کی بنیاد صرف علاقائی تقسیم یا سیاسی یا اقتصادی مقابلے اور تصادم پر ہی نہیں ہے بلکہ یہ ثقافتی اختلافات پر مبنی ہے۔ مسلمانوں کی فرمانروائی میں ہندوؤں کی ہو یا مسلمانوں کی ایک مشترکہ حکومت تھی لیکن اس نے ہندو ثقافت کی سالمیت کو تباہ کیا۔ ہم نے مسلمان ہمسایوں سے بہت کچھ لیا اور اپنا بھی انہیں کچھ نہ کچھ دیا لیکن ان خیالات اور اداروں کے تبادلے سے ہمارا خصوصی کردار یا خصوصی ثقافت تباہ نہیں ہوئی اور وہ خصوصی کردار اور ثقافت اب اس شے کی روح یا جوہر ہے جسے ہم قوم پرستی کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ محض ایک سیاسی خیال یا تخیل نہیں ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو ہماری اجتماعی زندگی اور سرگرمی کے ہر شعبے کو مس کرتی ہے۔ یہ ہماری داخلی ہماری فرقہ وارانہ ہماری معاشرتی اور عمرانیاتی معیشی اداروں کے تانے بانے میں شامل ہے۔ درحقیقت بعض نقطہ ہائے نظر کے مطابق ہمارے اس تخیل میں سیاست سب سے کم اہم جزو ہے۔ یورپ کے نام نہاد آزاد سیاسی ادارے فی الحقیقت ہماری حقیقی قومی زندگی کی نشوونما میں مدد و معاون ہونے کی بجائے رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ تاہل فہم حالات کے تحت محض سیاسی تسلط اس زندگی کے بالکل باہر کے کناروں کو بھی نہ چھو سکے۔''

آگے چل کر وہ کہتے ہیں:

''ہند میں قوم پرست تحریک اب تک ایک ہندو تحریک ہے جو تاہل ہے۔

1- بہترین طور پر (الف) ہندو قوم پرستی (ب) وفاقی بین الاقوامیت (ج) عالمی وفاق

2- عملاً (ا) اس کے لئے ہندو ثقافت اور تہذیب کے امتیازی کردار کو برقرار رکھنا۔
(ب) دیگر عالمی ثقافتوں مثلاً عیسائیت اور اسلام جو جدید ہند کے مرکب کی نمائندگی کرتے ہیں' کا ہمدردانہ اور مودبانہ مطالعہ اور ان کے ساتھ باہمی مفاہمت اور مدتعاون کے جذبے کو فروغ دینا (ج) موجودہ انجمن موسوم بہ سلطنت برطانیہ کے لئے ایک وفاقی دستور تشکیل دے کر انگریزوں کے ساتھ تعلق جاری رکھنا۔ ایک وفاق جس میں ہند اور مصر برطانیہ کے دو مساوی رتبے کے شریک کار ہوں اور برطانیہ میں آئرلینڈ اور برطانوی نوآبادیات شامل ہوں (د) عالمی وفاق کی جانب پیش رفت۔''

وہ کس چیز کے قائل ہیں؟ ہندو قوم پرستی کے۔ لیکن جیسا کہ میں کہتا ہوں' بے خوف' میرے قلب و روح میں تقریباً ہمیشہ رہنے والی امید پیدا ہوئی جسے میں نے دادا بھائی نوروجی سے اخذ کیا۔ میں اسے تج دینا نہیں بلکہ اس کی پرورش کرنا چاہتا تھا۔ 1913ء میں کانگرس کے اجلاس کراچی کے بعد میں نے اپنی کوششوں کو دو چند کر دیا۔ کیا ہوا؟ آپ میں سے جن کو یاد ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمارا اصل کام یہ تھا کہ اس غلط فہمی کو رفع کیا جائے۔ بہت سے اور لوگ بھی تھے جو طاقت کے ستون تھے' مسلمانوں میں بھی اور ہندوؤں میں بھی' اس مشن میں میں سب سے بڑا مجرم تھا۔ لہٰذا میں نے سعی کی اور میں اس میں کامیاب رہا کہ ان دونوں تنظیموں کے اجلاس کم سے کم ایک شہر میں تو منعقد ہو جائیں۔ یہ 1915ء میں ہوا۔ ان تھک کوششوں کے بعد میں نے ان دونوں کو بمبئی شہر میں اکٹھا کر دیا۔ اس وقت بھی جنگ جاری تھی اور یہ توقع کی جارہی تھی کہ حکومت اس ملک میں دستوری اصلاحات کے ضمن میں حکمت عملی کے بارے میں کوئی اعلان کرنے والی ہے۔ ہمارے دوست انگریز اس وقت آج بھی میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے یہ کھیل ترک کر دیا ہے یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ دو تنظیمیں ایک چھت کے نیچے تو درکنار ایک شہر میں بھی جلسہ کریں۔ خواتین و حضرات! آپ کو علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی پہلی نشست کو پولیس کی عین ناک کے نیچے تہ و بالا کر دیا گیا۔ ہم نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کی تحقیقات کرائے کیونکہ ہمیں اس کا احساس تھا کہ مسلم لیگ کا جلسہ پولیس کی مدد اور نوکر شاہی کی اعانت سے درہم برہم کیا گیا۔ میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ انہوں نے اندازہ لگایا تھا اور ہم بھی کچھ زیادہ غلط نہیں تھے۔ اگلے سال کے آخر میں یعنی 1916ء میں کانگرس اور لیگ کے اجلاس دوبارہ لکھنؤ میں منعقد ہوئے اور وہاں ہم نے میثاق لکھنؤ پر دستخط کئے' اسے سربمہر کیا اور ارسال کر دیا۔ میثاق لکھنؤ کو ہندو مسلم لکھنؤ معاہدے کا نام دیا گیا۔ لیکن برطانوی پارلیمان نے متعدد طریقوں سے اس میثاق کا

حلیہ مسخ کیا۔ اس کے بعد مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کا اعلان آیا۔

مسٹر گاندھی نمودار ہوتے ہیں

یہ سال 17-1916ء تھا جب یہ کچھ ہو رہا تھا کہ افق پر مسٹر گاندھی نمودار ہوئے۔ اُنہوں نے 12 مئی 1920ء کو "ینگ انڈیا" میں اپنا اعلان شائع کیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سات برس قبل مئی کے مہینے میں ہی مسٹر بی سی پال نے اپنا اعلان کیا تھا۔ اور مسٹر گاندھی کیا کہتے ہیں؟

"یہ دیکھا جائے گا کہ میرے لئے سیاست نہیں بلکہ مذہب ہے۔ وہ مذہب کے تابع خدمت گار رہیں"

آپ بعد میں دیکھیں گے کہ مسٹر گاندھی نے اس اعلان کو روبہ عمل لانے کے لئے کیا کیا۔ وہ مزید کہتے ہیں۔

"میرے اندر جو سیاستدان ہے وہ میرے ایک فیصلے پر بھی حاوی نہیں ہوا۔ اور اگر میں سیاست میں حصہ لیتا ہوں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ سیاست نے ہمیں سانپ کی طرح کنڈلی میں جکڑ رکھا ہے جس میں سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا۔ اس سانپ سے کشتی کرنے کے لئے میں سیاست میں مذہب کو داخل کر کے خود اپنے ساتھ اور اپنے دوستوں کے ساتھ تجربے کر رہا ہوں۔"

خواتین و حضرات! میں آپ کو بتاؤں کہ ایسا اُنہوں نے اتفاقاً کیا۔ یہ بات آپ کی سمجھ میں اس وقت آ جائے گی جب میں آگے بڑھوں گا۔ 1921ء میں ناگپور میں کانگرس کو فتح کر لینے کے بعد اُنہوں نے 12 اکتوبر 1921ء کے "ینگ انڈیا" میں لکھا:

"میں خود کو سناتنی ہندو (قدامت پسند) کہتا ہوں چونکہ اولاً میں ویدوں، اپنشدوں، پرانوں اور ان تمام کتابوں پر ایمان رکھتا ہوں جو ہندوؤں کی مقدس کتابیں کہلاتی ہیں۔ لہٰذا اوتاروں اور تناسخ کا قائل ہوں۔ آخر کار وہ خود ایک اوتار بن گئے۔ (قہقہہ اور مرحبا)

"دوم میں ورن آشرم دھرم (ذات پات کا نظام) میں یقین رکھتا ہوں ویدوں کی بتائی ہوئی شکل میں۔

"سوم گائے کا تحفظ (گئو رکھشا) میرے ایمان کا جزو ہے۔ اور چہارم میں بت پرستی سے انکار نہیں کرتا" وہ ذرا نرم انداز میں کہتے ہیں کہ میں بت پرستی سے انکار نہیں کرتا۔

ان اعلانات کے باوصف جو اس قدر واضح اور غیر مبہم ہیں ہندو قوم پرست قدرے مضطرب ہو گئے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ یہ ایک شخص ہے دور اندیش اور چالاک شخص۔ تھوڑا سا وسوسہ اور اضطراب تھا

چنانچہ ان کو مطمئن کرنے کے لئے انہوں نے 1924ء میں لکھا:

''یہ سرگوشیاں کی جاتی ہیں کہ مسلمان دوستوں کے ساتھ اس قدر رہنے کی وجہ سے میں ہندو ذہن کو سمجھنے کے ناقابل ہو گیا ہوں۔ ہندو ذہن تو میں خود ہوں۔ یقیناً میں ہندو ذہن کو سمجھنے کے لئے ہندوؤں کے درمیان نہیں رہتا جب میرے وجود کا ریشہ ریشہ ہندو ہے۔''میرا ہندو مت بہت کمزور شے ہوگی اگر وہ بہت مخالف اثرات کے تحت نشوونما نہ پائے۔''

خواتین و حضرات! آپ کو یاد ہوگا کہ اس کے باوجود جب میں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں ان سے ایک ہندو رہنما کی حیثیت سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تو انہیں بہت غصہ آیا۔ اور اس کے باوصف وہ کہتے ہیں کہ ''میرے وجود کا ہر ریشہ ہندو ہے'' جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہندو ذہن کو کوئی چیز متاثر نہیں کر سکتی۔ یہ تھا 1924ء میں (مرحبا مرحبا)

1925ء اور اس کے بعد

خواتین و حضرات! جیسا کہ آپ کو علم ہے 1925ء کے بعد سے ہندو مسلم اختلافات کے تصفیہ کے ضمن میں بہت سی کوششیں ہوئیں۔ ہر بار ہم درخواست گذار تھے۔ سائل کی حیثیت سے مسٹر گاندھی اور کانگرس کے دروازے پر اپنی تجاویز اپنے ہاتھوں میں لئے' لیکن ہمیں کسی نہ کسی وجہ کی بنا پر جواب نفی میں ملتا۔ انہوں نے کبھی جوابی تجاویز پیش نہیں کیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 1927ء میں ہم نے دہلی میں کچھ تجاویز مرتب کیں۔ کسی نہ کسی طرح 1927ء کے اخیر میں مدراس میں کانگرس نے ان تجاویز کو کافی حد تک قبول کر لیا۔ لہٰذا فرقہ وارانہ مسئلے کا تصفیہ ہو گیا۔ چنانچہ مسلم لیگ اور کانگرس کی جانب سے دو کمیٹیاں مقرر کر دی گئیں جن کے ذمے ایک مشترکہ سیاسی مطالبہ مرتب کرنے کا ایک کام لگایا گیا۔ میں آپ کو بتاؤں کہ جب ان دونوں کمیٹیوں کا اجلاس ہوا تو یہ مسٹر گاندھی تھے جنہوں نے انہیں درہم برہم کر دیا اور دونوں جماعتوں کی قراردادوں کے برعکس نہرو رپورٹ کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ یہ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس کے بعد اور ان کی برطرفی کے بعد ہوا۔ چنانچہ ہم نے مجبور ہو کر اپنی تجاویز واپس لے لیں۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ پھر نہرو رپورٹ آئی اس کی تاریخ کا آپ کو علم ہے۔ میں صرف آپ کو یہ بتاؤں گا کہ مولانا محمد علی نے نہرو رپورٹ کے بارے میں کیا کہا۔ وہ آزاد منش انسان تھے اور بعض مسلمانوں نے کانگرس میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ جور و ستم سہے۔ مولانا محمد علی نے کہا:

''برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں سرکاری منادی والا ہند پر دو طاقتوں کی فرمانروائی کا اعلان کرنے کے بعد کوئی سرکاری اعلان سناتا۔ اعلان کا فارمولا اس طرح ہوتا۔ خلق خدا کی۔ ملک ملکہ کا' حکم کمپنی بہادر کا (قہقہہ) لیکن مسٹر گاندھی کی نہرو اسکیم کے تحت مجوزہ سرکار کے تحت منادی کرنے والا ہند پر دو طاقتوں کی حکمرانی کا اظہار اس طرح کرے گا: خلق خدا کی' ملک برٹش کا' حکم مہا سبھا بہادر کا (زبردست نعرہ ہائے تحسین)

1930ء میں بمبئی میں ایک جلسہ عام کی صدارت کرتے ہوئے مولانا محمد علی جنہوں نے کانگرسیوں کے ساتھ کام کیا۔ ظلم و ستم برداشت کئے اور قربانیاں پیش کیں' کہتے ہیں:

''مسٹر گاندھی فرقہ پرست ہندو مہا سبھا کے زیر اثر کام کر رہے ہیں۔ وہ ہندو مت کی برتری اور مسلمانوں کی محکومی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے کے مسئلہ پر مسلم فرقے سے کبھی مشورہ نہیں کیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلم فرقے کے سروں پر سے ایک فاتح کی حیثیت سے گزر جائیں۔ ہم نے کوئی عہد' سمجھوتہ یا معاہدہ نہیں توڑا۔ ہم ہند کے غدار نہیں ہیں۔ گذشتہ دس برسوں کے دوران ہندو اکثریت نے مسلمانوں پر ظلم ڈھائے اور ستم توڑے لیکن مسٹر گاندھی نے کبھی اصلاح احوال کی کوشش نہیں کی یا مسلمانوں کے خلاف ہندو دہشت گردی کی مذمت نہیں کی۔ اُنہوں نے کبھی شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں کو برا نہیں کہا جن کا برملا اور واضح مقصد ہند میں مسلمانوں اور اسلام کو تباہ برباد کرنا تھا۔ اُنہوں نے مدراس کے ہندو مسلم سمجھوتے کو مسترد کیا اور اسے توڑا۔ اب ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم قرآنی تعلیم پر عمل پیرا ہو جائیں۔ یعنی اگر تمہیں کسی فرقے کی طرف سے غداری یا عہد شکنی کا خدشہ ہو تو ان کے ساتھ طے شدہ معاہدہ ان کے منہ پر مار دو۔ اللہ غداروں اور عہد شکنوں کے اعمال کو پسند نہیں کرتا۔'' (نعرہ ہائے تحسین)

اب ہم دوسری گول میز کانفرنس پر آتے ہیں جس میں مسٹر گاندھی کانگرس کے واحد نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ وہاں کیا ہوا؟ تصفیے کی جملہ کوششوں کو اُنہوں نے نہایت واضح طور پر کسی نہ کسی سبب کی بنا پر ناکام بنا دیا۔ آپ ڈاکٹر امبیدکر کی کتاب میں دیکھیں گے کہ مسٹر گاندھی نے لندن میں مسلم وفد پر جو شرائط عائد کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ ہماری تجاویز کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں صرف ایک شرط پر کہ ہم مسلمان اچھوتوں کے جداگانہ انتخاب یا کسی خصوصی برتاؤ کے مطالب کی مخالفت کریں۔

دوسرے لفظوں میں مسٹر گاندھی نہیں چاہتے تھے کہ اچھوتوں کے ساتھ کوئی خصوصی برتاؤ روا رکھا جائے۔ خواتین وحضرات اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کسی بھی شخص کے لئے جس میں وقار دیانت عدل اور انصاف کا ذرا سا شائبہ بھی ہو کس طرح ممکن ہوگا کہ وہ اس شرط کو تسلیم کر لے۔ یہ کہ یہ 6 کروڑ اچھوتوں کو جو ہند کی روشن پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہیں اچھوت رکھا جائے اور انہیں سناتن دھرمیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے جن میں مسٹر گاندھی شامل ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسانیت کے نام پر مجھے مسلمانوں سے زیادہ ان کا خیال ہے (آوازیں مرحبا مرحبا اور تالیاں) آخر کار ہم مسلمان لین دین کی اہلیت رکھتے ہیں (تالیاں) اس طرح کی مکروہ اور بے ہودہ شرط سے بدتر بھی کوئی شرط ہو سکتی ہے جو مسٹر گاندھی نے پیش کی؟ ہم اسے کیسے قبول کر سکتے تھے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ تم مسلمان مانتے ہو کہ تم ملک کی آزادی کے لئے لڑو گے۔ کیا میں اس قدر گرا ہوا ہوں کہ میں ایسی شرط کو قبول کر لوں؟ میں اس ملک کے عوام کی آزادی کسی اور کے مقابلے میں زیادہ ہی چاہتا ہوں (تالیاں) ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس ملک کی محبت اور آزادی کا ٹھیکہ مسٹر گاندھی نے لے رکھا ہے۔ قدرتی طور پر معاملہ ختم ہو گیا۔ جب گول میز کانفرنس کی اقلیتی کمیٹی کا اجلاس ہوا تو مسٹر گاندھی نے کہا اور اصلی بات جو ان کے تحت الشعور میں ہوتی ہے ہمیشہ کسی سنگین لمحے میں گول مول انداز میں باہر آ جاتی ہے۔ وہ اقلیتی کمیٹی سے خطاب کر رہے تھے اور مسٹر میکڈ انلڈ (وزیراعظم برطانیہ) کرسی صدارت پر متمکن تھے۔ گاندھی نے کہا:

''مزید آپ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں گے کہ یہ وقت اقلیتی کمیٹی کا اجلاس طلب کرنے کا نہیں تھا۔ فرقہ وارانہ گتھی سلجھانا سوراج کے دستور کا تاج تو ہو سکتا ہے اس کی اساس نہیں۔ اگر غیر ملکی تسلط کے باعث ہمارے اختلافات پیدا نہیں ہوئے تو سخت ضرور ہوئے ہیں۔ مجھے اس باب میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ فرقہ وارانہ اختلافات کا تودہ برف آفتاب حریت کی حرارت سے پگھل جائے گا۔''

مسٹر میکڈ انلڈ نے کیا کہا؟ وزیراعظم بھی اس پر اس درجہ مشتعل ہوئے کہ وہ بول پڑے۔ مسٹر میکڈ انلڈ کے بارے میں کچھ بھی کہا جائے فی الحقیقت ان کے دل میں ہند کی امنگوں کے لئے ایک بہت ہی نرم گوشہ تھا۔ اُنہوں نے مسٹر گاندھی سے یہ کہا:

''راست باز بنو اور حقائق کا سامنا کرو۔ فرقہ وارانہ مسئلہ حقیقت کا مسئلہ ہے۔ کیا یہ مسئلہ ہند میں موجود ہے یا موجود نہیں ہے؟ میں جواب نہیں دیتا۔ میں چھوڑتا ہوں آپ دیانتداری سے اس کا جواب

دیں' اپنے لئے اور اپنے تئیں۔ پھر اگر فرقہ وارانہ مسئلہ واقعی موجود ہے تو اس کے تصفیے کے لئے کس طرح بحث وتمحیص ہونی چاہیے' ہند میں یا یہاں؟ ہند کی دستوری ترقی کی کسی بھی بنیاد میں فرقہ وارانہ نمائندگی کا مسئلہ موجود ہے' فرقے کے حقوق' فرقے کے تحفظ اور وغیرہ وغیرہ۔''

یہاں گول میز کانفرنس کا باب ختم ہو گیا۔ پھر کیا ہوا؟ میں آپ کو نہایت مختصر طور پر بتاؤں گا۔ مسٹر گاندھی نے حسب ذیل ادارے قائم کئے:

گاندھی کے ادارے

1- ''گاندھی آشرم'' سیوا گرام میں۔ واردھا کو گاندھی مت کا ویٹی کن اور کانگرس کا دارالحکومت بنا دیا گیا۔

2- ''گاندھی سیوا سنگ'' (ایک چھوٹی سی تنظیم جو گاندھی مت کے استنوں پر مشتمل ہے' جو گاندھی اور گاندھی مت کی مستقل داخلی کابینہ ہے)

3- ''گاندھی ہریجن سیوا سنگ' (جو پست اقوام کو ہندو مت کا اٹوٹ انگ بنائے رکھنے اور انہیں اسلام یا عیسایت قبول کرنے سے روکنے کے لئے)

4- ''گاندھی ہندی پرچار سنگ'' (سنسکرت سے بوجھل ہندی کو ہند کی ملکی اور قومی زبان کے طور پر فروغ دینے اور اردو کی اس کے اولیت اور ہردلعزیزی کے مقام سے ہٹانے کے لئے)

5- ''گاندھی ناگری پرچار سبھا'' (اس امر کی تشہیر کہ ہند کی زبانیں ہندی دیوناگری رسم الخط میں تحریر کی جائیں اور اردو رسم الخط کو ہٹانے کے لئے)

6- ''گاندھی گرام سدھار سبھا'' (دیہات میں گاندھی کے اصولوں کی تشہیر اور تبلیغ کے لئے)

7- ''گاندھی کھادی پرتھستان'' (چرخہ کاتنے اور ہاتھ سے کپڑا بننے کے فروغ کے لئے جس کی ایک عقیدے کے طور پر پرستش کی جاتی ہے)

8- گاندھی واردھا تعلیمی سنگ' بھی بعد ازاں منظم کیا گیا تاکہ گاندھی کے مذہبی اصولوں' روحانیت' قومی اقتصادیات اور قوم پرستی کو ریاستی کنٹرول میں لازمی ابتدائی تعلیمی نظام کے طور پر فروغ دیا جا سکے۔ واردھا اسکیم کے تحت ملک کے سارے تعلیمی نظام کو گاندھی مت کی تشہیر کے تابع لانا تھا۔ (جو ہندو مت کی ایک نئی شکل تھا اور جس سے دیگر تمام مذاہب کو باہر رکھنا مقصود تھا)

9- ""گاندھی گاؤ رکھشا سبھا"" (ہند میں گائے کا تحفظ اور مسلمانوں کو گائے کی قربانی اور اسے ذبح سے باز رکھنا) گاندھی ہندوؤں کے اس مذہبی عقیدے کے زبردست حامی ہیں کہ گائے کی حفاظت کی جائے اور اس کی خدمت اور پرستش کی جائے لہٰذا اُنہوں نے گاؤ رکھشا سبھا اور گائے کی نمائش کو کانگرس کا تتمہ بنا دیا۔

گاندھی سیوا سنگ ان تمام انجمنوں کی مادر اعلیٰ ہے (قہقہہ) مسٹر گاندھی' گاندھی سیوا سنگ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

""ان تمام انجمنوں کے کام کے دائرے محدود ہیں۔ آپ کی انجمن ایک زبردست تناور درخت ہے۔ اور یہ تمام انجمنیں اس کی شاخیں کہی جا سکتی ہیں۔""

اس طرح اُنہوں نے مادر اعلیٰ سے خطاب کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ دیکھیں گے کہ اُنہوں نے اپنے نائبین کو بھی مقرر کیا۔ علاوہ ازیں ہند کے سارے برصغیر کو تین قطعی پارلیمانی خطوں میں تقسیم کرتے ہوئے تین پارلیمانی خطوں کے آمر مقرر کیے' بالکل اپنے نازی ہم منصبوں ضلعی آمروں کی طرح۔ بتدریج تمام صوبوں اور خطوں میں مستقل نائب مہاتما پیدا ہو گئے۔ یہ نائب مہاتما گاندھی مت کے مستقل اسقف ہیں۔ گاندھی مت کے اصولوں اور گاندھی مت کی آمریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کے پیام پر اس کے احکام کی تعمیل کرانے والے۔ مثال کے طور پر آل انڈیا کانگرس کے صدر دفتر کے مستقل سیکرٹری' اچاریہ کرپلانی ہیں۔ وہ زبردست شارح اور گاندھی مت کو نظریہ کی شکل بخشنے والے ہیں' اور مشہور مقالے "" گاندھی کی راہ"" کے مصنف ہیں۔ ""کاکا"" کالیکر' گاندھی کے ہندی اور ناگری کے پروگرام کے ناظم ہیں۔ مسٹر مشر و والا گاندھی مت کی اسقف صاحبان کی مجلس اعلیٰ' گاندھی سیوا سنگھ کے مدار الہام ہیں۔ مسٹر آریہ نیا کام اور مسٹر کمار آپا واردھا تعلیمی اسکیم کے ناظم ہیں۔ ڈاکٹر پر افلا چندر گھوش نائب مہاتما بنگال' بنگال میں کھادی پر استحان اور گاندھی آشرم کے ناظم ہیں۔ بہار کے نائب مہاتما ڈاکٹر راجندر پرشاد بہار میں صداقت آشرموں کے ناظم ہیں۔ سرحدی گاندھی عبد الغفار خاں ہندوئیت کے اثرات کو فروغ دینے اور جنگجو پٹھانوں کو آختہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ ہندو راج کا خواب دیکھنے والوں کے لولو (تالیاں) وہ صوبہ سرحد میں گاندھی آشرام کے ناظم ہیں۔ سردار پٹیل گجرات اور بمبئی میں نائب مہاتما ہیں۔ شنکر راؤ دیو مہاراشٹر میں نائب مہاتما ہیں۔ ڈاکٹر پٹا بھائی سیتا رامیہ ایک اور نظریہ باز اور گاندھی مت کے شارح صوبہ آندھرا میں نائب مہاتما ہیں اور وغیرہ وغیرہ۔

گاندھی، ہٹلر اور مسولینی

یہ میرا بیان نہیں ہے بلکہ انڈین نیشنل کانگرس کے اجلاس تری پورہ کی مجلس استقبالیہ کے چیئرمین کی شہادت ہے۔ اس وقت تک تنظیم کافی حد تک ترقی پا چکی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ حقائق کو سمجھیں اور خود نتائج اخذ کریں۔ سیٹھ گووند داس چیئرمین مجلس استقبالیہ نے کہا:

''ہماری تنظیم کانگرس کا مقابلہ اٹلی کی فاشسٹ پارٹی سے، جرمنی کی نازی پارٹی سے اور روس کی کمیونسٹ پارٹی سے کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے تشدد کو گلے لگا رکھا ہے اور ہم عقیدہ عدم تشدد کے پرستار ہیں۔ اٹلی کے تمام باشندے فاشی نہیں ہیں۔ جرمنی کے تمام عوام نازی نہیں ہیں' نہ ہی تمام روسی اشتراکی ہیں۔ ہر ہندی کانگرس کا چار آنے کا ممبر نہیں عوام نازی نہیں ہیں' نہ ہی تمام روسی اشتراکی ہیں۔ ہر ہندی کانگرس کا چار آنے کا ممبر نہیں ہے۔ تاہم تمام ہندی کانگرس کے ساتھ ہیں۔ مہاتما گاندھی کو کانگرسیوں میں وہی مقام حاصل ہے جو مسولینی کو فاشیٹوں میں' ہٹلر کو نازیوں میں اور اسٹالین کو اشتراکیوں میں حاصل ہے۔ کانگرس اپنی موجودہ تشکیل کے اعتبار سے مہاتما گاندھی کی تخلیق ہے۔''

اب ہمیں بار بار یہ بات بتائی جاتی ہے کہ ہند میں مسلم لیگ فرقہ وارانہ تنظیم ہے۔ یہ ہندو رہنما ہیں جنہوں نے دانستہ طور پر' ایک خاص مقصد کے تحت ان دو فرقوں کے مابین تصفیے کا کوئی بھی موقع عمدہ منصوبہ بندی اور باقاعدہ چالوں اور خود کو منظم کر کے تباہ کر دیا۔ اور پھر وہ اسے کہتے ہیں قوم پرستی' قوم پرستی' جمہوریت' جمہوریت۔

میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ قوم پرستی ہے۔ کیا یہ جمہوریت ہے (تمام گوشوں سے آوازیں: نہیں۔ نہیں) جب ہم نہیں' کہتے ہیں تو ہمارے پیچھے ربع صدی کا تجربہ ہوتا ہے اور ناقابل تردید شہادت۔ لیکن ہم نے سنا اور ہمیں دکھ ہوا جب انہوں نے بے بنیاد طور پر کہا ''تم نے اسے تباہ کر دیا ہے۔'' آپ قوم پرستی اور جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ یا وہ سمجھ نہیں سکتے یا وہ بددیانت ہیں۔ کیا وہ یہ بات نہیں سمجھتے جب ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت کا پارلیمانی نظام اس ملک کے مزاج کے مناسب نہیں ہے؟ یقیناً یہ بدیہی بات ہے یہ عوامی نمائندوں دستوری حکومت کی بنیاد کے طور پر جمہوریت کا سوال نہیں ہے۔

اس انداز کو چھوڑ دیجئے

ہم نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ جب ایک قوم ان خطوں پر کام کر رہی ہو تو جمہوریت کی کوئی

گنجائش نہیں ہوسکتی۔ نہ صرف یہ کہ ہمارے پاس شہادت ہے بلکہ ہم اس ابتلا سے گزر رہے ہیں' اور ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہوتو آپ اول درجہ کے بددیانت ہوتے ہیں۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہوتو آپ کی مراد ہوتی ہے ہندو راج' مسلمانوں پر غلبہ پانے کے لئے' ایک بالکل مختلف قوم' ثقافت میں مختلف' ہر شے میں مختلف! آپ خود ہندو قوم پرستی اور ہندو راج کے لئے کام کررہے ہیں۔

خواتین و حضرات! ہم نے تیرہ سو برس پیشتر جمہوریت کا درس سیکھا تھا (تالیاں) یہ ہمارے خون میں ہے اور اس سے ہندو معاشرہ اتنا ہی دور ہے جتنا قطب شمالی کے علاقے (دوبارہ تالیاں) تم ہمیں بتاتے ہو کہ ہم جمہوری نہیں ہیں۔ یہ ہم ہیں جنہوں نے انسانوں کی مساوات اور اخوت کا سبق پڑھا ہے۔ تمہارے ہاں تو ایک ذات کا آدمی دوسری ذات والے سے پانی کا گلاس نہیں لے گا۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ کیا یہ دیانتداری ہے؟ ہم جمہوریت کے حامی ہیں۔ لیکن آپ کے تصور کی جمہوریت کے نہیں' جو سارے ہند کو گاندھی آشرم بنادے گی۔ (تالیاں) یا ایک معاشرہ اور ایک قوم اس دائمی اکثریت کے بل پر ایک معاشرے اور ایک قوم کو جو دائمی طور پر اقلیت میں ہے تباہ اور برباد کردے گی اور اس سب کچھ کو بھی جو اقلیت کو عزیز ہے۔

میں یہ حقائق آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ چھوڑ دیجئے' اس انداز کو چھوڑ دیجئے۔ آپ نے اپنا بستر تیار کرلیا ہے۔ آپ اس پر استراحت فرماسکتے ہیں۔ آپ اپنی ہندو قوم پرستی سنبھالیں۔ اپنی جمہوریت سے جی بھر کے لطف اندوز ہوں۔ اگر آپ لے سکتے ہیں تو اپنا ہندوستان بھی لے لیں۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لیکن جب تک ایک مسلمان میں بھی زندگی کی رمق باقی ہے میں اس ہندو راج کو نہیں آنے دوں گا۔ آئرلینڈ کے قوم پرست رہنما ریڈ مونڈ کی السٹر کے رہنما کارسن سے ملاقات ہوئی۔ ریڈ مونڈ نے کارسن سے کہا سنئے کیا ہم کوئی تصفیہ نہیں کرسکتے؟ آخر آپ آئرلینڈ سے علیحدہ کیوں ہونا چاہتے ہو؟ السٹر اور آئرلینڈ کے لوگوں میں شمہ برابر بھی فرق نہیں۔ کارسن کا کیا جواب تھا ''میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھ پر حکمرانی کریں''۔ میرا مسٹر گاندھی کو جواب ہے ''میں نہیں چاہتا کہ آپ مجھ پر حکمرانی کریں۔'' (تالیاں)

اعلان جنگ بندی کردیجئے

یہ ہے صورت حال میں صرف اپیل کرتا ہوں اگر میری نحیف آواز ہندو ہند تک پہنچ سکتی ہے۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں: ''اس انداز کو ترک کردیجئے'' آپ اس سرزمین کے لوگوں کے لئے آزادی طلب

کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں صرف میرے ہی لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے۔ وہ جو کچھ ہندو رہنماؤں کے لڑکپن کا خواب تھا اسے ترک کر دیجئے اور جو ان کی جوانی کا مقصد تھا۔ آپ ناکام ہو گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ناکام ہو گئے ہیں۔ آیئے ہم اس باب کو ختم کر دیں۔ وہ قومیں بھی جنہوں نے ایک دوسرے کے لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کر ڈالا۔ جو ہم نے ابھی تک نہیں کیا۔ جو آج ایک دوسری کی بدترین دشمن ہیں کل دوست بن سکتی ہیں یہ سیاست ہے۔ اگر آپ کے رہنما اس راہ پر گامزن ہیں جیسا کہ میں کہتا ہوں کہ ہیں اور آپ اس کو پسند نہیں کرتے تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے ہندو عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور کہیں کہ "اس ہلاکت آفریں جنگ کو ختم کر دیجئے' اعلان جنگ بندی کر دیجئے۔ آیئے ہم برابری کی حیثیت سے مل بیٹھیں اور کوئی تصفیہ کر لیں۔" اب مسئلہ یہ ہے۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں ممکن ہے کہ میں غلط ہوں۔ آپ یہ بات کب تک کہتے رہیں گے کہ یہ برطانوی حکومت ہے جس نے ہمیں الگ الگ کر رکھا ہے۔ آپ ایک ہی راگ کب تک الاپتے رہیں گے۔ میں برطانوی حکومت کی وکالت نہیں کر رہا ہوں (آفریں آفریں) مجھے کچھ ان کے بارے میں بھی ابھی کہنا ہے جب میں اس نکتہ پر پہنچوں گا۔

میں اس سرزمین پر اپنے لوگوں کو دلیل سے قائل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس بات کا کوئی فائدہ نہیں کہ انگریز یہ نہیں چاہتے کہ ہم میں کوئی تصفیہ ہو۔ بلاشبہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ انگریز ہماری حماقت کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس اپنی ترکیبیں ہیں جو انگریز کی ان ترکیبوں سے بہتر ہیں جو وہ ہمیں غیر متحد رکھنے کے لئے وضع کرتے ہیں۔ جب ہم نے یہ بات لاکھوں بار سنی ہے کہ ہند میں انگریزوں کی حکمت عملی یہ ہے کہ تقسیم کرو اور حکومت کرو تو ہم متحد کیوں نہیں ہو جاتے اور کیوں انگریزوں کو نکال باہر نہیں کرتے؟ ہم ان کے باوجود ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ دنیا کی دیگر قوموں سے اپیلیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

دنیا کی دیگر قومیں ہماری آزادی اور خودمختاری کے ضمن میں ہم سے صرف ہمدردی ہی کر سکتی ہیں۔ بلاشبہ وہ جو کچھ کر سکتی ہیں کریں گی۔ لیکن ہمارے معاملات کو طے کرانے کے سلسلے میں دوسری قوموں سے اپیل کرنے سے کیا حاصل؟ یہ کوئی کیسے کرا سکتا ہے؟ کیا وہ یہاں حکومت چلا سکتے ہیں؟ کیا امریکہ سے آپ کی پارلیمان میں نمائندے بھیجے جائیں گے یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ کی پارلیمان میں کام ٹھیک طرح سے ہو رہے ہیں؟ کیا کوئی اور ملک آپ کی مجلس قانون ساز میں ممبر بھیجے گا اور دیکھے گا کہ آپ کی مجلس قانون ساز

صحیح طرح سے کام کر رہی؟ اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم بالکل اسی مقام پر ہوں گے جہاں ہم ہیں۔ یہ آپ کے نمائندے ہوں گے۔ یہ آپ کی کابینہ ہوگی جو کام کرے گی۔ پس میں کہتا ہوں کہ آپ کی تقدیر آپ کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ خاص طور پر جب ہمارے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جارہی ہوں تو یہ وجہ بن جاتی ہے کہ کیوں نہ ہم ان کے باوصف تصفیہ کر لیں۔

نہرو کا دوہرا کردار

اب ہم حالیہ واقعات کی جانب آتے ہیں۔ ملک معظم کی حکومت کی طرف سے سر اسٹیفورڈ کرپس جو تجاویز لائے ان کے بارے میں اپنی قرارداد میں کوئی اضافہ کرنا نہیں چاہتا۔ اگرچہ لیگ نے حتمی فیصلہ اجلاس الہ آباد کے بعد کیا۔ آپ کو وجوہ اور اسباب کا علم ہے۔ میں انہیں دہرا کر آپ کا وقت نہیں لوں گا۔ کرپس تجاویز مختلف وجوہات کی بناپر نہ ہمیں قبول تھیں اور نہ کانگرس کو۔ جہاں تک کانگرس کا تعلق ہے مسٹر گاندھی نے جو آخری تقریر کی اس سے بھی یہ بات واضح ہے کہ وہ نہ صرف پاکستان اسکیم کے خلاف ہیں بلکہ اسے ایک گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ مسٹر گاندھی سے واقف ہیں تو سمجھ لیجئے کہ وہ اس سے زیادہ سخت لفظ استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ خیال کیجئے "یہ جرم نہیں ہے" یہ گناہ ہے یعنی اگر آپ پاکستان کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو آپ اس دنیا میں بھی مردود اور عقبیٰ میں بھی۔ کہا یہ گیا کہ کرپس تجاویز کانگرس کے لئے قابل قبول نہیں مجھے معلوم نہیں کہ کرپس اور کانگرس کے درمیان واقعتاً کیا ہوا۔ کہا یہ گیا کہ تجاویز کو ان وجوہ کی بناپر مسترد کیا گیا' اول: ویٹو دوم قلمدان وزارت دفاع۔ دریں اثناء کہ سر اسٹیفورڈ کرپس اور کانگرس کے مابین یہ بحث مباحثہ جاری تھا' پنڈت جواہر لال نہرو نے وائرلیس کے ذریعہ ایک مضمون امریکہ بھیجا جو 19 جولائی 1942ء کے نیو یارک ٹائمز میں شائع ہوا۔ اس میں کہا جاتا ہے:

"تمیں برس قبل برطانوی حکومت نے ہند میں جداگانہ مذہبی انتخاب کا اصول رائج کیا' ایک مہلک چیز جو سیاسی جماعتوں کی نشوونما کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ اب انہوں نے ہند کو تقسیم کرنے کا خیال پیش کیا ہے نہ صرف دو حصوں میں بلکہ ممکنہ طور پر بہت سے الگ الگ حصوں میں' ایک یہ بھی وجہ تھی جو کرپس تجاویز کے خلاف تلخ مزاحمت پر منتج ہوئی۔ آل انڈیا کانگرس اسے قبول نہ کر سکی۔"

کیا وجہ ویٹو تھی یا سب قلمدان وزارت دفاع تھا؟ یا وجہ یہ تھی کہ آل انڈیا کانگرس پاکستان کے کسی خیال کو قبول نہیں کرے گی۔ اس ملک کو ایک طرح کا بیان اور امریکہ کو دوسری طرح کا امریکی خود بھی

پروپیگنڈہ باز ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ محسوس کرنا چاہیے اور ہماری طرح سے محسوس کرنا چاہیے کہ وہ انڈین نیشنل کانگرس سے بہتر پروپیگنڈہ باز نہیں ہیں۔

سول نافرمانی

پس اس کے بعد آ جاتے ہیں انفرادی سول نافرمانی پر۔ اس کا کوئی سیاسی مقصد نہیں تھا بلکہ یہ صرف آزادی تقریر کی خاطر تھی۔ اب آپ کو تقریر کی کون سی آزادی مطلوب ہے؟ سعی جنگ کو روکنے کے لئے ہر ممکن طریقے سے تبلیغ اور وکالت کی خاطر تقریر کی آزادی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری اپنی حکومت ہوتی اور مجھے اس میں کوئی اختیار ہوتا' اور اگر کوئی تنظیم' ملک کی سب سے زیادہ طاقتور جماعت اپنے جملہ وسائل کے ساتھ یہ چاہتی کہ اسے سعی جنگ کے خلاف بات کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے تو میں اسے برداشت نہ کرتا۔ میں انہیں جیل میں ڈال دیتا۔ لیکن اگر کوئی اپنے ضمیر کی آواز پر معترض ہوتا تو میں اس بات کو سمجھتا۔ آپ کس طرح یہ توقع کر سکتے ہیں کہ کوئی حکومت بالخصوص غیر ملکی حکومت اس کو جاری رکھنے کی اجازت دے دے گی۔ آیئے ہم اسے عام سوجھ بوجھ کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ کیا یہ فی الواقع آزادی تقریر کے حق کے حصول کا ارادہ تھا۔ یا کیا اس کا مقصد نہ صرف سعی جنگ کو روکنا بلکہ برطانوی حکومت کا ہراساں اور مجبور کر کے اپنے مطالبہ منظور کرانا تھا؟ دریں اثنا مسٹر گاندھی یہ بھی کہتے رہے کہ وہ سول نافرمانی کی تحریک ہرگز شروع نہیں کریں گے کیونکہ یہ خودکشی کے مترادف ہوگی۔ لیکن خیال رہے کہ مسٹر گاندھی نے کہا تھا کہ وہ سول نافرمانی کی تحریک ہرگز شروع نہیں کریں گے کیونکہ یہ مسلم لیگ کی خواہشات کے خلاف ہوگی۔ وہ گذشتہ بائیس برس سے یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے زندہ ہیں اور یہ کہ یہ ان کی زندگی کا واحد مقصد ہے۔ اور وہ بغیر ہندو مسلم اتحاد کے کبھی بھی آزادی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ گذشتہ برس جولائی میں جب ایک نئی تیکنیک ان کے ہاتھ لگی' ایک بالکل نئی تکنیک' تو پھر مسلم لیگ کو نظر انداز کرنا خودکشی کے مترادف نہیں رہا اور یہ کہ مسلم لیگ آئے یا نہ آئے۔ اُنہوں نے اپنے بائیس سالہ پرانے اعلان پر نظر ثانی کر لی کہ بغیر ہندو مسلم اتحاد کے نہ سوراج مل سکتا ہے اور نہ آزادی۔ یہ سب کچھ اچانک خیر باد کہہ دیا گیا' جب مسٹر گاندھی نے 8 اگست کی مشہور قرارداد میں اپنی حکمت عملی اور پروگرام کا اعلان کیا۔ وہ کیا ہے؟ ''ہند چھوڑ دو'' ذرا اس زیادتی کا خیال کیجئے! کوئی پرواہ نہ کیجئے' کوئی پرواہ نہ کیجئے کہ اس ملک کے دس کروڑ باشندے کیا کہتے ہیں! میں اس حکومت کو جھکا کر رہوں گا تا کہ وہ میری خواہش کے سامنے ہتھیار ڈال

دے۔ انگریزوں نے کہا اور خیال رہے کہ میں ہر اس بات کو جو وہ کہتے ہیں درست نہیں سمجھتا۔ انہوں نے کہا ''کانگرس کی مزاحمت کر کے دراصل ہم آپ کا تحفظ کر رہے ہیں۔ آپ کے مفادات کی حفاظت کر رہے ہیں کیونکہ اگر ہم کانگرس کے مطالبات کے سامنے سپر انداز ہو جائیں تو ایسا آپ کو خطرہ میں ڈال کر اور آپ کو قربان کر کے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان کہتے ہیں ''ہم یقین کرتے کہ آپ ہم سے اتنی محبت کرتے ہیں۔'' ہم جانتے ہیں کہ یہ ان کے حسب حال بھی ہے اور وہ صورت حال کا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین کوئی تصفیہ ہو جائے تو انہیں علم ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ تو اقتدار منتقل کرنے کے لئے بے چین ہیں لیکن ہم متحد ہونے پر اتفاق نہیں کرتے۔ اگر ہم متحدہ ہند کی شکل میں اقتدار حاصل نہیں کر سکتے ہیں تو ہمیں یہ منقسم ہند کی صورت میں لینے دیجئے۔

فساد کی آماجگاہ

خواتین و حضرات! اجازت دیجئے کہ میں آپ کو بتاؤں اور لیجئے میں آپ کو بتاتا ہوں اگر میری نحیف آواز ہندو عوام تک پہنچ سکے تو وہ اس پر احتیاط کے ساتھ غور کریں کہ میں درست کہہ رہا ہوں یا غلط میں ممانہ طور پر صاف گوئی سے بات کروں گا۔ اس برصغیر میں کم و بیش گذشتہ سو برس سے انگریزوں کی حکمت عملی ان کی اس پختہ رائے پر قائم ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کبھی سمجھوتہ نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر کسی نہ کسی طرح سمجھوتہ ہو ہی گیا تو ان (انگریزوں) کے اثر یا دباؤ کے تحت فساد کی آماجگاہ کے سوا کچھ نہ ہوگا جس پر متحدہ ہند کا چھاتہ محیط ہوگا جس کی چوٹی پر انگریز براجمان ہوگا۔ لہٰذا انگریز اپنی دور اندیشی سے ایسی حکمت عملی پر کاربند ہا جس نے ہمیں متحدہ جمہوری پارلیمانی نظام حکومت کی راہ پر ڈال دیا۔ انگریز جانتے ہیں کہ اگر ہم اس راہ پر لگے رہے اور ہمیں جمہوری متحدہ ہند کا دستور بنانے کی اجازت بھی مل گئی ہم ان کی ثالثی کے بغیر کبھی کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکیں گے۔ یہ طریقہ ہے ان کے اقتدار کی اجارہ داری کو طول دینے کا۔ جب آپ آپس میں لڑتے رہیں اور ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہیں تو دو بلیوں کے درمیان انصاف کرنے کے لئے بندر آ ہی جائے گا (قہقہہ) یہی سبب ہے کہ کٹر انگریزوں (قدامت پسندوں) کا ایک مکتب فکر موجود ہے۔ ہمارے دوست جو اتفاق سے اس وقت حکومت ہند کی سربراہی کر رہے ہیں۔ مرد عظیم لارڈ لنلتھ گو وائسرائے اور مسٹر ایمرے وزیر ہند جو پکے قدامت پسند قسم کے ہے۔ اب بھی گدھے کے سامنے گاجر لہرا رہے ہیں یہ

کہہ کر کہ جغرافیائی اعتبار سے ہند ایک ہے۔ دوسرے عظیم انسان نے لندن میں اچانک یہ دریافت کر لیا کہ تاریخی طور پر اکبر کے عہد میں ہند متحد تھا (قہقہہ)

میرے دوستو! مجھے ہندوؤں کے ساتھ کوئی مخاصمت نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر معجزاتی طور پر آپ دستوری لحاظ سے جمہوری ہند تک پہنچ گئے تو ہم ایسا صرف برطانوی ہند کی حد تک کر سکیں گے۔

آزادی کی راہ

میں آپ کو بتا دوں کہ انگریز جانتے ہیں کہ ہمیں ایک اور رکاوٹ کو بھی عبور کرنا پڑے گا۔ سب سے بڑی رکاوٹ یعنی ہندی ریاستیں۔ بہت سی رکاوٹیں آپ کی راہ میں آئیں گی۔ ایک، دو، تین اور چار۔ آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ ان رکاوٹوں کو عبور کریں اور آخری رکاوٹ کو عبور کرنا بہت ہی مشکل کام ہوگا۔ آپ جتنا چاہیں سوچ لیں۔ برطانوی حکومت جس حکمت عملی پر سو برس سے کاربند ہے یہ اس کا نتیجہ ہے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے کسی نہ کسی طرح آپ کی بس چھڑوا دی بلکہ آپ کو غلط بس میں سوار کرا دیا (قہقہہ) اب آپ خود کو مزید بے وقوف نہ بننے دیں۔ یہ قریباً ایک صدی ہوئی۔ میں ہندوؤں سے کہتا ہوں۔ اور انگریز کسی اور کے مقابلے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ عوام ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی آزادی کا مختصر ترین راستہ ہے پاکستان۔ یہ میری زندگی میں آئے یا نہ آئے (ہر طرف آوازیں سنائی دیں۔ یہ آئے گا یہ آئے گا) آپ میرے ان الفاظ کو یاد رکھیے گا۔ میں یہ کسی کی برائی یا دل آزاری کے لئے نہیں کہتا۔ بعض قوموں نے ایک دوسرے کے لکھو کھہا انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ کوئی دائمی بات نہیں۔ آج کا دشمن کل کا دوست ہوتا ہے۔ یہی زندگی ہے۔ یہی تاریخ ہے۔

پس، میں یہ صاف ضمیر کے ساتھ کہتا ہوں۔ میرا گہرا دکھ یہ ہے کہ یہ کانگرس اور اس کی ہندو قیادت ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی آزادی کے حصول کو روکے ہوئے ہے۔ ہمارا ضمیر بالکل صاف ہے۔ میں ہندو عوام اور ہندو رہنماؤں سے اپیل کرتا ہوں: اپنی حکمت عملی کا دوبارہ جائزہ لیجئے اور اس پر نظر ثانی کیجئے۔ کانگرس کی طرف سے بہت پروپیگنڈہ اور جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ یہ پروپیگنڈہ آج کل زیادہ تر کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے جو تقریریں اور بیانات شائع کئے ہیں وہ بنیادی طور پر غلط ہیں۔

کانگرس کا موقف شروع سے لے کر 8 اگست تک یہ ہے کہ پاکستان کے بارے میں حکمت عملی

اور مطالبہ جھوٹ ہے۔ وائسرائے کے ساتھ اپنی مراسلت میں مسٹر گاندھی اس نکتے کا تذکرہ سرے سے ہی بھول گئے تھے۔ چنانچہ وہ اس عبارت کا بعد میں تذکرہ کرتے ہیں: ''حکومت نے صریحاً اور اہم حقیقت کو مستر دیا نظر انداز کردیا کہ کانگرس نے اپنی اگست کی قرارداد کے ذریعہ اپنے لئے تو کچھ طلب نہیں کیا۔ اس کے جملہ مطالبات سب لوگوں کے لئے تھے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہونا چاہیے کانگرس اس بات کے لئے آمادہ اور تیار تھی کہ حکومت قائداعظم محمد علی جناح کو ایک قومی حکومت کی تشکیل کی دعوت دے دے صرف اس شرط کے ساتھ کہ یہ ایسے متفقہ سمجھوتے کے تحت ہو جو زمانہ جنگ کے دوران ضروری ہو۔ ایسی حکومت باقاعدہ منتخبہ مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہو۔''

کیا میں غلط کہتا ہوں؟

یہ مسٹر گاندھی کے الفاظ ہیں۔ اس تجویز کا لب لباب یہ ہے کہ اس نوع کی حکومت باقاعدہ منتخبہ مجلس قانون ساز کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ اگر یہ ہو جائے تو باقی رہ کیا گیا۔ کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ لارڈ لنلتھگو فوری طور پر ایک دستوری گورنر جنرل بن جائیں گے یا انہیں ٹھوکر ماردی جائے گی؟ انڈیا آفس بند کردیا جائے گا۔ وزیر ہند کا دفتر ختم کردیا جائے گا۔ اور ہند میں برطانوی پارلیمان کا کوئی عمل دخل باقی نہیں رہے گا۔ یہ مرکزی دستور صرف اسی صورت میں روبہ عمل لایا جا سکتا ہے جب موجودہ دستور منسوخ کردیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا لے لے۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو میں اپنی اصلاح کرلوں گا۔ جب مرکزی بنیاد ختم ہو جائے گی تو صوبائی حصار کرنے والا ڈھانچہ برقرار نہیں رہ سکتا۔ صوبوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ گورنر کے ماتحت رہیں گے؟ کیا وہ موجودہ دستور کے تحت برقرار رہیں گے؟ لہٰذا آپ کو موجودہ دستور کو نکالنا اور منسوخ کرنا پڑے گا اور پورے ہند کے لئے بشمول ہندی ریاستوں کے ایک بالکل نیا دستور مرتب کرنا پڑے گا۔ ہم سے کہا جاتا ہے: اس میں خرابی کیا ہے؟ پاکستان کو صرف ملتوی کرنا پڑے گا۔ جواب یہ ہے کہ جیسے ہی آپ مسٹر گاندھی کی تجویز کی بنا پر یہ موقف قبول کرلیں گے اور اس کو روبہ عمل لے آئیں گے پاکستان کا مطالبہ ہماری رضامندی سے تارپیڈو ہو جائے گا اور مسٹر گاندھی کے تجویز کردہ خطوط پر نئے دستور کی ترتیب نہایت تلخ تنازعات پر منتج ہوگی۔ اگر ایسی کوئی کوشش کی گئی۔ یہ کہے بغیر کہ ایسے دستور کو مرتب کرنے کا اختیار کس کی طرف سے دیا جائے گا۔ لہٰذا کانگرس کا موقف ہمیشہ وہی ہے جو پہلے تھا۔ صرف اس کا اظہار مختلف الفاظ اور مختلف زبان میں کیا گیا ہے۔ لیکن اس

کے معنی اکھنڈ ہندوستان کی بنیاد پر ہندو راج ہیں۔ اس صورت کو ہم کبھی قبول نہیں کر سکتے۔

مسٹر گاندھی اور سمجھوتہ

کوئی بھی مجھ سے زیادہ اس بات کا خیر مقدم نہیں کرے گا اگر اب بھی مسٹر گاندھی پاکستان کی بنیاد پر مسلم لیگ کے ساتھ تصفیہ کرنے کے لئے واقعی تیار ہوں۔ میں آپ کو بتا دوں کہ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے عظیم ترین دن ہوگا۔ اگر وہ ذہنی طور پر آمادہ ہو جائیں تو مجھے براہ راست خط لکھنے سے مسٹر گاندھی کو کونسی چیز باز رکھ سکتی ہے؟ وہ وائسرائے کو خطوط لکھ رہے ہیں۔ وہ مجھے براہ راست کیوں نہیں لکھتے؟ وہ کون ہے جو انہیں ایسا کرنے سے روک سکتا ہے؟ وائسرائے کے پاس جانے' ان کے پاس لے جانے کے لئے وفد کی قیادت کرنے اور ان کے ساتھ خط و کتابت کرنے سے کیا حاصل؟ آج مسٹر گاندھی کو کون روک سکتا ہے؟ میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ باور نہیں کر سکتا۔ اس ملک میں یہ حکومت خواہ کتنی بھی مضبوط کیوں نہ ہو۔ آپ اس حکومت کو جو چاہیں سو کہیں' میں اس بات کا یقین نہیں کر سکتا کہ اگر اس طرح کا خط مجھے ارسال کیا جائے تو ان میں اتنی جرات ہوگی کہ وہ اسے روک لیں۔ (پرزور تالیاں اور آفریں آفریں)

اگر حکومت کوئی ایسا اقدام کرتی ہے تو فی الحقیقت یہ بہت سنگین معاملہ ہوگا۔ لیکن مجھے ایسی کوئی شہادت نظر نہیں آتی کہ مسٹر گاندھی کانگرس یا ہندو قیادت کی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہم کیا کریں؟ جب مجھے نام نہاد غیر جماعتی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی تو میں نے سی۔ راج گوپال اچاریہ سے کہا کہ میں کانفرنس میں شرکت کرنا نہیں چاہتا اور میں نے اپنی وجوہ ان کے سامنے رکھیں۔ میں ان پر کسی طرح کا حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ میں کوئی غیر ضروری تلخی بھی پیدا نہیں کرنی چاہتا۔ بلاشبہ ہمیں اس کا علم ہے کہ ان کے کوئی پیروکار نہیں ہیں۔ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جن کا زندگی میں کوئی مقام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا کوئی تجربہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے سیاسی مخالفین ہی ہوں۔ لیکن جب وہ ایک بار آ گئے اور ملک کی سیاسی تحریک کے پیش رو دستے میں شامل ہو گئے تو ان شرفاء کو اس مسئلہ کو حل کرنے کا زیادہ موثر طریقہ اختیار کرنا چاہیے تھا بجائے اس قرارداد کے جو انہوں نے منظور کی اور جو طریق کار انہوں نے اختیار کیا۔ لیکن عظیم افراد بھی غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مسٹر گاندھی کو تمام اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ تمام اخبارات ملتے رہتے ہیں وہ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اگر ان کے قلب میں ذرا سی بھی تبدیلی

آئے تو انہیں صرف مجھے دو سطریں لکھنے کی ضرورت ہوگی اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ماضی میں ہمارے تنازعات خواہ کچھ بھی ہوں مسلم لیگ ناکام نہیں ہوگی۔ (تحسین کے زبردست نعرے اور تالیاں)

مشکل ترین معاملے

اب میں انگریزوں کی طرف آتا ہوں۔ یہ بہت بے ڈھب لوگ ہیں۔ ان کا موقف کیا ہے؟ ان کا موقف یہ ہے۔ کانگرس ایک باغی تنظیم ہے۔ یہ غداری کی مجرم ہے۔ وہ حکومت اور تاج کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ان سے کوئی ملاقات نہیں ہوگا۔ وہ صرف ایک فریق ہیں۔ لیکن ہند کے عوام کی عظیم اکثریت ان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ برطانوی حکومت کے ساتھ ہے۔ وزیراعظم کے حالیہ بیانات کیا کہتے ہیں؟ لندن میں اخبارات کیا کہتے ہیں؟ ''دی سنڈے کرانیکل'' ایک اداریے میں کہتا ہے ''وزیراعظم کے اس پیغام کی گونج برطانوی قوم کے قلوب میں سنی جائے گی جس میں انہوں نے ہند کے فوجی جوانوں کی شجاعت کی داد دی۔'' گونج کہاں ہے؟ مسٹر چرچل نے اعدادوشمار سے حساب لگایا اور کہا کہ ہند کے عوام کی بھاری اکثریت کانگرس کے ساتھ نہیں تھی۔ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں کہ ہم اس سے الگ رہے اور خدا کا شکر ہے کہ ہم الگ رہے کیونکہ ہم تو شیطان اور گہرے سمندر کے درمیان ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ میں ان انگریزوں سے مطمئن نہیں ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ اقلیتوں کے مفاد اور ہمارے تحفظ کی خاطر کانگرس سے لڑ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ آمادہ اور تیار ہیں اور درحقیقت وہ تو اقتدار چھوڑنے کے لئے مرے جارہے ہیں۔ وائسرائے نے اس نوع کے حوالے کرسمس کے ہفتے کے دوران کلکتہ میں دیئے۔ کانگرس کو باغی اور خلاف قانون قرار دینے کے بعد انگریز دوسروں سے کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں ''ہم کانگرس کو نظر انداز کس طرح کرسکتے ہیں؟'' اس صورت میں کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ نہ صرف کوئی آپ کا اعتبار نہیں کرے گا بلکہ خود آپ کے اپنے اعتراف کے مطابق آپ کی خواہش' آپ کی پرجوش خواہش کو کہ آپ عبوری طور پر انتقال اقتدار کی سمت بڑھیں' ایک باغی تنظیم کانگرس نے نہایت کامیابی کے ساتھ روک رکھا ہے۔ یہ ان کی طرف سے اعتراف ناکامی ہے۔ یا تو ہند کے عوام کانگرس کے پیچھے ہیں یا نہیں ہیں۔ اگر بھاری اکثریت کانگرس کے پیچھے نہیں ہے جیسا کہ دس کروڑ مسلمان یقیناً نہیں' تب باقی ماندہ ہند کو کیا جواب ہے؟ وہ کہتے ہیں ''ہم کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ اس باغی تنظیم نے ہمیں مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم صرف آپ کی خدمات کی تعریف کرسکتے ہیں جب آپ میدان جنگ میں جان دے دیں اور اس

سے زیادہ نہیں۔" کیا یہ ایک دیانتدارانہ رویہ ہے؟

کیا اس رویہ سے کوئی شخص یہ باور کرسکتا ہے کہ انتقال اقتدار کی ایماندارانہ خواہش موجود ہے؟ ہم نے بے شمار مرتبہ یہ بات واضح کی ہے۔ لیکن ہمیں نظر انداز کیا جاتا ہے' ہماری جماعت کو نظر انداز کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ان کے مناسب حال ہے۔ اس کے برعکس ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم سعی جنگ میں اعانت نہیں کرتے اور اکثر ہمیں حکومت کی طرف سے یہ دھمکی دی جاتی ہے کہ جو' ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے خلاف ہیں۔" خواتین و حضرات' اب میں کہتا ہوں کہ جہاں تک مسلم ہند کا تعلق ہے' جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ہماری تلخی کا پیمانہ کناروں تک پہنچ گیا ہے۔

اگر ان کے نمائندے ایماندار اور لائق ہیں تو انہیں لندن میں مطلع ہونا چاہیے۔ میں ایک بار پھر برطانوی حکومت کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرانی چاہتا ہوں۔ درحقیقت یہ بہت ہی سنگین صورت حال ہے اور میں انہیں اس پلیٹ فارم سے اطلاع دیتا ہوں کہ تلخیوں اور مایوسیوں کا پیالہ (لبریز ہوگیا ہے) میں زیادہ سخت زبان' استعمال کرنا نہیں چاہتا۔ یہ ذلیل برتاؤ جو مسلم ہند کے ساتھ روا رکھا گیا ہے ان کے لئے خطرے کا باعث ہے' آپ اس طرح صورتحال کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا آپ اپنے موقف پر نظر ثانی کیجئے۔ ہمارا مطالبہ کیا ہے؟ اعلان کر دیجئے۔ مسلم لیگ برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آگے بڑھے اور مزید تاخیر کے بغیر اور غیر مبہم انداز میں اعلان کرے جس میں مسلمانوں کے حق خود ارادیت کی ضمانت دی جائے اور عہد کرے کہ مسلم لیگ کے اجلاس لاہور 1940ء میں منظور کردہ قرارداد کے خطوط پر مسلمانوں کے استصواب رائے کے فیصلہ پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جنگ سے متعلق رویہ

مسلم لیگ تیار تھی اور اب بھی آمادہ ہے کہ کسی تجویز پر غور کرے اور مساویانہ سطح پر کسی بھی جماعت کے ساتھ مذاکرات کرے تاکہ ہند کے دفاع اور کامیاب مساعی جنگ کی خاطر ملکی وسائل کو مجتمع کرنے کے لئے مرکز میں ایک عبوری حکومت قائم کی جاسکے۔ یہ قرارداد 20 اگست 1942ء کو بمبئی میں منظور کی گئی تھی جسے ابتک کلیتاً نظر انداز کیا گیا۔ اب اس جنگ میں ہمیں محض تماشائی کی حیثیت دی گئی ہے۔ میں نے ایک بار پہلے بھی یہ بات کہی ہے اور اس موقع پر دوبارہ کہتا ہوں کہ ہمارے خیالات اور ہماری آراء خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہوں اس باب میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ حقیقت' حقیقت ہے ہند جنگ میں شریک ہے۔ جنگ میں ملوث

ہونے کے بعد اب کس کا مفاد بالاتر ہے؟ کیا یہ زیادہ انگریزوں کے مفاد میں ہے یا زیادہ اتحادیوں کے مفاد میں ہے جو جنگ میں شامل ہیں جیسے امریکہ یا زیادہ ہمارے مفاد میں کہ ہمیں محض لاچار تماشائی نہ بنا کر چھوڑ دیا جائے کسی ایک ترکیب سے یا دوسری سے کسی ایک حربے سے یا دوسرے سے کسی ایک بہانے سے یا دوسرے کے ذریعے اور اسے دس کروڑ مسلمانوں کے تعاون کے بنا جاری رکھا جائے؟ وہ ایک بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ وہ ابھی خطرے سے باہر نہیں نکلے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے اکثر کہا ہے: اگر انہیں شکست ہو جائے تو ہمارے امریکی دوست نیویارک یا شکاگو جا سکتے ہیں اور انگریز لندن جا سکتے ہیں اور مزید میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کے ملک پر ہٹلر، مسولینی یا میکاڈو کی فرمانروائی نہیں ہوگی۔ میرا ذہن اسے قبول نہیں کرتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ جنگ کے بعد امریکہ دوسرے درجے کی طاقت ہو کر رہ جائے۔ یہ خطرہ موجود ہے۔ لیکن ان کے خطرہ اس حد تک نہیں جاتا کہ ان کے ملک پر کسی غیر ملکی طاقت کا تسلط ہو جائے۔ لیکن میری صورت حال کیا ہے؟ وہ یہ ہے۔ اگر اس جنگ میں شکست ہو جائے تو پھر کوئی طاقت موجود نہیں ہے اس ملک میں یا جاپان آئے گا یا ہٹلر اور ہم ہٹلر یا توجو کے بوٹ کی ایڑی تلے آ جائیں گے۔ میرے پاس تو جانے کے لئے نہ شکاگو ہے نہ لندن۔

ہمارا کیا ہوگا؟ اس ملک کے دفاع اور اس جنگ کو چلانے میں کسے زیادہ دلچسپی ہے۔ یہ کوئی جذباتی بات نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کسی کو ہم سے زیادہ دلچسپی نہیں ہو سکتی (تالیاں) یہ ہم ہیں جو جنگ کی تباہ کاریوں کا شکار ہوں گے۔ اور مشرق اور مغرب کے مسلمان ملک اور خطوں میں ہمارے گھر بار برباد ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ علاقے ہی دشمن کا فوری ہدف ہیں۔ کس کے نقصان اٹھانے کا زیادہ امکان ہے۔ ہم سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہونے کا امکان اور کس کا ہو سکتا ہے؟ ہند کے دفاع میں کس کو زیادہ دلچسپی ہو سکتی ہے؟ انگریزوں کا یہ کہنا کہ ہم عدم تعاون کر رہے ہیں بالکل بددیانتی کی بات ہے اور یہ کہنا کہ ہم تعاون نہیں کرتے اور زیادہ بددیانتی ہے۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ "ہم اس لئے تعاون نہیں کر سکتے کہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم محض خیمہ برداروں کی حیثیت سے آ جائیں۔ ہمارے لئے کیا امکانات ہیں؟ ہمارے لئے فتح کا کیا ثمر ہوگا جبکہ ہم نے اپنا روپیہ پیسہ اپنا خون اور سب کچھ نچھاور کر دیا ہوگا؟ اگر ہمیں شکست ہو گئی تو جاپان یا جرمنی آ جائے گا۔ اگر ہم جیت گئے تو ہم محض خیمہ بردار ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ہمیں آخر میں بخشش مل جائے۔ کیا تعاون کا یہ میوہ ہے؟ کیا کوئی معزز خوددار شخص یا منظم قوم اس صورت حال کو قبول کر سکتی ہے؟ یہ

بے تصویر۔ لہٰذا یا تو اُنہوں نے غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اب بھی غلطی کر رہے ہیں یا واقعتاً وہ اقتدار سے دست کش ہونا نہیں چاہتے۔ وہ ایک جواری کی طرح سے ایک چانس لے رہے ہیں اور اپنے تئیں کہتے ہیں ''اگر ہم جیت گئے تو ہم انہیں وہیں رکھیں گے جہاں وہ ہیں۔ اگر ہم ہار جاتے ہیں تو ہمارے بعد طوفان ہے'' ''ہمارے بعد شدید طوفان'' (فرانسیسی ضرب المثل)

انگریز اور پاکستان

میں پاکستان کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ پاکستان کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں۔ غیر ملکیوں نے بھی اسے سمجھ لیا ہے۔ مجھے دوبارہ گوئٹے یاد آتے ہیں۔ جب میجر ییٹس براؤن (Yeats Brown) اپنی نئی کتاب میں کہتے ہیں: ''آیئے ہم خود مسلمانوں کی جگہ لے لیں'' (Let us put ourselves in Muslim slippers) ان کی کتاب سے متعلقہ اقتباس مندرجہ ذیل ہے:

''آیئے ہم خود مسلمانوں کی جگہ لے لیں۔ ہم انگریز خود کو ستم رسیدہ تصور کریں گے اگر کوئی مصلح عالم مافوق الانسان یا کوئی مافوق الحکومت یہ اعلان کر دے کہ ہم پر کوئی کل یورپ حکومت (بلا شبہ تحفظات کے ساتھ) فرمانروائی کرے گی۔ یوٹن غالب نسل ہوگی یا سلاوی اگر آپ ترجیح دیں۔ چونکہ ہم یورپ میں اقلیت میں ہیں''

''.....اگر یہ مافوق حکومت ایسے مافوق الانسانوں پر مشتمل ہو جو بے حد و حساب طاقت اور دانش کے مالک ہوں تب ہم اس کی اطاعت اس وقت تک کریں گے جب تک کہ ہم میں اس کی غلامی کا جوا اتار پھینکنے کی طاقت پیدا نہ ہو اور اگر ان فوقی انسانوں میں اپنے فیصلوں کی صحت پر شک وشبہ کی علامات ظاہر ہونے لگیں پھر بھی وہ دنیا کے سامنے یہ دعوے کرتے ہیں کہ اُنہوں نے تو سارے یورپ کو آزادی کی پیش کش کر رکھی ہے اور یہ کہ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی دشواری ہے تو ہم اس کا علاج معلوم کریں تو ہم وہی جواب دینا چاہیں گے جو مسلم لیگ نے دیا ہے کہ روح کی آزادی ایک ڈھکوسلہ ہے۔''

میں اس میں یہ اضافہ کر سکتا ہوں کہ مافوق انسان۔ مسٹر گاندھی من وعن اکھنڈ ہندوستان طلب کرتے ہیں اور مسلم ہند ہرگز اسے قبول نہیں کرے گا۔ انگریز کیا کہے گا؟ کیا وہ یہ کہے گا: چھوٹی قومیں زندہ نہیں رہ سکتیں؟ ہم ایک چھوٹے سے جزیرے میں ہیں: صرف ساڑھے تین کروڑ لوگ۔ وہ یوٹن بھائی ہیں۔ جرمن آٹھ کروڑ ہیں۔'' اگر ایسی کوئی تجویز پیش کی جائے کہ ان کی ایک حکومت بندی چاہیے تو کیا انگریز

اسے قبول کر لیں گے؟ ایک جرمن اور انگریز میں کیا فرق ہے؟ ابتداً میں سب اینگلو سیکسن نسل سے ہیں اور سب عیسائی ہیں۔ ان کے لباس مختلف نہیں ہیں۔ ان کی تقویم مختلف نہیں ہے۔ ان کی زبان اور قوانین اور ثقافت بہت مختلف نہیں ہیں۔ ان کی تعمیرات' فنون لطیفہ اور موسیقی اور تہذیب مختلف نہیں ہیں۔ لیکن ایک انگریز کیا کہے گا؟ کینیڈا کیا کہے گا' اگر کل یہ تجویز پیش کر دی جائے کہ کینیڈا اور امریکہ اور جنوبی امریکہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جغرافیائی طور سے امریکہ ایک ہے' اسی طرح یورپ' اسی طرح ایشیا اگر یہ سوال اٹھایا جائے تو کیا کہیں گے؟ لہٰذا میجر جیمس براؤن بجا طور پر کہتے ہیں کہ "خود کو مسلمانوں کی جگہ کھڑا کر کے دیکھیں" اگر مافوق انسان بے پناہ طاقت اور دانش کے مالک کی اطاعت ہمیں قبول کرنی نہیں چاہیے تاآنکہ ہم میں ان کی بیڑیاں کاٹ کر پھینک دینے کی طاقت نہ ہو' تاہم مسلم لیگ ایسی آزادی کو ڈھکوسلہ ہی تصور کرے گی۔ (تحسین وآفرین کے نعرے)

عوام کی حکومت

یہ وہ بات ہے جس پر ہندو رہنماؤں کو غور کرنا چاہیے۔ جو آزادی وہ ہمیں پیش کر رہے ہیں وہ ان کے تصور کی آزادی ہے' وہ ان کے عزم کی آزادی ہے' وہ ان کی حکمرانی کی آزادی ہے' جو ایک ڈھکوسلہ ہے۔ لہٰذا سمجھنے میں کوئی دشواری کی بات نہیں۔ سب سے پہلے ہمیں بنیاد طے کرنی ہوگی۔ کیا آپ واقعی کوئی الجھاؤ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور پروپیگنڈے کی غرض سے کچھ مواد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میرے ذہن میں اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم میں سے زیادہ تر لوگ پاکستان کو عوام کی حکومت کے رنگ میں دیکھتے ہیں۔ یا آپ اسے بزور بازو حاصل کر سکتے ہیں یا تصفیہ کے ذریعے سے لے سکتے ہیں۔ لیکن جب تک کہ آپ اسے لے نہ لیں' اجنبی قوم سے یا اپنی حکومت سے' دستور اور طرز حکومت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرانس کے حل کو لے لیں' پارٹی جو حکومت کو توڑنا چاہتی تھی' ملک پر قبضے کے بعد اسے دستور ساز اسمبلی بنانی پڑی۔ آسٹریلیا کی مثال لے لیجئے' وہاں تصفیہ کے ذریعے سے ہوا۔ پہلے ہمیں اس پر اتفاق کرنا ہوگا کہ دو ہند ہوں گے۔ پھر مجلس دستور ساز کو عوام میں سے کسی نظام کے تحت منتخب کرنا ہوگا جو اپنے نمائندے منتخب کریں گے جو مجلس دستور ساز میں جائیں گے۔ لہٰذا میں تصور کرتا ہوں کہ مجلس دستور ساز بہت ہی مختصر حق رائے دہی کی بنیاد پر قائم کی جائے گی۔ یہ روپے میں دو آنے ہو یا پاکستان میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہو۔ آپ مجلس دستور ساز کے لئے اپنے نمائندے منتخب کریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو اپنے اختیارات کا علم نہ ہو۔ ممکن ہے آپ کو اس کے

استعمال کا پتہ نہ ہو۔ یہ آپ کا قصور ہوگا۔ لیکن مجھے ایک بات کا یقین ہے کہ جمہوریت ہمارے خون میں ہے۔ یہ ہمارے مغز میں ہے صرف صدیوں کے مخالفانہ حالات کے باعث اس خون کی گردش ٹھنڈی پڑ گئی ہے۔ یہ منجمد ہو گیا ہے اور آپ کی رگوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ لہو ایک بار پھر رگوں میں دوڑنے پھرنے لگا ہے۔ مسلم لیگ کی مساعی کا شکریہ یہ عوام کی حکومت ہوگی۔

یہاں میں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو انتباہ کر دینا چاہتا ہوں جو ہمارا خون چوس کر ایسے نظام کے تحت پلے بڑھے جو اس قدر خبیث اور اس قدر فاسد ہے جو انہیں اس درجہ خود غرض بنا دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معقول بات کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (تحسین کے زبردست نعرے) عوام کا استحصال ان کی رگ و پے میں داخل ہو گیا ہے وہ اسلام کی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں کی حرص اور خود غرضی نے دوسروں کے مفادات کو اپنے تابع کر لیا ہے تا کہ وہ موٹے ہوتے رہیں۔ یہ درست ہے کہ آج ہم اقتدار میں نہیں ہیں۔ آپ کہیں بھی دیہات کی طرف نکل جائیں۔ میں گاؤں میں گیا ہوں۔ ہمارے لوگوں میں لاکھوں ایسے ہیں جنہیں نان شبینہ بھی میسر نہیں۔ کیا یہ تہذیب ہے؟ کیا پاکستان کا یہ مقصد ہے؟ (آوازیں نہیں نہیں) کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ لاکھوں کا استحصال کیا گیا اور انہیں دن میں ایک بار بھی روٹی نہیں ملتی۔ اگر پاکستان کا تخیل یہ ہے تو میں ایسا پاکستان نہیں لوں گا۔ (تالیاں) اگر ان میں عقل ہے تو انہیں خود کو زندگی کے نئے اور جدید حالات سے ہم آہنگ کرنا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو پھر اللہ ہی ان کی مدد کرے تو کرے ہم تو ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ (تحسین و آفریں کے دوبارہ نعرے اور تالیاں) لہٰذا ہمیں خود پر اعتماد ہونا چاہیے۔ ہمیں ڈگمگانا چاہیے اور نہ ہچکچانا' یہ ہماری منزل ہے جسے ہمیں حاصل کرنا ہے۔ پاکستان کا دستور صرف ملت اور عوام نے بنانا ہے۔ اپنے آپ کو تیار کیجئے اور دیکھئے کہ آپ ایسا دستور وضع کرتے ہیں جو آپ کا دل پسند ہو۔ بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ بہت شرارت کی جارہی ہے۔ کیا یہ اسلامی حکومت ہوگی؟ کیا یہ ناقابل بیان سوال نہیں ہے؟ کیا یہ خود آپ کے اپنے خلاف اظہار ملامت نہیں ہے؟ دستور اور حکومت وہی ہوگی جس کے بارے میں عوام فیصلہ کریں گے۔ سوال صرف اقلیتوں کا ہے۔

اقلیتوں کا استغاثہ

اقلیتوں کا یہ استحقاق ہے کہ انہیں واضح ضمانت ہو۔ وہ دریافت کرتے ہیں کہ "آپ کے ذہن میں پاکستان کا جو تصور ہے اس میں ہماری کیا صورت ہوگی؟ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں اقلیتوں کو قطعی اور

واضح ضمانت ملنی چاہیے۔ ہم ایسا کر چکے ہیں' ہم نے ایک قرارداد منظور کی ہے کہ اقلیتوں کو پوری پوری حفاظت اور تحفظ ملنا چاہیے۔ ہم جیسا کہ میں نے پہلے کہا کوئی مہذب حکومت بھی یہ کرے گی اور اسے کرنا چاہیے' جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری تاریخ اور ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کا واضح ترین ثبوت پیش کر دیا کہ غیر مسلموں کے ساتھ نہ صرف عادلانہ اور منصفانہ بلکہ فیاضانہ سلوک روا رکھا گیا (تالیاں اور تحسین کے نعرے)

پاکستان کی ابتداء

اب میں پاکستان کے بارے میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ اب ایک نیا پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ اب تک ہم بہت سے خبیث پروپیگنڈہ کا سامنا کر چکے ہیں۔ جیسے گئوماتا کے دو ٹکڑے کرنا' مادر ہند کے ٹکڑے کرنا اور باقی دیگر۔ تازہ ترین دلیل جسے میں سمجھتا ہوں واقعی بہت ہی خبیث ہے ان سب میں خبیث ترین دلیل یہ ہے: مسٹر جناح شمال مغربی اور مشرقی خطوں میں ان علاقوں کے حصول کے لئے کام کر رہے ہیں جو "پاک" ہوں گے اور باقی "ناپاک"۔ میں نے یہ بات منفرد حلقوں سے سنی ہے اور میں ششدر رہ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ میری تصدیق کریں گے۔ جب ہم نے قرارداد لاہور منظور کی ہم نے لفظ "پاکستان" استعمال نہیں کیا۔ یہ لفظ ہمیں کس نے دیا؟ (آوازیں: ہندوؤں نے) میں آپ کو بتاؤں کہ یہ ان کا قصور ہے۔ انہوں نے اس قرارداد کی اس بنا پر مذمت کرنی شروع کی کہ یہ پاکستان ہے۔ واقعتاً وہ مسلم تحریک سے نابلد ہیں۔ انہوں نے یہ لفظ تخلیق کیا اور ہم پر جڑ دیا' گویا "کتے کا برا نام رکھ دو اور پھر اسے سولی چڑھا دو" وہ چلائے اتحاد عالم اسلام' جب یہ ٹھس ہو گیا تب یہ شور اٹھا کر "پاکستان" کا مطلب ہے دیگر مسلم ممالک افغانستان' عراق' ایران اور ترکیہ کے ساتھ اتحاد اور یہ ہندو انڈیا کو پیس کر رکھ دیں گے۔ یہ بہت گہری چال ہے جو ہندو چل رہے ہیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ واقعتاً پاکستان ایک لفظ ہے جو ہم پر مسلط کیا گیا۔ ہندو اخبارات کا ایک حصہ اور برطانوی اخبارات یہ نام دینے کے ذمہ دار ہیں ہماری قرارداد بہت عرصے تک "قرارداد لاہور" کے نام سے موسوم رہی اور پاکستان کے نام سے معروف آخر کب ہم اس طویل ترکیب کو چمٹائے رکھتے؟ اب میں اپنے ہندو اور انگریز دوستوں سے کہتا ہوں: "ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے ہمیں ایک لفظ عطا کیا"۔ (تحسین و آفریں کے نعرے)

لفظ پاکستان کی ابتداء کیا ہے؟ یہ مسلم لیگ یا قائد اعظم نہیں تھے جنہوں نے یہ اختراع کیا۔ لندن

میں کچھ نوجوان تھے جو شمال مغرب کے ایک مخصوص حصے کو باقی ماندہ ہند سے علیحدہ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے 30ء1929ء میں ایک نام وضع کیا۔ ایک خیال کا آغاز کیا اور ایک خطے کو پاکستان کا نام دیا۔ انہوں نے 'پ' پنجاب سے لی 'الف' افغان سے جیسا کہ آج بھی شمال مغربی سرحدی صوبے کو افغان کا نام سے موسوم کیا جا رہا ہے 'ک' کشمیر سے 'س' سندھ سے اور 'تان' بلوچستان سے لیا۔ ایک نام وضع کر لیا گیا۔ پس اس وقت اس لفظ کے جو بھی معنی ہوں یہ بدیہی بات ہے کہ مہذب ملک کی زبان نئے لفظ اختراع کرتی رہتی ہے۔ لفظ پاکستان کے معنی قرارداد لاہور ہو گئے ہیں۔ ہمیں ایک لفظ کی طلب تھی اور یہ ہم پر مسلط کر دیا گیا۔ ہم نے اس کا استعمال قرارداد لاہور کے مترادف کے طور پر سہل سمجھا۔

ڈھیلا ڈھالا وفاق

بعض دستوری پنڈتوں کی طرف سے ہمیں بتایا جاتا ہے کہ کیوں نہ کسی قسم کا ڈھیلا ڈھالا وفاق یا نیم وفاق (کانفیڈریشن) بن جائے۔ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے اس نکتے پر کیا لکھا ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤں گا کیونکہ یہ ایک اہم بات ہے۔

کچھ لوگ ہیں جو کسی بھی قسم کے ڈھیلے ڈھالے وفاق کی بات کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو وفاق کی اکائیوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی اور اکائیوں کو ہی باقی ماندہ اختیارات تفویض کرنے کی گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن وہ دنیا کے مختلف علاقوں کی دستوری تاریخ کو فراموش کر دیتے ہیں۔ وفاق اسے کسی طرح بیان کیجئے اور چاہے جن الفاظ میں اس کا ذکر کیجئے' آخر کار جملہ اہم امور میں وفاقی اکائیوں کو اختیار سے محروم کر دے گا۔ اکائیوں کو اپنے وجود کے باوصف مجبور کر دیا جائے گا کہ وہ مرکزی اقتدار اعلیٰ کو زیادہ سے زیادہ اختیارات تفویض کر دیں۔ تاآنکہ مرکز میں ایک مضبوط حکومت قائم ہو جائے اور یہ خود اکائیوں کی جانب سے ہوگا اور انہیں اشد ضرورت کے تحت ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر ایک وفاقی حکومت کی اساس کو قبول کر لیا جائے' مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ اور اس کی تاریخ کو لے لیجئے۔ کینیڈا اور آسٹریلیا کی قلمروؤں کو لے لیجئے۔ متحدہ جنوبی افریقہ اور جرمنی کو لے لیجئے اور دیگر علاقوں کو جہاں وفاق اور نیم وفاقی کانفیڈرل نظام موجود ہیں۔ ضرورت ہانکتی اور مجبور کرتی ہے کہ ارکان خود اپنی طاقت اور اختیار کو منسلک کرنے والی کڑی یعنی مرکزی حکومت کو منتقل کر دیں اور اس کی طاقت میں اضافہ کر دیں۔

ان خیالات کا بنا بالکل غلط بنیاد پر استوار کی جاتی ہے۔ وجہ صحیح طور سے وفاق کے اصلی معنی اور اس

کے مضمرات کو سمجھنے کا فقدان ہے' یہ کوئی زیادہ اہم بات نہیں کہ نظریے کے اعتبار سے باقی ماندہ اختیارات اکائیوں کے پاس ہیں یا مرکز کے پاس' لیکن ایک بار اکائیاں وفاقی مرکزی حکومت کی بنیاد کو قبول کر لیں' نتیجہ یہ ہوگا کہ ناگزیر طور پر اور محض ضرورت کے تحت وہ نہایت طاقتور مرکزی حکومت بن جائے گی اور وفاقی اکائیاں زیادہ سے زیادہ اختیارات مرکز کو تفویض کرنے پر مجبور ہو جائیں گی جو ان اکائیوں کو باہم مربوط رکھ سکیں گے جیسے کوئی کونسل یا پرشکوہ بلدیاتی ادارے یا مرکز کے زیر نگیں جاگیردارانہ ریاستیں۔

ہم ہر اسکیم کے مخالف ہیں اور نہ ہی ہم کسی ایسی تجویز کو قبول کر سکتے ہیں جو کسی بھی تصور یا تخیل کے مطابق مرکزی حکومت' وفاقی یا نیم وفاقی پر مبنی ہو' کیونکہ یہ آخر کار پوری مسلم قوم کو اقتصادی' معاشرتی' تعلیمی' ثقافتی یا سیاسی طور پر منتشر بنا دیتے اور اس برصغیر میں ہندو اکثریت کا راج قائم کر دینے پر منتج ہو گی۔

لہٰذا آپ اپنے دماغ سے کسی بھی ڈیلے ڈھالے وفاق کے خیال کو جھٹک دیجئے۔ ڈھیلے ڈھالے وفاق کے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جب مرکزی حکومت ہو گی اور صوبائی حکومتیں ہوں گی' پھر وہ کٹتے جائیں گے' کٹتے جائیں گے اور کٹتے جائیں گے' تا آنکہ آپ اکائیوں کی حیثیت سے جہاں تک آپ کے اختیارات کا تعلق ہے' سرحد بن جائیں۔

جنوبی افریقہ کا مخالف ہند قانون

پس' حضرات' میں سمجھتا ہوں کہ میں نے زیادہ تر نکات پر سیر حاصل گفتگو کر لی۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جنوبی افریقہ میں حال ہی میں ہندیوں کے خلاف جو فرقہ وارانہ قانون وضع کیا گیا ہے وہ سیاہ ترین قانون ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ یہ ایسے نازک موقع پر بنایا گیا ہے کہ جب ایک طرف سلطنت کی ہر اکائی سے کہا جا رہا ہے کہ وہ مساعی جنگ میں حصہ لے' اور ہندیوں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا خون بہانے میں' سفید فام لوگوں کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہونے میں یا جب وہ میدان کارزار میں گر جائیں تو انہیں اٹھانے اور ان کی جان بچانے میں بہت خوب ہیں۔ لیکن دوسری طرف رنگ کی بنیاد پر پابندی کا یہ خوفناک تمغہ دولت مشترکہ کے ایک رکن کو انعام کے طور پر دیا جاتا ہے جو خون بہانے میں اپنا حصہ ادا کر رہا ہے' جس کا باقاعدہ اعتراف بھی کیا جاتا ہے اور ستائش بھی کی جاتی ہے۔

مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ جب وزیر ہند سے پارلیمان میں دریافت کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ انہیں کوئی بیان نہیں دینا۔ جبکہ سارے ہند میں اس بل کی مذمت کی جا رہی ہے' بشمول حکومت ہند کے

جو برطانوی حکومت کی ایجنٹ ہے۔ کیا ہم اپنے داخلی سیاسی تنازعات کے تعلق میں اس سے کوئی سبق نہیں لے سکتے۔

ہندی ریاستیں

ایک اور نکتہ ہے۔ حال ہی میں ایک بدنصیبی کی بات میرے علم میں آئی۔ ہندی ریاستوں میں حالات درست نہیں ہیں۔ میں صرف چند ریاستوں کے نام لوں گا: کشمیر' گوالیار اور کوٹہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ہی بدقسمتی کی بات ہے اور میں ان ریاستوں سے اپیل کروں گا جہاں ہندو اکثریت میں ہیں اور جہاں واقعی ہندو اختیار ہے کہ وہ بہتر مثال قائم کریں۔ اسی طرح میں ان مسلم ریاستوں کو مشورہ دوں گا جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں کہ وہ اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کریں اور ان کی جائز شکایات کا مناسب طریقے سے ازالہ کریں۔ مسئلہ ہند کو نمٹانے کا یہ کوئی طریقہ نہیں کہ جہاں کہیں آپ اکثریت میں ہوں وہاں انتقامی کارروائی کریں یا اقلیت پر ستم توڑیں۔ اگر آپ اقلیتوں کی حفاظت کریں گے تو آپ مسئلہ کے حل کے قریب تر پہنچ جائیں گے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ کوئی اطمینان بخش حل نکل آئے گا۔ اگر مسلم طاقت یا مسلم اکثریت ہندو اقلیت کے ساتھ برا سلوک کرے گی تو مجھے اس کا بھی اتنا ہی دکھ ہوگا۔

حرف آخر

اخیر میں صرف ایک چیز رہ گئی ہے۔ میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ ہم کم وبیش سات برس نشیب و فراز سے گزرے ہیں اور ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جہاں اس بات میں ذرہ برابر بھی شبہ باقی نہیں رہا کہ دس کروڑ مسلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ جب میں دس کروڑ مسلمان کہتا ہوں تو میرا مطلب ہوتا ہے کہ ننانوے فی صد ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کو چھوڑ کر جو غدار ہیں' خبطی' مافوق انسان یا پاگل ہیں' ایسی لعنت جس سے کوئی معاشرہ یا قوم مبرا نہیں۔ جس طرح سے میں ہند کے مسلمانوں کی حیات ثانیہ کو دیکھتا ہوں کہ اٹھارویں اور انیسویں صدیوں کے دوران ہند میں زبردست تباہی کے بعد اسی خاکستر سے ان کا ققنس (ایک روایتی خوش رنگ اور خوش آواز پرندہ) کی طرح بلند ہونا ایک معجزہ ہے۔ (تالیاں) وہ لوگ جو اپنا سب کچھ لٹا بیٹھے تھے اور جنہیں قدرت نے چکی کے دو پاٹوں کے درمیان دھر دیا تھا' بہت ہی قلیل مدت میں نہ صرف اپنے مقام پر آ گئے بلکہ انگریزوں کے بعد معاشرتی طور پر بہت مضبوط' فوجی اعتبار سے نہایت جاندار اور سیاسی لحاظ سے جدید ہند میں بے حد فیصلہ کن عنصر بن گئے۔ (پرزور تالیاں)

آگے قدم بڑھایئے

اب یہ وقت ہے کہ ہم اس قوم کی تعمیر کے لئے تعمیری پروگرام شروع کردیں تاکہ یہ ہماری منزل مقصود پاکستان کی جانب رواں دواں ہو سکے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ سر جوڑ کر بیٹھیں آپ کی آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ایک اور مناسب اور باقاعدہ منصوبہ مرتب کرلیں میں ایک بار پھر یہ دہرا سکتا ہوں' قوم کی تعلیمی ترقی' معاشرتی ترقی' اقتصادی ترقی' سیاسی ترقی اور ثقافتی ترقی کے لئے ہمیں بحیثیت ایک قوم کے اس تعمیری پروگرام کے لئے کوشش کرنا ہوگی۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ لوگ یہ کرسکیں گے۔ در ایں اثناء میں صرف یہ کہتے ہوئے بات ختم کروں گا۔ منزل نزدیک ہے۔ متحد رہیے۔ مستقل مزاجی سے کام لیجئے اور آگے قدم بڑھایئے (پرزور اور طویل تالیاں اور قائداعظم زندہ باد' پاکستان زندہ باد اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعرے) 154

قائداعظمؒ کا اختتامی خطاب

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کا ایسا کوئی نقشہ موجود نہیں ہے جس کی مسلم لیگ بالواسطہ یا بلاواسطہ پابند ہو۔ یہ افرادکی مساعی ہیں جن کی مسلم لیگ پابند نہیں۔

اسی طرح سے پاکستان کی کوئی اسکیم معرض وجود میں نہیں ہے جس کی مسلم لیگ کسی طور سے بھی پابند ہو ماسوا قرارداد لاہور کے۔ مسٹر جناح نے کہا کہ ''مجھے علم ہے کہ ہمارے مخالفین کوئی اسکیم یا نقشہ تخلیق کرتے ہیں اور پھر ہمارے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے پہلے کتے کا گندہ نام رکھ دو پھر اس گندے نام کی وجہ سے اسے سولی پر لٹکا دو۔''

ایوان کی منظوری سے مسٹر جناح نے اعلان کیا کہ لیگ کا آئندہ اجلاس سندھ میں بڑے دن کی تعطیلات کے دوران منعقد ہوگا۔

مسٹر جناح نے کہا کہ اجلاس دہلی ایک تاریخی اجلاس تھا جو ایک تاریخی شہر میں منعقد ہوا اور اس میں ایک قرارداد منظور کی گئی جو ہماری تاریخ میں ایک موڑ ثابت ہوگی۔ انہیں یہ کہتے ہوئے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ حاضرین کے اعتبار سے مسلم لیگ کے کسی بھی اجلاس کے مقابلہ میں یہ سب سے بڑا اجتماع تھا۔

قائداعظمؒ نے اجلاس غیر معینہ مدت کیلئے ملتوی کردیا۔ 155

دوسری اور تیسری نشستیں قراردادوں کیلئے مخصوص تھیں چنانچہ اگلے روز یعنی دوسرے دن 4 اپریل 1942ء کو حاجی سر عبداللہ ہارون کی وفات حسرت آیات پر پہلی قرارداد میں اظہار تعزیت کیا گیا اور ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ باقی قراردادیں جنوبی افریقہ خوراک مجموعی جرمانے سے متعلق تھیں۔

تیسری نشست تیسرے روز یعنی آخری دن ہوئی جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

مارشل لاء اور پیر صاحب پگارو' سندھ میں مارشل لاء' مارشل لاء کا نفاذ اور تسلسل' خواتین سب کمیٹی' برطانوی حکومت' صدر مسلم لیگ کے اختیارات' آئین مسلم لیگ میں ترمیم' نیا صیہونی پروپیگنڈا' مسلم لیگ کا آئندہ اجلاس اور مسلم لیگ کے عہدیداروں کا انتخاب۔

دوسرا اجلاس

دوسرے روز اجلاس کے شروع میں سر عبداللہ ہارون اور سر سکندر حیات خان کے انتقال پر درج ذیل قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حاجی سر عبداللہ ہارون کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور یہ محسوس کرتا ہے کہ اُن کا اس اہم مرحلہ پر انتقال مسلم لیگ کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث ہے اور ہندوستان کے مسلمان اسلام کے ایک دردمند اور پرجوش رہنما سے محروم ہو گئے ہیں۔ یہ اجلاس اُن کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس سر سکندر حیات کی اچانک موت پر گہرے دکھ اور رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اُنہوں نے مسلم لیگ کی گرانقدر خدمات انجام کیں۔ وہ ایک طویل عرصہ تک مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور کونسل کے رکن رہے۔ یہ اجلاس اُن کے اہل خانہ کے لئے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

خوراک کی ترسیل

سر ضیاء الدین احمد نے خوراک کی ترسیل کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی "ہرگاہ کہ ہندوستان کے لوگوں کو ضروریات زندگی کی ترسیل حکومت کی ذمہ داری ہے خصوصاً زمانہ جنگ کے دوران جب کہ تمام اشیاء کی نقل وحمل پر اُسے کنٹرول حاصل ہے۔ جب حکومت اُن اشیاء کی مقرر کردہ قیمت خرید اور لوگوں کو جس قیمت پر خریدنے پر مجبور کیا جاتا ہے اس میں بڑا واضح فرق ہے اور جو بنیادی اقتصادی اصولوں کے خلاف ہے اور جس کی وجہ سے رشوت ستانی' بلیک مارکٹ اور عوام کے استحصال جیسی برائیاں جنم

لیتی ہیں جب کہ سرمایہ داروں' تاجروں اور صنعتکاروں کی طرف سے حکومت کا نام لے کر ان اشیائے ضروری کی پالیسی وضع اور اُس پر عمل کرنے سے خاطر خواہ نتائج حاصل ہوتے حتکہ یہ پالیسی ناکام ہوچکی ہے اور اُس سے ان طبقات کی ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی حوصلہ افزائی ہے جس سے عوام بالعموم اور غرباء بالخصوص کی زندگی کی حالت قابل رحم ہوچکی ہے۔

ان حالات میں آل انڈیا مسلم لیگ حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ سرمایہ داروں اور سرکاری حکام کے مشورہ سے نہیں بلکہ عوام کے نمائندوں کے مشورہ سے ان اشیائے ضروریہ کے کنٹرول اور تقسیم کی پالیسی وضع کرے اور اس امر کو یقینی بنائے کہ یہ تمام ضروریات زندگی مہیا ہوں اور وہ محض تقسیم کاروں تک نہ محدود رہیں نیز اُن کو مناسب نرخوں پر فروخت کیا جائے جس سے ان اشیاء کے پیدا کرنے اور بنانے والوں کو بھی مناسب منافع مل سکے۔ ان تقسیم کاروں کو لوگوں کے تمام طبقوں میں سے منتخب کیا جائے اور یہ کہ شہر وقصبہ کے ہر حصے میں پرچون دکانیں کھولی جائیں۔

مسلم لیگ مزید مطالبہ کرتی ہے کہ عوام کے نمائندوں خصوصاً مسلم لیگ کو سرکاری حکام اور سرمایہ داروں کے ساتھ اشیاء ضروری کی پیداوار اور انہیں تقسیم کرنے کی پالیسی وضع کرنے اور اُس پر عمل کرنے کے ہر مرحلہ پر شریک کار کیا جائے۔

قرارداد پیش کرتے ہوئے سر ضیاء الدین نے کہا کہ حکومت کو ٹیکسٹائل اور صنعتکاروں پر ہاتھ ڈالنے کی کوئی ہمت نہیں جس کے نتیجے میں کپاس کے بنے ہوئے کپڑے نہایت مہنگے داموں فروخت کیے جا رہے ہیں جب کہ گذشتہ دو برسوں سے اچھی قسم کے کپڑے کی قیمتوں کا تعین بھی نہیں ہوسکا۔ اس طرح کوئلہ کے کنٹرول کے سلسلہ میں بڑی نا اہلی کا ثبوت دیا ہے اور لوگوں کے مفاد کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا اور نہ ہی اُن سے کوئی مشورہ کیا گیا۔ جہاں تک اناج کا تعلق ہے حکومت نے اُن کی سپلائی پر کنٹرول کے بغیر ہی اُن کی قیمتوں پر کنٹرول عائد کردیا ہے۔ ان اشیاء کی تقسیم کا طریق کار بھی بہت ناقص ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر حالات اس طرح جاری رہے تو اُنہیں یہ خدشہ ہے کہ مسلمان اور ہندوستان کے غریب عوام بری طرح متاثر ہوں گے اور ملک کی اندرونی حالت نہایت کمزور ہو جائے گی۔

قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے مسٹر حسن امام نے کہا کہ حکومت نے اپنی پالیسیاں وضع کرنے میں عوام کی رائے سے قطع تعلق کیا ہے۔ تاجر طبقہ کو تو صرف منافع خوری سے کام ہے اور اُسے عوام کے

احساسات وجذبات کی کوئی پرواہ نہیں۔ سیکنڈ رڈ کپڑے کی قیمتوں کو میں مارکیٹ میں لانے سے قبل ہی 25 فیصد اضافہ کردیا گیا ہے۔ اُنہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے جس قسم کا سخت رویہ سیاسی تحریک میں حصہ لینے والوں سے روا رکھا ہے اُسی قسم کا رویہ منافع خور تاجروں اور صنعت کاروں سے اختیار نہیں کیا۔ قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔

اجتماعی جرمانے

سید ذاکر علی نے مسلمانوں پر اجتماعی جرمانوں سے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی "آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مندرجہ ذیل امور پر سخت احتجاج کرتا ہے۔

1- حکومت کے اس واضح اعلان کے باوجود کہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو کانگرس کی طرف سے شروع کی گئی تخریبی تحریک سے نہایت سختی سے علیحدہ رکھا ہے اُن پر اجتماعی جرمانہ عائد کردیا ہے۔

2- مسلمانوں کو ایسے اجتماعی تحفظ (کولیکٹو سیکورٹی) کے احکام سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا جنہیں سزا کے طور پر جاری کیا گیا ہے۔

3- اشیاء خوردنی اور دیگر ضروری اشیاء کی فروخت اور تقسیم کے لائسنس زیادہ تر غیر مسلموں کو جاری کئے جانے کی سرکاری پالیسی پر احتجاج کے علاوہ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں پر جو اجتماعی جرمانہ عائد کیا گیا ہے اُسے واپس لیا جائے اور اُنہیں اجتماعی تحفظ کے احکام اور رواج اینڈ وارڈ سے مستثنیٰ کیا جائے۔ اجلاس مزید یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان ڈیلروں کو بھی اُن کے جائز تناسب سے حکومت لائسنس جاری کرے۔

مسٹر بادشاہ نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ مدراس میں تو ایک مسلمان کو سیکورٹی کے احکام سے مستثنیٰ ہونے کے لئے اپنی عدم موجودگی کا ثبوت پیش کرنا پڑتا ہے۔ خان بہادر محمد اسماعیل نے قرارداد کو مزید تائید کی۔

اجلاس نے قرارداد منظور کرلی۔

تیسرا اجلاس

آل انڈیا مسلم لیگ کے تیسرے روز آخری اجلاس میں مولانا عبد الحامد بدایونی نے پیر آف پگاڑا کی سزائے موت کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی۔

مارشل لاء اور پیر آف پگاڑا

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت کے اس بلا جواز اقدام پر افسوس کرتا ہے جس کے تحت مارشل لاء کو ماضی سے نافذ العمل کر کے پیر آف پگاڑا کے خلاف عام عدالت کی بجائے مارشل لاء کورٹ میں اُن جرائم پر مقدمہ چلایا گیا اور سزائے موت کا حکم جاری کیا جو اُنہوں نے مارشل لاء کے نفاذ سے قبل سندھ میں مبینہ طور پر کئے تھے اور اُنہیں سزائے موت دے دی گئی۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں نے قرارداد کی تائید میں مختصر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ سزا سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔ قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی۔

سندھ میں مارشل لاء

جناب مصطفےٰ شاہ گیلانی نے سندھ میں مارشل لاء کے نفاذ کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی:- ''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پیر آف پگاڑا کی ملکیت یا اُن سے منسوب تمام اثاثے اور جائیداد وغیرہ جنہیں مارشل لاء کے حکام نے ضبط کیا یا برآمد کیا کوفوراً حکومت سندھ کی مقرر کردہ مسلمان نمائندوں کی ایک کمیٹی کے حوالے کیا جائے جو مسلمانوں کے مفاد اور پیر پگاڑا مرحوم کے پس ماندگان اور نمائندوں کے اخراجات پورا کرنے کیلئے ضروری انتظامات کرے کیونکہ یہ اثاثے جائیداد اور دیگر اشیاء مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لئے امانت کے طور پر مرحوم نے اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں۔

نواب صدیق علی خاں نے قرارداد کی حمایت کی جسے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ سندھ میں مارشل لاء کے احتجاج میں مسٹر جی ایم سید نے ایک اور قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا۔ ''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اور سندھ میں مارشل لاء کے نفاذ کی شدید مذمت کرتا ہے اور سخت احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ مارشل لاء کوفوراً اُٹھا لیا جائے۔ مسٹر جی۔ ایم سید نے کہا کہ سندھ میں مارشل لاء کے نفاذ کو ایک سال گذر گیا ہے جس کے دوران صوبہ کے عوام خصوصاً مسلمانوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مرکزی قانون ساز اسمبلی کے دونوں ایوانوں کے احتجاج کے باوجود حکومت ہندوستان کی جانب سے مارشل لاء کو اُٹھانے کا کوئی عندیہ ظاہر نہیں کیا گیا اجلاس پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ مارشل لاء کو فی الفور اٹھا لیا جائے۔ قرارداد منظور کر لی گئی۔

خواتین سب کمیٹی

نوابزادہ لیاقت علی خاں اعزازی جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلم خواتین میں مسلم

لیگ کے پروگرام پر عمل کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کے لئے قرارداد پیش کی۔ اس قرارداد کے تحت آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس مدراس منعقدہ اپریل 1941ء کی قرارداد نمبر آٹھ کے ذریعے نامزد خواتین کی جگہ مسلم لیگ خواتین سب کمیٹی کے لیے درج ذیل خواتین کو نامزد کیا جائے گا۔ کمیٹی کو یہ اختیار رہو گا کہ کسی رکن کے انتقال یا مستعفی ہونے کی صورت میں خالی نشست کو پر کرے۔

یو۔پی: بیگم وسیم' بیگم حبیب اللہ' بیگم اعزاز رسول' بیگم محمد علی' بیگم اختر محمد خاں' مسز رضا اللہ بیگ' مسز سعد الدین' راحیلہ خاتون

پنجاب: بیگم عبد العزیز' بیگم بشیر احمد' بیگم تصدق حسین' فاطمہ بیگم' بیگم رحمان'

بنگال: بیگم شہاب الدین' مسز حاکم' بیگم ایم' اصفہانی

بمبئی: مس فاطمہ جناح' بیگم حفیظ الدین' بیگم جیراج بھائی' مسز محمد حسین' مسز سوم جی

سی۔پی: بیگم صدیق علی خاں' سلیم الزہرہ بیگم' مسز افتخار علی

بہار: بیگم اختر

آسام: بیگم عبد المتین چوہدری

سندھ: عبد اللہ ہارون' بیگم انور ہدایت اللہ' مسز الانہ

بلوچستان: بیگم قاضی عیسٰی

دہلی: بیگم حسین ایم۔ ملک' انجمن آرا بیگم' مسز اکرام اللہ' مسز بخاری' بیگم محمد حسین

صوبہ سرحد: بیگم وہاب' بیگم کمال الدین

مدراس: بیگم کریم اصفہانی

اجلاس میں ان ترمیم شدہ نامزدگیوں کی منظوری دیدی گئی۔

برطانوی حکومت

چوہدری خلیق الزماں نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی:۔'' بمبئی میں ہونے والا آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 20 اپریل 1942ء کی منظور کردہ قرارداد کے مطالبہ پر برطانوی حکومت کی جانب سے کسی واضح اعلان نہ کرنے پر اپنی تشویش اور گہرے خدشات کا اظہار کرتا ہے۔ قرارداد میں کہا گیا تھا: '' ورکنگ کمیٹی کا یہ اجلاس ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی قومی اُمنگوں کے بارے

میں برطانوی حکومت کے رویہ اور پالیسی پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔ جہاں کانگرس نے ایک طرف حکومت کی جانب سے مسلم لیگ کے تعاون کی پیشکش کا بھی کوئی جواب نہیں دیا جس کا ورکنگ کمیٹی کو سخت افسوس ہے۔ وہاں برطانوی حکومت کی تمام تر پالیسی کانگرس کی خوشنودی حاصل کرنے پر مبنی ہے۔ جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے اور اس سے اب ملک کے عام نظم و نسق کی کھلی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ حالات کی خرابی اور گڑبڑ شروع ہونے کے وقت سے ہی مسلم لیگ اپنے انفرادی طور پر یا دیگر جماعتوں سے مل کر انتظامیہ کو چلانے اور ملک کے وسائل کو جنگ کے لئے استعمال کرنے کے لئے بالکل تیار تھی۔ اگر موجودہ آئین کے حدود کے اندر رہتے ہوئے مرکز اور صوبوں میں شرکت اقتدار اور حکومت میں شمولیت کے اصول کو مان لیا جائے تو مسلم لیگ تو ماہ اگست 1940ء کی اعلان کردہ برطانوی حکومت کی پالیسی کو تسلیم کر لیا تھا لیکن حکومت نے اس پیشکش اور اس اصول کو تسلیم نہیں کیا اور مسلم لیگ کو مجبوراً اپنے اس تعاون کی پیشکش پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا۔ کیونکہ حکومت نے مسلم لیگ کے تعاون کو جاپانی خطرہ کے پیش نظر مسترد کر دیا مسلم لیگ نے ایک بار پھر 27 دسمبر 1941ء کی قرارداد کے ذریعے مندرجہ ذیل پیشکش کی۔

"اس حقیقت کی روشنی میں کہ جاپان بھی دشمن فوجوں کے اتحاد میں شامل ہو چکا ہے اور ہندوستان میں جنگ کا خطرہ بڑھ گیا ہے اور اس ملک کے دفاع کی اہمیت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اپنی اس پیشکش کا اعادہ کرتی ہے کہ ملک کے دفاع میں برابر کی شریک ہو جیسا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کے موقف سے ظاہر ہے جس کا اعلان انہوں نے نومبر 1939ء میں کیا تھا' ورکنگ کمیٹی ایک بھر یہ اعلان کرتی ہے کہ مسلم لیگ خود انفرادی طور پر یا دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر ملک کے دفاع میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ مرکز اور صوبوں میں آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے اور مستقبل کے آئین کی تشکیل کے سلسلہ میں سیاسی امور کے قطع نظر اُسے شریک اقتدار کیا جائے' حکومت برطانیہ نے مسلم لیگ کی اس پیشکش کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جب کہ سر سٹیفورڈ کرپس نے جو تجاویز دی ہیں اُن میں کانگرس کے لئے واضح برطانوی دولت مشترکہ سے علیحدہ اور مابعد جنگ آئین کی تیاری کے ہندو اکثریت پر مبنی آئین ساز اسمبلی کی تشکیل کے مطالبات کو تسلیم کر لیا گیا ہے' ان تجاویز کے مطابق ان تجاویز کی "نان ایکسیشن" (non-accession) سکیم میں قیام پاکستان کے محض امکان کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ ورکنگ کمیٹی کی یہ قطعی رائے ہے کہ اگر مسلمان عوام کو جنگ میں حصہ لینے اور قربانیاں دینے کے لئے تیار کیا جائے تو یہ اُسی

وقت ممکن ہے جب انہیں یقین دلایا جائے کہ اس شرکت اور قربانیوں کے نتیجے میں پاکستان قائم کیا جائے گا۔ اس لئے مسلم لیگ حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بلا تاخیر یہ واضح اور غیر مبہم اعلان کرے کہ مسلمانوں کو حق خودارادیت دیا جائے گا اور اُن سے عہد کرے کہ وہ اس حق خودارادیت اور استصواب کے نتائج کو قبول کرے گی اور قرارداد لاہور میں درج اصولوں کی روشنی میں پاکستان قائم کرنے کی سکیم پر عمل کرے گی۔ یہ قرارداد مسلم لیگ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ لاہور مارچ 1940ء میں منظور کی تھی۔

''اقوام متحدہ نے متعدد بار دنیا کے تحفظ کی ضمانت دی ہے ورکنگ کمیٹی اقوام متحدہ کی توجہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے اس مطالبہ کی طرف مبذول کراتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مسلم اکثریت کے علاقوں پر مشتمل ان کے علیحدہ وطن (Homelands) قائم کئے جائیں گے''۔

ورکنگ کمیٹی اس مسئلہ پر متفق ہے کہ ہندوستان کے آئینی مسائل کا واحد حل قیام پاکستان ہے جو دونوں ملکوں کے لئے نہایت مناسب اور انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ اگر کانگرس کے مطالبہ کو تسلیم کرلیا جائے تو دس کروڑ مسلمان ہندو راج کی غلامی میں آجائیں گے جس کا نتیجہ ملک میں انار کی (Anarchy) 'افراتفری' ہندوستان کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی اور اسلامی اصولوں کی نفی ہوگا جب کہ پہلے ہی متعدد بار واضح کیا گیا ہے کہ مسلم لیگ نہ صرف پاکستان اور مسلمانوں کی آزادی بلکہ وہ ہندوستان اور ہندوؤں کی آزادی بھی چاہتی ہے۔ مسلم لیگ ملک کے دفاع کے وسائل فراہم کرنے اور جنگ کی تیاری کرنے کی خاطر ہندوستان کی ایک عبوری حکومت قائم کرنے کے لئے کسی بھی جماعت سے مساوی سطح پر بات چیت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہی ہے اور اب بھی ہے بشرطیکہ مسلمانوں کے مطالبات کو واضح طور پر تسلیم کیا جائے۔''

جب یہ درج بالا قرارداد منظور کی گئی ذمہ دار برطانوی رہنماؤں نے برطانیہ اور ہندوستان میں جو تقاریر کیں اور بیانات دیئے اُن سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ اعلان جس کا مطالبہ کیا گیا تھا جاری نہیں کیا گیا بلکہ ایک قسم کا ایسا وفاقی آئین زیر غور ہے جو ضروری نہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا مجریہ 1935ء کے پیش کردہ ماڈل کے مطابق ہو۔ اس لئے مسلم لیگ کا یہ اجلاس نہایت سنجیدگی کے ساتھ حکومت برطانیہ کو یہ انتباہ کرتا ہے کہ اگر ایسا آئین وفاق مسلط کیا گیا تو ہندوستان کے مسلمان اپنی تمام قوت کے ساتھ اُس کی مخالفت کریں گے جس کا لازمی یہ نتیجہ ہوگا کہ ملک کے اندر افراتفری 'شورشرابہ' خون ریزی اور لوگوں کی

حالت قابل رحم ہوگی اور اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت برطانیہ پر عائد ہوگی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کو پورا یقین ہے کہ مسلمانوں کی متحدہ کوششوں قربانیوں اور عزم صمیم سے ہی اپنی منزل مقصود پاکستان کا حصول ممکن ہے اس لئے انہیں اس عظیم مقصد کے اپنی تمام تر قوت کو مجتمع کرنا چاہئے۔

چوہدری خلیق الزمان نے کہا کہ قرارداد نہایت واضح ہے انہوں نے جنگ کے آغاز سے لے کر موجودہ دور تک آئین سازی کے سلسلہ میں کانگرس نے مسلمانوں کے جو مشکلات پیدا کیں ان کا تفصیلی ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ کانگرس نے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے جنگ کے مقاصد اور زمانہ امن کے مقاصد کے اعلان کا مطالبہ کیا جب کہ مسلم لیگ نے یہ اعلان کیا کہ وہ مساوی سطح پر جنگ کے سلسلہ تمام کوششوں میں حصہ لینے کے لئے تیار ہے۔ اس کے بعد اگست 1940ء میں حکومت برطانیہ نے یہ اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کی منظوری کے بغیر وہ کوئی آئین تسلیم نہیں کرے گی۔ اس اعلان سے کانگرس کو مایوسی ہوئی کو اُس نے اپنے طور پر سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی۔

20 اگست 1942ء کی بمبئی قرارداد کے ضمن میں حکومت برطانیہ سے مسلم لیگ نے مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو حق خود ارادیت کی ضمانت دینے اور مسلم لیگ کی قرارداد لاہور کے اصولوں کے مطابق پاکستان کے قیام کے سلسلہ میں جو فیصلہ کریں گے اُسے منظور کرنے کا بلا تاخیر اعلان کرے۔ بمبئی قرارداد کے ذریعے مسلم لیگ نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ ملکی دفاع اور جنگ کے سلسلہ میں کامیاب کوششوں کے لئے کسی بھی جماعت سے برابری کی سطح پر ہندوستان کی عبوری حکومت قائم کرنے کے بارے میں بات چیت کے لئے تیار ہے بشرطیکہ مسلمانوں کے مطالبات کو غیر مبہم طور پر تسلیم کر لیا جائے۔

کرپس سکیم کے تحت صوبائی سطح پر حق خود ارادیت کے اصول کو تسلیم کر لیا گیا جس کے نتیجے میں ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک شروع کی گئی۔ کانگرس کو دبانے کی مہم نے حکومت برطانیہ کے رویہ میں تبدیلی کر دی اور اب اُس کے ترجمان ہندوستان کی جغرافیائی وحدت کا نعرہ بلند کرنے لگے۔ ہندو مسلمانوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کرنے کی بجائے جیلیں بھرنے کو ترجیح دینے لگے۔ دریں اثناء مسلمان طاقت پکڑنے لگے۔ چار صوبوں میں اُن کی وزارتیں قائم ہوگئیں ہیں اور پانچویں صوبہ میں ان کی وزارت قائم ہو جائے گی اور یہ کہ مسلمان کسی قسم کی کوئی فیڈریشن کنفیڈریشن یا کوئی اور بہتر آئین تسلیم نہیں کیں گے۔ نیز اُن کو

بیوقوف بنایا نہیں جا سکتا اور وہ عدم تشدد پر یقین نہیں رکھتے۔ برطانیہ مسلمانوں پر کوئی وفاقی یا نیم وفاقی (فیڈرل یا کنفیڈرل) آئین مسلط نہیں کر سکے گا اور نہ ہی مسلمان پھر کبھی برطانیہ کے پاس مراعات کی بھیک مانگیں گے وہ اپنے اکثریتی صوبوں میں آزاد خود مختار حکومتوں کے مالک ہوں گے۔ ہم دیکھیں گے کہ برطانیہ ہم پر کس طرح اپنا تسلط جمائے گا۔ مسلمانوں کو ہر داؤ آتا ہے اور وہ اُن پر برطانیہ کی غیر مطلوب آئین مسلط کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنادیں گے۔

مسٹر ہاشم گزدر نے قرارداد کی تائید کرتے ہوئے اُسے ایک انقلابی قرارداد قرار دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ کسی قوم کو محض مطالبہ کرنے سے کوئی آزادی نصیب نہیں ہوتی۔ اُنہوں نے مسلمانوں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں جن کے بغیر وہ اپنی منزل مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مسلمان آزادی کی بھیک طلب نہیں کریں گے۔

وزیر اعظم پنجاب تالیوں کی گونج میں قرارداد کی حمایت کرنے کے لئے اپنی نشست سے اُٹھے۔ اُنہوں نے کہا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جو اُنہوں نے بیان دیا تھا اُس سے عوام باخبر رہیں۔ اُنہوں نے ایوان کو یقین دلایا کہ پنجاب کے مسلمان اپنے دوسرے صوبوں کے بھائیوں کے ساتھ ہیں اور اگر اُن کے جائز اور معقول مطالبات کے راستہ میں انگریزوں یا کانگرس نے کوئی رکاوٹ پیدا کی تو پنجاب کے مسلمان قربانیاں دینے کے لئے دوسروں سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ اُنہوں نے یاد دلایا کہ مسلم لیگ کی قرارداد لاہور پانچ دریاؤں کی سرزمین پر ہی منظور کی گئی تھی۔ مسلمانوں کا حق خود ارادیت کا مطالبہ حق و انصاف پر مبنی ہے۔ اُنہوں نے ہندوؤں سکھوں اور دیگر اقلیتوں کو یقین دلایا کہ اُنہیں پاکستان میں اپنے حقوق و مفادات کے غصب ہونے میں کسی قسم کا کوئی خوف و خدشہ نہیں ہونا چاہئے۔

مسٹر عبدالحامد خاں نے قرارداد کی مزید حمایت کی۔ اُنہوں نے کہا کہ قرارداد کے پہلے حصہ میں اُن مذاکرات کا ذکر کیا گیا ہے جو مسلم لیگ نے اپنے مطالبہ کے سلسلہ میں حکومت اور کانگرس سے کئے تھے۔ کانگرس نے مطالبہ کو فوراً رد کر دیا اور دعویٰ کیا کہ وہ تو سارے ہندوستان کی ترجمان ہے۔ کانگرس نے مسلمانوں کو حق خود ارادیت دینے سے انکار کر دیا اور اُدھر انگریزوں نے کانگرسی رہنماؤں کو جیلوں میں ڈالنے کے بعد اپنا انداز ہی بدل دیا۔ حالیہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے لئے کسی قسم کا وفاقی آئین زیر غور ہے۔

مسٹر عبدالمتین چوہدری نے قرارداد کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگرس کی اگست کی تحریک نہ صرف انگریزوں کے خلاف تھی بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف بھی ہے جن پر وہ اپنا غلبہ قائم رکھنا چاہتی ہے۔ مسلمانوں نے اپنے آپ کو کانگرس سے علیحدہ رکھا۔ اُنہوں نے کہا کہ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور یہ کہ وہ اُس آئین کی مخالفت کریں جو اُن پر مسلط کیا جائے گا۔ اُنہوں نے آسام کے مسلمانوں کی طرف سے مسلم لیگ کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا۔

سردار اورنگ زیب خاں (سرحد) نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور اُنہیں اپنا وطن حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ مسلمان آزاد ہندوستان اور آزاد پاکستان چاہتے ہیں یہ اُن کا پیدائشی حق ہے اور وہ اسے حاصل کر کے رہیں گے۔ مسلمانوں کے صبر کا پیانہ لبریز ہو چکا ہے اور یہ قرارداد اُس کی آئینہ دار ہے۔ اُنہیں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور ترکی کی طرح اُنہیں اپنے آپ کو ہر شہر اور ہر گاؤں میں خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے منظم کرنا ہوگا۔

مولوی لطف الرحمان (بہار) نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمانوں کو اُن کے مذہب نے متحد و یکجا کیا ہوا ہے'' اُنہوں نے ایوان کو یقین دلایا کہ ''حصول پاکستان کے لئے اُنہیں بہار کے مسلمانوں کا پورا تعاون حاصل ہوگا''۔

بنگال کے مسلمانوں کی طرف سے مولانا محمد اکرم خاں نے مسلم لیگ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کے لیے بھیک مانگنے کا وقت گذر چکا ہے۔ اب مسلمانوں کے عزم صمیم اور تنظیم کا وقت آ گیا ہے تا کہ وہ پاکستان کی منزل حاصل کر سکیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اپنے نصب العین کے لیے مارا جانے والا شہید ہوتا ہے''۔ اُنہوں نے کہا کہ ''پاکستان اور ہندوستان کے نقشوں میں رنگ بھرنے کا دور گیا۔ ہر ملک مسلمانوں کا ہے کیونکہ یہ ملک خدا کا ہے''۔

سراے کے دہلوی نے کہا کہ ''بمبئی پریذیڈنسی کی طرف سے کسی تقریر کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خود قائد اعظمؒ وہیں سے تشریف لائے ہیں''۔ اُنہوں نے کہا کہ ''مسلمان اپنے مفادات کے منافی کسی قسم کے آئین کے تسلط کے خلاف عدم تشدد اور عدم تعاون کی تحریک شروع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے بلکہ اُن ہی طریقوں کو اختیار کریں گے جو ماضی میں حصول آزادی کے لئے اختیار کئے جاتے رہے ہیں''۔

قاضی عیسیٰ خاں (بلوچستان) نے کہا کہ یہ ''قرارداد صرف مطالبہ پاکستان کا اعادہ ہی نہیں بلکہ

منزل پاکستان کے حصول کو اختیار کرنے سے متعلق ہے۔ یہ قرارداد اب ٹھوس کام کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہ دراصل حکومت برطانیہ کے لئے ایک "الٹی میٹم" ہے کیونکہ مسلمانوں کو علم ہے کہ انہیں دینے کے لئے ان کے غیر مسلم بھائیوں کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ اختیار تو صرف انگریزوں کے ہاتھ میں ہے اس لئے یہ "الٹی میٹم" بھی انگریزوں کے لئے ہے۔ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے نصب العین کے حصول کے لئے لڑنے اور مرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ "انہیں مسلمانوں کی طاقت پر پورا بھروسہ ہے"۔ انہوں نے ہندوستان کی جغرافیائی وحدت کی طرف وائسرائے کے اشارہ اور مسٹر ایمری (Amery) (برطانوی سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا) کے مغل بادشاہ اکبر کے دور حکمرانی کے حوالہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو اس پر بہت خوشی ہوگی اگر انہیں اکبر کے دور حکمرانی کی حیثیت میں بحال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں سے برابری کی سطح پر انگریزوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا گیا لیکن وہ کسی قسم کا ذلیل معاہدہ کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ ہندوستان کے عوام حکومت برطانیہ کے ہمنوا ہیں "انہوں نے کہا کہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے مسلمان ارکان کسی صورت مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہو سکتے بلکہ وہ تو غدار اور حکمرانوں کے غلام ہیں"۔

نواب سر محمد یوسف نے کہا کہ "قرارداد مسٹر محمد علی جناح کے صدارتی خطبہ کا نچوڑ پیش کرتی ہے۔ مسلمان اپنے لئے حق خود ارادیت کے اصول کو تسلیم کرانا چاہتے ہیں اور وہ ہر اس آئین کی مخالفت کریں گے جو انہیں ان کے اس حق سے محروم رکھے"۔

سید رؤف شاہ نے کہا کہ "کوئی زندہ قوم موت سے نہیں ڈرتی اور دوسروں کی مدد کے ذریعے حصول پاکستان دوزخ میں جانے کے مترادف ہوگا"۔

بیگم اعزاز رسول نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ "جب تمام صوبوں کے نمائندے تقریریں کر چکے تو خواتین کی باری آئی۔ بالفاظ دیگر "خواتین آخر میں آئیں"۔

نوابزادہ لیاقت علی خاں نے گرہ لگائی اور کہا "نہیں! خواتین تو ہر صوبہ میں غالب ہیں۔"

بیگم اعزاز رسول نے کہا کہ "عورتوں کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہے اور ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ مسلمانوں کے مفادات کے خلاف ہر قسم کے آئین کے تسلط کا مقابلہ کریں گی اور اپنے مردوں سے پورا تعاون کریں گی جس طرح اسلامی تاریخ کے ابتدائی دور میں مسلمان عورتوں نے ہر بحران

میں مردوں کا ساتھ دیا''۔

راجہ آف محمود آباد نے کہا کہ ''مسلمانوں کے لئے تو ذرائع منزل کے حصول کے لئے جواز مہیا کرتے ہیں نہ کہ اس کے برعکس جب اسلام خطرہ میں ہوا تو مسلمانوں کے لئے قربانی دینا واجب ہوگیا''۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کے طور پر انہوں نے نوجوانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ قربانیاں دینے کے لیے تیار رہیں۔

قرارداد تالیوں اور نعروں کی گونج میں منظور کر لی گئی۔ اس کے بعد درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

صدارتی اختیارات

یہ اجلاس صدر کو آئندہ اجلاس تک یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کے حصول اور فروغ کے لئے جو مناسب خیال کریں وہ ضروری اقدام کریں بشرطیکہ وہ مسلم لیگ کی پالیسی اور منزل مقصود کے تقاضوں اور اس کی منظور کردہ قراردادوں کے عین مطابق ہوں۔

آئین میں ترامیم

یہ اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین اور قواعد میں مندرجہ ذیل ترامیم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے

دفعہ (1) میں درج ذیل ترمیم کی جائے۔

1- ذیلی دفعہ (1) کے بعد مندرجہ ذیل شرط لگا دی جائے۔ ''بشرطیکہ اعزازی سیکرٹری صدر کی اجازت سے مخصوص حالات میں اور مناسب وجوہ کی بنا پر صوبائی لیگ کے نمائندوں انتخاب کے لئے دیئے گئے وقت میں توسیع کرے۔

2- ذیلی دفعہ (ii) کے بعد ''5 (Coorg) xv'' لکھا جائے۔

3- ذیلی دفعہ (iii) منسوخ کر دی جائے۔

4- ذیلی دفعہ (iv) سطر نمبر 2 میں لفظ ''منتخب'' کے بعد لفظ ''نمائندے'' درج کیا جائے یہ ترامیم نوابزادہ لیاقت علی خان نے پیش کیں۔

نیا صیہونی پروپیگنڈہ

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس امریکہ میں اس تحریک اور نئے صیہونی پروپیگنڈہ پر اپنی گہری تشویش اور خطرہ کا اظہار کرتا ہے جس کے ذریعہ سے حکومت امریکہ پر یہ دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ اول تو

فلسطین میں یہودیوں کو بسانے پر تمام پابندیوں کو ختم کرنے اور دوسرے فلسطین کو ایک یہودی ریاست بنانے کی پالیسی اختیار کرنے کے خلاف اپنا اثر و رسوخ حکومت برطانیہ پر استعمال کرے۔

اس اجلاس کی رائے میں نئی صیہونی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کی اکثریت کو اس طرح ایک اٹل حقیقت بنا دیا جائے کہ جنگ سے پیدا شدہ ہنگامی حالات اور یورپ میں یہودیوں پر مظالم کے باعث فلسطین میں اُن کے داخلہ کی عام اجازت دی جائے۔

یہ اجلاس اس صیہونی تحریک کی سخت مذمت کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ عرب اور دنیائے اسلام کو ایسے وقت پر ایک مسلسل اُلجھن میں مبتلا کر دیا جائے جب کہ عرب نیشنل ہائر کمیٹی آف فلسطین کو ختم کیا جا چکا ہے اور عرب قوم پرست منظم یہودیت اور اُس کے بے پناہ سرمایہ کے مقابلہ میں اپنی دفاعی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔

یہ اجلاس اپنے اس مطالبہ کا اعادہ کرتا ہے کہ فلسطین اور شام میں عربوں کے تمام مطالبات کو تسلیم کیا جائے اور حکومت برطانیہ کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ عربوں کے قومی مفاد کے منافی کوئی قدم نہ اُٹھائے۔ یہ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اگر حکومت برطانیہ نے ایسی کوئی پالیسی اختیار کی تو تمام عرب اسلامی دنیا اس کی سخت مخالفت کرے گی کیونکہ یہ پالیسی نہ صرف جمہوریت اور انصاف کے منافی ہوگی بلکہ عربوں کے اپنے وطن کو برقرار رکھنے کے بنیادی حق سے بھی محروم کر دے گی۔

اگلا اجلاس

یہ طے پایا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس کراچی میں کرسمس کی تعطیلات کے دوران دسمبر 1943ء کو منعقد کیا جائے۔

عہدیداروں کا انتخاب

اجلاس نے مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا:

اعزازی سیکرٹری نوابزادہ لیاقت علی خاں اعزازی میں جائنٹ سیکرٹری

1- محبوب احمد

2- مولانا جمال میاں

آل انڈیا مسلم لیگ اکتیسواں سالانہ اجلاس

بمقام کراچی 24 تا 26 دسمبر 1943ء

صدر اجلاس: قائداعظم محمد علی جناحؒ

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکتیسواں سالانہ اجلاس بڑے تزک و احتشام اور جوش و جذبے کے ساتھ 24 دسمبر 1943ء کو کراچی میں شروع ہوا۔ ایک کثیر تعداد میں مندوبین شریک اجلاس تھے جبکہ جلسے کے آغاز کے وقت دس ہزار سے زیادہ شرکا موجود تھے۔ پورے پنڈال کو شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا۔ ڈائس پر قد آور اور چوٹی کی شخصیات تشریف فرما تھیں جن میں تین مسلم لیگی وزرائے اعظم یعنی سر غلام حسین ہدایت اللہ، ملک خضر حیات خان ٹوانہ اور سردار اورنگ زیب خان شامل تھے۔

جلسے کے شروع میں استقبالیہ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری جناب یوسف ہارون نے ممتاز اور مشہور معروف مندوبین (Delegates) کا تعارف کرایا۔ مندوبین میں مندرجہ ذیل شامل تھے۔ سید عبدالروف صدر سی۔ پی پراونشل مسلم لیگ آنریبل عبدالمتین چودھری وزیر آسام حاجی عبدالستار سیٹھ ایم۔ ایل۔ اے اور رکن آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی آنریبل مولوی تمیز الدین وزیر تعلیم بنگال آنریبل سردار عبدالرب نشتر وزیر صوبہ سرحد جناب محمد بہادر خان (سابقہ نواب بہادر یار جنگ) صدر آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ جناب پیر صاحب آف بھر چونڈی شریف (Bharchundi) نواب زادہ لیاقت علی ایم۔ ایل۔ اے جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ آنریبل معظم الدین وزیر بنگال نواب افتخار حسین خان آف ممدوٹ صدر پنجاب پراونشل مسلم لیگ۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ محترمہ فاطمہ جناحؒ کے ہمراہ پونے دس بجے رات پنڈال میں تشریف فرما ہوئے اس کے علاوہ جناب جی ایم سید چیئرمین استقبالیہ کمیٹی جناب ایم حسین وزیر سندھ اور ایک باڈی گارڈ ان کے ساتھ شریک تھے۔ "قائداعظمؒ زندہ باد" "پاکستان زندہ باد" اور "فاتح کانگرس" کے واشگاف نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ پنڈال میں ہو کا عالم اور مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ایک نہایت ہی خوبصورت "سلور چیئر" (Silver Chair) پر بیٹھ کر اسے زینت بخشی یہ خاص کرسی جیکب

آباد کے سردار آف ڈومکس (Domkis) نے خصوصی طور پر بھیجی تھی۔ قرآن مجید کی آیات کریمہ کی تلاوت سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد معروف شاعر انور قریشی نے حضرت علامہ اقبال کا ایمان افروز اور روح پرور ''ترانہ'' سنایا جس کے نتیجے میں حاضرین پندرہ منٹ تک مبہوت رہے۔

بعد ازاں جناب جی۔ایم۔سید چیئرمین استقبالیہ کمیٹی نے اردو زبان میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جلسے کی کارروائی کے دوران ہوائی جہاز سے قائداعظم محمد علی جناح پر پھولوں کی بارش کی گئی۔ یہ بھی توجہ طلب بات ہے کہ اس سال مسلم لیگ نے صوبہ سندھ میں ایک خاص کامیابی حاصل کی اور وہ یہ کہ خان بہادر اللہ بخش خان وزارت سے علیحدہ ہو گئے اور سر غلام حسین ہدایت اللہ نے وزارت بنائی اور ان کے تمام ساتھی مسلم لیگ کے رکن بن گئے جس طرح ہندوستان میں سب سے پہلے اسلام سندھ میں داخل ہوا بالکل اسی طرح سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ہندوستان میں سندھ ہی وہ پہلا صوبہ تھا جہاں سب سے پہلے مسلم لیگ کی حکومت قائم ہوئی۔''[156]

آل انڈیا مسلم لیگ کے 31ویں سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی کی کارروائی سے پہلے قائداعظمؒ نے پرچم کشائی کی۔ اس موقع پر آپ نے ایک بلند بالا چبوترے سے ایک جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے اہالیان کراچی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ان کا ''شاہانہ استقبال'' کیا۔ انہیں اس اعزاز کا اس لئے اور بھی زیادہ احساس ہوا کیونکہ کراچی ان کی جائے ولادت ہے۔ یہ ایک نہایت مناسب خراج تحسین تھا جو ایک شہر مسلم قوم کے نمائندے کو ادا کر سکتا تھا۔

منزل مقصود پاکستان کے بارے میں قائداعظمؒ نے کہا ''اگر ہم خود کو مستحکم کرتے چلے گئے تو ہم اپنی منزل مقصود حاصل کر کے رہیں گے۔ حصول مقصد کے ضمن میں ہماری مساعی میں سندھ کو ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ قائداعظمؒ نے اعلان کیا کہ کراچی باب پاکستان ہوگا' پاکستان میں سندھ' پنجاب' صوبہ سرحد' بنگال اور بلوچستان شامل ہوں گے۔ ہمارا پرچم ہماری قومی امنگوں کا آئینہ دار ہے اور ہمیں اسے سربلند رکھنا ہوگا۔''[220]

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے 31ویں سالانہ اجلاس منعقدہ 24 دسمبر 1943ء کراچی میں اپنے فی البدیہہ خطبہ صدارت میں فرمایا:

''آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوب بھائیو اور خواتین و حضرات:

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک بار پھر اعزاز بخشا اور مجھے اس سال بھی آل انڈیا

مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا۔ میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں جیسا کہ میں نے بار بار کہا کہ جب کبھی مجھے دل و جان سے مسلم ہند اور اس مقصد کے لئے جس کے ہم قائل ہیں خدمت کے لیے پکارا گیا تو تعمیل حکم میں نہ مجھے کوئی ہچکچاہٹ ہوگی اور نہ پس و پیش (تالیاں) آپ کو علم ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی احیاء، تنظیم نو اور اسے تازہ قوت بخشنے کا کام شروع کئے سات برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلا مبالغہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان سات دشوار برسوں میں ہم نے قابل ذکر ترقی کی ہے جس کا اعتراف آج ہمارے دوست، ہمارے مداح اور حتیٰ کہ ہمارے مخالفین بھی کرتے ہیں (تالیاں)

آپ نے نہ صرف ہند پر بلکہ ساری دنیا پر ظاہر کر دیا ہے اور پوری طرح سے ثابت کر دیا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں اور یہ کہ ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک کہ ہم اس علاقے پر قبضہ نہ کر لیں جو ہمارا ہے اور اس پر حکمرانی نہ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

''جدوجہد طویل اور سخت ہے۔ یہ آپ سب سے تقاضہ کرتی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں بالخصوص ان لوگوں کو جو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں اور قنوطیت یا مایوسی کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں۔ کہ آپ یہ محسوس کریں کہ جدوجہد طویل بھی ہے اور دشوار بھی، اور یہ آپ میں سے ہر ایک سے مطالبہ کرتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اب میں نوجوانوں سے مخاطب ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک صبر و تحمل اور سخت محنت سے اور اس عظیم قوم کی تعمیر کے لئے جس کے ہم سب فرد ہیں ٹھوس ترقی کی خاطر کام کریں۔ میں خبردار کرتا ہوں کہ کوئی ایک یا اگلا قدم اٹھانے سے پہلے ہر قدم کے بارے میں مختلف زاویوں سے غور و فکر کرنا ہوگا۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ اب تک آپ اس بات کو تسلیم کریں گے ہم نے ہر موقع پر اپنی صفوں میں انتشار پھیلانے کی ہر کارروائی، ہر ریشہ دوانی اور ہر اسکیم اور سازش کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ (تحسین کے نعرے) میں آپ کو پوری کہانی سنانا نہیں چاہتا میں صرف اس کے حوالے دوں گا۔ ہم اس مخالفت سے بچ نکلے جو پہلے حکومت اور افسر شاہی کی طرف سے ہوئی جب ہم نے اپنی تحریک کو از سر نو منظم کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ عوام کا حافظہ ہمیشہ بہت اچھا نہیں ہوتا اور یہ بہت ہی کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا کہ میں اسے یہاں دہرادوں۔ وہ پہلی الفت تھی اور افسر شاہی کی جانب سے تھی اور پھر ان کی اپنی صوابدید کے مطابق اس میں سست روی آ گئی۔

''پھر عوامی رابطوں اور چیلنجوں کی شکل میں کانگرس کی طرف سے زبردست حملہ ہوا۔ جب کانگرس

وزارتوں کی تشکیل ہوئی تو مسلم لیگ ان کے لئے ملعون شے بن گئی۔ مسلم لیگ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی بساط لپیٹ دے۔ مسلم لیگ کے اراکین سے کہا گیا کہ اس سے قبل کہ کانگرس ان سے مس بھی کرے وہ مسلم لیگ کے ساتھ اپنی وفاداری کو تج دیں۔ انتخابات' ضمنی انتخابات' مسلمانوں میں انتشار و افتراق کے بیج بوئے گئے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے آئے۔ کانگرسی مسلمان' جمعیۃ العلماء' احرار' آزاد کانفرنس' مومن' شیعہ' سنی غرضیکہ مسلم لیگ کو تباہ کرنے کی ہر کوشش کی گئی۔ لیکن مسلم لیگ کو توڑنے کی ہر کوشش کی ذلالت کرانہیں پڑ پڑی کیونکہ مسلم قوم کو اس بات کا علم تھا' وہ راہ راست کونسی ہے جس پر انہیں گامزن ہونا ہے۔ اور آج بھی ہمیں سکھ کا سانس نہیں لینے دیا جاتا۔ لیکن اب ان کے طور طریقوں میں تھوڑی سی تبدیلی آ گئی ہے۔ اب ان کے طریقے لطیف اور پر فریب ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ نظروں سے اوجھل رہ کر مسلم لیگ کو زک پہنچائیں۔

مسلم لیگ اب مضبوط ہے

میں سمجھتا ہوں کہ اپنی تقریر کے دوران مجھے اس معاملے پر بعد میں گفتگو کرنی ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میں مبالغہ آرائی نہیں کرتا جب میں کہتا ہوں کہ مسلم لیگ اور مسلم ہند اب جھکوں' نعروں اور بازی گرانہ حرکات کے عادی گئے ہیں۔ واقعتاً وہ ہر سازش سے محفوظ ہو گئے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) میں نہایت ادب سے اپنے مخالفین خواہ وہ کانگرس ہو یا ہندو قیادت یا انگریز کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ہمیں برباد نہیں کر سکتے۔ اب آپ کبھی بھی ہمیں برباد نہیں کر سکتے۔ (تالیاں) جس قدر جلد وہ یہ محسوس کر لیں گے اسی قدر بہتر ہوگا۔ ہمارے معاملات میں داخل اندازی مت کیجئے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ہمیشہ برطانوی حکومت اور ہندوؤں کے ساتھ آبرومندانہ شرائط طے کرنے کیلئے آمادہ اور تیار ہیں' کسی اور شرط پر سمجھوتہ کرنے کیلئے آمادہ اور تیار نہیں' کسی اور شرط پر نہیں۔ (تالیاں)

پس خواتین و حضرات: جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم ان سات برسوں کی جدوجہد سے گزر چکے ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی کارکردگی اور جمع خارج کا جائزہ لیں۔ آج اس بات میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ یہ دنیا بھر میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلم ہند کی واحد با اختیار اور نمائندہ تنظیم ہے۔ لکھوکھا مسلمان ہماری حمایت کر رہے ہیں۔ ہمارا اپنا پرچم ہے اور اپنا پلیٹ فارم اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہماری قطعی منزل مقصود پاکستان ہے۔ (تالیاں) ہم نے منتہائے مقصود اور فکر میں کامل ہم آہنگی پیدا کر دی ہے۔ اس باب میں کسی بھی

شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ہم اپنے منتہائے مقصود اور اپنی فکر کے تعلق میں کمل طور پر متحد ہیں۔

اب وہ مرحلہ آ گیا ہے کہ ہمارے لئے مزید اقدامات کرنا ناگزیر ہو گیا ہے اور ضروری ہو گیا ہے کہ ایسے تنظیمی ڈھانچے کا آغاز کریں جو عمل کے لئے رہبرانہ اہل اور موثر ہو اور یہ انہیں خود تیار کرنا ہو گا۔ جس طرح ہم نے سات برس کے بعد اتحاد منتہائے مقصود اتحاد وفکر کیا ہے بعینہ اپنے پروگرام کے آئندہ مرحلے میں کمل اتحاد عمل قائم کرنا ہو گا۔ اور وہ کیا لازمی تقاضے ہیں جو آپ کو ایک موثر عمل کی اہلیت بخشیں گے؟

تعمیری کام

اول: آپ کو ہمارے خلوص کے ساتھ اپنے بزرگوں کی تعلیمی' سماجی' اقتصادی اور سیاسی ترقی کا تعمیری پروگرام شروع کرنا چاہیے۔ اب آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین' جو ہند کے گوشے گوشے سے یہاں جمع ہیں' آپ کا کام ہے کہ آپ نہایت سنجیدگی کے ساتھ ان مسائل پر غور وخوض کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے پاس فضائیہ نہیں ہے' مجھے علم ہے کہ ہمارے پاس ٹینک نہیں ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی بری فوج نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے پاس کوئی بحری فوج نہیں ہے۔ آپ کو یہ سب کچھ مل جائے گا۔ آپ کو شاید اس کی ضرورت بھی نہ ہو' ہو سکتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی لاحق نہ ہو بشرطیکہ آپ میں ارادہ' عزم اور غیر متزلزل ایمان اور اتحاد اور اپنے مقصد پر یقین ہو' آپ اپنی منزل مقصود حاصل کر لیں گے بشرطیکہ آپ خود کو پورے اور احسن طریقے سے منظم کر لیں۔

لہٰذا اس اجلاس میں میں آپ پر زور دیتا ہوں کہ یہ بالکل لازمی ہے کہ ہم ایک تنظیمی ڈھانچہ قائم کرنے کے لئے اگلا قدم اٹھائیں۔

مجلس مضامین (Subjects Committee) میں اس پر غور کرنا آپ کا کام ہے۔ میں تو صرف اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی تنظیم کا کام کسی فرد واحد کے بس سے باہر ہو گیا ہے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ مجھے تن تنہا کس قدر کام کرنا پڑتا ہے تو آپ حیران رہ جائیں۔ ہند کے طول وعرض میں آج پٹنہ میں یہ ہو رہا ہے کل یہ واقعہ بنگال میں رونما ہوا۔ پرسوں صوبہ سرحد میں یہ ہوا۔ اس سے اگلے روز مدراس میں یہ وقوعہ ہوا' روز بروز اور ہفتہ بہ ہفتہ مختلف قسم کے سوالات اٹھتے ہیں۔ اب ایک انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ سب کے ساتھ انصاف کر سکے' اور مسلم ہند کی کیفیت کو یاد رکھے۔ اگر میں اس کو ایک مثال سے واضح کر سکوں تو وہ یوں ہے' جب

ایک شخص علیل ہو اور کم و بیش جاں بلب ہو تو اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ وہ شکوہ کر سکے یا کوئی چیز طلب کر سکے۔ اسے عملاً یہ احساس نہیں ہوتا کہ اس کے گردونواح میں کیا ہو رہا ہے اور اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اسے کیا ہو جائے گا۔ دنیا کو کیا ہو جائے گا یا کسی اور کو کیا ہو جائے گا۔ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں یا تقریباً جان کنی کے مرحلے میں اس مرد بیمار کی مانند جو بستر مرگ پر دراز ہے۔ اس میں اتنی سکت نہیں کہ وہ کچھ کہہ سکے اور نہ ہی وہ کچھ کر سکتا ہے۔ اس میں تو اتنی طاقت بھی نہیں ہوتی کہ وہ کوئی شکایت ہی کر سکے۔

سات برس قبل مسلم ہند کی یہ کیفیت تھی لیکن آج وہ مرد بیمار اپنے بستر مرگ سے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ نہ صرف اب اس کی صحت بحال ہو رہی ہے بلکہ وہ چل پھر بھی سکتا ہے۔ اب اسے بہت سی شکایات ہیں۔ وہ بہت سی تجاویز اور آراء پیش کرنا چاہتا ہے' اپنے تنازعے طے کرنا چاہتا اور اپنے قضیے نمٹانا چاہتا ہے۔ یہ اچھی علامت ہے بشرطیکہ اسے حدود کے اندر رکھا جائے۔ یہ بہت اچھی علامت ہے۔ یہ ایک تندرست آدمی کی علامت ہے۔ مجھے بہت سی تجاویز موصول ہوتی ہیں۔ جو نہایت شاندار ہوتی ہے۔ غور و فکر کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت عمدہ ہوتی ہیں۔ مجھے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کی شکایات بھی ملتی ہیں جنہیں میں پسند نہیں کرتا۔ لیکن بہر کیف یہ صحت مند علامت ہے' ایک لفظ میں اس طرح کہوں گا۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ مسلم ہند بیدار ہے' میں شکر گزار ہوں کہ مسلم ہند کو ہوش آ گیا ہے۔ میں شکر گزار ہوں کہ مسلم ہند اپنے گردونواح کے واقعات میں دلچسپی لے رہا ہے' نہ صرف ہند میں بلکہ ساری دنیا میں۔ میں ممنون ہوں کہ مسلم ہند میں اب جو کچھ ہو رہا ہے اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔

مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ مسلم لیگ ایک مکمل ڈھانچہ اور ادارہ کیوں قائم نہیں کرتی جو ہند کے طول و عرض میں بالخصوص پاکستان میں مسلم ہند کے لئے قومی صنعتیں قائم کرے۔ ہم منصوبہ بندی کیوں نہیں کرتے؟ ہم پاکستان میں بڑی اور بھاری صنعت کیوں قائم نہیں کرتے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے قومی نظام کیوں مرتب نہیں کرتی؟ میں صرف چند مثالیں پیش کر رہا ہوں۔ میرے پاس اتنی مثالیں موجود ہیں کہ اگر میں ان کا ذکر کرنے لگوں تو نصف شب بیت جائے' لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔

مجلس عمل (Working Committee)

یہ تمام تجاویز' آراء اور مطالبات وصول ہوتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی علامت ہے۔ ہمیں اس مرحلے کا بھی احساس ہے جس پر ہم پہنچ گئے ہیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے مندوبین

کی خدمت میں میرا حقیر مشورہ یہ ہے کہ کسی بھی طرح یہ تو ممکن نہیں ہم ان مطالبات کو ایک دم پورا کر دیں یا حاصل کر لیں۔ نہ ہی ہم فی الفور ان تمام آراء اور تجاویز کو روبہ عمل لا سکتے ہیں لیکن وہ مرحلہ آن پہنچا ہے جب یہ بالکل ناگزیر ہو گیا ہے کہ آپ ایک مجلس عمل تشکیل دے دیں جو پانچ سے کم اور سات سے زیادہ ارکان پر مشتمل نہ ہو۔ اس مجلس کا کام یہ ہونا چاہیے کہ یہ نہ صرف کل ہند گیر حکمت عملی کے مطابق تنظیم مزید تنظیم اور رابطے کا کام کرے بلکہ ان مختلف مطالبات آراء اور تجاویز کا جائزہ بھی لے جو وقتاً فوقتاً موصول ہوتی رہتی ہیں۔

دوسرے لفظوں میں ہمیں ایک ایسی مجلس درکار ہے جس کے ساتھ دفاتر بھی منسلک ہوں۔ لہٰذا میں مندوب بھائیوں سے کہتا ہوں کہ وہ اس معاملے پر پوری متانت کے ساتھ غور کریں۔

یہ درست ہے کہ ہمارے یہاں دولت کی ریل پیل نہیں ہے۔ ایک طرح سے تو میری توقعات بھی پوری نہیں ہوئیں جو میں نے چندے کے لئے اپیل کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ مسلمان میرا ہدف پورا کر دیں گے۔ تاہم ایسا نہیں ہوا۔ میں نے کم سے کم دس لاکھ روپے کے سرمائے کی اپیل کی تھی۔ اس کو پونے دو سال یا دو سال کے لگ بھگ بیت گئے۔ تاہم مجھے کچھ اعانت حاصل ہوئی ہے میری کچھ حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اب تک میں نے ساڑھے پانچ لاکھ روپے وصول کئے ہیں۔ یہ رقم سرمایہ کاری کے لئے جمع نہیں کی گئی۔ یہ رقم سرمایہ میں اضافہ کے لئے جمع نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ رقم جمع کی گئی ہے مسلم لیگ تنظیم کی امداد اور اس کی نشوونما کے لئے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمیں مزید سرمایہ حاصل ہو جائے گا۔ اس کا مجھے بھروسہ ہے۔ جو ہمارے پاس موجود ہے اس سے کچھ نہ کچھ کر گزرنا چاہیے۔ اب ہم کم سے کم اس لائق تو ہیں کہ اچھی قسم کے دفاتر اور یہ مجلس عمل قائم کر دیں۔

اگلی بات یہ ہے کہ آپ کو علم ہے کہ پارلیمانی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں کبھی کبھی ضمنی انتخابات بھی لڑنا پڑتے ہیں۔ صوبہ شمال مغربی سرحد میں ضمنی انتخابات ہوئے اور حال ہی میں شکارپور میں ایک ضمنی انتخاب ہوا۔ اب آپ کی پارلیمانی سرگرمیوں کے لئے یہ بالکل ناگزیر اور ازبس ضروری ہے کہ ایک اعلیٰ اختیاراتی ادارہ ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لئے بھی میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ ایک آل انڈیا پارلیمانی بورڈ ہونا چاہیے جو تین ارکان پر مشتمل ہو۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیوں؟ متعدد امیدوار آل انڈیا مسلم لیگ کے ٹکٹ کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ ان میں

سے کچھ کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ درست طور پر ہو سکتا ہے غلط طور پر۔ جب تنازعہ پیدا ہوتا ہے تو مستقل نوعیت کا ایسا کوئی ادارہ موجود نہیں جس سے الفور رابطہ قائم کیا جا سکے اور جس کے سامنے اپیل پیش کی جا سکے۔ جو مداخلت کر سکے اور انصاف مہیا کر سکے۔

آپ کو علم ہے کہ مقامی معاملات میں تعصبات بھی ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ بسا اوقات باہمی ارتباط اور بے تکلفی سے تحقیر اور بد اعتمادی بھی جنم لیتی ہے۔ ایسا صرف ہند میں ہی نہیں بلکہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ کچھ مقامی سازشیں اور دھڑے ہوتے ہیں۔ اس وقت ہمارا ادارہ زیادہ لائق نہیں لہذا وہ بہتر لیاقت کے ساتھ کام بھی نہیں کر سکتا' اس وقت صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو مختلف انتخابات میں امیدواروں کو مسلم لیگ کے ٹکٹ عطا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ نہ صرف صوبائی مجالس قانون ساز کے لئے یا ایوان بالا کے لئے مثلاً بنگال جہاں دو ایوانی مقننہ موجود ہے بلکہ میونسپل کمیٹیوں' ڈسٹرکٹ بورڈوں اور مقامی بلدیاتی اداروں کے ضمن میں بھی' بعض صوبوں میں مجلس عاملہ نے پارلیمانی بورڈ تشکیل دے دیئے ہیں۔

اپیل کی عدالت

لیکن خواتین و حضرات! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ایک عام مقدمے میں بھی فریقین مقدمہ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے جب تک کہ وہ پریوی کونسل تک نہ چلے جائیں۔ ہمیشہ ایک ماتحت جج ہوتا ہے' ایک ڈسٹرکٹ جج ہوتا ہے' ہائی کورٹ ہوتی ہے اور پریوی کونسل ہوتی ہے۔ بس لوگوں کو زیادہ اطمینان ہوتا ہے کہ جب وہ ہائی کورٹ میں چلے جائیں کیونکہ وہ ایک غیر منسلک ادارہ ہوتا ہے' مقامی گرد و نواح اور مقامی ماحول سے دور۔ لوگوں کو مزید اطمینان ہوتا ہے' شکست خوردہ فریق کو بھی زیادہ اطمینان ہوتا ہے جب انہیں پریوی کونسل سے فیصلہ حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ایک غیر جانبدار ادارہ ہے۔ اس طرح یہ ضروری ہے کہ ہمارے پاس بھی حتمی اپیل کے لئے ایسی عدالت موجود ہو جو غیر منسلک ہو اور تین ارکان پر مشتمل ہو جس کا تقرر مسلم لیگ کی آل انڈیا اتھارٹی عمل میں لائے گی۔ لہذا یہ دو ادارے از بس لازمی ہیں اور ہمیں ان دو اداروں کی تشکیل اور تقرری میں مطلق وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

بلاشبہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں جو ہمارے غور و فکر کا تقاضا کریں گے۔ تعلیمی منصوبہ بندی' اقتصادی منصوبہ بندی' سماجی منصوبہ بندی۔ یہ بہت بڑے مسائل ہیں۔ لیکن باور کیجئے کہ جیسے ہی آپ نے پانچ یا سات ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی تو یہ تمام مختلف مسائل کا جائزہ لینے کا آغاز ہو گا اور تب ایک اصل

ادارہ موجود ہو گا جو تمام مختلف تجاویز پر رہنمائی اور قیادت فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ نگرانی بھی کر سکے گا اور اگر ممکن ہوا تو انہیں روبہ عمل بھی لا سکے گا۔ یہ مرحلہ بھی آن پہنچا ہے۔ یہ میری آپ کے لئے ٹھوس تجاویز ہیں آل انڈیا مسلم لیگ کو مزید مستحکم کرنے مزید منظم کرنے کے لئے اور اسے زیادہ طاقت اور توانائی بخشنے کے لئے۔

خوراک کا مسئلہ

اگلا مسئلہ جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا یہ ہے یہ خوراک کا مسئلہ ہے' خواتین و حضرات! مجھے آپ کو بتا دینا چاہیے کہ میں نے بڑی مسلم لیگ وزارتوں اور بڑے مسلم صوبوں کے پانچ وزرائے اعظم کا ایک جلسہ طلب کیا تھا۔ میں نے انہیں دعوت دی کہ وہ 15 یا 16 نومبر کے لگ بھگ مجھ سے نئی دہلی میں ملاقات کر لیں۔ وہ سب کے سب ازراہ عنایت تشریف لائے ماسوا وزیراعظم آسام سعد اللہ کے جنہوں نے خط لکھ کر نہ آ سکنے پر معذرت کا اظہار کیا اور اپنی بجائے اپنے ایک رفیق کار اور حکومت آسام کے ایک وزیر عبدالمتین چودھری کو اپنی نیابت کے لئے بھیج دیا۔ دیگر امور کے علاوہ جن کے بارے میں مَیں ان سے مشاورت کرنا چاہتا تھا خوراک کا یہ مسئلہ بھی تھا جس پر ہم نے سیر حاصل گفت وشنید کی۔ میں آپ کو بتا دوں کہ پانچوں صوبوں میں مکمل ہم آہنگی موجود تھی اور یہ بالکل غلط ہے جیسا کہ اخبارات کے ایک حلقے نے غلط ترجمانی کی ہے کہ ان میں اختلاف تھا۔ یہ بھی بالکل درست نہیں کہ لارڈ ویول نے ان کی دہلی میں موجودگی کے دوران میری اطلاع کے بغیر انہیں مدعو کر کے ہمارے غبارے سے ہوا نکال دی۔ سیر حاصل بحث اور مکمل اتفاق رائے کے بعد ہم نے خود لارڈ ویول سے یہ استدعا کی تھی کہ وہ وزرائے اعظم کے ساتھ ملاقات کر لیں اور ان کے ساتھ خوراک کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کریں۔ انہوں نے ازراہ عنایت فوراً ہی ملاقات کے لئے اگلے دن کا وقت مقرر کر دیا۔ یہ اس انتظام کا نتیجہ تھا کہ مسلم لیگ وزراء اعظم کی لارڈ ویول سے ملاقات ہوئی۔ یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ لارڈ ویول نے میری چالوں کو ناکام بنا دیا۔ سرے سے کوئی چالیں تھیں ہی نہیں۔ ہمارا سادہ دیانتداری پر مبنی بالکل سیدھا موقف تھا اور وہ یہ تھا کہ جہاں تک ہند میں خوراک کے مسئلے کا تعلق ہے' حکومت کے حالات اور اس کی ہیئت کا علم رکھتے ہوئے ہم' نہایت عمدہ وجوہات اور ناگزیر اسباب کی بنا پر اور سب سے بڑی بات یہ کہ انسانیت کے نام پر' وہ سب کچھ کرنے کے لئے پوری طرح آمادہ اور تیار ہیں جو قحط کے ناسور اور موت کے سایہ کو دفع کرنے اور اس کے ملک کے کسی حصے میں اعادہ کو روکنے کے ضمن میں ہمارے احاطہ اختیار میں ہے۔

کاشتکاروں کے مفادات

اس جذبے کے تحت پوری صورت حال پر بحث و تمحیص کی گئی۔ یہ درست نہیں ہے کہ ان تمام صوبوں یا ان میں سے کسی ایک کو جن کی نمائندگی مسلم وزرائے اعظم کررہے تھے اپنی ذمہ داری کا بدرجہ اتم احساس نہیں تھا یا ان میں سے کسی کو بھی دیگر مفادات عزیز تھے۔ اصل مسئلہ یہ تھا' خواتین وحضرات: یہ نہیں کہ ہم نگرانی کے اثرات کو تسلیم نہیں کرتے' یہ نہیں کہ ہم فراہمی کی ضرورت کو تسلیم نہیں کرتے' یہ نہیں کہ ہم راشن بندی کی افادیت کے معترف نہیں' یہ نہیں کہ ہم موجودہ حکومت کے نظام اور ان حالات کے معترف نہیں جن کے تحت ہم زندگی بسر کررہے ہیں' ایک یکساں حکمت عملی ہونی چاہیے۔ لیکن اصلی مسئلہ اور وہ اصلی مسئلہ واضح نہیں ہے' یہ تھا کہ کیا کاشتکاروں اور غذائی اجناس کو پیدا کرنے والوں کا خون صنعت کاروں کو موٹا کرنے کے لئے نچوڑ لیا جائے؟ کیا ایک طبقے کے انصاف کا ایک قاعدہ ہوگا اور دوسرے طبقے اور دوسرے مفاد کے لئے انصاف اور عدل کا دوسرا قاعدہ ہوگا۔ (تحسین اور قائد اعظم زندہ باد کے نعرے)

ہم نے جس بات پر زور دیا اور جس بات پر اب بھی زور دیتے ہیں کہ اگر آپ غذائی اجناس پر کنٹرول کرنا چاہتے ہیں تو پھر پورے خلوص اور اخلاق کے ساتھ دیگر اشیائے صرف کی قیمتوں پر بھی مساویانہ کنٹرول ہونا چاہیے' جو اس یعنی کاشتکار کے زندہ رہنے کے لئے موزوں ہیں جس پر آپ کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ آیئے میں آپ کو اس طرح سمجھاتا ہوں۔ آج میں پیدا کنندہ ہوں۔ میں ایک کاشتکار ہوں آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ دیکھئے جنگ سے پہلے اور آغاز جنگ کے کچھ عرصہ بعد تک ایک سیر غذائی جنس کے بدلے آپ کو ایک روپیہ ملتا تھا' میں اس وزن کے بدلے آپ کو تین روپیہ دیتا ہوں۔ آپ مجھے دے کیا رہے ہیں' جب قبل از جنگ یا آغاز جنگ کے کچھ عرصہ بعد بھی ایک روپے کی قوت خرید آج کے تین روپے کے برابر نہیں بلکہ آج کے پانچ روپے کے برابر ہے۔ مجھے ایک ایک روپے کی پانچ پر چیوں کا کیا فائدہ کیونکہ جب میں اشیائے ضرورت کی خریداری کے بازار جاتا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے پانچ روپے ایک روپے کے برابر نہیں بلکہ بارہ آنے کے برابر ہیں۔

آپ کرنسی یا نوٹوں کی تعداد پہ نہ جائیں بلکہ یہ دیکھیں کہ بازار میں اشیائے ضروریہ کی خریداری کے تعلق میں آپ کے کرنسی نوٹوں کی قوت خرید کتنی ہے۔ یہ اصل مسئلہ ہے' یہ وہ مسئلہ ہے جس سے حکومت ہند کو نمٹنا ہوگا۔ جب تک کہ وہ ایسی واضح اور دیانتدارانہ حکمت عملی تیار نہیں کر لیتے جو جملہ مفادات کے

ساتھ انصاف کر سکے۔ صرف کاشتکار اور پیدا کرنے والوں پر ظلم کرنے اور دیگر مفادات کو جائز فائدہ پہنچانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا (آوازیں نہیں کبھی نہیں)

سیاسی صورت حال

خواتین وحضرات: اگلا مسئلہ جس سے میں نمٹنا چاہتا ہوں وہ ہے ملک کی سیاسی صورت حال۔ جہاں تک کہ سیاسی صورت حال کا تعلق ہے۔ گذشتہ نومبر میں کونسل آل انڈیا مسلم لیگ سے خطاب کرتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور کوئی نیا واقعہ رونما نہیں ہوا۔ آج جو صورت حال آپ کے سامنے ہے وہ مختصراً یہ ہے۔ برطانوی حکومت کھیل کھیل رہی ہے کم وبیش یہ واضح تھا اور اسے بار بار واضح کیا گیا' وہ ایک وقت ایک بات کہتے ہیں اور دوسرے وقت دوسری بات۔ لیکن حاصل یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ "ہم پاکستان کے خلاف نہیں ہیں بلکہ یہ تو ہندو ہیں جو پاکستان کے خلاف ہیں۔" وہ ہندوؤں سے کہتے ہیں کہ ہم اکھنڈ ہند کے خلاف نہیں یہ تو مسلمان ہیں جو اکھنڈ ہند کے خلاف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف ایک چیز کے حق میں ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان کا راج کس طرح برقرار رہ سکتا ہے۔ خواتین وحضرات میں ایک بار پھر آپ سے کہتا ہوں کہ اگر میری آواز اس پنڈال سے باہر ان لوگوں تک پہنچ سکتی ہے جو حقیقتاً دیانتدار اور ہند کے لوگوں کے اخلاص کے ساتھ بہی خواہ ہیں۔ کیا ہم یعنی مسلم ہند' اکھنڈ ہند اور پورے برعظیم پر ہندوراج قبول کر سکتے ہیں؟ (آوازیں نہیں نہیں کبھی نہیں)

کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سے یہ توقع کی جائے اگر ہم بے ہوش ہیں ہم تو جنگ سے قبل ہی ہوش میں آ گئے تھے لیکن اب تو مکمل طور پر ہوش مند ہیں۔ مسلم ہند سے یہ توقع کی جائے کہ وہ اکھنڈ ہند اور اس برصغیر میں ہندوراج کو قبول کر لیں گے؟ (آوازیں یہ ممکن نہیں) لیکن یہی تو تجویز ہے اور انہوں نے ابھی تک اپنے خوابوں کو خیرباد نہیں کہا۔ دوسری طرف سے آزادی کی باتیں ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کس کی آزادی؟ میں آپ کو خبردار کرتا ہوں اور میں نے آپ کو بارہا خبردار کیا ہے' ان کا مطلب ہے ہندو ہند کی آزادی اور مسلم ہند کی غلامی۔ اب ہم کیا کہتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں پاکستان۔

خواتین وحضرات: میں کسی بھی سمجھدار آدمی سے دریافت کرتا ہوں اگر وہ ایک لمحے کے لئے توجہ دے کر کیا آپ ہند کی آزادی کے بغیر پاکستان حاصل کر سکتے ہیں؟ (آوازیں نہیں یہ ناممکن ہے) جب ہم کہتے ہیں پاکستان تو ہماری مراد نہ صرف ہماری آزادی ہوتی ہے بلکہ ہندوؤں کی آزادی بھی ہوتی

ہے (تحسین کے نعرے)

اگر ہندو اپنے وہم' خوابوں یا ضد کی وجہ سے اب بھی آزادی کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں اور ایک کی آزادی اور دوسری کی غلامی پر اصرار کرتے ہیں تو میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ہندوؤں کے سوا کون شخص یا پارٹی ہے جو اس ملک کی ترقی کے راستے میں حائل ہے؟ یہ بات بہت عرصے سے واضح تھی لیکن لارڈ ویول ۔موجودہ وائسرائے کے اعلان کے ماسوا کوئی بھی نئی بات نہ تھی ۔لارڈ ویول نے حال ہی میں ایسوسی ایٹیڈ چیمبر آف کامرس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں تقریر کی ۔جیسا کہ دستور اور روایت ہے کہ ہر وائسرائے کلکتہ کے ایوان تجارت جو ایک غیر ملکی ادارہ ہے کہ اجلاس میں اہم اعلان کرتا ہے ۔انہوں نے اپنی تقریر میں وہ بات کہی جو پہلے ہی سے کم وبیش واضح تھی اگرچہ پچھلے وائسرائے لارڈ لنلتھگو ذرا تکلف اور تصنع سے کام لیتے تھے ۔

وائسرائے کی صاف گوئی

''مسٹر ایمرے ہند کی دستوری مسئلے کے بارے میں برطانوی حکومت کی حکمت عملی اور رویے کے بارے میں دنیا کے سامنے بڑی نفاست کے ساتھ گفتگو کرتے تھے ۔حال ہی میں مسٹر ایمرے نے کسی کے ذریعے سے اس امر کی وضاحت کی کہ منشور اطلانتک کے اصولوں کا ہند پر بحیرہ اطلانتک کے منشور کی تخلیق سے 18 ماہ پیشتر ہی اطلاق کر دیا گیا تھا ۔(قہقہہ) لیکن جس چیز پر جیسا کہ میں نے کہا یہ دو مدبر تکلف بناوٹ اور نفاست کے ساتھ عمل کیا کرتے تھے ۔سپاہی وائسرائے لارڈ ویول نے نہایت سادہ زبان میں اس کا اظہار کر دیا تا کہ ایک عام آدمی بھی اسے آسانی سے سمجھ لے ۔میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے جنہوں نے یہ تقریر پڑھی ہے سمجھتے ہیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں اور کیسے کھڑے ہیں ۔اس تعلق میں لارڈ ویول نے ہند کے سیاسی مسئلہ کی جانب زبردست مسابقت کی ہے ۔وہ کیا کہتے ہیں؟ بلاشبہ ان کا ذہنی بوجھ! غالباً انہوں نے یہ ضروری سمجھا کہ نہر سویز عبور کرنے سے پیشتر وہ بحرہ روم میں اپنا وزن ہلکا کر لیں' چنانچہ اب وہ اپنے بوجھ کی طرف سے فکر مند نہیں ہیں ۔

اب وہ کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ سیاسی اختلافات کسی انتظامی کارروائی سے یا ان کے بارے میں بات چیت کے ذریعے حل ہو سکتے ہیں' مجھے یقین ہے کہ یہ بات چیت کے ذریعے حل نہیں ہو سکتے ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کسی انتظامی کارروائی سے بھی حل نہیں ہو سکتے ۔ اس میں کوئی نئی بات

نہیں۔ اس کے بعد وائسرائے کہتے ہیں کہ انہیں یقین ہے کہ وہ فوری اقتصادی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ انہیں اس امر کا بھی یقین ہے کہ وہ بعد از جنگ تعمیر نو اور خوراک کے مسائل سے خاطر خواہ طریقے سے نمٹ سکتے ہیں۔ پس سیاسی مسئلہ کو عملاً یا غیر معینہ مدت کے لئے سرد خانے کے سپرد کر کے اگرچہ وہ یہ کہتے تو ہیں کہ جنگ کے بعد تک کے لئے اسے سرد خانے کی نذر کر دیا گیا' وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ "میں اس کام پر جسے ہمیں کرنا ہے اپنی پوری توجہ مرکوز کر رہا ہوں" انہیں کون سا کام کرنا ہے؟ جنگ جیتنا پہلے نمبر پر ہے۔

"خواتین وحضرات یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ وہ نمائندہ تاج ذمہ داری اور متانت کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہند کی سیاسی صورت حال سے قطعی طور پر غیر متعلق رہ کر بھی جنگ جیت سکتے ہیں۔ اس دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا برطانوی حکومت کا جنگ جیتنے سے کوئی تعلق نہیں؟ جب لبنان کا سوال تھا تو کیا ہوا؟ جب شام کا سوال اٹھا تو کیا ہوا؟ کیا یہ تمام سیاسی مسئلے صرف انسانیت کے نقطہ نظر سے حل کئے گئے یا سیاسی نقطہ نظر سے؟ جب الجیریا میں فرانسیسیوں کے مابین اختلافات رونما ہوئے تو کیا ہوا؟ دنیا کے دیگر علاقوں میں کیا ہو رہا ہے؟

خواتین وحضرات یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے' یہ کہنا کہ میرا کام تو محض جنگ جیتنا ہے محض طوطا چشمی کی بات ہے۔ میں نہایت عجز کے ساتھ برطانوی حکومت سے کہتا ہوں کہ آپ کو ملک میں اگر سب کی نہیں تو کسی نہ کسی جماعت کی تو دلی اور پر جوش حمایت حاصل کرنا ہو گی"

"اگلا کام جو وائسرائے کرنا چاہتے ہیں وہ داخلی محاذ پر اقتصادی تنظیم ہے۔ وہ یہ کام کس طرح انجام دیں گے؟ وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ وہ یہ کس طرح کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ جو کام کرنا چاہتے ہیں ان میں اقتصادی داخلی محاذ اور ہند کے عزم توانائی اور ذہانت کے جملہ وسائل استعمال کر کے امن کے لئے تیاری کریں۔ کیا میں ان سے دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ ہند کے عزم توانائی اور ذہانت کے جملہ وسائل کس طرح حاصل کر لیں گے جبکہ انہوں نے ہر جماعت کو اپنے سے دور' غیر مطمئن اور ناراض کر رکھا ہے؟ لیکن وہ اس فریضے کو اس طرح انجام دے سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس مقصد کے لئے (جنگ میں کامیابی' داخلی اقتصادی محاذ' ہند کے عزم توانائی اور ذہانت کے جملہ وسائل کو مجتمع کرنا) میں ہر کس و ناکس کے تعاون کو خوش آمدید کہوں گا۔ خواتین وحضرات میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ انگریزی لفظ "تعاون" کا ناروا استعمال نہیں ہے؟ کیسا تعاون؟ کیا سادہ زبان میں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حکومتی

اختیار میں کوئی حصہ دیئے بغیر ہم سے کہا جا رہا ہے کہ ہم خیمہ برداروں' کیوں اور غلاموں کا کام کریں' کیا آپ توقع کرتے ہیں کہ کوئی خوددار جماعت اس صورت حال کو قبول کر لے گی؟ (آوازیں نہیں)

حیرت انگیز دل جمعی

''اگر ہم اس قدر بے وقوف ہیں کہ ہم اس عجیب وغریب تجویز کو قبول بھی کرلیں تو کیا کوئی سمجھ دار شخص یہ باور کرسکتا ہے کہ ہم لوگوں میں حقیقی سرگرمی پیدا کرنے اور ان کی قرار واقعی حمایت اور تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں؟ کیا ہم انہیں جنگ کا حامی بنانے میں کامیاب ہوسکتے ہیں جب وائسرائے ہمیں خیمہ بردرائی اور غلاموں کی حیثیت سے مدعو کریں' جس دل جمعی کے ساتھ یہ اعلان کئے جاتے ہیں وہ حیرت انگیز ہے۔ کیا واقعتا سیدھی سادہ زبان میں اس کے یہ معنی نہیں کہ برطانوی حکومت ایک قطعی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے اور وہ کسی جماعت کا تعاون نہیں چاہتی۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ کون سی جماعت ہے۔ کانگرس نے عدم تعاون کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ کانگرس نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ اگر ان کے مطالبات پورے نہ کیے گئے تو وہ عوامی سول نافرمانی کی تحریک چلائیں گے۔ کانگرس کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا گیا۔ باقی ماندہ ہند نے کیا کیا ہے جو آپ ان سے اس زبان میں بات کررہے ہیں جو نہ کوئی برداشت کرسکتا ہے اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے؟

ہم نے بارہا یہ بات واضح کی ہے۔ ہم نے اس کام کے لئے جوار ڈویول کرنا چاہتے ہیں دست تعاون پیش کیا ہے۔ ایک شریک با اعتماد دوست کی حیثیت سے ہمارا ہاتھ تھاما جائے' حکومت کے اقتدار میں حقیقی شراکت' اور یہ قطعی وعدہ کہ جب ہم جنگ جیت لیں گے تو فتح کے ثمرات میں ہمیں بھی حصہ ملے گا۔ اس کو مسترد کردیا گیا۔ وہ تنظیموں کی بات کرتے ہیں۔ کانگرس ہندو تنظیم' جو بلاشبہ ہندو رائے عامہ کی عظیم اکثریت کی نمائندگی کرتی ہے اور مسلم لیگ جو مسلم رائے عامہ کی عظیم اکثریت کی ترجمانی کرتی ہے۔ انہوں نے ایک کو تو خلاف قانون قرار دے دیا' پس میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کو بھی خلاف قانون قرار دے دینا چاہیں گے۔ ہم اس کے لئے پوری طرح سے تیار ہیں۔ (تالیاں)

''آپ کیوں بددیانتی اور غلط طریقے سے ان دونوں تنظیموں کو ایک دوسرے کے ساتھ نتھی کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک ہی بنیاد پر سلوک روا رکھتے ہیں اور انہیں ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں؟ یہ میری شکایت ہے۔ یہ دیانت داری نہیں ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ یہ حکمت عملی جس پر برطانوی حکومت عمل پیرا

ہے۔آخر کار لارڈ ویول تو برطانوی حکمت عملی کے اس (میں کیا کہوں) ہدایت نامے کے مطابق ہی کام کر رہے ہیں جس کا پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے۔یہ برطانوی حکمت عملی تباہ کن ثابت ہوگی۔آپ کو معلوم ہے کچھ عرصہ پہلے مسٹر چرچل نے یہ کہا کہ وہ برطانوی سلطنت کی بساط لپیٹنے کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے وزیر اعظم نہیں بنائے گا۔نہیں' میں انہیں بتا سکتا ہوں کہ جبراً بساط الٹنے سے رضا کارانہ طور پر بساط لپیٹنا زیادہ عزت کی بات ہے (تحسین کے نعرے)" یہ برطانوی قوم کے وقار میں اضافہ ہوگا اور ہم اسے ایک دوستانہ فعل تسلیم کریں گے اور برطانوی سلطنت کی بساط ایک نہ ایک دن لپیٹی جائے گی خواہ آپ اسے پسند کریں یا نہ کریں۔(تحسین اور قائد اعظمؒ زندہ باد کے نعرے) آپ کو صرف ایک حوالہ سننے کی زحمت دوں گا کیونکہ یہ ذرا دلچسپ ہے۔مسٹر جان برائٹ نے 1858ء میں جو کچھ کہا وہ یہ تھا۔جون برائٹ اس وقت تقریر کر رہے تھے جب برطانوی مفکر کی طرف سے ہند کا اقتدار سنبھالنے کے لئے پارلیمان میں قانون ہند کا مسودہ پیش کیا گیا' اس تقریر میں انہوں نے کہا:

"انگلستان کتنی مدت ہند پر حکومت کرنی چاہتا ہے؟ اس سوال کا کوئی شخص جواب نہیں دے سکتا۔ ممکن ہے پچاس سال' یا سو سال یا پانچ سو سال' کیا کوئی شخص جس میں عقل کی ذرا سی بھی رمق ہو یہ باور کر سکتا ہے کہ اتنے بڑے ملک میں جس میں بیس قومیں آباد ہوں اور بیس مختلف زبانیں ہوں ایک مستحکم مربوط اور پائیدار سلطنت میں جکڑا جا سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی چیز کلیتاً ناممکن ہے۔اگر ہم نے کبھی اس طرح کی کوشش کی تو ہمیں لازماً ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔اس نکتے کے حوالے سے ہم مستقبل کا آسرا تکنے پر مجبور ہوں گے۔مثال کے طور پر مدراس پریذیڈنسی (صوبے) کو ہی لے لیجئے اس کی اپنی حکومت ہو تو پچاس برس کے بعد یہ ایک مربوط ریاست ہوگی اور صوبے کے ہر حصے کی نظر مدراس شہر پر دارالحکومت کی حیثیت سے اور حکومت مدراس پر اپنی حکومت کے طور پر اٹھے گی' اگر یہ ایک صدی یا اس سے زیادہ چل جائے تو ہند میں پانچ یا چھ صوبے ہوں گے جن کی تشکیل اتنی ہی تعداد میں مربوط ریاستوں کے طور پر ہو جائے گی۔اور اگر مستقبل میں کبھی انگلستان کو اپنے اقتدار اعلیٰ کو ہٹانا پڑا تو ہم اتنی ہی تعداد میں صوبے اپنے پیچھے چھوڑیں گے جن کی مضبوطی کے ساتھ تعمیر ہو سکے اور جو مستحکم طریقے سے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوں گے۔ان میں سے ہر ایک اپنی آزادی کی حفاظت کر سکے گا اور اپنی حکومت چلا سکے گا اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے ملک کو طوائف الملوکی اور انتشار کا شکار نہیں چھوڑا جو لازمی نتیجہ ہوگا اگر ہم نے اس

وسیع و عریض علاقے کو ایک عظیم سلطنت بنانے کے تخیل پر اصرار کیا۔"

"یہ بات جان برائٹ نے 1858ء میں کہی۔ 85 برس کے بعد ہم ان عظیم برطانوی مدبرین کے جانشینوں کی یہ بات ذہن نشین کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ برطانیہ کے لئے واحد راستہ واحد دیانتدارانہ راستہ یہ ہے کہ وہ تقسیم کریں اور رخصت ہو جائیں۔ اتحاد دو قوموں یعنی ہندو اور مسلمانوں کے درمیان املاک اور اثاثوں کی تقسیم کی بنیاد پر ہو سکتا ہے۔ دیگر اقلیتیں ایک آزمائش ہوں گی۔ یہ پاکستان اور ہند کا مقدس اور اہم فریضہ ہوگا کہ وہ اقلیتوں کا تحفظ' ان کی حفاظت اور ان کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ سلوک روا رکھیں جو ان دو خطوں میں ہوں گی۔ (تحسین کے نعرے)

اشتراکیوں کو جواب

پس اب ہم کانگرس اور ہندو قیادت کی طرف آتے ہیں۔ حضرات: میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتا ماسوا اس کے کہ ایک طوطے کی رٹ لگائی جا رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ چالاک ترین جماعت جو پروپیگنڈے میں مصروف ہے وہ اشتراکی ہیں۔ ان کے پاس اتنے پرچم ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ سوچتے ہیں کہ تعداد میں ہی تحفظ ہے (قہقہہ) ان کے پاس سرخ پرچم ہے۔ ان کے اس روسی پرچم ہے۔ ان کے پاس کانگرس کا پرچم ہے اور اب اُنہوں نے ازراہ کرم ہمارے پرچم کو بھی متعارف کرا دیا ہے (قہقہہ)۔ پس جب کسی شخص کے بہت سے پرچم ہوں تو میں شک میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ وہ چیختے ہیں کہ کانگرس اور لیگ میں تصفیہ ہونا چاہیے۔ کون کہتا ہے کہ نہ ہو؟ لیکن سوال یہ ہے کہ کس بنیاد پر؟ طوطے کی طرح سے یہ رٹ لگانا کہ ہم کانگرس۔ لیگ تصفیہ چاہتے ہیں لاحاصل بات ہے' کس بنیاد پر؟ مسٹر گاندھی نے اپنے مکتوب میں جو اُنہوں نے 19 جنوری 1943ء کو لارڈ لنلتھگو کے نام لکھا اور جو ان کے سابق وائسرائے کے مابین خط و کتابت کا حصہ ہے' کہتے ہیں:

"اگر مجھے اپنی غلطی کا احساس دلایا جائے یا بدترین یہ کہ جو آپ پر ظاہر ہے جہاں تک میرے عمل کا تعلق ہے مجھے اس کا پورا اور کھلم کھلا اعتراف کرنے اور اس کا کافی مداوا کرنے کے لئے کسی سے مشورہ کرنے کی احتیاج نہیں ہوگی۔ نہ جانے میرا خط مورخہ 23 ستمبر 1942ء بنام سیکرٹری حکومت ہند آپ کی نظر سے گزرا یا نہیں۔ میں نے جو کچھ اس میں کہا ہے اور جو کچھ آپ کے نام اپنے مکتوب مورخہ 14 اگست 1942ء میں کہا ہے اس پر قائم ہوں۔"

''اب یہ بات تھی جنوری 1943ء کی۔کیا میں غلطی پر ہوں' کیا میں ناانصافی کر رہا ہوں اگر میں یہ کہوں کہ اس خط کا واضح مطلب یہ ہے جب مسٹر گاندھی نے یہ لکھا' کہ وہ اگست 1942ء کی قرارداد اس کی حکمت عملی اور اس قرارداد میں مندرجہ مطالبات پر علیٰ حالہ قائم ہیں۔ میں آپ کو غیر ضروری طور پر پریشان کرنا نہیں چاہتا لیکن آپ میں سے جن لوگوں نے اس قرارداد کا مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نتیجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مسٹر گاندھی اور کانگرس نے نہ صرف مسلم لیگ سے مشورہ نہیں کیا' نہ صرف مسلم لیگ کو نظر انداز کیا بلکہ یہ قطعی' سوچی سمجھی اور ارادتاً ایک کوشش تھی مسلم لیگ کو نظر انداز کرنے کی اور برطانوی حکومت کو مجبور کرنے کی کہ وہ ان کے مطالبات کے سامنے سپر انداز ہو جائے جس کے معنی مسلم مطالبات کے خاتمے کے ہوتے۔ مسٹر گاندھی اپنے جنوری 1943ء کے مکتوب میں کہتے ہیں میں اپنے مور چے پر ڈٹا ہوا ہوں۔

وکرم وتیہ عہد کی جانب

پس خواتین وحضرات! اگر مسٹر گاندھی اپنے مور چے پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اگر انہوں نے ہم پر پستول تان رکھی ہے نہ صرف برطانیہ پر بلکہ ہم پر بھی اور ہمیں نظر انداز کرنا چاہتے ہیں اور ان کی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے تو کیا میں کسی بھی ذرا سی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ وہ کیا بنیاد ہے جس پر ایسے مذاکرات ہو سکتے ہیں جو کسی معقول تصفیے پر منتج ہوں؟ کیا جنوری 1943ء کے بعد کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے؟ کیا اس کی کوئی علامت یا نشانی موجود ہے؟ لاکھوں کانگرسی جیل سے باہر موجود ہیں۔ برعکس ازیں وہ ایسی طرز حکومت پر غور وفکر کر رہے ہیں جس کی اساس قدیم ثقافت اور نظام پر استوار ہو جو کرم وتیہ کے عظیم ہندو تاریخی عہد کے دنوں میں جاری وساری تھا۔ میں کسی بھی سمجھدار آدمی' کسی منصف مزاج شخص سے دریافت کرتا ہوں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اس موقف کو تسلیم کر لیں؟

''چند اکا دکا ہندو رہنماؤں نے ہمارے نقطہ نظر سے کسی نہ کسی درجے میں ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جب وہ بات کرتے ہیں تو ڈھکے چھپے انداز میں بات کرتے ہیں۔ واقعتاً اول تو وہ ''پاکستان'' کا لفظ استعمال کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ خود ارادیت' کی ترکیب کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ جب وہ خود ارادیت' کی بات کرتے ہیں تب بھی تضحیک کا انداز اختیار کرتے ہیں اور تان اس پر توڑتے ہیں کہ ہم تو زیادہ سے زیادہ یہاں تک جا سکتے ہیں۔ اسی سانس میں جب ذمہ دار ہندو رہنما مبہم زبان میں گفتگو کرتے

ہیں تو وہ ہمارے خلاف ہو جاتے ہیں اور اگر ہم ان سے اتفاق نہیں کرتے تو ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم کانگرس کے ساتھ عدم تعاون کر رہے ہیں۔ میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اس میں ذرہ برابر بھی صداقت ہے؟ یہ اس کے برعکس ہے۔ یہ تو کانگرس ہے جو اس کی ذمہ دار ہے اور جس نے ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم اپنے حقوق کا اور اپنا دفاع کریں۔

''اول تو یہ کانگرس ہے جو مسلم لیگ کو دور سے بھی مس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ کانگرس ہے جس کے لئے مسلم لیگ ایک مطعون شے ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو وزارتوں کی پیشکش کر کے بدعنوانی کی راہ پر ڈالا کہ وہ مسلم لیگ کو تج دیں' انہوں نے ایسے مسلمان کو گلے سے لگایا جو مسلم لیگ کو گالی دینے کے لئے تیار تھا اور یہ مطالبہ کیا کہ مسلم لیگ کو اپنی بساط لپیٹ دینی چاہیے۔ یہ ہے کانگرس!

''جہاں تک ہمارا تعلق ہے یہ عدم تعاون کا سوال نہیں۔ یہ سوال ہے کانگرس کے خلاف دفاع کا جس نے 1938ء سے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرے اور کسی نہ کسی طرح ہندو راج اور ہندو حکومت قائم کر لے۔ ہم اس عفریت کے خلاف' ان ریشہ دوانیوں اور ان عزائم کے خلاف دفاع کر رہے ہیں۔ یہ بالکل عدم تعاون کا سوال نہیں ہے۔ پھر ہمیں بار بار نہایت مہذب طریقے سے بتایا جاتا ہے اور ہر بار نادرست طور پر کہا جاتا ہے کہ ہمارے مطالبات ناممکن مطالبات ہیں۔ لیکن ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہندو موجودہ حالات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے' بجائے اس کے کہ وہ ہمارے مطالبات پر سمجھوتہ کریں جنہیں وہ دیانتداری سے غیر معقول سمجھتے ہیں۔

علامات مفقود نہیں

پس ہندو ہمارے مطالبات پر غور کرنے کی بجائے جو ان کی دانست میں غیر معقول ہیں برطانوی راج کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے اور ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ ہمارا غیر معقول مطالبہ کون سا ہے جس کی وجہ سے وہ اس قدر مایوس ہو گئے ہیں ماسوا اس کے کہ ہم ہندو راج کے قیام کو قبول کرنے یا اس سے اتفاق کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ایسی علامات درحقیقت مفقود نہیں ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ یہ عمل پہلے ہی سے شروع ہو چکا ہے۔ وہ عمل یہ ہے کہ ہندو برطانوی راج کو قبول کرنے کے لئے آمادہ اور تیار ہیں۔

آخر میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مقصود آزادی سے ہماری بے اعتنائی ہے۔ ہم آزادی سے بے اعتنا

ہیں۔ ان الفاظ کو ملحوظ خاطر رکھیے۔ مسلمان نوجوان مسلم لیگ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں گے۔ کیا یہ لطیف بات نہیں ہے؟ کیا یہ جھوٹ نہیں ہے؟ کیا یہ نہیں کہا جا رہا ہے کہ ہم آزادی کی منزل سے بے التفاتی برت رہے ہیں؟ کیا یہ مسلمان نوجوانوں کی تحقیر نہیں ہے کہ ان کے بزرگ سیاستدان آزادی کے منتہائے مقصود سے بے اعتنائی کر رہے ہیں؟ میں آپ کو اس پلیٹ فارم سے بتانا چاہتا ہوں کہ مسلمان نوجوانوں کو لیگ کے خلاف اکسانے کی غرض سے یہ شرارت آمیز خبیث اور فاسد پروپیگنڈہ ہے۔ اس بات میں مطلق کوئی صداقت نہیں ہے کہ ہم برطانوی راج پر شاکر ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس اس ذمہ دار شخصیت نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ایسی علامات غیر موجود نہیں ہیں کہ ہندو اس امر پر آمادہ ہیں کہ وہ برطانوی راج قبول کر لیں بجائے اس کے کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی تصفیہ کریں۔

نواب زادہ لیاقت علی خان: (وہ کون سے ہندو رہنما ہیں جنہوں نے یہ تمام باتیں کہی ہیں؟)

وہ ہندو رہنما جنہوں نے یہ ساری باتیں کہی ہیں مسٹر راج گوپال اچاریہ ہیں۔ آپ کو یہ تمام باتیں ان کے کتابچے موسومہ راہ نجات میں مل جائیں گی۔

پس خواتین وحضرات یہ ہے وہ صورت حال جہاں تک ہندو رائے عامہ کا تعلق ہے۔ اب جو کچھ میں آپ سے کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے۔ ہم کسی پر بھی انحصار نہیں کر سکتے اور ہم کسی پر انحصار نہیں کرتے۔ ہم اپنی طاقت' اپنے کام' اپنی خدمت' اپنی ہی قربانیوں کے ذریعہ اپنی منزل مقصود یعنی پاکستان حاصل کر لیں گے۔ ہندو جو کچھ زیادہ سے زیادہ کر سکتا ہے یہ ہے کہ وہ آپ کے راستے میں مزاحم نہ ہوتا کہ اسے اپنی آزادی مل جائے اور آپ کو اپنی آزادی۔ یہ زیادہ سے زیادہ ہے جو وہ کر سکتا ہے کہ اپنی مزاحمت ہٹا لے تا کہ اس کو اپنی آزادی کے حصول کا ایک معقول موقع میسر آ جائے اور ہمیں اپنی آزادی کا۔ برطانوی حکومت یہ دے سکتی ہے کیونکہ اس وقت ان کا قبضہ ہے۔ آیا وہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں یا نہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں یا وہ اپنے عزائم پر پردہ ڈالتے رہتے ہیں' پہلو تہی کرتے رہیں' بہانے تراشتے رہیں' مجھے بھروسہ ہے کہ ان کی تمام تر عیاری' لوگوں کو جھانسہ دینے' لوگوں کو بے وقوف بنانے کے ضمن میں ان کی تمام تر اور زبردست ذہانت کے باوصف اب ہم برطانوی حکومت کی عیاری کے بس سے بھی باہر ہو گئے ہیں (تحسین کے نعرے) وہ ہمیں حصول پاکستان سے نہ روک سکتے ہیں اور نہ روک سکیں گے۔

''ہم نے ابتدا کر دی ہے۔ یہ چھوٹی سی ابتدا ہے۔ اس کا مقصد اپنے لوگوں کے لئے وزارتوں کی

نوکریاں حاصل کرنا نہیں ہے کہ ہم ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وزارتوں کی تشکیل اور انہیں چلانے پر رضامند ہیں۔

''ہم نے پہلا قدم اٹھالیا ہے۔ یہ وزارتیں اس لئے قائم ہیں کہ مسلم لیگ ان کی پشت پر موجود ہے۔ یہ مسلم لیگ ہے جس نے اپنے نمائندوں کے ذریعہ اس طرح کی قوت پر قبضہ کیا ہے محدود طاقت جو بھی ہے یہ صرف ایک جزو ہے جو جماعتی شعبے میں کل کے لئے اپنا کردار ادا کرے گا۔ اگر ہمارے وزراء مناسب طریقے سے ان اختیارات کو استعمال کریں جو ان کے قبضے میں ہیں ہر چند کہ وہ محدود ہیں' اگر ان کا ایسا ذہن ہو تو وہ ان صوبوں میں مسلم لیگ کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار مستحکم اور متحد کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فی الفور عوامی نوعیت کے اور تعمیری پروگرام شروع کر سکتے ہیں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی کے خیال سے نہیں بلکہ سماجی' تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے اپنے صوبوں کے لئے رفاہی مقاصد کے نقطہ نظر سے وہ ان محدود اختیارات میں رہتے ہوئے بھی اپنے اپنے صوبوں کو زبردست خدمت سرانجام دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ذہناً اس کے لئے آمادہ ہوں۔ پس ہم تجربے کی کوشش کر رہے ہیں دیکھتے ہیں کہ اس تجربہ گاہ سے کیا برآمد ہوتا ہے۔

قحط زدہ بنگال

''اب میں یہ کہنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کے جو یہاں موجود ہے اور جو باہر ہیں جذبات کی ترجمانی کرتا ہوں' کہ ہماری عمیق ترین' بے حد دلی اور مخلص ترین ہمدردیاں اہالیان بنگال کے ساتھ ہیں جو اس خوفناک قحط میں ہیں جو ان پر ٹوٹ پڑا ہے۔ آیئے ہم دعا کریں کہ یہ ناسور ختم ہو جائے اور اس کا اعادہ نہ صرف بنگال میں نہیں ہوگا بلکہ ہند کے کسی اور علاقے میں بھی نہیں ہوگا۔

تقریر کے اختتام پر میں آپ سب سے' ہر ایک سے مرد' عورت اور بچے' جوان اور بوڑھے سے کہتا ہوں کہ کھڑے ہو جایئے بغیر کسی تذبذب اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے پاکستان میں ہماری نجات' ہمارا دفاع اور ہمارا مقصد مضمر ہے'' (پرزور اور طویل تالیاں)[157]

آل انڈیا مسلم لیگ کا اکتیسواں سالانہ کھلا اجلاس جو 24 سے لے کر 26 دسمبر 1943ء تک قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوا مسلم لیگ کا آخری اجلاس تھا۔ اس اجلاس سے قائداعظمؒ نے تقریباً 100 منٹ خطاب فرمایا۔ خطبہ صدارت پیش کرتے ہوئے آپ کو چار پانچ بار کھانسی

آئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو سردی لگ گئی ہے ورنہ بظاہر آپ ہشاش بشاش نظر آرہے تھے۔ گزشتہ رات آپ نے جو خطبہ دیا وہ تاریخ ساز خطبہ تھا۔

قائداعظمؒ کے خطاب کے بعد نواب زادہ لیاقت علی خان سیکرٹری جنرل آل انڈیا مسلم لیگ نے تمام شرکاء کی طرف سے 25 دسمبر کی نسبت سے قائداعظمؒ کو آپ کی ستاسٹھویں سالگرہ پر دلی مبارکباد پیش کی۔ بعد ازاں نواب بہادر یار جنگ، پریذیڈنٹ آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ نے قائداعظمؒ کے خطاب کا اردو ترجمہ حاضرین کی خدمت میں پیش کیا۔

دوسری اور تیسری نشستیں قراردادوں کے لیے مخصوص تھیں [158]

دوسری نشست

دوسری نشست کا آغاز 25 دسمبر 1943ء کو تین بجے ہوا۔ اس اجلاس کی کارروائی مولانا عبدالحامد بدایونی کی تلاوت قرآن مجید فرقان حمید سے شروع ہوئی۔ جس کے بعد اردو، سندھی اور پنجابی میں نظمیں پیش کی گئیں۔ مولانا خان میر ہلالی سابق سیکرٹری پشاور کانگریس کمیٹی جو اب صوبہ سرحد کے ممتاز مسلم لیگی رہنما تھے، اُنہوں نے پشتو میں ایک نظم پیش کی جس میں قیام پاکستان کا مطالبہ کیا گیا۔

قائداعظمؒ جو سیاہ شیروانی زیب تن کیے ہوئے تھے۔ دو باڈی گارڈز کے ساتھ پنڈال میں دس بجے رات تشریف لائے آپ کے ہمراہ محترمہ فاطمہ جناحؒ، جناب جی۔ ایم سید، نواب ممدوٹ پریذیڈنٹ پنجاب پراونشل مسلم لیگ، قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان پراونشل مسلم لیگ اور جناب ایم۔ ایچ گزدر وزیر سندھ تھے۔ آپ کا ''قائداعظمؒ زندہ باد'' ''پاکستان زندہ باد'' فاتح کانگرس زندہ باد'' اور ''شہنشاہ پاکستان زندہ'' کے فلک شگاف نعروں سے استقبال کیا گیا۔

پنڈال میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان تشریف فرما تھے اور یہ یک جہتی اکائی بھائی چارے کا ایمان افروز اور روح پرور مظاہرہ تھا۔ مندوبین اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ارکان کا پہلی نشست کی نسبت بہت اضافہ ہو گیا تھا۔

کمیٹی آف ایکشن

چوہدری خلیق الزماں نے کمیٹی آف ایکشن کے قیام کے سلسلہ میں درج ذیل پہلی قرارداد پیش کی۔

''آل انڈیا مسلم لیگ نے اپریل 1943ء اپنے سالانہ اجلاس میں منعقدہ دہلی میں اپنے سالانہ

اجلاس میں حکومت برطانیہ کی مسلمانوں کے مطالبہ پاکستان کے بارے میں مبہم اور غیر واضح پالیسی اور دوسری طرف ہندوؤں کی تنگ نظری اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ رویہ کے باعث یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو بالعموم اور پاکستان میں شامل ہونے والے علاقوں کے مسلمانوں کو بالخصوص حصول پاکستان کے لئے ان تھک جدوجہد کرنے اور قربانیاں دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اس ضمن میں یہ اجلاس ایک کمیٹی آف ایکشن قائم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے جس کے ارکان کی تعداد پانچ سے کم اور سات سے زائد نہیں ہوگی' جنہیں صدر نامزد کرے گا۔ یہ کمیٹی ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو حصول پاکستان کی جدوجہد کے لئے تیار اور انہیں منظم کرے گی تاکہ وہ کسی بھی قسم کے ہنگامی حالات اور کل ہند فیڈریشن یا ایک متحدہ ہندوستان کا آئین بنانے کی کوششوں کا بھرپور مقابلہ کرسکیں۔

منصوبہ بندی کمیٹی

مسٹر زیڈ۔ ایچ۔ لاری نے درج ذیل دوسری قرارداد پیش کی۔

''پاکستان میں شامل ہونے والے علاقوں کے مسلمانوں کی طاقت کو مجتمع کرنے اور انہیں ایک آزاد اور خودمختار ملک کی نہایت اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کے تعاون سے ان تمام علاقوں میں صوبائی حکومتیں قائم کرنے میں کامیاب ہوچکی ہے لہٰذا اسمبلیوں اور صوبائی وزارتوں میں شامل مسلمان نمائندوں کو اپنے اپنے صوبوں کے اہم شعبوں اور تعلیم' زراعت' آبپاشی' محنت و افرادی قوت' مواصلات' اقتصادیات' معاشیات' مزارعین کے لئے معاوضہ اور دیگر محکموں میں عوام کی خدمت کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل ہوں گے۔ مسلم لیگ کو اسی امر کا شدت سے احساس ہے کہ عوام اور صوبوں کے تاریخی' سیاسی اور بعض علاقوں میں فرقہ وارانہ وجوہات کی بنا پر مناسب ترقی کے مواقع سے محروم رکھا گیا ہے اور وہ عوام کی حالت کو موثر طریقہ سے بہتر بنانے یا حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی اُس وقت تک اہلیت نہیں پیدا کرسکتے جب تک کہ اقتصادی تعمیر نو اور سرکاری سطح پر صنعتیں قائم کرنے کے لیے ایک بڑا وسیع اور مربوط پروگرام شروع نہ کیا جائے۔

لہٰذا آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس پاکستان کے علاقوں کی معاشی اور سماجی ترقی و فلاح' سرکاری سطح پر صنعتوں کا جال پھیلانے' مفت پرائمری تعلیم کے اجراء' زرعی اصلاحات نظام' کرایہ داری کے استحکام' تحفظ ملازمت' مزدوروں کے حالات کی بہتری' زراعت کی ترقی اور سرمایہ پر کنٹرول جیسے اہم امور طے

کرنے کے لئے ایک جامع پانچ سالہ منصوبہ بنایا جائے اور اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے جو اپنی رپورٹ جلد سے جلد تیار کرکے پیش کرے اور ورکنگ کمیٹی کو ایک عبوری رپورٹ جون 1944 تک پیش کرے تا کہ اس پر جلد عملدرآمد کیا جا سکے۔

ستیارتھ پرکاش

اس کے بعد ایوان نے ستیارتھ پرکاش کے بارے میں مندرجہ ذیل قرارداد پر بحث کی:-

''آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی توجہ سوامی دیانند کی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' کے اُن ابواب کی طرف مبذول کراتا ہے جن میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مذاہب کے بانیان کے خلاف نہایت قابلِ اعتراض توہین آمیز اور اشتعال انگیز مواد تحریر کیا گیا ہے یہ اجلاس ان حکومتوں سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ کتاب کے ان تمام ابواب کو ضبط کیا جائے اور تعزیراتِ ہند کی متعلقہ دفعات کے تحت ان ابواب کے شائع کرنے والے پبلشروں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے تا کہ ایسے لٹریچر کی اشاعت کی موثر روک تھام کی جا سکے۔

مولوی عبدالحامد بدایونی نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا: مہاتما گاندھی نے اخبار ''ینگ انڈیا'' میں تحریر کیا جائے کہ ستیارتھ پرکاش کتاب کی موجودگی میں ہندوستان میں فرقہ وارانہ اتحاد نہیں ہوسکتا۔ اُنہوں نے کہا کہ کتاب کے ان ابواب کو ضبط کرانے کے لئے مسلمان ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔

قرارداد کی متفقہ طور پر منظوری کے بعد اجلاس اگلی صبح تک ملتوی کر دیا گیا۔

ضمنی انتخابات

مسلم لیگ کو بنگال، صوبہ سرحد اور سندھ میں انتخابات میں حصہ لینا پڑا۔ خدا کا شکر ہے کہ اُسے ان انتخابات میں سو فیصد کامیابی حاصل ہوئی اور مخالف امیدواروں کو بھاری اکثریت سے شکست ہوئی۔ ان انتخابات سے ثابت ہو گیا کہ سارے ہندوستان کے مسلمان آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے اپنے محبوب رہنما کی قیادت میں متحد ہو چکے ہیں اور یہ کہ مسلم لیگ اُن کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ صوبہ سرحد نے انتخابات نے خاص طور پر ثابت کر دیا کہ ہندو پریس اور ہندو جماعت کا یہ پروپیگنڈہ کہ صوبہ سرحد میں کانگرس کامیاب ہوگی نہایت شر انگیز تھا۔

ان ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی کا سہرا نواب محمد اسماعیل خاں اور اُن کے رفقائے کار اور

مولانا عبدالواحد جمال میاں کے سر ہے جن کی انتھک کوششوں سے ہمیں کامیابی ہوئی ہے۔ اب پنجاب' صوبہ سرحد' سندھ' بنگال اور آسام کے صوبوں میں مسلم لیگ کی وزارتیں ہیں اور یہ وہی علاقے ہیں جو پاکستان میں شامل ہوں گے۔ کیا اس کے بعد اس امر میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہے کہ ہندوستان کے مسلمان آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام پر متحد نہیں اور یہ کہ انہیں قائداعظمؒ کی قیادت پر بھرپور اعتماد نہیں ہے؟

قائداعظمؒ پر بزدلانہ حملہ

گذشتہ ماہ جولائی میں قائداعظمؒ پر بزدلانہ حملہ کی خبر سے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو زبردست صدمہ ہوا"۔ قائداعظمؒ نے اپنے بیان میں فرمایا: میں یہ نہایت دکھ سے کہتا ہوں کہ یہ حملہ اس شخص نے کیا جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے جب میں نے مسلمانوں سے 13-اگست 1943ء کو یوم تشکر منانے کی اپیل کی تو ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے اس اپیل پر عمل کیا اور ملک بھر میں اسے بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ منایا گیا۔ جس سے ایک بار پھر یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کو قائداعظمؒ سے کتنی محبت ہے اور اُن کی قیادت پر کس قدر اعتماد ہے"۔

ہمارا نصب العین

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم اب ایسے مرحلہ پر پہنچ چکے ہیں جہاں ہمارا ایک واضح نصب العین: ایک رہنما' ایک پلیٹ فارم اور ایک پرچم ہے۔ اب ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس نصب العین کو کیسے حاصل کیا جائے۔ کیا ہم اپنا نصب العین انگریزوں اور ہندوؤں کی خوشنودی پر انحصار کر کے حاصل کر سکتے ہیں؟ نہیں بالکل نہیں ہم مسلمانوں کو اپنی قوت پر انحصار کرنا ہوگا اور اس ساری قوت اور طاقت کو مجتمع کرنا ہوگا اور اُسے سوچ سمجھ کر نہایت تدبر اور دور اندیشی سے استعمال میں لانا ہوگا۔ اب ہندوستان کے مسلمان بیدار ہو چکے ہیں اور وہ اپنی منزل کی طرف سر اونچا کر کے اور اپنی آنکھیں کھول کر رواں دواں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب وہ اپنی انتھک کوششوں' قربانیوں' ڈسپلن اور منظم کارناموں کے ساتھ قائداعظمؒ کی حوصلہ افزاء اور روح پرور قیادت میں اپنی محبوب منزل' پاکستان حاصل کر لیں گے۔

اس تقریر اور سالانہ رپورٹ کی منظوری کے بعد ایوان نے مسلم لیگ کے آئین میں کئی ترامیم کیں اور مرکزی پارلیمانی بورڈ قائم کیا۔

عام انتخابات

اگلی قرارداد قاضی محمد عیسیٰ نے پیش کی۔

''آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا یہ اجلاس حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ برطانوی پارلیمنٹ سے اپیل کرے کہ وہ ہندوستان کی مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات دوران جنگ منعقد نہ کرانے کی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ اس پالیسی کے نتیجہ میں صوبائی اسمبلیوں کا عوام سے رابطہ تیزی سے ختم ہو رہا ہے وہ صحیح معنوں میں عوامی نمائندگی کی حیثیت سے محروم ہو رہے ہیں اور عوام کے جذبات کی ترجمانی نہیں کر رہے ہیں۔

محرک نے قرارداد انگریزی میں پیش کی جسے انگریزی نہ جاننے والے ارکان کی سہولت کی خاطر اُردو زبان میں ترجمہ کر کے پیش کیا گیا۔

حصول پاکستان کی تگ و دو

مسلم لیگ کا احیاء اور اس کی ترقی ایک فطری امر ہے جو آہستہ آہستہ روبہ عمل ہوا اور اس طرح لگاتار جاری رہے گا۔ مسلم لیگ نے ہماری سیاسی زندگی میں اچانک کوئی انقلاب پیدا نہیں کیا لیکن اُس نے حصول منزل کے لئے دھیمی اور مسلسل رفتار سے ہماری قیادت کی۔ جب قائد اعظم مسلم لیگ نے باگ ڈور سنبھالی اُس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ غلط اور گمراہ کن نظریات میں اُلجھے ہوئے تھے ہمیں ہمارے رہنماؤں نے یہ بتایا تھا کہ ہم ہندوستان میں دس کروڑ کی آبادی کے باوجود کے اقلیت ہیں۔ ہم میں ہر ایک شخص احساس کمتری کا شکار تھا۔ قائد اعظمؒ نے ہمیں بتایا کہ ہم اقلیت نہیں ہیں کیونکہ دس کروڑ افراد کی آبادی کو اقلیت نہیں کہا جا سکتا۔ ہم ایک علیحدہ قوم ہیں جس کا دنیا کی دیگر قوموں سے بالکل جدا ڈھانچہ اور اجزا ہیں اور اُن کی بنیاد جغرافیہ اور رنگ و نسل پر قائم نہیں۔

جب ہندوستان کے مسلمانوں میں یہ تصور عام ہو گیا کہ ہم ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک قوم ہیں تو پھر قائد اعظمؒ نے ہمیں یہ بتایا کہ ایک ایسے ملک میں جہاں دو علیحدہ قومیں آباد ہوں جن میں کوئی قدر مشترک نہ ہو وہاں پارلیمانی نظام حکومت مناسب نہیں۔ جب مسلمانوں میں یہ نظریہ مقبول ہوا تو قائد اعظمؒ نے ایک اور قدم آگے بڑھایا اور ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں مسلم اکثریتی علاقوں میں آزاد اور خود مختار مسلم ریاستوں کے قیام کا مطالبہ کیا جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا۔ یہ مطالبہ اب پاکستان کہلایا

جانے لگا۔ تین سال پہلے ہم میں سے بہت لوگوں کو یہ یقین نہ تھا کہ پاکستان کبھی حاصل بھی ہوگا۔

کمیٹی آف ایکشن

لیکن کرپس مشن کی تجاویز اور موجودہ پر اُمید حالات کے سبب حصول پاکستان ایک یقینی امر ہوگیا ہے۔ اب زیادہ سے زیادہ مسلمان ہمارے مطالبہ پاکستان کی حمایت کرنے لگے ہیں اور وقت آ گیا ہے کہ مسلم لیگ اس سلسلہ میں تیاریوں کے آخری مرحلہ میں داخل ہو جائے۔ ہم نے برطانوی حکومت کو آخری انتباہ کر دیا ہے آج آل انڈیا مسلم لیگ نے ''کونسل آف ایکشن'' کی قرارداد منظور کر کے اپنے اس عزم صمیم کا اعلان کر دیا ہے کہ اگر ہمارا مطالبۂ پاکستان تسلیم نہ کیا گیا تو ہم اپنی طاقت کے بل بوتے پر اسے حاصل کریں گے۔

ایک مفلوج لنگڑی لولی اور بے عمل فوج کا رہنما یا کمانڈر کسی جنگ میں کامیابی کی اُمید نہیں کر سکتا۔ اُس کے لئے یہ لازم ہے کہ اعلانِ جنگ سے پہلے وہ اپنی صحیح قوت کا اندازہ لگائے۔ کونسل آف ایکشن نہ صرف ہر صوبہ میں مسلم لیگ کی طاقت کا اندازہ لگائے گی بلکہ نئی طاقت بھی پیدا کرے گی اور اُسے اُس دن کے لئے تیار کرے گی جب ہمارا قائد ہمیں آگے بڑھنے کا حکم دے گا۔

اے مسلمانانِ ہند! محض عام جلسے کرنے' قراردادیں منظور کرنے تقریر کرنے اور سننے سے کسی قوم کی زندگی میں انقلاب نہیں لایا جا سکتا' جہاں تک تطہیر فکر اور نظریہ کا تعلق ہے تو وہ مرحلہ گذر چکا ہے۔ اب ''عمل اور صرف عمل'' کا وقت ہے۔ اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں تو صرف نعرہ لگا کر پاکستان کی تذلیل نہ کی جائے۔ اس لئے اب تیار ہو جاؤ۔ اے محتاط اور دور اندیش لیڈر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جدوجہد کے ہر مرحلہ پر ساری قوم آپ کے ساتھ ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ہماری نام نہاد اشرافیہ میں سے آپ کو مضبوط صلاحیت اور قابلیت کے حامل افراد نہ مل سکیں لیکن ہماری قوم میں مضبوط اعصاب کے مالک' فرمانبردار اور بے لوث سپاہیوں کی کمی نہیں۔ آپ مجھے کونسل آف ایکشن کے ایک ادنےٰ سپاہی کے طور پر اپنی خدمات پیش کرنے کی اجازت دیں۔ میں آپ کو' تمام حاضرین اجلاس کو' ہوا کو' چمکتے سورج کو' ستاروں کو اور سب سے بڑھ کر خدا کو گواہ بنا کر دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام پر آپ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جان اور سب کچھ قربان کر دوں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری جدوجہد کے مشکل ترین مرحلہ پر بھی آپ مجھے پیچھے نہیں پائیں گے۔

قائداعظمؒ! میری زندگی کا سب سے بڑا اہم دن وہ ہوگا جب خدا کی راہ میں اپنی جیب کے آخری سکہ اور اپنے خون کے آخری قطرہ کی قربانی دوں گا۔ جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ کریں۔ میں نے یہ فیصلہ 12 سال کے سوچ و چار کے بعد کیا ہے۔ ان تمام برسوں میں مَیں اپنے آپ کو تیار کرتا رہا ہوں اور اب میں عمل کرنے کے لیے کو تیار رہوں۔ جاؤ اور اپنی بیویوں کے کھلتے ہوئے چہروں اور اپنے مسکراتے ہوئے بچوں کے چہروں پر نظر ڈالو اور اُس کے بعد فیصلہ کرو اس راہ میں ہر قسم کی قربانیوں کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کرو۔ اپنی رشتہ داریوں اور تعلقات اور اپنی جائیداد کی تباہی و بربادی کا خیال کرو۔ مسلمان کئی ایسے فیصلے جذبات کی رو میں بہہ کر اور دوسروں کی دیکھا دیکھی (نقالی؟) میں کر جاتے ہیں جو وقتی اور سطحی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ آج ہمیں اُن لوگوں کی ضرورت نہیں جو ''شجر ملت'' کے شہر میں پھولوں کی محض خوشبو سونگھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں تو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اس شجر کی آبیاری اور اس کے تنے اور جڑوں کو مضبوط بنانے کے لئے اپنی تمام تر خواہشات کو دبانے اور اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں۔ ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو اپنا خون بہانے اور اپنی قوم کی بقاء کے لیے جان تک دینے تیار رہوں۔ ہمیں ایسے جوشیلے لوگوں کی ضرورت نہیں جو زندگی کی طمطراق طریقے سے گذارنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ ہمیں تو ایسے پتھروں کی ضرورت ہے جو اپنے آپ کو زمین کے نیچے اُن بنیادوں میں لگا دیں جن پر ایک شاندار عمارت تعمیر ہو سکے۔

منصوبہ بندی کمیٹی (پلاننگ کمیٹی)

اس اجلاس کی دوسری خصوصیت پانچ سالہ منصوبہ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی کے قیام کی قرارداد کی منظوری ہے۔ فارسی کی مشہور کہاوت ہے کہ وہ شخص پر مسرت ہے جو دور اندیش ہے۔ وہ قومیں جو موجودہ عالمی جنگ میں موت و حیات کی جدوجہد میں شامل ہیں اور جن کی فتح اور شکست کے بارے میں کوئی پیشگوئی نہیں کی جا سکتی وہ بھی جنگ کے بعد کے دور کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔ اس لئے اگر مسلم لیگ نے پاکستان کے مستقبل کی ترقی اور خوش حالی کے لئے ایک منصوبہ بنانے کا خیال کیا ہے تو اُس نے صحیح سمت قدم اُٹھایا ہے۔

پاکستان کا حصول اتنا مشکل نہیں جتنی کہ اس کی تعمیری و ترقی ہے۔ جناب قائداعظمؒ! آپ نے متعدد بار یہ اعلان کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی ریاستوں (States) کا آئین اور قانون بنانے کا کوئی حق

نہیں کیونکہ وہ تو قرآنِ حکیم میں دیئے گئے ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ہم پاکستان قرآنی نظام حکومت قائم کرنے کے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہماری زندگی میں ایک انقلاب' نیا جوش وجذبہ اور قدیم اسلامی شان و شوکت کا احیاء لائے گا۔ منصوبہ بندی کمیٹی کا بڑا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کی بالعموم اور پاکستان کے مسلمانوں کی بالخصوص زندگی کو بہتر بنانا اور اسلامی نقطۂ نظر سے اُن کی تعلیمی' سماجی' معاشی اور سیاسی ترقی کے لئے منصوبہ تیار کرنا ہے۔ ذہنی انقلاب کے بغیر صحیح معنوں میں کوئی انقلاب نہیں لایا جا سکتا۔ اس لئے سب سے پہلے ذہنی انقلاب لانا نہایت ضروری ہے۔

معاشی مسائل کا حل

منصوبہ کمیٹی کا دوسرا اہم کام معاشی و اقتصادی مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔ آپ کو یہ بخوبی علم ہے کہ اس جنگ کی بنیاد معاشی مسائل ہی ہیں امیر اور غریب کے درمیان بہت بڑا فرق تھا۔ ایک طرف تو سونے اور چاندی کے انبار لگے ہوئے تھے دوسری طرف غربت کی اتھاہ گہرائیاں تھیں۔ اس غیر فطری طبقاتی تفریق کو برقرار رکھنے کے لئے لوگوں نے مذہب کو استعمال کیا۔ دنیا میں سامراج اور سرمایہ دارانہ نظام کی عملداری تھی۔ جب پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو اُنہوں نے اس تفریق کو صرف ایک نعرہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ سے ختم کر دیا اور انسانوں کے درمیان ایک مکمل اور فطری مساوات کا معاشرہ قائم کر دیا۔ اس معاشرہ میں حضرت بلالؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عمرؓ ایک ہی صف میں کھڑے نظر آئے۔ سود کے خاتمہ سے سودی نظام کی جڑیں کاٹ ڈالیں۔ قانونِ وراثت نے دولت جمع کرنے کے تمام راستوں کو بند کر دیا نظام زکوۃ نے ذخیرہ کی ہوئی دولت کی تقسیم کے راستے کھول دیئے اور صدقات وخیرات کے نظام نے سرزمین عرب سے غربت اور معاشی عدم توازن کا جنازہ نکال دیا۔

لیکن اسلامی معاشی نظام یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ یہ اس سے بھی آگے جاتا ہے۔ قرآن یہ اعلان کرتا ہے کہ زمین اللہ کی ملکیت ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک اسلامی ملک ہی زمین کا مالک ہے۔ یہ تمام دریا' نہریں۔ جنگلات' معدنیات کی کانیں وغیرہ تمام کی تمام سرکاری جائیدادیں ہیں۔ کوئی فرد اُن کی ملکیت کا خصوصی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ زکوۃ آمدنی پر نہیں بلکہ سرمایہ پر ٹیکس عائد کرنے کا نظام ہے جو عوام پر عاید جدید مہذب دنیا کے تمام ٹیکسوں سے بڑا نظام ہے بھلا اس قسم کے بے عیب معاشی نظام کی موجودگی میں کیا ہم

دوسرے کسی اور نظام کی طرف اپنی نظر بھی اُٹھا سکتے ہیں؟ میں یہ اچھی طرح محسوس کرتا ہوں کہ اس جنگ میں روس کی اتحادیوں کے ساتھ شمولیت نے ہندوستان میں اشتراکیت کا دروازہ کھول دیا ہے اور اجناس خوردنی کی قلت اور مہنگائی نے اشتراکیت کے پرچاروں کو روٹی کا نعرہ بلند کرنے اور غربت زدہ لوگوں کو اپنے نظام میں شامل کرنے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ میں مسلم نوجوانوں کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اشتراکی کہہ سکتا ہوں لیکن اگر اشتراکیت کارل مارکس کے فلسفہ کی مرہونِ منت ہے جس کی بنیاد خدا کے وجود کی نفی ہے تو میں ایسے نظام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اسلام کی بنیاد تو توحید الٰہی کے اقرار پر ہے اگر مسلمان اس تصور کو ثانوی حیثیت دیں تو وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جائیں گے میں اس پلیٹ فارم سے اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ خدا کے وجود کی نفی کی بنیاد پر معاشی نظام وضع کرنا چاہتے ہیں وہ اس پنڈال سے باہر نکل جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب پلاننگ کمیٹی معاشی نظام (پاکستان کا) وضع کرے گی تو وہ قرآن حکیم پر مبنی ہوگا۔

قائداعظمؒ! ہم نے پاکستان کا ایسا ہی تصور کیا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اگر آپ کے پاکستان کا یہ تصور نہیں تو ہم کو ایسا (پاکستان) نہیں چاہئے" یہ میرے لئے ایک چیلنج ہے" (قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے کہا) نہیں جناب! میں آپ کو چیلنج نہیں کر رہا' میں تو اس چیلنج کے ذریعہ سے حاضرین اجلاس کو اُس پاکستان کی وضاحت کر رہا ہوں جس کا تصور ہمارے ذہنوں میں ہے۔

میرے اسلامی بھائیو اور بہنوں! یاد رکھو' آپ کی سیاسی زندگی میں پلاننگ کمیٹی کی تشکیل ایک نیا باب ہے' جو وہ قوم جو معاشی اور تعلیمی اعتبار سے مضبوط نہ ہو وہ کبھی ایک بڑی سیاسی قوت نہیں بن سکتی۔ معاشی ترقی کے بغیر سیاسی آزادی بدترین غلامی کی ایک قسم ہے۔ پلاننگ کمیٹی کا سب سے بڑا مقصد تو آپ کی معاشی آزادی کا حصول ہے۔ تقریر ختم کرنے سے پہلے میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ایسا پاکستان چاہتے ہیں جہاں کے لوگ جسمانی اور ذہنی طور پر مضبوط اور مخلص ہوں تو اس کے لئے آپ کو آج ہی سے نہایت تندہی کے ساتھ کام شروع کرنا ہوگا۔ یاد رکھو کہ جسمانی گندگی کو تو دور کیا جا سکتا ہے لیکن ذہنی اور روحانی گندگی کو دور کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر آپ پاکستان حاصل کر بھی لیتے ہیں اور آپ نے یہ گندگی دور نہ کی تو ایسے پاکستان کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس سے اسلام کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ آپ اپنے خیالات اور عمل میں پر خلوص ہوں اور اُن میں کسی قسم کی کوئی گندگی نہ

ہو۔ یہ کونسل آف ایکشن کی بڑی اہم ذمہ داری ہوگی کہ وہ پاکستان کے سپاہیوں (عوام) میں ایک بڑی جنگ لڑنے کے لئے اخلاص پیدا کرے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سپاہیوں میں اُس وقت تک خلوص پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اُن کے کمانڈروں میں اخلاص نہ ہو۔

کونسل آف ایکشن کے ارکان

آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر ایم۔اے جناح نے 27 دسمبر کو اجلاس کی منظور کردہ قرارداد کی شرائط پر مندرجہ ذیل چھ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی آف ایکشن مقرر کر دی:

نواب محمد اسمٰعیل خان (صدر) مسٹر جی۔ ایم سید حاجی ستار اسحاق سیٹھ نواب افتخار حسین آف ممدوٹ قاضی محمد عیسیٰ اور نوابزادہ لیاقت علی خاں (کنویز)

مسٹر ایم اے جناح نے درج ذیل بیان جاری کیا۔ "آل انڈیا مسلم لیگ کے 25 دسمبر کو کراچی میں منعقد ہونے والے اجلاس کی قرارداد نمبر تین کے سلسلہ میں آئندہ سالانہ اجلاس تک کے لئے میں حسب ذیل کمیٹی مقرر کرتا ہوں جو مسلم لیگ اور صوبائی لیگوں کی تنظیم نو انہیں متحد کرنے اور اُن میں رابطہ پیدا کرنے کا کام آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین قواعد و ضوابط اور پروگرام کے مطابق فوراً شروع کر دے گی۔

مسٹر ایم اے جناح نے مسلم لیگ کے آئین کی روشنی میں کمیٹی کو مندرجہ ذیل اختیارات تفویض کرنے کا بھی اعلان کیا:-

1- آل انڈیا مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط کے عین مطابق مختلف صوبائی لیگوں کی کارروائی اور سرگرمیوں کو کنٹرول اور منظم کرنے اور اُن کو ضروری ہدایات جاری کرنے کے لیے سب کمیٹیوں کا قیام

2- مسلم لیگ کے ایسے رکن کے خلاف تادیبی کارروائی کرنا جو مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد قواعد اور فیصلوں کی خلاف ورزی کرے۔ اس رکن کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے پاس اپیل کا حق حاصل ہوگا۔

3- کسی بھی ایسی صوبائی لیگ کو معطل کرنا تحلیل کرنا اور مرکزی لیگ سے اُس کا الحاق ختم کرنا جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام ہو اور جماعت کی ہدایت اور فیصلوں کی خلاف ورزی کرے یا انہیں نظر انداز کرے۔

4- صوبائی لیگ کے ایسے کسی عہدیدار کے خلاف تادیبی کارروائی کرنا جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام ہو۔ ورکنگ کمیٹی کی ہدایات اور فیصلوں کو نظر انداز کرے یا مسلم لیگ کی ترقی میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ پیدا کرے البتہ اُسے اپیل کا حق حاصل ہوگا۔

پارلیمانی بورڈ

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس 25 دسمبر کو مسٹر یوسف ہارون کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جس میں مسٹر ایم اے جناح کے صدارتی خطبہ میں دی گئی تجاویز کی روشنی میں ایک تین رکنی پارلیمانی بورڈ قائم کیا گیا۔ مندرجہ ذیل حضرات بورڈ کے ارکان مقرر کیے گئے:-

نوابزادہ لیاقت علی خاں' چوہدری خلیق الزماں اور حسین امام

مسٹر ایم اے جناح کی کمیٹی آف ایکشن میں تقریر کے بعد ورکنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ایکشن کمیٹی مقرر کرنے کے بعد ایک علیحدہ آل انڈیا سول ڈیفنس کمیٹی تشکیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور ایکشن کمیٹی ہی اُس کا کام کرے گی۔

''ہم دس کروڑ افراد پر مشتمل ایک قوم ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کی اپنی نمایاں تہذیب وتمدن' زبان' ادب' آرٹ طرز تعمیر' نام اور اصطلاحات' اقدار' قوانین' ضابطۂ ہائے اخلاق' رسوم ورواج (کیلنڈر) تاریخ' روایات' رجحانات' خواہشات اور اُمنگیں ہیں مختصر یہ کہ ہمارا نظریۂ حیات اور زندگی بسر کرنے کا طریقہ بالکل علیحدہ اور نمایاں ہے۔ بین الاقوامی قانون کے تمام معیارات اور اصولوں کے مطابق ہم ایک قوم ہیں''

''آزادی کا راستہ پاکستان سے ہو کر گزرتا ہے۔''

''ہم نے انگریزوں اور کانگرس کی ریشہ دوانیوں کے باوجود یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم اپنے حقوق کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔

چند افراد تاریخ کا رخ موڑتے ہیں' بہت کم لوگ دنیا کا نقشہ بدلتے ہیں' مشکل سے کوئی شخص ایک قومی ریاست تشکیل کرنے کا اعزاز حاصل کرتا ہے' محمد علی جناح نے یہ تینوں کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔''[159]

حوالہ جات

-1 مسلم لیگ کا قیام: پس منظر اور جدوجہد مؤلفہ سید شریف الدین پیرزادہ صفحہ 59

-2 (مسلم لیگ کا قیام: پس منظر اور جدوجہد مصنفہ سید شریف الدین پیرزادہ ترجمہ شمیم شاہ آبادی شائع کردہ نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن لاہور 2006ء صفحہ 62)

-3 Evolution of Muslim Political Thought in India: Volume One: From Syed to the Emergence of Jinnah ed. by A.M. Zaidi New Delhi S. Chand & Company 1978, pages 77-90

-4 تاریخ نظریہ پاکستان مؤلفہ پیام شاہجہانپوری' کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور' 1988ء صفحات 152 تا 155

-5 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد سوم' صفحات 393,392

-6 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد اول' صفحات 90,88

-7 Muslim League Documents, Vol-I, 1900-1908, ed. by. Sharif Al Mujahid, Quaid-i-Azam Academy, Karachi 1990, pages 233-235.

-8 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol-I, ed. by. A.M. Zaidi. Delhi, S.Chand & Co, Delhi, 1998. PP. 102-103.

-9 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol-I, ed. by. A.M. Zaidi. Delhi, S.Chand & Co, Delhi, 1988. Pages. 104-117.

-10 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol-I, ed. by. A.M. Zaidi. Delhi, S.Chand & Co, Delhi, 1988. Pages. 122-123-144-145.

-11 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ نور محمد تھند' لوک پنجاب پبلشرز لیہ' 2007ء صفحات 25 تا 26

-12 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Pages 181-190-224-235

-13 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Pages 251-253-296-301

-14 تاریخ مسلم لیگ' مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 52 تا 53 تا 55۔

-15 تاریخ مسلم لیگ' مؤلفہ سید رئیس احمد جعفری' صفحہ 56' بحوالہ تاریخ نظریہ پاکستان مؤلفہ پیام شاہجہانپوری' 1988ء صفحات 160 تا 162

-16 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Page 353

-17 تاریخ مسلم لیگ' مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 66 تا 71

-18 تاریخ مسلم لیگ' مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 62 تا 65

-19 قائداعظم' مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ صفحات 190-193

-20 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Page 404

-21 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Pages 405-411.

-22 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Pages 429-431 see also The Pioneer, Luknow, March 24-26, 1913.

-23 قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔2006ء صفحات 190 تا 193

-24 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi, New Delhi. 1976. Page 432.

-25 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 89 تا 96

-26 Proceedings of the Annual Sessions of the All-India Muslim League held at Agra. Compiled by Syed Wazir Hasan, Hon. Secretary, All-India Muslim League. Published by the All-India Muslim League, Lucknow, 1914 and Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, 1976. Pages 432-433, 484-85

-27 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 97 تا 98

-28 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ انور محمد تصدق، لوک پنجاب پبلشرز لاہور، 2007ء صفحات 78 تا 80

-29 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed. A.M. Zaidi. New Delhi, 1976. pages 532-533.

-30 تاریخ مسلم لیگ مؤلفہ رئیس احمد جعفری صفحات 75-76

-31 گفتار اقبالؒ مرتبہ رفیق افضل، صفحہ 108

-32 علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے سیاسی نظریات مؤلفہ محمد حنیف شاہد، 1976ء صفحات 70-73

-33 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 126-146

-34 حوالہ مذکور 127 تا 130

-35 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.I, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1976. pages 572-574

-36 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 147 تا 167 بقیہ قراردادوں کیلئے ملاحظہ فرمایئے۔ Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1976. pages 74-83

-37 Times of India, September 2, 1918 and Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.2, ed.by A.M. Zaidi, New Delhi, S.chand and co., 1978, pages.113-121.

-38 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی حوالہ مذکور صفحات 170 تا 172

-39 روزنامہ مشرق لاہور 8 اگست 1984ء

-40 تاریخ مسلم لیگ مؤلفہ اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1946ء صفحات 170 تا 173 نیز روزنامہ مشرق 6 اگست 1984ء

-41 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. pages 122,156,172

-42 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. page 173

-43 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 111 تا 112

-44 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. page 229

-45 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ انور محمد تصدق لوک پنجاب پبلشرز لاہور 2007ء صفحات 114 تا 115

-46 قائداعظمؒ مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد: صفحہ 218

-47 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ انور محمد تھند لوک پنجاب پبلشرز لیہ' 2007ء صفحہ 116

-48 The Indian Annual Register, 1920, Part III, pp. 217-221 and Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.2, ed. by A.M. Zaidi. pages 224-25 and 228

-49 تاریخ مسلم لیگ مؤلفہ مرزا اختر حسن' صفحات 178 تا 180

-59 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. page 244

-51 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ انور محمد تھند رلوک پنجاب پبلشرز لیہ' 2007ء صفحات 118 تا 120

-52 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. pages 254-256 and Official Text of the Resolutions, compiled by Syed Zahur Ahmad. Printed at the Students Commercial House, Lucknow, 1922.

-53 Evolution of Muslim Political Thought in India, vol.2, ed. by A.M. Zaidi New Delhi, 1978. pages 257, 265-67. and the Indian Annual Register, 1923, vol.I, Section 2, pp.929-936.

-54 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. page 268

-55 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ انور محمد تھند رلوک پنجاب پبلشرز لیہ' 2007ء صفحات 123 تا 124

-56 Brief Minutes of the Adjourned 15th Session of the All-India Muslim League held at Lahore on the 24th and 25th May, 1924. Printed at the Students Commercial House, Lucknow and Evolution of Muslim Political Thought in India, vol.2 pages 268-69 and 271-278.

-57 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ بمبئی' 1943ء صفحات 272 تا 299

-58 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ انور محمد تھند رلوک پنجاب پبلشرز لیہ' 2007ء صفحہ 127

-59 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. pages 310-317 and Official Record, prepared by Syed Zahur Ahmad, Hon. Secretary. Printed by the Students Commercial House, Lucknow, 1925.

-60 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Two, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. page 318

-61 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ بمبئی' 1943ء صفحات 318 تا 325

-62 Evolution of Muslim Political Thought in India, vol.2, ed. by A.M. Zaidi New Delhi, 1978. pages 367-376)

-63 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Three, ed.by A.M. Zaidi. New Delhi, 1988. page 33

-64 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ بمبئی' 1943ء صفحات 331 تا 337

-65 قائداعظم مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مولفہ پروفیسر محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء' صفحات 262 تا 263

-67 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Three, ed.by A.M. Zaidi New Delhi, 1977. Page, 69-73

-68 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Three, ed.by A.M. Zaidi New Delhi, 1977. Page 74

-69 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ بمبئی' 1943ء صفحات 342 تا 362

-70 Evolution of Muslim Political Thought in India, vol.3, ed.by A.M. Zaidi 1978 pages 82-83, 95-97.

-71 تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 364 تا 373

-72 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Four, ed.by A.M. Zaidi New Delhi, 1978. Page 42

-73 تاریخ مسلم لیگ مؤلفہ مرزا اختر حسن مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 373 تا 381

73-الف فاؤنڈیشنز آف پاکستان مؤلفہ سید شریف الدین پیرزادہ' نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہسٹاریکل اینڈ کلچرل ریسرچ' قائداعظم یونیورسٹی' اسلام آباد' پاکستان' 2007ء' صفحہ 130

-74 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Four, ed. by A.M. Zaidi. 1978. Pages 59-26

-75 تاریخ نظریہ پاکستان صفحہ: 289 بحوالہ علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کو سیاسی نظریات مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات 141-138

-76 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Four, by A.M. Zaidi.1978 pages 83-84

-77 حوالہ مذکور صفحات 84 تا 87

-78 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Four, by A.M. Zaidi.1978 page 93

-79 تاریخ مسلم لیگ مؤلفہ مرزا اختر حسن مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 401 تا 409

-80 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Four, ed. by A.M. Zaidi 1978, pages 107-115

-81 Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. Four. ed. by A.M. Zaidi, New Delhi, 1978. Page 140

-82 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ لور محمد تھدر لوک پنجاب پبلشرز لیہ' 2007ء صفحات 156 تا 157

-83 Evolution of Muslim Political Thought in India, vol. Four, ed. by A.M. Zaidi 1978. pages 151-153; For presidential Address of Mian Abdul Aziz see pages 142-151

-84 Evolution of Muslim Political Thought in India, vol. Four, ed. by A.M. Zaidi 1978. pages 158

-85 تاریخ مسلم لیگ مؤلفہ مرزا اختر حسین ۔ مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1946ء صفحات 410 تا 420

-86 Evolution of Muslim Political Thought In India, vol.Four., ed. by A.M. Zaidi, 1978. pages 183-191

-87 قائداعظم: تقاریر و بیانات' جلد دوم' 1996ء صفحہ 160

-88 حوالہ مذکور' صفحہ 164

-89 حوالہ مذکور' صفحات 106-107

-90 حوالہ مذکور' صفحہ 180

-100 حوالہ مذکور' صفحات 188 تا 189

-101 حوالہ مذکور' صفحات 208 تا 208

-102 حوالہ مذکور' صفحہ 221

-103 قائداعظم' مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد ۔ نشریات' لاہور' 2006ء' صفحات 348 تا 353

-104 کلیات اقبال: بال جبریل مؤلفہ علامہ اقبالؒ۔ صفحہ 130
-105 گفتار قائداعظمؒ مرتبہ احمد سعید: صفحہ 125
-106 حوالہ مذکور صفحہ 126
-107 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم۔ صفحہ 53
-108 پاکستان ناگزیر تھا مؤلفہ سید حسن ریاض، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی کراچی 1982ء صفحہ 183
-109 Evolution of Muslim Political Thought In India, vol.Four., ed. by A.M. Zaidi, 1978. page 206
-110 تاریخ نظریہ پاکستان مؤلفہ پیام شاہجہانپوری صفحہ 237
-111 حوالہ مذکور صفحہ 238
-112 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم صفحہ 92
-113 حوالہ مذکور صفحہ 104
-114 علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ سیاسی نظریات مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ صفحہ 204
-115 حوالہ مذکور۔ صفحہ 206
-116 گفتار قائداعظمؒ: مرتبہ احمد سعید صفحہ 146
-117 حوالہ مذکور۔ صفحہ 149
-118 مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ صفحات 356-357
-119 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم صفحہ 113
-120 گفتار قائداعظمؒ مرتبہ احمد سعید صفحہ 152
-121 حوالہ مذکور صفحہ 167
-122 حوالہ مذکور صفحہ 168
-123 حوالہ مذکور صفحات 168 تا 169
-124 حوالہ مذکور صفحہ 171
-125 حوالہ مذکور صفحہ 178
-126 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم۔ صفحہ 169
-127 کلیات اقبال (اردو) مؤلفہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ۔ صفحہ 332
-128 قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم صفحہ 191
-129 گفتار قائداعظمؒ مرتبہ احمد سعید صفحہ 189
-130 حوالہ مذکور صفحہ 221
-131 تاریخ نظریہ پاکستان مؤلفہ پیام شاہجہانپوری صفحہ 239
-132 حوالہ مذکور صفحہ 242
-133 قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد صفحات 356 تا 380
-134 صدی کی مختصر تاریخ مرتبہ نور محمد۔ صفحہ 176
-135 تاریخ نظریہ پاکستان مولفہ پیام شاہجہانپوری، کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور 1988ء صفحات 305 تا 306
-136 Report of the Inquiry Committee Appointed by the Council of the All India Muslim League to Inquire into Muslim Grievances in Congress Provinces, published by Nawabzada Liaquat Ali Khan, Honorary

Secretary, All India Muslim League 1938, pages 1-2

137- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن۔ مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 421 تا 440

138- قائداعظم، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ نشریات' لاہور۔ صفحات 367 تا 372

139- تاریخ مسلم مرتبہ مرزا اختر حسن مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 447 تا 459

140- Evolution of Muslim Political Thought in India, ed. by. A.M. Zaidi, 1978 Vol.Five, page 45

141- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن۔ مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی 1946ء صفحات 461 تا 471

142- Evolution of Muslim Political Thought in India, ed. by. A.M. Zaidi, 1978 Vol.Five, page 61

143- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' صفحات 478-486

144- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi. 1978. pages 79-84

145- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi. 1978. page 85

146- یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس تاریخی اجلاس میں خطبۂ استقبالیہ سید عبدالعزیز نے پیش کیا اور صدارتی خطبہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ارشاد فرمایا لیکن یہ امر افسوس ناک ہے کہ ملت اسلامیہ کی تین برگزیدہ اور قدآور شخصیات مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک' مولانا شوکت علی اور شاعر اسلام علامہ اقبالؒ اس دار فانی سے کوچ کر عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ یہ مسلمانان عالم کی تاریخ کا ایک عظیم سانحہ تھا جس پر پوری ملت مسلمہ نے ماتم کیا۔ قابل ذکر یہ بات ہے کہ ان زعما کی خدمات پر مسلم لیگ نے مذکورہ بالا جو قراردادیں منظور کیں ان کی تحریک صدر جلسہ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کی۔

Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Five, ed.by A.M. Zaidi, New Delhi, S. Chand & Co., 1978, pages 98-100

147- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم مترجمہ اقبال احمد صدیقی۔ بزم اقبالؒ، لاہور' 1997ء صفحات 275 تا 286 نیز دی سٹار آف انڈیا' 30 دسمبر 1938ء

148- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1946ء صفحات 501 تا 515

149- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن۔ مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1946ء' صفحات 518 تا 529

150- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi, S. Chand & Company, New Delhi. 1978. pages 107-109,111

151- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن۔ مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 421 تا 440

152- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد' نشریات' لاہور' صفحات 367 تا 372

153- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 447 تا 459

154- Evolution of Muslim Political Thought in India, ed. by. A.M. Zaidi,1978 Vol.Five, page 45

155- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن' مکتبہ مسلم لیگ' بمبئی' 1943ء صفحات 461 تا 471

156- Evolution of Muslim Political Thought in India, ed. by. A.M. Zaidi, 1978 Vol. Five, page 61.

157- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 478-486

158- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. Five,ed. by A.M. Zaidi, 1978. pages 79-84

159- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi, 1978. page 85

160- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد دوم مترجمہ اقبال احمد صدیقی۔ بزم اقبالؒ، لاہور 1997ء صفحات 275 تا 286 نیز دی سٹار آف انڈیا، 30 دسمبر 1938ء

161- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن، مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 501 تا 515

162- تاریخ مسلم لیگ مرتبہ مرزا اختر حسن۔ مکتبہ مسلم لیگ، بمبئی 1943ء صفحات 518 تا 529

163- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi 1978. pages 107-109,111

164- Reference Evolution of Muslim Political Thought in India: Vol Five: The Demand for Pakistan, ed, by A.M. Zaidi. New Delhi, S.Chand & Company., 1978. pages 197-198.

165- Reference Evolution of Muslim Political Thought in India: Vol Five: The Demand for Pakistan, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, S.Chand & Co., 1978. pages 197-198.

166- قائداعظمؒ مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مولفہ پروفیسر محمد حنیف شاہد نشریات 2006ء صفحات 398 تا 406

167- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. Five, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi 1978. Pages 214-226

168- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء صفحات 406 تا 407

169- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء صفحات 407 تا 408

170- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. Five, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi 1978. Pages 275-276

171- رپورٹ، شائع کردہ شمس الحسن اسسٹنٹ سیکرٹری مسلم لیگ، دریا گنج دہلی 1945ء نیز قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات، جلد دوم، 1997ء صفحات 465 تا 481

172- Evolution of Muslim Political Thought in India, vol. Five, ed. by A.M. Zaidi New Delhi, 1979, pages 303-310

173- Evolution of Muslim Political Thought in India Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, 1978. Pages 351-358

174- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات، جلد سوم، 1998ء، صفحات 46 تا 56 نیز دی ڈان، 12 اپریل 1942ء

175- Evolution of Muslim Political Thought in India Vol.Five, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, 1978. Pages 365-372

176- Evolution of Muslim Political Thought in India Vol.Six, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, 1979. Page 33

215- دی مارننگ نیوز، 24 اپریل 1943ء

216- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات جلد 3 صفحات 146 تا 176

217- دی سٹار آف انڈیا، 27 اپریل 1943ء

218- Evolution of Muslim Political Thought in India, vol. Six, ed by A.M. Zaidi. 1979. pages 71-86

219- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol.Six.ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, 1979. Pages 87-88
جناب جی ایم سید کے استقبالیہ خطبہ کے لیے ملاحظہ فرمایئے حوالہ مذکورہ بالا صفحات 88 تا 94

220- دی ڈان، 24 دسمبر 1943ء

221- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات، ترجمہ اقبال احمد صدیقی، جلد سوم، بزم اقبال لاہور 1998ء، صفحات 231 تا 250

222- دوسری اور تیسری نشستوں کی کارروائی کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے حوالہ مذکورہ بالا صفحات 112 اور 124

223- Evolution of Muslim Political Thought in India, vol Six., ed. by A.M. Zaidi. S.chand & Co. New Delhi, 1979. Pages 112-113, 118-119, 122-124, 126-127, 132, 138-139-145

224- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات، جلد سوم، 1997ء، صفحہ 344

225- حوالہ مذکور، صفحہ 347

226- حوالہ مذکور، صفحہ 348

227- حوالہ مذکور، صفحہ 350

228- حوالہ مذکور، صفحہ 352

229- حوالہ مذکور، صفحات 354 تا 356

230- حوالہ مذکور، صفحات 358 تا 361

231- حوالہ مذکور، صفحہ 361

232- حوالہ مذکور، صفحات 363 تا 366

233- حوالہ مذکور، صفحات 366 تا 367

234- حوالہ مذکور، صفحات 367 تا 368

235- حوالہ مذکور، صفحات 370 تا 371

236- حوالہ مذکور، صفحات 371 تا 375

237- حوالہ مذکور، صفحہ 376

238- حوالہ مذکور، صفحات 378 تا 379

239- حوالہ مذکور صفحات 379 تا 380

240- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، نشریات، 2006ء، صفحات 445 تا 447

241- تاریخ نظریہ پاکستان، مؤلفہ پیام شاہجہانپوری، 1988ء، صفحات 385 تا 388

242- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان، مولفہ پروفیسر محمد حنیف شاہد، نشریات لاہور 2006ء، صفحات 453 تا 454

243- پاکستان ناگزیر تھا، مؤلفہ سید حسن ریاض، صفحات 391 تا 392

244- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان، مولفہ پروفیسر محمد حنیف شاہد، نشریات لاہور 2006ء، صفحات 449 تا 453

245- قائداعظمؒ، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، نشریات لاہور 2006ء، صفحات 455 تا 457

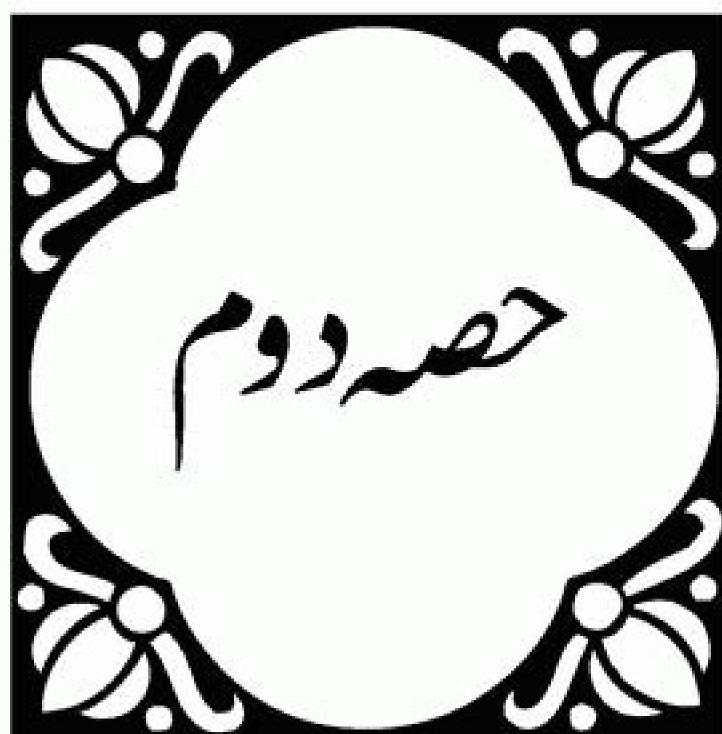
246- تاریخ نظریہ پاکستان، مؤلفہ پیام شاہجہانپوری۔ 1988ء، صفحہ 392

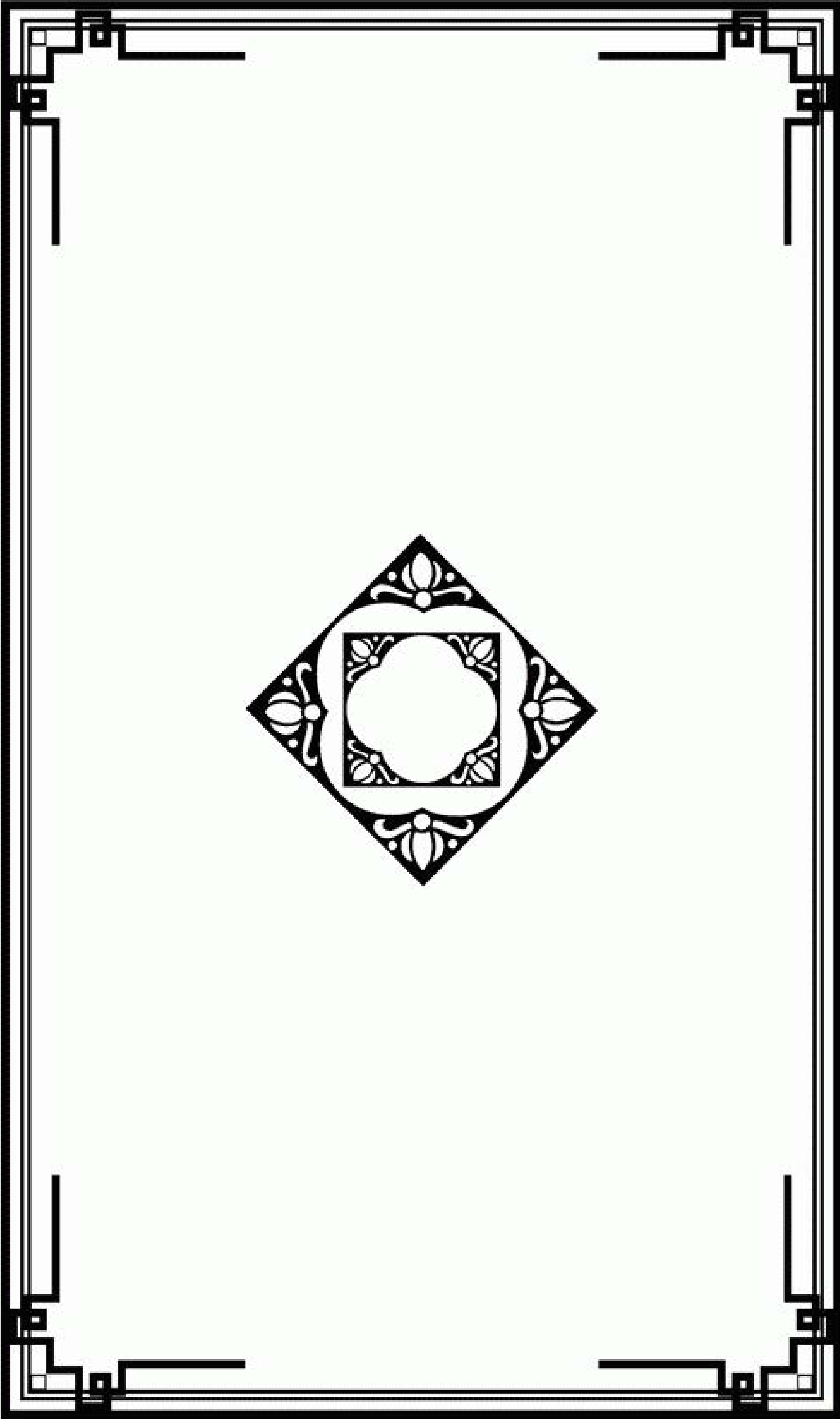
247- قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات، جلد چہارم، 1998ء، صفحہ 17، نیز ڈان، 11 جنوری 1946ء

248- قائداعظمؒ: تقاریر بیانات، جلد چہارم، 1998ء، صفحات 18 تا 20، نیز ڈان 12 جنوری 1946ء

249- تاریخ نظریہ پاکستان، مؤلفہ پیام شاہجہانپوری، 1988ء، صفحات 433 تا 435

249- (الف) قائداعظم مسلم لیگ اورتحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء صفحات 458 تا 470
250- قائداعظم اور اسلام مؤلفہ محمد حنیف شاہد بک مین 2008ء صفحات 63 تا 65 نیز Evolution of Muslim Political Thought in India: Vol Six, Freedom At Last, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, S. Chand & Co, 1979, pages 166-191
251- قائداعظم مسلم لیگ اورتحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء صفحات 475 تا 479
252- قائداعظم، مسلم لیگ اورتحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ نشریات لاہور 2006ء صفحات 479 تا 483
253- تاریخ نظریہ پاکستان مؤلفہ پیام شاہجہانپوری۔ 1988ء صفحات 441 تا 448
254- قائداعظم مسلم لیگ اورتحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء صفحات 494 تا 498
255- تحریک پاکستان مؤلفہ مرزا احمد منور۔ 1992ء صفحات 289 - 300
256- جناح آف پاکستان مؤلفہ سٹینلے والپرٹ نیویارک آکسفورڈ یونیورسٹی پریس 1991ء صفحہ 323
257- قائداعظم: تقاریر و بیانات جلد چہارم صفحات 349 تا 345
258- حوالہ مذکور صفحہ 325
259- قائداعظم: تقاریر و بیانات جلد چہارم صفحہ 355
260- حوالہ مذکور صفحات 356 تا 357 نیز دی ڈان دی ڈیلی گزٹ۔ 10 اگست 1947ء
261- حوالہ مذکور صفحات 357 تا 361
262- حوالہ مذکور صفحات 361 تا 363 نیز اے۔ پی۔ آئی، دی ڈیلی گزٹ، 14 اگست 1947ء
263- حوالہ مذکور صفحات 363 تا 364
264- قائداعظم، مسلم لیگ اورتحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ نشریات لاہور 2006ء صفحات 514 تا 515
265- قرآن مجید فرقان حمید سورہ العنکبوت 29:69
266- قرآن کریم سورہ ابراہیم: 14:12
267- قرآن کریم: سورہ ہود: 11 آیت 88
268- قرآن مجید، سورہ آل عمران 3:13
269- قرآن کریم: سورہ آل عمران 3:26
270- قائداعظم اور اسلام مؤلفہ محمد حنیف شاہد، بک مین لاہور 2001ء صفحہ 103
271- قائداعظم اور اسلام مولفہ محمد حنیف شاہد صفحہ 101
272- قائداعظم اور اسلام مولفہ محمد حنیف شاہد صفحہ 104
273- قائداعظم: تقاریر و بیانات جلد چہارم 1998ء صفحات 453 تا 454
274- Jinnah of Pakistan, by Stanley Wolpert. New York, Oxford University Press, 1989. page vii.
275- قرآن کریم سورہ القدر: 97
276- قائداعظم اور اسلام مؤلفہ محمد حنیف شاہد۔ بک مین 2001ء
277- قائداعظم مسلم لیگ اورتحریک پاکستان مؤلفہ محمد حنیف شاہد نشریات لاہور 2006ء صفحات 500 تا 516


حصہ دوم



سنٹرل کمیٹی، کونسل، ورکنگ کمیٹی اور ایکشن کمیٹی کی رودادیں اور قراردادیں

سنٹرل کمیٹی اور کونسل

آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ میں جہاں اس کے سالانہ اجلاسوں اور اسپیشل اجلاسوں کی تفصیلات کی اہمیت ہے وہاں مسلم لیگ کے آئین کی روشنی میں قواعد وضوابط کے تحت اس کی اہم کمیٹیوں کی تشکیل اور ان کی کارروائیوں کی تفصیل بھی جاننا ضروری ہے۔ ان کمیٹیوں کی رودادیں جانے بغیر مسلم لیگ کی تاریخ سے مکمل آگہی حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔

ابتداء میں صرف آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کمیٹی قائم کی گئی تھی جس نے ابتدائی لیگ کا انتظام و انصرام چلایا۔ اس کمیٹی کے بعد سنٹرل کونسل کا نام سامنے آیا جو بعد ازاں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی شکل اختیار کر گئی اور اس کے بعد ورکنگ کمیٹی کا وجود عمل میں آیا اور آخر میں لیگ کی کمیٹی آف ایکشن کا قیام عمل میں آیا۔

ذیل میں ان تمام کمیٹیوں کے بارے میں مسلم لیگ کے قوانین وضوابط کے تحت اختیارات وفرائض کی تفصیل اختصار کے ساتھ دی جا رہی ہے جس سے ان کمیٹیوں کی ہیت ترکیبی کی بابت آگاہی ہوتی ہے۔

سنٹرل کمیٹی کی تشکیل، فرائض اور اختیارات

آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد وضوابط

دفعہ 17- مسلم لیگ کے مقاصد اور اغراض کو عملی شکل میں لانے کے لئے اور دیگر تعمیلات کے واسطے آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبروں میں سے بکثرت رائے ایک مرکزی (سنٹرل) کمیٹی بنائی جائے گی جن کے ممبروں کی تعداد کم از کم تیس اور زیادہ سے زیادہ چالیس بشمول عہدیداران لیگ ہوگی اور سینٹرل کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب حتی الامکان حصہ رسدی ہر ایک صیغہ سے ہوگا۔

دفعہ 18- سنٹرل کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب بذریعہ بیلٹ کے ہوگا اور جو ممبر بذریعہ بیلٹ ووٹ دینے کے

واسطے جلسہ میں موجود نہ ہوسکیں وہ اپنا تحریری ووٹ تاریخ جلسہ سے کم ازکم تین دن پہلے سیکرٹری کے پاس پہنچادیں گے۔

دفعہ 19-(الف) سنٹرل کمیٹی کے ممبر تین برس کے واسطے منتخب کئے جائیں گے اور مکرر بھی منتخب ہونے کا حق رکھیں گے۔

(ب) اگر کسی سنٹرل کمیٹی کے ممبر کی معیاد ممبری ختم نہیں ہوئی لیکن آل انڈیا مسلم لیگ میں اس کی ممبری کی معیاد ختم ہوچکی ہے تو وہ تاختم معیاد سینٹرل کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کا بھی بہ ادائے فیس سالانہ مندرجہ دفعہ 10 ممبر متصور ہوگا۔

دفعہ 20- آل انڈیا مسلم لیگ کے عہدہ داران مندرجہ دفعہ (25) علاوہ تعداد مقررہ دفعہ 12 سینٹرل کمیٹی کے لئے ایکس آفیشو ممبر اور عہدہ دار ہوں گے۔

دفعہ 21-دفعہ 17 لغایت 20 کے مطابق جو سینٹرل کمیٹی مقرر ہوگی وہ ان تمام اختیارات اور فرائض کو عملی طور پر کام میں لانے کی مجاز ہوگی جو اس دستور العمل میں اس کے واسطے بیان ہوئی ہیں اور جب تک ایسی سنٹرل کمیٹی قائم نہ ہو تب تک آل انڈیا مسلم لیگ ان کاموں کو خود کرتی رہے گی۔

دفعہ 22۔سینٹرل کمیٹی کے پانچ ممبروں کی موجودگی جن میں عہدہ دار بھی شامل ہوں گے کورم متصور ہوگی۔

دفعہ 23۔سینٹرل کمیٹی حسب ذیل طریقہ کارروائی اختیار کرسکے گی۔

(الف) سینٹرل کمیٹی کی طرف سے بذریعہ خط وکتابت ممبران لیگ کی رائے کسی مسئلہ کے متعلق طلب کرکے اس کو کثرت رائے سے فیصلہ کرنا اور وہ تدابیر اختیار کرنا جو فیصل شدہ مقصد کے حصول کے واسطے ضروری ہوں۔

(ب) سینٹرل کمیٹی مجاز ہوگی کہ کسی زیر بحث مسئلہ کو آئندہ مزید غور کے لئے کچھ عرصہ تک ملتوی کردے۔

(ج) اغراض لیگ سے متعلقہ مسائل پر بحث مباحثہ کرنے کے واسطے کسی مناسب جگہ میں مناسب وقت پر سالانہ جلسہ آل انڈیا مسلم لیگ کا منعقد کرنا۔

(د) مذکورہ بالا اغراض سے درمیان سال میں مناسب مقامات پر مناسب وقتوں میں ممبران لیگ کے جلسے کرنا بشرطیکہ کم ازکم ایک خمس ممبران مسلم لیگ سنٹرل کمیٹی نے ایسے جلسوں کے واسطے درخواست کریں یا سنٹرل کمیٹی کے دو ممبر ایسے جلسوں کا بلایا جانا ضروری خیال کریں۔

(ہ) آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس نیز درمیانی جلسوں مندرجہ ذیل ضمن (ج) و (د) دفعہ ہذا میں ممبروں کے سوا کسی اور شخص یا اشخاص کو بحیثیت وزیٹر (visitor) شریک ہونے کی اجازت دینا۔

(و) سنٹرل کمیٹی مجاز ہوگی کہ جلسہ ہائے مندرجہ ضمن (ج) و (د) دفعہ ہذا میں وزیٹری کے واسطے جو مناسب سمجھے فیس داخلہ مقرر کردے یا ان کی تعداد کو محدود یا بعض شرائط کے ساتھ مشروط کردے۔

(ز) سنٹرل کمیٹی مجاز ہوگی کہ پریس کے تمام مقاموں کی کارروائی کی رپورٹ قلمبند کرنے کے لئے فیس داخلہ سے مستثنیٰ کر کے متذکرہ صدر جلسوں میں داخل ہونے کی اجازت دے۔

فرائض سنٹرل کمیٹی

دفعہ 24 سنٹرل کمیٹی کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) جہاں تک ممکن ہو ہر ایک صوبہ میں پراونشل لیگ قائم کرنے کی کوشش کرنا۔

(ب) جو رزولیوشن سنٹرل کمیٹی یا آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں میں منظور کیے گئے ہوں ان رزولیوشنوں کی عملی کامیابی کے واسطے ہمیشہ ضروری کارروائی کرتے رہنا۔

(ج) کل ضروری اور مفید اطلاعیں مقاصد لیگ کے لحاظ سے فراہم کرنا۔

(د) دفعہ 23 ضمن الف میں جن کارروائیوں کا بذریعہ خط و کتابت طے کرنا مناسب سمجھا گیا ہے ان کو حتی الامکان خط و کتابت کے ذریعہ سے طے کرنا۔

(ہ) آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ اور دیگر جلسوں کے کاموں کا اجنڈا ممبران آل انڈیا مسلم لیگ کے پاس بھیجنا اور ان جلسوں کا وقت اور مقام مقرر کرنا۔

(و) سالانہ جلسہ کے واسطے پریذیڈنٹ کا مقرر کرنا۔

رکنیت اور عہدہ سے علیحدہ ہونا

دفعہ 33۔ ہر ایک ممبر و عہدہ دار کو اختیار ہوگا کہ وہ ممبری سے یا عہدہ سے اپنا استعفیٰ پیش کرے۔

دفعہ 34۔ جب سنٹرل کمیٹی کی تین چوتھائی آراء موصولہ کسی ممبر یا عہدہ دار کی نسبت یہ رائے ہو جائے کہ اس کا آل انڈیا مسلم لیگ یا سنٹرل کمیٹی میں شامل رہنا مقاصد آل انڈیا مسلم لیگ کے لئے مضر ہے تو سنٹرل کمیٹی اس ممبر یا عہدہ دار کو اپنا جواب پیش کرنے کا موقع دینے کے بعد اس بات کی مجاز ہوگی کہتا فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ اس ممبر یا عہدہ دار کے ساتھ اپنے تعلقات منقطع کردے اور سنٹرل کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اس

کے بعد اس مسئلہ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری فیصلہ کے واسطے سب سے پہلے موقع پر پیش کردے۔

دفعہ 35۔ جب آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبروں کی تین ربع آرائے موصولہ کسی ممبر یا عہدہ دار کی نسبت یہ ہو جائے کہ اس کی شرکت آل انڈیا مسلم لیگ یا سنٹرل کمیٹی میں مقاصد لیگ کے حق میں مضر ہے تو ایسے ممبر یا عہدہ دار کو اس ممبری یا عہدہ سے علیحدہ کیا جا سکے گا۔

مسلم لیگ کا سرمایہ

دفعہ 36۔ سالانہ اجلاس اور دوسرے جلسوں کے وقت ممبروں اور وزیروں سے جو فیس وصول ہو اور عطیات اور چندے یا دوسری کوئی رقوم جو لیگ یا سنٹرل کمیٹی اپنی کل اغراض یا کسی خاص مقصد کے واسطے وقتاً فوقتاً حاصل اور جمع کرے یہ سب لیگ کا سرمایہ ہوگا۔

دفعہ 37۔ لیگ کا سرمایہ آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے بنگال بنک میں یا اگر کسی جگہ بنگال بنک موجود نہ ہو تو دوسرے کسی بنک میں حسب صوابدید سنٹرل کمیٹی جمع کیا جائے گا اور سیکرٹری کے دستخطوں سے وصول کیا جا سکے گا۔

دفعہ 38۔ (الف) ممبران سنٹرل کمیٹی ہر سال ایک فنانس کمیٹی مقرر کریں گے جو صدر، نائب صدر، سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری کمیٹی کے تین ممبروں سے مرکب ہوگی۔

(ب) فنانس کمیٹی سال بھر کی آمدنی اور خرچ کا بجٹ تیار کرے گی جو سنٹرل کمیٹی میں بعد غور اور ضروری ردوبدل کے منظور کیا جائے گا اور سیکرٹری اس کے مطابق خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔

(ج) فنانس کمیٹی سال تمام پر اصلی آمدنی اور خرچ کا حساب سنٹرل کمیٹی پیش کرے گی جو کسی سند یافتہ فرم آف آڈیٹرس سے جانچ کرایا جائے گا اور سنٹرل کمیٹی میں پیش ہو کر منظور کیا جائے گا۔

(د) فنانس کمیٹی کو اپنی ذمہ داری پر اتفاقیہ ضرورتوں میں منظور شدہ بجٹ سے کسی قدر فاضل خرچ کرنے کا اختیار ہوگا۔ جس کی مقدار منظور شدہ تعداد اوپر دس روپیہ فی صدی سے زیادہ نہیں ہوگی لیکن ایسا زائد خرچ جس قدر جلد ممکن ہو آخری منظوری کے واسطے سنٹرل کمیٹی کی اطلاع میں لایا جائے گا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد اور بائی لاز

دفعہ 39۔ (الف) لیگ کے قواعد میں اضافہ، ترمیم یا تنسیخ صرف دو ثلث ممبران لیگ کی کثرت رائے سے سالانہ اجلاس کے وقت ہو سکے گی۔

(ب) اس قسم کے ہر ایک اضافہ اور تبدیلی کی تحریک ایک ممبر کرے گا اور کم سے کم ایک ممبر اس کی تائید کرے گا۔ محرک اس تحریک کو لکھ کر بدستخط موئدکم سے کم آٹھ ہفتے قبل سالانہ اجلاس کے سیکرٹری کے پاس بھیجے گا اور سیکرٹری کم سے کم پانچ ہفتہ قبل سالانہ اجلاس کے سیکرٹری کے پاس بھیجے گا اور سیکرٹری کم سے کم پانچ ہفتہ قبل سالانہ اجلاس کے اس تحریک کو تمام ممبران لیگ میں شائع کرے گا۔

دفعہ 40۔ سنٹرل کمیٹی کو اپنے کاموں کے حسن انتظام اور نیز لیگ کے ان کاموں کے واسطے جن کے لئے لیگ کے قواعد مروجہ وقت میں کوئی قاعدہ نہیں مقرر کیا گیا ہے بائی لاز بنانے کا حق ہوگا لیکن کوئی ایسا بائی لاز جائز نہیں سمجھا جائے گا جو لیگ کے کسی قاعدہ مسلمہ کے اصل اصول کے ساتھ مخالفت رکھتا ہو۔[1]

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل

آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین اور قوانین مجریہ 1937ء کے تحت آرٹیکل نمبر II کے تحت طے ہوا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک کونسل درج ذیل قوانین کے تحت قائم کی جائے گی۔

(i) کونسل 465 ممبران پر مشتمل ہوگی جن کو صوبائی لیگیں منتخب کریں گی۔ ہر ممبر ایک سال کے لیے منتخب ہوگا اور دوبارہ انتخاب میں حصہ لینے کا اہل ہوگا۔ صوبائی لیگیں لیگ کے سالانہ اجلاس سے ایک سال قبل اپنے نمائندوں کا انتخاب کریں گی۔

(ii) کونسل کے ممبران کی کل تعداد درج ذیل طریقے سے مختلف صوبوں کو الاٹ کی جائے گی۔

دہلی 15 'یوپی 70 'پنجاب 90 'بمبئی 30 'سندھ 25 'مدراس 20 'شمال سرحدی صوبہ 20 'برٹش بلوچستان 5 'بنگال 100 'بہار 30 'اڑیسہ 10 'آسام 25 'سی پی اور برار 20 'اجمیر 5 '

کل تعداد: 465۔

درج بالا تعداد کے علاوہ سنٹرل لیجسلیڈو مرکزی اسمبلی کے تمام ممبران جو لیگ کی کسی بھی شاخ کے ممبر ہوں' کونسل کے ممبر سمجھے جائیں گے۔ تمام صوبائی لیگوں کے سیکرٹری بھی کونسل کے ممبر ہوں گے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے عہدیداران بھی کونسل کے ممبران گنے جائیں گے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے فرائض

(i) لیگ کے اجلاس منعقد کرانا۔

(ii) لیگ کے اجلاس کے لیے صدر کا انتخاب کرنا۔

(iii) لیگ کے مقاصد کی بابت وقتاً فوقتاً قراردادیں منظور کرنا۔

(iv) کونسل میٹنگوں یا لیگ کے اجلاسوں میں کیے گئے فیصلوں پر عمل درآمد کرانا۔

(v) فیصلوں پر عمل درآمد کے لیے سب کمیٹیوں کی تشکیل کرنا۔

(vi) سالانہ اجلاسوں اور کمیٹیوں کی میٹنگ کا طریق کار طے کرنا۔

(vii) ان ممبران کے خلاف اقدام کرنا جو لیگ کے قواعد وضوابط کی نفی کریں۔

(viii) آل انڈیا مسلم لیگ سے ایسی صوبائی لیگوں کے الحاق کو ختم کرنا جو لیگ کے مقاصد اور احکامات کے خلاف عمل کریں۔

(ix) کونسل چاہے تو لیگ کے اعزازی سیکرٹری کو بعض شرکاء کے ساتھ کوئی بھی اختیار سونپ سکتی ہے۔

(x) کونسل آل انڈیا مسلم لیگ کا کوئی بھی خاص اجلاس منعقد کر سکتی ہے۔

(xi) سال میں کم ازکم 4 میٹنگیں ہوں گی اور کورم کے لیے کم ازکم 30 ممبران کی موجودگی ضروری ہوگی۔

(xii) سالانہ اجلاس میں قراردادیں پیش کرنے کے لیے کونسل سبجیکٹس کمیٹی کا کردار ادا کرے گی۔

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی

آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد وضوابط کے تحت آرٹیکل 14 کے مطابق ایک ورکنگ کمیٹی ہوگی جو 21 ممبران پر مشتمل ہوگی جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر اور سیکرٹری بھی شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر نامزد کرے گی جو کونسل ممبران میں سے ہوگی۔ آرٹیکل 23 اور 24 کے مطابق اس کے اجلاس کے انعقاد صدر لیگ کی صوابدید پر منحصر ہوں گے اور میٹنگ کے کورم کی تعداد عہدیداران کے بغیر کم ازکم 5 ارکان پر مشتمل ہوگی۔

آرٹیکل 25 کے تحت ورکنگ کمیٹی کی تمام قراردادیں لیگ کونسل کی منظوری کی پابند ہوں گی۔

آرٹیکل 28 کے تحت ورکنگ کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں قراردادیں منظور کرے اور لیگ کے مقاصد اور مطمع نظر کی بابت کونسل کی منظور کردہ قراردادوں پر غور کرے اور اپنے اجلاسوں میں انہیں منظور کرے اور ان پر عمل درآمد کرائے۔ ورکنگ کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ وہ ضروری عملدرآمد کے لیے سب کمیٹیاں قائم کر سکے اور لیگ اور کونسل کی طرف سے تفویض کیے گئے اختیارات کے مطابق فرائض انجام دے۔[2]

آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کمیٹی

علیگڑھ' 7 جون' 1908ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کمیٹی کا اجلاس علیگڑھ میں 7 جون' 1908ء کو منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس امرتسر میں منعقد کیا جائے گا اور اس سلسلے میں سید امیر علی کو اجلاس کی صدارت کے لئے درخواست کی جائے[3]۔

☆☆☆

علیگڑھ' 9 اگست' 1908ء

اہم اُمور پر غور

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کمیٹی کی میٹنگ 9 اگست' 1908ء کو علیگڑھ میں منعقد ہوئی جس میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں نمائندگی' مسلمان ججوں کی تعیناتی مشرقی بنگال اور آسام کے ہائی کورٹس میں مسلم ججوں کی تعیناتی جیسے مطالبات پر زور دیا گیا اور تقسیم بنگال کے خلاف تحریک پر اظہار تشویش کیا گیا[4]۔

☆☆☆

علیگڑھ' 15 نومبر' 1908ء

صوبائی لیگوں کا قیام

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کمیٹی کی میٹنگ 15 نومبر' 1908ء کو علیگڑھ میں منعقد ہوئی جس میں کمیٹی کے سیکرٹری نے مشرقی بنگال' بہار اور دکن میں صوبائی لیگوں کے قیام کی اطلاع دی اور یہ بھی مطلع کیا کہ مدراس میں بھی لیگ کے قیام کی کوششیں کی جارہی ہیں[5]۔

☆☆☆

علیگڑھ' 12 ستمبر' 1909ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کمیٹی کی میٹنگ 12 ستمبر' 1909ء کو علیگڑھ میں منعقد ہوئی[6]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 13 مارچ' 1910ء

آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کونسل کی اگلی میٹنگ 13 مارچ' 1910ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوئی۔ (اس کا سابقہ نام سنٹرل کمیٹی تھا۔)[7]

☆☆☆

علیگڑھ' 24 اپریل' 1910ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا اجلاس 24 اپریل' 1910ء کو علیگڑھ میں منعقد ہوا جس کی صدارت سر تصدق رسول خان نے کی۔[8]

☆☆☆

لکھنؤ' 24 اکتوبر' 1910ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 24 اکتوبر' 1910ء کو منعقد ہوا۔[9]

☆☆☆

لکھنؤ' 20 نومبر' 1910ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 20 نومبر' 1910ء کو منعقد ہوا۔[10]

☆☆☆

23 جولائی' 1911ء

وقف علی الاولاد بل

آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کونسل کا اجلاس 23 جولائی' 1911ء کو منعقد ہوا جس میں قائداعظم محمد علی جناح ؒ کے وقف علی الاولاد بل پر بحث کی گئی۔ مسٹر ظہور احمد' سیکرٹری' آل انڈیا مسلم لیگ کو درخواست کی گئی کہ وہ کونسل میٹنگ میں بیان کی گئی آراء کا 'ڈرافٹ' تیار کریں۔[11]

☆☆☆

لکھنؤ' 18 اگست' 1911ء

سر محمد تصدق کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 18 اگست' 1911ء کو منعقد ہوا۔[12]

لکھنؤ' 7 اکتوبر' 1911ء

برقی پیغامات پر غور

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا ہنگامی اجلاس 7 اکتوبر' 1911ء کو لکھنؤ میں سید نبی اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سر آغا خان اور آل انڈیا مسلم لیگ کی لندن برانچ کے برقی پیغامات کی روشنی میں ٹریپولی پر اٹلی کے حملے کے بارے میں غور وخوض کیا گیا[13]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 5 نومبر' 1911ء

آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کونسل اجلاس لکھنؤ میں 5 نومبر' 1911ء کو مولوی محمد قاسم کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کے انتظامات کے بارے میں لائحہ عمل طے کیا گیا[14]۔

☆☆☆

15 دسمبر' 1911ء

وقف لاء بل

آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کونسل کا اجلاس سید نبی اللہ کی صدارت میں 15 دسمبر' 1941ء کو منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں قائداعظم محمد علی جناح کے وقف بل سے متعلقہ بل پر مزید غور کیا گیا۔ کونسل نے حکومت پر زور دیا کہ وہ اس میں ترمیم کے بعد اس بل کو جلد از جلد قانونی شکل دے[15]۔

☆☆☆

24 دسمبر' 1911ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا اجلاس 24 دسمبر' 1911ء کو سید نبی اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا[16]۔

☆☆☆

21 فروری' 1912ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی سنٹرل کونسل کا اجلاس 21 فروری' 1912ء کو سید نبی اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا[17]۔

☆☆☆

حوالہ جات

1- (مسلم لیگ ڈاکومینٹس (انگریزی)، جلد اول 1900ء تا 1908ء مرتبہ شریف المجاہد۔ قائداعظم اکیڈمی کراچی 1990ء صفحات 239 تا 256)

آل انڈیا مسلم لیگ قواعد و ضوابط (منظور کردہ سپریم ینٹیو کمیٹی مجوزہ ریزولیشن نمبر 3 اجلاس 29، 30 دسمبر 1907ء بمقام کراچی) (حسب الحکم نواب وقار الملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب، آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ) علی گڑھ: مطبع احمدی 1908ء)

2- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) ed. Prof. Dr. Riaz Ahmad, National Institute of Historical and Cultural Research, Centre of Excellence, Quaid-Azam University, Islamabad, 2006, pp.276-282

3- Ibid., p.4

4- Ibid.

5- Ibid.

6- Ibid., p.7

7- Ibid., p.8

8- Ibid., pp.10-8

9- Ibid., p.8

10- Ibid.

11- Ibid., p.9

12- Ibid.

13- Ibid.

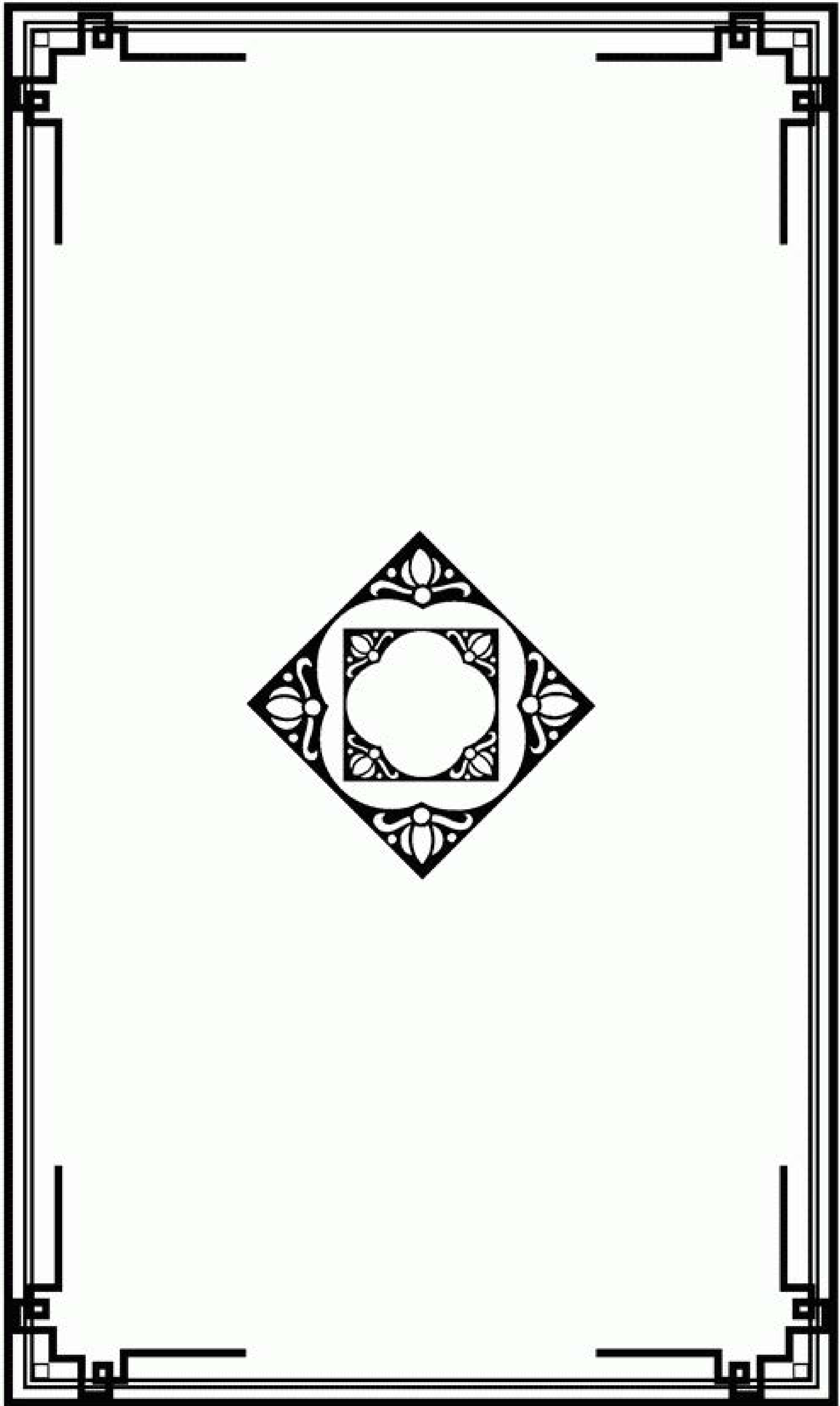
14- Ibid., p.10

15- Ibid.

16- Ibid.

17- Ibid.


حصہ سوم



حصہ سوم

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل

8 دسمبر' 1912ء

قائداعظم محمد علی جناح کو دعوت

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 8 دسمبر' 1912ء کو منعقد ہوا جس کے جنرل سیکرٹری' سید وزیر حسن نے قائداعظم محمد علی جناح ؒ کو درخواست کی کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے آئندہ اجلاس میں شرکت کریں۔ اس وقت قائداعظم ؒ مسلم لیگ کے ممبر نہیں تھے لیکن ان کی آئینی معاملات پر مہارت کے پیش نظر کونسل میٹنگ میں ان کو مدعو کیا گیا تھا[1]۔

☆☆☆

بانکی پور' 31 دسمبر' 1912ء

سر آغا خان کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 31 دسمبر 1912ء کو منعقد ہوا۔ ایک قرارداد کے ذریعے مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد تجویز کیے گئے۔

1- تاج برطانیہ کے لیے ہندوستانیوں میں تابعداری کے جذبات پیدا کرنا۔

2- ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی اور دیگر حقوق اور ان کے مفادات کا تحفظ اور ان کی پیروی کرنا۔

3- ہندوستان کی دیگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کی دوستی اور اتحاد بڑھانا۔

4- ہندوستان کے لیے موزوں آئینی طریقے سے پہلے سے طے شدہ مقاصد کو ضعف پہنچائے بغیر ہندوستان کے لیے موزوں آئینی طریقے سے موجودہ طرز حکمرانی میں دیگر قوموں کے تعاون کے ساتھ قومی یکجہتی اور عوامی جذبہ کے ساتھ بتدریج اصلاحات کے ذریعے حکومت خود اختیاری حاصل کرنا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے واشگاف الفاظ میں یہ واضح فرمایا کہ ایسا نظام خود اختیاری حکومت (Self-Government) جس کی بنیاد نو آبادیاتی نظام Colonial Lines پر ہو ہندوستان کے لیے کسی صورت میں موزوں نہیں ہے۔ کیونکہ جن ممالک میں یہ نظام رائج ہے وہاں صورت حال بالکل جدا اور مختلف ہے۔

اس اجلاس کا اہم پہلو یہ تھا کہ اس میں قائداعظم محمد علی جناح بطور خصوصی مندوب شریک ہوئے۔اس میٹنگ میں قائداعظم کی تجویز پر کافی غوروخوض کے بعد طے ہوا کہ "ہندوستان کے لئے موزوں حکومتِ خوداختیاری" آئندہ کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کا مقصد ہوگا[2]۔

☆☆☆

لکھنؤ‘ 19 جنوری‘ 1913ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کا فیصلہ کرنے کے لئے لکھنؤ میں منعقد ہوا جس میں میاں محمد شفیع کو بطور صدر نامزد کیا گیا[3]۔

☆☆☆

لکھنؤ‘ 9 ستمبر‘ 1913ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس مولوی احتشام علی کی صدارت میں 9 ستمبر‘ 1913ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوا[4]۔

☆☆☆

لکھنؤ‘ 19 ستمبر‘ 1913ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 19 ستمبر‘ 1913ء کو لکھنؤ میں سید نبی اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا[5]۔

☆☆☆

آگرہ‘ 29 دسمبر‘ 1913ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 29 دسمبر‘ 1913ء کو آگرہ میں منعقد ہوا[6]۔

☆☆☆

لکھنؤ‘ 30 جولائی‘ 1914ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 30 جولائی‘ 1914ء کو منعقد ہوا۔اس میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ لیگ کی ہر صوبائی برانچ اپنے معاملات کی خود ذمہ دار ہوگی[7]۔

☆☆☆

لکھنؤ 7 فروری 1915ء

قائداعظمؒ کا مسلم لیگ کونسل میں انتخاب

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 7 فروری 1915ء کو منعقد ہوا جس میں قائداعظم محمد علی جناحؒ، سر ابراہیم رحمت اللہ مدراس کے نواب سید محمد اور نواب میر اسد علی خان کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا۔ 15 فروری کو آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری سر وزیر حسن نے قائداعظمؒ کو خط کے ذریعے درخواست کی کہ وہ کونسل کے 27-28 مارچ 1915ء میں منعقد ہونے والے آئندہ اجلاس میں شریک ہوں جس میں قائداعظمؒ نے سر وزیر حسن کو جواب میں کہا کہ یہ تاریخیں ان کے لئے موزوں نہیں لہذا کوئی اور تاریخیں مقرر کی جائیں۔ وزیر حسن نے قائداعظمؒ کی تجویز قبول کر لی لہذا کونسل کا اگلا اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا[8]۔

☆☆☆

بمبئی 25 اپریل 1915ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 25 اپریل 1915ء کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کو منعقد کرانے کی تجویز قائداعظم محمد علی جناحؒ نے دی تھی[9]۔

☆☆☆

لکھنؤ 10 نومبر 1915ء

قائداعظمؒ کی تجویز

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 10 نومبر 1915ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوا جس میں دسمبر 1915ء میں بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے منعقد ہونے والے سالانہ اجلاس کے انتظامات کے بارے میں غور کیا گیا۔ میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ اس اجلاس میں مسٹر مظہر الحق کو صدارت کے لئے کہا جائے۔ اس اجلاس میں قائداعظمؒ کی اس تجویز پر کہ اجلاس بمبئی میں منعقد کیا جائے، پر 49 ممبران نے حق میں ووٹ دیا جبکہ 13 ممبران نے مخالفت میں ووٹ دیا[10]۔

☆☆☆

10 اکتوبر 1916ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ منعقدہ 10 اکتوبر 1916ء کو فیصلہ کیا گیا کہ قائداعظم محمد علی جناح کو لکھنؤ میں منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کے لئے صدر منتخب کیا جائے[11]۔

☆☆☆

لکھنؤ 18 فروری 1917ء

تعزیتی ریزولیشن

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کی ہنگامی میٹنگ سید نبی اللہ کی صدارت میں لکھنؤ میں 18 فروری 1917ء کو منعقد ہوئی جس میں نواب وقار الملک بہادر کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا[12]۔

☆☆☆

لکھنؤ 6 مئی 1917ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 6 مئی 1917ء کو منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ راجہ صاحب آف محمود آباد، مسٹر مظہر الحق اور قائداعظم محمد علی جناح پر مشتمل آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک وفد برطانیہ کا سرکاری دورہ کرے[13]۔

☆☆☆

بمبئی 28-29 جولائی 1917ء

مشترکہ عرضداشت

آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا مشترکہ اجلاس 28-29 جولائی 1917ء کو بمبئی میں منعقد ہوا تاکہ وائسرائے اور سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہند کو پیش کرنے کے لئے مشترکہ عرضداشت تیار کی جائے[14]۔

☆☆☆

لکھنؤ 28 اگست 1917ء

لکھنؤ میں سید نبی اللہ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 28 اگست 1917ء کو منعقد ہوا[15]۔

لکھنؤ ' 20 ستمبر' 1917ء

سید نبی اللہ کی صدارت میں لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی 'سپیشل' میٹنگ 20 ستمبر' 1917ء کو منعقد ہوئی[16]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 26 ستمبر' 1917ء

جوہر و شوکت کی رہائی میں تاخیر

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ہنگامی اجلاس 26 ستمبر' 1917ء کو سید نبی اللہ کی صدارت میں لکھنؤ میں منعقد ہوا جس میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی رہائی میں تاخیر پر احتجاج کیا گیا[17]۔

☆☆☆

الہ آباد' 5 اکتوبر' 1917ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ راجہ صاحب محمود آباد کی صدارت میں الٰہ آباد میں منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس کلکتہ میں منعقد کیا جائے[18]۔

☆☆☆

الہ آباد' 6 اکتوبر' 1917ء

کانگرس لیگ مشترکہ اجلاس

الہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا مشترکہ اجلاس کانگرسی رہنما موتی لعل نہرو کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مرکزی کردار ادا کیا[19]۔

☆☆☆

15 نومبر' 1917ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا غیر معمولی اجلاس سید نبی اللہ کی صدارت میں 15 نومبر' 1917ء کو منعقد ہوا[20]۔

☆☆☆

کلکتہ' 29 دسمبر' 1917ء

راجہ صاحب محمود آباد کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس کلکتہ میں 29 دسمبر' 1917ء کو منعقد ہوا۔[21]

☆☆☆

لکھنؤ' 9 جون' 1918ء

منشی احتشام علی کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 9 جون' 1918ء کو منعقد ہوا۔[22]

☆☆☆

لکھنؤ' 28 جولائی' 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس راجہ صاحب محمود آباد کی صدارت میں لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں اصلاحات کے بارے برطانوی پروگرام کے متعلق غور و خوض کیا گیا۔[23]

☆☆☆

لکھنؤ' کیم اگست' 1918ء

سید نبی اللہ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں کیم اگست' 1918ء کو منعقد ہوا۔[24]

☆☆☆

لکھنؤ' 9 اگست' 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ایک ہنگامی اجلاس لکھنؤ میں 9 اگست' 1918ء کو منعقد ہوا جس کی صدارت سید نبی اللہ نے کی۔[25]

☆☆☆

29-30 اگست' 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بمبئی میں سر فاضل اتچ کریم بھائی ابراہیم کی صدارت میں 29-30 اگست' 1918ء کو منعقد ہوا۔[26]

لکھنؤ' 24 نومبر' 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ لکھنؤ میں 24 نومبر' 1918ء کو منعقد ہوئی جس میں لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا[27]۔

☆☆☆

28-30 دسمبر' 1918ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 28-30 دسمبر' 1918ء کو کونسل کے ممبران کا انتخاب کرنے کے لئے منعقد ہوا[28]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 20 اپریل' 1919ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ لکھنؤ میں ' 20 اپریل' 1919ء کو منعقد ہوئی[29]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 18 جولائی' 1919ء

ترکی

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 18 جولائی' 1919ء کو منعقد ہوا جس میں امن کانفرنس کے دوران ترکی کے خلاف عیسائیوں کے رویے کے خلاف احتجاج کیا گیا[30]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 27 جولائی' 1919ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 27 جولائی' 1919ء کو لکھنؤ میں کونسل کے ممبران کی منظوری دینے کے لئے منعقد ہوا[31]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 19 اگست' 1919ء

ترکی

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں' 19 اگست' 1919ء کو ترکی پر زبردستی امن معاہدہ

مسلط کرنے کے خلاف احتجاج کرنے کیلئے منعقد ہوا[32]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 31 اکتوبر' 1919ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ' 31 اکتوبر' 1919ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا[33]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 29 نومبر' 1919ء

ترکی

لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 29 نومبر' 1919ء کو منعقد ہوا جس میں جنگ عظیم کے بعد امن کانفرنس میں ترکی کی پوزیشن کے بارے میں غور و خوض کیا گیا[34]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 7 دسمبر' 1919ء

ترکی

لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 7 دسمبر' 1919ء کو منعقد ہوا جس میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ابھی تک بڑی طاقتوں اور ترکی کے درمیان کوئی تسلی بخش معاہدہ طے نہیں پا سکا[35]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 18 جولائی' 1920ء

ترکی

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس لکھنؤ میں 18 جولائی' 1920ء کو منعقد ہوا جس میں امن کانفرنس کے دوران ترکی کے خلاف عیسائیوں کے رویے کے خلاف احتجاج کیا گیا[36]۔

☆☆☆

کلکتہ' 17 دسمبر' 1920ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منشی احتشام علی کی صدارت میں کلکتہ میں 17 دسمبر' 1920ء کو منعقد ہوا[37]۔

☆☆☆

الہ آباد' 27 اکتوبر' 1921ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 27 اکتوبر' 1921ء کو الٰہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس طے کرنے کے حوالے سے منعقد ہوا[38]۔

☆☆☆

الہ آباد' 26-28 دسمبر' 1921ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ 26-28 دسمبر' 1921ء کو الٰہ آباد میں منعقد ہوئی جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کے انتظامات کے بارے میں غور کیا گیا[39]۔

☆☆☆

15-16 مارچ' 1923ء

قائداعظم کی صدارت میں لیگ کونسل کا اجلاس

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی صدارت میں 15-16 مارچ' 1923ء کو منعقد ہوا۔ ناگ پور سے مسٹر ایم زیڈ شریف نے مسٹر ظہور احمد سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو لکھا کہ "مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم نو کرنے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں جو کہ موجودہ حالات میں اس لئے بھی بہت ضروری ہے کہ مسلمان ہندوستان میں اپنے تحفظ کیلئے آواز بلند کر سکیں"[40]۔

☆☆☆

دہلی' 15-16 مارچ' 1924ء

قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں 15-16 مارچ' 1924ء کو منعقد ہوا[41]۔

☆☆☆

بمبئی' 23 مئی' 1924ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بمبئی میں قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی صدارت میں 23 مئی' 1924ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں ممبران کی تعداد 44 تک پہنچ گئی[42]۔

دہلی' 13 مارچ' 1927ء

قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں 13 مارچ 1927ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں 24 ممبران نے شرکت کی[43]۔

دہلی' 20 نومبر' 1927ء

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں 20 نومبر 1927ء کو منعقد ہوا[44]۔

☆☆☆

دہلی' 26 فروری' 1928ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں دہلی میں 26 فروری' 1928ء کو منعقد ہوا[45]۔

☆☆☆

دہلی' 12 نومبر' 1928ء

نہرو رپورٹ پر غور

راجہ صاحب آف محمود آباد کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں 12 نومبر 1928ء کو منعقد ہوا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں نہرو رپورٹ پر غور کیا گیا۔ فیصلہ کیا گیا کہ نہرو رپورٹ کے بارے میں حتمی فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ کے دسمبر میں ہونے والے آئندہ سالانہ اجلاس میں کیا جائے گا[46]۔

☆☆☆

دہلی' 3 مارچ' 1929ء

کلکتہ میں ہونے والا آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس اس لیے ختم کر دیا گیا تھا کہ اس میں نہرو رپورٹ کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہ کیا جا سکا۔ تاہم قائداعظم محمد علی جناحؒ کی کوششوں سے مسلم لیگ کے دفتر میں جناح لیگ اور دہلی کانفرنس سیکشن کا نمائندہ اجلاس منعقد ہوا۔

اس موقع پر تین طرح کی تجاویز سامنے آئیں۔ دہلی مسلم کانفرنس کے وفد کی خواہش تھی کہ آل انڈیا مسلم

لیگ دہلی کانفرنس کی قرارداد کو مکمل طور پر قبول کر لی جائے جبکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک سیکشن کا خیال تھا کہ مسلم لیگ کے سپیشل سیشن تک اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ تیسرا سیکشن جو دونوں اطراف کے اعتدال پسند اشخاص پر مشتمل تھا اس کا خیال تھا کہ سمجھوتہ کر لیا جائے اور نمائندہ کمیٹی کے لیے سمجھوتے کا ڈرافٹ رہنے دیا جائے۔

اس اجلاس میں درج ذیل حضرات موجود تھے۔

علی برادران' مولوی محمد یعقوب' سید مرتضیٰ' شاہ محمد زبیر' مسٹر شیروانی' مسٹر فضل رحمت اللہ' مسٹر قدوائی' مسٹر یامین خان' مسٹر عبدالمتین چوہدری' حاجی عبداللہ ہارون' مسٹر داؤد غزنوی' مولانا عبدالرحمن' سید عبداللہ' محمد صدیق' مولوی کفایت اللہ اور مولوی عبدالعزیز۔[47]

دہلی' 28 مارچ' 1929ء

قائداعظمؒ کے 14 نکات پر قرارداد

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں 28 مارچ' 1929ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظمؒ نے 14 نکات کے حوالے سے قرارداد پیش کی تاکہ ہندوستان کی متوقع آئینی اصلاحات کے بارے میں مسلم لیگ کی پالیسی اور پروگرام کے حوالے سے مختلف نکتہ نظر کو بھی شامل کیا جا سکے[47-A]۔

(بعدازاں آنے والے سالوں میں یہ نکات مسلم لیگ کی قرارداد لاہور کے منظور کیے جانے تک آل انڈیا مسلم لیگ کے منشور کے حوالے سے پہچانے جانے لگے۔ دراصل قیام پاکستان کا یہی نکتہ آغاز تھا)۔

اس اجلاس میں قائداعظمؒ کا بیان تقسیم کیا گیا جس میں 1924ء سے فرقہ وارانہ تصفیہ (Communal Settlement) کے حوالے سے قیل و قال (مباحثے) کی تفصیل تھی۔ اس بیان پر بحث کے بعد لیگ سیشن کے اختتام کا اعلان کیا گیا اور کونسل کو ہدایت کی گئی کہ وہ مئی سے پہلے اجلاس بلائے۔

جناح کونسل لیگ اور شفیع لیگ کے اختلافات ابھر کا سامنے آئے لیکن اس موقعہ پر شفیع لیگ نے اعلان کر دیا کہ اگر قائداعظمؒ کے ڈرافٹ میں دہلی کانفرنس کی قرارداد کی حمایت ہے تو ہم جناح لیگ سے تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے۔

آخر میں جناح لیگ کونسل نے درج ذیل سات حضرات کی کمیٹی کی تشکیل کی تاکہ وہ قائداعظمؒ کے ڈرافٹ ریزولیوشن پر غور کرے اور اسے لیگ کے آئندہ کھلے اجلاس میں پیش کرے۔

1- قائد اعظم محمد علی جناح 2- مولانا ابوالکلام آزاد 3- مولانا محمد علی جوہر

4- ملک برکت علی 5- نواب محمد اسمٰعیل خان 6- ڈاکٹر شفاعت احمد خان

7- ڈاکٹر سیف الدین کچلو[47-B]

قائد اعظم محمد علی جناح کے ڈرافٹ ریزولیشن میں مستقبل میں کی جانے والی آئینی اصلاحات کے حوالے سے آل انڈیا مسلم لیگ کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے تفصیلی تجاویز پیش کی گئیں جن کا ذیل میں مختصراً ذکر کیا جارہا ہے:

کلکتہ میں 1928ء کی آل پارٹیز کانفرنس کی سفارشات کو رد کرتے ہوئے آل انڈیا مسلم لیگ بڑے غوروخوض کے بعد قرار دیتی ہے کہ مسلم انڈیا مستقبل میں ہندوستان کی آئینی حکومت کے حوالے سے ایسی کسی سکیم کو قبول نہیں کرے گا جب تک مسلمانوں کے درج ذیل بنیادی حقوق اور تحفظات کی ضمانت نہیں دی جاتی۔

1- یہ کہ مستقبل کا آئین وفاقی ہو جس میں صوبوں کو اپنے اختیارات حاصل ہوں۔

2- سارے صوبوں کے لئے حق خود اختیاری کا یکساں نظام ہو۔

3- تمام قانون ساز اور دیگر انتخابی ادارے طے شدہ اصول کے تحت قائم کیے جائیں جن میں اقلیتوں کو موثر نمائندگی حاصل ہو اور یہ کہ کسی بھی صوبے میں اکثریت کو اقلیت یا برابری کی سطح پر نہ لایا جائے۔

4- مرکزی قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

5- کمیونل گروپوں کی نمائندگی حسب معمول جداگانہ نیابت کی بنیاد پر ہوگی لیکن کسی بھی قوم کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی وقت جداگانہ نیابت چھوڑ کر مخلوط انتخابات اختیار کر سکتی ہے۔

6- کسی بھی وقت ضروری علاقائی ردوبدل کے موقع پر پنجاب، بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبے کی مسلم اکثریت کو ضعف نہ پہنچے۔

7- ساری اقوام کو ہر قسم کی مذہبی آزادی کی ضمانت دی جائے۔

8- کسی بھی قانون ساز یا انتخابی ادارے میں ایسا بل یا قرارداد پاس نہیں کی جائے گی جس کی کسی بھی قوم کے تین چوتھائی ممبران مخالفت کریں۔

-9 سندھ کو بمبئی پریذیڈنسی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

-10 دوسرے صوبوں کی طرح شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔

-11 دیگر ہندوستانیوں کی طرح آئین میں تمام محکموں میں مسلمانوں کے موزوں حصے کی شق رکھی جائے۔

-12 آئین میں مسلمانوں کی ثقافت کے تحفظ کی ضمانت کے ساتھ ساتھ ان کے مذہب' تعلیم' زبان' پرسنل لاء اور مسلم خیراتی اداروں کو بھی تحفظ حاصل ہو۔

-13 کسی بھی مرکزی یا صوبائی کابینہ میں ایک تہائی مسلمان وزیر لئے جائیں۔

-14 فیڈریشن کے صوبوں کی مرضی کے بغیر مرکزی دستور ساز اسمبلی آئین میں تبدیلی کی مجاز نہیں ہوگی۔

ڈرافٹ ریزولیوشن میں درج بالا شق کے متبادل کے طور پر یہ بھی کہا گیا کہ مسلمان اس وقت تک مخلوط انتخاب کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک حقیقی معنوں میں سندھ کو بمبئی سے علیحدہ نہیں کیا جاتا اور شمال مغربی سرحدی صوبے اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کی طرح اصلاحات نافذ نہیں کی جائیں۔

مزید یہ کہ مختلف صوبوں میں مسلمان آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے نشستیں مختص کی جائیں لیکن جہاں کہیں مسلمان اقلیت میں ہیں' وہاں وہ اپنی آبادی سے زیادہ نشستوں پر انتخاب نہیں لڑیں گے۔ 47-C



دہلی' 9 فروری' 1930ء

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں اس اہم کونسل میٹنگ کا خاصہ یہ تھا کہ اس میں نہرو رپورٹ کو رد کیا گیا اور وائسرائے کے اعلان کی توصیف کی گئی گزشتہ سال لیگ کے دہلی سیشن میں بدمزگی کی وجہ سے لیگ اجلاس ختم ہونے کے بعد یہ پہلا لیگ کونسل کا اجلاس تھا جس میں درج ذیل حضرات نے شمولیت کی۔

-1 سر عبدالقیوم

-2 مولوی محمد یعقوب

-3 مسٹر عبدالمتین چوہدری

-4 راجہ غضنفر علی خاں

5- مسٹر محمد رفیق

6- مسٹر عبدالقادر صدیق

7- مسٹر طفیل احمد

8- مسٹر عبدالحق

9- سر ذوالفقار علی خاں

10- نواب شجاعت علی

11- مسٹر ایس ایم عبداللہ

وائسرائے کا اعلامیہ

کونسل نے ہندوستان کو ڈومینین سٹیٹس دینے کی پالیسی کے حوالے سے وائسرائے کے اعلان پر تسلی کا اظہار کیا جس میں ہندوستانی نمائندوں اور راجگان کو برطانوی حکومت سے ملاقات کرنے کا نظر ثانی شدہ طریق کار وضع کیا گیا تھا۔

کونسل نے امید ظاہر کی کہ برطانوی حکومت ہندوستانی نمائندوں کے چناؤ کے وقت مسلمان نمائندوں کو بھی دعوت ملاقات دے گی۔

کونسل نے مزید مطالبہ کیا کہ مجوزہ کانفرنس جلد سے جلد بلوائی جائے اور اس کی تاریخ کا فیصلہ مزید تاخیر کیے بغیر کر دیا جائے۔

نہرو کمیٹی مسترد

کونسل نے نہرو کمیٹی کو سختی سے مسترد کر دیا اور اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کمیٹی کی تجاویز ملک کے مفاد میں نہیں اور نہ ہی مجوزہ آئین میں مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کا خیال رکھا گیا ہے۔

کونسل نے مزید کہا کہ ہندوستان کے مسلمان ایسے آئین کو قبول نہیں کرینگے جس میں دیگر صوبوں کی طرح شمال مغربی سرحدی صوبہ کو بھی یکساں درجہ نہ دیا گیا ہو۔[48]

کمیونل ایوارڈ

کونسل نے برطانوی اور ہندوستان کی حکومتوں سے مستقبل کی صوبائی اور مرکزی دستور ساز اسمبلیوں میں مسلمانوں کی جلد از جلد نمائندگی کے حوالے سے پر زور اصرار کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا

کہ تاخیر کی صورت میں دونوں قوموں کے درمیان مزید خرابی کی صورت حال کے ذمہ دار وہی ہوں گے جو اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں اب تک ناکام رہے ہیں۔

بنگال مسلم لیگ اور مخلوط انتخابات

کونسل نے بنگال صوبائی مسلم لیگ کی 13 اپریل 1932ء کو منظور کی گئی قراردادوں کی توسیق کرتے ہوئے سیکرٹری کو اختیار دیا کہ وہ کونسل کے اگلے اجلاس میں بنگال کے چیدہ چیدہ راہنماؤں اور دیگر مسلمان تنظیموں کی بنگال مسلم لیگ کے مخلوط انتخاب کے حوالے سے اس کے نظریات کے بارے میں ان کی آراء پیش کریں۔

پنجاب میونسپل بل

کونسل نے پنجاب صوبائی مسلم لیگ کے جداگانہ انتخابات' خواتین کی نمائندگی اور پنجاب میونسپل بل کے بارے قراردادوں کی توثیق کرتے ہوئے یہ اظہار کیا کہ مجوزہ بل کے تحت مرکزی اسمبلی کے ذریعے پنجاب کے معاملات میں دخل اندازی کا راستہ ہموار ہو جائے گا۔

کونسل نے گورنر کو اپیل کی کہ وہ صوبوں کے لوکل سیلف گورنمنٹ کے حق کو غصب ہونے کے حوالے سے مناسب اقدام کرے۔ کونسل نے گورنر کو میونسپل ترمیمی بل پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی تعینات کی تاکہ اس کی روشنی میں لیگی وفد گورنر سے ملاقات کرے۔

☆ ☆ ☆

دہلی' 28 فروری' 1930ء

شفیع اور جناح گروپ کا لیگ میں ادغام

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں منعقد ہوا جس میں مسلم لیگ کے دونوں دھڑوں شفیع گروپ اور جناح گروپ نے قائداعظمؒ کی سربراہی میں آل انڈیا مسلم لیگ میں مدغم ہونے کا اعلان کیا اور قائداعظمؒ کے 14 نکات کو آل انڈیا مسلم لیگ کے مشترکہ مطالبات بنا لیا[49]۔

☆ ☆ ☆

دہلی' 14 مارچ' 1930ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں 14 مارچ' 1930ء کو منعقد ہوا[50]۔

☆ ☆ ☆

دہلی' 15 مارچ' 1930ء

پہلی مسلمان خاتون ممبر

15 مارچ' 1930ء کو نئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کونسل نے قائداعظم محمد علی جناح کی جگہ سر میاں محمد شفیع کو آل انڈیا مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا۔ اس میٹنگ میں بیگم جہاں آرا شاہنواز بطور پہلی مسلمان خاتون ممبر مسلم لیگ کونسل بنائی گئیں۔

قائداعظمؒ کی خدمات کا اعتراف

کونسل نے قائداعظم محمد علی جناح کی کئی سالوں سے مسلمان عوام کی عمومی طور پر اور مسلم لیگ کی خاص طور پر انمول خدمات کی قدر کرتے ہوئے ان کا خلوص دل سے اعتراف کیا۔

دیگر قراردادیں

۱) دیگر قراردادوں کے علاوہ کونسل نے بلوچستان میں اصلاحات نافذ کرنے کے مطالبے پر عملدرآمد نہ کرنے پر تنقید کی۔

۲) راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں جداگانہ انتخابات کا اصول برقرار رکھنے پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔

۳) شمال مغربی سرحدی صوبہ کو صوبائی درجہ دینے اور سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کرنے کے عمل کو سراہا گیا[51]۔



دہلی' 15 مارچ' 1931ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اس اجلاس میں کونسل نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی کارروائی کا احاطہ کیا۔ لیگ کے اگلے اجلاس تک قائداعظم محمد علی جناح کی جگہ کونسل نے علامہ محمد اقبال کو صدارت کے لیے چنا اور بیگم شاہنواز کو کونسل کا ممبر نامزد کیا جو کونسل کی پہلی خاتون ممبر بنیں۔

کونسل نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں۔

بلوچستان کے لیے اصلاحات

بلوچستان میں اصلاحات کے لیے لیگ کے بار بار دہرائے جانے والے مطالبے کو توجہ نہ دینے کے حوالے سے کونسل سائمن کمیشن' حکومت ہند اور راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے رویے کو مکمل طور پر رد کرتی ہے۔

قائداعظمؒ کی مخلصانہ اور بے مثال خدمات کا اعتراف

مسلم لیگ کونسل خلوص دل سے قائداعظم محمد علی جناح کی بے مثال خدمات کا اعتراف کرتی ہے جو انہوں نے مسلمان قوم کے لیے عمومی طور پر اور مسلم لیگ کے لیے خاص طور پر سرانجام دی ہیں۔

بنیادی حقوق

مسلم لیگ کونسل آئین کے پیرا 3 میں اقلیتوں کے بنیادی حقوق کی تجویز کی تائید کرتی ہے۔

جداگانہ انتخاب

آل انڈیا مسلم لیگ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے اختتام پر اس امر پر اپنی تسلی کا اظہار کرتی ہے کہ حکومت برطانیہ اقلیتوں کے حق رائے دہی کے حوالے سے کوئی اصول نافذ نہیں کرے گی جس پر اختلاف رائے ہو۔ کونسل مطالبہ کرتی ہے کہ نئے آئین کے تحت انتخابات کے حوالے سے جداگانہ انتخابات کو برقرار رکھا جائے گا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے فیصلے کے مطابق شمال مغربی سرحدی صوبے کو علیحدہ صوبہ بنائے جانے کی تائید کرتی ہے لیکن اس بات پر اظہار افسوس کرتی ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں وضع کیے گئے آئین کے مطابق مسلمانوں کے مطالبات کے حوالے سے شمال سرحدی صوبے کے پانچ اضلاع میں برٹش انڈیا کے دوسرے صوبوں کی طرح قانونی اور انتظامی حاصل نہیں ہیں لہٰذا اس خامی کو دور کیا جائے۔

بقیہ اختیارات

کونسل اپنے اس مطالبے کو پھر دہراتی ہے کہ نئے آئین کے تحت Residuary (بقیہ) اختیارات صوبوں کے پاس ہونے چاہئیں۔

سندھ کی بمبئی سے علیحدگی

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے اس فیصلے کی تائید کرتی ہے کہ سندھ کو بمبئی پریذیڈنسی سے علیحدہ کر دیا جائے اور اسے ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ کونسل کی تجویز ہے کہ نئے آئین کے نفاذ کے ساتھ ہی اس فیصلے پر عملدرآمد کر دیا جائے۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے مسلم ڈیلیگیٹ

مسلم لیگ کونسل' آغا خان کی صدارت میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کرنے والے مسلمان نمائندوں کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے جنہوں نے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔[51-A]

☆☆☆

دہلی' 31 مارچ 1931ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس نئی دہلی میں 31 مارچ' 1931ء کو منعقد ہوا۔[52]

☆☆☆

15 نومبر' 1931ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ڈاکٹر مفتی محمد صادق کی صدارت میں 15 نومبر' 1931ء کو منعقد ہوا۔[53]

☆☆☆

دہلی' 22 نومبر' 1931ء

مولوی سید مرتضیٰ کی صدارت میں 22 نومبر' 1931ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔[54]

☆☆☆

دہلی' 6 دسمبر' 1931ء

اتحاد و یگانگت کی تعریف

6 دسمبر' 1931ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے موقع پر ہز ہائنس سر آغا خان' قائداعظم محمد علی جناح' سر محمد شفیع اور دیگر دوسرے مسلمان نمائندوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس امر کی تعریف کی کہ انہوں نے اس موقع پر اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا۔[55]

☆☆☆

دہلی' 24 جنوری' 1932ء

تعزیتی ریفرنس

24 جنوری' 1932ء کو دہلی میں سر میاں محمد شفیع کی وفات پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا تعزیتی اجلاس منعقد ہوا[56]۔

☆☆☆

دہلی' 31 جنوری' 1932ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس' 31 جنوری' 1932ء کو دہلی میں چوہدری ظفر اللہ خان کی صدارت میں منعقد ہوا[57]۔

☆☆☆

دہلی' 29 مئی' 1932ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس 29 مئی 1932ء کو دہلی میں منعقد ہوا جس میں 20 ممبران نے شرکت کی۔ ان میں سے اہم حضرات کے نام درج ذیل ہیں۔

1- مسٹر ظفر اللہ خاں (صدر)
2- سر محمد یعقوب (سیکرٹری)
3- مسٹر حسین امام
4- نواب احمد یار خان آف ٹوانہ
5- پیر سر عبد العزیز
6- مسٹر اکبر علی (پنجاب)
7- مفتی محمد صادق

بنگال سے کوئی نمائندہ شامل نہ ہو سکا۔ درج ذیل قراردادیں پیش کی گئیں۔

فسادات بمبئی پر افسوس

مسلم لیگ کونسل نے بمبئی کے فسادات پر دلی رنج کا اظہار کرتے ہوئے اسے ''ہندوؤں کی انتہا پسندی اور عدم برداشت'' کی تازہ مثال کہا۔ کونسل نے دونوں قوموں کے لیڈران سے درخواست کی کہ

وہ فوری طور پر امن وشانتی کی فضا پیدا کرنے کی سعی کریں۔ کونسل نے پریس کے ایک سیکشن کو جان بوجھ کر نفرت پھیلانے پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

درج بالا کے علاوہ کونسل نے کمیونل ایوارڈ میں مسلمانوں کی نیابت بنگال مسلم لیگ اور "مخلوط انتخابات" اور پنجاب میونسپل بل جیسے موضوعات پر تجاویز پیش کیں [58]۔

☆☆☆

شملہ، یکم ستمبر 1932ء

یکم ستمبر 1932ء کو شملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا [59]۔

☆☆☆

شملہ، 4 ستمبر 1932ء

کمیونل ایوارڈ

کمیونل ایوارڈ پر بحث کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ذوالفقار علی خان کی صدارت میں 4 ستمبر 1932ء کو شملہ میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شامل دیگر مندوبین کے اسماء یہ ہیں۔ میاں شاہنواز بیگم شاہنواز ڈاکٹر ضیاء الدین، کیپٹن شیر محمد خان، نواب محمد سرمہر شاہ، نواب اسمٰعیل خان، سر محمد یعقوب، نواب محمد ابراہیم علی خان آف کنج پورہ، حاجی رحیم بخش، سردار حبیب اللہ، سید محمود حسین، سید مراتب علی، نواب سید اعزاز رسول، نواب زادہ خورشید علی خان۔ اس اجلاس میں درج ذیل قرارداد بھی منظور کی گئی۔

کمیونل ایوارڈ

1- اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ مسلم مطالبات کی روشنی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مختلف قراردادوں کے حوالے سے کمیونل مسئلہ سے متعلق برطانوی حکومت کا فیصلہ آئینی اصلاحات کی رکاوٹیں دور کرنے سے قاصر ہے لہٰذا کونسل یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ وہ ابھی یہ نہیں کہہ سکتی جایا مکمل آئینی صورت حال سامنے آنے پر مسلمان قوم اسے قبول کرے گی یا نہیں۔

2- راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں حصہ لینے والے مسلمان ممبران سے کونسل نے کہا کہ وہ مسلمان قوم کے مطالبات کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری اقوام کے ساتھ مل کر ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کے قیام کے لئے جدوجہد جاری رکھیں۔

3- یہ کونسل بنگال اور پنجاب کے مسلمانوں کی تسلیم شدہ قانونی اکثریت سے انحراف کے خلاف پر زور احتجاج کرتی ہے۔

پنجاب میں سکھ ہندو ایجی ٹیشن کے حوالے سے کونسل نے اس بات کا نوٹس لیا کہ ایسی تحریک مسلمانوں کی نیابت کم کرنے اور اقوام کے درمیان فاصلے اور تلخی بڑھانے کا سبب بنے گی۔

4- یہ کونسل حق رائے دہندگی کے حوالے سے خواتین کی مخصوص نشستوں کے لئے اہلیت کے اصول کو رد کرتے ہوئے خواتین کی مخصوص نشستوں کو ان کے کمیونل حلقوں میں تقسیم کرنے کے حوالے سے برطانوی حکومت کی کوششوں کی تعریف کرتی ہے۔

5- اس کونسل کی مسلمہ رائے ہے کہ سندھ کو بمبئی پریذیڈنسی سے فوری طور پر علیحدہ کر دیا جائے اور گورنمنٹ کے ترمیم شدہ ایکٹ میں اس کی علیحدگی کا اندراج بھی کیا جائے۔

6- یہ کونسل حکومت پر ضروری تحفظات کے ساتھ مرکز میں مکمل ذمہ داری سونپے جانے کی ضرورت کے کام کو جلد مکمل کرنے پر زور دیتی ہے۔ یہ کونسل سمجھتی ہے کہ برٹش انڈیا کے وفاق کے کام کو ریاستوں کے راجگان کے باہمی معاہدے کی بنا پر التواء میں نہ ڈالا جائے۔

7- سیکرٹری آف سٹیٹ کے اعلان کی روشنی میں کونسل کی یہ خواہش ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے برطانوی اور ہندوستانی مندوبین کے درمیان زیادہ سے زیادہ مفاہمت کے پیش نظر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے طریق کار کو جاری رکھا جائے۔

8- یہ کونسل اپنا مطالبہ پھر دہراتی ہے کہ مرکزی اسمبلی اور ایوان بالا جیسی بھی ہیئت میں قائم کی جائیں ان میں قانون کے مطابق مسلمانوں کی ایک تہائی نشستیں مختص کی جائیں۔

9- یہ کونسل واضح کر دینا چاہتی ہے کہ ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے مطابق صوبوں کو دیگر اختیارات لازمی طور پر دیئے جائیں۔

10- یہ کونسل آسام کی دستور ساز کونسل میں مسلمانوں کی بہت کم نمائندگی کے حوالے سے آسام کی حد تک کمیونل ایوارڈ کو مایوس کن قرار دیتی ہے۔[60]

☆☆☆

23 اکتوبر 1932ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس میاں عبدالعزیز کی صدارت میں 23 اکتوبر 1932ء کو منعقد ہوا۔[61]

☆☆☆

27 نومبر 1932ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اگلا اجلاس بھی میاں عبدالعزیز کی صدارت میں 27 نومبر 1932ء کو منعقد ہوا۔[62]

☆☆☆

دہلی 24 دسمبر 1932ء

24 دسمبر 1932ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے مختلف مسائل پر غوروخوض کیا گیا۔ اس اجلاس کی صدارت بھی میاں عبدالعزیز نے کی۔[63]

☆☆☆

دہلی 5 مارچ 1933ء

ایک نا قابل قبول تجویز

5 مارچ 1933ء کو مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کے اجلاس کے فوری بعد آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس مسٹر عبدالعزیز کی صدارت میں ویسٹرن ہوسٹل میں منعقد ہوا۔ شرکاء کی تعداد وہی تھی جو ایگزیکٹو بورڈ کی تھی۔

اس اجلاس سر محمد یعقوب نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کو مدغم کر دیا جائے اور اس کے لئے ایک مشترکہ کمیٹی کی تشکیل کی جائے جو مشترکہ تنظیم کا آئین مرتب کرے۔ اس تجویز کو بوجوہ پذیرائی حاصل نہ ہوئی۔ اجلاس میں بدمزگی پیدا ہو گئی۔ صدر نے اجلاس ختم کر دیا تاہم ایک سیکشن نے سر محمد یعقوب کی قیادت میں اپنے طور پر دونوں جماعتوں کے ادغام کی قرارداد پاس کی جس پر مسٹر عبدالعزیز، صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے طویل اختلافی بیان جاری کیا جس میں سر یعقوب کی صدارت میں پاس کی جانے والی قرارداد کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔[64]

☆☆☆

دہلی‘ 6 مارچ‘ 1933ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس نئی دہلی میں 6 مارچ‘ 1933ء کو منعقد ہوا[65]۔

☆☆☆

نئی دہلی‘ 12 مارچ‘ 1933ء

(ملتوی میٹنگ کا تسلسل)

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ملتوی شدہ اجلاس 12 مارچ‘ 1933ء کو مسٹر عبدالعزیز‘ بیرسٹر ایٹ لاء کی صدارت میں پشاور میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں بیس ممبران نے شرکت کی جن میں سر محمد اقبالؒ، سر محمد یعقوب، سر سید مرتضیٰ صاحب‘ کیپٹن شیر محمد خان‘ مولوی شفیع داؤدی‘ مسٹر عبدالمتین چوہدری‘ مفتی محمد صادق‘ مولانا مظہر الدین‘ ایس۔ ایم۔ عبداللہ‘ حاجی رشید احمد‘ شاہ مسعود احمد اور نوابزادہ خورشید علی خان بھی موجود تھے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ سے درخواست

یہ میٹنگ بھی اختلافی تقاریر پر محیط رہی اگرچہ سر محمد یعقوب نے گذشتہ میٹنگ کی بدمزگی کے حوالے سے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تعاون کا اظہار کیا تاہم یہ میٹنگ باہمی اختلاف رائے کا شکار رہی۔ آخر میں اجلاس نے فیصلہ کیا کہ اگلی میٹنگ 29‘ 30 اپریل‘ 1933ء کو دہلی میں منعقد ہوگی۔ اس وقت ایک قرارداد پاس کی گئی جس میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کو درخواست کی گئی کہ وہ ہندوستان واپس تشریف لے آئیں اور اس مشکل وقت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی راہنمائی کریں۔[66]

☆☆☆

دہلی‘ 28 مئی‘ 1933ء

28 مئی‘ 1933ء کو نئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس مسٹر عبدالعزیز کی صدارت میں منعقد ہوا۔ دیگر شرکاء میں سے حاجی رشید احمد‘ مسٹر ایس۔ ایم۔ عبداللہ‘ مسٹر محمد صادق ملتانی‘ مسٹر محمد شاہ بیگ‘ مسٹر عزیز علی خان‘ مرزا محمد سعید‘ مسٹر حبیب الرحمٰن‘ مسٹر محمد جعفری‘ امام صاحب جمعہ مسجد‘ مسٹر مظہر الدین‘ ملک برکت علی اور نواب علی سید کے نام قابل ذکر ہیں۔

میٹنگ کے آغاز ہی میں لیگ کے سابق وائس پریذیڈنٹ ذوالفقار محمد خان کی وفات پر تعزیت کی گئی۔ یہ میٹنگ بھی باہمی اختلاف رائے کا شکار رہی اور میٹنگ کے صدر مسٹر عبدالعزیز اور ملک برکت علی

نے واک آؤٹ کر دیا۔ ان کی غیر موجودگی میں مسٹر رشید احمد کی صدارت میں کارروائی ہوئی جس میں چھ قراردادیں منظور کی گئیں۔ تاہم مسٹر عبدالعزیز صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک بیان جاری کیا جس میں مذکورہ میٹنگ کو غیر قانونی قرار دیا۔

مسٹر رشید احمد کی صدارت میں درج ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

1) پہلی قرارداد میں کہا گیا کہ مسلم لیگ کا اجلاس جلد سے جلد بلایا جائے نیز یہ کہ مسٹر عبدالعزیز کا اس بارے بیان غلط اور گمراہ کن ہے۔

2) دوسری قرارداد میں مسلم لیگ کو مضبوط کرنے کے منشور کی تائید کی گئی اور لیگ کی مالی پوزیشن مضبوط کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی بنائی گئی تاکہ اگر ضروری ہو تو وہ فنڈ اکٹھے کرے۔

3) تیسری قرارداد میں مسٹر عبدالعزیز کو صدارت سے علیحدہ کر کے صدارت کی نشست خالی قرار دے دی گئی۔

4) چوتھی قرارداد میں Haj Pilgrimage Bill کو مسترد کرتے ہوئے اسے واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔

5) موجودہ حالات میں جائنٹ سیلیکٹ کمیٹی کے سامنے بیان دینا غیر ضروری سمجھتے ہوئے تازہ بیان کے حوالے سے برطانوی حکومت کے رویہ کے خلاف سخت اظہار ناپسندیدگی کیا گیا۔[67]

☆☆☆

دہلی' 16 جولائی' 1933ء

16 جولائی' 1933ء کو سید رضا علی کی صدارت میں دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں آئندہ سالانہ اجلاس کے بارے میں غور کیا گیا۔[68]

☆☆☆

دہلی' 24 نومبر' 1933ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل (ہدایت گروپ) کا اجلاس دہلی میں 24 نومبر' 1933ء کو منعقد ہوا جس کی صدارت حافظ ہدایت حسین نے کی۔[69]

☆☆☆

دہلی‘ 4 مارچ ‘1934ء

عزیز گروپ اور ہدایت گروپ کا ادغام

آل انڈیا مسلم لیگ میں پیدا شدہ اختلاف 4 مارچ 1934ء کو اس وقت ختم ہو گیا جب دونوں گروپوں کی مشترکہ میٹنگ نئی دہلی میں حافظ ہدایت حسین کی صدارت میں ہوئی۔ ایک قرارداد کے ذریعے کہا گیا کہ اختلاف کو ختم کر دیا جائے اور قائد اعظم محمد علی جناح کو متحدہ تنظیم کا صدر منتخب کیا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا:-

جیسا کہ یہ قوم کی خواہش ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے دونوں سیکشنوں کے درمیان اختلاف ختم ہو جائے لہٰذا قوم کی خواہش کے پیش نظر دونوں گروپوں کے عہدیداروں نے اپنے عہدوں سے استعفٰی بھی دے دیئے ہیں اور میاں عبدالعزیز نے بیان جاری کیا ہے کہ وہ قائد اعظمؒ کے حق میں مستعفٰی ہو جائیں گے اور یہ کہ قائد اعظمؒ نے بھی صدارت قبول کرنے کا عندیہ دیا ہے‘ لہٰذا قرار پایا کہ دونوں سیکشن مدغم ہو جائیں اور دونوں لیگوں کی کونسلیں اکٹھی ہو جائیں تاکہ ایک متحدہ جماعت قائم کی جائے اور یہ کہ مسلم لیگ کا سال 1922ء کا پاس کردہ آئین بدستور لاگو رہے گا۔ ایک اور قرارداد کے ذریعے قائد اعظم کو اختیار دیا گیا کہ وہ مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کی جگہ اور تاریخ کا فیصلہ کریں۔

اس میٹنگ میں حافظ ہدایت حسین کو سیکرٹری‘ اور دیگر تین حضرات خان بہادر ایس ایم عبداللہ‘ مسٹر انوار العزیز ایم ایل اے اور مسٹر شاہ مسعود احمد ایم ایل اے کو جائنٹ سیکرٹری نامزد کیا گیا۔[70]

☆☆☆

دہلی‘ کیم-2 اپریل‘1934ء

پہلا دن

قائداعظم کا پُرجوش استقبال

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے پہلے روز کے اجلاس مورخہ کیم اپریل‘ 1934ء کو قائد اعظم محمد علی جناح کا گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ تقریباً 40 ممبران نے شرکت کی جن میں یہ حضرات نمایاں تھے۔

مسٹر عبدالمتین چوہدری‘ مسٹر رضا علی‘ حافظ محمد ہدایت حسین‘ مسٹر مسعود احمد‘ سر ایم یعقوب‘ مسٹر عبدالحفیظ‘ نواب ابراہیم علی خان‘ نواب طالب مہدی اور مسٹر ایس۔ ایم۔ عبداللہ۔

اس میٹنگ میں پریس کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ قائد اعظمؒ نے تمام مسلمان تنظیموں میں موثر اتحاد قائم کرنے کی زوردار اپیل کی تاکہ وہ مسلمانوں کے مطالبات کے حق میں حکومت سے مقابلہ کر سکیں۔ آپ نے وائیٹ پیپر سکیم پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ اس میٹنگ میں قائد اعظمؒ نے بتایا کہ ہندوستان سے باہر پراپیگنڈہ کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے وہ اپنی سی کوشش کریں گے جب وہ 23 اپریل کو برطانیہ جائیں گے۔ اس پر کچھ ممبران نے کہا کہ اس نازک موقع پر قائد اعظمؒ کو ملک میں ہی رہنا چاہئے تو آپ نے فرمایا "جب بھی ضرورت ہوئی میں جہاز سے فوراً واپس آ جاؤں گا"۔

دوسرا دن

مسلم لیگ میں نئی روح

دوسرے روز کچھ اور نیشنلسٹ مسلمان بشمول مسٹر آصف علی نے ذاتی طور پر اجلاس میں شرکت کی۔ مسٹر آصف علی نے طویل تقریر کرتے ہوئے اقرار کیا کہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ با اصول شخص ہیں اور ان کے اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے درمیان اختلافات اصولوں کی بنیاد پر ہیں۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ قائد اعظمؒ کی سربراہی میں مسلم لیگ کے دروازے سب کے لئے کھلے رکھے جائیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ قائد اعظمؒ کی واپسی نے لیگ میں نئی روح پھونک دی ہے۔ اُنہوں نے وائٹ پیپر کو ہندوستان کے لئے خطرناک چیلنج قرار دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ قائد اعظمؒ سب کے لئے قابل احترام ہیں کیونکہ وہ ہندوستان کو ترقی کی راہ پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

قائد اعظمؒ نے اپنی تقریر میں ساری صورت حال کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ ملک کی ترقی اور لیگ کی معاشی امداد کے لئے بھرپور تعاون کریں۔ اس کے بعد کونسل نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں۔

کمیونل ایوارڈ

جہاں تک ممکن ہو سکے کمیونل ایوارڈ کو قبول کر لیا جائے تا آنکہ دیگر قوموں کی طرف سے متفقہ طور پر کوئی متبادل پیش نہیں کیا جاتا کہ جس کے تحت دوسری قوموں اور سیاسی پارٹیوں کے تعاون سے ہندوستان کے لئے قابل قبول مستقبل کا آئین حاصل کیا جائے۔

فلسطین

کونسل نے زوردار طریقے سے یہ تجویز منظور کی کہ وائسرائے سے ایک موثر وفد ملے جو ان پر یہ حقیقت واضح کرے کہ "بیلفر ڈیکلریشن" نے کس طرح دنیا بھر کے یہودیوں کی مدد کی تاکہ وہ فلسطین میں زمین خرید کر سکونت اختیار کریں جس کی وجہ سے عرب کے رہنے والے عیسائیوں اور مسلمانوں کا حق مارا گیا اور کس طرح متبرک سرزمین کا امن تہ و بالا ہوا۔ کونسل نے فلسطین کے عربوں سے مکمل طور پر دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

کونسل نے اجودھیا کی صورت حال پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کے خلاف سخت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ زیادتی کے ذمہ داروں کو جلد سے جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

مسلم لیگ کانسٹی ٹیوشن

کونسل نے درج ذیل حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کی تاکہ وہ لیگ کے آئین کا ازسرنو جائزہ لے ترمیم کرے اور لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ ممبروں کے نام یہ ہیں:-

ہدایت حسین، مسٹر عبدالمتین چوہدری، سر محمد یعقوب، حاجی رشید احمد، مسٹر بلال احمد، مسٹر آصف علی، مسٹر حسین امام، مسٹر محمود احمد، مرزا محمد سعید۔

مسلم لیگ کی صوبائی شاخیں

کونسل نے فیصلہ کیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی صوبائی برانچوں کی ازسرنو تنظیم کی جائے اور کونسل کے درج ذیل ممبران کو درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں اپنے صوبوں کی حد تک مدد کریں اور 30 جون تک اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کریں۔ ممبران کے نام یہ ہیں۔

مسٹر ایس ایم عبداللہ، اور مسٹر آصف علی (دہلی) مسٹر ہدایت حسین (یوپی) مسٹر عبدالمتین چوہدری (آسام) مسٹر کبیر الدین احمد (بنگال) مسٹر حسین امام اور مسٹر مسعود احمد (بہار) مسٹر جمال محمد اور سید مرتضیٰ (مدراس) مسٹر ایم سی چھاگلہ اور خان بہادر علی باز (بمبئی) سید حبیب خواجہ گل محمد خان اور بیگم شاہ نواز (پنجاب) مسٹر عبداللہ ہارون (سندھ) مسٹر عبداللہ یوسف علی (شمال مغربی سرحدی صوبہ) مسٹر ولایت اللہ اور مسٹر یوسف شریف (سی پی) سید عبدالجبار اور مرزا عبدالقادر بیگ (اجمیر) راجہ غضنفر

علی (ہندوستانی ریاستیں)۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے میٹنگ کے حوالے سے ایسوسی ایٹیڈ پریس کو بیان دیتے ہوئے فرمایا:

''کونسل کے دو روزہ اجلاس کے بعد جو صورت میں نے اپنے لیگ کے ساتھ تعلق کے دوران دیکھی ...... جواب میں کہوں گا کہ میں بیشتر تقریروں سے بہت متاثر ہوا' جو ہند کے مختلف صوبوں سے آنے والے مختلف رہنماؤں نے کیں۔ لیگ کا حال بہت عمدہ اور وہ صحت مند ہے اور میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ ہند کے بہترین مفاد کی خدمت کے ضمن میں مسلمان کسی اور فرقے سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ قرطاس ابیض کی مذمت کرنے کے لئے کسی کو خصوصی استدلال کی ضرورت نہیں۔ قرطاس ابیض کی تجاویز کو پڑھ کر سمجھ لینا ہی کافی ہوگا۔ درایں حالیکہ ہم میں سے بہت سے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ فریب اسکیم کم و بیش ہماری دہلیز تک پہنچ چکی ہے ......لیکن میں نے اس اسکیم کے بارے میں اپنی رائے کے اظہار میں مطلق پس و پیش سے کام نہیں لیا۔ جملہ مسائل کا ایک مسئلہ جو ہمیں درپیش ہے' وہ یہ ہے کہ اس اسکیم کو ہند پر مسلط ہونے سے کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا اور نہ کچھ حاصل ہوگا تا آنکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد نہ ہو۔

ہندوستان ایک حقیقی' مضبوط اور متحدہ محاذ کا متمنی ہے۔ کیا ہم اس آخری گھڑی میں ہی لڑائی ختم کر سکتے ہیں اور فوری خطرے کے پیش نظر ماضی کو فراموش کر سکتے ہیں اور اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے اتنی طاقت پیدا کر سکتے ہیں کہ جو چنت و پڑ' ڈاؤ ننگ اسٹریٹ اور دہلی میں ہو رہی ہے ہم اس کی مزاحمت کر سکیں؟ اب یہ رہنماؤں پر منحصر ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ مسرت نہیں دے سکتی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مکمل تعاون اور دوستی کی فضا قائم کرادی جائے اور اس خواہش میں میرا تاثر یہ ہے کہ مجھے مسلمانوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ کونسل نے ایک قرارداد منظور کی ہے جو عوام کے سامنے ہے۔ ہندوستان واپس پہنچنے پر میں نے اس امر کی بہت سی شہادت دیکھی ہے کہ جہاں تک ملک میں سیاسی ارتقا کا تعلق ہے' ہندوؤں اور مسلمانوں

دونوں کی رائے عامہ ایک ہی طرح سے سوچتی ہے۔

مسلمان' کمیونل ایوارڈ پر جو زور دیتے ہیں وہ ان کی اس خواہش کا اظہار ہے کہ اس امر کا یقین ہو جائے کہ اگر ملک کی طرف سے کوئی قومی مطالبہ پیش کیا جائے تو اس میں ان تحفظات کو سمو دیا جائے گا جنہیں مسلمان کم سے کم تصور کرتے ہیں۔ مسلمان کسی طور پر بھی قومی مختار حکومت کے مطالبے میں کسی اور فرقے سے پیچھے نہیں ہیں۔ سارے مسئلے کا حاصل یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس امر کا مکمل یقین دلا سکتے ہیں کہ وہ جن تحفظات کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں انہیں ہندوستان کے مستقبل کے دستور میں ضم کر دیا جائے گا۔ [71]

☆☆☆

دہلی' 31 مارچ' 1934ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اگلا اجلاس 31 مارچ' 1934ء کو حاجی رشید احمد کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا[72]۔

☆☆☆

دہلی' 30 جون' 1934ء

فلسطین

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اگلا اجلاس دہلی میں 30 جون' 1934ء کو ایس ایم عبداللہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں فلسطین کے عربوں سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا[73]۔

☆☆☆

شملہ' 12-13 اگست' 1934ء

12' 13 اگست' 1934ء کو شملہ میں آنریبل سید رضا علی کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں 35 ممبران نے شرکت کی جن میں سے درج ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

نواب آف چھتاری' مسٹر محمد یعقوب' مسٹر یوسف' مسٹر حسین امام' بیگم شاہنواز' نوابزادہ خورشید علی خان' سر فیروز خان' خان بہادر حافظ ہدایت حسین (سیکرٹری مسلم لیگ)۔ اس موقع پر کئی قراردادیں منظور کی

گئی جن میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

فلسطین

مسلم لیگ فلسطین میں عربوں کی معاشی' معاشرتی اور سیاسی پوزیشن کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ لوگوں کو ان کی سرزمین سے بے دخل کرنا بے انصافی ہے اور ملک کے مستقبل کے امن کے لئے خطرے کا باعث ہے۔ اس میٹنگ کی پختہ رائے ہے کہ یہودیوں کی مزید آمد (ہجرت) پہلے سے نا قابل برداشت صورت حال کو مزید خراب کر دے گی۔

ریلوے

حکومت سے کہا گیا کہ ریلوے سروس کی تمام برانچوں میں 25 فیصدی مسلمانوں کی تعیناتی کی جائے۔ حکومت سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ ریلوے بورڈ میں ایک غیر مسلمان تعینات کیا جائے۔

تیسری قرارداد میں سر محمد یعقوب' سابق سیکرٹری کی خدمات کو سراہا گیا جو انہوں نے لوتھیان کمیٹی اور ریلوے سٹیٹیوٹری کانفرنس کا ممبر ہونے کے ناطے انجام دیں۔[74]

☆☆☆

دہلی' 26-27 جنوری' 1935ء

کمیونل ایوارڈ

نئی دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں کمیونل مسئلہ کے متعلق بحث وتمحیص ہوئی اور طے پایا کہ دیگر پارٹیوں سے گفت وشنید کر کے کمیونل ایوارڈ کو عمومی طور پر تسلیم کئے جانے کا فیصلہ کیا جائے۔[75]

☆☆☆

دہلی' 16 فروری' 1935ء

بلوچستان میں اصلاحات کا مطالبہ

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس 16 فروری' 1935ء کو نئی دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بلوچستان میں اصلاحات نافذ کرنے اور اسے علیحدہ صوبہ قرار دینے سے متعلق لیگ کا سابقہ مطالبہ دہرایا گیا۔[76]

دہلی' 29 فروری' 1935ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس نئی دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں 29 فروری' 1935ء کو منعقد ہوا[77]۔

☆☆☆

لاہور' 21 اپریل' 1935ء

نواب سر احمد سعید خان چھتاری کی صدارت میں لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 21 اپریل' 1935ء کو منعقد ہوا[78]۔

☆☆☆

دہلی' 22 جون' 1935ء

22 جون' 1935ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا[79]۔

☆☆☆

دہلی' 21 جولائی' 1935ء

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں' 21 جولائی' 1935ء کو منعقد ہوا[80]۔

☆☆☆

دہلی' 30 دسمبر' 1935ء

قائداعظمؒ کو لیگ کی صدارت پر فائز رہنے کی درخواست

نئی دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 30 دسمبر' 1935ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس 11 اپریل کو بمبئی میں منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ کونسل نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ قائداعظمؒ مسلم لیگ کے 1937ء کے اجلاس تک لیگ کی صدارت پر فائز رہیں۔ قائداعظمؒ نے تجویز کیا کہ اگر سر فضل حسین قبول کریں تو لیگ کے اگلے اجلاس کی صدارت وہ کریں۔ قائداعظمؒ کو یہ اختیار بھی دیا گیا کہ آئندہ اجلاس کے لئے وہ کچھ اور نام بھی تجویز کر دیں[81]۔

☆☆☆

29 فروری 1936ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا 29 فروری 1936ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں اجلاس منعقد ہوا۔ سر فضل حسین نے لیگ کے آئندہ اجلاس کی صدارت قبول کرنے سے معذوری ظاہر دی۔ ان کی جگہ سر وزیر حسن کو صدارت کے لئے منتخب کر لیا گیا[82]۔

☆☆☆

بمبئی 8 اپریل 1936ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 8 اپریل 1936ء کو بمبئی میں منعقد ہوا جس میں مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس کے انتظامات سے متعلق غور و خوض کیا گیا[83]۔

☆☆☆

26 اپریل 1936ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 26 اپریل 1936ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا[84]۔

☆☆☆

9 جون 1936ء

قائداعظمؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس 9 جون 1936ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں آئندہ انتخابات کے بارے میں آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمانی بورڈ کے پروگرام کی منظوری دی گئی[85]۔

☆☆☆

بمبئی 31 دسمبر 1936ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بمبئی میں 31 دسمبر 1936ء کو منعقد ہوا[86]۔

☆☆☆

دہلی 21 مارچ 1937ء

صرف قائداعظمؒ بطور مسلم رہنما

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس نئی دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں 21 مارچ 1937ء کو منعقد ہوا۔ اس میں متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ لیگ کا آئندہ اجلاس 17 تا 19 اپریل قائداعظمؒ کی صدارت

میں منعقد کیا جائے۔ نواب سر محمد یوسف نے اجلاس کی صدارت کیلئے قائداعظمؒ کا نام تجویز کرتے ہوئے کہا کہ اس نفسیاتی لمحے میں قائداعظمؒ کے سوا کوئی اور واضح طور پر موزوں شخصیت نہیں جو ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کے لئے رہنمائی کر سکے۔

کونسل نے مسلمانوں کو منظم کرنے اور انہیں مسلم لیگ میں شامل کرنے کے طریق کار پر غور کیا۔ قائداعظمؒ نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کی عوامی جماعت کے مسئلہ پر زور دیا[87]۔

☆☆☆

لکھنؤ' 19 اکتوبر' 1937ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی' 19 اکتوبر' 1937ء کو لکھنؤ میں میٹنگ ہوئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل 435 ممبران پر مشتمل تھی جن کو درج ذیل تعداد میں صوبائی لیگوں نے منتخب کیا تھا۔

صوبائی لیگوں کے نمائندوں کی تعداد

دہلی: 15' یوپی: 70' پنجاب: 90' بمبئی: 25' مدراس: 20' شمال مغربی سرحدی صوبہ: 20' بلوچستان: 5' بنگال: 100' بہار: 30' اڑیسہ: 10' آسام: 25' سی پی اور برار: 20' اجمیر: 5۔[88]

☆☆☆

دہلی' 30-31 جنوری' 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس' 30-31 جنوری' 1938ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس 30 جنوری کو صبح گیارہ بجے شروع ہوا تھا جو تین بجے تک آزاد پارک' نیو دہلی تک ایک جلوس جہاں مولانا شوکت علی نے پرچم اسلام اہرانا تھا کی وجہ سے موئخر ہو گیا۔

مسجد شہید گنج

کونسل کے اس اجلاس میں مختلف قراردادیں منظور کی گئیں جن میں ایک قرارداد یہ تھی کہ سارے ہندوستان کے مسلمان مسجد شہید گنج واگزار کرانے کے عزم پر قائم ہیں۔ یہ کہ لیگ کا اس مقصد کے لئے ایک سپیشل سیشن منعقد کیا جائے جو پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلے کی وجہ سے سنگین صورتحال کے پیش نظر بغیر تاخیر کئے حتمی لائحہ عمل طے کرے[89]۔

☆☆☆

دہلی'20 مارچ'1938ء

مسجد شہید گنج کا قضیہ

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس'20 مارچ' 1938ء کو دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مسجد شہید گنج کے مسئلہ کے بارے غور وخوض کیا گیا۔

سپیشل کمیٹیوں کا قیام

1- ایک قرارد کے ذریعے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسپیشل کمیٹیاں قائم کی جائیں جو کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کی تمام تفصیلات اکٹھا کریں اور آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر اور لیگ کونسل کو وقتاً فوقتاً رپورٹ پیش کریں۔

2- قرارپایا کہ 18-19 اپریل' 1938ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک سپیشل اجلاس کلکتہ میں منعقد کیا جائے۔ صدر کو اختیار دیا گیا کہ وہ جلد ہی مرکزی دستور ساز اسمبلی میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی قائم کرنے کے لئے ضروری اقدام کریں۔

3- قرارپایا کہ پنجاب کے وزیراعلیٰ کے فیصلے کے پیش نظر جس میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے ''کہ اگر شہید گنج کے مسئلے کے حوالے سے ان کے مستعفی ہونے کے حالیہ بیان کو مسلمان ممبران کی اکثریت مسترد بھی کردے تب بھی وہ اس کے لئے تیار ہیں''۔ کونسل اس بات کو سمجھتی ہے کہ بنیادی طور پر یہ پبلک اور پنجاب قانون ساز اسمبلی میں مسلمان نمائندگان کی بنیادی ذمہ داری۔

سرسکندر حیات خان کے بیان کی تعریف

کونسل نے اس بات کی تعریف کی کہ معاملے کی سنگینی اور نوعیت کے بارے سرسکندر حیات خان اور ان کی حکومت نے توجہ دی ہے اور کونسل کی رائے میں مسئلہ کے حل کا یہ بہترین لائحہ عمل ہے جو انہوں نے اپنے باضابطہ اعلان میں کیا کہ وہ اس مسئلے کے باعزت حل کی سنجیدہ کوشش کریں گے۔ کونسل سمجھتی ہے کہ اس طریقے سے دونوں بڑی قوموں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان مستقل امن اور خیرسگالی کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔ ان دونوں قوموں کی ایک دوسرے سے اخلاقی ذمہ داری' مفادات اور فلاح اور صوبے اور ملک کے بڑے پیانے پر مفادات' ان دونوں سے متقاضی ہیں کہ وہ اپنی عظیم تاریخ' مذاہب اور روایات کی روشنی

میں عدالتی اور لیجسلیچر کے فیصلوں سے بلند ہو کر موقع کی مناسبت سے از خود باعزت سمجھوتہ کر لیں۔

☆☆☆

دہلی' 3 اپریل' 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس' 3 اپریل' 1938ء کو نئی دہلی میں قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کلکتہ کے انتظامات کے بارے میں تفصیل سے غور و خوض کیا گیا۔

آسنسول کا مسئلہ

دیگر قراردادوں کے علاوہ قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے درج ذیل ممبران پر مشتمل ایک سب کمیٹی قائم کی جائے جو آسنسول میں مسجد کے مسئلے کے بارے میں انکوائری کرے اور لیگ کونسل کو جتنی جلد ممکن ہو اپنی رپورٹ پیش کرے۔ سب کمیٹی کے ممبران کے اسما یہ ہیں:-

1. مولانا شوکت علی صاحب' ایم ایل اے 2. آنریبل حسین امام ایم سی ایس 3. حسین ایم ملک صاحب بار ایٹ لاء[91]۔

☆☆☆

دہلی' 17 اپریل' 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس دہلی میں قائداعظم کی صدارت میں 17 اپریل 1938ء کو منعقد ہوا جس میں 199 ممبران نے شرکت کی اور 125 نئے ممبران منتخب ہوئے۔

دہلی پراونشل مسلم لیگ کا معاملہ

اس میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ دہلی پراونشل مسلم لیگ کونسل کے کچھ ممبران اور بعض دیگر حضرات کی دہلی پراونشل مسلم لیگ کے صدر کے خلاف شکایات کی ایک کاپی دہلی پراونشل مسلم لیگ کے صدر کو وضاحت کے لئے بھیج دی جائے اور یہ معاملہ کونسل کی آئندہ میٹنگ کے سامنے لایا جائے[92]۔

☆☆☆

دہلی' 4 دسمبر' 1938ء

کمال اتاترک کی وفات پر تعزیتی ریفرنس

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس' 4 دسمبر' 1938ء کو دہلی میں قائداعظم کی صدارت میں منعقد

ہوا۔ اس اجلاس میں اتاترک غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے انہیں حقیقتاً اسلامی دنیا کی عظیم شخصیت، عظیم جرنیل اور عظیم مدبّر قرار دیا جنہوں نے جنگ میں شکست کے بعد ترک قوم کو نئے سرے سے منظم کیا اور یورپی طاقتوں کی مخالفت کے باوجود ترکی کے دشمنوں کو شکست دی اور بہت تھوڑے عرصے میں اپنے ملک کو اوّل درجے کی قوموں کے ساتھ لا کھڑا کیا۔

علامہ اقبالؒ کو خراجِ تحسین

کونسل نے ایک قرارداد میں مرحوم علامہ محمد اقبالؒ کو اسلام کا دانا فلاسفر اور عظیم قومی شاعر قرار دیا جنہوں نے مسلمانوں کو اپنے عظیم ماضی کے مطابق اپنا مستقبل سنوارنے پر زور دیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ ''اگرچہ اب وہ ہم میں نہیں ہیں لیکن وہ اپنی نہ مٹنے والی شاعری میں ہمیشہ کیلئے زندہ جاوید ہو گئے ہیں جو ساری دنیا کے مسلمانوں کے اندر زندگی اور عمل کا جذبہ تازہ رکھے گی''۔

اس میٹنگ میں الحاق سب کمیٹی نے بمبئی پریذیڈنسی مسلم لیگ کے الحاق سے متعلق رپورٹ کی توثیق تو کر دی لیکن اسے ملتوی کر دیا گیا۔

مسلم لیگ نیشنل گارڈز

اجلاس نے کل ہند بنیاد پر مسلم لیگ نیشنل گارڈ کو منظم کرنے کی تجویز پر غور کیا اور فلسطین کمیٹی کی رپورٹ کونسل کے سامنے پیش ہونے پر اسے نوٹ کر لیا گیا[93]۔

☆ ☆ ☆

پٹنہ 25 دسمبر 1938ء

25 دسمبر 1938ء کو قائد اعظمؒ کی صدارت میں پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ کونسل کا کوئی ممبر آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے صدر کی اجازت کے بغیر بیان نہیں دے سکتا۔

واردھا تعلیمی سکیم

ایک قرارداد کے ذریعے واردھا تعلیمی سکیم پر غور وخوض کرنے کے لئے قائم کی گئی سب کمیٹی کو کونسل کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرنے کے لئے مزید تین ماہ دے دیئے گئے[94]۔

☆ ☆ ☆

دہلی'8 اپریل'1939ء

مختلف سکیمیں

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ 8 اپریل' 1939ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں نئی دہلی میں منعقد ہوئی جس میں تمام صوبوں کے نمائندے موجود تھے۔ اس موقع پر قائداعظمؒ نے تفصیل کے ساتھ لیگ کے پٹنہ اجلاس کے بعد ورکنگ کمیٹی کی پاس کردہ قراردادوں کے بارے میں صورت حال پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اُنہوں نے بتایا کہ پیر پور رپورٹ کی کاپیاں وائسرائے اور کانگرسی حکومتوں کو بھیج دی گئی ہیں جن کے جوابات کا انتظار ہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ ریاستوں میں مسلمان تیزی سے اپنی تنظیم کر رہے ہیں۔ فیڈریشن کے حوالے سے اُنہوں نے بتایا کہ بہت سی سکیمیں پیش نظر ہیں جن میں ہندوستان کو ہندو انڈیا' اور 'مسلم انڈیا' میں تقسیم کرنے کی سکیمیں بھی ہیں۔ یہ سکیمیں لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی قائم کردہ کمیٹی کے زیر مطالعہ ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ لیگ کسی ایک خاص سکیم پر تکیہ نہیں کر رہی بلکہ ایسی سکیم پیش کرے گی جو ہندوستان کے مسلمانوں کے مفاد میں ہوگی۔

اس موقع پر پنجاب میں قائم کی گئی آرگنائزیشن کمیٹی کے حوالے سے بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ مولانا ظفر علی خان' میر مقبول محمود' برکت علی اور میر احمد شاہ نے بحث میں لیتے ہوئے بتایا کہ 20 ضلعی لیگیں قائم کر لی گئیں ہیں اور جلد ہی پنجاب میں مسلم لیگ مقبول ہو جائے گی۔

مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی تنظیم

آل انڈیا سطح پر مسلم لیگ کی نیشنل گارڈز کی تنظیم قائم کرنے کے حوالے سے تفصیلی بحث ہوئی۔ کونسل نے راجہ آف محمود آباد' مولانا ظفر علی خان' نواب محمد اسمٰعیل خان اور قائداعظم محمد علی جناح کا موقف سننے کے بعد فیصلہ کیا کہ اس ضمن میں ایک کمیٹی قائم کی جائے جو کوائف کا تعین کرے۔

راج کوٹ قرارداد

کونسل نے راجکوٹ' جے پور اور حیدرآباد کی صورتحال کا جائزہ لیا اور راج کوٹ کے متعلق درج ذیل قرارداد پاس کی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سیاسی مسائل کے حوالے سے مسٹر گاندھی کے برت رکھنے کے فعل کو مسترد کرتی ہے۔ دیگر معاملات کے علاوہ راجکوٹ' کانسٹی ٹیوشنل ریفارمز' کمیٹی میں دو مسلمان ممبران کو

نامزد کیا گیا ہے جبکہ راج کوٹ کے ٹھاکر صاحب یہ ممبران پہلے سے نامزد کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ کونسل وائسرائے اور ٹھاکر صاحب پر زور دیتی ہے کہ وہ مسٹر پٹیل کے نامزد کردہ نمائندوں کو مسلمانوں کے منتخب شدہ نمائندوں کی جگہ نامزد نہ کریں۔ کونسل مزید زور دیتی ہے کہ راجکوٹ کے مسلمان اپنی نمائندگی میں کسی قسم کی تبدیلی کے خلاف بھرپور اقدام کریں کیونکہ مسلم لیگ پہلے ہی اعلان کر چکی ہے کہ نمائندوں کی تبدیلی راج کوٹ کے مسلمانوں کے مفادات کے لئے بہت نقصان دہ ہوگی۔

قرارداد جے پور

اس کونسل کی رائے ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی جو جے پور سے ہجرت کر گئے ہیں کو ترغیب دی جائے کہ وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائیں اور دوسروں کے اکسانے میں نہ آئیں کیونکہ یہ ان کے اپنے مفاد میں ہے۔ کونسل ان سب سے فائرنگ کی وجہ سے ہونے والے نقصانات اور بہت سے بے گناہ لوگوں کے زخمی ہونے پر دلی رنج کا اظہار کرتی ہے اور ان کے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے زور دے گی۔

قرارداد حیدر آباد

حیدر آباد کے حوالے سے درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی خواہشات کے برعکس ہندو کانگرس اور اس کے حواریوں کی طرف سے سارے ہندوستان میں ہندو برتری قائم کرنے کے حوالے سے ملک بھر میں شدید بے حسی کے پیش نظر یہ کونسل توقع کرتی ہے کہ آئینی اصلاحات کے حوالے سے ہز ہائی نس حیدر آباد دکن کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے تسلط سے آزاد کرائیں گے جنہوں نے سارے دکن میں انتظامی اور تعلیمی اختیارات پر قبضہ کر رکھا ہے۔

یہ کونسل آریہ سماج، ہندو مہا سبھا اور ان کے کانگرسی حواریوں کے دکن میں ہندو مذہب اور ہندوؤں کی آزادی خطرے میں کے بے بنیاد بہانے کی بنیاد پر ریاست میں ممکنہ حملہ کو شدید خطرہ قرار دیتے ہوئے سمجھتی ہے کہ اس سے قوموں کے درمیان ٹکراؤ مزید بڑھے گا جس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

ہندوستانی ریاستوں میں مسٹر گاندھی کی براہ راست مداخلت، کانگرسی اکثریت اور اس کے مظالم کو مدنظر رکھتے ہوئے نظام حیدر آباد دکن سے اصرار کرتی ہے کہ وہ باہر کی ایجنسیوں کو تسلیم نہ کریں اور یہ کونسل برطانوی حکومت کو سختی سے متنبع کرتی ہے کہ وہ اپنی خطرناک سازشیں ختم کرے کیونکہ اس کی اس پالیسی کی وجہ سے پہلے ہی فرقہ وارانہ

کشیدگی اور نفرت پھیلی ہوئی ہے جو خطرناک نتائج کی حد تک پہنچ سکتی ہے۔[95]

☆☆☆

دہلی' 27-28 اگست' 1939ء

27 اگست' 1939ء کوئی دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جو چھ گھنٹے جاری رہا۔ اس دوران جنگ کے دوران مسلمانوں کے کردار کے حوالے سے بحث ومباحثہ ہوا۔ 20 مقررین نے حصہ لیا اور آخر میں قائداعظمؒ نے ایک گھنٹہ تک تفصیل سے اپنا موقف بیان کیا۔ کونسل نے متفقہ طور پر درج ذیل قرارداد پاس کی جو حاجی سر عبداللہ ہارون نے پیش کی۔

مسلم لیگ اور جنگ عظیم

مسلم لیگ کونسل' برطانوی حکومت کی اس پالیسی پر سخت افسوس کا اظہار کرتی ہے جس کے ذریعے وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی مرضی کے خلاف ان پر ایسا آئین اور خاص طور پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء مسلط کرنا چاہتی ہے جس کے تحت ایک مستقل جارح اکثریت کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اقلیتوں کے مذہبی' سیاسی' سماجی اور معاشی حقوق کو کچل دے' یہ کہ وائسرائے اور کانگرسی حکومتوں کے صوبوں میں گورنروں کے صوابدیدی اختیارات کے تحت اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اور ان کے لئے انصاف کی فراہمی کے حوالے سے عدم تعاون اور عدم توجہی اور فلسطین میں عربوں کے مطالبات ماننے سے انکار کرنے پر برطانوی حکومت کے رویے پر افسوس کا اظہار کرتی ہے اور یہ رائے قائم کرتی ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر مستقبل میں اگر برطانوی حکومت ہنگامی صورت حال کے وقت دنیا کے مسلمانوں اور بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی مدد اور تعاون کی خواہشمند ہے تو وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے مطالبات مزید تاخیر کئے قبول کرلے۔

کونسل نے یہ امر قبل از وقت قرار دیا کہ جنگ کی صورت میں مسلمانوں کا کردار کیا ہوگا۔ کونسل نے فارن کمیٹی کو ہدایت کی کہ وہ اسلامی ممالک سے تعلق قائم کر کے ان کے خیالات سے آگہی حاصل کرے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اس مسئلہ پر فیصلہ کرنے کی مجاز ہو۔

پنجاب میں صوبائی مسلم لیگ قائم کرنے کے لئے مسلم لیگ آرگنائزنگ کمیٹی کی ناکامی پر بحث ہوئی۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ آرگنائزنگ کمیٹی کو فوری ختم کر دیا جائے لیکن نواب زادہ لیاقت علی خان

نے ترمیم پیش کرتے ہوئے تجویز کیا کہ آرگنائزیشن کمیٹی کو 15 نومبر تک کی مہلت دی جائے کہ وہ پنجاب میں پراونشل مسلم لیگ قائم کر سکے۔ بصورت دیگر آرگنائزیشن کمیٹی سا قط سمجھی جائے گی اور صدر اپنی صوابدید کے مطابق جو اقدام کرنا چاہیں کریں۔ لہٰذا ترمیم شدہ قرارداد منظور کر لی گئی۔

دیگر قراردادیں

28 اگست کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس درجن بھر قراردادیں منظور کرنے کے بعد اختتام پذیر ہوا جن میں اہم قراردادیں فیڈریشن کے حوالے سے پریس کے رویے، بلوچستان، ساؤتھ افریقہ میں ہندوستانی، کمیونل مسئلہ اور صوبائی مسلم لیگیں قائم کرنے کے لئے ایک کمیٹی کے قیام کے حوالے سے تھیں۔

-1 کمیونل مسئلہ کے حوالے سے گورنمنٹ آف انڈیا سے مطالبہ کیا گیا کہ مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کے پریشان کن سوال پر ضروری فیصلہ کرے کیونکہ متعلقہ فرقے آپس میں فیصلہ کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

-2 کونسل نے ساؤتھ افریقہ میں ہندوستانیوں کی جدوجہد کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا کہ نسلی عصبیت کے نقطہ نظر کے حوالے سے ہندوستانیوں کے لیے غیر یورپین فرنٹ پر جدوجہد کے لئے معقول جواز ہے۔

-3 فیڈریشن سکیم کے حوالے سے ہندوستانی ریاستوں کے شہزادوں اور ہز ہائی نس نظام حیدرآباد کے رویے پر مبارکباد پیش کرتی ہے کہ انہوں نے فیڈریشن سکیم کی مخالفت کی ہے اور ان سے اپیل کی کہ وہ اس سکیم کی مسلسل مخالفت کرتے رہیں۔

-4 کونسل نے بلوچستان میں لوگوں کے حقوق کو غصب کرنے کی پالیسی کو رد کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس صوبے کو صوبائی خودمختاری دی جائے۔

لیگ اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ کا رویہ

کونسل نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات خان کے جنگ عظیم کے حوالے سے 25 اگست کے بیان پر سخت تنقید کرتے ہوئے اسے لیگ کی پالیسی کے خلاف قرار دیا اور کہا کہ ان کا بیان مسلم انڈیا کے خیالات کی ترجمانی نہیں کرتا۔ بحث و تمحیص کے دوران بعض ممبران کی طرف سے ترمیمات بھی کی گئیں اور ایک موقع پر ورکنگ کمیٹی کو قانونی اقدام کرنے کی درخواست کی گئی۔

کمیونل مسئلہ

بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر فضل الحق نے کمیونل مسئلہ کے حوالے سے درج ذیل قرارداد پیش کی:

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ کونسل سارے ہندوستان میں مساجد کے سامنے (میوزک) باجہ بجانے کی وجہ سے بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشیدگی کے پیش نظر جو کہ کئی حوالوں سے مسلمان قوم کے لئے تباہ کن ہے' حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس ضمن میں ضروری اور فیصلہ کن اقدامات کرے کیونکہ متعلقہ اقوام کسی باہمی سمجھوتے پر نہیں پہنچ سکیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ اگر اس مسئلہ کا حل دونوں قوموں کی منشا کے مطابق نہ تلاش کیا جاسکا تو پھر شدید بدامنی اور عوام میں بے چینی پھیل جائے گی جس کی وجہ سے ہندوستان میں منظم نظام حکومت قائم نہیں رہ سکے گا۔ 96

☆☆☆

اکتوبر' 1939ء

واحد تمنا

قائداعظمؒ کا کونسل سے خطاب

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''مسلمانو! میں نے دنیا کو بہت دیکھا۔ دولت' شہرت اور عیش وعشرت کے بہت لطف اٹھائے۔ اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی' تنظیم اور مدافعت میں اپنا فرض ادا کر دیا۔ میں آپ سے اس کی داد اور شہادت کا طلب گار نہیں ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا دل' میرا اپنا ایمان' میرا اپنا ضمیر گواہی دے کہ جناح! تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ جناح! تم مسلمانوں کی تنظیم' اتحاد اور حمایت کا فرض بجالائے۔ میرا خدا یہ کہے کہ بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبے میں علمِ اسلام کو سربلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے۔'' 96-A

دہلی' 8 جنوری' 1940ء

نواب زادہ لیاقت علی خان کی صدارت میں دہلی میں کونسل کا اجلاس 8 جنوری' 1940ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس لاہور کے لئے 22 تا 24 مارچ' 1940ء کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ [97]



دہلی' 25 فروری' 1940ء

25 فروری' 1940ء کو نئی دہلی میں ہونے والی آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ میں قائداعظمؒ محمد علی جناح کو متفقہ طور پر لاہور میں ہونے والے مسلم لیگ کے لاہور سیشن کے لیے صدر چنا گیا۔ تمام صوبائی لیگوں نے متفقہ طور پر ان کا نام تجویز کیا۔ قائداعظمؒ نے میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے کہا:-

''میں نے پہلے ہی ہزایکسی لینسی وائسرائے کو ورکنگ کمیٹی کی قراردادوں کے بارے میں آگاہ کیا ہے اور مسلم لیگ کے نقطہ نظر کے متعلق بتایا ہے۔ معاملہ جوں کا توں ہے اور ہم منتظر ہیں کہ ہزایکسی لینسی کیا تجویز کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ لیگ نے وائسرائے کے سامنے پانچ نکاتی مطالبات پیش کیے ہیں۔ سب سے پہلے لیگ نے مطالبہ کیا تھا کہ صوبوں میں تجربے کی روشنی میں برطانوی حکومت کی طرف سے 1935ء کے ایکٹ پر مکمل طور پر نظر ثانی کی جائے۔ وائسرائے نے یقین دلایا تھا کہ 1935ء کے ایکٹ کی ساری سکیم کا ازسرنو جائزہ لیا جائے گا اور اس کے تحت پالیسی اور پلان کو بھی پھر سے دیکھا جائے گا۔

دوسرا نکتہ جس پر لیگ نے اصرار کیا تھا یہ تھا کہ مسلمانوں کی پیشگی منظوری کے بغیر کسی قسم کے اعلان کو قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی کے دباؤ میں آکر کسی عبوری نظام کو مسلمانوں کی منظوری کے بغیر نافذ کیا جائے۔ اس معاملے میں وائسرائے نے یقین دلایا ہے کہ ہزمیجسٹی کی گورنمنٹ مسلمانوں کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہے اور ان کے بغیر کسی قسم کے نظام کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ قائداعظمؒ نے کہا کہ یہ بیان اطمینان بخش نہیں مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مقدر کا خود فیصلہ کریں۔

تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستانی بالخصوص مسلمان فوجیوں کو مسلمان ممالک کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔

اس ضمن میں ہز ایکسی لینسی نے لیگ کا غلط مطلب سمجھا۔ لیگ نے کبھی نہیں کہا کہ حکومت ہندوستانی فوجیوں کو ہندوستان کے دفاع کے لیے استعمال نہیں کر سکتی۔ اس نے تو یہ کہا تھا کہ ہندوستانی فوجیوں کو ہندوستان سے باہر مسلمان ممالک کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔

چوتھا مطالبہ عرب مسئلے کے حل سے متعلق تھا۔ قائد اعظمؒ نے لیگ کی طرف سے برطانوی حکومت پر زور دیا کہ وہ برائے نام حل کی کوششوں کے بجائے فوری طور پر عربوں کی تسلی کے مطابق فیصلہ کرے۔

لیگ کا آخری مطالبہ کانگریسی حکومتوں کے صوبوں سے متعلق تھا۔ لیگ نے صاف طور پر کہا تھا کہ کانگرسی حکومتوں کے صوبوں میں مسلمانوں پر تشدد کیا جاتا ہے اور مسلم لیگ کے ممبروں کو خاص طور پر نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کانگرس ہائی کمان ان بیانات کو جھوٹ سمجھتی تھی لیکن ایک جوڈیشنل کمیٹی قائم کرنے پر رضامند ہوگئی جو کہ ایک مہمل تجویز ہے۔

دوسری طرف میں نے ہندوستان سے باہر کے لوگوں کا دو اشخاص پر مشتمل رائل کمیشن منظور کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ مطالبہ پھر دہراتا ہوں۔ قائد اعظمؒ نے کہا کہ یومِ نجات نے ثابت کر دیا ہے کہ کانگرس سے باہر کس طرح ہر سیکشن کے لوگوں نے کانگرسی حکومت کی مخالفت کا اظہار کیا ہے۔

''لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا ہدف کیا ہے۔ اگر آپ بھی نہیں سمجھتے تو آپ ہمارے ہدف کو نہیں سمجھ پائیں گے۔ برطانیہ ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ مسٹر گاندھی ہندوستان اور مسلمان دونوں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم انگریز یا مسٹر گاندھی کسی کو بھی مسلمانوں پر حکومت نہیں کرنے دیں گے۔ ہم آزاد ہونا چاہتے ہیں۔''

اس میٹنگ میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

آئینی مسئلہ

کونسل نے ورکنگ کمیٹی کے 18 ستمبر، 22 اکتوبر اور 3 اور 4 فروری کو اٹھائے گئے ہندوستان کے آئینی سوالات کی تائید کی۔ قراردادوں پر بحث کے دوران قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے جنگِ عظیم کے شروع ہونے سے لے کر اب تک حالات کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے مسلم لیگ کے مطالبات کو دہرایا اور لیگ کے عہد کو دہراتے ہوئے کہا کہ وہ انگریز یا مسٹر گاندھی کو مسلمانوں پر حکومت نہیں کرنے دے گی۔ اس موقع پر سر رضا علی، مسٹر ظفر علی، مسٹر برکت علی، مسٹر حسین امام، راجہ آف پیر پور اور سر شیر محمد نے بھی خطاب کیا۔

وائسرائے کی تقریر کی ملامت

میٹنگ نے بہار کے مسٹر نعیم الحسن کی طرف سے پیش کردہ قرارداد کے تحت اور رینٹ کلب بمبئی میں کی گئی وائسرائے کی تقریر کو رد کرتے ہوئے سر ہیگ نیل کے بیان پر سخت برہمی کا اظہار کیا جس میں انہوں نے قائد اعظم کی طرف سے رائل کمیشن بنانے کی تجویز سے انکار کیا تھا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ کا سوال

کونسل نے آسام اور اڑیسہ مسلم لیگوں کے الحاق کی منظوری دی اور صوبہ سرحد سے متعلق حکومت کی فارورڈ پالیسی پر مولانا ظفر علی خان کی قرارداد منظور کی۔

وزیرستان

یہ کونسل برطانوی حکومت کے حالیہ فیصلے سے یہ خدشہ اخذ کرتی ہے جیسے کہ یہ (حکومت) وزیرستان پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ احمد زئی آزاد پٹھان قبائل کا وطن ہے جن کے خلاف اس وقت بنوں کوہاٹ لائین پر چھوٹے پیمانے کی جنگ لڑی جارہی ہے۔ یہ کونسل سرحدی قبائل کے برطانوی علاقوں پر چھاپوں کو مسترد کرتے ہوئے واضح کر دینا چاہتی ہے کہ قبائلیوں کے حملے محض اپنی آزادی جس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں' کے چھن جانے کے خدشے کے تحت کیے گئے تھے۔

> یورپ میں بین الاقوامی صورت حال اور مشرق وسطیٰ میں اس کے پھیل جانے کے خدشے کے پیش نظر یہ کونسل برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی فارورڈ پالیسی پر نظر ثانی کرے اور سرحدی قبائل کو مطمئن کرنے کے لئے فوری اقدام کرے اور انہیں یقین دلائے کہ برطانوی حکومت اسلام کے خلاف نہیں ہے اور وہ سرحدی قبائل کے ساتھ دوستانہ برتاؤ سے امن بحال کرنے کی شدید خواہش مند ہے۔[98]



لاہور' 21 مارچ' 1940ء

"غروب آفتاب کے بعد لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں جنرل سیکرٹری کی رسمی رپورٹ کے بعد ضابطہ کے مطابق سبجیکٹس کمیٹی کے چند مزید ارکان مقرر کیے گئے۔ ان میں سے پنجاب میں سے ڈاکٹر محمد عالم اور میاں فیروز الدین احمد کو جگہ ملی۔ سر سکندر حیات خان اس جلسہ میں شریک تو ہوئے لیکن

خلاف معمول بہت پیچھے بیٹھے تھے۔ 22 مارچ 1940ء کے شام 8 بجے کے قریب سبجیکٹس کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ خاکساروں کے حادثے کے متعلق غم وغصہ کا اظہار کرنے کے لیے اکثر ارکان نے مختلف قراردادوں کا نوٹس لے رکھا تھا۔ خیال تھا کہ نشست میں ان قراردادوں پر بحث ہوگی لیکن قائد اعظمؒ نے شروع ہی میں کہہ دیا کہ خاکساروں کے مسئلے کو سردست ملتوی کیا جاتا ہے پھر نوابزادہ لیاقت علی خان نے قرارداد پاکستان پیش کی۔ قائد اعظمؒ چاہتے تھے کہ اسی وقت مناسب بحث کے بعد یہ قرارداد منظور کر لی جائے لیکن حاضرین کی رائے تھی کہ قرارداد چونکہ بے حد اہم ہے اس لیے انہیں اس کے مختلف پہلوؤں پر سوچنے کا مزید موقع دیا جائے۔ اس کے علاوہ قرارداد کا متن انگریزی میں تھا اور بعض لوگ انگریزی نہیں جانتے تھے چنانچہ مولانا ظفر علی خان نے وہیں قرارداد کا اردو میں ترجمہ کیا اور مفصل بحث دوسرے دن پر ملتوی کر دی گئی۔ اس واقعہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ جب مولانا قرارداد کا ترجمہ کرنے لگے تو سر سکندر حیات جو بہت پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اپنی جگہ سے اٹھ کر مولانا کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور جب تک مولانا ترجمے میں مصروف رہے سر سکندر برابر قرارداد کے انگریزی متن اور اردو ترجمے کے ایک ایک لفظ پر غور فرماتے رہے۔"[99]

قرارداد کا متن

چار سو الفاظ اور چار مختصر پیراگراف پر مشتمل قرارداد لاہور میں کہا گیا:

"آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس کی یہ مسلمہ رائے ہے کہ کوئی بھی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابل عمل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہوگا تاوقتیکہ وہ مندرجہ ذیل بنیادی اصول پر وضع نہ کیا گیا ہو۔ یعنی جغرافیائی طور پر متصلہ علاقوں کی حد بندی ایسے خطوں میں کی جائے (مناسب علاقائی ردوبدل کے ساتھ) کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصے ان کی تشکیل ایسی "آزاد ریاستوں" کی صورت میں کی جائے جس کی مشمولہ وحدتیں خودمختار اور مقتدر ہوں۔ نیز ان وحدتوں اور خطوں میں اقلیتوں کے مذہبی' ثقافتی' معاشی' سیاسی' انتظامی اور دیگر حقوق ومفادات کا مناسب موثر اور حکمی تحفظ ان کے مشورے سے آئین میں صراحت کے ساتھ پیش کیا جائے۔"[100]



دہلی 29 ستمبر 1940ء

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی حکومت کا اقتدار سے علیحدہ ہونے کا کوئی ارادہ نہیں۔ موجودہ پیش کش سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ 90 ملین مسلمانوں سے جو ایک قوم ہیں کھیل رہی ہے۔ طویل اور صبر آزما مذاکرات جو وائسرائے مختلف جماعتوں کے ساتھ کر رہے ہیں' اس کا نتیجہ نکلتا ہے یعنی کہ برطانوی حکومت ابھی بھی آقا اور خادم کا تعلق برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ ہم اس صورت حال کو قبول کریں گے۔''

یہ بات قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے آج صبح آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے کی۔

شروع ہی میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے صدر کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ ایوان کو یہ بتائیں کہ ان کے اور وائسرائے کے درمیان کیا معاملہ رہا اور قرارداد کا عام پس منظر بیان کر دیں تا کہ اراکین اپنی آراء کا اظہار صحیح طریقے سے کر سکیں۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ وہ نہایت مسرت کے ساتھ وہ خط و کتابت کونسل کے سامنے پیش کر دیں گے تا کہ اراکین صورت حال کا صحیح صحیح اندازہ لگا سکیں۔

قائداعظمؒ نے کہا کہ مسلمانوں کو ان خطرات کا پورا ادراک ہے جو جنگ نے پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ جنگ کو چلانے کے لئے حکومت کو ہر ممکن مدد دینے کے لئے تیار تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ ان کی امداد کی قدر و قیمت حقیقی اور موثر ہو۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلم لیگ کو مرکز اور صوبوں میں دونوں جگہ حاکمیت کا مقام دیا جائے۔

وائسرائے کے ساتھ اپنی خط و کتابت کا حوالہ دیتے ہوئے جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ وہ آج اخبارات کو اشاعت کے لئے جاری کر دی جائے گی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ طویل مذاکرات کے بعد حکومت نے یہ اصول تسلیم کر لیا کہ حکومت لیگ کے نمائندوں کو مرکز میں حکومت میں شامل کر لے گی' لیکن کانگرسی صوبوں میں نہیں۔ پھر وائسرائے انہیں حتمی طور پر یہ بتا سکتے کہ جنگ کے ضمن میں مشاورتی بورڈ کی ہیئت ترکیبی' اس کی رکنیت اور اس کا کیا کام ہوگا ماسوا اس کے کہ وہ لگ بھگ 15 ارکان پر مشتمل ہوگا جن میں سے پانچ مسلمان ہوں گے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ وائسرائے کی پیش کش کچھ ایسی

تھی کہ گورنر جنرل ایگزیکٹیوکونسل میں دونشستیں مسلم لیگ کے نامزد نمائندوں کے لئے مختص کردی جائے گی۔ یہ کل کتنی تعداد میں سے ہوں گی اس کا ابھی علم نہیں۔ اپنے پہلے مکتوب میں وائسرائے نے یہ عندیہ دیا کہ توسیع شدہ ایگزیکٹیوکونسل کے اراکین کی تعداد لگ بھگ گیارہ ہوگی۔ لفظ لگ بھگ بھی کافی لچکدار لفظ ہے۔ میرے نام اپنے تازہ ترین مکتوب میں انہوں نے کہا کہ تعداد ابھی تک متعین نہیں کی گئی۔ یعنی لچکدار لفظ لگ بھگ بھی غائب ہوگیا۔ پھر ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اورکون کون سی جماعتیں ہیں جن کے نامزد نمائندوں کو وائسرائے کی کونسل میں شمولیت کی دعوت دی گئی ہے۔

"اگر ہمیں اپنے دو افراد کے لئے نوکریاں مطلوب ہوتیں تو ہم فوراً ہی اپنے نمائندے نامزد کردیتے۔ یہ بہت ہی خوش آئند انتظام ہوتا۔ لیکن کیا یہ مرکز کے اختیارات میں بھی حقیقی شراکت ہوتی؟ پیش کش دراصل اختیارات میں ہماری شراکت کا مذاق اڑانا ہے۔ لہٰذا اگر ہمیں اس کا علم بھی ہو کہ اور کون سی جماعتیں شامل ہورہی ہیں تب بھی ایک نہایت اہم سوال حل طلب رہ جاتا ہے۔

"فرض کیجئے کوئی جماعت جس نے فی الحال خود کو باہر رکھا ہے بعد میں یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ شامل ہوجائے اور ہم خوش ہوں گے اگر وہ ایسا فیصلہ کرے پھر اغلباً ایگزیکیو یوکونسل کے ارکان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوجائے اور اگر ایگزیکیویوکونسل میں ردوبدل ہوتا ہے تو مسلم لیگ کی پوزیشن کیا ہوگی؟

میں نے اس معاملہ کا تذکرہ وائسرائے سے 24 ستمبر کو اپنی آخری ملاقات میں کیا۔ میں نے اس وقت یہ مطالبہ کیا کہ اگر کوئی جماعت جو اس وقت تعاون سے انکار کررہی ہے بعد میں آجاتی ہے تو اسے آنے کی اجازت ان جماعتوں کے ساتھ اتفاق رائے کے بعد دی جائے جن کی پہلے سے کونسل میں نمائندگی ہے۔ مجھے وائسرائے کی جانب سے اس بات کا بھی کوئی اطمینان بخش جواب نہیں ملا۔ یہ ہے ساری کہانی مذاکرات کی۔

میں اس امر کا اعادہ کرسکتا ہوں کہ میں نے اس تمام عرصے کے دوران اس امر کو فراموش نہیں کیا کہ ہمیں بھی خطرہ لاحق ہے۔ ہمیں اس پر بہت تشویش ہے کہ ہمارا مستقبل برطانیہ کے ساتھ منسلک ہورہا ہے۔ یہی سبب تھا کہ میں نے اپنے مطالبات کم سے کم حد پر رکھے لیکن اس سے نیچے نہیں جاسکتا۔"

مسلمانوں کی پوزیشن

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ "مسلم لیگ کی پوزیشن دیگر جماعتوں کے مقابلے میں کافی حد

تک مختلف تھی۔ اس کے معاملے میں اس وقت عدم تعاون کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ان کے لئے یہ از بس ضروری تھا کہ وہ ہند کے دفاع کی خاطر مساعی جنگ کو تیز تر کرنے کے لئے پورے طور سے حمایت کرے۔ یہ ان کے مفاد میں تھا لیکن در آں حالیکہ وہ امداد دینے کے خواہاں تھے کچھ بنیادی لوازمات ایسے تھے جن کا پورا ہونا مسلمانوں کی پوری دلجمعی کے ساتھ تعاون کے حصول کی غرض سے ضروری تھا۔"

اس سے قبل قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنی تقریر میں لیگ کے اس مطالبے کا تذکرہ کیا کہ 1935ء کے دستور کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور کہا کہ برطانوی حکومت نے عملاً یہ مطالبہ پورا کر دیا ہے جو وائسرائے اور مسٹر ایمرے (وزیر ہند) کے بیانات سے ظاہر ہے۔ تاہم یہ مستقبل کا مطالبہ ہے۔ فوری طور پر مسلمانان ہند موجودہ جنگ میں برطانیہ عظمیٰ کو مدد دینے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ اور آخری پیسہ بہانے کے لئے تیار ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ ڈوبنے یا تیرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

سر سکندر حیات خان: بغیر کسی بدگمانی کے؟

قائداعظم محمد علی جناحؒ: ہاں ہند کے آئندہ دستوری مسائل اور بڑے اور بنیادی مسائل کے ضمن میں کسی بدگمانی کے بغیر۔"

پاکستان اسکیم

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے پاکستان اسکیم کے ضمن میں قرارداد لاہور کی تکمیل کے سلسلے میں اب تک مسلم لیگ نے کیا کیا ہے' قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ڈاکٹر مونجے کے ایک حالیہ بیان کا حوالہ دیا جو اُنہوں نے بمبئی میں دیا جس میں اُنہوں نے کہا کہ وائسرائے نے انہیں بتایا کہ جب ہند کا آئندہ دستور زیر غور آئے گا تو پاکستان اسکیم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنی یکم جولائی کی ایک یادداشت کا بھی حوالہ دیا جس میں اُنہوں نے وائسرائے سے مطالبہ کیا تھا کہ ملک معظم کی حکومت کی جانب سے کوئی ایسا اعلان نہیں ہونا چاہئے جو قرارداد لاہور میں مذکور بنیادی اصولوں سے متصادم ہو۔

سر رضا علی کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وضاحت کی کہ وائسرائے کے ساتھ ان کی ملاقات کے دوران اُنہوں نے مسلم لیگ کی دیگر جماعتوں کے مقابلے پوزیشن کی صراحت کی۔

اُنہوں نے وائسرائے کو بتایا کہ اگر کانگرس آتی ہے تو مسلمانوں کی نمائندگی ہندوؤں کے برابر

ہونی چاہیے ورنہ اضافی نشستوں کے معاملے میں ان کی اکثریت ہونی چاہیے چونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ اس صورت میں زیادہ بار اور ذمہ داریاں مسلمانوں کو اٹھانا ہوں گی۔

مولانا حسرت موہانی اگرچہ قرارداد کے حق میں تھے تاہم اُنہوں نے مجلس عاملہ کی قرارداد میں ایک ترمیم پیش کرنا چاہی اُنہوں نے کہا کہ چونکہ وائسرائے کی پیش کش مسترد کرنے کی غرض سے جو وجوہات دی گئی ہیں وہ کافی نہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ مولانا یا کوئی اور مقرر قرارداد کی حمایت میں مزید اسباب کا ذکر کر سکتے ہیں لیکن ایوان کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ مجلس عاملہ کی قرارداد میں ترامیم پیش کریں وہ اسے من وعن قبول کر سکتے ہیں یا مسترد کر سکتے ہیں۔

تاہم اُنہوں نے یہ کہا کہ موجودہ حالات میں قرارداد کے استرداد کا مطلب ہوگا مجلس عاملہ پر اظہار عدم اعتماد۔[101]

اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مسلم لیگ نیشنل گارڈز اور ''ریڈ کریسنٹ تحریک'' بھی منظم کی جائے جو اسلامی خطوں (ممالک) میں زیادتیوں کے شکار لوگوں کو طبی امداد بہم پہنچائے۔[102]

☆☆☆

دہلی 22 فروری 1941ء

قائداعظمؒ کی جمہوریت پسندی

دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں کونسل کا اجلاس 22 فروری 1941ء کو منعقد ہوا جس میں لیگ کونسل نے متفقہ طور پر قائداعظمؒ کو سال 1941ء کے لئے صدر منتخب کیا۔ ایک ممبر نے تجویز کیا کہ قائداعظمؒ کو تاحیات مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا جائے۔ اعزازی سیکرٹری نواب زادہ لیاقت علی خان نے کہا کہ یہ تجویز لیگ کے آئین میں ترمیم کے بعد منظور کی جا سکتی ہے۔ اس موقع پر قائداعظمؒ نے مسلمانوں کی طرف سے اُن کی ذات میں اعتماد دیکھ کر تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ''جو کوئی بھی ہو آپ کبھی بھی کسی کو لیگ کا تاحیات صدر منتخب نہ کریں۔ مجھے ہر سال کے اختتام پر آپ کے سامنے آنا چاہیے اور آپ سے اپنے لئے اعتماد اور آپ کا ووٹ مانگنا چاہیے۔ آپ کے صدر کو اچھا کردار ادا کرنا چاہیے۔''[103]

☆☆☆

دہلی، 23 فروری 1941ء

23 فروری 1941ء کو دہلی میں قائد اعظمؒ کی صدارت میں لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائد اعظمؒ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اگلے اجلاس کے لئے صدر منتخب کر لیا گیا۔

قرار پایا کہ ہر صوبائی، ضلعی، شہری اور پرائمری مسلم لیگ تعمیری پروگرام مرتب کرے۔

☆☆☆

مدراس، 11 اپریل 1941ء

راجہ محمد امیر احمد خان آف محمود آباد کی صدارت میں مدراس میں لیگ کونسل کا اجلاس 11 اپریل، 1941ء کو منعقد ہوا۔

کمیٹی کا قیام

ایک قرارداد میں فیصلہ کیا گیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل میں جو آسامیاں خالی ہوگئی ہیں ان کو پُر کرنے کے لئے درج ذیل حضرات پر مبنی ایک کمیٹی قائم کی جائے:

راجہ صاحب آف محمود آباد، مسٹر حسن اصفہانی اور نوابزادہ لیاقت علی خان۔[105]

☆☆☆

دہلی، 26-27 اکتوبر 1941ء

نئی دہلی میں 26-27 اکتوبر 1941ء کو لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت قائد اعظمؒ نے کی۔ اس اجلاس میں ہندوستان بھر سے بہت بڑی تعداد میں مندوبین نے شرکت کی جس میں خاص طور پر پنجاب اور بنگال کے صوبوں کے مندوبین کی کثیر تعداد موجود تھی۔

ورکنگ کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق

اس میٹنگ میں ورکنگ کمیٹی کی 24، 25 اور 26 اگست، 1941ء کی قراردادوں کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا اور وائسرائے کی نیشنل ایگزیکٹو کونسل کی توسیع اور نام نہاد ڈیفنس کونسل کے حوالے سے آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے فیصلوں اور صدر لیگ کے اقدامات کی توثیق کی گئی اور صدر لیگ اور ورکنگ کمیٹی کے فیصلوں اور اقدامات کی تعریف کی۔

سر سلطان احمد اور بیگم شاہ نواز

میٹنگ نے سر سید سلطان احمد اور بیگم شاہ نواز کو ورکنگ کمیٹی کے اختیارات کو تسلیم نہ کرنے اور

مسلمانوں کی خواہشات کے بالکل برعکس مذکورہ کونسل میں بدستور رہنے پر اصرار کو رد کیا۔ کونسل نے مزید اعلان کیا کہ وائسرائے کی توسیع شدہ ایگزیکٹو اور نام نہاد ڈیفنس کونسل میں لئے گئے مسلمان کسی بھی لحاظ سے مسلمانوں کے نمائندے نہیں اور وہ کسی بھی طرح سے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

لیگ کونسل نے اس ضمن میں حکومت کے رویے کو رد کرتے ہوئے کہا کہ ایسا رویہ مسلمانوں کے حلقوں میں افتراق پیدا کرنے کے مترادف ہے۔[106]

☆☆☆

دہلی' 22 فروری' 1942ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ 22 فروری' 1942ء کو دہلی میں قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ میں کونسل نے ورکنگ کمیٹی کی 21 فروری کی پاس کردہ قراردادوں کی توثیق کی۔

کونسل نے قائداعظم کو ایک سال کے لیے مسلم لیگ کا از سر نو صدر منتخب کیا۔ تمام صوبائی لیگوں کی طرف سے صرف انہی کے نام کو منظور کیا گیا تھا۔ ان کے انتخاب کے اعلان پر بہت دیر تک تالیاں بجتی رہیں۔

سول ڈیفنس

کونسل نے ورکنگ کمیٹی کی 16 نومبر، 26 اور 27 دسمبر اور 27 فروری کی قراردادوں کی توثیق کی۔

غیر سرکاری قراردادیں

کونسل نے تین غیر سرکاری قراردادیں منظور کیں۔ ایک قرارداد میں مسٹر فضل الحق پر ہندو مہا سبھا کے ہاتھوں بنگال کے کٹھ پتلی وزیر اعلیٰ بننے اور لیگی کارکنوں اور بنگال کے مسلمان طلبہ کے خلاف ظالمانہ رویہ اختیار کرنے پر سخت تنقید کی گئی۔ کونسل نے مسلم لیگی کارکنوں اور مسلمان طلباء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جنہوں نے مسلم انڈیا کے بہترین مفاد میں جدوجہد کی۔

کازک مسئلہ

ایک قرارداد میں سویٹ روس سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان کازکوں کے ساتھ ہمدردی اور ان کی رہائش و بودوباش کے حوالے سے غور و خوض کیا اور سردار اورنگ زیب اور نواب زادہ رشید علی خان

پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تا کہ وہ کازک مسئلہ کے بارے رپورٹ دے۔

علامہ مشرقی کی رہائی

کونسل نے علامہ مشرقی کی رہائی کی تعریف کرتے ہوئے حکومت پر زور دیا کہ وہ ان کی مدراس سے باہر کی نقل و حرکت پر سے فوری طور پر پابندی ہٹائے۔

سر سکندر حیات اور ایگزیکٹو کونسل

کونسل نے سر سکندر حیات کے استعفیٰ کے حوالے سے قرارداد میں سر سکندر کے جذبے کی تعریف پر تنقید کرتے ہوئے اسے مسترد کر دیا۔[107]



الہ آباد' 3 اپریل' 1942ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس الہ آباد میں 3 اپریل' 1942ء کو منعقد ہوا جس کی صدارت نواب محمد اسماعیل خان نے کی۔ اس میٹنگ میں قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے 22 فروری' 1942ء کو منعقدہ ہنگامی اجلاس کی قرارداد کو منظور کر لیا جائے۔

قرار پایا کہ نوابزادہ لیاقت علی خان اور نواب محمد اسمٰعیل خان پر مشتمل دو رکنی سب کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کونسل میں خالی ہونے والی نشستوں پر ممبران کی تعیناتی کرے۔[108]



دہلی' 9 نومبر' 1942ء

قائداعظم محمد علی جناح نے 9 نومبر' 1942ء کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ میں آغاز ہی میں اپنی افتتاحی تقریر میں پاکستان کے حوالے سے مسلم لیگ کی پوزیشن واضح کی اور عبوری مرکزی حکومت کی تجویز کے بارے میں لیگ کا نقطۂ نظر بیان کیا۔

قائداعظمؒ نے شروع ہی میں لیگ کے نقطۂ نظر کے بارے میں غلط تاثر دینے اور اس کو آزادی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی برطانوی امپیریلزم کا اتحادی قرار دینے کی کوشش کے متعلق کہا کہ ''ایسی حرکات شرمناک ہیں''۔ برطانوی حکومت کا حوالہ دیتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ گذشتہ 150 یا 160 سال سے یہ حکومت عوام کی مرضی سے نہیں چل رہی بلکہ برطانوی مشین گنوں اور سنگینوں کے زور پر چل رہی ہے۔

اب عوام میں سیاسی شعور پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس خطے میں آزادانہ زندگی گزارنے کے لیے اپنی حکومت کے خواہاں ہیں اور ہمارا مطالبۂ پاکستان اسی آزادی کا دعاوی ہے۔ ہم برطانوی حکمرانوں کو خدا حافظ کہنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے مطالبۂ پاکستان کے مطابق 250 ملین نفوس پر مشتمل تین چوتھائی ملک ہندوؤں کو دینے کے حق میں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ اپنے علاقے میں حکومت کریں اور ہم اپنے علاقے میں"۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے بہت سی مثالیں دیتے ہوئے بتایا کہ "ہندوؤں کے سوجھ بوجھ والے طبقے کی سوچ میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ یہ سمجھ جائیں گے کہ یہ ان کے لئے دوسروں کی نسبت زیادہ فائدہ مند ہے"۔

کانگرسی تحریک کا حوالہ دیتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ یہ "مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھی کیونکہ ہندو چاہتا ہے کہ انگریز اقتدار ان کے ہاتھوں میں سونپ دے جس کا مطلب مسلمانوں کے مفاد کو ضعف پہنچانے کے مترادف ہے"۔ انگریز کے رویے پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "اسکوتھین" (Asquithian) پالیسی کے تحت "دیکھو اور انتظار کرو" پر تکیہ کرنا سخت حماقت ہے۔

انہوں نے کہا کہ انگریز کو چاہیے کہ وہ جلد سے جلد مسلمانوں کے مطالبے پر عملدرآمد کرتے ہوئے ہندوستان کو فوری طور پر آزاد کر دے۔ اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے قائداعظمؒ نے مسلمانوں کو کانگرسی تحریک سے علیحدہ رہنے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ "اس سے واقعی بغیر کسی شک وشبہ کے ثابت ہو گیا ہے کہ مسلمان کانگریس کے ساتھ نہیں ہیں اور نہ ہی اس کی پالیسی اور پروگرام کو تسلیم کرتے ہیں"۔

کشمیر کی صورتِ حال' کا زک مسلہ اور سندھ کی صورت احوال کے ذکر واذکار کے بعد مسلم لیگ کی ترقی کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ یہ پارٹی بڑی تیزی سے منظم ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ "ہمارا پانچ سالہ منصوبہ مکمل ہو گیا ہے جس کے لیے ہم نے مسلمانوں سے نہ تو اپیل کی اور نہ ہی پیسے کا مطالبہ کیا اور یہ کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے غیر ملکی اخباری نمائندوں سے یہ کہتے سنا ہے کہ ہم اس ملک میں جہاں بھی گئے ہیں مسلمانوں کو مسلم لیگ کی پیروی کرتے ہوئے پایا ہے۔ اب لیگ منظم ہو چکی ہے جو ہندوستان کی تاریخ میں اس سے قبل کبھی نہ تھی۔ اب پاکستان کے حصول کا راستہ بالکل صاف ہو چکا ہے اور ہم اپنی منزل پا لینے کے بارے کوئی شک نہیں رکھتے اور ہم اسے حاصل کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں"۔

سیاسی تعطل کا حل

کونسل نے ورکنگ کمیٹی کی اپریل' اگست اور گذشتہ روز کی قراردادوں کے علاوہ بمبئی کی قرارداد جس میں لیگ کی تازہ ترین پوزیشن کے بارے میں ذکر تھا کی بھی توثیق کردی۔ کونسل نے صدر مسلم لیگ قائداعظم محمد علی جناح کو اختیار دیا کہ وہ لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس کے لیے جگہ اور تاریخ کا فیصلہ کریں۔ کونسل نے جائنٹ سیکرٹریوں کی مدت عہدہ میں بھی اگلے اجلاس تک کے لئے توسیع کردی۔

حاجیوں کے لیے سہولیات

کونسل نے حج پر عائد پابندی کے حوالے سے پانچ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جس کے ممبران کے نام یہ ہیں: مولانا حسرت موہانی' مولانا ظفر علی خان' مولانا عبدالحمید بدایونی' نواب جمشید علی خان اور مسٹر عبدالحمید۔ کمیٹی کو کہا گیا کہ وہ گورنر جنرل کونسل میں ممبر حج سے سالانہ حج پر پابندی کے بارے میں بات کرے اور مسٹر ایلی کی طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہ پانے پر صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو رپورٹ کرے۔

ریاستوں کے متعلق پالیسی

کونسل نے نواب زادہ رشید علی خان کی ترمیم شدہ قرارداد منظور کر لی جو کشمیر نیشنل کانفرنس پارٹی کے اور کشمیر دربار کے مسلمانوں کے منظم ہونے کے رویے کے خلاف تشدد آمیز پالیسی رذ کرنے سے متعلق تھی۔

کونسل نے اپنی قرارداد میں حکومت ہندوستان سے مطالبہ کیا کہ وہ کشمیر دربار کو خبردار کرتے ہوئے اس سے مطالبہ کرے کہ سرکاری اہلکاروں سمیت تشدد کرنے والوں کو سزا دے اور ایک غیر جانبدار کمیٹی قائم کرے جو مسلمانوں کی شکایات کی روشنی میں موزوں سفارشات پیش کرے۔

ریاستوں کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کے حوالے سے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ اگرچہ ریاستیں ہماری سکیم کے دائرہ کار سے باہر ہیں لیکن جب ہمارے مسلمان بھائیوں کے ساتھ زیادتی اور ظلم و تشدد ہو تو ہم ان کی مدد کے لیے آگے بڑھیں گے خواہ وہ کشمیر میں ہوں یا چین میں۔ کشمیر میں مسلمانوں کو آزادیٔ اظہار کا حق نہیں اور نہ ہی انہیں باہم ملنے کی آزادی ہے۔ ان کے حقوق کا تحفظ ہر حالت میں ہونا چاہیے اور ان کی شکایات کا ازالہ بھی ہونا چاہیے۔

فلسطین کی آزادی

کونسل نے فلسطین کے حوالے سے قرارداد منظور کرتے ہوئے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا کہ

وہ عرب کے فلسطینیوں کے ساتھ کیے گئے وعدے کا پاس کرے اور ان کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے ان کو آزادی دے۔[109]

☆☆☆

دہلی' 7 مارچ 1943ء

قائداعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں کونسل کا اجلاس 7 مارچ 1943ء کو منعقد ہوا جس میں نوابزادہ لیاقت علی خاں نے تالیوں کی گونج میں اعلان کیا کہ تمام صوبائی لیگوں کے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لیے قائداعظم کا نام تجویز کیا ہے۔

اس میٹنگ میں سندھ پراونشل لیجسلیٹو اسمبلی کے فیصلے کی توثیق کی گئی جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے 23 مارچ' 1940ء کو منظور کیے گئے پاکستان کے اصول کی تائید کی گئی تھی۔ میٹنگ نے اس یقین کا اظہار کیا کہ بہت جلد دوسرے مسلم اکثریتی صوبے بھی اس اصول کی تقلید کریں گے۔[110]

کونسل نے سر سکندر حیات خان کی اچانک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی لیگ کے لیے خدمات کو سراہا اور ان کے غمزدہ خاندان سے تعزیت کی۔[111]

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہا: آپ نے ملک خضر حیات کا بیان سنا۔ قرارداد کا اصل مقصد یہ ہے کہ مجلس قانون ساز پنجاب میں مسلم لیگ پارٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جیسا کہ ملک خضر حیات خان نے وضاحت کی ہے' مسلم لیگ پارٹی پہلے ہی سے موجود ہے۔ یہ پارٹی بطریق احسن کام کر رہی ہے یا نہیں' یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ لیکن اب یہ قطعی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اب اس پارٹی کو مسلمانوں کی واحد بااختیار اور نمائندہ تنظیم یعنی مسلم لیگ کے شایان شان بنانے کے لئے کوششیں روبہ عمل لائی جائیں گی۔ لہٰذا کیا ہمیں انتظار کرنا اور یہ دیکھنا نہیں چاہیے کہ حقیقتاً کیا کوششیں کی جاتی ہیں؟

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے سکندر جناح میثاق کی شرائط یاد دلائیں اور کہا کہ اس سارے اہتمام کا مقصد یہ تھا کہ یونینسٹ پارٹی کے مسلمان اراکین ایک علیحدہ پارٹی کے طور پر کام کریں۔ درحقیقت 86 ارکان نے عہدناموں پر دستخط ثبت کیے اور میرے حوالے کر دیے۔ آئینی اعتبار سے پارٹی معرض وجود میں آ گئی۔ لیکن اس نے مناسب طریقے سے کام نہیں کیا جس طور سے اسے کرنا

چاہیے تھا۔ حقیقی طور سے اسے کارکردگی کے لحاظ سے مستعد اور مضبوط بنانے کیلئے بہت کچھ کرنا ہوگا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ مسلم لیگ سول ڈیفنس کمیٹی چودہ ہزار میل کے پہلے دورے میں جو اس نے ہند کے ہر صوبے کا کیا' اپنے اولین فریضے کو نبھانے کے علاوہ کہ مسلمانوں کو بیرونی اور اندرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے منظم کیا جائے' وہ بہت سا ایسا مواد بھی ساتھ لائے ہیں جس سے اس قرارداد کی اساس استوار کی گئی ہے۔ کمیٹی دوبارہ دورے پر جا رہی ہے اور اس طرح سے ایک موقع اور مہیا ہو جائے گا کہ وہ اسی موضوع پر مزید تحقیق کر سکے۔ ان کی واپسی کا انتظار کرنا بہتر ہوگا۔ اسی اثناء میں قرارداد آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ سالانہ اجلاس تک ایجنڈے پر موجود رہے گی۔ چنانچہ قرارداد پر مزید غور و خوض آئندہ اجلاس کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

تقریر ختم کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس واقعہ پر اظہار مسرت کیا کہ گذشتہ چند ماہ کے دوران مسلم ہند نے پوری یک جہتی کے ساتھ مسلم لیگ کی حمایت کی اور ایک آواز میں بات کی۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ آئندہ اپریل میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں پوری سیاسی صورت حال پر تبصرہ کریں گے۔[112]



دہلی' 23 اپریل' 1943ء

دہلی میں لیگ کونسل کا اجلاس قائداعظمؒ کی صدارت میں 23 اپریل' 1943ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قرار پایا کہ نوابزادہ لیاقت علی خان اور نواب محمد اسماعیل خان پر مشتمل ایک سب کمیٹی قائم کی جائے جو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی خالی نشستوں کو پُر کرے اور درج ذیل قرارداد سبجیکٹ کمیٹی کے غور کے لئے بھیج دی جائے۔

(قبل ازیں کونسل کی 7 مارچ' 1943ء کی میٹنگ میں بھی یہی قرارداد پیش ہوئی تھی اور فیصلہ کیا گیا تھا کہ اسے فی الحال ملتوی کر دیا جائے اور کونسل کی اگلی میٹنگ میں بحث کے لیے پیش کیا جائے)۔

مسلم عوامی رابطہ کمیٹی

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل قرار دیتی ہے کہ مسلمانوں بالخصوص عوام کو زیادہ مؤثر انداز میں منظم کرنے اور ان کے لئے ٹھوس اور زوردار سیاسی شعور اور تربیت کے علاوہ مختلف صوبوں کے مسلمانوں کے

درمیان زیادہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے مسلمانوں کی عوامی آرگنائزیشن کمیٹی Muslim Mass Organisation Comittee' قائم کی جائے جس کا مرکزی دفتر دہلی میں ہو۔ یہ کمیٹی درج ذیل اُمور انجام دے:

1- یہ کمیٹی صوبائی لیگوں کے پھلنے پھولنے میں مدد کرے۔
2- عوام اور دانشوروں کے لئے مسلم لیگ کے مقاصد اور منزل کے بارے میں مفید مواد مہیا کرے۔
3- مسلم لیگ کے نصب العین کو اجاگر کرنے کے لئے عوامی سطح پر جدوجہد منظم کرے۔
4- ہندوستان کے سارے علاقوں کے مسلمانوں کے درمیان زیادہ روابط اور اتحاد پیدا کرے۔[113]

☆☆☆

دہلی' 15 اگست' 1943ء

15 اگست' 1943ء کو قائد اعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قائد اعظمؒ پر حملے کے بعد ان کی زندگی بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا گیا اور ان پر قاتلانہ حملے کو رد کیا گیا۔[114]

☆☆☆

دہلی' 15 نومبر' 1943ء

14-15 نومبر' 1943ء کو مسلم لیگ کونسل کے اجلاس قائد اعظمؒ کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں قائد اعظمؒ کو اگلے سال کے لیے لیگ کا صدر منتخب کیا گیا۔ کسی بھی صوبائی لیگ کی طرف سے کوئی اور امیدوار سامنے نہ آیا۔ اپنے دوبارہ انتخاب کے بعد قائد اعظمؒ نے میٹنگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں مشترکہ مرکزی حکومت کا تاثر دینے کی اس حکومتی چال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ پر حکومت کرنے والے قدامت پسند لیڈر ابھی اس ملک سے اپنا ہاتھ نہیں کھینچنا چاہتے۔

ایک اور قرارداد میں کہا گیا:

فلسطین

ورکنگ کمیٹی کے لیے یہ خبر باعثِ تشویش ہے کہ یہودی ایجنسیوں نے عرب مخالف پراپیگنڈہ پھر سے شروع کر دیا ہے اور ملک کے حق پر مبنی مفادات کے خلاف امریکہ اور برطانیہ سے فلسطین میں یہودیوں کی مزید ہجرت کی ڈوری ہلا رہی ہیں۔[115]

قائداعظمؒ کا خطاب

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اپنے خطاب کا آغاز کونسل کے شکریے سے کیا جس میں ان کے قاتلانہ حملے سے بچ جانے پر اپنی ہمدردی اور مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اُنہوں نے کہا ''میں اس موضوع پر مزید کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ میری ہر مسلمان سے مخلصانہ اپیل ہے کہ وہ مسلم لیگ کے پرچم تلے آ جائیں کیونکہ اسی میں ہماری نجات مضمر ہے۔''

لیگ بہت جمہوری ادارہ ہے

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے اُنہوں نے کہا ''مسلم لیگ کا دستور اتنا جمہوری ہے جتنا زیادہ سے زیادہ یہ وضع کیا جا سکتا ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس پر مسلم لیگ کے دروازے نہ کھلے ہوں۔ اگر مسلمان قائد سے غیر مطمئن ہوں تو اس کا علاج بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ پارٹی کے دستور کے تحت اپنے حقوق استعمال کرتے ہوئے وہ اسے ہٹا سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ معاملات کو زور اور تشدد کے بل پر طے کرنے کی کوشش کریں تو خون خرابے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا''۔

ہندوییت

''اکھنڈ ہندوستان'' یا نام نہاد ''قومی حکومت'' کی تجاویز کے بارے میں اُنہوں نے کہا کہ اس کا واحد مقصد ہندو راج کا قیام اور ملک میں ایسی حکومت کا قیام ہے جس میں ہندوؤں کا غلبہ ہو۔ اس کا مقصد مسلم ہند پر واضح ہے۔ درحقیقت انہیں ہندو راج کے تحت منتقل کرنا ہے۔ انگریزوں کی بجائے وہ ہندوؤں کی گیریزن کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ اُنہوں نے دریافت کیا 'کیا یہ ہندو رہنماؤں کے لئے کبھی بھی ممکن ہوگا کہ وہ ان عزائم کو بروئے کار لا سکیں' جب کہ مسلمان پوری طرح سے چوکس 'ہوشیار اور خبردار ہیں؟ کیا وہ یہ توقع کرتے ہیں کہ مسلم ہند اپنی موت کے پروانے پر خود ہی دستخط کر دے گا؟ کونسل کے گذشتہ اجلاس سے اب تک یہ تجاویز ہی اس تمام پروپیگنڈہ کا محور ہیں جس سے اخبارات بھرے پڑے ہیں اور یہی کچھ پلیٹ فارموں سے دہرایا جا رہا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کہا کہ اس کے علاوہ مجھے اور کوئی چیز نظر نہیں آئی جو ہند کے سیاسی افق پر رونما ہوئی ہو اور جس پر مجھے تبصرہ کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ ان معاملات کو بھی اس لئے دہرا رہے ہیں تاکہ کونسل کا حافظہ ایک بار پھر تازہ ہو جائے۔

خوراک کی صورت حال

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کہا کہ جہاں تک ملک میں خوراک کی صورت حال کا تعلق ہے آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے اس معاملہ پر کافی سنجیدگی سے غور و خوض کیا ہے اور اس مسئلہ پر ایک قرارداد کل پیش کی جائے گی۔ انہوں نے بنگال کی وزارت کا دفاع کیا اور اعلان کیا کہ وہ اپنی سی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے اقتدار سنبھالا تو یہ آگ بھڑکی ہوئی تھی اور بحران کے بادل بنگال پر چھائے ہوئے تھے۔ اس آگ کا کوئی نہ کوئی ذمہ دار ہوگا۔ ناظم الدین وزارت تو آگ بجھانے کے انجنوں کی حیثیت میں وہاں گئی اور آگ بجھانے کے لئے پورا جتن کر رہی ہے۔ انہوں نے ان لوگوں کی سرگرمیوں کی مذمت کی جو موت کی موجودگی میں بھی اس موقع کو شرارتاً سیاسی پراپیگنڈہ اور اپنے ناپاک سیاسی عزائم کے حصول کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قحط بنگال انسانی تخلیق ہے اور ہند میں برطانوی انتظامیہ کی پیشانی پر کلنک کا عظیم ترین ٹیکہ ہے۔

کشمیر کی صورت حال

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کشمیر کے مسئلہ پر گفتگو کی اور کہا کہ وہاں صورت حال واقعتاً بہت سنگین ہے۔ اگر ان تفصیلات پر یقین کر لیا جائے جو ان تک پہنچی ہیں تو وہ کہیں گے کہ صورتحال خوفناک ہے۔ انہوں نے ہز ہائی نس مہاراجہ سے اپیل کی کہ وہ ریاست کے فرمانروا کی حیثیت سے اپنی عظیم ذمہ داریوں کو پورا کریں اور اس فریضہ کو ادا کریں جو ان کے عوام کی طرف سے جن میں 80 فی صد مسلمان ہیں ان پر عائد ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر یہ کہتے ہوئے ختم کی کہ وہ موجودہ صورت حال کے جاری رہنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔[116]

☆☆☆

کراچی' 24 دسمبر' 1943ء

24 دسمبر' 1943ء کو کراچی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ ایک قرارداد کے ذریعے درج ذیل ممبران کو آسام سے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے لئے منتخب کیا گیا:

1- آنریبل خان بہادر سید الرحمان' شیلانگ' آسام

2- آنریبل مولوی منصور علی بی ایل' شیلانگ' آسام

3- آنریبل مولوی عبدالمتین چوہدری' شیلانگ' آسام
4- مولوی عبدالصمد' پی آف کیرگنج آسام
5- مولوی عبدالرحمن' ایم ایل اے حبیب گنج' آسام
6- الحاج دیوان احباب چوہدری' پی او دوہالیہ سلہٹ' آسام
7- آنریبل سرسید سعداللہ وزیراعلیٰ آسام' گورنمنٹ شیلانگ
8- مقبول حسین چوہدری' ایم ایل اے' پی او سونام گنج' آسام
9- مولوی بدرالحق بختاور' پی او کریم گنج' آسام
10- مقابر علی موجمدار' بی ایل' پی او سلچر' آسام
11- کھیدکر ممتاز الدین' بی ایل' کوہائی' آسام
12- مولوی عبدالسلام جی اوسی ایم این سی پی او سلہٹ' آسام
13- مولوی محی الدین چوہدری ایم اے بی ایل' مولوی بازار سلہٹ' آسام
14- مولوی عبدالحئی بی ایل' پی او حبیب گنج' آسام
15- کے ایس نورالحسین خان' پلیڈر' پی او حبیب گنج' آسام
16- مولوی فضل الحق سلبرشی' گوگاوری آفس' سلہٹ
17- عباس علی سرکار' پی او جیوریا ضلع نوگانگ' آسام
18- ایم اجمل علی' پی او سلہٹ
19- مولانا عبدالحمید خان ایم ایل اے' فکیر گنج' ڈبری' آسام
20- ایم اے رزاق پی او دیبانگ مکھ سب ساگر' آسام
21- مولوی کریم الدین احمد' بی ایل' پی او بارپیتا' دارانگ' آسام
22- مولوی مجیب الرحمان' پی او ڈھیکیاجولی' آسام
23- مولوی سید عبدالروف' ایم ایل اے' پی او بارپیتا' آسام
24- آنریبل مولوی مدبر حسین چوہدری' شیلانگ' آسام[117]

بنگلور رکورگ پراونشل مسلم لیگ

ایک قرارداد کے ذریعے اس میٹنگ میں بنگلور رکورگ پراونشل مسلم لیگ کو آل انڈیا مسلم لیگ میں باقاعدہ شامل کر لیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں سید عبدالرحمان کو بنگلور رکورگ صوبے سے کونسل کے پانچ ممبروں میں سے ایک ممبر کے بطور منتخب کیا گیا۔[118]



لاہور' 30 جولائی' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا سہ ماہی اجلاس برکت علی ہال' لاہور میں 30 جولائی' 1944ء کی صبح قائداعظمؒ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس اجلاس میں بنگال' سندھ اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے وزرائے اعلیٰ کے علاوہ ورکنگ کمیٹی کے ممبران اور ملک کے سارے علاقوں کے نمائندے اور مسلمان خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ لوگوں کی تعداد کی وجہ سے ہال مکمل طور پر بھرا ہوا تھا اور لوگ ہال کے دروازے سے اندر آنے کا راستہ نہ پا رہے تھے۔ میٹنگ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد قائداعظمؒ اپنی نشست سے اٹھے اور راج گوپال اچاریہ فارمولے سے متعلق بیان دیا جس کی کئی مقام پر تالیوں سے تعریف کی گئی۔ بیان پڑھنے میں مکمل ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ اس بیان کی ورکنگ کمیٹی نے اپنی گزشتہ روز کی میٹنگ میں توثیق کر دی تھی۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ فارمولا کے بارے میں خاص طور پر ہندوستان کی سیاسی صورت حال کی روشنی میں قائداعظمؒ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان مذاکرات کے حوالے سے سی آر فارمولا اور مسٹر ایم۔ کے گاندھی کے ساتھ اپنی خط و کتابت کا تفصیل سے ذکر کیا اور کہا کہ "اس فارمولے کا مطلب یہ تھا کہ اسے قبول کرو یا رہنے دو۔ یہ تو سیدھا سادھا فرمان ہوا نہ کہ مذاکرات کے لیے خلوص پر مبنی خواہش"۔

فارمولے کا وصف

مختلف پہلوؤں سے فارمولے پر روشنی ڈالتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ "یہ ایک بھونڈی نقل ہے اور مسلم لیگ کی مارچ 1940ء کی قرارداد لاہور کی نفی اور اسے تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اس فارمولے میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کے بارے میں مسلم لیگ مطالبہ کرتی ہے تو یہ بہت ہی بھدے مذاق کے مترادف ہے"۔ قائداعظمؒ نے سوالیہ انداز میں کہا کہ قرارداد میں کسی قسم کے ریفرنڈم کا ذکر

کہاں کیا گیا ہے لہٰذا (فارمولے میں) ضلع وار ریفرنڈم کرانے کی مضحکہ خیز تجویز کا کیا مقصد ہے؟

مسلمان اور اگست ریزولیوشن

قائداعظمؒ نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ اگست ریزولیوشن بے ضرر ہے لیکن مسلمان اسے اپنے مطالبات اور مطمع نظر کے مطابق بے ضرر نہیں سمجھتے۔ اس فارمولے کے تحت مسٹر گاندھی اور مسٹر راج گوپال اچاریہ گھوڑے کے آگے تانگہ لگا رہے ہیں۔ اگر اپنے دفاع میں میری صاف گوئی کی وجہ سے کسی کی دل شکنی ہوئی ہے تو اس کے لیے مجھے افسوس ہے کیونکہ میں کسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ مسٹر گاندھی اور راج گوپال اچاریہ کے طریق کار کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اب مجھے دنیا بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں کی رائے حاصل کرنے کے لیے اپنا موقف پیش کر دینا چاہیے۔ اب تو مسٹر گاندھی نے بھی کسی انداز میں ذاتی طور پر ہندوستان کی تقسیم کے اصول پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی ہے اب باقی صرف یہ رہ گیا ہے کہ کب اور کس طرح تقسیم ہوگا۔ لہٰذا شر میں سے خیر برآمد ہونے پر میں اپنے خلاف ہر قسم کے پراپیگنڈے اور حملوں کو درگزر کرتا ہوں" یعنی:۔

"Intoxicated with ego and "uncompromising attitude" vanity "a block in the way of freedom of India".

میں سمجھتا ہوں کہ اس فارمولے کے لیے ملاقات کا ماحول نہ تو دوستانہ ہے اور نہ ہی موزوں اور اس کا طریق کار حاکمانہ کیونکہ اس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ اس طریقے سے دس کروڑ مسلمانوں کے مستقبل کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا:

"As regards the merits of the proposal, Mr. Gandhi is offering a shadow and a husk-a maimed, mutilated and moth-eaten Pakistan, and thus trying to pass off having met our Pakistan scheme and Muslim demand".

اس کے بعد قائداعظمؒ نے مسٹر گاندھی کے 17 جولائی کو گجراتی میں لکھے گئے خطوط کا انگریزی ترجمہ سنایا۔ اس موقع پر کونسل نے نواب بہادر یار جنگ کی ناگہانی وفات پر تعزیتی قرارداد پاس کرتے ہوئے ان کی وفات کو مسلم انڈیا کے لئے سخت دھچکے سے تعبیر کیا اور ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی خوبیاں بیان کیں۔

نتیجہ

یہ میٹنگ یوپی، سی پی، بہار اور بمبئی کی حکومتوں کے نوٹیفکیشن جن میں مرکزی حکومت کے مطمع نظر کو

غلط انداز میں پیش کرتے ہوئے جن میں ذبیحہ یا ذبح کئے جانے والے جانوروں کی خریداری پر سخت پابندیاں عائد کی گئی ہیں مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے مفید نہیں۔ اس وجہ سے غیر سبزی خور قوموں کو خراب اور مضر صحت گوشت مہیا کیا جا رہا ہے جبکہ ہندو سرکاری اہلکاروں کو مختلف حربوں سے جانوروں کا کاروبار کرنے والوں کو ہراساں کرنے اور فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ دیکھا گیا ہے کہ اس نوٹیفکیشن کی وجہ سے گوشت کی قیمت غریب آدمی کی قوت خرید سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا یہ میٹنگ مطالبہ کرتی ہے کہ یا تو یہ احکامات واپس لے لئے جائیں یا ان کی ایسے طریقے سے وضاحت اور تشریح کی جائے جو متعلقہ صوبوں کی صوبائی لیگوں کو قبول ہو اور اس کے ساتھ صوبائی لیگوں کو بھی کہا گیا کہ وہ ایسے طریقے اختیار کریں کہ جن سے ان سختیوں کا ازالہ ہو سکے۔[119]

کونسل نے فیصلہ کیا کہ صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو اختیار دیا جائے کہ وہ لیگ کے اگلے سالانہ اجلاس کی تاریخ اور جگہ کا فیصلہ کریں۔

حج کی سہولت کی فراہمی

کونسل نے حکومت ہندوستان سے مطالبہ کیا کہ اس سال حج کے انتظامات کرے۔ بصورت دیگر ہندوستان کے مسلمان یہ سمجھیں گے کہ ان کے مذہبی معاملات میں اس لیے رخنہ اندازی کی جا رہی ہے کہ اتحادی فوجیں جنگ میں کامیابی حاصل کر رہی ہیں اس لیے سفر غیر محفوظ رہے گا۔ کونسل نے حکومت کا یہ عذر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

یومِ حج

کونسل نے فیصلہ کیا کہ حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اس سال حج کرنے والوں کے لیے سہولتیں فراہم کرے۔ کونسل نے مزید فیصلہ کیا کہ اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لیے مسلمان سارے ہندوستان میں ''یوم حج'' منائیں۔

سردار شوکت حیات خان

مولانا عبدالحمید بدایونی نے یہ قرارداد پیش کی:

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی یہ میٹنگ اعلان کرتی ہے کہ ''سردار شوکت حیات خان کے معاملے میں گورنر پنجاب نے غیر ضروری مداخلت کرتے ہوئے انہیں برخاست کر دیا ہے اور انہیں صفائی کا موقع

دیئے بغیر وزارت سے نکالنے کا فعل ایک جمہوری حکومت کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے جس سے ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں"۔

سردار شوکت حیات خان کی برخاستگی

اس کے بعد مسٹر چندریگر نے درج ذیل قرارداد پیش کی جو کونسل نے منظور کر لی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی یہ میٹنگ گورنر پنجاب کی طرف سے سردار شوکت حیات خان کو برخاست کرنے کے عمل کو رد کرتی ہے کیونکہ علاوہ اس سوال کے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے سیکشن 51 کی رو سے ایک وزیر کو برخاست کرنے کے اختیار کے حوالے سے گورنر نے ان کی خلاف نہ تو الزامات یا چارج شیٹ مہیا کی اور نہ ہی ان کو اپنے دفاع میں صفائی کا موقع دیا جو کہ انصاف کے قانون کے تحت ہر شہری کا بنیادی حق ہے کہ اسے سبکدوش کرنے سے قبل اپنی صفائی کا موقع دیا جائے۔ لیکن باوجود اس کے کہ گورنر کو مکمل حقائق پیش نظر رکھنے کا بارہا مطالبہ کیا گیا لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

لہٰذا یہ کونسل' حکومت ہندوستان اور برطانوی حکومت سے استدعا کرتی ہے کہ وہ گورنر کو واپس بلوالیں کیونکہ اب وہ مزید موجودہ بھاری ذمہ داری نبھانے کے عہدے کے اہل نہیں رہے اور وہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں تفویض کیے گئے غیر معمولی اختیارات کے ناجائز استعمال کرنے کا جرم کر چکے ہیں"۔

ملک خضر حیات خان کا اخراج

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل ایکشن کمیٹی کے فیصلے کی توثیق کرتی ہے جس کے تحت ملک خضر حیات خان وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہندوستان کے مسلمانوں سے عمومی طور پر اور خاص طور پر پنجاب کے مسلمانوں کی خواہشات اور آل انڈیا مسلم لیگ سے انحراف کرتے ہوئے اس کے اصول' مقصد اور مدعا کے خلاف اقدام پر ان کو مسلم لیگ سے خارج کیا گیا کیونکہ لیگ کی ہائی کمان فیصلہ دے چکی ہے کہ مسلم لیگ کا کوئی بھی ممبر بیک وقت دو سیاسی جماعتوں کی اطاعت نہیں کر سکتا۔ کونسل اس بات کا ناراضگی سے نوٹس لیتے ہوئے کہ مسٹر خضر حیات خان نے اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے سامنے اپنا کیس پیش کریں جو کہ پائے کے اعلیٰ ججوں پر مشتمل سب سے اعلیٰ قومی عدالت ہے' کے برعکس اپنا کیس ایسے جج کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں جو نیشنل کونسل سے باہر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس معاملے میں قوم کا فیصلہ سننے میں ندامت محسوس کرتے ہیں۔[120]

دہلی' 10 اپریل' 1946ء

فلسطین اور دیگر موضوعات

دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے اپنے تین گھنٹے کے اجلاس میں فلسطین' انڈونیشیا کی جدوجہد آزادی' جنوبی افریقہ میں ہندیوں کے مسائل' آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں کی رہائی' سبکدوش فوجیوں کی آبادکاری' آسام میں لائن سسٹم' انتخابات میں سرکاری مداخلت اور متعدد دیگر مسائل پر قراردیں منظور کیں۔

قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل کے اراکین کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ان کا اجلاس ایسے وقت ہو رہا ہے جب اہم مذاکرات ہو رہے ہیں اور کابینہ مشن دہلی میں موجود ہے۔ اُنہوں نے اراکین کونسل کو بتایا کہ کابینہ مشن کے ساتھ مذاکرات نہایت دوستانہ اور خوشگوار فضا میں ہو رہے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ دیگر اہم امور ہیں جن پر انہیں غور وخوض کرنا چاہیے:

اوّل: انہیں آئی۔ این۔ اے کے ضمن میں اور انہیں جو سزائیں سنائی گئیں ہیں' حکومت ہند کی بدنصیب حکمت عملی پر غور کرنا ہوگا۔ ان سزاؤں کی وجہ سے سارے ملک میں جذبات برانگیختہ ہوئے ہیں۔

اُنہوں نے کہا کہ حکومت ہند یا جو کوئی بھی یہ مقدمات چلانے اور پھر عدالت کی سنائی ہوئی سزاؤں کو کالعدم قرار دینے پر مجبور کرنے اور کپتان شاہنواز اور دوسروں کو رہا کر کے ایسی کیفیت پیدا کردی ہے جس کی نہ تو قانونی طور پر مدافعت کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اخلاقی طور پر۔

قائداعظمؒ نے اس بات پر زور دیا کہ وہ کپتان شاہنواز اور دوسروں کی رہائی کے خلاف نہیں۔ اُنہوں نے کہا لیکن حکمت عملی میں ایک بنیادی تبدیلی کی گئی جو مقدمات چلانے سے بدتر تھی' اور رشید اس حکمت عملی کے پہلے شکار ہوئے۔

اُنہوں نے کہا کہ شاہنواز پر قتل کا جرم ثابت ہوا' جب کہ رشید کو ضرب شدید کا مجرم گردانا گیا۔ بدیہی طور پر کسی کو قتل کرنا بدترین قسم کا وحشیانہ پن ہے' بمقابلہ اس کے کہ اسے اپاہج کردیا جائے اسے ضرب شدید لگائی جائے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے مارچ میں وائسرائے اور سر آرتھر اسمتھ کے ساتھ اپنی ملاقات کا ذکر کیا جس میں ان پر آئی۔ این۔ اے کے فوجیوں کو رہا کرنے پر زور دیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا کہ تاج یا اس کے نمائندے کو یہ اختیار حاصل ہے کہ آئی۔ اے۔ اے

کے فوجیوں کو جو سزائیں دی گئیں ہیں ان کی باقی ماندہ سزاؤں کو معاف کر دیں اور توقع ظاہر کی کہ وائسرائے سزاؤں کو کلیتاً معاف کر دینے کا کار خیر سرانجام دے دیں گے۔

جنوبی افریقہ میں ہندیوں کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ اگرچہ حکومت ہند نے تجارتی معاہدے کو ختم کرنے کا نوٹس دے دیا ہے لیکن تین ماہ کے دوران جنوبی افریقہ اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر اس کا اثر زائل کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔

انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ اس (کاروبار) کو فوری طور پر روک دیا جائے اور جنوبی افریقہ درآمد کے پروانے جاری نہ کئے جائیں۔

قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے انڈونیشیا کے عوام کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جو اپنی آزادی کے لئے مردانہ وار لڑ رہے ہیں اور اس ملک کے عوام الناس کو یقین دلایا کہ انہیں مدد دینے کے لئے مسلمانوں سے جو کچھ بھی بن پڑے گا کریں گے۔

فلسطین کا مسئلہ

مسئلہ فلسطین کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا ''جس دن سے برطانیہ کو فلسطین کا انتداب دیا گیا ہے یہ ایک تاریک تاریخ بن گئی ہے جو تاریک تر ہوتی جارہی ہے۔'' انہوں نے اس بات کی مذمت کی کہ برطانیہ جیسی عظیم طاقت بھی امریکی یہود کے دباؤ میں آ گئی ہے۔

مسٹر جناح نے اراکین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اتنی بڑی تعداد میں کونسل کے اجلاس میں شرکت کر رہے ہیں اور کہا کہ ''ہماری منزل مقصود آپ کے خون میں تو رچ بس گئی ہے اور جلد ہی یہ آپ کی ہڈیوں میں بھی سما جائے گی''۔ [121]



دہلی 5 جون 1946ء

5 جون 1946ء کو قائد اعظمؒ کی صدارت میں کونسل کا اجلاس دہلی میں منعقد ہوا جس میں کابینہ مشن سکیم پر غور و خوض کیا گیا۔ کونسل کے اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے کہا کہ ''جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے میں آپ کو واضح کر دوں کہ ہندوستان کے مسلمان مکمل طور پر ایک پاکستان قائم کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔''

خطاب قائداعظمؒ

قائداعظم محمد علی جناحؒ صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے خطاب کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

''کونسل کا اجلاس درحقیقت بہت نازک موقع پر طلب کیا گیا ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے دہلی میں ہونے والے مذاکرات کا ذکر کیا' اس میں جو پیش رفت ہوئی اور آخر کار شملہ میں یہ سہ فریقی کانفرنس ناکامی سے دوچار ہوئی' پھر کابینہ مشن کی اسکیم شائع ہوئی' تینوں فریقوں کے درمیان خط وکتابت ہوئی اور انہوں نے مشن کی تجاویز پر تبصرہ کیا۔

تمام مواد آپ کے سامنے موجود ہے اور بدھ یا جمعرات کو آپ جو فیصلے کریں گے وہ نہایت دور رس اہمیت اور عواقب کے حامل ہوں گے۔ بلاشک وشبہ مجلس عاملہ کابینہ کے انداز میں معمول کا طریقہ کار اختیار کرسکتی تھی۔ اگر وہ پسند کرتی تو وہ دو روزہ بحث مباحثہ کے بعد کوئی فیصلہ کرلیتی' اپنی جانب سے کوئی قرارداد مرتب کرتی اور تصدیق وتوثیق کے لئے اسے کونسل کے سامنے پیش کردیتی۔ لیکن مجلس عاملہ نے سوچا کہ یہ زبردست اہمیت کی غیر معمولی کیفیت ہے۔ لہٰذا اسے یہ راہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

مجلس عاملہ کا نقطہ نظر

اگر ہم نے کوئی فیصلہ کرلیا ہوتا اور اگر آپ اسے مسترد کردیتے تو ہمارے سامنے اس کے سوا اور کوئی راہ نہ رہتی کہ ہم مستعفی ہوجاتے۔ ہم نے سوچا کہ ہمیں ایسی صورت حال پیدا نہیں کرنی چاہیے جب کہ کونسل کا اجلاس ہونے ہی والا ہے' اور اس طرح کی راہ عمل کی نہ کوئی عجلت ہے اور نہ کوئی حاجت ہے۔

مجلس عاملہ کے اراکین نے گھنٹوں اس کے مالہٗ وماعلیہ پر بحث مباحثہ کیا اور ہم نے سوچا کہ ہم آپ کی رائے اور فیصلے کے ضمن میں کوئی پیش بینی نہ کریں۔ چنانچہ ہم نے یہ راہ اختیار کی کہ کونسل میں صورت حال کی نزاکت کا ادراک رکھتے ہوئے آپ جو رائے قائم کریں اور فیصلہ صادر کریں اس کی ذمہ داری بھی قبول کریں۔

لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ ہر رکن یہ محسوس کرے کہ وہ آزاد ہے اور وہ ہمارے کسی اقدام کا پابند نہیں جو اسے اپنی رائے کے اظہار یا اپنا حتمی فیصلہ' یا جو بھی کچھ ہو' کرنے سے روک سکے۔ مسلم قوم کی پارلیمان کی حیثیت سے فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔

مطالبہ پاکستان

''مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ مسلم ہند اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کہ ہم پورا مکمل اور خودمختار پاکستان حاصل نہیں کر لیں گے۔ اور میں اپنی پوری قوت کے ساتھ جو میں مجتمع کر سکتا ہوں مشن کے دلائل اور براہین اور اس طریقہ کار کو مسترد کرتا ہوں جس کے ذریعہ انہوں نے حقائق کو مسخ کیا اور ان کا اس کے سوا کوئی مقصد نہ تھا کہ وہ کانگرس کو خوش اور اس کی چاپلوسی کریں۔

درحقیقت پاکستان کی بنیاد اور اساس خود ان کی اسکیم میں موجود تھی۔''

عظیم ترین غلطی

اُنہوں نے عظیم ترین غلطی کا ارتکاب کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کانگریس پریس اور ہندوؤں نے جب یہ فقرے سنے اور شکر میں لپٹی ہوئی یہ گولیاں انہیں ملیں کہ پاکستان نامنظور کر دیا گیا تو خوشیاں منائی گئیں اور قدرتی طور پر مسلمانوں کی جانب سے اس کی زبردست مذمت کی گئی اور ان میں غم وغصہ پھیلا۔ لیکن یہ تو محض شکر میں لپٹی ہوئی گولی تھی اور شکر اس قدر کم تھی کہ بہت تھوڑے ہی عرصے میں کانگرس پریس کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ کوئی منفی شکر تھی''۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے اپنی حالیہ گفتگو کا حوالہ دیا جو انہوں نے شملہ کے استقبالیے میں کی تھی اور کس طرح ان کی غلط تاویل کی گئی۔ اُنہوں نے کہا کہ ''یہ نازک مسائل ہیں۔ ایک لفظ یہاں اور ایک فقرہ وہاں کہہ کر یا محض جذبات اور نعروں کے ذریعے فیصلے نہیں ہو سکتے۔

مجھے مسرت ہے کہ میرے ہوش وحواس بحال ہو گئے۔ لیکن میری تمنا ہے کہ وہ بھی اپنے حواسوں میں واپس آ جائیں گے۔ یقیناً لڑائی جھگڑے کے لئے دو فریقوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس معاملے میں تو چھوٹی اقلیتوں کو چھوڑتے ہوئے تین بلکہ چار فریق ہیں۔''

مسلمانوں کی اذیت

''جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ نہیں لڑ جھگڑ سکتے تو کیا میں ان کے ہر آدمی سے مخاطب نہیں ہوں جن میں ہم بھی شامل ہیں؟ میں جانتا ہوں اور میں اسے دہراتا ہوں کہ مسلمانوں نے اذیت اور مصیبتیں اٹھائیں اور اس حد تک مصائب برداشت کیے کہ میں ان کا سوچ کر لرز جاتا ہوں۔

چھ برس پہلے مسلمانوں کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ وہ صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے

جاتے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں نے اذیتیں جھیلیں اور اب بھی جھیل رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کردی جائیں' لیکن کوئی شے ہمیں کسی بھی طرح سے راہ راست سے ہٹانے اور ڈگمگانے پر مجبور نہیں کرسکتی اور نہ ہی اپنی منزل قیام پاکستان کی راہ سے سرمو ہٹا سکتی ہے۔

ہم پاکستان لے کے رہیں گے

''میں اس پلیٹ فارم سے دہراتا ہوں کہ تاخیر نہ برطانوی حکومت کے لئے سودمند ہے نہ ہندوؤں کے لئے۔ اگر وہ آزادی سے محبت کرتے ہیں' اگر انہیں ہند کی آزادی عزیز ہے' اگر وہ آزاد ہونا چاہتے ہیں' تو جس قدر جلد وہ یہ محسوس کرلیں گے اسی قدر بہتر ہوگا کہ جلدترین راہ پاکستان کو قبول کرلینا ہے۔ یا تو آپ مان لیں ورنہ ہم آپ کے باوصف یہ (پاکستان) لے کر رہیں گے۔

وہ کیا طور طریقے اختیار کریں گے اور کون سے حربے استعمال کریں گے اس کا انحصار تو وقت اور حالات پر ہوگا۔''

غذائی صورت حال

مدراس اور میسور کی کیفیت نازک ہے۔ ہم اپنا دست تعاون حکومت کے ہر محکمے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ حکومت چاہے جو بھی ہو۔ انسانیت کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ ایک شخص بھی بھوک سے نہ مرے۔ جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے صرف ایک ہی فیصلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ہیں فاقہ زدگی کو زیر کرنے کے لئے اپنی بہترین کوشش صرف کردیجئے۔

جنوبی افریقہ کا جرم

وہاں جو ہندی ہیں ان کے ساتھ اچھوتوں کا سا سلوک کیا جارہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جنرل اسمٹس یہ کہیں گے کہ (خود) ہند میں چھ کروڑ اچھوت موجود ہیں۔ مجھے اعتراف ہے کہ اچھوت پن شرمناک ہے لیکن کیا یہ بات یہ کہنے کی وجہ بن سکتی ہے کہ دو کالوں سے ایک سفید بنتا ہے۔ چونکہ ہند پر یہ لعنت مسلط ہے اور اس کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکہ لگا ہوا ہے تو کیا کسی مہذب حکومت کو یہ کہنا زیب دیتا ہے کہ ''میں بھی اپنی حکومت کی پیشانی پر کلنک کا یہ ٹیکہ اپنے ملک کی پیشانی پر اپنی قوم کی پیشانی پر لگاؤں گا۔ اور اگرچہ یہ اس وقت موجود نہیں ہے میں اسے اب جنم دے دوں گا؟

کوئی بھی دیانتدار شخص' خواہ وہ اس ملک میں ہو یا اس سے باہر اس امر سے اختلاف نہیں کرسکتا

کہ گھیٹو کے بارے میں مسودہ قانون تہذیب کے نام پر بٹہ ہے اور یہ ان لوگوں کے خلاف ایک جرم ہے جنہوں نے جنوبی افریقہ کی تعمیر میں مدددی اور جو (قانونی اعتبار سے) جائز طور پر وہاں موجود ہیں۔ ہماری پوری ہمدردیاں اپنے لوگوں کے ساتھ ہیں جو جدوجہد میں مصروف ہیں۔

فلسطین کے ضمن میں انہوں نے اینگلو۔امریکی کمیٹی کی ان سفارشات کی مذمت کی جن میں کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ یہودیوں کو فلسطین میں داخل ہونے دیا جائے۔

"کیا آپ اس سے اس کے علاوہ کوئی اور نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ یہ بدترین قسم کی بددیانتی ہے اور یہ کہ انہوں نے عدل وانصاف کے ہر اصول سے بے اعتنائی برتی۔"

انہوں نے عربوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سفارش کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں اور اس امر کا اہتمام کریں کہ مزید ایک یہودی بھی سرزمین فلسطین پر قدم نہ دھرنے پائے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے سرزمین انڈونیشیا پر ولندیزی سامراج کے قبضے کی مذمت کی اور کہا کہ اب تک برطانیہ نے اس بارے میں کوئی آبرومندانہ کردار ادا نہیں کیا۔

برطانیہ کی وعدہ شکنیاں

لیبیا کے تعلق میں انہوں نے کہا کہ برطانیہ نے نہایت طمطراق سے وعدہ کیا کہ وہاں کے مسلمانوں کو پھر کبھی اطالوی تسلط کی اذیت برداشت نہیں کرنا پڑے گی اور اب وہ اپنے اس قول وقرار سے پھر گئے۔

کشمیر میں ہونے والے حالیہ واقعات پر انہوں نے مہاراجہ کو یہ انتباہ کیا: "ازراہ عنایت آپ یہ اہتمام کریں کہ ایک معصوم مسلمان کو بھی گزند نہ پہنچے ورنہ آپ تمام مسلمانوں کو مجبور کر دیں گے کہ وہ سب اس جھمیلے میں کود پڑیں اور یہ دراصل بہت سنگین معاملہ ہو جائے گا۔"

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ان صوبوں میں فسادات کا ذکر کیا جہاں کانگرس برسراقتدار ہے اور اس امر کا اعادہ کیا کہ اس کا واحد علاج قیام پاکستان ہے۔ جب پاکستان قائم ہو جائے گا تو ہندو مختلف انداز سے سوچے گا۔ اس وقت بدقسمتی سے ہندو کے دماغ میں یہ سودا سمایا ہے کہ جہاں کہیں بھی کانگرس کی وزارت ہے ہندو راج قائم ہو گیا ہے۔

اس نوع کے مرض کا کوئی علاج نہیں۔ جب کوئی شخص مغالطے کے زیر اثر ہو تو اس کے لئے ایک

ہی جگہ ہوتی ہے اور وہ ہے پاگل خانہ۔ اس مغالطے میں مبتلا ہندو مغرور ظالم اور جابر بن گیا ہے' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہوش آ جائے گا' لیکن اگر ہوش نہ آیا تو ہوش میں لانے کے لئے ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔

''ان مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے تابوت میں ایک کیل اور ٹھونک رہے ہیں۔ جتنا زیادہ وہ ایسا کریں گے اتنا ہی زیادہ وہ پچھتائیں گے۔''[122]

☆☆☆

دہلی' 6 جون' 1946ء

کابینہ مشن تجاویز

6 جون' 1946ء کو دہلی میں کونسل کا اگلا اجلاس شام کو منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر کابینہ مشن تجاویز کو منظور کر لیا گیا۔ یہ قرارداد قائداعظمؒ کی گزشتہ روز کی افتتاحی تقریر کے متن کے مطابق تھی۔ قرارداد میں کابینہ مشن کے پاکستان کے مطالبے کو رد کرنے کے خلاف سخت تنقید کی گئی اور حصول پاکستان کے لیے لیگ کے عزم کو پھر دہرایا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ کابینہ مشن تجاویز میں بالآخر لیگ کا مطلوبہ مقصد موجود ہے۔ لہٰذا اس بنیاد پر اور ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے پُرامن ارتقاء کے پیش نظر قرارداد میں مشن پلان کو قبول کر لیا گیا اور قائداعظم کو اس ضمن میں تفصیلات طے کرنے کا اختیار دے دیا گیا۔[123]

قائداعظمؒ کا خطاب

''میں نے آپ کو کرپس تجاویز مسترد کرنے کا مشورہ دیا' میں نے آپ کو شملہ کانفرنس فارمولا مسترد کرنے کا مشورہ دیا' لیکن میں آپ کو برطانوی کابینہ مشن کی تجاویز کے استرداد کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ میں آپ کو انہیں قبول کرنے کا مشورہ دیتا ہوں۔'' ان الفاظ کے ساتھ قائداعظم محمد علی جناح نے نئی دہلی میں کابینہ مشن کی تجاویز پر کونسل کے بند کمرے کے اجلاس میں طویل بحث کو سمیٹتے ہوئے اگلے روز 6 جون کو کہا۔

آپ نے مزید کہا ''قرارداد لاہور کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جب مسلمان اپنا مطالبہ پیش کریں تو اسے یکدم منظور کر لیا جائے گا۔ جدوجہد کا پہلا مرحلہ یہ تھا کہ مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کو منوایا جائے۔ آئینی جنگ آپ نے شروع کی اور جیت لی۔ مشن کی تجاویز کو قبول کر لینے سے حصول پاکستان کی جدوجہد ختم نہیں ہو جاتی' آپ کو اپنی یہ جدوجہد جاری رکھنا ہوگی تا آنکہ پاکستان حاصل ہو جائے۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے کہا: ''اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو آپ دستور ساز اسمبلی

میں تعطل پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے مقصد کی خاطر دستور ساز اسمبلی میں لڑائی جاری رکھیں گے۔ وحدتوں یا گروپوں کے اس حق کے لئے بھی آپ لڑائی کریں گے کہ وہ دوبارہ اس گروپ سے مل جائیں جس سے وہ علیحدہ ہوئے۔"

جہاں تک گروپوں کا تعلق ہے قائداعظم محمد علی جناح نے مبینہ طور پر اس سے اطمینان کا اظہار کیا "گروپوں کا ماسوا دفاع، مواصلات اور امور خارجہ کے باقی سب اختیارات حاصل ہوں گے۔ جہاں تک دفاع کا تعلق ہے یہ نئے دستور کے نفاذ تک برطانیہ کے پاس رہے گا۔ سو اس بارے میں ابھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ دستور ساز اسمبلی میں اس بات پر لڑائی کریں گے کہ مواصلات کو صرف دفائی ضرورتوں تک محدود رکھا جائے۔ [124]

☆☆☆

بمبئی 27 جولائی 1946ء

27-28 جولائی 1946ء کو بمبئی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں کونسل میٹنگ ہوئی جو طویل بحث وتمحیص کے بعد اگلے دن کے لیے ملتوی کر دی گئی اور قائداعظمؒ نے وعدہ کیا کہ وہ تمام ممبران کی طرف سے پیش کیے گئے خیالات کی بنیاد پر کمیٹی کے سامنے ڈرافٹ ریزولیوشن پیش کریں گے۔

پہلے دونوں کے اجلاس میں 528 ممبران میں سے 400 ممبران نے شرکت کی۔ ان اجلاسوں میں درج ذیل فیصلے کیے گئے۔

قائداعظمؒ کا خطاب

"میں محسوس کرتا ہوں کہ مسلم لیگ کے لئے وہ وقت آ گیا ہے اور میں یہ کہتا چلا آ رہا ہوں کہ اب ہمارا موٹو ہونا چاہیے "نظم وضبط، اتحاد اور اپنی قوم کی قوت پر اعتماد۔ اگر قوت کافی نہیں ہے تو مزید قوت پیدا کیجئے۔ اگر ہم ایسا کر لیں گے تو کابینہ مشن اور برطانوی حکومت کو کانگرس کی ان دھمکیوں سے بچا سکیں گے، چھڑا سکیں گے اور آزاد کرا سکیں گے کہ وہ کش مکش جاری کر دیں گے اور عدم تعاون شروع کر دیں گے۔ پھر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی یہی کچھ کریں گے۔" یہ بات قائداعظم محمد علی جناح نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔

"عدل اور انصاف کی خاطر مسلم لیگ کی ساری کوششیں اکارت گئیں یہاں تک کہ کانگرس کی

طرف سے ہماری التجاؤں اور درخواستوں کا بھی کسی قسم کا کوئی جواب نہ آیا۔ کابینہ مشن کانگرس کے ہاتھوں میں کھیلا۔ اس نے اپنی مرضی کا کھیل کھیلا۔

''میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کانگرس نے دستوری مذاکرات کے دوران گھٹیا درجے کی کٹ حجتی' سودے بازی اور ہٹ دھرمی کے رویے سے ہند کے باشندوں کو جن میں ہماری اکثریت اونچی ذات ہندوؤں کی ہے زبردست نقصان پہنچایا۔ کانگرس مسلمانوں کے خلاف خبث باطن کے جذبات سے معمور ہے۔

''دہلی میں ایک مکمل نوکر شاہی کی مطلق العنان حکومت کے قیام میں مدد دے کر کانگرس ہند کو چالیس برس پیچھے لے گئی۔

''کانگرس سمجھتی ہے کہ وہ مسلم لیگ کو نظر انداز کر کے عبوری حکومت میں داخل ہو جائے گی۔ اسے وہاں جانا مبارک ہو۔ ہم اس سے خوفزدہ نہیں۔ ہمیں علم ہے کہ اس سے کیسے نمٹا جاتا ہے۔ وہ بے پر کی اڑاتے ہیں' جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مجلس دستور ساز کو ایک خود مختار ادارہ قرار دے دیں گے۔ مجلس دستور ساز جسے وائسرائے طلب کریں گے' جس کی تقرری برطانوی حکومت کرے گی' اسے پنڈت جواہر لال نہرو کے دلیرانہ اور بچگانہ بیانات کے ذریعے سے خود مختار ادارہ بنا دیا جائے گا۔

بے حد اہم مسائل

''کونسل کا اجلاس بعض بے حد اہم مسائل پر غور و خوض کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ آپ کو یہ حتمی فیصلہ کرنا ہے کہ مسلم لیگ کو کابینہ وفد اور وائسرائے کے 16 اور 25 مئی کے بیان میں مذکور مجلس دستور ساز کے بارے میں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔

کانگرس نے طویل المدت تجاویز کو اپنے استثنٰی اور اپنی تاویل کے ساتھ قبول کیا' قطع نظر کابینہ مشن کے بیان کے جو انہوں نے 25 مئی کو دیا۔''

صدر کانگرس کے 25 جون کے مکتوب بنام کابینہ مشن اور مجلس عاملہ کانگرس کی 26 جون کی قرارداد سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ ''کانگرس کی قبولیت مشروط ہے۔''

''ان عظیم ساستدانوں کو تو جانے دیجئے' ایک عام سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی ایک ہی نتیجہ اخذ کرے گا۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ کابینہ مشن اور وائسرائے اس فیصلے کو قبولیت قرار دیتے ہیں۔ ان مذاکرات کے دوران کابینہ مشن اور وائسرائے کانگرس کی دہشت اور دھمکیوں کی زد میں رہے۔

مشن اپنے قول سے پھر گیا

''دوسری چیز جس پر مسلم لیگ کونسل کو غور کرنا ہے وہ کابینہ مشن اور وائسرائے کے عبوری حکومت کے ضمن میں رویے کے پیش نظر مسلم لیگ کو کیا اقدام کرنا چاہیے۔ وہ اپنے قول قرار سے پھر گئے اور اپنی حتمی تجاویز کے بارے میں 16 جون کے بیان میں جو اعلان کیا تھا اس سے منحرف ہو گئے۔ فی الحقیقت کانگرس نے کبھی بھی طویل المدت منصوبہ قبول نہیں کیا۔ صدر کانگرس نے اپنے 25 جون کے مکتوب کے ذریعہ اس کی مشروط قبولیت کی اطلاع دی جس کی آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے اپنے 7 جولائی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں توثیق کر دی۔

''کابینہ مشن نے ایک ڈوبتے ہوئے شخص کی طرح جسے تنکے کا سہارا بھی غنیمت ہوتا ہے' اس مشروط قبولیت کو اصل قبولیت تصور کر لیا۔ انہوں نے نہ صرف اس ملک میں اس خیال کی تشہیر کی بلکہ دارالعوام اور دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس اور سر اسٹیفورڈ کرپس نے اس تاثر کو جنم دیا کہ کانگرس نے طویل المدت تجویز کو قبول کر لیا ہے۔

کانگرس کا رویہ

''اس تاثر کی اساس حقائق پر استوار نہیں۔ کانگرس کی مجلس عاملہ کی قرارداد تو کافی بری تھی ہی' پنڈت جواہر لال نہرو صدر منتخب کانگرس نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہی 10 جولائی کو بمبئی میں ایک پریس کانفرنس میں طویل المدت تجویز کے بارے میں کانگرس کے رویے کو بالکل واضح کر دیا۔ اس ملاقات کے دوران پنڈت نہرو نے واضح طور پر کہا کہ کانگرس نے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی وہ قرطاس ریاست' حکومت کے پیراگراف 15 یا پیراگراف 19 کے پابند ہیں۔

خود مختار ادارہ نہیں ہے

''مجلس دستور ساز ایک خود مختار ادارہ نہیں ہے' خواہ ہم اسے قبول کریں یا نہ کریں۔ اگر ہم اسے ایک بار قبول کر لیتے ہیں تو پھر میری جماعت کے لئے آبرومندانہ راہ یہی ہے کہ ہم اسے وہی کچھ سمجھیں جو وہ فی الحقیقت ہے۔ چیزوں کے بارے میں (اپنی مرضی کے مطابق) تصورات قائم کرنے اور خواب بنی سے کیا فائدہ۔

''پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ قرطاس ریاست کا پیراگراف نمبر 19 کانگرس کے لئے واجب العمل

نہیں جو گروپ سازی اور مجلس دستور ساز کے احیطہ کار کا تعین کرتا ہے۔ مسلم لیگ کے نقطہ نظر سے اسکیم کا ناگزیر جزو گروپ ب اور ج ہیں جب کہ کانگرس نے اسے غیر مبہم انداز میں مسترد کر دیا ہے اور پرزور طریقے سے کہا ہے کہ گروپ ب اور ج کے صوبوں کو شروع ہی سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو گروپ سے باہر نکل جائیں' اس طرح سے نہیں جیسا کہ اہتمام کیا گیا ہے کہ پہلے گروپ سازی ہو پھر گروپ کا آئین وضع کیا جائے' پھر نئے صوبائی آئین کے تحت انتخابات منعقد ہوں۔

ظالمانہ اکثریت

''چونکہ کانگرس کو پوری مجلس دستور ساز میں ایک ظالمانہ اکثریت حاصل ہوگی اس لئے وہ یہ توقع کرتی ہے کہ وہ اپنی منشا کے مطابق اس اکثریت کے بل پر جو چاہے فیصلہ کر سکتی ہے۔ اسکیم کی ہر شرط کو نظر انداز' کالعدم اور مسترد کر سکتی ہے اور اس انداز سے عمل کر سکتی ہے جو مجلس دستور ساز کے اختیارات سے ماوراء اور اس ادارے کے فرائض واختیار سے متجاوز ہو۔

''مختصراً کانگرس کی کیفیت کچھ ایسی تھی: ''ہم نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ ہم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے مجلس دستور ساز میں جا رہے ہیں اور اپنی مرضی ومنشا کے مطابق جو چاہیں گے سو کریں گے' اپنی اس تاویل وتعبیر کے مطابق جس کا ہم ساری دنیا میں اعلان کر چکے ہیں۔'' اس سے ایک نئی صورت حال پیدا ہوگئی ہے جس کے باعث مسلم لیگ کونسل کا اجلاس بلانا ضروری ہو گیا۔''

دارالامراء میں بحث

قائداعظم محمد علی جناح نے دارالامراء میں بحث کے دوران وزیر ہند کی تقریر کا حوالہ دیا جس میں اُنہوں نے اعلان کیا کہ ہند کی سیاسی جماعتیں اس دائرہ کار سے باہر نہیں جا سکتیں جس پر اتفاق رائے ہو چکا ہے' کیونکہ یہ دیگر جماعتوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی' اور کہا:

''ایسی صورت میں اگر کانگرس' جسے مجلس دستور ساز میں ظالمانہ اکثریت حاصل ہے' کوئی ایسا فیصلہ کرے جو اس مجلس کے اختیارات سے تجاوز کرتا ہو اور خلاف قاعدہ ہو تو ''اس مقدس توقع کے سوا اور کوئی موثر روک یا درماں کا اہتمام موجود نہیں۔

''مشن کو اس کا علم تھا۔ ان پر یہ بالکل واضح کر دیا گیا تھا کہ کانگرس کی جانب سے قبولیت مشروط ہے اور اسکیم کے کچھ اہم بنیادی اصولوں کی اپنی تاویل وتعبیر پر مبنی ہے۔ اس امر کی نوابزادہ لیاقت علی خان

اور میں نے ہم دونوں نے اپنے اپنے بیانات میں وضاحت کی۔ (دارالامراء میں) مباحثے سے پہلے یہ ساری تفصیلات برطانوی حکومت کے پاس موجود تھیں۔

''اور اس کے باوصف لارڈ پیتھک لارنس نے ایک مقدس توقع کے اظہار پر اکتفا کیا۔ کیا یہ کابینہ مشن میں جس نے یہاں ساڑھے تین ماہ قیام کیا' کسی احساس ذمہ داری یا سوجھ بوجھ کا پتہ دیتا ہے؟

نہرو ڈٹے ہوئے ہیں

''پنڈت نہرو نے دہلی میں 23 جولائی کو ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے مزید یہ کہا کہ اگر ہم مجلس دستور ساز کی اصلاح نہ کر سکے تو ہم اسے ختم کر دیں گے۔ جب کچھ اخبارات نے پنڈت نہرو کے ان بیانات کو ان کی جذباتیت پر محمول کیا تو پنڈت جواہر لال نہرو نے پر زور لہجے میں اس بات کا اعادہ کیا اور دوبارہ تصدیق کی کہ اُنہوں نے ارادتاً اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ کہا۔ اُنہوں نے یہ واضح کیا کہ کانگرس اسی راہ پر چلے گی اور اگر ضروری ہوا تو مجلس دستور ساز کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔''

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان کو انہیں ہند کے لوگوں پر اعتماد ہے اور انہیں امید ہے کہ وہ صحیح فیصلے کریں گے' کانگرس کے موقف کے پیش نظر بالخصوص بے حد ناقابل یقین رجائیت پسندی سے تعبیر کیا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کہا: ''میں محسوس کرتا ہوں کہ ہم نے معقولیت کے جملہ طریقے آزما لئے۔ امداد و اعانت کے لئے کسی اور ذریعے کی طرف تکنا بے سود ہے۔ کوئی ایسی عدالت موجود نہیں جس کے دروازے پر ہم دستک دے سکیں۔ ہمارے لئے اب واحد عدالت مسلم قوم ہے۔

''میرے لئے یہ امر باعث تسکین نہیں ہوسکتا کہ لارڈ پیتھک لارنس اور سر اسٹیفورڈ کرپس نے یہ اعتراف کیا کہ ہم نے گراں قدر اور اہم رعایتیں دیں جب کہ کانگرس اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہٹی۔ میری تمنا ہے کہ میں دیانتداری کے ساتھ ان کے حوصلے اور تدبر کی داد دے سکتا جس کا ان میں ان مذاکرات کے دوران اس قدر افسوسناک طریقے سے فقدان رہا۔ نہ ہی میں نے کانگرس میں خفیف سا جذبہ خیرسگالی یا مفاہمت یا تعاون کا کوئی ہلکا سا اشارہ بھی دیکھا۔''

کانگرس اڑیل ٹٹو کی طرح کھڑی تھی

''مجھے اعتماد ہے کہ مسلمانانِ ہند مطلق پریشان نہیں ہوں گے اور نہ ہی ہم احساس ناکامی کا شکار

ہوں گے۔ میں بلاخوف تردید آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان مذاکرات کے دوران تینوں فریقوں میں سے صرف ایک مسلم لیگ ہی تھی جس نے ایک باوقار تنظیم کا کردار ادا کیا۔

''ہم نے اعلیٰ وارفع اصولوں کے مطابق مذاکرات کئے۔ہم نے رعایت پر رعایت دی'اس لئے نہیں کہ ہم خوف زدہ تھے۔ہم نے ایسا صرف اس لئے کیا کہ ہم اس بات کے لئے حد درجہ بے چین تھے کہ خوشگوار اور پُر امن' مفاہمت کے لئے کوئی ایسی راہ نکل آئے جو نہ صرف مسلمانوں اور ہندوؤں بلکہ اس برصغیر میں آباد سب لوگوں کے حصول آزادی کی منزل پر پہنچا دے۔لیکن وہاں کانگرس اڑیل ٹٹو کی طرح کھڑی تھی۔اس کے سامنے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا کہ مسلم لیگ کو کسی طرح نیچا دکھایا جائے۔

مسلم لیگ کے صاف ستھرے ہاتھ

''ہم نے صاف ستھرے انداز سے کام کیا۔مسلم لیگ واحد جماعت تھی جو ان مذاکرات سے وقار اور صاف ستھرے ہاتھوں کے ساتھ برآمد ہوئی۔عبوری حکومت کی تشکیل کے ضمن میں (کابینہ) مشن اپنے قول سے منحرف ہو گیا۔آج مشن مغلوب اور مفلوج ہے۔کانگرس نے ایسے ڈھب استعمال کئے جنہیں استعمال کرتے ہوئے ایک معمولی فرد بھی شرمائے۔''

''کانگرس سے مخاطب ہوتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے کہا:''کیا آپ میں اتنی سی بھی شرافت نہیں' اور کیا آپ میں اتنا سا بھی احساس وقار اور حوصلہ نہیں کہ آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ ان تجاویز کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ یہ آپ کے بنیادی اصولوں اور مقاصد کے خلاف ہیں؟''

وائسرائے سے ایک غیر مبہم جواب طلب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے پُر زور انداز میں کہا کہ'' 24 جون کی رات کو کانگرس کی مجلس عاملہ نے طویل المدت اور قلیل المدت دونوں تجاویز کو مسترد کر دیا تھا۔

''25 جون کو علی الصبح سر اسٹیفورڈ کرپس بھنگی کالونی گئے اور وہاں مسٹر گاندھی کو راہ پر لگانے کی کوشش کی۔لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ان کی دال نہیں گلی۔وہ واپس آ گئے اور لارڈ پیتھک لارنس کو کانگرس کے مرد آہن سردار ولبھ بھائی پٹیل کی ٹوہ لینے پر لگا دیا۔

ترکیب گھڑی

''انہوں (لارڈ پیتھک لارنس) نے مسٹر پٹیل کو سڑک پر گھیر لیا اور انہیں ان کے گھر لے گئے

جہاں اُنہوں نے ایک ترکیب گھڑی۔ کانگرس کو اس بات پر آمادہ کرلیا گیا کہ وہ طویل المدت منصوبہ قبول کرلے خواہ یہ ان کی اپنی تاویلات اور شرائط کے ساتھ ہی ہو۔ مشن نے کانگرس کو یقین دلایا کہ وہ 16 جون والی عبوری حکومت کی تشکیل کی اسکیم کو ترک کردیں گے۔ یہ بھی وہی ڈوبتے ہوئے کو تنکے کے سہارے والی بات ہوئی۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح مشن کی مکمل ناکامی کے داغ سے اپنی پیشانی کو بچالیں۔

''بعینہ یہ اسی طرح سے ہوا۔ اب میں وائسرائے سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ایک بیان جاری کریں جس میں وہ صراحت کے ساتھ اس نکتے کی وضاحت کریں۔ یہ کابینہ مشن کے اراکین اور وائسرائے کے وقار دیانتداری اور کردار پر ایک سنگین الزام ہے۔''

پاکستان واحد حل

''یہ سب کچھ بلا کسی شک وشبہہ کے واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہند کے مسئلہ کا واحد حل پاکستان ہے۔ جب تک کانگرس اور مسٹر گاندھی کا اس پر اصرار رہے گا کہ وہ سارے ہند کی نمائندگی کرتے ہیں اور جب تک کہ کانگرس بلا کسی مقصد کے اپنی دولت ضائع کرتی رہے گی' ماسوا اس کے کہ وہ مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پھیلاتی رہے' اور رشوت' بدعنوانی اور نوکری کے لالچ کے ذریعے ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی جن میں نہ وقار کا شعور ہے اور نہ اخلاق کا' اور جب تک کہ وہ حقائق کی تردید کرتی رہے گی' اور جب تک کہ وہ اس خالص صداقت کا انکار کرتی رہے گی کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ اور بااختیار تنظیم ہے اور جب تک وہ اس بیہودہ چکر میں گھومتی رہے گی آزادی کے لئے کوئی مفاہمت یا سمجھوتہ نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہوگا۔''

قائداعظمؒ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے عبوری حکومت کے قیام کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ مذاکرات پر روشنی ڈالی اور کہا:

''یہ بالکل نادرست ہے کہ میں نے مسلم لیگ کی جانب سے کوئی فہرست پیش کی۔ اس کے برعکس میں نے قطعی طور پر یہ کہا کہ میں اس وقت تک کوئی فہرست پیش نہیں کرسکتا جب تک کہ مجھے یہ علم نہ ہو کہ ایک متفقہ مفاہمت ہوگئی ہے اور اگر کوئی متفقہ مفاہمت نہیں ہے تب وائسرائے اس کے پابند ہیں کہ وہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جس نے اسے قبول کرلیا ہے' عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے آگے قدم بڑھانے کے لئے تیار ہیں' تب میں اس مرحلے پر اپنی فہرست پیش کروں گا۔

''وائسرائے کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ فہرست میں میرا نام لکھ دیں' جب کہ میں نے واضح طریقے سے انہیں یہ بتا دیا تھا' اس امر کے باوصف کہ اُنہوں نے مجھے منانے کی بہت کوشش کی' کہ جب تک میں مسلم لیگ کا صدر رہوں' میں کوئی عہدہ قبول نہیں کروں گا۔''

کرپس' الفاظ کا شعبدہ باز

''کانگرس کے جواب دینے کے فوراً بعد ہم نے بھی جواب دے دیا۔ اب ہم سے کہا جاتا ہے کہ دفعہ (پیراگراف) نمبر 8 کا مطلب کچھ وہ ہے جو اس کا مطلب نہیں ہے۔ یہاں مجھے یہ ضرور کہہ دینا چاہیے کہ جب دارالعوام میں سر اسٹیفورڈ کرپس سے سوال کیا گیا تو ان کے لئے جان چھڑانا مشکل ہو گیا اور اُنہوں نے الفاظ کی شعبدہ بازی سے ایوان کو گمراہ کرنے کا سہارا لیا۔

''مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ کرپس نے اپنی قانونی صلاحیتوں پر بٹہ لگایا اور اس دفعہ کی تعبیر بددیانتی سے کی' اور واجب التعظیم اور تصور پسند وزیر ہند کو مغلوب کر لیا۔

''25 جون کو کابینہ وفد کے ساتھ میری جو ملاقات ہوئی اسے بہت ہی نمایاں حیثیت دی گئی۔ اسی دن وائسرائے کو گیارہ بارہ بجے کانگرس کا جواب موصول ہو گیا تھا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ ہم نے اپنا جواب وقت گزرنے کے بعد قبولیت کی شکل میں دیا اور یہ بھی نہیں کہا گیا کہ پیش کش واپس لے لی گئی تھی۔ بلاشبہ انہیں پیشکش واپس لینے کا حق تھا اگر دونوں جماعتوں نے پیش کش کو قبول نہ کیا ہوتا۔

''الفاظ کے ایک شعبدہ باز کرپس نے عبوری حکومت کی تشکیل سے پہلوتہی کرنے کی غرض سے ایک حیرت انگیز اور بددیانتی پر مبنی تاویل اس دفعہ کی تراشی۔ وہ تو اللہ بھلا کرے الیگزینڈر کا کہ اُنہوں نے ملاقات کے دوران مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ مشن نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے' اور یہ کہ وہ میرے خیالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔''

قائداعظمؒ نے لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان پر نکتہ چینی کی کہ انہیں (قائداعظمؒ کو) مسلمانوں کی نامزدگی کا اجارہ تو نہیں دیا جا سکتا' قائداعظمؒ نے کہا ''میں تاجر نہیں ہوں۔ میں تیل کے لئے رعایتیں طلب نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں بنئے کی طرح بھاؤ تاؤ کر رہا ہوں۔ کیا یہ وزیر ہند کے لئے ایک احمقانہ بات نہیں ہے کہ وہ اس طرح کی اصطلاح استعمال کریں کہ مسٹر جناح اجارہ داری کا دعویٰ کریں؟ کیا مسلمان کوئی جنس ہیں؟''

قائد اعظم محمد علی جناح نے اصرار کیا کہ آغاز ہی سے اُنہوں نے غدار مسلمانوں کی عبوری حکومت میں شمولیت پر اعتراض کیا تھا۔ خود وائسرائے نے صدر کانگرس کے نام اپنے 22 جون کے خط میں یہ کہا کہ وہ کسی غیر لیگی مسلمان کو نہیں لیں گے۔ اگر انہیں (قائد اعظم محمد علی جناح کو) اس وقت یہ اجارہ حاصل تھا تو اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا یہ دو دن بعد ختم ہو گیا۔ وجہ یہ ہے کہ کانگرس نے اسے قبول نہیں کیا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے عرصے میں کانگرس نے نہایت گھٹیا رویہ اختیار کیے رکھا اور ان کا مقصد مسلم لیگ کو بدنام اور ذلیل کرنا تھا۔ اگر کانگرس واقعی قومی تنظیم ہے اور سارے ہند کی نمائندگی کرتی ہے تو اس کی نظر عنایت صرف مسلمانوں پر ہی کیوں ہے باقی فرقوں پر کیوں نہیں؟''

دس دن کے اندر اندر عہد شکنی

کابینہ مشن نے جو کردار ادا کیا اس کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے کہا: ''برطانوی حکومت بلاشبہ اپنے قول و قرار سے منحرف ہوگئی۔ وہ کانگرس کے ہاتھوں میں کھیل گئی۔ اُنہوں نے کانگرس کی دیوی کو منانے اور عبوری حکومت کے قیام کو ملتوی کرنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے کانگرس کی طویل المدت تجاویز کی نامنظوری کو منظوری قرار دیا۔

''کیا وہ پورے شعور کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح اُنہوں نے یہاں یہ مذاکرات چلائے انہیں یا برطانوی حکومت کو جس نے اس بیان کی توثیق کی 'مسلم ہند کا اعتبار حاصل کرنے کے حق کی توقع ہے۔ جب ملک معظم کی حکومت کے نمائندے دس دن کے اندر اندر اپنے قول و قرار سے پھر جائیں' خود کو ذلیل کریں اور اس حکومت کو بھی جس کے وہ نمائندے ہیں' اور اس قوم کو بھی جس کے وہ فرد ہیں تو ہمیں ان لوگوں پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہے؟''[125]



بمبئی' 28 جولائی' 1946ء

(نئی صورت حال میں مسلم لیگ کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ اس سوال پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اگلے روز کے اجلاس میں بھی بحث وتمحیص جاری رہی۔)

مسٹر تمیز الدین خاں (بنگال) نے کونسل کو خبردار کیا کہ وہ جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے اور کسی ناجائز کارروائی سے احتراز کرے۔ اُنہوں نے کونسل پر زور دیا کہ وہ صدر مسلم لیگ قائد اعظم محمد علی جناح کو

اختیار دے دے کہ وہ ایسے قدم اٹھالیں جو ان کے نزدیک ضروری ہوں۔

قائد اعظمؒ نے مداخلت کرتے ہوئے ہوئے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ مستقبل کے لائحہ عمل کی ذمہ داری کونسل قبول کرے۔ قائد اعظمؒ نے کہا کہ وہ اس احترام اور اعتماد کو سراہتے ہیں جو ان کی ذات پر کیا جارہا ہے لیکن وہ یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ کے لئے لائحہ عمل کا فیصلہ کونسل خود کرے۔

انہوں نے کہا کہ مسٹر تمیز الدین خاں کی تجویز سے آپ کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر منتقل ہو جاتی ہے۔ میں نے جو حقائق بیان کئے ہیں ان کی تصدیق اور ان پر غور و خوض کے بعد آپ خود فیصلہ کریں۔

مسلم قوم سے غداری

''یہ حقیقت ہے کہ کابینہ وفد اور وائسرائے نے مسلم قوم سے بے وفائی کی۔ ہم نے ان کی دونوں تجاویز طویل المدت اور قلیل المدت من حیث المجموع قبول کرلیں' لیکن چونکہ انہوں نے عبوری تجاویز ختم کر دیں جو ایک دوسری پر انحصار کرتی ہیں اور نا قابل تقسیم ہیں' اس لئے اب آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔

''ان تجاویز کے تعلق میں تین فریقوں میں ایک کابینہ وفد اور وائسرائے نے عبوری مدت کی تجاویز ختم کر دیں۔ دو بڑی جماعتوں میں سے ایک نے مشروط طور پر تجاویز قبول کیں جو کوئی قبولیت نہیں۔ مسلم لیگ کے لئے مجلس دستور ساز میں جانے کی کیا ضمانت ہے جبکہ دوسری جماعت (کانگرس) نے اسے قبول ہی نہیں کیا' اور تیسرا فریق (کابینہ وفد اور وائسرائے) تجاویز کے نہایت اہم حصے کو ختم کر کے کہتا ہے ''ہندیوں پر اعتماد ہے اور توقع ہے کہ وہ درست فیصلے ہی کریں گے۔'' میں مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہ آپ کا واجب العمل فریضہ ہے کہ آپ فیصلہ کریں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے' لا آپ اسے زبردستی میرے حلق میں انڈیل دیں' کیونکہ آپ مسلم قوم کی پارلیمان ہیں۔ صدر اور مجلس عاملہ اس حکمت عملی کو جس کا تعین آپ کریں گے بروئے کار لائیں گے۔''126

☆☆☆

مسلم لیگ کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب

بمبئی' 29 جولائی' 1946ء

29 جولائی' 1946ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی میٹنگ بمبئی میں منعقد ہوئی جس میں بے

مثال جوش وجذبے اور عزم کا مظاہرہ کرتے ہوئے کونسل نے برطانوی کابینہ مشن کی تجاویز کی قبولیت واپس لے لی اور اپنے حق پر مبنی حقوق اور حصول پاکستان کے لئے انگریز کی موجودہ غلامی اور ہندو کے مستقبل کے غلبے سے بچنے کی خاطر راست اقدام کا فیصلہ ہے۔

میٹنگ کے اختتام پر قائداعظمؒ نے اختتامی الفاظ ادا کرتے ہوئے کہا کہ "یہ فیصلہ (راست اقدام کا) مسلم لیگ کے اب تک کے اختیار کردہ آئینی طریقوں سے واپسی کا فیصلہ کیا ہے۔"[127]

قائداعظمؒ کا خطاب

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: "آج ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہماری تاریخ میں ایک یادگار کارنامہ ہے۔ مسلم لیگ کی پوری تاریخ میں ماسوا آئینی طریقوں کے اور دستوریت کے ہم نے کوئی دوسرا اقدام نہیں کیا۔ لیکن اب ہم مجبور ہو گئے ہیں اور اس کیفیت میں زبردستی دھکیل دیئے گئے ہیں۔ آج کے دن ہم آئینی طور طریقوں کو خیرباد کہتے ہیں۔"

"کابینہ وفد اور وائسرائے کے ساتھ ان فیصلہ کن مذاکرات کے دوران دیگر دوفریقوں انگریز اور کانگرس نے پورا وقت پستول تانے رکھی۔ ایک فریق اقتدار اور اختیارات سے مسلح تھا اور دوسرا (کانگرس) عوامی جدوجہد اور عدم تعاون کی تحریک سے۔ آج ہم نے بھی ایک پستول ڈھال لی ہے اور ہم اسے استعمال کرنے کی اہلیت بھی رکھتے ہیں۔

"تجاویز کو مسترد اور راست اقدام کرنے کا یہ فیصلہ عجلت میں نہیں کیا گیا بلکہ پورے احساس ذمےداری اور اس قدر غور وفکر کے ساتھ کیا گیا ہے جس قدر کہ انسانی امکان میں ہو سکتا ہے۔

ہمارا اس سے وہی مطلب ہے (جو کہا گیا ہے) اور ہم اس کے ایک ایک لفظ کی اہمیت محسوس کرتے ہیں۔ ہم لفظی ہیر پھیر کے قائل نہیں۔

سنگین عہد شکنی

"کانگرس نے ان کی تجاویز کو شروط طور پر قبول کیا اور کابینہ مشن اور وائسرائے نے سنگین عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ کوئی بھی دیانتدار اور غیر متعصب شخص صاف طور سے دیکھ سکتا ہے کہ ان مذاکرات سے اگر کوئی جماعت وقار کے ساتھ عہدہ برآ ہوئی وہ صرف مسلم لیگ تھی۔ جب مسلم لیگ نے ان کی تجاویز کو قبول کیا تو

اس نے دانستہ طور پر اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ ایسا کیا۔ انہوں نے 16 مئی کے بیان کو منظور کیا' 25 مئی کے بیان کو قبول کیا اور عبوری حکومت کے اصل فارمولے کو بھی قبول کیا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے جس میں خودداری ہے یا دیانتداری یا عدل و انصاف کا شعور ہے تو وہ یہی کہے گا کہ ہند کی کسی اور جماعت کے مقابلے میں مسلم لیگ اعلیٰ وارفع اور عظیم تر محرکات کے تابع تھی۔

''لیگ نے پورے مذاکرات کے دوران احساس عدل کو پیش نظر رکھا' اور مکمل خودمختار پاکستان کو کانگرس کی دہلیز پر قربان کر دیا تا کہ سارے ہند کو آزادی حاصل ہو سکے۔ انہوں نے رضاکارانہ طور پر تین مضامین یونین کے حوالے کر دیئے اور ایسا کرنے میں انہوں نے کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا۔ رعایت دے کر مسلم لیگ نے تدبر کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کیا۔

امن کی خاطر لیگ کا اضطراب

''میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ذمہ دار شخص مجھ سے اس امر میں اختلاف کرے گا کہ ہماری خواہش یہ تھی کہ صورت حال کو خون خرابے اور خانہ جنگی سے بچایا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس کیفیت سے احتراز کیا جائے۔ یہ دوسری بڑی جماعت کے ساتھ پُر امن مفاہمت کی خاطر ہمارا اضطراب تھا جس کی وجہ سے ہم نے مرکز کو تین مضامین تفویض کرنے کا ایثار کیا اور ایک محدود پاکستان قبول کر لیا۔ ہم نے یہ قربانی کانگرس کی دہلیز پر دی۔

''لیکن اس کے ساتھ اجتناب اور تحقیر کا سلوک کیا گیا۔ پھر کیا ہم ہی رہ گئے ہیں جو معقولیت' انصاف' دیانت اور عدل کا مظاہرہ کریں' جب کہ دوسری جانب بے وفائی اور خیانت کانگرس کا شعار ہو۔''

''ان کی طرف سے کوئی اشارہ یا ذرا سا بھی جذبہ مفاہمت نہ تھا۔ لیکن آخر کار وقار' دیانت' تدبر' عدل اور انصاف ہی کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آج مسلم ہند میں اگر کوئی شبہہ باقی رہ گیا' وہ ہیجان برپا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ تھا اور اس نے وہ تلخی جو وہ آج محسوس کر رہا ہے اس سے پیشتر کبھی نہ محسوس کی تھی۔ کیونکہ ان دو فریقوں (کانگرس اور انگریز) نے تدبر کے فقدان کا مظاہرہ کیا۔ لیکن اب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلم ہند کے لئے اس زحمت میں عظیم ترین رحمت موجود ہے۔

مفاہمت کی گنجائش نہیں

''ہم نے ایک تلخ سبق سیکھا ہے۔ میں سوچتا ہوں اب تک تلخ ترین -- اب مفاہمت کی کوئی

گنجائش نہیں۔ آیئے ہم آگے قدم بڑھائیں۔"

اس مرحلے پر قائداعظمؒ نے دارالامراء میں لارڈ پیتھک لارنس کے اس بیان کا ذکر کیا" کہ وہ اس امر سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ قائداعظمؒ کے پاس مسلمانوں کی نامزدگی کا اجارہ ہو۔"

"وہ کیا چیز ہے جس نے وزیر ہند سے' جو اتنے ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں' ایسی احمقانہ بات کہلوائی؟ کیا ان کے پاس ہر انگریز کا اجارہ ہے؟ وہ کس اختیار کے تحت برطانوی قوم کی طرف سے بات کرتے ہیں جب کہ صرف ساٹھ فی صد لوگ ان کی حکومت کی حمایت کرتے ہیں؟ ہم اس پر اتفاق نہیں کر سکتے کہ ایک غدار مسلمان کو کانگرس کی جانب سے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں نامزد کیا جائے۔"

"خود برطانوی حکومت نے اپنے غداروں جون آمرے اور لارڈ ہاہا کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ پھانسی پر چڑھا دیا۔ اور بہت سے انگریزوں کو جنہوں نے اپنے وطن سے بے وفائی کی غداری کے جرم میں سولی دے دی گئی۔ میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ میں ایک غدار کی نامزدگی قبول کرلوں۔

دانشورانہ فالج

"کابینہ مشن دانشورانہ فالج میں مبتلا تھا' اور اُنہوں نے پارلیمان میں جو رپورٹ پیش کی وہ خود اپنے ساتھ بھی دیانت نہ برت سکے اور وہ رپورٹ نہ صرف سیاسی اخلاق سے محروم تھی بلکہ اصول اور اخلاقیات کے ہر انداز سے عاری تھی۔"

صدر مسلم لیگ نے گرجدار لہجے میں فردوسی کے ایک شعر پر اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے کہا "اگر آپ جویائے امن ہیں تو ہم جنگ کے خواہاں نہیں لیکن اگر آپ جنگ چاہتے ہیں تو ہم اسے بلا کسی پس و پیش کے قبول کرلیں گے۔" اور فردوسی کے اس شعر کا آخری حصہ اللہ اکبر کے نعروں' مسلم لیگ زندہ باد اور تالیوں کے شور میں ڈوب گیا۔

"گرت روی صلح است سازیم کار
وگرنہ پیچیم من از کارزار"

(قائداعظم محمد علی جناحؒ کی تقریر ختم ہوتے ہی عمایدین مسلم لیگ یکے بعد دیگرے اسٹیج پر آئے اور اپنے اپنے سرکاری خطابات واپس کرنے کا اعلان کیا۔)[128]

بمبئی 30 جولائی 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے فیصلے کی روشنی میں 16 مسلمان زعماء نے اپنے خطابات واپس کر دیئے۔[129]

☆☆☆

9-10 جون 1947ء

3 جون پلان

9-10 جون 1947ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ درج ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

کونسل نے 3 جون پلان کو سمجھوتے کے تحت قبول کر لیا اور قائداعظم کو اختیار دیا کہ وقتاً فوقتاً رونما ہونے والی مشکلات کے حوالے سے تفصیلات طے کریں۔ 400 مندوبین میں سے صرف 8 نے قرارداد کی مخالفت میں ووٹ دیا۔

کونسل کے شام کے سیشن میں توقع کے برعکس صرف واحد مقرر قائداعظمؒ تھے جنہوں نے ایوان کے سامنے قرارداد پیش کی جس میں برطانوی حکومت کی سکیم کو بطور سمجھوتے کے قبول کیا گیا۔

امپیریل ہوٹل کے کاریڈور جہاں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا تھا پاکستان زندہ باد کے علاوہ "شہنشاہ محمد علی جناح" کا نعرہ بلند ہوا تو آپ نے ایسا نعرہ لگانے سے منع فرمایا اور اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔[130]

☆☆☆

کراچی 14-15 دسمبر 1947ء

14-15 دسمبر 1947ء کو کراچی میں کونسل کا اجلاس قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ یہ اجلاس دو دن جاری رہا جس میں 6 گھنٹے 'کیمرہ میٹنگ' میں صرف ہوئے۔ یہ اجلاس خالق دینا ہال میں 15 دسمبر کو منعقد ہوا۔ قائداعظمؒ نے اس موقع پر سیاہ شیروانی پہن رکھی تھی اور سر پر جناح کیپ تھی۔ رات پونے گیارہ بجے اجلاس شروع ہوا۔ قائداعظمؒ کے آنے کے بعد 'کیمرہ سیشن' کی غرض سے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ جب قائداعظمؒ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ میٹنگ سے باہر آئے تو دونوں اطراف

ہزاروں کی تعداد میں کھڑے لوگوں نے بڑے پُر تپاک انداز میں ان کا استقبال کیا اور" پاکستان زندہ باد' قائد اعظمؒ زندہ باد" کے نعرے لگائے۔

اس میٹنگ میں یہ قرارداد بھی پاس کی گئی کہ پاکستان اور ہندوستان کے لئے علیحدہ علیحدہ مسلم لیگ تنظیمیں قائم کی جائیں۔

قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ کا پہلا اجلاس

دسمبر 1947ء میں مسلم لیگ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا اور 41 سال بعد مسلم لیگ کونسل کا آخری اجلاس بھی اسی شہر میں منعقد ہوا۔ 450 ممبران کی تعداد میں سے 300 ممبران شریک ہوئے جس میں 160 ہندوستان سے آئے تھے۔ اس موقع پر قائد اعظمؒ نے ایک گھنٹے تک خطاب کیا جس کا اردو ترجمہ سردار عبدالرب نشتر نے کیا۔ قائد اعظمؒ نے 9 جون 1947ء کی کونسل میٹنگ کے بعد کے واقعات پر تفصیلی تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ" آج ہم اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے مستقبل کے ڈھانچے کے بارے میں بات چیت کریں۔ مسلم لیگ نے پاکستان حاصل کر لیا ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہم نے پاکستان لیگ کے لئے حاصل نہیں کیا اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی کے لئے حاصل کیا ہے بلکہ یہ عوام کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔ اگر پاکستان حاصل نہ کیا جاتا تو مسلم انڈیا ختم ہو جاتا۔ ہم نے ایسے عظیم خطے میں مکمل طور پر آزاد پاکستان قائم کیا ہے جہاں 6 کروڑ مسلمان ہیں۔ اس کامیابی کا سہرہ اقلیتی صوبوں کے سر ہے۔ ہم دونوں (پاکستان اور بھارت) نے اقلیتوں سے بہتر سلوک کا فیصلہ کیا تھا لیکن مجھے کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ ہندو اس منظم طریقے سے قتل و غارت گری اور جائیدادوں کی تباہ کاری کریں گے۔ اس عمل سے وہ پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ اور یہ (سارا عمل) پہلے سے طے شدہ تھا۔" قائد اعظمؒ نے اس انسانیت سوز پاگل پن کو سخت افسوسناک قرار دیا جس کی وجہ سے بے شمار گھرانے تباہ ہوئے۔ دونوں ممالک میں فسادات کو رد کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے یاد دلایا کہ اس طرح کے جرائم میں ملوث ہونا اسلام کے خلاف ہے۔ انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ دونوں اطراف کی اقلیتوں کو یقینی طور پر تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ اور بحیثیت گورنر جنرل پاکستان وہ اپنا فرض ادا کریں گے۔

قائد اعظمؒ نے یاد دلاتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور اس کے رہنماؤں پر الزامات لگائے جا رہے ہیں کہ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے دھوکا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں ہندوستان کے

مسلمانوں کے جذبات کا مکمل احساس ہے جو بدقسمتی سے بُرے دنوں کا شکار ہیں۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے کہا کہ وہ خود کو منظم کریں اور اتنے طاقتور ہو جائیں کہ وہ اپنے سیاسی حقوق کا خود دفاع کر سکیں۔ ایک منظم اقلیت اتنی طاقتور ہونی چاہیے کہ وہ اپنے سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی حقوق کا تحفظ کر سکے۔ انہوں نے اپنے طور پر مکمل یقین دلایا کہ پاکستان کا قیام ہندوستان کے مسلمانوں کی محنت کا ثمر ہے جس کا فائدہ انہیں بھی مل رہا ہے جو اب پاکستان میں ہیں۔ قائداعظمؒ نے یقین دلاتے ہوئے کہا کہ پاکستان ہندوستان کے مسلمانوں کی ہر ممکن طریقے سے مدد کرے گا۔

اس موقع پر ایک ممبر نے مداخلت کرتے ہوئے قائداعظمؒ سے سوال کیا کہ کیا آپ اس مصیبت کی گھڑی میں ہندوستان میں رہ جانے والے مسلمانوں کی رہنمائی قبول کریں گے۔ اس پر آپ نے کہا کہ اگر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اس قسم کی تجویز کو منظور کر لے تو وہ اس پر تیار ہو جائیں گے۔ تاہم انہوں نے یاد دلایا کہ انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ پاکستان حاصل ہو جانے کے بعد وہ ایک ریٹائرڈ زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ لیکن ''اگر ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کریں تو وہ پاکستان کو چھوڑ کر ہندوستان کے مسلمانوں کی تکالیف میں ان کا ساتھ دیں گے اور ان کی رہنمائی بھی کریں گے''۔

قائداعظمؒ کی تقریر کے بعد نوابزادہ لیاقت علی خان نے اس میٹنگ کی اصل قرارداد پیش کی جس کے تحت آل انڈیا مسلم لیگ کو دو لیگوں میں تقسیم کرنے کی تجویز تھی۔ (ایک پاکستان کے لئے اور دوسری ہندوستان کے لئے)۔ اس تجویز کی تائید سردار عبدالرب نشتر نے کی جبکہ بہت سے ممبران نے سوچ بچار کے لئے وقت مانگا۔ اس موقع پر مسٹر اشرف، میاں افتخار الدین اور مولانا جمال میاں نے بحث میں حصہ لیا اور میٹنگ 3 گھنٹے کے بعد اگلے دن کے لئے ملتوی ہو گئی۔

15 دسمبر کو لیگ کونسل نے گذشتہ روز کی بحث کو از سر نو شروع کیا اور اس موقع پر قائداعظمؒ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہماری عمر اب تک محض چار ماہ ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کوئی بھی ہمیں اٹھا کے پھینک سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے آپ کہیں گے کہ ہم نے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا لیکن ابھی ہماری عمر صرف چار ماہ ہے۔'' انہوں نے کونسل سے کہا کہ وہ غیر اختلافی قراردادوں کو پہلے بھگتا دے اور پھر پہلی قرارداد کو نئے سرے سے شروع کرے جس کے بارے میں گذشتہ روز بحث کی گئی تھی۔

ان دو قراردادوں میں ایک فلسطین کو یو این کے فیصلے کے تحت تقسیم سے متعلق تھی۔ دوسری قرارداد

میں ہندوستان اور پاکستان کے مخصوص علاقوں میں وسیع پیمانے پر قتل وغارت اور خوں ریزی کے واقعات پر خوف ودہشت کا اظہار کیا گیا تھا۔ لہذا ایک ترمیم کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

قرارداد

''آل انڈیا مسلم لیگ کونسل امید کرتی ہے کہ دونوں حکومتیں اس ضمن میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے مکمل غوروخوض کے بعد اقلیتوں کے حقوق کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کریں گی جو دونوں ممالک میں اقلیتوں کے باعزت رہن سہن کی ضمانت دے سکے۔ کونسل مزید امید رکھتی ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتیں ایسے عہدنامے اور گفت وشنید کر سکتی ہیں جس کے ذریعے دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کیے جا سکتے ہوں۔''

پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی

اس کے بعد اصل قرارداد پر بحث شروع ہوئی اور کونسل کو ایک بار پھر مخاطب ہوتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا ''سب پر یہ امر واضح ہو جانا چاہیے کہ پاکستان اسلامی نظریات (ideals) پر مبنی ایک اسلامی ریاست ہوگی۔ یہ مذہبی ریاست (acclesiastical State) نہیں ہوگی۔ جہاں تک شہریت کا تعلق ہے اس میں کوئی امتیاز نہیں۔ ساری دنیا بلکہ حتیٰ کہ یو این او نے پاکستان کو ایک مسلمان ریاست قرار دیا ہے۔''

ہندوستان میں مسلم لیگ ضرور ہونی چاہیے

''ہندوستان میں بھی ایک مسلم لیگ ضرور ہونی چاہیے۔ اگر آپ کچھ اور سوچ رہے ہیں تو پھر آپ ختم ہو جائیں گے۔ اگر آپ لیگ کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا آپ کو اختیار حاصل ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بھیانک غلطی ہوگی۔ میرے علم میں ہے کہ ایک کوشش ہو رہی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر لوگ ہندوستان میں مسلمانوں کا تشخص ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اس کی اجازت نہ دیں۔ میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی ترمیمات پیش کی ہیں وہ ان پر زور نہیں دیں گے''۔

اس موقع پر مولانا جمال میاں اور مسٹر حسین امام نے ترمیمات کے حوالے سے حصہ لیا۔ مسٹر حسین امام کو مخاطب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے کہا کہ ''مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔ آپ نے قرارداد کو بغور نہیں پڑھا۔ آپ ہندوستان میں ایک مسلم لیگ قائم کریں' اگر آپ نہیں کریں گے تو پھر 1906ء میں واپس

چلے جائیں گے۔ آپ 4 کروڑ مسلمان ہیں۔ آپ کا ایک رہنما ہونا چاہیے۔ اگر ایک نہیں تو دو یا اور بھی ہو سکتے ہیں۔ ہم آپ کو ہدایات دے سکتے ہیں جس سے آپ مضبوط ہو جائیں گے اور پاکستان ترقی یافتہ ہو جاتا ہے تو تصفیہ ہو سکتا ہے۔

مسلم لیگ رہتی ہے تو اسلام بھی رہتا ہے

اس لمحے مسٹر سہروردی نے بحث میں حصہ لیا اور لیگ کو ختم کرنے پر زور دیا لیکن سردار عبد الرب نشتر نے کہا کہ "ہمارے دو دوست مسلم لیگ کو توڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر مسلم لیگ رہتی ہے تو اسلام بھی رہتا ہے، مسلمان بھی رہتے ہیں۔ ہم مسلم لیگ کو کبھی بھی ختم کرنے نہیں دیں گے۔ ہندوستان میں اقلیتوں کی حفاظت پاکستان کی مضبوطی میں ہے، ہم ان کی حفاظت کے لئے سب کچھ کریں گے"۔

نواب زادہ لیاقت علی خان نے سردار عبد الرب نشتر کی تائید کی لہذا قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی گئی جبکہ 10 ممبران بشمول مسٹر حسین شہید سہروردی اور میاں افتخار الدین نے قرارداد کی مخالفت میں ووٹ دیے۔

نواب زادہ لیاقت علی خان اور مسٹر اسماعیل، صدر مدراس پروانشل مسلم لیگ، پاکستان مسلم لیگ اور انڈین مسلم لیگ کے کنوینر منتخب ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ بہت جلد کراچی میں ان دونوں لیگوں کے اجلاس بلائے جائیں گے۔ کونسل نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں۔

تشدد کے واقعات کی مذمت

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اپنی 9 جون کی نئی دہلی کی میٹنگ کے بعد سے اب تک برصغیر کے مختلف حصوں میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں اور ان کے تحت ہونے والی وحشتناک خون ریزی اور ہولناکیوں پر اپنے گہرے دکھ کا اظہار کرتی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں بے گناہ جانیں ضائع ہوئیں اور بے شمار جائیدادیں تباہ کی گئیں اور عوام کی ہجرت جس کی وجہ لاکھوں اپنے گھروں سے اجڑ کر سخت ستم ظریفی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف فرقہ وارانہ نفرت

لیگ کونسل ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ نفرت کا انتہائی دکھ کے ساتھ اظہار کرتی ہے کہ کانگرس نے اگرچہ بار بار مرتبہ یہ اعلانات کیے ہیں کہ ہندوستان میں اقلیتوں کے

ساتھ شفاف طریقے سے انصاف کرتے ہوئے ان کے حقوق اور مفادات کا مکمل طور پر تحفظ کیا جائے گا لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی زندگیاں اور جائیدادیں غیر محفوظ ہیں۔ ان کی تجارت' کاروبار اور روزی کمانے کے دیگر ذرائع ملک کے بہت سے حصوں میں ابھی تک تشویشناک حالت میں ہیں اور انہیں مختلف طریقوں سے محض اس لئے ناکارہ کردیا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں پر غداری کا الزام

''یہ کونسل اس بات پر گہرے افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ اگر چہ ہندوستان کی تقسیم ایک معاہدے کے تحت ہوئی ہے جس کو کانگرس اور مسلم لیگ دونوں نے قبول کیا تھا اور اگر چہ یہ دونوں جماعتیں قانونِ آزادیٔ ہند کے تحت اقتدار کی منتقلی میں انگریز کی جانشین قرار دی گئی ہیں لیکن ہندوستان کے مخصوص بااثر لوگوں کے سیکشن بشمول ایسے لوگ جو ذمہ دار عہدوں پر فائز' ہیں اس معاہدے کی رُوح کے بالکل برعکس عمل کر رہے ہیں اور ہندوستان میں مسلمان اقلیت کو غداری کا طعنہ دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے طویل المدت سیاسی حل کی تائید کی تھی جو کہ کانگرس نے بھی قبول کیا تھا اور اس کی تصدیق بھی کی تھی حالانکہ بھارتی دستور ساز اسمبلی میں مسلمانوں کے نمائندوں نے قطعی طور پر یہ اعلانات اور یقین دہانیاں کرادی تھیں کہ ان کی پہچان اب ملک کے ساتھ ہے جس کے وہ تمام حقوق وفرائض کے ساتھ اپنی شہریت سے منسلک ہونے کی وجہ سے قدرتی شہری بن چکے ہیں''۔

غیر مسلمان اقلیتیں

''یہ کونسل سخت افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کی ذاتی طور پر اور پبلک اجلاسوں میں کی جانیوالی سخت ہدایات کے باوجود کہ اقلیتوں کو کسی بھی طور نقصان نہ پہنچایا جائے' پھر بھی بدقسمتی سے پاکستان کے کچھ حصوں میں تشدد کے واقعات رُونما ہوئے ہیں جس سے غیر مسلم اقلیتوں کی جان و مال کا نقصان ہوا ہے لیکن اس بات پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتی ہے کہ متعلقہ حکومتوں نے سخت اقدامات کے تحت ان کو بروقت دبادیا ہے اور ان پر قابو پالیا ہے''۔ 131



حوالہ جات

1- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) ed. Prof. Dr. Riaz Ahmad, National Institute of Historical and Cultural Research, Centre of Excellence, Quaid-Azam University, Islamabad, 2006, p.10-11
2- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 1, ed. A.M. Zaidi., New Delhi, 1978, pp.402-403
3- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.11
4- Ibid., p.12
5- Ibid.
6- Ibid., p.13
7- Ibid., p.14
8- Ibid., pp.14-15
9- Ibid., p.15
10- Ibid., p.16
11- Ibid., p.17
12- Ibid.
13- Ibid., pp.17-18
14- Ibid., p.18
15- Ibid.
16- Ibid.
17- Ibid.
18- Ibid.
19- Ibid., p.19
20- Ibid.
21- Ibid., p.20
22- Ibid., p.21
23- Ibid.
24- Ibid.
25- Ibid.
26- Ibid.
27- Ibid., p.22
28- Ibid.
29- Ibid.
30- Ibid., p.23
31- Ibid.
32- Ibid.
33- Ibid., p.24
34- Ibid.
35- Ibid.
36- Ibid., p.25

37- Ibid., p.26
38- Ibid., p.27
39- Ibid.
40- Ibid., p.28
41- Ibid.
42- Ibid.
43- Ibid., p.31
44- Ibid., p.33
45- Ibid., p.34
46- Ibid., p.35
47- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: p.33
47-A All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.37
47-B Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.33-41
47-C Ibid.
48- Ibid., pp.57-58
49- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.39
50- Ibid.
51- Ibid., p.39
51-A Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.90-92
52- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.39
53- Ibid., p.40
54- Ibid.
55- Ibid.
56- Ibid., p.41
57- Ibid.
58- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.119-120
58-A Ibid.
59- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.42
60- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.
61- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.42
62- Ibid.
63- Ibid.
64: Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp. 90-92.
65- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.43
66- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: p.133
67- Ibid., p.137

68- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.43
69- Ibid., p.44
70- Ibid., pp.44-45
71- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.192-198
72- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.45
73- Ibid.
74- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: p.199
75- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.46
76- Ibid., p.46
77- Ibid.
78- Ibid.
79- Ibid.
80- Ibid.
81- Ibid., p.47
82- Ibid.
83- Ibid.
84- Ibid., p.48
85- Ibid.
86- Ibid., p.51
87- Ibid., p.52
88- Ibid., p.57
89- Ibid., p.59
90- Ibid., pp.60-61

ایک اور حوالے کے مطابق 20 مارچ 1938ء کو بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل نے درج ذیل قرارداد منظور کی۔

یہ کہ سنٹرل آفس میں کانگرس حکومت کے صوبوں میں مسلمانوں کے ساتھ کی گئی بے انصافیوں' زیادتیوں' بالخصوص مسلم لیگ ورکروں اور ممبران مسلم لیگ سے کی جانے والی زیادتیوں کے پیش نظر یہ کونسل قرارداد دیتی ہے کہ درج ذیل ممبران پر مشتمل ایک سپیشل کمیٹی نامزد کی جائے جو اس ضمن میں تمام معلومات اکٹھی کرے اور ساری ضروری انکوائری کر کے موزوں اقدام کے حوالے سے اپنی رپورٹ صدر کونسل کو وقتاً فوقتاً پیش کرے۔

راجہ سید محمد مہدی (چیئرمین)' مسٹر اے پی حبیب اللہ' سیکرٹری' خان بہادر حاجی رشید احمد' سید اشرف احمد' مولوی عبدالغنی (ایم ایل اے)' میاں غیاث الدین (ایم ایل اے)' سید ذاکر علی' سید حسن ریاض' سید تقی حیدر نقوی۔

(آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی طرف سے کانگریسی صوبوں میں ہونے والی زیادتیوں کی انکوائری کے لیے نامزد کی گئی کمیٹی کی رپورٹ۔

صدارت: راجہ سید محمد مہدی آف پیرپور' طباعت نواب زادہ لیاقت علی خان ایم اے آکسن' ایم ایل اے یوپی بیرسٹر ایٹ لاء' آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ) (حوالہ: بوساطت: پروفیسر محمد حنیف شاہد)

91- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.61
92- Ibid., p.62

93- Ibid., p.71
94- Ibid., p.73
95- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.154-158
96- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit:
96-A- روزنامہ انقلاب لاہور' 22 اکتوبر' 1939ء' جلد 14' شمارہ 198' صفحہ آخری' کالم نمبر 1-2۔
97- Ibid., p.90
98- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: pp.190-194
99- عاشق حسین بٹالوی' چند یادیں چند تاثرات' آئینہ ادب لاہور' 1969ء' صفحات 241-242۔
100- احمد سعید' حصول پاکستان' لاہور' 1938ء' صفحہ 203۔
101- (اے۔پی۔آئی)(دی اسٹار آف انڈیا' 30 ستمبر' 1940ء) قائداعظم: تقاریر و بیانات' جلد دوم' 1934ء تا 1941ء' لاہور' 1970ء' صفحات 396 تا 399
102- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.99
103- Ibid., p.100
104- Ibid., p.101
105- Ibid., p.103
106- Ibid., p.105
107- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: pp. 346-349

ایک اور حوالے کے مطابق 22 فروری' 1942ء کو قائداعظم کی صدارت میں دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں کونسل نے قائداعظم کو تمام صوبائی لیگوں کا متفقہ طور پر واحد نمائندہ ہونے کی بنا پر آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک بار پھر صدر منتخب کر لیا۔

غیر سرکاری قراردادوں کے حوالے سے لیگ کونسل نے مسٹر اے۔ کے۔ فضل الحق کو ہندو مہا سبھا کے ہاتھوں کٹھ پتلی بننے اور ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت آل انڈیا مسلم لیگ کے کارکنوں اور بنگال کے مسلمان طلباء کے خلاف تشدد آمیز پالیسی اپنانے کے خلاف احتجاج کیا اور مسلم لیگ کے کارکنوں اور بنگال کے مسلمان طلباء جنہوں نے مسلم انڈیا کے مفادات کا بہترین تحفظ کیا ہے کے لئے ہمدردی کا اظہار کیا۔

(All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.110-111.)

108- Ibid., p.114
109- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: pp.388-394
110- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.122-123
111- The Nation's Voice, ed. Waheed Ahmad, Vol.III, Quaid-i-Azam Academy, Karachi, p.98
112- (اے۔پی۔آئی)(اسٹار آف انڈیا' 8 مارچ 1943ء) قائداعظم: تقاریر و بیانات' جلد سوم' 1942ء تا 1945ء' لاہور' 1998ء' صفحات 140-141
113- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.123-124

114- Ibid., p.126

115- Ibid., pp.128-129

116- (قائداعظم: تقاریر و بیانات' حصہ سوم' 1942 تا 1945ء' لاہور' 1998ء' صفحات 214 تا 216)

117- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.129-130

118- The Nation's Voice, Vol.III, op.cit: p. 698.

119- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: pp.146-148

120- The Nation's Voice, Vol.III, op.cit: pp. 69-670.

121- (دی ڈان' 11 اپریل 1946ء) قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد چہارم' 1946 تا 1948ء' لاہور' 1998ء' صفحات 119 تا 120

122- (دی ڈان' 6 جون' 1946ء) قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد چہارم' 1946 تا 1948ء' لاہور' 1998ء' صفحات 131 تا 135

123- (انڈین اینول رجسٹر' کلکتہ 1946ء' جلد 1' صفحہ 182) قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد چہارم' لاہور' 1998ء' صفحات 135-36

ایک اور حوالے کے مطابق ''امپیریل ہوٹل میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجتماع 5 جون 1946ء کو ہوا۔ یہ بڑے معرکے کا اجلاس تھا۔ جناح صاحب تشریف لائے اور سب کو سلام کرنے کے لیے انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر کی طرف اٹھایا اور بہت ہی مختصر سی تقریر کی جس میں انہوں نے کہا ہندو کانگرس اور اس کے اخبارات بہت مسرور ہیں لیکن ان لوگوں کو پتہ نہیں کہ یہ شکر میں لپٹی ہوئی کڑوی گولیاں ہیں۔

نہایت اہم مسائل ہمارے آپ کے سامنے ہیں اور آپ کو ان کے بارے میں فیصلہ کرنا ہے دہلی سے شملہ تک کی گفت وشنید کے بعد جو سہ فریقی کانفرنس میں ہوئی' اس کے ناکام ہو جانے کے بعد مشن کی طرف سے جو اسکیم سامنے آئی ہے اور ان تینوں پارٹیوں کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ سب آپ کی نظروں کے سامنے آ چکی ہے اور مشن کی تجاویز پر جو میرا تبصرہ ہے وہ بھی آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ اب جو فیصلہ کریں گے وہ نہایت دوررس نتائج کا حامل ہوگا' ورکنگ کمیٹی نے تو غور و خوض کر لیا ہے وہ اپنا فیصلہ کونسل کے سامنے رکھ سکتی تھی مگر معاملہ شدید اہمیت کا ہے اور صورت حال غیر معمولی ہے' اگر ہم کوئی فیصلہ کر کے آپ کے سامنے رکھ دیں اور آپ اسے منظور نہ کریں تو ہمارے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ استعفیٰ پیش کر دیں' لیکن ہم نے سوچا کہ یہ کونسل کا اجلاس ہے' یہ ہماری قومی پارلیمنٹ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر آپ خوب اچھی طرح غور و فکر کرنے کے بعد فیصلہ کریں اور اس فیصلے کی ذمہ داری بھی لیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلم انڈیا اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک کامل و مکمل سا ورین پاکستان پوری طرح قائم نہیں ہو جاتا اور دلائل و براہین کی جتنی قوت بھی میرے پاس ہے اس کے بل پر میں یہ بات زور دے کر کہتا ہوں کہ جس طریقے سے بھی مشن نے حقائق کو توڑا اور مروڑا اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ کانگرس کو خوش کیا جائے اور اس کے جذبات کو تسکین مہیا کی جائے کیونکہ پاکستان کی بنیاد اس کی اپنی اسکیم کے اندر بھی موجود ہے...... میں نے ایک استقبالیہ میں کہیں یہ کہہ دیا تھا کہ ہم لوگ ہمیشہ لڑتے ہی تو نہیں رہیں گے' اس جملے پر تبصرہ کیا گیا کہ مسٹر جناح اپنے حواسوں میں آ گئے' مسئلہ جب اس قدر اہم اور نازک اور پیچیدہ ہو تو اس کے بارے میں ادھر اُدھر سے ایک جملہ ایک فقرہ یا ایک دو لفظ لے کر کوئی رائے فوراً قائم نہیں کرنی چاہیے مگر کیا کیجیے کہ اخبارات کے ایک حلقے کا یہی مزاج اور یہی روش ہے بہرحال اگر مسٹر جناح حواسوں میں آ گئے تو مسٹر جناح کی آرزو یہ ہے کہ یہ لوگ بھی اپنے ہوش میں آ جائیں۔ ہم مسلمانوں کے لیے قیام پاکستان کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے' برطانوی حکومت اور ہندو کانگرس میں سے کسی کے لیے بھی یہ اچھا نہیں ہوگا کہ پاکستان کی راہ میں اڑنگے لگائیں۔ اگر ذرا بھی ان کے دل میں انڈیا کی محبت ہو' آزادی و حریت کی محبت ہو تو انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا بہترین حل تریاق نسخہ صرف پاکستان ہے تم اسی پر راضی ہو جاؤ' ورنہ ہم اس کو خود لے لیں گے...... دوسرا اجلاس بند کمرے میں ہوا۔ جناح صاحب نے بار بار یہ عہد لیا تھا کہ بات باہر نہ جانے پائے' بار بار کہا تھا "Word of honour - Word of honour"...... قائداعظمؒ نے کہا کہ میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ تنہا نہیں کیا ہے ورکنگ کمیٹی کے ارکان کو بھی مشورے کے لیے اپنے ساتھ رکھا تھا' دوسرے کوئی چیز دنیا میں آخری نہیں ہے' صرف مقصود آخری ہوتا ہے ہمارا مقصود کیا ہے مسلمان قوم کی

بہتری اور سر بلندی۔ ہمارے پاس کچھ نہیں تھا آج ایک عظیم الشان تنظیم ہے' مضبوط ادارہ ہے' اس کے کارکن ہیں' سرفروش ہیں' چند برسوں میں ہم یہاں تک پہنچ گئے چند برس اور جدوجہد کریں تو ہم کہاں پہنچے ہوئے ہوں گے آپ کی کوئی حیثیت کل تک نہیں تھی مگر آج یہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ چھ صوبے آپ کے ہیں اور انہیں چھ صوبوں کو بی اور سی گروپ کی شکل مشن والوں نے دی ہے' ہندو بھی مان رہے ہیں' لیکن دل سے نہیں' بلکہ وہ سب ماننے پر مجبور ہیں اب صورت یہ ہے کہ پہلے صوبوں کا اور ان کی مجلس قانون ساز کا قیام' پھر صوبوں کے گروپوں یعنی سارے انڈیا کی مجلس دستور ساز کی نشست اور قانون سازی کے مرحلے۔ یہ مرحلہ کب آئے گا خدا کو معلوم۔ اس وقت چھ صوبے آپ کے اختیار میں ہیں۔ امور خارجہ' فوج اور مواصلات' یہ تین محکمے مرکز کے پاس ہوں گے۔ باقی تمام محکمے اور تمام اختیارات گروپ اور صوبوں کے پاس ہوں گے۔ اس میں شک نہیں جو تین محکمے مرکزی حکومت کے پاس ہوں گے وہ بے انتہا اہم ہیں اور سب سے زیادہ فوج بنانا نہیں ہے آپ پیدائشی فوجی ہیں' مجاہد ہیں غازی ہیں۔ آپ اپنی فوجی تنظیم کیجئے اور ان کی تربیت کیجئے اور ترتیب دے کر رخصت کر دیجئے دوسروں کی بھرتی کیجئے ان کی تربیت کیجئے اور اس طرح ترتیب دے کر سب کو تیار کر دیجئے' ساری قوم کو۔ دس سال اور سمجھئے' پھر سارے صوبے آپ کی سرزمین ہیں۔ دس سال میں آپ نے اگر اتنا کچھ حاصل کر لیا ہے تو مزید دس سال میں آپ اور بھی بہت کچھ کر لیں گے۔ قوموں کی زندگی میں دس سال کا عرصہ بہت زیادہ نہیں ہے۔..... قائداعظمؒ نے کہا یہ کونسل مسلم انڈیا کی پارلیمنٹ ہے' پارلیمنٹ کو پورا اختیار ہے کہ غور و خوض کے بعد اگر میں نے اور ورکنگ کمیٹی نے بھی کوئی فیصلہ کر لیا ہو اور وہ غلط ہو تو اسے یکسر مسترد کر دے' ہمارا کوئی فیصلہ آخری نہیں ہے' مگر اچھی طرح غور کیجئے اس کے بعد اپنی رائے کا بے تکلف اظہار کیجئے اور پوری قوت سے کیجئے۔" (جریدہ نمبر 30' شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ' کراچی' 2004ء' صفحات 506 تا 511۔)

124- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.165

125- (اے۔پی۔آئی) دی ڈان' دہلی' 28 جولائی 1946ء قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد چہارم' لاہور' 1998ء صفحات 160 تا 167

126- (دی ڈان' دہلی' 29 جولائی' 1946ء)

127- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.170

128- (دی ڈان' دہلی' 30 جولائی' 1946ء) قائداعظمؒ: تقاریر و بیانات' جلد چہارم صفحات 168 تا 171

129- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.168-170

130- Ibid.

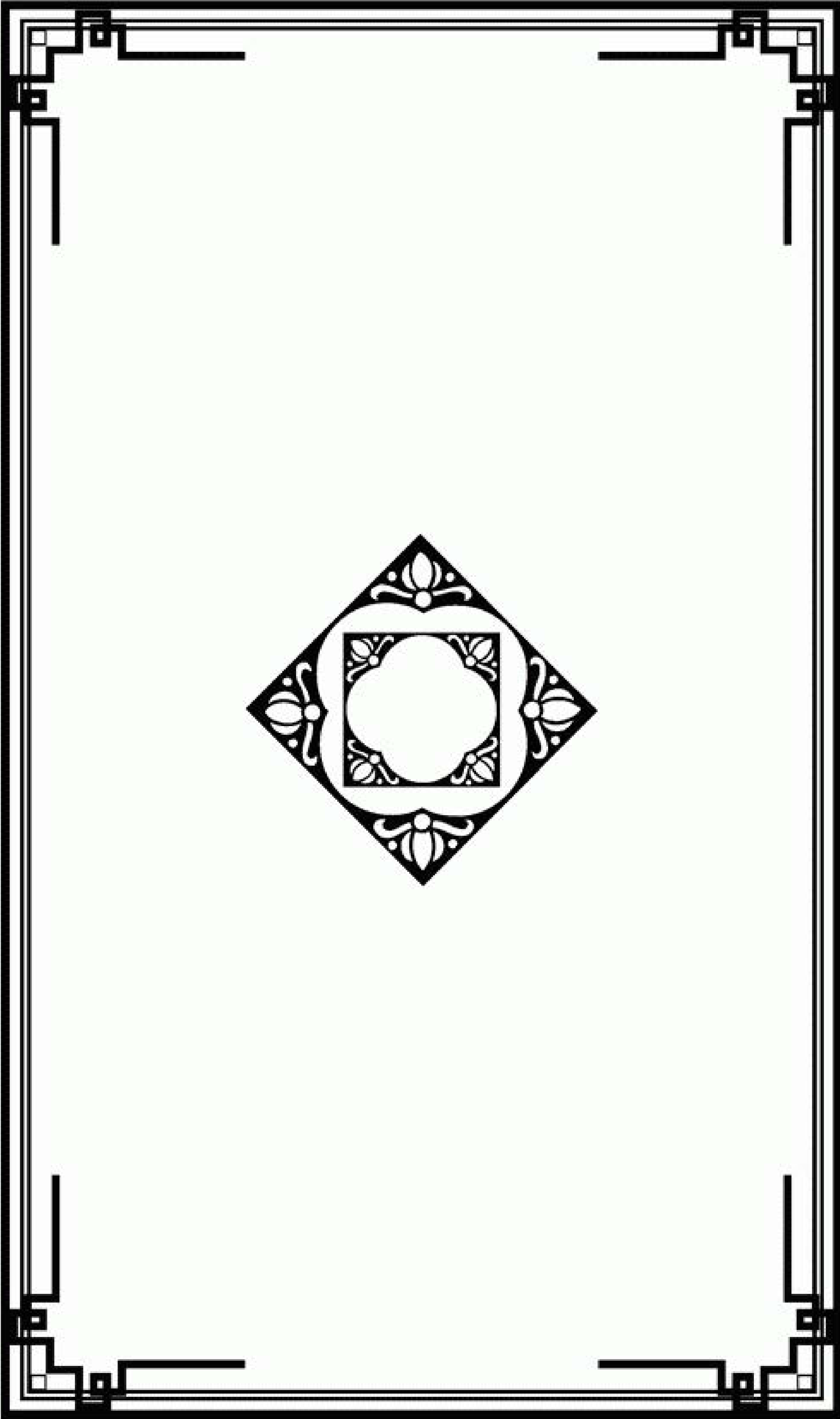
ایک حوالے کے مطابق ''یہ اجلاس 9 جون کو امپیریل ہوٹل میں ''بند کمرے'' میں منعقد ہوا جس میں 475 میں سے 425 ارکان نے شرکت کی تھی۔ قائداعظمؒ نے اراکین کو سوالات پوچھنے کی اجازت دی۔ اس پر بنگال' یوپی اور بمبئی کے اراکین نے حد بندی کمیشن کے اختیارات اور مسلم اقلیتی صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں سوالات دریافت کئے۔ ایوان نے قائداعظمؒ سے 3 جون پلان کو قبول کرنے یا مسترد کرنے کی اجازت طلب کی جس پر آپ نے کہا کہ اس پلان کو مکمل طور پر مسترد یا منظور کیا جانا ہے آپ نے اراکین کو آزادانہ اظہار خیال کرنے کی اپیل کی۔

بحث میں حصہ لینے والوں میں پروفیسر عبدالرحیم (بنگال) غلام حسین ہدایت اللہ (سندھ) مولوی عبدالرحمن (سی پی) محمد اسماعیل (مدراس) عبدالحمید (آسام) مولانا حسرت موہانی' زیڈ ایچ لاری اور ملک غلام نبی (امرتسر) نے بحث میں حصہ لیا۔

قائداعظمؒ نے ہندو اکثریتی صوبوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ آج ان کی قربانیوں کے سبب پاکستان معرض وجود میں آ رہا ہے۔ اس موقع پر نوابزادہ لیاقت علی خان نے ایک قرارداد پیش کی جس میں اس امر پر خوشی کا اظہار کیا گیا کہ بالآخر میری نظر میں حکومت نے خود ہی کابینہ مشن کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے۔ کونسل کی رائے میں ہندوستان کے مسئلے کا صرف یہی ایک حل تھا کہ اسے ہندوستان اور پاکستان میں تقسیم کر دیا جائے۔ بنا بریں کونسل نے برطانوی حکومت کے اس اعلان کو قابل توجہ اور قابل التفات سمجھا۔ قرارداد میں اگرچہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم سے عدم اتفاق کیا گیا تھا تاہم کونسل نے قائداعظمؒ کو منصوبے کے بنیادی اصولوں کو بطور مفاہمت قبول کرنے اور دفاع' مالیات اور مواصلات سمیت ہندوستان کی منصفانہ اور مساویانہ تقسیم کی تفصیلات طے کرنے کا مکمل اختیار دے دیا۔" (احمد سعید' حصول پاکستان' لاہور' 2008ء' صفحات 9 تا 15)

131- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: pp.240-246


حصہ چہارم



حصہ چہارم

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی

دہلی' 17 مارچ' 1932ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس چوہدری ظفر اللہ خان کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوا۔ (غالباً ورکنگ کمیٹی کی یہ اوّلین میٹنگ تھی)[1]۔

☆☆☆

دہلی' 6 دسمبر' 1932ء

ورکنگ کمیٹی کا اگلا اجلاس دہلی ہی میں منعقد ہوا جو 6 دسمبر' 1932ء کو رحمت اللہ چنائی کی صدارت میں ہوا[2]۔

☆☆☆

بمبئی' 4-5 جون' 1938ء

مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد ترجمان

4-5 جون' 1938ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی ایگزیکٹیو کونسل (ورکنگ کمیٹی) کی میٹنگ بمبئی میں قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

اس میٹنگ میں اعلان کیا گیا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی صرف مسلم لیگ واحد جماعت ہے جو مسلمان قوم کی ترجمانی کر سکتی ہے اور کانگرس جو ہندوؤں کی اکثریتی جماعت' ہے ہندوؤں کا نکتہ نظر پیش کرنے کی مجاز ہے[3]۔

☆☆☆

دہلی' 30-31 جولائی' 1938ء

فرقہ وارانہ اتحاد

نئی دہلی میں قائداعظم محمد علی جناح ؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کونسل (ورکنگ

کمیٹی) کا اجلاس 30-31 جولائی' 1938ء کو منعقد ہوا جس میں مذاکرات برائے فرقہ وارانہ اتحاد کے حوالے سے کانگرس کا مراسلہ منظور کیا گیا۔ لیگ نے واضح کر دیا کہ کانگرس سے برابری کی سطح پر مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ قرارداد میں ایگزیکٹو کونسل کی طرف سے کانگرس کے صدر مسٹر بوس کے وارد ھا سے لکھے گئے قائداعظمؒ کے نام خط کا جواب بھی شامل تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ایگزیکٹو کونسل نے ''آپ کے خط میں دیئے گئے دلائل کو بڑی توجہ اور ذمہ داری سے جانچا ہے جس میں آپ نے اصرار کیا ہے کہ قرارداد نمبر 1 جو کہ آپ کو پہلے ہی سے بتادی گئی ہے کی حالتِ موجودہ پر حق نہ جتائیں۔ مجھ سے استدعا کی گئی ہے کہ میں آپ کو یہ مطلع کر دوں کہ کونسل کی حیثیت کو واضح کرتے وقت کسی کو برانگیختہ کرنے کے مقصد کا اعتراف نہیں تھا بلکہ ایک تسلیم شدہ حقیقت بیان کی گئی تھی''[4]۔

☆☆☆

کراچی' 8-10 اکتوبر' 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایگزیکٹو کونسل (ورکنگ کمیٹی) کی میٹنگ کراچی میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں 8-10 اکتوبر' 1938ء کو منعقد ہوئی۔ قائداعظمؒ نے شرکاء کی ایک بڑی تعداد کی موجودگی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا پرچم لہرایا۔ اس موقع پر درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

(۱) ایک قرارداد کے تحت راجہ صاحب محمود آباد اور سر کریم بھائی ابراہیم کو فنڈ کمیٹی کے خزانہ دار نامزد کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ جو بھی فنڈ اکٹھے ہوں' اگلی ہدایات تک وہ بطور ٹرسٹی ان کی نگہبانی کریں۔

کمیٹی نے کانگریس کے صدر کے خط پر بھی غور کیا اور صدر لیگ قائداعظم محمد علی جناحؒ کو اختیار دیا کہ وہ درج ذیل جواب دے دیں:۔

ہندو مسلم مسئلہ

''یہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کونسل اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ کانگرس کی ورکنگ کمیٹی نے میرے 2 اگست' 1938ء کے خط کو بالکل غلط طور پر سمجھا جو بہت واضح ہے اور جس کی مزید وضاحت یا تشریح کی ضرورت نہیں۔ مسلم لیگ میرے مذکورہ خط کی بنیاد پر اب بھی ہندو مسلم مسئلے کے حل سے متعلق گفتگو کے لئے راضی ہے اور وہ اپنے نمائندے نامزد کرے گی جو کانگرس کی طرف سے ہماری 25 جون' 1938ء کی تین قراردادوں جن کے بارے میں آپ کو پہلے ہی بتا دیا گیا ہے کی بنیاد پر نامزد کی

جانے والی کمیٹی سے ملیں گے"۔[5]

☆☆☆

دہلی' 5 دسمبر' 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایگزیکٹو کونسل (ورکنگ کمیٹی) کا اجلاس نئی دہلی میں قائداعظمؒ کی صدارت میں 5 دسمبر' 1938ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے علاوہ "سی پی" اور "برار" میں جاری کشیدہ صورت حال پر غور کیا گیا۔ دیگر قراردادوں کے علاوہ فیصلہ کیا گیا:

فیڈرل سکیم

(1) مسلم لیگ 1935ء کے ایکٹ میں دی گئی فیڈرل سکیم کے خلاف ہے جس کی وجوہات بارہا واضح کی جا چکی ہیں۔ یہ اجلاس برطانوی حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ اگر دھمکانے اور دبانے کے کانگرسی حربے برطانوی حکومت کے جھکنے پر منتج ہوئے تو ایسی صورت حال میں مسلمان' جہاں ان کے مفادات کے قربان ہونے کا کوئی خطرہ ہو' انتہائی اقدام کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

کمیٹی کا قیام

(2) اجلاس نے سرعبداللہ ہارون' راجہ صاحب محمودآباد اور نواب محمد اسماعیل خان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی کہ وہ مسلم لیگ کی طرف سے مرکزی مجلس قانون ساز میں مولانا شوکت علی کی وفات کی وجہ سے خالی ہونے والی نشست کے لئے موزوں امیدوار کا انتخاب کرے۔[6]

☆☆☆

پٹنہ' 27 دسمبر' 1938ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں پٹنہ میں 27 دسمبر 1938ء کو منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں ودیا مندر سکیم اور دیگر معاملات زیر بحث آئے۔

1. اس اجلاس میں دیگر قراردادوں کے علاوہ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کو اختیار دیا جائے کہ وہ سی پی اور برار کے مسلمان قانون ساز اسمبلی ممبران کے ہمراہ سی پی کے وزیراعلیٰ سے ان کی خواہش پر مجوزہ ملاقات میں حصہ لے سکتے ہیں۔

گائے کا ذبیحہ

2. بہار کے ممبران ایس۔اے۔عزیز اور محمد عاشق وارثی نے گائے کے ذبیحہ کا مسئلہ کمیٹی کے سامنے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح غیر تسلی بخش طریقے سے مقامی حکومت اس مسئلے سے نپٹ رہی ہے۔

3. کمیٹی کی رائے تھی کہ بہار پراونشل مسلم لیگ اس سلسلے میں تمام ممکنہ قانونی ذرائع استعمال کرے اور کمیٹی کو اس کی رپورٹ بہم پہنچائے[7]۔



میرٹھ‘ 25 مارچ‘ 1939ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 25 مارچ‘ 1939ء کو میرٹھ میں نواب محمد اسمٰعیل خان صدر یو پی مسلم لیگ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ کی ایک قرارداد کے ذریعے ریاستوں کے مسلمانوں کو موثر انداز میں اپنی تنظیم کرنے کی تاکید کی گئی اور لیگ کی طرف سے ان کی ہر ممکن امداد کا یقین دلایا گیا۔

اس اجلاس کی صدارت قائد اعظم محمد علی جناح نے کی۔دیگر شرکاء کے نام یہ ہیں:

سر سکندر حیات خان‘ سر عبداللہ ہارون‘ حاجی عبدالستار‘ اسحاق سیٹھ‘ سید عبدالاعزاز رسول‘ مسٹر عبدالروف شاہ‘ ملک برکت علی‘ راجہ آف محمود آباد‘ نواب محمد اسمٰعیل خان‘ بیگم محمد علی اور نواب زادہ لیاقت علی خان۔

قراردادیں

ہر گاہ مسلم لیگ‘ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں دی گئی فیڈریشن کی سکیم کے خلاف ہے۔آئین کے صوبائی معاملات کے حوالے سے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں میں اپنے مستقبل کے بارے میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا ہے کیونکہ صوبائی سکیم مختلف صوبوں میں مسلمانوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئی ہے۔

اور ہر گاہ دسمبر 1938ء میں مسلم لیگ نے پٹنہ کے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو اختیار دیا تھا کہ وہ ایسے اقدامات اختیار کر سکتے ہیں جن سے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ کیا جا سکے۔لہذا صدر مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی سے مشاورت کر کے درج ذیل کمیٹی نامزد کی جاتی ہے جو مختلف سکیموں پر غور و خوض کر کے صدر کو اپنے نقطہ نظر کی جلد سے جلد رپورٹ فراہم کرے۔کمیٹی

کے ارکان کے نام یہ ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح، سر سکندر حیات خان' سید عبدالعزیز' خواجہ ناظم الدین' سر عبداللہ ہارون' سردار اورنگ زیب خان' نواب زادہ لیاقت علی خان۔

ریاستیں اور مسلمان

دوسری قرارداد کا خلاصہ یہ ہے۔

کانگرس اور دیگر ہندو جماعتوں کی اجارہ داری اور ریاستوں میں مسلمانوں کو دبائے رکھنے کی طے شدہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلم لیگ اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ریاستوں میں مسلمانوں کے تحفظ کے پیش نظر ان سے پر زور اپیل کرتی ہے کہ وہ خود کو فوری طور پر منظم کریں تا کہ وہ اپنی آزادی' حقوق اور مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ اس عمل میں لیگ ان کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

اس کے بعد سیکرٹری نے سی پی میں ودیا مندر سکیم کے حوالے سے مسلم لیگ اور سی پی گورنمنٹ کے درمیان مذاکرات کی رپورٹ پیش کی۔[8]

''یہ میٹنگ قرارداد لاہور کی طرف ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جس کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اس اجلاس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ہند کی ازسرِنو تقسیم کی جائے''۔[9]



میرٹھ' 26 مارچ' 1939ء

ڈرافٹ سکیمیں

قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 26 مارچ' 1939ء کو میرٹھ میں منعقد ہوا۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے حقوق و مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے آئینی اصلاحات سے متعلق مختلف ڈرافٹ سکیموں پر غور و خوض کیلئے ایک کمیٹی نامزد کی گئی جسے ہدایت کی گئی کہ وہ ان ڈرافٹ سکیموں کا مطالعہ کر کے جلد سے جلد اپنی رپورٹ پیش کرے۔ کمیٹی کے ممبران کے نام یہ ہیں: قائداعظم محمد علی جناح' سر عبداللہ ہارون' سردار اورنگ زیب خان اور نواب زادہ لیاقت علی خان۔

میٹنگ کے سامنے حیدرآباد کے ڈاکٹر سید عبداللطیف کی سکیم پیش کی گئی۔ اعزازی سیکرٹری نے ودیا مندر سکیم کے حوالے سے اپنے ناگپور کے دورے کی رپورٹ پیش کی جو کہ ریکارڈ کر لی گئی۔

وِدیا مندر سکیم

1. سی۔پی حکومت اور مسلم لیگ کے درمیان مجوزہ ہو ودیا مندر سکیم کے حوالے سے طے پانے والے تصفیے کے بارے ورکنگ کمیٹی نے اس امر پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا کہ سی پی کے مسلمان تعلیمی ترقی کیلئے عملی اقدام کر رہے ہیں اور یہ کمیٹی مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس مقصد کیلئے قائم کی جانے والی ایسوسی ایشن کی مدد کریں۔

ہندو غلبہ

2. کانگرس اور دیگر ہندو جماعتوں کی ہندو غلبہ حاصل کرنے کی طے شدہ پالیسی اور ہندوستان کی ریاستوں میں تشدد اور دھمکی آمیز رویے کے حوالے سے میٹنگ نے مختلف ریاستوں میں مسلمانوں کے مستقبل پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے حقوق اور آزادی اور مفادات کے تحفظ کے لئے فوری طور پر منظم ہو جائیں اور اس سلسلے میں لیگ ان کی جدوجہد میں ان کی مکمل مدد کرے گی۔

فیڈرل سکیم

3. یہ کہ آل انڈیا مسلم لیگ' گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں دی گئی فیڈرل سکیم کے خلاف ہے اور یہ کہ اس کے صوبائی حصے کے طریق کار نے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں میں ان کے مستقبل کے بارے میں شدید خدشات پیدا کر دیئے ہیں کیونکہ صوبائی سکیم مسلمان اقلیتوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام ہوگئی ہے۔

4. یہ کہ لیگ کے دسمبر 1938ء کے پٹنہ کے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ کوئی ایسا موزوں متبادل تلاش کریں جو مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے تحفظ کی ضمانت دے سکے[10]۔



دہلی' 2-3 جولائی' 1939ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں 2-3 جولائی' 1939ء کو بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں فیڈریشن کے بارے میں خاص طور پر مسلمانوں کے حوالے سے ملک کی عمومی صورتِ حال اور ملک کے باہر ہندوستان کے باشندوں کی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے

بمبئی میں ہونے والے ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کے حالیہ فیصلے پر بحث وتمحیص کی گئی۔

یہ اجلاس 9 گھنٹے جاری رہا جس میں ہندوستان اور ریاستوں میں مسلمانوں کے بارے میں دوررس اہمیت کے حامل معاملات پر غور وخوض کیا گیا۔ کمیٹی کو جے پور جودھپور بھاؤنگر پٹیالہ اور کچھ کی ریاستوں سے مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کی رپورٹیں موصول ہوئی تھیں۔ کمیٹی نے ان ریاستوں کے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ریاستوں کی مسلمان رعایا کی شکایات کا ازالہ کریں۔

اس اجلاس میں منظور شدہ دیگر قراردادوں میں سے ایک میں کہ ہندوستان کی حکومت اور دوسری صوبائی حکومتوں پر زور دیا گیا تھا کہ وہ حیدرآباد دکن میں ہندو سبھا اور آریہ سماج کی ہیجان انگیز کارروائیوں کو فوری طور پر ختم کرنے کا اقدام کریں۔[11]



دہلی، 18 ستمبر 1939ء

ذیل میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی قرارداد کا متن ہے جو اس نے 18 ستمبر 1939ء کو نئی دہلی کی میٹنگ میں جنگ عظیم کے حوالے سے منظور کی۔

عالمی جنگِ عظیم

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی ہز ایکسی لینسی وائسرائے کے اس اقدام کی تعریف کرتی ہے جو اس نے قائد اعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کو جنگ کے نتیجے میں بین الاقوامی صورتِ حال اور خود اپنے خیالات کے اظہار کے لیے ملاقات کی دعوت دی۔ کمیٹی نے ہز ایکسی لینسی وائسرائے کے خیالات جو ان تک لیگ کے صدر کی توسط سے پہنچے پر سنجیدہ غور کیا ہے اور برطانیہ کے اعلان جنگ کے بعد وائسرائے کے اعلان اور ان کے 11 ستمبر 1939ء کو مرکزی اسمبلی کے خطاب پر بھی غور کیا ہے۔

کمیٹی کی یہ پختہ رائے ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی 27 اگست 1939ء کی درج ذیل قرارداد نمبر 8 ہندوستان کے مسلمانوں کی صحیح ترجمانی کرتی ہے۔ کونسل برطانوی حکومت کی اس پالیسی پر سخت افسوس کا اظہار کرتی ہے جس کے ذریعے وہ ہندوستان میں مسلمانوں کی مرضی کے خلاف ان پر ایسا آئین اور خاص طور پر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء مسلط کرنا چاہتی ہے جس کے تحت ایک مستقل

جارح قوم کی اکثریت کو اختیار ہوگا کہ وہ اقلیتوں کے مذہبی' سیاسی' سماجی اور معاشی حقوق کو کچل دے؛ یہ کہ وائسرائے اور کانگرسی حکومتوں کو صوبوں میں گورنروں کے صوابدیدی اختیارات کے تحت اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اور ان کے لئے انصاف کی فراہمی کے حوالے سے عدم تعاون اور عدم توجہی اور فلسطین میں عربوں کے مطالبات ماننے سے انکار کرنے پر برطانوی حکومت کے رویے پر افسوس کا اظہار کرتی ہے اور اگر وہ دنیا کے مسلمانوں اور بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی مدد اور تعاون کی خواہشمند ہے تو اسے ہندوستان کے مسلمانوں کے مطالبات مزید تاخیر کئے قبول کر لے۔

-2 گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں دی گئی فیڈرل سکیم کے بارے میں ہز ایکسی لینسی وائسرائے کے اعلان کی تعریف کرتی ہے جو کہ ہندوستان بالخصوص مسلمانوں کے مفاد میں ہے۔ مسلمانوں کی خواہش ہے کہ بجائے ملتوی کرنے کے اس کو یکسر ختم کر دیا جائے اور ہز میجسٹی کی حکومت کو بتا دیا جائے کہ وہ ایسا کرنے میں تاخیر نہ کرے۔

> کمیٹی اپنی اس خواہش کو واضح کر دینا چاہتی ہے کہ وہ ہز میجسٹی کی حکومت کی "Federal Objective" جس کا کہ ہز ایکسی لینسی وائسرائے نے مرکزی اسمبلی کو اپنے خطاب میں کیا کی تائید نہیں کرتی اور برطانوی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ 1935ء سے ہندوستان کے موجودہ صوبائی آئین کی روشنی میں رونما ہونے والی تبدیلیوں یا اس کے بعد کی تبدیلیوں کے حوالے سے ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے سارے مسئلہ پر نظر ثانی کرے۔ [12]

☆☆☆

دہلی' 22 اکتوبر' 1939ء

22 اکتوبر' 1939ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک طویل قرارداد پاس کی جس میں وائسرائے کے بیان کے مخصوص حصوں کے بارے میں اپنی تشفی کا اظہار کرتے ہوئے مزید وضاحت کے لئے کہا اور قائداعظم محمد علی جناح صدر مسلم لیگ کو اختیار دیا گیا کہ وہ اس وضاحت کے حوالے سے ضروری اقدام کریں۔ اگر وضاحت سے ان کی تسلی ہو جائے تو ان کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ برطانوی حکومت کو جنگ عظیم کے حوالے سے تعاون کا یقین دلا سکتے ہیں۔ ذیل میں قرارداد کا متن دیا جاتا ہے۔

وائسرائے کا بیان

17 اکتوبر 1939ء کو ہز ایکسی لینسی وائسرائے کے بیان کے بغور مطالعہ کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی اس امر پر اظہار خوشی کرتی ہے کہ ہز میجسٹی کی حکومت نے صاف طریقے سے کانگرس کا یہ دعویٰ مسترد کر دیا ہے کہ صرف وہ ہی سارے ہندوستان کی نمائندگی کرتی ہے۔ اور کمیٹی اس امر پر اظہار تشفی کرتی ہے کہ ہز میجسٹی کی حکومت اس حقیقت کا اعتراف کرتی ہے کہ صرف آل انڈیا مسلم لیگ ہی واحد جماعت ہے جو ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے اور وہی ان کے حقوق ومفادات کی بات کر سکتی ہے۔ کمیٹی اس بات پر بھی تسلی کا اظہار کرتی ہے کہ حکومت نے اقلیتوں کے حقوق اور دیگر اہم مفادات بھی تسلیم کر لئے ہیں۔

کمیٹی بہر کیف مجبور ہو کر یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتی ہے کہ مسلم لیگ کے 18 ستمبر 1939ء کے بیان کے اہم نکات کو دو ٹوک الفاظ میں قطعی طور پر قبول نہیں کیا گیا۔ لہٰذا جس طرح کہ ہز ایکسی لینسی نے تعاون کا اظہار کیا ہے یہ کمیٹی برابری کی سطح پر تعاون کرنے کے لیے یہ تجویز پیش کرتی ہے کہ ایسے مسائل جن پر تسلی بخش اقدام نہیں کیا گیا پر مکمل ہم آہنگی پیدا کی جائے کیونکہ وہی مسلم لیگ کو اس امر کا اہل بنائے گی کہ وہ نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں بلکہ سارے ملک کے حوالے سے تعاون کا ہاتھ بڑھائے۔

کمیٹی' گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں وضع کیے جانے والے قوانین کہ جن کا ذکر ہز ایکسی لینسی کے بیان میں ہے کی مکمل طور پر تائید نہیں کر سکتی اور نہ ہی تاریخی طور پر غلط تاویلوں کی بحث میں الجھنا چاہتی ہے۔ مسلم لیگ کی مخالفت 1935ء کے ایکٹ میں دیئے گئے پلان کی محض تفصیلات اور نظر ثانی کے بارے میں نہیں بلکہ وہ مطالبہ کرتی ہے کہ ہندوستان کے مستقبل کے آئین کا مکمل طور پر مشاہدہ کیا جائے۔ کمیٹی اس امر کا زور دے کر اعادہ کرتی ہے کہ ہندوستان کے آئین کا کوئی مستقبل کا پلان اس وقت تک مسلم لیگ کو قبول نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اس کی مکمل منظوری نہ دے۔

کمیٹی نے ہز ایکسی لینسی وائسرائے کی تجویز پر بھی غور کیا لیکن اس کے بارے میں مکمل تفصیلات جانے بغیر کوئی رائے قائم نہ کر سکی۔ اس معاملہ میں ہز ایکسی لینسی کی تجویز پر مزید غور وخوض کو قبول کیا۔

معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر کمیٹی صدر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنی صوابدید پر اقدامات کریں اور ہز ایکسی لینسی کے بیان میں پائے جانے والے شکوک کو دور کرنے کی مکمل تسلی کر لیں۔ اگر صدر مکمل طور پر

مطمئن ہوں تو کمیٹی انہیں اختیار دیتی ہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے برطانوی حکومت کو جنگ کے دوران مدد اور تعاون کا عندیہ دے سکتے ہیں۔ورکنگ کمیٹی نے درج ذیل قرارداد بھی پاس کی۔

ورکنگ کمیٹی صدر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ غیر معمولی حالات میں صوبائی اسمبلیوں میں مسلم لیگ پارٹیوں کو ہدایت کے احکامات صادر کرسکتا ہے۔ مسلم لیگ پارٹیوں پر لازم ہوگا کہ وہ صدر کی ہدایت کے مطابق عمل درآمد کریں۔[13]



دہلی 3-6 فروری 1940ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی 1940ء کی پہلی میٹنگ 3 فروری کو نئی دہلی میں شروع ہوئی جو 6 فروری تک جاری رہی۔ اس میٹنگ میں درج ذیل قراردادیں پاس ہوئیں۔

قرارداد نمبر 14

قرارداد نمبر 14 کے مطابق ورکنگ کمیٹی نے مسلمانوں کے مطالبات اور ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے سوال پر غوروخوض کیا جس میں طے پایا:

1- مسلمان ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک قوم ہیں۔

2- برطانوی جمہوری پارلیمانی نظام ہندوستان کے لوگوں کے مزاج اور حالات کے مطابق موزوں نہیں۔

3- وہ زون (علاقے) جو ہندوستان کے اصلی نقشے کے مطابق مسلمانوں کی اکثریت کے علاقے ہیں ان کو برطانیہ کے ساتھ براہ راست تعلق کے تحت ایک آزاد ڈومینین بنادیا جائے۔

4- ایسے زون (علاقے) جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے اور دیگر اقلیتوں کے مفادات کا موثر تحفظ کیا جائے۔ اسی طرح مسلمان اکثریتی زون (علاقوں) میں ہندوؤں اور دیگر اقلیتوں کو بھی تحفظ مہیا کیا جائے۔

5- ہر ایک زون (علاقے) میں مختلف اکائیاں وفاق کی خودمختار جزو ہوں گی۔[14]

جناح وائسرائے خط و کتابت

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے قائداعظم محمد علی جناح صدر مسلم لیگ اور ہز ایکسی لینسی

وائسرائے کے درمیان آخری خط مورخہ 23 دسمبر 1935ء تک ہونی والی خط و کتابت پر غور کیا۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ ہز ایکسی لینسی کا جواب تسلی بخش نہیں ہے۔ چونکہ اب بھی بعض نکات کی مزید وضاحت اور تشریح کی ضرورت ہے اس لیے کمیٹی صدر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ ہز ایکسی لینسی کے سامنے ورکنگ کمیٹی کے خیالات پیش کریں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ ورکنگ کمیٹی کی 18 ستمبر اور 22 اکتوبر 1939ء کی قراردادوں میں کرائی گئی یقین دہانیوں پر پھر غور کریں اور مسلمانان ہندوستان کے اذہان سے شک و شبہ کو دور کریں۔

قراردادیں

1- قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے آنریبل مسٹر فضل الحق وزیر اعظم بنگال، سر سکندر حیات وزیر اعظم پنجاب، سر ناظم الدین وزیر داخلہ بنگال اور چوہدری خلیق الزمان پر مشتمل وفد برطانوی عوام، برطانوی پارلیمنٹ اور ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کے سامنے مسلم انڈیا کا مسئلہ پیش کرنے کے لیے جلد سے جلد برطانیہ کا دورہ کرے۔

2- کمیٹی نے یومِ نجات کے حوالے سے مسٹر عبدالرحمٰن صدیقی کے بیان پر غور کیا۔ مسٹر عبدالرحمٰن نے اپنے بیان کی زبان جس سے کہ صدر مسلم لیگ کی شخصیت کے بارے میں غلط تاثر ابھرتا ہو پر گہرے افسوس کا اظہار کیا۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ جب تک کوئی ممبر کمیٹی کا ممبر ہے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کمیٹی یا صدر کے فیصلے کے بارے میں عوام میں بیان بازی کرے۔

3- کمیٹی نے آرمی انڈیا نائزیشن کمیٹی میں کام کرنے والے تین مسلم لیگی ممبران کے خلاف تادیبی کارروائی کے حوالے سے آل انڈیا مسلم لیگ کونسل میٹنگ میں 27، 28 اگست 1939ء کو منظور کردہ قرارداد پر غور کیا۔ کمیٹی نے سر سکندر حیات خان کے پنجاب اسمبلی میں 'Indo-British Trade Agreement' کے حق میں کی گئی تقریر کے خلاف بھی غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے آئین اور قواعد کے تحت اس ضمن میں دونوں معاملات کے حوالے سے کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

سید عبدالعزیز کا استعفیٰ

کمیٹی نے افسوس کے ساتھ سید عبدالعزیز کا استعفیٰ منظور کیا جو انہوں نے ہز ہائی نس نظام کی حکومت میں بطور اہم ممبر تعینات ہونے پر دیا۔ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کے لیے اور خاص طور پر بہار اور

ورکنگ کمیٹی کے لیے جن کے وہ ممبر رہے ہیں ان کی خدمات کا تعریف کے ساتھ اقرار کرتی ہے۔ کمیٹی اس امید کا اظہار کرتی ہے کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ترقی کے لیے باقاعدہ دلچسپی لیتے رہیں گے اور کمیٹی نظام حکومت میں ان کی عظیم ذمہ داری میں کامیابی کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتی ہے۔

یو پی مسلم لیگ

کمیٹی نے بلند شہر سے کنور عبدالسلام خان کی یو۔پی پراونشل مسلم لیگ کونسل کے فیصلے کے خلاف اپیل پر غور کیا اور کنور عبدالسلام کو ذاتی طور پر اور ان کے وکیل کی زبانی سننے کے بعد اس رائے پر پہنچی ہے کہ یو پی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے فیصلے کی تصدیق کی جائے اور متعلقہ پارٹیوں کو فیصلے کے مطابق عمل کرنے کی اطلاع کر دی جائے۔

برہان پور میں مسلمان

سی پی میں برہان پور کے مقام پر 15 جنوری 1940ء کو مسلمانوں پر پولیس کی فائرنگ کے خلاف کمیٹی مذمت کرتے ہوئے سی۔پی کے گورنر پر زور دیتی ہے کہ اس واقعے کی تحقیقات کے لیے غیر جانبدار انکوائری کمیٹی نامزد کی جائے۔

کمیٹی نے نیشنل گارڈز کمیٹی کی رپورٹ پر بھی غور کیا اور اگلی میٹنگ تک کے لیے اس پر کارروائی ملتوی کر دی۔

راجہ آف محمود آباد نواب محمد اسمٰعیل خان اور چوہدری خلیق الزمان پر مشتمل ایک کمیٹی نامزد کی گئی تاکہ وہ آسام، پنجاب اور اڑیسہ کی صوبائی مسلم لیگوں کی طرف سے آل انڈیا مسلم لیگ سے الحاق کی درخواستوں پر غور کرے۔

6 فروری 1940ء کو کمیٹی کی آخری نشست کا اختتام ہوا جب کہ قائداعظم محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے اور ہز ایکسی لینسی وائسرائے کے ساتھ میٹنگ کے تاثرات بیان کیے۔ اس موقع پر درج ذیل ممبران موجود تھے۔

خواجہ سر ناظم الدین، سر عبداللہ ہارون، چوہدری خلیق الزمان، نواب محمد اسماعیل خان، سردار اورنگ زیب خان، مسٹر عبدالرحمٰن صدیقی، مسٹر عبدالروف شاہ، نواب زادہ لیاقت علی خان اور عبدالستار اسحٰق سیٹھ[15]

اس میٹنگ میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مسلم لیگ کی طرف سے درج ذیل حضرات پر مشتمل ایک وفد

جلد سے جلد برطانیہ کا دورہ کرے جو مسلم انڈیا کا مطمع نظر برطانوی عوام' پارلیمنٹ اور ہز میجسٹی کی حکومت کے سامنے پیش کرے۔ کمیٹی کے ممبران کے اسماء یہ ہیں:

1- اے۔ کے۔ فضل الحق' وزیر اعظم بنگال 2- سر سکندر حیات خان' وزیر اعظم پنجاب 3- سر ناظم الدین' 4- چوہدری خلیق الزمان۔[16]



لاہور' 22 مارچ' 1940ء

منزل کا تعین

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ 22 مارچ' 1940ء کو لاہور میں منعقد ہوئی[17]۔ یہی وہ انتہائی اہم میٹنگ تھی جس میں برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے قیام کے لیے غور و خوض کیا گیا۔

یہ اجلاس 11 بجے صبح تا پونے ایک بجے دوپہر جاری رہا جو ممدوٹ ولاز' لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں نوابزادہ لیاقت علی خان' سر سکندر حیات خان' ملک برکت علی' حاجی سر عبداللہ ہارون' نواب محمد اسماعیل خان' بیگم محمد علی جوہر' عبدالرحمن صدیقی' خواجہ ناظم الدین' سردار اورنگ زیب خان' سر سعد اللہ خان اور عبدالستار اسحاق سیٹھ موجود تھے۔[17-A]



بمبئی' 15-16 جون' 1940ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 15-16 جون' 1940ء کو بمبئی میں ہوا جس میں قائد اعظم محمد علی جناح کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ملک کے دفاع کیلئے ہندوستان کے ذرائع کو استعمال کرنے کیلئے جنگی کوششوں کے بروقت اور موثر اقدام کیلئے وائسرائے سے گفت وشنید کا اہتمام کریں۔ قرارداد میں ہر ہندوستانی سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ملک کے دفاع کیلئے اپنا کردار سنجیدگی سے ادا کرے۔

کمیٹی نے بین الاقوامی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے نازی حملے کے خطرے کے پیش نظر اپنی تشویش کا اظہار کیا اور اتحادیوں کے خلاف اٹلی کے بغیر کسی اشتعال کے حملے کو غیر اخلاقی اور ناجائز قرار دیا۔ دارالعوام میں مسٹر ایمری کے بیان اور وائسرائے کے ریڈیو پر اعلان کے حوالے سے کمیٹی نے 27 مئی کو

قائد اعظمؒ کے اخباری بیان کی تائید کی جس میں کہا گیا تھا کہ یہ برطانوی حکومت پر منحصر ہے کہ وہ مسلمان لیڈروں پر اعتماد کا اظہار کرے۔ اس حوالے سے کئی طریقے ہیں اور وہ ہمیں با اعتماد دوست سمجھتے ہوئے ہمارا مکمل تعاون حاصل کر سکتی ہے جس میں ہم ناکام ثابت نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد میٹنگ نے درج ذیل قرارداد پاس کی۔

جنگی کوششیں

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی رائے ہے کہ ہز ایکسی لینسی کے 9 اپریل 1940ء کے خط میں آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے مانگی گئی مزید وضاحت کو غیر تسلی بخش قرار دیتی ہے اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے 27 مئی کے پریس بیان کی تائید کرتی ہے۔

دشمن کا حملہ

ورکنگ کمیٹی نازی حملے کے خطرے کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے جو نہایت سفاکی سے ایک کے بعد دوسری قوم کی آزادی چھین رہا ہے اور کمیٹی اتحادیوں کے خلاف اٹلی کی حکومت کے بے جواز حملے کو ناجائز قرار دیتی ہے جبکہ اس وقت فرانس سخت مشکلات کے سامنے بہادری کے ساتھ سینہ سپر ہے۔ کمیٹی ہر ہندوستانی کو جنگ کے حوالے سے سنجیدہ کوششیں کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ کمیٹی ہندوستان کی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ملک کو ہر قسم کے خطرات سے مقابلہ کرنے کیلئے منظم طریقے سے تیار کرے۔

کمیٹی مجبور ہو کر اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ ہندوستان کے دفاع کے حوالے سے ہز ایکسی لینسی وائسرائے سی۔ این۔ سی اور صوبائی گورنروں کے بیانات موجودہ صورت حال پر قابو پانے کے حوالے سے مکمل طور پر ناکافی ہیں اس لئے کمیٹی اپنے صدر کو اختیار دیتی ہے کہ وہ ہندوستان کے دفاع کی بابت موثر طریق کار کے لئے وائسرائے کے ساتھ مذاکرات کریں۔

کمیٹی یہ سمجھتی ہے کہ ملک کو درپیش خطرات کے باعث جب تک صوبائی سطح پر نہیں بلکہ کل ہند کی بنیاد پر حکومت اور مسلم لیگ اور دیگر دوسری پارٹیاں جو ہندوستان کے دفاع میں دلچسپی رکھتی ہیں کے مابین مکمل تعاون کا طریقہ واضح نہیں کیا جاتا اس وقت تک خطرے کا مقابلہ کرنے کا حقیقی مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔

ورکنگ کمیٹی کی رائے ہے کہ ملک کو درپیش فوری خطرے کے پیش نظر ضلعی اور صوبائی وار کمیٹیوں میں شامل ہونے سے مسلمان اور دوسرے لوگ کوئی خاص خدمت ادا نہیں کر سکیں گے اور حقیقی مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔

جنگی کمیٹیاں

کمیٹی نے ہدایت کی کہ فی الحال مسلمان ان کمیٹیوں میں خدمات انجام نہ دیں اور صدر مسلم لیگ کے وائسرائے کے ساتھ مذاکرات کے فیصلے تک انتظار کریں۔

مسلمان وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس

پریس میں شائع ہونے والی خبر بحوالہ نام نہاد کانفرنس مابین صدر کانگریس اور مسلمان وزرائے اعلیٰ بمقام دہلی مورخہ 13 جون 1940ء کے حوالے سے یہ قرار پایا کہ اس سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کی وجہ سے آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے سامنے سر سکندر حیات خان کے بیان کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ سر سکندر حیات کی مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ ذاتی ملاقات تھی لہٰذا آئندہ کوئی ممبر صدر مسلم لیگ کی اجازت کے بغیر کانگرسی رہنماؤں سے ہندو مسلم مسئلے اور کانگرس لیگ سمجھوتے کے حوالے سے مذاکرات نہیں کرے گا۔

والنٹیر آرگنائزیشن

موجودہ حالات کے پیش نظر آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی رائے ہے کہ صوبائی مسلم لیگیں مسلم نیشنل گارڈز تنظیم کا احیاء کریں اور یہ کمیٹی مسلمانوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ کے پرچم تلے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلم نیشنل گارڈز میں شامل ہوں۔ کمیٹی کی یہ بھی سوچی سمجھی رائے ہے کہ ضلعی اور صوبائی مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبران ہفتہ میں از کم ایک مرتبہ تربیت کے لئے وقت نکالیں۔ [18]

☆☆☆

دہلی' 20 جون' 1940ء

سیاسی تعطل

آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا کانگرس کی ورکنگ کمیٹیوں کے دہلی میں منعقد ہونے والے اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی ہو گئے جس کے نتیجے میں سیاسی مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے اور اب کوئی شبہ نہیں رہ گیا تھا کہ وائسرائے اور کابینہ وفد اس تعطل کی وجہ سے بہت زیادہ مایوس ہو گئے تھے۔ [19]

☆☆☆

بمبئی' 31 اگست تا 2 ستمبر' 1940ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں 31 اگست' 1940ء تا 2 ستمبر منعقد ہوا ایک قرارداد میں فیصلہ کیا گیا کہ ایسے مسلمان جو وار کمیٹیوں میں محض شامل ہو کر کوئی مفید خدمت سرانجام دے سکتے ہیں وہ بخوشی ان کمیٹیوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔

مستقبل کا آئین

ورکنگ کمیٹی وائسرائے کے 8 اگست' 1940ء کے بیان اور 14 اگست' 1940ء کو دارالعوام میں ہی مسٹر ایمری کے بیان پر غور وخوض کے بعد سمجھتی ہے کہ یہ بیانات ہندوستان کے مستقبل کے آئین کے حوالے سے آل انڈیا مسلم لیگ کے نکتہ نظر کی طرف پیش رفت ہیں۔ ہز میجسٹی کی گورنمنٹ نے مجموعی طور پر مسلم لیگ کے مطالبہ کی یقین دہانی کرا کے عملاً تسلیم کر لیا ہے کہ برٹش حکومت مسلم لیگ کی منظوری کے بغیر مستقبل کے آئین کے حوالے سے کوئی اقدام نہیں کرے گی۔

یہ کمیٹی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبران کی تعداد میں اضافہ اور وار ایڈوائزری کونسل کے قیام کے حوالے سے وائسرائے کی دعوت کو قبول کرنے سے قاصر ہے کیونکہ:

1۔ ایگزیکٹو کونسل میں مزید ممبران کے مجوزہ اضافے کے حوالے سے نہ تو صدر مسلم لیگ اور نہ ہی ورکنگ کمیٹی سے تبادلہ خیال کیا گیا۔

2۔ کمیٹی کو ابھی تک یہ علم نہیں کہ ایگزیکٹو کونسل کی از سر نو کس طرح تشکیل کی جائے گی۔

3۔ کمیٹی کو علم نہیں کہ دوسری ایسی کون سی پارٹیاں ہوں گی کہ جن کے ساتھ مل کر لیگ کو کام کرنا ہوگا۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ صدر مسلم لیگ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ اضافی ممبران کو کون سی ذمہ داریاں سونپی جائیں گی۔ کمیٹی کو صرف یہ بتایا گیا کہ تقریباً 11 ممبران کا اضافہ ہوگا جن کیلئے 4 ناموں کا پینل بھیجا جائے جس میں سے دو کو منتخب کیا جائے گا لہذا کمیٹی پینل کے اس طریق کار سے متفق نہیں۔

4۔ وار کمیٹی کی تشکیل، ہیئت اور طریق کار کے متعلق کمیٹی کو کوئی علم نہیں سوائے اس کے کہ اس کے 20 ممبران ہوں گے جن کیلئے کمیٹی ایک پینل بھیجے گی جس میں سے وائسرائے 4 ممبران کو نامزد کریں گے۔ اس صورتحال میں کمیٹی اس دعوت کو غیر تسلی بخش سمجھتی ہے اور وائسرائے سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس معاملے پر از سر نو غور کریں اور کمیٹی صدر مسلم لیگ کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اس سلسلے

میں مزید معلومات اور وضاحتیں حاصل کریں۔

تادیبی کارروائی

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی 16 جون 1940ء کی قرارداد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وار کمیٹی میں شامل ہونے والے کونسل کے ممبران کے خلاف ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد کے ذریعہ نواب محمد اسمٰعیل خان اور نوابزادہ لیاقت علی خان پر مشتمل ایک انکوائری کمیٹی قائم کی تا کہ وہ ان ممبران کے کیسوں کا جائزہ لے اور تادیبی کارروائی کرے۔

والنٹیئر آرگنائزیشن

کمیٹی نے گورنمنٹ آف انڈیا کے نوٹیفکیشن مورخہ 16 اگست 1940ء اور حکومتی وضاحت مورخہ 24 اگست کا بغور جائزہ لیا ہے۔ مسلم لیگ نیشنل گارڈز دو سال قبل 17 جون، 1940ء کو قائم کی گئی تھی تا کہ مسلمان عوام کو اسلامی روایات کے مطابق منظم کیا جائے، اور ملک میں امن و امان اور نظم وضبط کی فضا پیدا کی جائے۔ مزید براں مسلم لیگ کے اجلاسوں میں ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے صوبائی لیگیں ان کی تربیت کا بندوبست کریں اور اس بات کا دھیان رکھا جائے کہ ان کا ہر اقدام قانون کے مطابق ہو۔

دہلی پراونشل لیگ

آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری اور صدر دہلی پراونشل مسلم لیگ کے بیان سننے کے بعد کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ دہلی پراونشل مسلم لیگ کے بگڑتے ہوئے حالات کے پیش نظر مسلمانوں کے مفاد کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ دہلی پراونشل لیگ کو توڑ دیا جائے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے اعزازی سیکرٹری کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی نگرانی میں دہلی پراونشل لیگ اور اس کی برانچوں کے انتخابات کرائیں۔[20]

☆☆☆

دہلی 28 ستمبر 1940ء

28 ستمبر 1940ء کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس مرتبہ ممبران کی ریکارڈ حاضری تھی اور صرف تین ممبر غیر حاضر تھے جن میں مولوی فضل الحق اور نواب ممدوٹ اور بیگم محمد علی جو دونوں بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ میٹنگ کے شروع میں قائداعظم نے 24 ستمبر کو وائسرائے کے ساتھ مذاکرات کی رپورٹ پیش کی۔ اس موقع

پر ڈرافٹ ریزولیوشن تیار کرنے کیلئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی جس نے درج ذیل قراردادیں پیش کیں جو ورکنگ کمیٹی میں بحث وتمحیص کے بعد منظور کر لی گئیں۔

گورنر جنرل کونسل

کمیٹی نے وائسرائے کے 14 اگست کے صدر مسلم لیگ کے نام خط جس میں ایگزیکٹو کونسل میں اضافے اور وار ایڈوائزری کونسل کے قیام کی تجویز تھی پر غور کیا اور ہزایکسی لینسی کو درخواست کی کہ وہ اس ضمن میں دوبارہ غور کریں اور صدر مسلم لیگ کو یہ اختیار دیا کہ وہ مزید وضاحت کے لئے اقدام کریں۔

نتیجتاً وائسرائے نے 24 ستمبر کو صدر مسلم لیگ سے ملاقات کی 26 ستمبر کو وائسرائے نے باقاعدہ جواب دیا۔ لہٰذا یہ کمیٹی جنگ اور دفاع کے حوالے سے درج ذیل وجوہات کی بنا پر تعاون کرنے سے قاصر ہے۔

1۔ لیگ' ایگزیکٹو کونسل میں لیگ کے دو ممبران کے اضافے پر راضی نہیں جبکہ اس کی مکمل تعداد اور دیگر ہیئت ترکیبی کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

2۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ اگر بعد میں کسی اور پارٹی کے ممبران بھی کونسل میں شامل کئے جاتے ہیں تو اس وقت کونسل میں ردوبدل کا کیا طریقہ ہوگا۔

3۔ ایسے صوبے جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کی سیکشن 93 کے تحت گورنر راج کے تحت چل رہے ہیں میں حکومت غیر سیاسی مشیر نامزد نہیں کر رہی۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ ایسے صوبوں کے انتظامی معاملات میں مسلم لیگ کے نمائندوں کی عدم شرکت کی بنا پر یہ ممکن نہیں ہوگا کہ مسلمانوں کا موثر اور حقیقی تعاون حاصل کیا جا سکے۔

4۔ یہ کہ وار ایڈوائزری کونسل ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے اور اس کے بارے میں کوئی اور اطلاع نہیں دی گئی بجز اس کے کہ یہ ایگزیکٹو کونسل کی تعداد بڑھانے کے بعد قائم کی جائے گی۔

5۔ یہ کہ کمیٹی کی 2 ستمبر کی قرارداد کے دیگر نکات میں سے صرف پینل سے متعلق نکتہ قبول کیا گیا ہے۔[21]

☆☆☆

دہلی' 22 فروری' 1941ء

پاکستان پلان کی توثیق

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 22 فروری' 1941ء کو دہلی میں منعقد ہوا۔ قائداعظم

محمد علی جناحؒ نے صدارت کی۔ اس میٹنگ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے 'پاکستان پلان' کی توثیق کی اور کانگرس کی 'ستیہ گرہ' تحریک کی مخالفت کی[22]۔

☆☆☆

مدراس' 12 اپریل' 1941ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 12 اپریل' 1941ء کو راجہ صاحب محمود آباد کی صدارت میں مدراس میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں قرار پایا کہ دسمبر 1938ء میں منعقد ہونے والے لیگ کے اجلاس میں پیش کی گئی قرارداد نمبر 14 کے مطابق ایک پارلیمانی کمیٹی کی تشکیل کی جائے جس کے عہدیداروں کی نامزدگی صدر آل انڈیا مسلم لیگ کریں گے[23]۔

☆☆☆

بمبئی' 24 اگست' 1941ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں قائداعظم محمد علی جناحؒ کی رہائش پر 24 اگست' 1941ء کو صبح گیارہ بجے منعقد ہوا۔ درج ذیل حضرات موجود تھے۔

قائداعظمؒ (صدر)، نواب زادہ لیاقت علی خان (جنرل سیکرٹری) سر کریم بھائی ابراہیم، سر عبداللہ ہارون، سردار اورنگزیب خان، بخت جمال خان، قاضی محمد عیسٰی، ملک برکت علی، چوہدری خلیق الزمان، نواب محمد اسمٰعیل خان، ایس اے رؤف شاہ، راجہ آف محمود آباد، آنریبل مسٹر حسین امام، مولوی لطیف الرحمن، مسٹر عبدالمتین چوہدری، سر خواجہ ناظم الدین، مولانا اکرم خان اور حاجی عبدالستار سیٹھ۔

آغاز میں قائداعظمؒ نے کمیٹی کو وائسرائے کے ساتھ نیشنل ڈیفنس کونسل اور ایگزیکٹو کونسل کے سلسلے میں حالیہ انٹرویو کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ قائداعظمؒ نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ سر سکندر حیات، بنگال کے وزیر اعلیٰ، اے۔ کے فضل الحق اور آسام کے وزیر اعلیٰ سر محمد سعد اللہ پر وائسرائے کی ڈیفنس کونسل میں شمولیت کے حوالے سے تنقید کرتے ہوئے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے پر زور دیا۔ اس ضمن میں نواب زادہ لیاقت علی خان نے فضل الحق اور سر سعد اللہ کے بیانات پڑھ کر سنائے جبکہ سر سکندر حیات نے ذاتی طور پر کمیٹی کو اپنی پوزیشن واضح کی۔

بمبئی 25 اگست 1941ء

دوسرا دن

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے اگلے روز 25 اگست کو سر سکندر حیات خان، مسٹر فضل الحق، آنریبل سر محمد سعد اللہ خان سے نیشنل ڈیفنس کونسل سے مستعفی ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر پاس کی۔ قرارداد میں کہا گیا کہ سر سکندر حیات خان اور سر سعد اللہ خان نے مستعفی ہونے کا اقرار کر لیا ہے لہٰذا ان کے خلاف کارروائی نہ کی جائے جبکہ مسٹر فضل الحق کو مستعفی ہونے کیلئے دس دن کی مہلت دی گئی ہے اور اگر اس مدت میں تسلی بخش جواب نہ آئے تو صدر مسلم لیگ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق عملدرآمد کریں۔

بمبئی 26 اگست 1941ء

تیسرا دن

وائسرائے کی کوششیں (کنوینگ)

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے آخری سیشن میں ہزایکسی لینسی وائسرائے کی طرف سے صدر آل انڈیا مسلم لیگ سے بالا بالا مسلم ممبران کو 8 اگست 1940ء کی دعوت کی روشنی میں ڈیفنس کونسل میں شامل ہونے کیلئے اصرار کرنے کے خلاف اظہار ناپسندیدگی کیا جبکہ 28 ستمبر 1940ء کو کونسل کے رد کرنے کے فیصلے سے صدر لیگ نے پہلے ہی آگاہ کر رکھا تھا۔

مزید براں کمیٹی یہ سمجھتی ہے کہ دارالعوام میں سیکرٹری آف سٹیٹ مسٹر ایمری کے یکم اگست 1941ء کے بیان کہ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ وفادار ہندوستانیوں نے ہندوستان کے دفاع کے حق کا عندیہ دیا ہے ایسے لوگوں نے پارٹی ڈسپلن کو نقصان پہنچایا ہے۔

ورکنگ کمیٹی وائسرائے کی کونسل کے ممبران کی تعداد بڑھانے اور نیشنل ڈیفنس کونسل قائم کرنے کے فیصلہ کو مسلمانوں کے مطالبات کے برعکس ہندوؤں کو رعایت دینے کے مترادف سمجھتی ہے۔

لیگ کی ورکنگ کمیٹی وسیع بنیادوں پر فرقہ وارانہ فسادات کو سخت تشویش کی نظر سے دیکھتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے خلاف ہندو لیڈروں کی تقریروں سے پیدا ہونے والی صورتحال کا فوری ازالہ کرے۔

ورکنگ کمیٹی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کے جائز حقوق کے حوالے سے ان کی

تشویش دور کرے اور ان کے جان و مال کی حفاظت کا اقدام کرے۔

کمیٹی بہار حکومت کی 'بہار ڈے' اور 'بہار شریف انکوائری رپورٹ' کی اشاعت کے خلاف ہندوستان کی حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہوئے مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں سے انصاف کیلئے شفاف ٹریبونل قائم کیے جائیں۔

ہندوستان اور برما کا معاہدہ

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی ہندوستان اور برما کے درمیان حالیہ معاہدے کو رد کرتی ہے جس سے ہندوستان کے معاشی نقصان کے علاوہ مسلمانوں کے تجارتی اور معاشرتی مفادات کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ لہذا کمیٹی گورنر جنرل اور سیکرٹری آف سٹیٹ پر زور دیتی ہے کہ وہ درج بالا معاہدے کے نقصان دہ پہلو کے پیش نظر اس کی توثیق نہ کرے۔

کمیٹی نے بہار پراونشل مسلم لیگ کی بہار حکومت کے خلاف فسادات بہار کے حوالے سے سول نافرمانی کی تجویز کو فی الحال اگلی اطلاع آنے تک ملتوی کر دیا۔

مسٹر ایمری کے بیان کے خلاف اعتراض

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی سیکرٹری آف سٹیٹ مسٹر ایمری کے بیان پر تشویش کا اظہار کرتی ہے جس میں برطانوی وزیر نے ایسا بیان دیا ہے جو سراسر مسلمانوں کے ساتھ طے شدہ معاہدے اور حکومت کی اعلان شدہ پالیسی کے خلاف ہے یعنی ہز میجسٹی کی حکومت کی طرف سے آئینی مسئلہ کا فیصلہ دیا جائے گا بلکہ آئینی مسئلہ کا حل دونوں بڑی پارٹیوں کے درمیان معاہدے کا مرہون منت ہوگا۔

ورکنگ کمیٹی مسٹر ایمری کی دارالعوام میں آل انڈیا مسلم لیگ کی قرارداد لاہور جو قرارداد پاکستان کے عنوان سے معروف ہے کے حوالے سے حالیہ تقریر کو سختی سے رد کرتی ہے جس (سے ظاہر ہوتا ہے کہ) انہوں نے اس سکیم کا مطالعہ ہی نہیں کیا جس کے تحت مخصوص حالات میں مسلمان اکثریتی علاقوں میں ہندوستان کو تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

ورکنگ کمیٹی نے وائسرائے کی کونسل میں شمولیت کرنے پر نواب سر سلطان احمد اور بیگم شاہنواز کو اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کی قرارداد منظور کی۔ 24

☆☆☆

دہلی' 26 اکتوبر' 1941ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس نئی دہلی میں 26 اکتوبر 1941ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں 27 اکتوبر کو شروع ہونے والے سنٹرل اسمبلی کے اجلاس میں نیشنل ڈیفنس کونسل کے قیام اور گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبران کی تعداد بڑھانے کے حوالے سے وائسرائے اور ہز میجسٹی کی حکومت کے رویئے کے خلاف مسلم انڈیا کے رد عمل کے اظہار کے طریق کار کے متعلق سوچ بچار کی گئی۔ کمیٹی نے قائداعظم محمد علی جناح (صدر) نواب زادہ لیاقت علی خان، نواب محمد اسماعیل خان، مسٹر جی ایم سید اور مولانا محمد اکرم پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کی جو مرکزی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کے مشورے سے فیصلہ کرے کہ وہاں ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات کا اظہار کس طرح کیا جائے۔

کمیٹی نے مسٹر فضل الحق کے لیگ سے استعفیٰ کے بارے میں غور کیا۔ ورکنگ کمیٹی کی اس میٹنگ میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی۔

خواجہ سر ناظم الدین وزیر داخلہ بنگال، مولانا اکرم خان، سر سکندر حیات خان وزیر اعلیٰ پنجاب، نواب آف ممدوٹ، ملک برکت علی، سر عبداللہ ہارون، بیگم محمد علی جوہر، مسٹر عبدالمتین چوہدری وزیر آسام، قاضی محمد عیسیٰ، چوہدری خلیق الزمان، نواب محمد اسماعیل خان، راجہ آف محمود آباد، سردار اورنگزیب خان، عبدالستار اسحق سیٹھ، مسٹر جی ایم سید اور نواب زادہ لیاقت علی خان۔[25]



دہلی' 16 نومبر' 1941ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ 16 نومبر 1941ء کو دہلی میں صبح گیارہ بجے شروع ہوئی۔ درج ذیل حضرات نے شمولیت کی۔

قائداعظم محمد علی جناح' نواب زادہ لیاقت علی خان' راجہ آف محمود آباد' چوہدری خلیق الزمان' نواب محمد اسماعیل خان' قاضی محمد عیسیٰ' ملک برکت علی' مسٹر حسین امام' بیگم محمد علی اور سر کریم بھائی ابراہیم۔

اس میٹنگ میں عمومی سیاسی صورتحال اور مسٹر فضل الحق کے خط پر غور و خوض ہوا۔ اس میٹنگ کے دوران درجن بھر خاکساروں کا جتھہ بیلچے اٹھائے لیگ کے دفتر میں گھس آیا اور لیگ سے مطالبہ کیا کہ وہ حکومت سے فوری طور پر مطالبہ کرے کہ وہ علامہ مشرقی کو رہا کر دے۔ کمیٹی رات تک ایجنڈے پر غور کرتی

رہی اور درج ذیل قرارداد منظور کی۔

میٹنگ نے سر فضل الحق کی بیماری کے باعث تاخیر سے جواب دینے پر ان کو معاف کر دیا اور ان کی طرف سے لیگ کے فیصلوں کے مطابق عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی اور صدر اور لیگ کے فیصلوں کے مطابق ڈیفنس کونسل سے استعفیٰ کے پیش نظر قرار دیا کہ اس سلسلے میں مزید اقدام نہ کیا جائے۔

ایگزیکٹو کونسل کی توسیع

''آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی برطانوی حکومت سے اس امر پر اظہار افسوس کرتی ہے کہ اس نے مسلم لیگ کی طرف سے 17 جون 1940ء کی قرارداد کے مطابق دست تعاون بڑھانے کے جذبے کی نہ صرف قدر ہی نہیں کہ بلکہ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل میں ایسے اشخاص کو شامل کیا جو ماسوائے اپنی ذات کے کسی کی نمائندگی نہیں کرتے۔ کمیٹی کی رائے میں حکومت کا یہ ناعاقبت اندیشانہ فعل اس امر کا غماز ہے کہ حکومت مسلم لیگ کے مطالبات اس وقت بھی ماننے کو تیار نہ تھی جب کانگرس پارٹی رکاوٹیں پیدا کر کے سول نافرمانی کر رہی تھی اور موجودآئین کے دائرہ کار میں بھی کوئی معاہدہ کرنے پر رضامند نہ تھی۔''

کمیٹیوں کی تشکیل

ایک اور قرارداد کے ذریعے ورکنگ کمیٹی نے نواب محمد اسماعیل خان، مسٹر حسین امام، سر ناظم الدین، قاضی محمد عیسیٰ اور نوابزادہ لیاقت علی خان پر مشتمل ایک پارلیمانی پارٹی تشکیل دی۔

لیگ کی دیگر برانچوں کی طرف سے دائر کی جانے والی اپیلوں پر فیصلہ صادر کرنے کے لیے نواب محمد اسماعیل خان اور نواب زادہ لیاقت علی خان پر مشتمل ایک سب کمیٹی قائم کی گئی۔

علامہ مشرقی کی رہائی

''ورکنگ کمیٹی حکومت کی توجہ علامہ مشرقی کی بغیر مقدمہ چلائے طویل نظر بندی کی طرف دلانا چاہتی ہے جس کی وجہ سے ناگفتہ بہ حالات پیدا ہو چکے ہیں اور نہ صرف خاکساروں کے درمیان بلکہ عام مسلمانوں میں بھی ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں کمیٹی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے علامہ مشرقی کو مزید تاخیر کے بغیر رہا کر دے۔'' 25-A

ناگپور' 26 دسمبر' 1941ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی سال 1941ء کی آخری میٹنگ 26 دسمبر 1941ء کو ناگ

پور میں قائد اعظم کی صدارت میں ہوئی۔ درج ذیل شرکاء نے شرکت کی۔

قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان)، راجہ آف محمود آباد (یوپی)، چوہدری خلیق الزمان (یوپی)، مسٹر عبدالمتین چوہدری (آسام)، سر خواجہ ناظم الدین (بنگال)، مسٹر حسین اصفہانی (بنگال)، مسٹر رؤف شاہ (سی پی)، مسٹر برکت علی (پنجاب)، مسٹر عبدالستار اسحٰق سیٹھ (مدراس)، مسٹر حسین امام (بہار) اور نوابزادہ لیاقت علی خان (یوپی) سیکرٹری مسلم لیگ۔

اس میٹنگ کی مرکزی قرارداد میں حکومتِ برطانیہ کو وارننگ دی گئی کہ موجودہ پالیسی اور 8 اگست 1940ء کے اعلان سے گریز نہ کیا جائے اور کبھی کوئی ایسا اعلان حکومت برطانیہ کی طرف سے نہ کیا جائے جو پاکستان کے مطالبہ پر اثر انداز ہوتا ہو یا جو ہندوستان کو کل ہند بنیاد پر ایک مرکزی حکومت کے تحت ایک یونٹ جبکہ مسلمانوں کو ایک اقلیت ظاہر کرے جس کے خلاف سخت احتجاج کیا جائے گا۔

سیاسی صورتِ حال

ورکنگ کمیٹی کلکتہ میں وائسرائے کے 15 دسمبر 1941ء کے بیان پر تسلی کا اظہار کرتی ہے کہ اس میں 8 اگست 1940ء کے اعلان کے مطابق مستقبل کے آئین کے بارے پالیسی کا اعادہ کیا گیا ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے 22 ستمبر 1940ء کی میٹنگ میں اپنے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس اعلان میں تقسیم ہند کے اصولوں کا اعادہ کیا گیا ہے جن کے بارے میں مسلمانوں نے اس اعلان سے بہت پہلے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں پاکستان سکیم کے مطالبے کے طور پر پیش کیا تھا۔

اس وقت سے تاج برطانیہ کے ذمہ دار وزراء مسٹر ایمری اور مسٹر چرچل نے بارہا اعلان اگست کی پالیسی کی توثیق کی ہے اور اس بات کی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ برٹش حکومت ہندوستان کے سیاسی خدوخال کے حقائق سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کی خواہشات کے برعکس ان کے علیحدہ تشخص کے خلاف کوئی بھی فیصلہ بدترین حالات لانے کا ذمہ دار ہوگا جو ملکی نظم و نسق کو ناممکن بنا دے گا۔

برطانوی پریس کا منفی رویہ

بہرکیف ورکنگ کمیٹی اس بات کا شدت سے احساس کرتی ہے کہ ایک طرف تو برطانوی حکومت کی پالیسی ابھی تک 8 اگست 1940ء کے مطابق ہے لیکن برطانوی پریس اور سیاستدانوں کے ایک سیکشن میں محوری طاقتوں کے خلاف جنگ اور اس میں جاپان کی شمولیت کی وجہ سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ

حکومت پر زور دے رہے ہیں کہ اب تک کی جاری و ساری پالیسی کو بدل کر اب کانگریس کی تشفی کے لیے ماضی میں کیے گئے ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ تمام وعدوں اور بیانات کے برعکس اور ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان واضح طور پر سیاسی مذہبی اور ثقافتی اختلافات سے چشم پوشی کرتے ہوئے ایک نیا اعلان کیا جائے۔

اس لیے ورکنگ کمیٹی سمجھتی ہے کہ برطانوی عوام اور حکومت دونوں کو خبردار کیا جائے کہ 8 اگست 1940ء کی پالیسی اور ضابطہ اعلان اور مسلمانوں کے لیے عہد و پیمان کے خلاف کوئی ترمیم شدہ پالیسی یا نیا قانون جو مطالبہ پاکستان کو بری طرح متاثر کرتا ہو یا جو ہندوستان کی مرکزی حکومت کی بنیاد پر ایک یونٹ جس کے تحت ہندوستان میں مسلمان بطور اقلیت رہ جائیں کے خلاف مسلمان سخت احتجاج کریں گے اور اپنی ساری توانائی کے ساتھ اس کی مزاحمت کریں گے جو جنگی امور کے علاوہ ایسے نازک وقت میں ملک میں جنگ کے لیے کی گئی کوششوں جو مسلم لیگ کی پالیسی کی وجہ سے مسلمانوں کی مدد سے جاری ہیں کے راستے میں سخت رکاوٹ پیدا کر دے گی۔

جنگی کوشش

دوسری قرارداد میں ورکنگ کمیٹی نے جنگ میں محوری طاقتوں کے ساتھ جاپان کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کے لیے خطرہ قریب آنے کے پیش نظر کہا کہ وہ ضروری سمجھتی ہے کہ ہندوستان کے دفاع کے لیے اپنا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری پوری کرنے کی رضامندی کا پھر اعادہ کرے۔ اس سلسلے میں ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد جس میں اس ضمن میں ماضی کی ساری قراردادوں کا احاطہ کیا اور کانگریس کے رویئے کا تذکرہ کیا۔

مسٹر فضل الحق کے خلاف کارروائی

ایک اور قرارداد کے ذریعے کمیٹی نے مسلمانوں سے عمومی طور پر اور مسلم لیگ کو خاص طور پر دھوکہ دینے کے حوالے سے مسٹر فضل الحق کو لیگ سے خارج کر دینے کے حوالے سے صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے اقدام پر اطمینان کا اظہار کیا۔ قرارداد میں ہر لیگی سے کہا گیا کہ جب تک بنگال کی موجودہ برائے نام حق وزارت جو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے کو نکال باہر نہیں کیا جاتا اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے۔

نواب صدیق علی خان

ورکنگ کمیٹی سی پی حکومت پر زور دیتی ہے کہ اس نے سیاسی صورت حال کے پیش نظر جس طرح ستیہ گرہ کرنے والوں اور دیگر سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا ہے اسی طرح نواب صدیق علی خان کے خلاف بھی کارروائی ختم کرے اور ان کو رہا کر دے۔[26]

☆☆☆

دہلی' 21 فروری' 1942ء

دہلی میں 21 اور 22 فروری' 1942ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور مسلم لیگ کونسل کی میٹنگیں منعقد ہوئیں۔ ورکنگ کمیٹی کے 23 ممبران میں سے 15 ممبران نے شرکت کی۔ درج ذیل تین قراردادیں منظور کی گئیں۔

ہندوستان کو جنگ کا خطرہ

ایک قرارداد میں ورکنگ کمیٹی نے ہندوستان کے مسلمانوں کو عمومی طور پر اور صوبائی لیگوں کو خصوصی طور پر ہندوستان پر جنگ کے منڈلاتے خطرات اور ان سے ہونے والے نقصانات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تاکید کی کہ وہ ایسے موقع پر سکون' جرأت اور صبر و تحمل سے ہر قسم کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے خود کو تیار کریں۔

ورکنگ کمیٹی نے مکمل اعتماد کا اظہار کیا کہ خطرے کی کسی بھی صورت میں مسلمان متحد رہیں گے اور بے سہارا قوموں کی امداد کے لیے آگے بڑھیں گے۔ کمیٹی نے صوبائی لیگوں کو ہدایت کی کہ وہ مسلم نیشنل گارڈز تنظیم کو مضبوط کریں تاکہ بوقت ضرورت وہ ملک میں امن اور سکون برقرار رکھنے کے لیے موثر کردار ادا کر سکے۔

مشرق بعید کے مسلمانوں کے مسائل

دوسری قرارداد میں ورکنگ کمیٹی نے ملایا' سنگاپور اور مشرق بعید میں مسلمانوں اور دیگر ہندوستانیوں کے مصائب کا احاطہ کرتے ہوئے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ ان کی اعانت کے لیے کردار ادا کریں اور ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے مہاجرین کی بھرپور مدد کریں۔ کمیٹی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے ان کی مدد کرے۔

سپرو کانفرنس مطالبہ

تیسری قرارداد میں ورکنگ کمیٹی نے سر تیج بہادر سپرو کی صدارت میں نام نہاد نان پارٹی کانفرنس کی تجاویز کو رد کرتے ہوئے حکومت برطانیہ کو خبردار کیا کہ وہ ان تجاویز سے دھوکہ نہ کھا جائے جو ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کی طرف واضح اشارہ ہیں۔ قراردادوں میں یہ کہا گیا کہ حکومت مسلمانوں کے ساتھ کئے گئے عہدو پیاں کو نبھائے اور ہندوستان میں ون یونٹ مرکز کی بنیاد پر کسی قسم کے طریق کار سے اجتناب کرے۔[27]

☆☆☆

27 مارچ -11 اپریل 1942ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ 27 مارچ -11 اپریل 1942ء کو نئی دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ کی صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کی۔ اس میٹنگ میں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ درج ذیل حضرات پر آل انڈیا مسلم لیگ اور اس کی کسی بھی شاخ کا ممبر بننے پر لگائی گئی پابندیاں فوری طور پر اٹھالی جائیں۔ مذکورہ حضرات کے اسماء یہ ہیں: بیگم حمیدہ مومن ایم ایل سی، مسٹر مخلص الرحمٰن ایم ایل سی اور مسٹر نادر بخش ایم ایل سی۔[28]

☆☆☆

دہلی 12 اپریل 1942ء

کرپس تجاویز نامنظور

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں 12 اپریل 1942ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اعلان کیا گیا کہ موجودہ صورت میں کرپس تجاویز نا قابل قبول ہیں۔[29]

☆☆☆

بمبئی 16 تا 20 اگست 1942ء

الٰہ آباد میں 3 سے 6 اپریل 1942ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے بعد بمبئی

میں لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 16 تا 20 اگست 1942ء منعقد ہوا جس میں کمیٹی نے ایک طویل قرارداد منظور کی جس میں موجودہ سیاسی صورتِ حال میں قومی حکومت کے قیام کے سوال کے بارے میں لیگ کے رویئے اور کانگرس کی تحریک کی روشنی میں اظہار رائے کیا۔ ذیل میں قرارداد کا خلاصہ دیا جاتا ہے۔

سیاسی صورتِ حال

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال پر گہرے غوروخوض کرتے ہوئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی 8 اگست 1942ء کی قرارداد کو افسوسناک قرار دیتی ہے اور اسے ''کھلی بغاوت'' کے مترادف سمجھتی ہے کیونکہ تحریک سول نافرمانی کے ذریعے ہندوستان میں کانگریس ہندو غلبہ قائم کرنے کا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے جس کی وجہ سے نظم ونسق اور جان ومال کا کافی نقصان ہوا ہے۔

ورکنگ کمیٹی کی سوچی سمجھی رائے ہے کہ اس تحریک کا مقصد نہ صرف برطانوی حکومت پر یہ دباؤ ڈالے تاکہ وہ ہندوؤں کے خودسر طبقے کو اختیارات سونپ دے بلکہ اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو مجبور کردیا جائے کہ وہ کانگرسی شرائط کے سامنے سرتسلیم خم کردیں۔ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے بلکہ اس سے بھی پہلے کانگریس جو کہ ہندوستان کی دوسری اقوام کی بہت ہی قلیل تعداد کی نمائندہ ہے کی یہ کوشش رہی ہے کہ برطانوی حکومت کے ساتھ چاپلوسی اور دباؤ کے ذریعے اختیار حاصل کیا جائے۔ کانگریس کے لیے ہندوستان کے لئے حق خودارادی کا مطالبہ محض لفاظی ہے بلکہ یہ مسلمان قوم کے حق خوداختیاری کے حق کو مسلسل رد کررہی ہے جس کے ذریعے وہ اپنی منزل کے تعین کا فیصلہ کرسکیں۔

سرسٹیفورڈ کرپس سے چاپلوسی کر کے کانگریس کے لیے اقتدار حاصل کرنے میں مایوس ہوکر انہوں نے ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کے ساتھ تحریک سول نافرمانی شروع کرنے کی دھمکی بھی دی جو محض پردہ ڈالنے کے مترادف ہے بلکہ اس کے پیچھے حقیقی مقصد یہ ہے کہ ملک کی باگ ڈور کا اختیار کانگریس کو حاصل ہوجائے۔

> ہندوستان کے مسلمان ملک کی آزادی اور حق خوداختیاری کے لیے جدوجہد کررہے ہیں جو آل انڈیا مسلم لیگ کا مطمع نظر ہے۔ بہرکیف مسلمانوں کو یقین ہے کہ کانگریس کی موجودہ تحریک ملک کی آزادی کے لیے نہیں بلکہ ہندو راج کے قیام اور مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے ہے۔[30]

دہلی' 8 نومبر' 1942ء

8 نومبر' 1942ء کو قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ نئی دہلی میں منعقد ہوئی جس میں 5 ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی جو سندھ میں مسلم لیگ کے معاملات کو جانچ کر مناسب اقدام کرے۔ کمیٹی کے ممبران کے نام یہ ہیں: نواب محمد اسمٰعیل خان (چیئر مین) مسٹر حسین امام' سر ناظم الدین' چوہدری خلیق الزمان اور قاضی محمد عیسیٰ۔

سندھ کے معاملات

مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی لیجسلیٹو اسمبلی میں سندھ مسلم لیگ پارٹی اور سندھ صوبائی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی 22 اکتوبر' 1939ء کی قرارداد اور صدر مسلم لیگ کی ہدایت کے باوجود سندھ کی وزارت قائم نہ کر سکنے کی ناکامی پر افسوس کا اظہار کرتی ہے لہٰذا 19 اکتوبر کے بعد سے بدلتے حالات کے پیش نظر سارا معاملہ (درج بالا) کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

اجتماعی جرمانے

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی ہے کہ کئی ایک جگہوں پر مسلمانوں پر اجتماعی جرمانے کیے جا رہے ہیں جنہوں نے بحیثیت ایک الگ قوم کے حکومت کی مرضی سے خود کو کانگرسی تحریک سے الگ رکھا ہے۔ مسلم لیگ سمجھتی ہے کہ کچھ کانگریسی حکومتوں کا یہ عمل حکومت کی پالیسی سے مطابقت نہیں رکھتا لہٰذا مختلف صوبائی مسلم لیگوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ایسے تمام کیس اکٹھے کر کے متعلقہ صوبائی حکومتوں کے سامنے ازالے کے لیے پیش کریں۔ اگر وہ انصاف کے حصول میں ناکام رہیں تو ان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ موزوں اقدام کے لیے اپنا معاملہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری کو پیش کریں۔

سیاسی صورتحال

مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے سندھ اور اجتماعی جرمانوں کی دو قراردادیں منظور کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی چھ گھنٹے کی میٹنگ کے دوران ملک کی سیاسی صورت حال پر بھی غور کیا اور راج گوپال اچاریہ اور قائد اعظم کے مابین آئندہ ہونے والی نشست کے حوالے سے بحث وتمحیص کی۔ ورکنگ کمیٹی کی رائے میں مجموعی طور پر بمبئی میٹنگ سے اب تک لیگ کی پوزیشن کے حوالے سے مزید بیان کی ضرورت نہیں رہی لہٰذا فیصلہ کیا گیا کہ قرارداد بمبئی کو مسلم لیگ کونسل کی توثیق کے لیے اگلے دن کی میٹنگ میں پیش کیا جائے۔[31]

دہلی' 23 اپریل 1943ء

آل انڈیا مسلم ورکنگ کمیٹی کا اجلاس قائد اعظمؒ کی صدارت میں 23 اپریل 1943ء کوئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ نواب محمد اسمٰعیل خان اور نواب زادہ لیاقت علی خان پر مشتمل ایک دو رکنی کمیٹی تشکیل دی جائے جو لیگ کے آئین پر عملدرآمد کے حوالے سے سابقہ تجربہ کی روشنی میں مشورہ دے۔[32]



دہلی' 25 اپریل 1943ء

قائد اعظمؒ کا خطاب

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس جو 24 تا 26 اپریل 1943ء کو دہلی میں منعقد ہوا' اس کے دوران مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی ایک نشست بند کمرے میں ہوئی۔ اس میں اراکین مجلس کو خطاب کرتے ہوئے قائد اعظمؒ نے فرمایا:

''مستقبل کے بارے میں دو تجویزیں ہیں۔ اولاً یہ کہ برطانیہ کو مسلم مطالبات منظور کرنے کے لئے ابھی اور اسی وقت راست اقدام کیا جائے۔ اور ثانیاً یہ کہ انتظار کیا جائے اور دیکھا جائے۔ انتہاپسندوں کی خواہش تو یہ ہوگی کہ فی الفور برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے۔ اب ان میں سے ایک مسٹر جی ایم سید نے تو یہ سفارش بھی کر دی ہے کہ مسلمانوں کی ناراضگی کے اظہار کی علامت کے طور پر مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ارکان گرفتاریاں پیش کریں اور اس کے ساتھ ہی مسلم لیگیوں سے یہ کہا جائے کہ وہ دوار کمیٹیوں سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ پھر اعتدال پسند ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ لیگ کو بنگال' سندھ' آسام اور پنجاب میں (مسلم) وزارتوں کے قیام سے مطمئن ہو جانا چاہیے۔ لیکن کوئی بھی صورت حال کے بارے میں متوازن اور حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر اختیار نہیں کرتا۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کانگرس مسلمانوں سے مبارزت پر تلی ہوئی ہے لیکن اب اسے خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اس کو کچل دیا گیا اور اس نے اب یہ دعویٰ کرنا چھوڑ دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔ کانگرس ہماری خواہشات کے مطابق عمل نہ کر سکی لیکن یہ اب ہمیں کوئی خاص نقصان پہنچانے کے قابل بھی نہیں رہی۔ اس نے جو زخم کھائے ہیں انہیں مندمل ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔ لہٰذا سردست ہم اس کی دہشت سے آزاد ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ حالات

میں یہ ہمیں کچھ دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ ہم پاکستان مانگتے ہیں اور یہ جنس کانگرس کی منڈی میں نہیں بلکہ برطانیہ کی منڈی میں دستیاب ہے۔ دوسرے لفظوں میں سردست کانگرس کا خطرہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی زیادہ پرواہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیں چوکسی اور ہوشیاری کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ کانگرس کے بعد ہمارا حریف انگریز ہے۔ ہم اس کے مقابلے میں کہاں کھڑے ہیں؟ وہ بھی ہمارے مقصد کے لئے بے کار ہے۔ کیونکہ کانگرس اور وہ دونوں اتنے سنگدل اور منہ زور ہیں جتنا کہ کوئی بھی دشمن ہوسکتا ہے۔ اسے ہمیشہ کانگرس کو خوش رکھنے کی فکر دامن گیر رہی ہے۔ انگریز سمجھتا ہے کہ اس کے استعماری مفادات کا تقاضا ہے کہ وہ مستقل طور پر مسلمانوں کو دبائے رکھے۔ وہ مسلمانوں کو انتہائی شکوک وشبہات کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مسلم طاقت کے عروج میں اسے مشرق میں اپنی بالادستی کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ لہٰذا مسلمان انگریزوں سے نرم الفاظ کے سوا کسی چیز کی توقع نہیں کرسکتے۔ نہ ہی مسلمان جنگ کے بعد کے نام نہاد نئے بین الاقوامی نظام سے کوئی زیادہ امیدیں وابستہ کرسکتے ہیں۔ جنگ کے بعد انگریز اپنے ہر اتحادی سے اتنا زیادہ طاقتور ہوگا کہ بین الاقوامی رائے عامہ جہاں کہیں اس کے استعماری عزائم سے متصادم ہوگا وہ نظر انداز کردے ہوگا۔ خاتمہ جنگ کے بعد وہ اپنے اتحادیوں سے زیادہ طاقتور ہوگا اور اگر واقعی ایسا ہوا اور اس نے یہ طاقت اپنے اتحادیوں کے بل پر حاصل کی تو پھر وہ اپنے کمزور اتحادیوں بلکہ دنیا کے مشوروں پر بھی کان کیوں دھرے گا؟ وہ یہ جنگ اس لئے نہیں لڑ رہا ہے کہ وہ تخیل پرستوں کو یہ مشورہ دینے کی صلاحیت سے بہرہ ور کردے کہ اسے خود اپنی طاقت کیسے ختم کرنی چاہیے۔ لہٰذا اب یا آئندہ اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ انگریز خوشی سے ہمیں پاکستان کا تحفہ عطا کردے۔ اس کے برعکس جنگ کے بعد کے زمانہ میں انگریزوں اور مسلمانوں میں وسیع پیمانے پر تصادم کا قوی امکان ہے۔ ایسے کئی مسائل ہیں جو اس قسم کی آویزش کا باعث بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر فلسطین، شام یا ایران، مصر اور بغداد سے برطانیہ کے انخلاء کے مسائل ہیں۔ اجتماعی طور پر یہ مسائل ایک عمومی بین الاقوامی مسئلہ کے حصہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب یہ نوبت آئے گی تو مختلف ممالک کے مسلمانوں کے سامنے ''ساتھ مریں گے، ساتھ جئیں گے'' کا انداز اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہوگا۔ برطانوی سامراج کے لیے ان مسائل ومعاملات کے بارے میں مسلم رائے عامہ کے سامنے سرتسلیم خم کرنا ممکن نہیں۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ کھلے تصادم کا باعث بنے گا۔ لہٰذا ہمیں اس بڑے تصادم میں اپنا کردار ادا کرنے کی تیاری کرنی چاہیے۔ قدرتی طور پر ہمیں اس کے تفصیلی انتظامات کی ضرورت ہوگی۔

حال ہی میں سندھ یا بنگال کے گورنروں نے ہمیں جن چھوٹی چھوٹی عنایات سے نوازا ہے وہ ہمیں تحفظ کے کسی جھوٹے احساس کی لوریاں نہیں سنا سکتیں۔ یہ مہربانیاں اس لئے روا نہیں رکھی گئیں کہ انگریزوں کو ہم سے محبت ہے۔ ان کا مقصد ہمیں ان عوام کی نظروں میں بے نقاب کرنا ہے جن سے ہم ذمہ نبھانے کے وعدے کرتے رہیں۔ کانگرس کو بھی یہی جُل دیا گیا تھا۔ جب انہیں سُولی پر چڑھنے کے لئے وزارتوں کی صورت میں لمبی رسّی مہیا کر دی گئی تھی۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ایسی ہندو مسلم تلخی پیدا نہ ہوتی جو آج موجود ہے۔ اگر کانگرس عہدے قبول نہ کرتی تو اس کی زرعی اور محنت کش آبادیوں پر گرفت قائم رہتی۔ یا مسلمانوں کے بعض طبقوں میں اس کی سابقہ مقبولیت برقرار رہتی۔ وہی جُل مسلمانوں کو دیا جا رہا ہے۔ انگریز نے لیگ کی وزارتیں اسی لئے قائم کی ہیں تاکہ ہمارے عوام کے ساتھ وعدوں کی آزمائش ہو سکے تاکہ ہم محسوس کریں اور اپنے آپ کو لعن طعن کریں اور تاکہ مسلم لیگ میں مقامی اور داخلی پیچیدگیاں پیدا ہوں۔ میں واقعی یہ خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ انگریز مسلم لیگ کو مسلم عوام کی خاطر کوئی معقول اقدام نہیں کرنے دیں گے تاکہ ہم اپنے عوام کی نظروں میں بدنام ٹھہریں۔ لہٰذا ہمیں محض اپنے ہتھیار رکھ کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ صرف اس لئے کہ ہمارے سترہ یا بیس آدمیوں کو صوبائی وزارتوں میں نشستیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا ہم خاموش ہو کر بیٹھ جائیں یا لڑیں؟ جہاں تک میرا تعلق ہے یہ ناگزیر نتیجہ ہے کہ ہمیں لڑنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ کب اور کیسے؟ ہم اس وقت تک نہیں لڑ سکتے جب تک ہر معاملہ سے جنگی بنیادوں پر عہدہ برآ ہونے کا اہتمام نہ کر لیا جائے۔ ہمیں وزارتیں دے کر حریف یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ہماری تقدیر پر مہر لگا دی ہے لیکن آیئے ہم اس کی تقدیر پر ان ہی آلات سے مہر ثبت کر دیں۔ آیئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم صوبوں میں اپنی پوزیشن مستحکم کریں۔ وزارتوں کو اس انداز سے کام کرنے دیجئے کہ وہ اپنا وقار کھونے کی بجائے عوام میں مسلم لیگ کو مقبول بنائیں جن سے محاذ آرائی کا راستہ اختیار کرتے وقت امداد و اعانت حاصل کرنی ہے۔ فنڈ جمع کیجئے نیشنل گارڈز کو مضبوط بنایئے۔ اس بارے میں غور کیجئے کہ ہمیں حملہ کس سمت سے کرنا ہے۔ آیئے ہم ان وزارتوں سے استفادہ کریں تاکہ جب حملہ کریں تو محض یہ حقیقت ہمارے وقار میں اضافے کا موجب بنے کہ ہم حملہ کرنے کی غرض سے اپنی وزارتوں سے مستعفی ہو رہے ہیں۔ ہمیں کب حملہ کرنا چاہیے؟ میرے خیال میں اس بارے میں اپنا منصوبہ میں دسمبر تک مکمل کر لوں گا۔ دریں اثنا صوبائی وزارتیں اور لیگیں صوبوں میں اپنا تنظیمی کام مکمل کر کے اپنے آپ کو لڑائی کے لئے تیار کر لیں گی۔ ہم

یہ بھی دیکھ لیں گے کہ موسم گرما میں جنگ کیا صورت اختیار کرتی ہے۔ دسمبر میں ہمارا اجلاس سندھ میں ہوگا۔ اپریل میں ہم پنجاب میں پھر اکٹھے ہوں گے۔ وہاں ہم فیصلہ کریں گے کہ کب حملہ کرنا ہے' کہاں حملہ کرنا ہے اور کیسے حملہ کرنا ہے؟ ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ اگر غیر متوقع حالات نے کوئی قدم اٹھانے پر مجبور نہ کیا تو جنگ کے خاتمے کے فوراً بعد پیش قدمی کر دینی چاہیے۔ اس وقت تک ہر کوئی تھک کر چور ہو چکا ہوگا اور کسی نئی کڑی آزمائش کا سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ یہ درست ہے کہ اس وقت انگریز کسی اور کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہوں گے۔ یہ قوت ارادی محض اس حد تک محدود ہوگی کہ وہ اپنے اتحادیوں کا کوئی حکم ماننے کو تیار نہیں ہوں گے۔ یہ اتحادی بھی انگریز کے مقابلے میں نسبتاً کمزور ہوں گے۔ لیکن انگریز محض اس وجہ سے وسیع پیمانے پر کسی تازہ گڑبڑ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ نارضامند ہاتھوں سے اپنا گوہر مقصود چھیننے کے لئے ہمیں وسیع پیمانے پر گڑبڑ کرنی ہے اور اس طرح سے اس پر اثر انداز ہونے پر مجبور کرنا ہے۔ افغانستان نے اپنی آزادی کس طرح حاصل کی تھی؟ اس نے عین اس وقت اعلان جنگ کر دیا جب جنگ عظیم ابھی ختم ہوئی تھی۔ انگلستان تھکا ماندہ تھا اور اس کے تعیش پرست عوام نئی جنگیں لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ ہمیں بھی اگر ضرورت محسوس ہو اور معاملات میں اس وقت تاخیر کر دی گئی ہو تو افغانستان کی تقلید کرنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اس سے پہلے ہمیں مشتعل کیا جائے تو ہم ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ ایسی صورت میں ہمیں پہل کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہم نے کانگرس کو پہلے ہی مار دیا ہے۔ اب انگریز کی باری ہے۔ میرے خیال میں جنگ مزید تین سال تک جاری رہ سکتی ہے۔ اس عرصہ میں ہمیں اپنا گھر درست کر لینا چاہیے۔ اس سلسلے میں کچھ امور پیش نظر رہنے چاہئیں۔

1- اب جبکہ ہم وزارتوں میں آ گئے ہیں تو جب تک ممکن ہو ہمیں انہیں برقرار رکھنا چاہیے تاکہ ہم انہیں آنے والی جنگ میں صوبوں میں اپنی پوزیشن کے استحکام کے حربے کے طور پر استعمال کر سکیں۔
2- اگر ممکن ہو تو اس وقت تک انگریز سے نہیں الجھنا چاہیے جب تک نفسیاتی لمحہ آ نہیں جاتا اور ہماری تیاریاں مکمل نہیں ہو جاتیں۔
3- لیگ کو عوام میں مقبول بنانے کی غرض سے ہمیں ان صوبوں میں جہاں وزارتیں کام کر رہی ہیں کچھ اچھے قوانین منظور کرنے چاہئیں۔ یہ چیز وقت پر کام آئے گی۔

-4 دریں اثنا ایسی ہر چیز کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے جو مسلمانوں کی صفوں میں افتراق پیدا کرے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں شہریوں کے بنیادی حقوق کا تعین یا اس سلسلے میں بحث وتمحیص یا پاکستان کے بارے میں کوئی ایسی سکیم زیر غور لانے سے اجتناب کرنا چاہیے جو رائے عامہ میں اختلاف پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔

-5 جنگ چونکہ ناگزیر ہے لہٰذا ہماری تیاری سہو وخطا سے مبرا ہونی چاہیے۔"[33]

☆☆☆

دہلی' 13-15 نومبر' 1943ء

رب العزت کا شکر

13-15 نومبر' 1943ء کو دہلی میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں دیگر قراردادوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائد اعظمؒ کی جان بچ جانے پر رب العزت کا شکر ادا کیا گیا کہ اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کے لئے اپنے فضل سے قائد اعظمؒ کی زندگی کی حفاظت فرمائی۔

کشمیر

-1 میٹنگ نے کشمیر کی صورت حال کی بابت سابق وائسرائے لارڈ لنلتھگو کے ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی خط وکتابت پر بھی غور کیا اور چوہدری غلام عباس کی رہنمائی میں کشمیر مسلم کانفرنس کے لیڈروں کا موقف سن کر فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں صدر آل انڈیا مسلم لیگ جو ضروری سمجھیں اقدام کریں۔

آئینی کمیٹی کا قیام

-2 قرار پایا کہ محمد اسماعیل خان' چوہدری خلیق الزمان اور خواجہ سر ناظم الدین پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جائے جو پنجاب قانون ساز اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کیلئے مرتب کئے گئے آئین کا مطالعہ کر کے مطلع کرے آیا یہ آئین آل انڈیا مسلم لیگ کے بنیادی قواعد وضوابط' اصول' پالیسی اور پروگرام کے مطابق ہے۔ یہ رپورٹ مرتب کرتے وقت کمیٹی لیگ کے صدر کو نواب افتخار حسین خان آف ممدوٹ' مسٹر کرامت علی اور مسٹر ممتاز دولتانہ کی طرف سے بھیجے گئے آئین کی بعض دفعات پر لگائے گئے اعتراضات کو بھی پیش نظر رکھے اور اگر ضروری سمجھے تو ضروری ترامیم اور اضافہ جات کردے۔[34]

دیگر قراردادیں

-3 قرار پایا کہ نوابزادہ لیاقت علی خان' چوہدری خلیق الزماں' حاجی عبدالستار اسحاق سیٹھ پر مشتمل ایک سب کمیٹی قائم کی جائے جو سی۔پی اور برار میں صوبائی لیگیوں کے معاملات کی انکوائری کرے اور ان میں پائے جانے والے اختلافات کا تصفیہ کرائے تاکہ ساری تنظیم ٹھوس طریقے سے افہام و تفہیم کے ساتھ اپنا کردار ادا کر سکے۔

-4 قرار پایا کہ مسلم لیگ کی ویمن سب کمیٹی کی فائل پر نظر ثانی کرنے کے لیے قاضی محمد عیسیٰ کو تعینات کیا جائے جو ضروری انکوائری کر کے رپورٹ پیش کرے۔

-5 کمیٹی نے اے ایم ایچانی صاحب کے بارے میں قانونی کارروائی کے خلاف مدراس صوبائی مسلم لیگ کے سیکرٹری کے خط پر غور و خوض کیا اور فیصلہ کیا کہ نواب محمد اسماعیل خان اور نوابزادہ لیاقت علی خان پر مشتمل ایک سب کمیٹی قائم کی جائے جو اس معاملے پر غور کر کے اپنا فیصلہ دے۔[35]



کراچی' 23-24-27 دسمبر' 1943ء

لیگ کونسل کے انتخابات پر اعتراض

23-24-27 دسمبر' 1943ء کو قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں دیگر قراردادوں کے علاوہ اس قرارداد پر بھی غور ہوا جس میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کے بعض ممبران کی طرف سے 5 دسمبر کو لاہور میں ہونے والی کونسل میٹنگ کے دوران کرائے گئے انتخابات کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا تھا۔ لہٰذا قرار پایا کہ نواب محمد اسماعیل خان' چوہدری خلیق الزماں اور قاضی محمد عیسیٰ پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جائے جسے یہ اختیار دیا جائے کہ وہ متعلقہ فریقین کا نکتہ نظر سن کر تنازعے کا فیصلہ کرے۔

سندھ صوبائی مسلم لیگ

میٹنگ نے دائر کیے گئے اعتراضات پر عارضی طور پر حکم امتناعی نہ دیا۔ اس میٹنگ میں سندھ صوبائی مسلم لیگ کے بعض ممبران کی طرف سے پیش کی گئی عرضداشت پر بھی غور کیا گیا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کیلئے سندھ کے نمائندوں کے انتخاب پر اعتراض اٹھایا گیا تھا لہٰذا قرار پایا کہ (قبل

ازیں) پنجاب کی طرف سے پیش کی گئی عرضداشت کے ضمن میں بنائی گئی سب کمیٹی ہی کو اس معاملے کا بھی فیصلہ کرنے کا اختیار دیدیا جائے[36]۔

کمیٹی کا قیام

صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ کراچی 24 تا 26 دسمبر 1943ء کی پاس کردہ قرارداد نمبر 1 کی روشنی میں ایک سال کے لیے درج ذیل کمیٹی تعینات کی جس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ مسلم لیگ کی تمام ذیلی برانچوں کی تنظیم اور باہمی رابطے کے حوالے سے مسلم لیگ کے پروگرام اور آئین اور قواعد و ضوابط کے تحت اپنا فریضہ ادا کرے۔ کمیٹی کے ممبران کے اسماء یہ ہیں۔

1- نواب محمد اسماعیل خان (چیئرمین)

2- مسٹر جی ایم سید

3- حاجی عبدالستار اسحاق سیٹھ

4- قاضی محمد عیسیٰ

5- نوابزادہ لیاقت علی خان (کنوینر)

مسلم لیگ کے آئین کے تحت ایک سال کے لیے درج ذیل شخصیات پر مشتمل سنٹرل پارلیمنٹری بورڈ نامزد کیا گیا:

1- نواب زادہ لیاقت علی خان

2- چوہدری خلیق الزمان

3- آنریبل حسین امام[37]

لاہور، 29 جولائی، 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 29 جولائی 1944ء کو ممدوٹ ولا لاہور میں قائداعظم کی صدارت میں منعقد ہوا۔

ورکنگ کمیٹی کے کُل 21 ممبران میں سے ماسوا بیگم محمد علی اور مسٹر لطیف الرحمٰن، سب نے میٹنگ میں شرکت کی۔ میٹنگ سے قبل اور اختتام، دونوں موقعوں پر ممبران کسی بھی معاملے میں گفتگو کرنے کے لیے

رضامند نہ تھے۔ اس موقع پر قائداعظم کو بھی صحافی حضرات بشمول دو آسٹریلوی' وار کار سپانڈنٹس' نے گھیر لیا لیکن انہوں نے اگلے روز تک انتظار کرنے کو کہا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد کمیٹی کا سیشن دوبارہ شروع ہوا۔ اس موقع پر صرف قائداعظمؒ نے تقریر کی اور گزشتہ میٹنگ سے اب تک کی صورت حال کا احاطہ کیا۔ قائداعظمؒ نے میٹنگ کے سامنے ایم۔ کے گاندھی کا خط پیش کیا جس میں سی آر فارمولا اور مسٹر گاندھی سے قائداعظمؒ کی ملاقات کا ذکر تھا۔ ورکنگ کمیٹی کے ممبران نے اس امر پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے اپنے چیف کی فتح سے محمول کیا۔ کہا گیا کہ اس ضمن میں لیگ کونسل کے آئندہ اجلاس میں قائداعظمؒ بیان جاری کریں گے۔ ورکنگ کمیٹی لیگ کونسل کے اجلاس کے بعد اپنا اجلاس منعقد کرے گی۔[38]

☆☆☆

شملہ' 6تا 14 جولائی' 1945ء

ایگزیکٹو کونسل

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی نے ایگزیکٹو کونسل میں شامل کیے جانے کے لیے ممبران کے حوالے سے قائداعظمؒ کو لکھے گئے وائسرائے کے خطوط مورخہ 29 جون' 1945ء اور 9 جولائی' 1945ء اور قائداعظمؒ کی طرف سے ان کے جوابات پر غوروخوض کرتے ہوئے اپنا مطمع نظر قائداعظمؒ کی طرف سے دیئے گئے جوابات میں ظاہر کیا۔

1- ورکنگ کمیٹی نے ایگزیکٹو کونسل میں مسلم لیگی ممبران کے 'پینل' کے حوالے سے اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسی طرح کی تجاویز پہلے وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے 8 اگست' 1940ء کی پیشکش کے متعلق دیں تھی تو ورکنگ کمیٹی نے اسے رد کر دیا تھا اور جب یہ بات لارڈ لنلتھگو کے علم میں لائی گئی تو انہوں نے اپنی تجاویز کو ختم کر کے اپنے 25 ستمبر' 1940ء کے خط میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کو لکھا تھا کہ اس سلسلے میں وہ اس امر کے قائل ہیں کہ مسلم لیگ کے نمائندوں کی نامزدگی باقاعدہ 'پینل' کی بجائے پارٹی کے سربراہ اور وائسرائے کے درمیان خفیہ مذاکرات کے مطابق کی جائے گی۔ ورکنگ کمیٹی نے یہ متبادل تجویز قبول کر لی لہٰذا ورکنگ کمیٹی کی رائے ہے کہ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے سابقہ طریق کار بحوالہ لارڈ لنلتھگو کے مطابق اس مرتبہ بھی وہی طریقہ دہرایا جائے۔

-2 ورکنگ کمیٹی تاکید کرتی ہے کہ ایگزیکٹو کونسل میں منتخب کیے جانے والے مسلمان ممبران صدر مسلم لیگ اور وائسرائے کے درمیان خفیہ مذاکرات کے ذریعے مسلم لیگ سے ہی منتخب کیے جائیں۔ ورکنگ کمیٹی اس نکتے پر بہت زور دیتی ہے اور اسے ایک بنیادی اصول گردانتی ہے۔

-3 علاوہ ازیں کچھ اور نکات بھی ورکنگ کمیٹی کے زیر بحث آئے خاص طور پر اکثریت کی طرف سے بے انصافی پر مبنی فیصلوں کے خلاف تحفظ۔ اگرچہ ورکنگ کمیٹی دارالعوام میں سیکرٹری آف سٹیٹ کے اس بیان کہ اقلیت کے مفادات کے تحفظ کے حتمی فیصلے کا اختیار وائسرائے کو ہوگا کو سراہتی ہے لیکن پھر بھی یہ محسوس کرتی ہے کہ عبوری حکومت کے پرامن طریقے سے چلنے کے لیے مؤثر تحفظ کے لیے کوئی اور طریق کار ضروری ہے۔ بہرحال فیصلہ ہوا کہ اس سوال کو ایگزیکٹو کونسل کے قیام کے بعد طے کیا جائے گا۔

(درج بالا کے ضمن میں وائسرائے لارڈ ویول نے 9 جولائی 1945ء کو قائداعظمؒ کے نام خط میں لکھا کہ اگرچہ ہمارے درمیان گفتگو میں مجوزہ ایگزیکٹو کونسل میں مسلمان ممبران کے حوالے سے صرف مسلم لیگ کے ممبر منتخب کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا لیکن اس سلسلے میں میرے لیے کوئی گارنٹی دینا ممکن نہیں بلکہ میں کسی پارٹی کو بھی گارنٹی نہیں دے سکتا اور میں ایگزیکٹو کونسل قائم کرنے کے سلسلے میں کسی کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ بغاوت کرے۔ اگر مجھے مسلم لیگ کی طرف سے نام مل جائیں تو میری بہت مدد ہوگی)

اس خط کی روشنی میں ورکنگ کمیٹی نے قائداعظمؒ کو اختیار دیا کہ وہ 9 جولائی 1945ء کے اپنے خط بنام وائسرائے درج ذیل فیصلہ کے بارے مطلع کریں:

"کمیٹی اس معاملہ پر کافی غور و خوض کے بعد افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ وائسرائے مجوزہ ایگزیکٹو کونسل میں سارے مسلم لیگ کے ممبران لینے کی یقین دہانی نہیں کرا سکتے جبکہ کمیٹی اس نکتے کو بنیادی اصول سمجھتی ہے لہٰذا اس صورت حال میں مجھے افسوس ہے کہ میں اس پوزیشن میں نہیں کہ مجوزہ ایگزیکٹو کونسل میں شامل کرنے کے لیے مسلم لیگ کی طرف سے نام بھیج سکوں۔ میں ہز ایکسی لینسی کو یقین دلاتا ہوں کہ میری اور کمیٹی کی ہمیشہ شدید خواہش رہی ہے کہ ہر مناسب طریقے سے آپ سے تعاون کیا جائے لیکن ہمارے لیے ممکن نہیں کہ ہم بنیادی اصولوں سے کنارہ کش ہو جائیں"۔

-4 ورکنگ کمیٹی نے شملہ کانفرنس کے آخری سیشن کی کارروائی پر غور کے بعد قرار دیا کہ ویول پلان سے متعلق آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کے موقف کی توثیق کر دی جائے۔[39]

15 جولائی 1945ء

مسلم لیگ کی مقبولیت

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی فوری طور پر عام انتخابات کرانے کی باقاعدہ قرارداد اس تاثر کا اظہار تھا جو گذشتہ کچھ دنوں سے لیگی حلقوں میں گردش کر رہا تھا اور خاص طور پر مسلمانوں میں لیگ کی مقبولیت کے حوالے سے کانگرس' سرحد اور پنجاب کے وزرائے اعلیٰ کی طرف سے چیلنج کیا گیا تھا۔ لیگ کے ترجمان نے بتایا کہ "لیگ کی آج کی طاقت کو 1936-37ء کے صوبائی انتخابات اور 1937ء کے مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے حوالے سے موازنہ کرنا بے انصافی ہے"۔ انہوں نے کہا کہ "ماضی کے ضمنی انتخابات کے نتائج اور بعد ازاں اسمبلیوں سے بہت سے ممبران کا لیگ میں شامل ہو جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ لیگ نے گزشتہ سات آٹھ سالوں میں بہت زیادہ طاقت حاصل کر لی ہے"۔

ترجمان نے مزید کہا کہ اس مسئلہ کو طے کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عام انتخابات کرا دیئے جائیں جس سے یہ شک رفع ہو جائے گا کہ لیگ کس درجہ زیادہ مقبولیت اور طاقت حاصل کر چکی ہے[40]۔

☆☆☆

دہلی' 30-31 مارچ تا 4-6 اپریل' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

کیبنٹ وفد

-1 ورکنگ کمیٹی نے قائداعظم محمد علی جناح کے نام وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے 18 مارچ' 1946ء کے خط پر غور کیا جس میں 30 اپریل میں وائسرائے اور برطانوی وفد سے ملاقات کے لیے نمائندوں یا ایک نمائندے کا نام تجویز کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ صرف اکیلے صدر آل انڈیا مسلم لیگ ہی وائسرائے اور کیبنٹ وفد سے ملاقات کریں۔

خوراک کی کمی

-2 ملک میں خوراک کی صورت حال پر غور کرنے کے بعد ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی طرف سے خوراک کی کمی کے خطرے کا مقابلہ کرنے کے سلسلے میں مکمل تعاون کی پیشکش کی توثیق کرتی ہے۔

کمیٹی سارے ملک کی لیگی تنظیموں کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اس ضمن میں مکمل تعاون کریں اور بغیر

کسی پارٹی سیاست یا سیاسی مباحث کے محض انسانیت کی خاطر ملک کو قحط سے بچانے کے لیے ہر قسم کی امداد فراہم کریں۔

کپتان عبدالرشید کی رہائی

ورکنگ کمیٹی حکومت کی اس پالیسی کو سختی سے رد کرتی ہے جو اس نے کپتان عبدالرشید اور دوسرے این اے کے لوگوں کو رہا کرنے کے سلسلے میں اپنا رکھی ہے کیونکہ جائزہ اتھارٹی نے اعتراف کیا تھا کہ مسٹر شاہ نواز اور ان کے کیسوں میں اس لیے فرق ہے کہ اس نے کپتان رشید اور دیگر کے برعکس سخت قسم کے جرائم کیے تھے۔ لہٰذا ورکنگ کمیٹی وائسرائے سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ خود مداخلت کریں اور اگر اس سلسلے میں کوئی اور راستہ کھلا نہیں ہے تو ان کو معافی دیدیں اور ان کی سزائیں منسوخ کردیں۔[41]

☆☆☆

دہلی ' 4 جون ' 1946ء

کابینہ تجاویز پر غور

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 4 جون 1946ء کو دہلی میں قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں برطانوی کابینہ وفد کی تجاویز زیر بحث آئیں۔[42]

☆☆☆

دہلی ' 9 جون ' 1946ء

لیگ مرکزی پارلیمانی بورڈ

قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں 9 جون 1946ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں دیگر فیصلوں کے علاوہ یہ قرارداد منظور کی گئی کہ آل انڈیا مسلم لیگ کا مرکزی پارلیمانی بورڈ آئین سازی کی ترتیب دینے والے گروپوں کے لئے امیدواروں کا انتخاب صوبائی مسلم لیگوں کے صدور اور مسلم لیگ پارلیمانی پارٹیوں کے لیڈران سے مشاورت کر کے کرے گا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کو ترمیم کا اختیار حاصل ہوگا اور ان کا فیصلہ حتمی ہوگا۔[43]

☆☆☆

دہلی' 7 تا 14 اکتوبر' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس قائد اعظم محمد علی جناح کی صدارت میں دہلی میں 7 تا 14 اکتوبر' 1946ء منعقد ہوا۔ کمیٹی نے ایک قرارداد کے ذریعے عبوری حکومت کو رد کرنے کے حوالے سے قائد اعظم کا درج ذیل مکتوب وائسرائے کو بھیجا۔

قائد اعظمؒ کا مکتوب

"آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے سارے معاملے پر مکمل طور پر غور کے بعد مجھے اختیار دیا ہے کہ میں یہ بات واضح کر دوں کہ کمیٹی نے ہز میجسٹی کی حکومت کی اجازت سے آپ کے فیصلے کے مطابق عبوری حکومت قائم کرنے کی بنیاد کو منظور نہیں کیا۔ اس لئے کمیٹی نہ تو یہ تسلیم کر سکتی ہے اور نہ ہی آپ کے فیصلے اور طریق کار کو قبول کرے گی جو آپ نے کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس فیصلے کو نافذ کرنا 8 اگست' 1940ء کے اعلان کی نفی ہے۔ لیکن آپ کے فیصلے کے مطابق مسلم لیگ کی طرف سے ہمیں ایگزیکٹو کونسل کے لئے پانچ ممبران کو نامزد کرنے کا حق ہے اور ورکنگ کمیٹی بہت سی وجوہات کی بنا پر اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مسلمانوں اور دیگر قوموں کے مفادات کے پیش نظر مرکزی حکومت میں انتظامی اُمور کا اختیار کانگرس کے ہاتھوں میں دینا مہلک ہوگا۔ اس کے علاوہ شاید آپ کو اپنی عبوری حکومت میں ایسے مسلمانوں کو لینے پر مجبور کیا جائے جو مسلمانانِ ہند میں عزت و اعتماد نہیں رکھتے۔ اور اس کے بہت تشویشناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور آخر میں دیگر زمینی حقائق اور وجوہات جو بڑی واضح ہیں اور جن کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں' ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کے 24 اگست' 1946ء کے ریڈیو اعلان اور دیگر وضاحتوں اور یقین دہانیوں سے بھر پور آپ کے میرے نام دو خطوط مورخہ 4 اکتوبر' 1946ء اور 12 اکتوبر' 1946ء کی روشنی میں مسلم لیگ کی طرف سے پانچ نمائندوں کو نامزد کیا جائے"[44]۔

(دستخط)

ایم۔ اے۔ جناح

☆☆☆

کراچی' 29 جنوری' 1947ء

مختلف اُمور پر غور

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 29 جنوری' 1947ء کو کراچی میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں بندے علی خان تالپور کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جہاں قائد اعظمؒ بطور مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس میٹنگ میں پنجاب کی صورتحال' فسادات' بہار اور ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کے 6 دسمبر' 1946ء کے بیان بشمول آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی قرارداد پر غور کیا گیا۔ اس سے قبل ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ 28 جنوری' 1947ء کو شام ساڑھے پانچ بجے شروع ہو کر رات ساڑھے نو بجے تک جاری رہی [45]۔



کراچی' 31 جنوری -2 فروری' 1947ء

کابینہ وفد پلان

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 31 جنوری' 1947ء کو کراچی میں شروع ہوا۔ کمیٹی نے ایک طویل قرارداد کے ذریعے کابینہ وفد پلان کی قبولیت کا سابقہ فیصلہ واپس لے لیا اور ہز میجسٹی کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اعلان کرے کہ کانگرس کی عدم قبولیت کی وجہ سے پلان ناکام ہو گیا ہے۔ اس قرارداد میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے لندن سے واپسی پر بیان کا بھی ذکر کیا گیا جس میں آپ نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی قرارداد کو محض الفاظ کی شعبدہ بازی سے تعبیر کیا جس کے تحت کانگرس نے برطانوی حکومت' مسلم لیگ اور لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ قرارداد میں مزید کہا گیا کہ اس طرح کانگرس نے ہز میجسٹی کی آخری اپیل کو دستور ساز اسمبلی میں اپنے عمل سے اس کو اپنی مرضی کا ادارہ بنا کر مسترد کر دیا اور 16 مئی کے بیان اور سمجھوتے کے ہر امکان کے تمام بنیادی اصولوں کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ لہذا مسلم لیگ نے اس رائے کا اظہار کیا کہ دستور ساز اسمبلی فوری طور پر تحلیل کر دی جائے۔

کانگرسی وزارتوں کی ناکامی

دیگر قراردادوں کے علاوہ یہ بھی اعلان کیا گیا کہ چونکہ بمبئی' مدراس' سی پی' بہار' یوپی اور آسام کی کانگرسی وزارتیں مسلمان آبادی کا تحفظ کرنے میں ناکام ہو گئی ہیں لہذا ورکنگ کمیٹی نے ان صوبوں کے گورنروں پر زور دیا کہ وہ مسلمان اقلیت کے مفادات کے تحفظ کیلئے اپنے خصوصی اختیارات استعمال کریں [46]۔

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبران 1947ء

صدر:	قائداعظم محمد علی جناح
سیکرٹری:	نوابزادہ لیاقت علی خان
خزانہ دار:	محمد امیر احمد خان (راجہ آف محمود آباد)
بنگال:	ایم اے ایچ اصفہانی' خواجہ ناظم الدین' محمد اکرم خان
یوپی:	نواب محمد اسماعیل خان' چوہدری خلیق الزمان
دہلی:	بیگم مولانا محمد علی جوہر
بہار:	سید حسین امام' مولوی لطیف الرحمان
بمبئی:	آئی آئی چندریگر
سی پی اور برار:	سیّد عبدالرؤف شاہ
پنجاب:	میاں بشیر احمد' شیخ کرامت علی' افتخار حسین خان ممدوٹ
مدراس:	حاجی عبدالستار' ایچ اسحاق سیٹھ
سندھ:	محمد ایوب کھوڑو
شمالی مغربی سرحدی صوبہ:	سردار عبدالرب نشتر' سردار محمد اورنگ زیب خان
بلوچستان:	قاضی محمد عیسیٰ
آسام:	عبدالمتین چوہدری[47]

☆☆☆

حوالہ جات

1- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) ed. Prof. Dr. Riaz Ahmad, National Institute of Historical and Cultural Research, Centre of Excellence, Quaid-Azam University, Islamabad, 2006, p.41
2- Ibid., p.42
3- Ibid., p.64
4- Ibid., p.66
5- Ibid., pp.68-69
6- Ibid., pp.71-72
7- Ibid., pp.73-74
8- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, ed. by A.M. Zaidi. New Delhi, 1978, pp.150-151

ایک اور حوالے میں درج ذیل تفصیل دی گئی ہے:

25 مارچ 1939ء کو میرٹھ میں قائداعظم محمد علی جناح کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا اجلاس نواب محمد اسماعیل خان کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

فیڈرل سکیم

1. یہ کہ مسلم لیگ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء میں دی گئی فیڈرل سکیم کے خلاف ہے۔
یہ کہ صوبائی حصے کے طریق کار کی وجہ سے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں میں اپنے مستقبل سے متعلق شدید تشویش پیدا ہو گئی ہے کیونکہ صوبائی سکیم بہت سے صوبوں میں مسلمان اقلیتوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئی ہے۔

مختلف سکیمیں

2- یہ کہ پٹنہ سیشن دسمبر 1938ء کی قرارداد کے مطابق صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ورکنگ کمیٹی کے اتفاق رائے سے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے سودمند متبادل تلاش کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی نامزد کی تا کہ وہ مختلف تجویز کردہ سکیموں (بشمول ان سکیموں کے جو صدر کو آئندہ پیش کی جائیں گی) پر غور کر کے جلد سے جلد ورکنگ کمیٹی کو اپنی رپورٹ پیش کرے۔

ہندی ریاستیں

کانگریس اور دیگر ہندو جماعتوں کی ہندو غلبہ حاصل کرنے کی پالیسی اور ہندوستان کی ریاستوں میں تشدد اور مسلسل دھمکی آمیز رویے کے پیش نظر مسلم لیگ کو مختلف ریاستوں میں مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں شدید تشویش لاحق ہے لہٰذا وہ مسلمانوں کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ اپنی آزادی، حقوق اور مفادات کے تحفظ کیلئے فوری طور پر خود کو موثر انداز میں منظم کریں۔ لیگ انہیں یقین دلاتی ہے کہ وہ ان کی جدوجہد میں مکمل طور پر ان کی مدد کرے گی۔

(All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.76-77)

9- The Making of the Pakistan Resolution, Mohammad Aslam Malik, Karachi, 2001, p.78

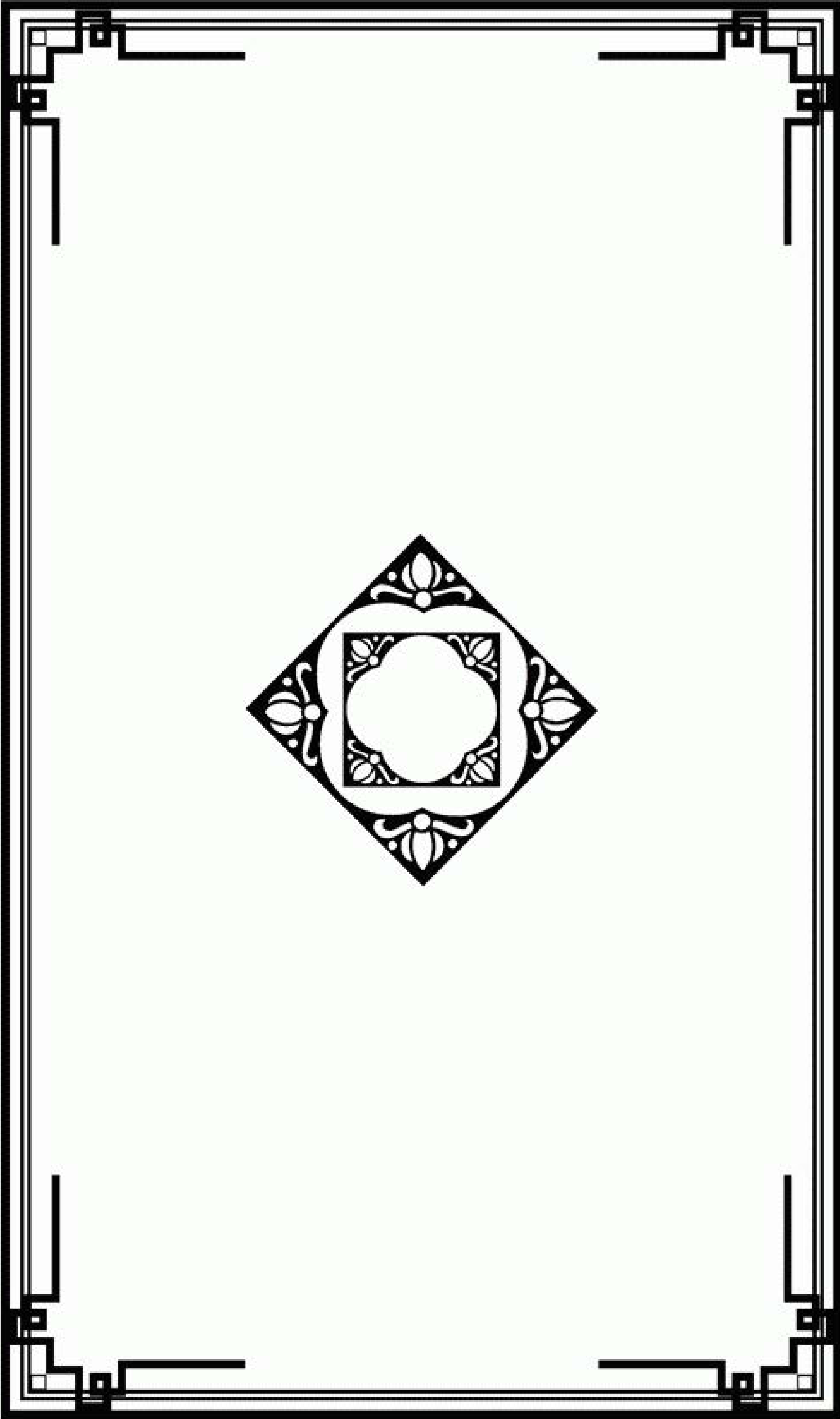
10- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.77-79
11- Ibid., p.82
12- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.181-184
13- Ibid., pp.185-186
14- The Making of the Pakistan Resolution, op.cit: p.226.
15- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: p.187-189
16- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.93
17- Ibid., p.95
17-A Muslim League Session 1940 and the Lahore Resolution, ed., Ikram Ali Malik, Islamabad, 1990.
18- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.230-234
19- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.166
20- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 4, op.cit: pp.238-243
21- Ibid., pp.244-245
22- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.100
23- Ibid., p.103
24- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: pp.311-319
25- Ibid., p.320
25-A Ibid., pp.329-332
26- Ibid., pp.333-336
27- Ibid., pp.346-349
28- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.115-116
29- Ibid., p.103
30- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 5, op.cit: p.380-385
31- Ibid., pp.386-387
32- The Nation's Voice, ed. Waheed Ahmad, Vol. III, Quaid-i-Azam Academy, Karachi, 1997, pp. 706-707.

33- (دی ٹرانسفر آف پاور (انگریزی) صفحہ 919–921) بحوالہ: قائداعظم تقاریر و بیانات، جلد سوم 1942ء تا 1945ء لاہور 1998ء صفحات 176 تا 180۔

34- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.127-128
35- The Nation's Voice, Vol. III, op.cit: p. 708.
36- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.131
37- The Nation's Voice, Vol. III, op.cit: pp. 709-710.
38- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 6, op.cit: p.341
39- Ibid., pp.159-163
40- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: pp.151-152
41- Evolution of Muslim Political Thought in India, Vol. 6, op.cit: p.164
42- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) op.cit: p.164
43- Ibid., p.165
44- Ibid., pp.175-176
45- Ibid., pp.184-185
46- Ibid., p.185

47- جناح پیپرز جلد اول حصہ I نیشنل آرکائیوز آف پاکستان اسلام آباد 1993ء صفحات 40 تا 42۔


حصہ پنجم



حصہ پنجم

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی

لاہور' 2-3 فروری' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی کمیٹی آف ایکشن کی میٹنگ نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں لاہور میں منعقد ہوئی جس میں مسلم لیگ کی نیشنل گارڈز تنظیم کو مضبوط کرنے کے معاملات پر غور کیا گیا۔ (غالباً ایکشن کمیٹی کی یہ اوّلین میٹنگ تھی)[1]۔

☆☆☆

دہلی' 25 مارچ' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی کمیٹی آف ایکشن کی میٹنگ نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں 25 مارچ' 1944ء کو دہلی میں منعقد ہوئی[2]۔

☆☆☆

لاہور' یکم مئی' 1944ء

نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اگلا اجلاس یکم مئی' 1944ء کو لاہور میں منعقد ہوا[3]۔

☆☆☆

لاہور' 3 مئی' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ایکشن کمیٹی اور پنجاب مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا مشترکہ اجلاس 3 مئی' 1944ء کو لاہور میں ممدوٹ ولا میں منعقد ہوا۔ اس میٹنگ میں پنجاب میں مسلم لیگ کی شاخیں منظم کرنے کے بارے پلان پر غور وخوض کیا گیا۔ پراونشل مسلم لیگ نے تنظیمی اُمور کی سکیم تیار کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی قائم کی۔ اس میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ پراونشل مسلم لیگ کی منظوری کے بعد تنظیمی اُمور کی سکیم پر کمیٹی آف ایکشن غور کرے گی[4]۔

☆☆☆

دہلی' 13-14 مئی' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ایکشن کمیٹی کا اجلاس نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں 13-14 مئی' 1944ء کو دہلی میں منعقد ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی تشہیر کے معاملات زیر بحث آئے۔[5]

☆☆☆

لاہور' 27 مئی' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس لاہور میں 27 مئی' 1944ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ملک خضر حیات خان ٹوانہ کی فوری طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی ممبر شپ ختم کر دی جائے اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی جب تک اس پابندی کو ختم نہیں کرتی اس وقت تک ملک خضر حیات ٹوانہ لیگ کی ممبر شپ کے لئے نااہل رہیں گے۔[6]

☆☆☆

ایبٹ آباد' 27-28 جون' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 27-28 جون' 1944ء کو نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں ایبٹ آباد میں منعقد ہوا جس میں شمال مغربی سرحدی صوبے کے معاملات پر غور و خوض کیا گیا۔[7]

☆☆☆

لاہور' کیم-2 اگست' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ کی ایکشن کمیٹی کا اجلاس 1-2 اگست' 1944ء کو لاہور میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ویمن سب کمیٹی میں مسلمان خواتین کی نامزدگی کا معاملہ زیر بحث آیا۔[8]

☆☆☆

8 دسمبر' 1944ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کے سیکرٹری مولانا ظفر احمد انصاری نے 8 دسمبر' 1944ء کو تمام

صوبائی لیگوں کے سیکرٹری حضرات کو مراسلے بھیجے جن میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں پرائمری اور ضلعی سطح کی لیگوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ان تنظیموں کی رہنمائی کریں[9]۔

☆☆☆

دہلی' 10 جنوری' 1945ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 10 جنوری' 1945ء کو دہلی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مختلف صوبائی لیگوں کی بھیجی گئی رپورٹیں زیر بحث آئیں[10]۔

☆☆☆

دہلی' 16 فروری' 1945ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کی میٹنگ 16 فروری' 1946ء کو دہلی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوئی اس میٹنگ میں قاضی محمد عیسیٰ کی طرف سے سندھ کے معاملات کے حوالے سے پیش کی گئی رپورٹ پر غور و خوض کیا گیا[11]۔

☆☆☆

شملہ' 13 جولائی' 1945ء

نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس شملہ میں 13 جولائی' 1945ء کو منعقد ہوا[12]۔

☆☆☆

کراچی' 15 اکتوبر' 1945ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 15 اکتوبر' 1945ء کو کراچی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا[13]۔

☆☆☆

میرٹھ' 2 جنوری' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 2 جنوری' 1945ء کو میرٹھ میں منعقد ہوا۔ جس میں سندھ پراونشل مسلم لیگ کے صدر مسٹر جی ایم سید کو لیگ سے فارغ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

اسی اجلاس میں ایکشن کمیٹی نے 10 ایسے لیگ ممبران کو بھی لیگ سے نکال باہر کیا جنہوں نے سندھ اسمبلی کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے نامزد کردہ امیدواروں کے خلاف انتخاب میں حصہ لیا تھا[14]۔

☆☆☆

دہلی' 11-18 اپریل' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 11 تا 18 اپریل' 1946ء کو دہلی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں لیگ کے مختلف اُمور زیر بحث آئے[15]۔

☆☆☆

7 جون' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 7 جون' 1946ء کو منعقد ہوا جو 3 گھنٹے تک جاری رہا جس میں لیگ کے تنظیمی اُمور پر غور کیا گیا[16]۔

☆☆☆

27 اگست' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے 27' اگست 1946ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی درج ذیل ناموں پر مشتمل نئی ایکشن کمیٹی نامزد کی۔

نواب زادہ لیاقت علی خان' نواب محمد اسماعیل خان' خواجہ ناظم الدین' سردار عبدالرب نشتر' عبدالمتین چوہدری' حاجی عبدالستار' حاجی اسحاق سیٹھ اور میاں محمد ممتاز خان دولتانہ۔ کمیٹی کے کنویز نواب زادہ لیاقت علی خان مقرر ہوئے اور نواب محمد اسماعیل خان کو ایکشن کمیٹی کا صدر نامزد کیا گیا[17]۔

☆☆☆

لاہور' 11 ستمبر' 1946ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 11 ستمبر' 1946ء کو لاہور میں منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر نواب افتخار حسین ممدوٹ کو قائد اعظمؒ سے ملاقات کے لئے مقرر کیا جائے تا کہ وہ "راست اقدام" پروگرام کے حوالے سے قائد اعظمؒ سے ضروری ہدایات حاصل کریں۔

ایکشن کمیٹی نے نیشنل گارڈز کے سالار اعلیٰ اور نیشنل گارڈز کی صوبائی تنظیموں کے سربراہان سے

بھی ملاقات کی جس میں ان کے ساتھ تنظیمی امور سے متعلق گفتگو کی اور فیصلہ کیا کہ نیشنل گارڈز تنظیم کو مضبوط کرنے کے لئے مثبت اقدام کئے جائیں[18]۔

☆☆☆

دہلی‘ 2 جنوری‘ 1947ء

2 جنوری 1947ء کو دہلی سے آل انڈیا مسلم لیگ کے سکریٹریٹ سے اعلان کیا گیا کہ مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کی 12 جنوری کو منعقد ہونے والی میٹنگ کی تاریخ جنوری کے تیسرے ہفتے تک کے لئے ملتوی کردی گئی ہے۔ کہا گیا کہ حتمی تاریخ اور جگہ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا[19]۔

☆☆☆

دہلی‘ 16 مارچ‘ 1947ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں دہلی میں 16 مارچ‘ 1947ء کو منعقد ہوا جس میں لیگ کے اہم امور زیر بحث آئے[20]۔

☆☆☆

دہلی‘ 20-21 مارچ‘ 1947ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 20 تا 21 مارچ‘ 1947ء کو دہلی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں آل انڈیا مسلم لیگ سے متعلق تنظیمی معاملات پر غور کیا گیا[21]۔

☆☆☆

30 مارچ‘ 1947ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کا اجلاس 30 مارچ‘ 1947ء کو نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں خواجہ ناظم الدین اور سردار عبدالرب نشتر بھی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ راجہ غضنفر علی خان اور صدیق علی خان خصوصی دعوت پر شامل ہوئے۔ کمیٹی نے ایک قرارداد کے ذریعے شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کو سخت الفاظ میں رد کرتے ہوئے اسے سرخ پوش اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان جھگڑا پیدا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا[22]۔

☆☆☆

دہلی' 28 اپریل' 1947ء

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کی میٹنگ 28 اپریل' 1947ء کو دہلی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوئی[23]۔

☆☆☆

دہلی' 11-12 جون' 1947ء

غیر منقسم ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی کی (غالباً آخری) میٹنگ 11-12 جون' 1947ء کو دہلی میں نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں منعقد ہوئی[24]۔

☆☆☆

دیگر کمیٹیاں

آل انڈیا مسلم لیگ کی اہم کمیٹیوں کے علاوہ دیگر کمیٹیاں بھی قائم کی گئی تھیں جو اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنے فرائض انجام دیتی تھیں۔ ان کمیٹیوں میں سبجیکٹس کمیٹی بہت اہمیت کی حامل تھی جس میں انتہائی اہم نوعیت کے معاملات زیر بحث آتے تھے۔ مثال کے طور پر 23 مارچ' 1940ء کی قرارداد کے متن پر سبجیکٹس کمیٹی میں غور وخوض کیا گیا تھا جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں آ چکا ہے۔

مسلم لیگ کی سول ڈیفنس کمیٹی بھی اپنے دائرہ کار میں مصروف عمل رہی۔ ایک اور اہم کمیٹی جو 'اکنامک کمیٹی' کے نام سے قائم کی گئی تھی بھی چالیس کے عشرے میں فعال ہوئی۔ ان کے علاوہ بہت سی سب کمیٹیاں بھی تشکیل دی جاتی رہیں جو آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل اور ورکنگ کمیٹیوں کی ہدایات پر مختلف امور پر غور وخوض کے بعد اپنے فیصلے دیتی تھیں۔ درج بالا کمیٹیوں کے حوالے سے فی الوقت درج ذیل کے علاوہ مزید تاحال ذکر مواد دستیاب نہیں ہوسکا۔

آل انڈیا مسلم لیگ سبجیکٹس کمیٹی

لکھنؤ' 17 اکتوبر' 1937ء

آل انڈیا مسلم لیگ سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس 17 اکتوبر' 1937ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوا جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کو تحصیل' ضلع اور صوبے کی سطح تک پھیلانے سے متعلق طریقوں پر غور وخوض کیا گیا۔ اسی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی 14 ممبران کی بجائے

21 ممبران پر مشتمل ہوگی۔ [25]

آل انڈیا مسلم لیگ سول ڈیفنس کمیٹی

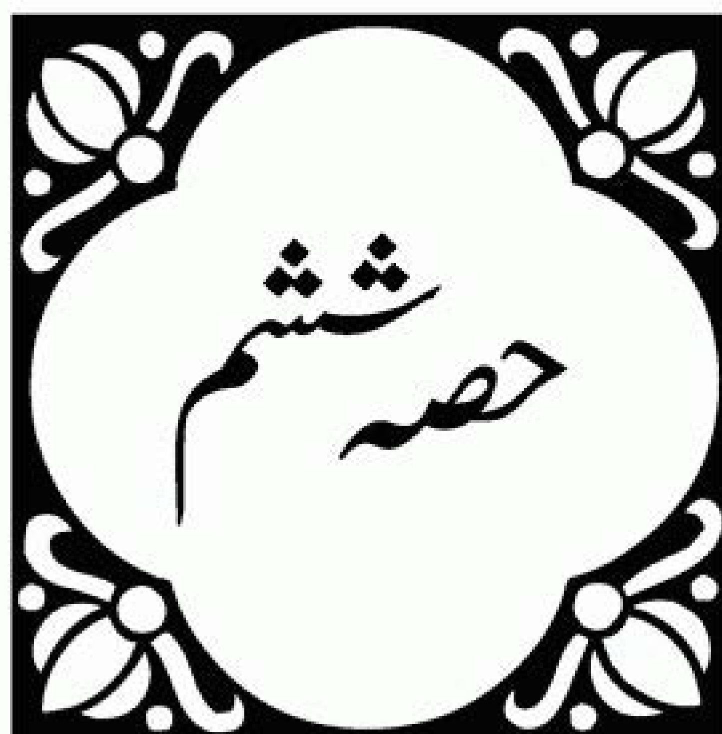
16 اکتوبر 1943ء

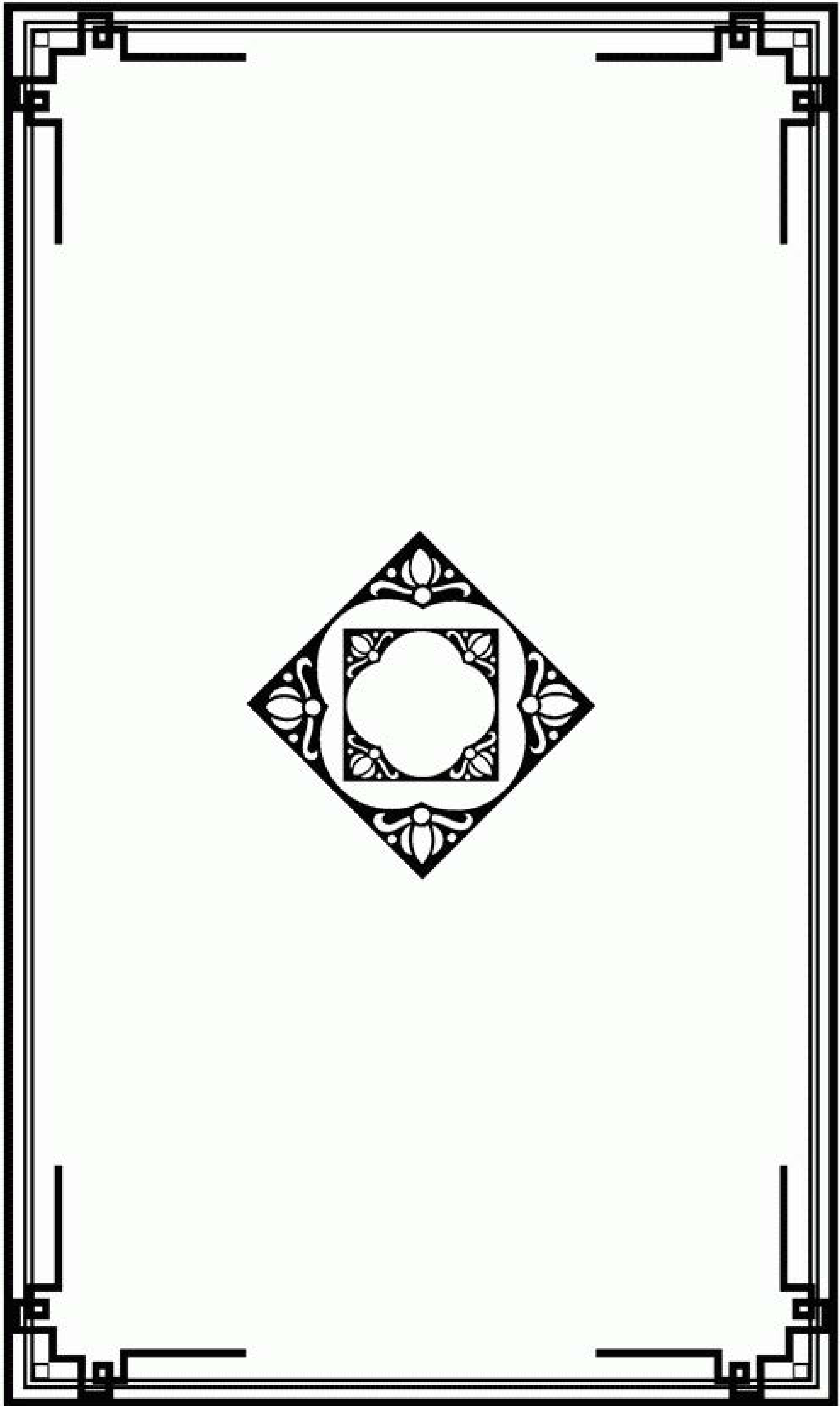
آل انڈیا مسلم لیگ سول ڈیفنس کمیٹی کے چیئرمین نواب محمد اسمٰعیل خان' آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری نواب زادہ لیاقت علی خان اور مسٹر ذاکر علی' آل انڈیا مسلم لیگ ڈیفنس کمیٹی کے سیکرٹری' مسلم لیگ کی طرف سے ضلع فرید پور میں خوراک کی صورتحال کے بارے میں جاننے کے لیے تشریف لائے۔ [26]

☆☆☆

حوالہ جات

1- All India Muslim League and the Creation of Pakistan: A Chronology (1906-1947) ed. Prof. Dr. Riaz Ahmad, National Institute of Historical and Cultural Research, Centre of Excellence, Quaid-Azam University, Islamabad, 2006, p.132
2- Ibid., p.134
3- Ibid., p.138
4- Ibid., p.139
5- Ibid., p.139
6- Ibid., pp.140-141
7- Ibid., p.145
8- Ibid., p.146
9- Ibid., p.147
10- Ibid., p.148
11- Ibid., p.149
12- Ibid., p.151
13- Ibid., p.156
14- Ibid., p.160
15- Ibid., p.163
16- Ibid., p.165
17- Ibid., p.172
18- Ibid., p.172
19- Ibid., p.182
20- Ibid., p.189
21- Ibid., p.169
22- Ibid., p.190
23- Ibid., p.196
24- Ibid., pp.200-201
25- Ibid., p.57
26- Ibid., p.127
27- Ibid., pp.276-503


حصہ ششم



حصہ ششم

آل انڈیا مسلم لیگ

قواعد وضوابط

آل انڈیا مسلم لیگ قواعد وضوابط (منظور کردہ ریپریزنٹیٹو کمیٹی مجوزہ ریزولیشن نمبر 3 اجلاس 29، 30 دسمبر 1907ء بمقام کراچی) (حسب الحکم نواب وقار الملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب، آنریری سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ) علی گڑھ: مطبع احمدی 1908ء)

تمہید

یکم اکتوبر 1906ء کو شملہ پر جب کہ مسلمانانِ ہندوستان کا مشہور ڈیپوٹیشن حضور وائسرائے وگورنر جنرل ہند بالقابہ کے حضور میں اپنا میموریل لے کر حاضر ہوا تو اسی موقع پر ان سربرآوردگان قوم نے باہم اس بات پر بھی بہت کچھ غور اور مشورہ کیا کہ آئندہ وہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جن سے اس ملک میں مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کی ایک باقاعدہ اور مستقل حفاظت ہو جائے جس کی تحریک صوبہ آگرہ اودھ میں بہت مدت پیشتر اکتوبر 1901ء سے شروع ہو چکی تھی۔ اس وقت سرسری طور پر خیال کیا گیا کہ اس غرض کے واسطے ہر ایک صوبہ میں مقامی لوکل جماعتیں قائم ہوں اور اس کے علاوہ ایک ذی وقعت جماعت تمام ہندوستان کے واسطے قائم ہو جس میں مختلف صوبوں سے سربرآوردہ اور صاحب الرائے بزرگوار شریک ہوں اور ان انجمنوں کے ذریعہ سے اپنے حقوق کی حفاظت کا مستقل انتظام کیا جائے اور چونکہ اسی قریب عرصہ بمقام ڈھاکہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہونے والا تھا لہٰذا ایک عام اطلاع جاری کی گئی کہ ڈھاکہ میں ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد اس مسئلہ پر پوری طرح غور کیا جائے گا۔ جن صاحبوں کو اس سے دلچسپی ہو وہ ڈھاکہ میں تشریف لا کر اس مشورہ میں شریک ہوں۔ چنانچہ 30 دسمبر 1906ء وہ یادگار تاریخ ہے جبکہ کافی غور وبحث کے بعد بمقام ڈھاکہ آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد اس کے پہلے سالانہ جلسہ میں قائم ہوئی۔ اس کارروائی کی روئداد مشتہر ہو چکی ہے۔

مذکورہ بالا سالانہ جلسہ میں بموجب رزولیوشن نمبر (2) ایک پروویژنل کمیٹی جس کے ممبروں کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی اس غرض سے قائم ہوئی کہ وہ لیگ کا مسودہ تیار کرے۔ چنانچہ مسودہ تیار ہوا اور بہت بڑی

تعداد میں مزید غور و اصلاح کی غرض سے تقسیم کیا گیا اور اخباروں میں بھی عام طور پر مشتہر ہوا اور مختلف مقامات سے اس پر رائیں موصول ہوئیں جن پر غور کرنے کے بعد اس مسودہ میں بہت کچھ اصلاح ہوگئی۔ تیسرا رزولیوشن ڈھاکہ کے سالانہ جلسہ کا یہ تھا کہ جب مسودہ مرتب ہوجائے تو مختلف صوبوں سے صائب الرائے حضرات تمام مقامات صوبجات کے طور پر ایک جلسہ میں جمع ہوکر اس مسودہ پر مزید غور فرمائیں اور اس کو پاس کریں چنانچہ اس مقصد کے واسطے چند ماہ پیشتر بانکی پور کا مقام جلسہ کے لئے تجویز ہوا تھا لیکن جب مختلف صوبوں سے اس پر رائے طلب کی گئی تو بالآخر قرار پایا کہ کراچی میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی ختم ہونے کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ بھی منعقد ہو چنانچہ اس کا انتظام کیا گیا اور عام طور پر اس کو مشتہر کردیا گیا اور بعد اس کے کہ 28 دسمبر 1907ء تک ایجوکیشنل کانفرنس کی کارروائی ختم ہوگئی۔ 29-30 دسمبر 1907ء کو خاص آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسے منعقد ہوئے۔ پہلے دن یعنی 29 دسمبر 1907ء کو سر آدم جی پیر بھائی صاحب جنہوں نے تمام مسلمانوں کی درخواست کو مہربانی سے قبول فرما کر اس پیرانہ سالی میں محض بنظر ہمدردی قوم بمبئی سے کراچی تشریف لانے کی تکلیف گوارا فرمائی تھی۔ عام جلسہ میں جس میں شریک ہونے کے لئے کوئی فیس نہیں تھی اور پریس کے رپورٹر بھی موجود تھے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے اور اپنی نہایت ہی معتدل اور جامع اور مانع اسپیچ (تقریر) سے قوم کو ممنون فرمایا۔ دوسرے ضابطے کی کارروائیوں جناب سر پریذیڈنٹ صاحب کے شکریہ ادا ہونے کے بعد عام جلسہ کی کارروائی ختم کردی گئی اور قرار پایا کہ ممبران پر اور کل کمیٹی مندرجہ رزولیوشن نمبر (2) روئداد ڈھاکہ میں سے جن میں شرکاء شملہ ڈیپوٹیشن بھی شرک ہیں۔ جس قدر اصحاب اس وقت موجود ہیں بہ شرکت بعض اور حضرات کے جو بطور ڈیلی گیٹ تشریف لائے ہیں سب سے پہلے آل انڈیا مسلم لیگ کے قواعد وضوابط پر بطور ایک کمیٹی کے غور کر کے اس کو پاس کریں۔

اس قرارداد کے مطابق 29-30 دسمبر 1907ء کو کامل دو دن تک صاحبانِ موصوف نے جن کے اسمائے گرامی جداگانہ روئداد جلسہ میں مندرج ہیں مسودہ قواعد وضوابط کی ہر ایک دفعہ اور ضمن پر کامل طور سے غور کیا اور پورے مباحثہ اور باہمی تبادلہ آراء کے بعد بہت کچھ ترمیموں اور اصلاح کے ساتھ اس مسودہ کو پاس کیا جو ذیل میں درج ہے۔

خاکسار: مشتاق حسین

سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ

آل انڈیا مسلم لیگ

قواعد وضوابط

دفعہ 1- مسلم لیگ کا نام آل انڈیا مسلم لیگ ہوگا۔

مسلم لیگ کے اغراض

دفعہ 2- مسلم لیگ کے اغراض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مسلمانانِ ہند میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کے خیالات کو ترقی دینا اور ان غلط فہمیوں کو دور کرنا جو گورنمنٹ کی کسی کارروائی کے متعلق گورنمنٹ کے ارادے کی نسبت پیدا ہوسکتی ہے۔

(ب) مسلمانانِ ہندوستان کے پولیٹیکل اور دیگر حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کی ضرورتوں اور خواہشوں کو اعتدال کے ساتھ گورنمنٹ میں پیش کرنا۔

(ج) اغراض (الف) اور (ب) متذکرہ دفعہ ہذا کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانانِ ہند اور ملک کے دوسرے فرقوں کے درمیان دوستانہ خیالات کو ترقی دینا۔

مسلم لیگ کی رکنیت

دفعہ 3- آل انڈیا مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے مفصلہ ذیل صلاحیت ضروری ہے۔

(الف) برٹش انڈیا کی رعایا ہونا۔

(ب) کم از کم 25 سال کی عمر ہونا۔

(ج) ہندوستان کی کسی زبان میں بے تکلف لکھ پڑھ سکتا ہو اور بول سکتا ہو۔

(د) کم از کم پانسو روپیہ سالانہ کی معاش رکھتا ہو۔ والدین کی معاش امیدوار ممبری کی معاش سمجھی جائے گی۔

(ہ) کسی خاص حالت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی سینٹرل کمیٹی کی منظوری سے کوئی مشنیٰ قائم ہو سکے گا۔

دفعہ 4- اس لیگ کے ممبروں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چار سو ہوگی جن کی صوبہ وار تقسیم تحت میں درج کی گئی ہے اور جن میں سے کم سے کم پچاس اور زیادہ سے زیادہ دو سو مختلف صوبوں سے بعد منظوری قواعد وضوابط ہذا اسی جلسہ میں بذریعہ نامزدگی مقرر کر لئے جائیں گے۔ جس میں یہ قواعد پاس ہوں اور بقیہ

بعد میں حسب دفعہ (5) بتدریج کی مقرر رہوں گے۔ نامزد شدہ ممبروں میں سب سے پہلی جماعت ان 33 ممبروں کی ہوگی جو شملہ ڈیپوٹیشن یکم اکتوبر 1906ء میں شریک تھے اور جو اس وقت تک زندہ ہیں اور سرکاری ملازمت میں داخل نہیں ہو گئے اور دوسری جماعت 35 ممبران آل انڈیا مسلم لیگ کی وہ ہوگی جو روئداد جلسہ سالانہ ڈھاکہ منعقدہ 30 دسمبر 1906ء کے رزولیوشن نمبر 2 کے بموجب ان قواعد وضوابط کے بنانے کے واسطے ترتیب دی گئی تھی اور جن کا نام جماعت اول میں شامل نہیں ہو گیا ہے۔ اسی طرح تیسری جماعت میں اسی وقت تین ممبران ذیلی گیوں میں سے جو بموجب رزولیوشن نمبر 3-مندرجہ روئداد جلسہ ڈھاکہ منعقدہ 30 دسمبر 1906ء طلب کیے گئے تھے۔ یعنی جملہ 71 اشخاص منظوری قواعد وضوابط ہذا کے وقت آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبر مقرر کیے گئے اور ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

1- حصہ اول۔ شرکاء شملہ ڈیپوٹیشن اکتوبر 1906ء

-1 ہز ہائنس سر سلطان محمد شاہ آغا خان۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ بمبئی

-2 شاہزادہ بختیار شاہ سی۔ آئی۔ ای کرو میسور فیملی کلکتہ

-3 آنریبل ملک عمر حیات خان سی۔ آئی۔ ای لفٹنٹ اٹھارہویں پرنس آف ویلز ٹوانہ لانسرز ٹوانہ ضلع شاہ پور۔

-4 آنریبل خان بہادر محمد شاہ دین بیرسٹر ایٹ لاء لاہور

-5 آنریبل خان بہادر سید نواب علی چوہدری میمن سنگھ شرقی بنگال

-6 نواب بہادر سید امیر حسن خان۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کلکتہ

-7 نواب نصیر حسین خان خیال۔ کلکتہ

-8 خان بہادر مرزا شجاع علی بیگ پرشین کونسل جنرل مرشد آباد کلکتہ

-9 سید علی امام بیرسٹر ایٹ لاء۔ پٹنہ (بہار)

-10 نواب سرفراز حسین خان بہادر۔ پٹنہ (بہار)

-11 خان بہادر احمد محی الدین پریسیڈنٹ خاندان کرناٹک ایسوسی ایشن۔ مدراس

-12 مولوی رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ بمبئی

-13 ابراہیم بھائی آدم جی پیر بھائی۔ بمبئی۔

14- مولوی عبدالرحیم صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کلکتہ

15- سید الہ داد شاہ اسپیشل مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ زمیندار ایسوسی ایشن خیرپور (سندھ)

16- مولانا ایچ ایم ملک سرگروہ میدینی باغ بورانا گپور

17- آنریبل خلیفہ سید محمد حسین صاحب خان بہادر مشیر الدولہ ممتاز الملک (پٹیالہ)

18- خان بہادر کرنل عبدالمجید خان فورن منسٹر (پٹیالہ)

19- خان بہادر یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر

20- خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور (پنجاب)

21- خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب امرتسر (پنجاب)

22- مولوی حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب حال حاذق الملک دہلی (پنجاب)

23- محمد احتشام علی صاحب رئیس کاکوری (اودھ)

24- سید نبی اللہ صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ کڑ ضلع الہ آباد

25- مولوی سید کرامت حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ الہ آباد[2]

26- سید عبدالرؤف صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ الہ آباد

27- عبدالسلام خان ریٹائرڈ سب جج۔ رام پور

28- خان بہادر محمد مزمل اللہ خان رئیس بھیکم پور ضلع علی گڑھ

29- آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس علی گڑھ

30- صاحبزادہ آفتاب احمد خان بیرسٹر ایٹ لاء۔ علی گڑھ

31- نواب وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین صاحب۔ انتصار جنگ رئیس امروہہ۔ ضلع مرادآباد۔

32- مولوی حبیب الرحمٰن خان صاحب حبیب گنج۔ علی گڑھ

33- نواب سید سردار علی خان۔ بمبئی۔

۲۔ حصہ دوم۔ ممبران مندرجہ رزلیوشن نمبر 2 روئداد جلسہ سالانہ ڈھاکہ منعقدہ 30 دسمبر 1906ء جو جماعت اوّل میں یا سرکاری ملازمت میں شامل نہیں ہوئے

مشرقی بنگال و آسام

1- آنریبل نواب محمد سلیم اللہ خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ ڈھاکہ
2- مولوی حمایت الدین صاحب بریسال
3- مولوی عبد المجید صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سلہٹ

مغربی بنگال و بہار

4- مسٹر شمس الہدیٰ وکیل کلکتہ
5- مسٹر سراج الاسلام وکیل کلکتہ
6- مسٹر عبد المجید صاحب ایڈیٹر مسلم کرانیکل کلکتہ
7- مسٹر مظہر الحق بیرسٹر ایٹ لاء بانکی پور (پٹنہ)
8- مسٹر نور الحق سیکرٹری محامدین ایسوسی ایشن۔ کٹک

صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ

10- مسٹر حامد علی خان بیرسٹر ایٹ لاء۔ لکھنؤ
11- مسٹر ظہور احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی لکھنؤ
12- مسٹر محمد نسیم وکیل۔ لکھنؤ
13- مولوی غلام الثقلین۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی لکھنؤ
14- راجہ نوشاد علی خان صاحب لکھنؤ
15- مسٹر محمد اسحٰق بی اے۔ ایل ایل بی الہ آباد
16- مسٹر محمد رؤف بیرسٹر ایٹ لاء۔ الہ آباد
17- محمد موسیٰ خان۔ دتاولی۔ علی گڑھ
18- مولوی عبد اللہ جان وکیل سہارنپور
19- مولوی عبد المجید بیرسٹر ایٹ لاء الہ آباد
20- شیخ عبد اللہ صاحب بی اے ایل۔ ایل۔ بی علی گڑھ

پنجاب

21- مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء ۔ لاہور

22- مسٹر عبدالعزیز ایڈیٹر ایز رور ۔ لاہور

23- شیخ غلام محمد صاحب ایڈیٹر وکیل ۔ امرتسر

صوبہ سرحد مغربی وشمالی

24- مفتی فدا محمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء پشاور

25- مسٹر عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء پشاور

بمبئی معہ سندھ

26- مسٹر اے ۔ ایم ۔ کے دہلوی ۔ کراچی

27- مسٹر غلام محمد منشی بیرسٹر ایٹ لاء ۔ راجکوٹ

28- مسٹر محمد علی بی اے ۔ سدہ پور ۔ گجرات (دوکن)

29- نواب زادہ نصر اللہ خان بیرسٹر ایٹ لاء چوپاٹی ۔ بمبئی ۔

مدراس

30- خان بہادر عبدالہادی بادشاہ صاحب ۔ مدراس

31- مسٹر یعقوب حسن مالک اخبار مسلم پیٹریٹ ۔ مدراس

32- نواب غلام احمد صاحب ۔ جی ۔ سی ۔ ایف کارومنڈل

33- عبدالحمید حسن بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ایڈیٹر مسلم پیٹریٹ مدراس

سنٹرل پروانس

34- خان صاحب محمد امیر خان پلیڈر ۔ ناگپور

برھما

35- مسٹر اے ۔ ایس ۔ رفیقی ۔ رنگون

3- حصہ سوم

1- ڈاکٹر میجر سید حسن صاحب بلگرامی

-2　شیخ محمد عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء۔ دہلی

-3　مسٹر حسام الدین صاحب۔ بیرسٹر ایٹ لاء۔ لاہور

دفعہ 5۔ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آل انڈیا مسلم لیگ کے واسطے زیادہ سے زیادہ حسب ذیل تعداد بموجب تشریح دفعہ 4 لئے جائیں گے۔

-1　صوبہ آگرہ واودھ سے ....

صوبہ آگرہ = 45 + صوبہ اودھ 25 = 70

-2　صوبہ پنجاب سے 70

-3　صوبہ بمبئی مع سندھ سے ....

صوبہ بمبئی = 30 + سندھ = 10 = 40

-4　صوبہ مدراس 25

-5　مغربی شمالی سرحدی صوبہ مع بلوچستان

سرحدی صوبہ = 10 + بلوچستان 05 = 15

-6　مغربی بنگال بہار واڑیسہ 70

-7　مشرقی بنگال وآسام 70

-8　براروصوبہ جات وسط ہند معہ اجمیر 15

-9　برہما 10

-10　برٹش انڈیا کی وہ مسلمان رعایا جو ہندوستانی ریاستوں اور دیگر مقامات میں مقیم ہوں بشمول ایسے کسی ہندوستانی ریاست کے باشندے کے جس کو آل انڈیا مسلم لیگ نے مطابق دفعہ 3 ضمن (ہ) بطور مستثنیٰ کے لیگ کے ممبروں میں شامل کیا ہو۔ 15

دفعہ 6- ہر دس برس پر مردم شماری کی رپورٹ شائع ہونے کے بعد مذکورہ بالا تعداد اور ان کی صوبہ وار تقسیم پر نظر ثانی کی جا سکے گی اور صوبہ جات کے ممبروں کی تعداد مقرر کرنے میں جہاں تک مناسب ہوگا مندرجہ ذیل امور کا لحاظ کیا جائے گا۔

-1　مسلمانوں کی آبادی

2- ان کی تعلیمی حالت

3- ان کی مالی حالت وو جاہت

دفعہ 7- (الف) صوبہ دار ممبروں کی تعداد متذکرہ دفعہ 5 کو اسی صوبہ کی پروانشل مسلم لیگ جو آل انڈیا مسلم لیگ نے قائم کی ہو منتخب کرے گی۔ اور اگر کسی پروانشل کی تقسیم ارضی چند ذیلی صوبوں میں ہر ذیلی صوبہ کی لیگ پراونشل مسلم لیگ کی تعریف میں داخل ہوگی۔ مثلاً مغربی بنگال میں۔ مغربی بنگال و بہار و اڑیسہ۔

(ب) اگر کسی صوبہ میں ایسی پروانشل لیگ نہ ہو تو ڈویژنل ڈسٹرکٹ اور ٹون لیگ یا دوسری مجالس جو آل انڈیا مسلم لیگ سے ملحق ہوں اپنے حصے کے بقدر ممبر منتخب کریں گی اور صوبہ کے ممبروں کی باقی تعداد پوری کرنے کے لئے سنٹرل کمیٹی دیگر مقامات صوبہ سے قائم مقام ممبر طلب کرے گی۔ اور بصورت نہ ملنے کے ایسے قائم مقاموں کے باقی ممبروں کا انتخاب خود کر سکے گی۔

دفعہ 8- ممبران آل انڈیا مسلم لیگ کا تقرر اپنے عہدوں پر پانچ سال کے واسطے ہوگا۔ لیکن وہ بعد ختم معیاد زیر دفعہ 7 مکرر بھی منتخب ہو سکیں گے۔

دفعہ 9- اگر کسی وجہ سے ممبری کی خالی جگہیں معمور نہ ہو سکیں تو لیگ کا کام علی حالہ جاری رہے گا۔ بشرطیکہ کسی حالت میں ممبروں کی تعداد بہ شمول آنریری عہدہ داران لیگ پچاس سے کم نہ رہ جائے۔

دفعہ 10- ہر ایک ممبر کو اپنے منتخب ہو جانے پر مبلغ پچیس روپیہ فیس داخلہ اپنا نام بحیثیت ممبر لیگ درج رجسٹر کرانے کے واسطے خزانہ آل انڈیا مسلم لیگ میں داخل کرنی ہوگی۔ اور علاوہ اس کے مبلغ پچیس روپیہ سالانہ چندہ ممبری پیشگی ادا کرنا ہوگا۔ اور کسی حالت میں کسی ممبر کو ان رقوم کی واپسی کا حق نہ ہوگا۔

دفعہ 11- کوئی شخص جس کا انتخاب آل انڈیا مسلم لیگ کی ممبری کے لئے عمل میں آیا ہے اس وقت تک ممبر نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ وہ حسب دفعہ 10 فیس داخلہ چندہ ممبری ادا کر کے اپنا نام درج رجسٹر ممبران نہ کرا لے لیکن جن ممبروں کا تقرر سالانہ جلسہ 30 دسمبر 1907ء میں بمقام کراچی ہوا ہے ان میں سے اگر کسی ممبر نے جلسہ کے وقت فیس داخلہ یا فیس سالانہ یا دونوں ادا نہ کی ہوں تو ایسے ممبر کو 15 فروری 1908ء تک اس کے ادا کرنے کی مہلت ہوگی۔ اس کے بعد جن ممبروں کا تقرر آئندہ ہوگا ان کو تاریخ تقرر سے چھ ہفتہ کی مہلت فیس داخلہ و فیس سالانہ ادا کرنے کے واسطے دی جائے گی اور اگر اوقات مذکورہ بالا تک بھی وہ رقوم تمام و کمال سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کے دفتر میں داخل نہ ہو جائیں گی تو جن کی

جانب سے یہ فروگذاشت ظاہر ہوگی ان کا تقرر کالعدم متصور ہوگا۔

دفعہ 12- کسی ممبر کو لیگ کے کسی اجلاس میں ممبری کے حقوق کو اسوقت تک استعمال کرنے کا منصب نہ ہوگا جب تک کہ وہ جملہ ان رقوم کو بے باق نہ کردے جو اجلاس کی تاریخ تک اس کے ذمہ واجب الادا ہو چکی ہیں۔

دفعہ 13- سیکرٹری ان جملہ ممبروں کے ناموں کی فہرست جو اس وقت تک ممبر ہوں سالانہ اجلاس سے کم ازکم آٹھ ہفتہ قبل تمام ممبروں کے درمیان شائع کرے گا جن کا نام اس وقت تک قاعدہ کے مطابق درج رجسٹر ہو چکا ہے۔

دفعہ 14- آل انڈیا مسلم لیگ کا سال یکم جنوری سے شروع ہوکر 31 دسمبر پر ختم ہوگا اور سالانہ جلسہ ہائے دسمبری میں جن میں ممبروں کا تقرر ہوگا۔ ان پر فیس ممبری آئندہ سال عیسوی سے واجب ہوگی۔

دفعہ 15- آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ متذکرہ ضمن (ج) دفعہ 23 میں جملہ ممبران مندرجہ فہرست میں سے کم ازکم ایک خمس اور دوسرے جلسوں متذکرہ ضمن (د) دفعہ 23 میں کم ازکم ہشتم حصہ کورم متصور ہوگا۔

دفعہ 16- بہ استثنائے کارروائی تقرر ممبران مندرجہ دفعہ 8,7 آل انڈیا مسلم لیگ کے کسی جلسہ نہ تحریری ووٹ جائز ہوگا نہ پراکسی قبول کی جائے گی۔

سینٹرل کمیٹی

دفعہ 17- لیگ کے مقاصد اور اغراض کو عملی شکل میں لانے کے لئے اور دیگر تعمیلات کے واسطے آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبروں میں سے بکثرت رائے ایک سینٹرل کمیٹی بنائی جائے گی جن کے ممبروں کی تعداد کم ازکم تیس اور زیادہ سے زیادہ چالیس بشمول عہدیداران لیگ ہوگی اور سینٹرل کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب حتی الامکان حصہ رسدی ہر ایک صیغہ سے ہوگا۔

دفعہ 18- سینٹرل کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب بذریعہ بیلٹ کے ہوگا اور جو ممبر بذریعہ بیلٹ ووٹ دینے کے واسطے جلسہ میں موجود نہ ہوسکیں وہ اپنا تحریری ووٹ تاریخ جلسہ سے کم ازکم تین دن پہلے سیکرٹری کے پاس پہنچا دیں گے۔

دفعہ 19- (الف) سینٹرل کمیٹی کے ممبر تین برس کے واسطے منتخب کئے جائیں گے اور مکرر بھی منتخب ہونے کا حق رکھیں گے۔

(ب) اگر کسی سینٹرل کمیٹی کے ممبر کو معیاد ممبری ختم نہیں ہوئی لیکن آل انڈیا مسلم لیگ میں اس کی ممبری کی

معیاد ختم ہو چکی ہے تو وہ تا ختم معیاد سینٹرل کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ کا بھی بہ ادائے فیس سالانہ مندرجہ دفعہ 10 ممبر متصور ہو گا۔

دفعہ 20- آل انڈیا مسلم لیگ کے عہدہ داران مندرجہ دفعہ (25) علاوہ تعداد مقررہ دفعہ 12 سینٹرل کمیٹی کے لئے ایکس آفیشو ممبر اور عہدہ دار ہوں گے۔

دفعہ 21- دفعہ 17 لغایت 20 کے مطابق جو سینٹرل کمیٹی مقرر ہو گی وہ ان تمام اختیارات اور فرائض کو عملی طور پر کام میں لانے کی مجاز ہو گی جو اس دستور العمل میں اس کے واسطے بیان ہوئی ہیں اور جب تک ایسی سنٹرل کمیٹی قائم نہ ہو تب تک آل انڈیا مسلم لیگ ان کاموں کو خود کرتی رہے گی۔

دفعہ 22۔ سینٹرل کمیٹی کے پانچ ممبروں کی موجودگی جن میں عہدہ دار بھی شامل ہوں گے کورم متصور ہو گی۔

دفعہ 23۔ سینٹرل کمیٹی حسب ذیل طریقہ کارروائی اختیار کر سکے گی۔

(الف) سینٹرل کمیٹی کی طرف سے بذریعہ خط و کتابت ممبران لیگ کی رائے کسی مسئلہ کے متعلق طلب کر کے اس کو کثرتِ رائے سے فیصلہ کرنا اور وہ تدابیر اختیار کرنا جو فیصل شدہ مقصد کے حصول کے واسطے ضروری ہوں۔

(ب) سینٹرل کمیٹی مجاز ہو گی کہ کسی زیر بحث مسئلہ کو آئندہ مزید غور کے لئے کچھ عرصہ تک ملتوی کر دے۔

(ج) اغراض لیگ سے متعلقہ مسائل پر بحث مباحثہ کرنے کے واسطے کسی مناسب جگہ میں مناسب وقت پر سالانہ جلسہ آل انڈیا مسلم لیگ کا منعقد کرنا۔

(د) مذکورہ بالا اغراض سے درمیان سال میں مناسب مقامات پر مناسب وقتوں میں ممبران لیگ کے جلسے کرنا بشرطیکہ کم از کم ایک خمس ممبران مسلم لیگ سنٹرل کمیٹی سے ایسے جلسوں کے واسطے درخواست کریں یا سنٹرل کمیٹی کے دو ممبر ایسے جلسوں کا قائم کرنا ضروری خیال کریں۔

(ہ) آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس نیز درمیانی جلسوں مندرجہ ذیل ضمن (ج) و (د) دفعہ ہذا میں ممبروں کے سوا کسی اور شخص یا اشخاص کو بحیثیت وزیٹر شریک ہونے کی اجازت دینا۔

(و) سنٹرل کمیٹی مجاز ہو گی کہ جلسہ ہائے مندرجہ ضمن (ج) و (د) دفعہ ہذا میں وزیٹری کے واسطے جو مناسب سمجھے فیس داخلہ مقرر کر دے یا ان کی تعداد کو محدود یا بعض شرائط کے ساتھ مشروط کر دے۔

(ز) سنٹرل کمیٹی مجاز ہو گی کہ پریس کے قائم مقاموں کی کارروائی کی رپورٹ قلمبند کرنے کے لئے فیس

داخلہ سے مستثنیٰ کر کے متذکرہ صدر جلسوں میں داخل ہونے کی اجازت دے۔

فرائض سنٹرل کمیٹی

دفعہ 24 سینٹرل کمیٹی کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) جہاں تک ممکن ہو ہر ایک صوبہ میں پراونشل لیگ قائم کرنے کی کوشش کرنا۔

(ب) جو رزولیوشن سنٹرل کمیٹی یا آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں میں منظور کئے گئے ہوں ان رزولیوشنوں کی عملی کامیابی کے واسطے ہمیشہ ضروری کارروائی کرتے رہنا۔

(ج) کل ضروری اور مفید اطلاعیں مقاصد لیگ کے لحاظ سے فراہم کرنا

(د) دفعہ 23 ضمن الف میں جن کارروائیوں کا بذریعہ خط و کتابت طے کرنا مناسب سمجھا گیا ہے ان کو حتی الامکان خط و کتابت کے ذریعہ سے طے کرنا۔

(ہ) آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ اور دیگر جلسوں کے کاموں کا اجنڈا ممبران آل انڈیا مسلم لیگ کے پاس بھیجنا اور ان جلسوں کا وقت اور مقام مقرر کرنا۔

(و) سالانہ جلسہ کے واسطے پریذیڈنٹ کا مقرر کرنا۔

عہدہ داران

دفعہ 25۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے عہدہ دار حسب ذیل ہوں گے اور ان کا انتخاب آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ میں ہوگا۔

ایک۔ پریذیڈنٹ۔

چھ۔ وائس پریذیڈنٹ مختلف صوبوں سے۔

ایک۔ سیکرٹری۔

دو۔ جائنٹ سیکرٹری۔

دفعہ 26۔ عہدہ ہائے لیگ کے امیدواروں کو کم از کم چھ ہفتہ قبل اس اجلاس کے جس میں ان کا نام انتخاب کے لئے پیش کیا جائے لیگ کا کوئی ممبر نامزد کرے گا اور دوسرا ممبر اس کی تائید کرے گا اور لیگ کے سیکرٹری کے پاس بھیج دے گا۔ سیکرٹری ایسے کل ناموں کو معہ نام محرک و موئد کم از کم چار ہفتہ قبل از اجلاس لیگ کے تمام ممبروں میں شائع کر دے گا۔

دفعہ 28۔ ممبران موجودہ اجلاس امیدواروں میں سے عہدہ داران کا انتخاب بذریعہ بیلٹ کے کریں گے اور غیر حاضر بذریعہ تحریر کے اپنا تحریری ووٹ سیکرٹری کے پاس بھیج دیں گے۔

دفعہ 28۔ ہر ایک عہدہ دار تین برس کے واسطے مقرر ہوگا اور مکرر بھی منتخب ہو سکے گا۔

دفعہ 29۔ آنریری سیکرٹری اپنے دفتر کی کارروائی اور حساب کتاب کا ذمہ دار ہوگا۔

دفعہ 30۔ آنریری سیکرٹری مجاز ہوگا کہ کسی خاص ضرورت سے کوئی عارضی سب کمیٹی مقرر کرے۔

دفعہ 31۔ آنریری سیکرٹری مجاز ہوگا کہ اپنی عارضی غیر حاضری میں جائنٹ سیکرٹریوں میں سے کسی ایک جائنٹ سیکرٹری کو اپنا قائم مقام مقرر کردے اور ممبران سنٹرل کمیٹی کو گشتی مراسلہ کے ذریعہ سے اس کی اطلاع کردے۔

دفعہ 32۔ جائنٹ سیکرٹری آنریری سیکرٹری کو اس کے کام میں مدد دیں گے اور اس کی زیر ہدایت کام کریں گے۔

رکنیت اور عہدہ سے علیحدہ ہونا

دفعہ 33۔ ہر ایک ممبر و عہدہ دار کو اختیار ہوگا کہ وہ ممبری سے یا عہدہ سے اپنا استعفیٰ پیش کرے۔

دفعہ 34۔ جب سنٹرل کمیٹی کی تین ربع آراء موصولہ کسی ممبر یا عہدہ دار کی نسبت یہ رائے ہو جائے کہ اس کا آل انڈیا مسلم لیگ یا سنٹرل کمیٹی میں شامل رہنا مقاصد آل انڈیا مسلم لیگ کے لئے مضر ہے تو سنٹرل کمیٹی اس ممبر یا عہدہ دار کو اپنے جواب پیش کرنے کا موقع دینے کے بعد اس بات کی مجاز ہوگی کہ تا فیصلہ آل انڈیا مسلم لیگ اس ممبر یا عہدہ دار کے ساتھ اپنے تعلقات منقطع کردے اور سنٹرل کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اس کے بعد اس مسئلہ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے آخری فیصلہ کے واسطے سب سے پہلے موقع پر پیش کردے۔

دفعہ 35۔ جب آل انڈیا مسلم لیگ کے ممبروں کی تین ربع آرائے موصولہ کسی ممبر یا عہدہ دار کی نسبت یہ ہو جائے کہ اس کی شرکت آل انڈیا مسلم لیگ یا سنٹرل کمیٹی میں مقاصد لیگ کے حق میں مضر ہے تو ایسے ممبر یا عہدہ دار کو اس ممبری یا عہدہ سے علیحدہ کیا جا سکے گا۔

سرمایہ

دفعہ 36۔ سالانہ اجلاس اور دوسرے جلسوں کے وقت ممبروں اور وزیٹروں سے جو فیس وصول ہو اور عطیات اور چندے یا دوسری کوئی رقوم جو لیگ یا سنٹرل کمیٹی اپنی کل اغراض یا کسی خاص مقصد کے واسطے وقتاً فوقتاً حاصل اور جمع کرے یہ سب لیگ کا سرمایہ ہوگا۔

دفعہ 37۔ لیگ کا سرمایہ آل انڈیا مسلم لیگ کے نام سے بنگال بنک میں یا اگر کسی جگہ بنگال بنک موجود نہ ہوتو دوسرے کسی بنک میں حسب صوابدید سنٹرل کمیٹی جمع کیا جائے گا اور سیکرٹری کے دستخطوں سے وصول کیا جا سکے گا۔

دفعہ 38۔ (الف) ممبران سنٹرل کمیٹی ہر سال ایک فنانس کمیٹی مقرر کریں گے جو پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری کمیٹی کے تین ممبروں سے مرکب ہوگی۔

(ب) فنانس کمیٹی سال بھر کی آمدنی اور خرچ کا بجٹ تیار کرے گی جو سنٹرل کمیٹی میں بعد غور اور ضروری ردوبدل کے منظور کیا جائے گا اور سیکرٹری اس کے مطابق خرچ کرنے کا مجاز ہوگا۔

(ج) فنانس کمیٹی سال تمام پر اصلی آمدنی اور خرچ کا حساب سنٹرل کمیٹی پیش کرے گی جو کسی سند یافتہ فرم آف آڈیٹرس سے جانچ کرایا جائے گا اور سنٹرل کمیٹی میں پیش ہو کر منظور کیا جائے گا۔

(د) فنانس کمیٹی کو اپنی ذمہ داری پر اتفاقیہ ضرورتوں میں منظور شدہ بجٹ سے کسی قدر فاضل خرچ کرنے کا اختیار ہوگا۔ جس کی مقدار منظور شدہ تعداد پر دس روپیہ فی صدی سے زیادہ نہیں ہوگی لیکن ایسا زائد خرچ جس قدر جلد ممکن ہو آخری منظوری کے واسطے سنٹرل کمیٹی کی اطلاع میں لایا جائے گا۔

قواعد اور بائی لاز

دفعہ 39۔ (الف) لیگ کے قواعد میں اضافہ ترمیم یا تنسیخ صرف دوثلث ممبران لیگ کی کثرت رائے سے سالانہ اجلاس کے وقت ہو سکے گی۔

(ب) اس قسم کے ہر ایک اضافہ اور تبدیلی کی تحریک ایک ممبر کرے گا اور کم سے کم ایک ممبر اس کی تائید کرے گا۔ محرک اس تحریک کو لکھ کر بدستخط موئد کم سے کم آٹھ ہفتے قبل سالانہ اجلاس کے سیکرٹری کے پاس بھیجے گا اور سیکرٹری کم سے کم پانچ ہفتہ قبل سالانہ اجلاس کے سیکرٹری کے پاس بھیجے گا اور سیکرٹری کم سے کم پانچ ہفتہ قبل سالانہ اجلاس کے اس تحریک کو تمام ممبران لیگ میں شائع کرے گا۔

دفعہ 40۔ سنٹرل کمیٹی کو اپنے کاموں کے حسن انتظام اور نیز لیگ کے ان کاموں کے واسطے جن کے لئے لیگ کے قواعد مروجہ وقت میں کوئی قاعدہ نہیں مقرر کیا گیا ہے بائی لاز بنانے کا حق ہوگا لیکن کوئی ایسا بائی لاز جائز نہیں سمجھا جائے گا جو لیگ کے کسی قاعدہ مسلمہ کے اصل اصول کے ساتھ مخالفت رکھتا ہو۔[3]

قیادت مسلم لیگ

جنوری 1910ء تک مسلم لیگ کا انتظام علی گڑھ کے افراد کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس سال ہی یہاں

لوگوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ جو علی گڑھ سے ربط ضبط تو رکھتے تھے لیکن اس پر باہر سے اثر ڈالتے تھے۔ لیگ کے قیام کے وقت نواب محسن الملک اور وقار الملک دونوں کو مشترکہ طور پر اس کا سیکرٹری نامزد کیا گیا تھا۔ تاکہ وہ اس کے کام کو آگے بڑھا سکیں دونوں علی گڑھ تحریک سے منسلک تھے اور اوائل بیسویں صدی سے اپنی قوم کی سیاسی تنظیم سازی میں نمایاں تھے۔ نواب محسن الملک 1898ء میں سرسید احمد خاں کے انتقال کے بعد سے مسلم کالج کے منتظم کی کلیدی حیثیت رکھتے تھے۔ اس مرحلے میں لیگ کو چلانے کا کام ان کے ذمہ تھا۔

نواب محسن الملک کا انتقال 1907ء میں ہوا تو مسلم کالج کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کی ذمہ داری نواب وقار الملک کے کاندھوں پر آ گئی۔ لیکن بہت جلد اُنہوں نے اسے اپنے بس سے باہر پایا اور خود کو کالج کے لئے وقف کر کے مسلم لیگ کو کسی دوسرے کے لئے چھوڑ دیا۔ 1908ء میں مسلم لیگ کے نئے عہدے داران کا انتخاب ہوا۔ آغا خاں صدر منتخب ہوئے۔ اور میجر سید حسین بلگرامی (وفات 1915ء) سیکرٹری منتخب ہو گئے۔ وہ انڈین میڈیکل سروس سے حال ہی میں بطور طبیب (ڈاکٹر) ریٹائر ہوئے تھے۔ علی گڑھ کے شیروانی گھرانے کے حاجی موسیٰ خاں جائنٹ سیکرٹری بن گئے۔ یہ تینوں آل انڈیا مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کونسل کا حصہ تھے۔ ان میں سے سیکرٹری کا عہدہ بالقوۃ زیادہ مقتدر تھا کیونکہ وہی سب سے بڑھ کر مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کونسل کا حصہ تھے۔ سید حسن بلگرامی بحیثیت سیکرٹری یہ اختیارات نبھانے میں ناکام رہے۔ کیونکہ منتخب ہوتے ہی ایک ماہ کے اندر وہ ذاتی وجوہ کی بناء پر انگلینڈ چلے گئے۔ اس طرح سارے کا سارا کام حاجی موسیٰ خاں کرتے تھے۔

جنوری 1910ء میں مسلم لیگ کے دہلی اجلاس میں سیکرٹری کے لئے تازہ انتخاب کے بعد محمد عزیز مرزا (1864-1912ء) نے میجر بلگرامی کی جگہ لے لی۔ عزیز مرزا مسلم کالج کے طالب علم کی حیثیت سے علی گڑھ سے منسلک رہے تھے۔ اُنہوں نے وہاں امتیاز کے ساتھ بی۔اے کا امتحان پاس کیا جس میں وہ اول آئے بطور طالب علم وہ کالج یونین کی سرگرمیوں میں شریک رہے۔ وہ سڈن یونین کلب کے سیکرٹری تھے جو مختلف سماجی اور زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر مباحث منعقد کرتا تھا۔ 1877ء میں اُنہوں نے کالج ہڑتال کی قیادت کی جس کے لئے وہ کچھ عرصے کے لئے نکال دیئے گئے تھے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عزیز مرزا حکومت حیدرآباد میں شامل ہو گئے اور بہت سے اشراف کی طرح وہ اعلیٰ اور اہم عہدوں پر فائز رہے۔ 1909ء میں وہ بطور ہوم اور جوڈیشنل سیکرٹری ریٹائر ہوئے۔ اور علی گڑھ میں قیام پذیر ہو گئے۔ وقار الملک

نے کالج معاملات میں عزیز مرزا کا تعاون حاصل کرلیا وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ مدد کے لئے انہیں مضبوط بازو میسر آ گیا ہے۔ بلاشبہ ان کی یہ آرزو تھی کہ عزیز مرزا مسلم کالج کے سیکرٹری کی حیثیت سے ان کی جگہ لیں۔ اور یہ عہدہ انہیں 1912ء میں واقعتا پیش کیا گیا۔ لیکن نواب وقار الملک کا منصوبہ اس لئے کامیاب نہ ہوا کہ آغا خاں اور دوسرے تعلیم یافتہ مسلمان انہیں مسلسل یاددھانی کراتے رہتے تھے کہ وہ عزیز مرزا کو مسلم لیگ کی سیکرٹری شپ کے لئے فارغ کردیں۔

عزیز مرزا نے خود کو مسلم لیگ کے لئے وقف کردیا بطور سیکرٹری اپنے دو سالوں میں اُنہوں نے مرکزی اور صوبائی سطح پر تنظیم کو مضبوط بنایا۔ بقول خود عزیز مرزا کے ان کی آرزو تھی کہ گوکھلے کی سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے خطوط پر مسلم نوجوانوں کی ایک جماعت تیار کریں جو ہمارے پیغام کو آگے بڑھانے اور ہماری قوم کی سیاسی تعلیم میں ہماری مدد کرسکیں۔ بدقسمتی سے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ زیادہ دیر زندہ نہ رہے۔ اپنے انتقال سے پہلے عزیز مرزا نے تنظیم کی بہت سی صوبائی شاخوں کو از سرنو قائم اور منظم کیا۔ اس مقصد کے لئے وہ دورے کرتے تھے تا کہ خود کام کی نگرانی کرسکیں۔ اپنے ہر طرح کے ہم مذہبوں میں آل انڈیا مسلم لیگ کو مقبول بنانے کے لئے وہ اردو اور انگریزی میں مضمون لکھتے تھے مسلم پالیٹکس اور مسلم لیگ اور اس کے اصول اس زمانے میں لکھی گئی ان کی مسلم لیگ کے بارے میں قابل قدر تصنیف ہیں۔ اُنہوں نے ہی 1910ء میں محمد علی جناح کو مسلم لیگ میں شامل ہونے اور کام کرنے پر آمادہ کیا۔ جناح نے بھی عزیز مرزا کو مایوس نہیں کیا اور مسلم لیگ کے لئے بمبئی میں خدمت انجام دی۔

عزیز مرزا کی وفات کے بعد سید وزیر حسن (1947ء - 1874ء) نے ان کی جگہ لی۔ جوان کے دو جائنٹ سیکرٹریوں میں سے ایک تھے۔ مرزا کے انتقال کے بعد وزیر حسن ہی نے انتہائی کوشش کرکے مسلم لیگ کا اجلاس منظم کیا جو مارچ 1912ء کو کلکتہ میں منعقد ہوا۔ سید وزیر حسن عزیز مرزا کی طرح شمالی صوبہ جات متحدہ کے ایک چھوٹے اشراف زمیندار گھرانے کے فرد تھے اور علی گڑھ میں طالب علم رہ چکے تھے۔ اُنہوں نے 1912ء سے 1919ء تک لیگ میں خدمات انجام دیں اور اس کی پالیسی میں بڑی پہل قدمیوں کے شاہد رہے۔ مثلاً ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ کو لیگ کے مقصد کے طور پر اختیار کرنا اور جداگانہ مسلم انتخاب کے سوال پر کانگریس سے سمجھوتہ اور 1916ء کا کانگریس لیگ میثاق۔ وزیر حسن کے استعفیٰ کے بعد سید ظہور حسن ان کی جگہ آئے جو اوائل صدی میں ہندی اردو کشمکش میں نمایاں کارکردگی

کے حائل رہے۔ ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ نواب وقار الملک سے ظہور احمد تک اور ان کے بعد بھی سیکرٹری کی جو تبدیلیاں ہوئیں ان میں مسلم لیگ کے ضوابط کا خیال رکھا گیا۔ خفیہ طریقوں کا معمولی سا عنصر بھی موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی کبھی کسی کا تختہ الٹا گیا۔

مسلم لیگ ہیڈ کوارٹرز کی تبدیلی

مسلم لیگ کے قیام کے وقت علی گڑھ کو اس کے لئے بہترین مرکز خیال کیا گیا، وجہ ظاہر تھی، سیکرٹریوں کا تعلق علی گڑھ سے تھا۔ اس لئے منطقی طور پر اس کا ہیڈ کوارٹر علی گڑھ میں رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ علی گڑھ کے انتخاب میں کچھ اور فائدے بھی تھے یہ جگہ مسلم لیگ کے کام کو چلانے کے لئے تمام ضروری مدد مہیا کر سکتی تھی۔ علی گڑھ پہلے سے ہی ایک کل ہند سطح کی تنظیم یعنی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ موخر الذکر جگہ مسلم لیگ کے لئے بے حد مدد کا باعث بنی اور کئی سال تک لیگ کے اجلاس اسی جگہ ہوتے رہے جہاں کانفرنس کے ہوتے تھے دراصل کانفرنس کا اجلاس ہی لیگ اجلاس کا نقیب ہوتا تھا۔ مسلم لیگ علی گڑھ سے باہر جانے کے بعد بھی اس سہولت کو استعمال کرتی رہی۔

اگرچہ شروع میں علی گڑھ کو مسلم لیگ کا مرکز بنانا خاصا مناسب تھا۔ لیکن جلد ہی محسوس کیا گیا کہ یہ انتخاب موزوں نہیں۔ عمومی اندیشہ یہ تھا کہ لیگ کی علی گڑھ میں موجودگی کالج کے طالب علموں کی توجہ منتشر کرنے کا سبب بنے گی اور یہ امر اس کلیدی مسلم تعلیمی ادارے کے لئے مجموعی طور پر اچھا نہ ہوگا۔ پھر 1907ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس میں طالب علم ملوث تھے اور یہ فیصلہ کن ثابت ہوا۔

ہوا یہ کہ ایک طالب علم غلام نبی کا ایک پولیس سپاہی سے نمائش میں، جو علی گڑھ کی ایک سالانہ خصوصیت تھی،، جھگڑا ہو گیا۔ پرنسپل ڈبلیو۔ اے۔ جے آرچ بولڈ (1865ء-1929ء) نے طالب علم کو خارج کر دیا۔ اس سے طالب علموں میں ہڑتال کے اثر کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مداخلت کی اور جس کا مقصد پرنسپل کے اقدام کی پردہ پوشی ہی تھا تو یورپین اسٹاف نے اس مداخلت کو اپنی توہین سمجھا۔ جلد ہی یہ کشمکش سنگین نوعیت کے بحران کو جنم دیتی ہوئی محسوس ہوئی۔ جس میں کالج کا یورپی اسٹاف کالج انتظامیہ کے خلاف صف آراء تھا۔ دوسری طرف طالب علم زیادتی کے الزام میں پرنسپل کے استعفے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ یہ پورا معاملہ نہایت خراب اس وجہ سے بھی ہو گیا کہ کالج کے تمام یورپی اسٹاف نے ٹرسٹیز (Trustees) کے رویے کے خلاف استعفیٰ دے کر خود کو نازک صورت حال سے دوچار کر لیا۔ صوبے کے لیفٹیننٹ گورنر کو بطور

کالج سرپرست مداخلت کرنا پڑی تا کہ اس جھگڑے کا خوشگوار تصفیہ ہو سکے۔ اس طرح ڈسپلن کے ایک خالص واقعہ نے سیاسی جہت اختیار کر لی جس میں طالب علم بھی ملوث ہوئے اور اپنی حیثیت منوانے کے لئے کالج انتظامیہ اور اساتذہ کے درمیان سخت کشیدگی کا باعث ہوئے۔ اس لئے یہ بات حیران کن نہیں کہ یہ سوچ کر جلد ہی مسلم لیگ کے ہیڈ کوارٹر کو علی گڑھ سے منتقل کرنا بہتر خیال کیا گیا۔

یہ حقائق مسلم لیگ کے اندر اور باہر ہر شخص کے سامنے تھے۔ یہ 1907ء کے کراچی اجلاس میں زیر بحث آئے۔ تاہم فیصلہ آئندہ مارچ میں ہونے والے علی گڑھ اجلاس تک موخر کر دیا گیا۔ درحقیقت کراچی میں لیگ نے سوائے تقریروں کے اور کوئی کام نہ کیا۔ اجلاس کے صدر آدم جی پیر بھائی نے خطاب کیا اور استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین علی محمد خان دہلوی نے ایک خیر مقدمی تقریر کی۔

علی گڑھ اجلاس سے قبل مسلم لیگ کے کچھ ارکان نے اس موضوع پر اپنی آراء ظاہر کیں۔ نصیر حسین خیال نے کہا کہ مسلم لیگ ہیڈ کوارٹر کی علی گڑھ میں موجودگی ہمارے لئے بہت سی مشکلات کا باعث ہوگی۔ اس لئے دنیا سوچے گی کہ مسلم لیگ بھی کالج کا حصہ ہے اور جو کچھ ہوا وہ اس کی وجہ سے ہوا۔ کالج کے پرانے طالب علم محمد علی کا خیال تھا کہ مسلم لیگ کے لئے مستقل ہیڈ کوارٹر ضروری نہیں یا اس شخص کے ساتھ ہی ہونے چاہئیں جو تنظیم کا انچارج ہو۔ انہوں نے کہا ''کہ ابھی ہمارے پاس کافی تعداد میں قابل اور تعلیم یافتہ افراد نہیں کہ ہم ایک مستقل ہیڈ کوارٹر بنا سکیں۔ ان کا خیال تھا کہ علی گڑھ کو لیگ کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر کم از کم پانچ سال تک نہیں چنا جانا چاہیے تھا۔ تاہم ہیڈ کوارٹر یہاں رکھا جا سکتا ہے۔ جب تک جناب والا (نواب وقار الملک) اس کے سیکرٹری ہوں۔

جب معاملہ علی گڑھ میں زیر بحث آیا۔ تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ لیگ کو کسی خاص مرکز سے نہ جوڑنا فائدہ مند ہوگا۔ تا کہ اپنے مقاصد کے فروغ کے لئے یہ جہاں چاہے اپنے اجلاس کر سکے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ممبران نواب وقار الملک کو مسلم لیگ کے سیکرٹری کے طور پر فارغ کرنے کے بعد اب مرکز کے مزید نقصان پر رضا مند نہ تھے۔ لیکن فیصلے میں یہ واضح عندیہ پاتا تھا کہ علی گڑھ کو مسلم لیگ کا ہیڈ کوارٹر صرف لیگ کی سہولت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور یہ کوئی اتنی مقدس جگہ نہ تھی۔ کہ اسے ہر قیمت پر مسلم لیگ کا ہیڈ کوارٹر رکھا جائے۔

ہیڈ کوارٹر کی تبدیلی 1910ء سے بہت پہلے آ سکتی تھی۔ اگر میجر حسن بلگرامی اپنے انتخاب کے فوراً بعد انگلینڈ جانے کا فیصلہ نہ کرتے۔ وہ لیگ کے ہیڈ کوارٹر کو لکھنؤ لانا چاہتے تھے۔ جو ان کے آبائی قصبے بلگرام

کے قریب تھا اور اس بارے میں انہوں نے اس کا 1908ء میں ایک خط میں ذکر کیا۔ جب وہ لندن سے جلد واپسی کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن وہ واپس نہ آئے اور حاجی موسیٰ خان علی گڑھ سے لیگ کے معاملات چلاتے رہے۔ اس لئے نواب وقار الملک کے استعفے کے باوجود ہیڈ کوارٹر وہیں رہے اور اس طرح طالب علموں کی سیاست بازی کا خطرہ بدستور لاینحل رہا۔ تاہم 1910ء تک ایک اور عنصر اس معاملے میں شامل ہوگیا اور فوری کارروائی ضروری ہوگئی۔ جے پی ہیوٹ صوبے کے لیفٹیننٹ گورنر تھے اور اس نے کالج انتظامیہ اور یورپی اسٹاف کے مابین پرامن تصفیے میں اہم رول ادا کیا تھا۔ لیکن اب وہ مسلم کالج کو سخت شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ کچھ لوگوں خاص طور پر کالج کے سیکرٹری نواب وقار الملک کے رویے سے بہت نالاں تھے۔ اس جھگڑے میں اس نے یورپی حیثیت کو خطرے میں محسوس کیا۔ پھر مورلے منٹو اصلاحی اسکیم کے دوران مسلم پالیسی اس پر مستزادتھی جس سے وائسرائے غیر مطمئن تھا۔ لیکن اور علی گڑھ کو ایک خطرناک آمیزہ سمجھا گیا اور منٹو نے سکھ کا سانس لیا جب آخرکار مسلم لیگ کو علی گڑھ سے لکھنؤ منتقل کیا گیا۔ اس نے اس فیصلے کو صحیح سمت میں ایک قدم قرار دیا۔ بلاشبہ وائسرائے اور لیفٹیننٹ گورنر دونوں کو امید تھی کہ مسلم لیگ ہیڈ کوارٹر کی منتقلی کے بعد یہ پہلے سے کہیں زیادہ قدامت پسند ہو جائے گی۔

مسلم لیگ جس نے اپنی سرگرمیوں کا آغاز مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے مقصد سے کیا تھا۔ اپنی زندگی کے چھٹے سال میں اس نے ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ کو اپنے مسلک میں شامل کرلیا اور یہ مقصد ہند میں برطانوی حکومت کے زیر سایہ حاصل کیا جانا تھا۔ مسلم لیگ کے مقاصد اور مسلم رویے میں تبدیلیوں کی وجوہات پر مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ میں اس طرح تبصرہ کیا گیا ہے۔

ان کا رویہ کم مصالحانہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان کی پہلی بے اطمینانی اس جنگ سے پیدا ہوئی جو اٹلی اور ترکی کے درمیان 1911ء میں چھڑی اور اس پر برطانیہ کی غیر جانبداری نے تلخ احساسات کو جنم دیا۔ ہند کے مسلمان یہ محسوس کرتے تھے۔ کہ برطانیہ کی سترملین مسلمان رعایا کے مذہبی جذبات کا لحاظ رکھتے ہوئے برطانیہ ترکی کی حمایت کریگا۔ اس احساس کے ختم ہونے سے پہلے تقسیم بنگال کا اعلان کیا گیا۔ اس سے مسلمانوں کے حکومت میں اعتماد کا صدمہ پہنچا۔ ان کے خیال میں حکومت نے تقسیم کو برقرار رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ جنگ بلقان، 1913ء کے دوسرے نصف میں مزید اجنبیت لے کر آئی مسجد کانپور کے جزوی انہدام سے پیدا ہونے والے فسادات اور جانی نقصان نے تعلقات کو مزید زک پہنچائی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلم سیاسی رویہ جزوی طور پر ہندوستانی امور سے پیدا ہوا تھا۔لیکن اس کا زیادہ سبب باہر کی دنیا میں ہونے والے واقعات تھے۔عمومی طور پر مسلم رویوں کے بارے میں یہ بات خواہ کتنی ہی سچ ہو لیکن وہ ان پیچیدہ وجوہات کی حتمی توجیہہ نہیں ہے جو لیگ کے مقاصد کے میں تبدیلیوں کا سبب بنے۔

بلاشبہ اٹلی کی طرابلس پر جارحیت بلقان میں ترکی کے خلاف جنگ کا آغاز اور شمال مغربی ایران کے شہر مشہد پر روسی بمباری سے ہندوستان کے مسلمان خاصے پریشان ہوئے۔لیکن ان واقعات سے کوئی بڑا احتجاج پیدا نہ ہوا۔صوبہ جات متحدہ کے ایک اہلکار نے کہا کہ مسلم آبادی نے ترکی اور اٹلی کے درمیان جنگ اور ایران میں ہونے والے واقعات پر کسی بڑے جذبات کا اظہار نہیں کیا۔دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کے بارے میں بھی اسی طرح کی رپورٹیں تھیں۔مزید برآں جب 1914ء میں ترکی نے برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کیا تو کوئی بڑا احتجاج نہ ہوا۔ترکی کے بارے میں فکرمندی کا تعلق مسلم لیگ سے نہیں بلکہ خلافت کمیٹی سے تھا۔لیگ کے سیکرٹری نے مسلم لیگ کو مسئلہ خلافت سے باہر رکھنے کے لئے خاصا کام کیا۔جب ایک سابقہ وائس پریذیڈنٹ حکیم محمد اجمل خان نے اصرار کیا کہ وہ خلافت کمیٹی کے سلسلے میں مسلم لیگ کو متحرک کرنے کی کوشش کریں گے تو انہیں احتراماً بتایا گیا کہ خلافت کمیٹی گردن توڑ رفتار سے بھاگ رہی ہے اور لیگ کے لئے اس کے ہم قدم رہنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔مزید برآں مسلمانوں کے سیاسی معاملات اور وسیع تر مذہبی احساسات میں واضح امتیاز برقرار رکھنا انتہائی اہم تھا یہ عزم کہ لیگ خود کو بیرونی مسائل سے زیادہ ہندوستانی امور کے لئے وقف کرے شروع ہی سے ظاہر تھا۔جب 1908ء میں مسلم لیگ ٹرانس وال کے ہندوستانیوں کے مسئلے میں الجھی تو سید علی امام نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ اپنی توانائیاں ایک ایسے مسئلے پر ضائع کر رہی ہے جس سے مسلم لیگ دور کا تعلق بھی نہیں اور یہ چیز مسلم لیگ کے لئے کسی شرف کا باعث نہ ہوگی۔اس طرح جب نصیر حسین خیال نے ایران کے آئینی انقلاب پر لیگ کو قرارداد پاس کرنے کے لئے کہا تو موسیٰ خان نے ان سے سوال کیا کہ ''آیا اپنی توجہ کو ایسے وقت میں بیرونی معاملات پر مرکوز کرنا مناسب ہوگا جب داخلی طور پر بہت سا سیاسی کام باقی ہے۔

بلاشبہ یہ داخلی نمو پذیر حالات ہی تھے۔جو مسلم لیگ پالیسی میں تبدیلی کا سبب تھے۔اول تو یہ سرکاری رویوں سے پریشان تھی۔1909ء کی مورلے منٹو اصلاحات پر اثر انداز ہونے کے لئے مسلم رائے عامہ کو جس طور ابھارا گیا حکومت اس سے ناخوش تھی جیسا کہ منٹو اور ہیوٹ کے ردعمل سے ظاہر ہے جو

و مسلم لیگ ہیڈ کوارٹر کی علی گڑھ سے لکھنؤ منتقلی پر سامنے آیا۔ اس پر مستزاد حکومت ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کا رویہ تھا جس نے مسلم لیگ سے مسلمان قوم کے نمائندہ ادارے کے طور پر معاملت کرنے سے انکار کر دیا۔

یہ معاملہ مئی 1910ء کے مسلم لیگ کونسل اجلاس میں زیر بحث آیا۔ امیر علی اور آغا خان سے بھی صلاح مشورہ کیا گیا۔ حکومت کے نام ایک خط میں مسلم لیگ نے جوابی سوال کھڑا کیا اور سرکاری فیصلے کی اصابت کو چیلنج کیا۔ اس پر سرکاری رویے میں اس حد تک نرمی ہو گئی کہ لیگ کو مطلع کیا گیا کہ حکومت ہند کو اس امر پر کوئی اعتراض نہیں کہ مسلم لیگ کل ہند نوعیت کے مسائل پر حکومت سے رابطہ کرے۔ لیکن ساتھ ہی اضافہ کیا گیا کہ جہاں تک مقامی معاملات کا تعلق ہے تو لیگ کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ پہلے وہ مقامی حکومت سے ہی بات کرے۔ مسلم لیگ ایک کل ہند سطح کی تنظیم تھی اور اپنی تخلیق کے وقت سے امور پر مرکزی حکومت سے معاملہ کرتی آئی تھی۔ لیکن حکومت کے حالیہ اقدام نے اسے مقامی حکومتوں تک محدود کرنے کی سعی لا حاصل کی۔

سرکاری اقدام صرف یہیں تک محدود نہ تھا۔ 1911ء میں کچھ مزید کا اضافہ ہو گیا۔ اس سال مسلم لیگ کو دہلی میں اجلاس بلانے سے روک دیا گیا۔ اپنی مروجہ روش کے مطابق مسلم لیگ نے خاصا پہلے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کا دسمبر 1911ء کا اجلاس دہلی میں ہوگا۔ چونکہ لیگ کا اجلاس اور شہنشاہ معظم کی تاج پوشی کی تقریبات ہم وقت تھیں اس لئے سرکاری اہلکاروں نے مسلم لیگ کے فیصلے کو شرارت آمیز محرکات پر محمول کیا اور اسے شاہی رویے کی اہانت گردانا۔ وائسرائے لارڈ ہارڈنگ کا خیال تھا کہ لیگ کا اجلاس جس میں قوم کے خاصے بڑے طبقے کی شمولیت متوقع تھی، بادشاہ معظم پر غلط تاثر چھوڑے گا۔ وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری نے اظہار خیال کیا کہ اگر اس بات کا بادشاہ کو علم ہوا کہ اتنا بڑا سیاسی جلسہ کیا گیا ہے تو وہ یہ سوچیں گے کہ دربار کا مجمع مسلم لیگ کے سیاسی اجلاس کی وجہ سے اکٹھا ہوا ہے اور وہ تاج پوشی تقریبات کے لئے دہلی نہیں آئے۔ لہٰذا لیگ اجلاس کی ممانعت ہو گئی۔

لیکن سرکاری فیصلے کو بھی چیلنج درپیش ہوا۔ مسلم لیگ کونسل نے وائسرائے سے سخت احتجاج کیا جو مسلم لیگ کے مقاصد کے بارے میں اس سے منسوب رائے پر تھا۔ لیکن اگر حکومت نے مسلم لیگ کی نمائندہ حیثیت کے بارے میں اپنے پچھلے رویے میں نرمی پیدا کر لی تھی تو اس بار اس رویے میں تبدیلی کا کوئی نہیں تھا۔ اجلاس فوراً ملتوی کرنا پڑا۔ ماضی کے تناظر میں دیکھتے ہوئے اب یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ممانعت اجلاس کی وجہ پہلے بیان کردہ وجوہات کی بجائے وہ اعلانات تھے جو تاج پوشی کے موقع پر کئے گئے۔

شہنشاہ کے دورے کا اہم واقعہ تقسیم بنگال کی تنسیخ کا اعلان تھا ہند کے مسلمان بالعموم لیکن خاص طور پر بنگال کے مسلمان اس تقسیم پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ دہلی میں مسلم سیاستدانوں کی بڑی تعداد میں موجودگی حکومت کے لئے خاصی پریشان کن ہوسکتی تھی کیونکہ اعلان تنسیخ تقسیم مسلم لیگ خاموشی سے برداشت نہ کرسکتی تھی۔

تقسیم بنگال کو در یابرد کرنے کے اعلان سے مسلمانوں کو شدید رنج پہنچا۔ نواب ڈھاکہ نے تقسیم کو برقرار رکھنے کی کوشش میں بہت کچھ داؤ پر لگایا تھا اور انہوں نے اس مذمت میں وہ تمام آثار دیکھے جو ایک انتہائی باغیانہ ہندو احتجاج کو مراعات دینے کے برابر تھے۔ تنسیخ تقسیم بنگال کے اعلان کا فوری ردعمل ہوا۔ دہلی میں موجود مسلم لیگ کے ایک ممبر ڈاکٹر عبداللہ سہروردی (وفات 1935ء) نے اعلان کیا کہ اب یہ چیز واضح ہوگئی ہے کہ احتجاجی جو کچھ چاہتے تھے وہ انہیں مل گیا ہے اور جو خاموش تھے انہیں بالکل فراموش کردیا گیا ہے۔ اب مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ مل جانا چاہئے اور کانگرس میں شامل ہوجانا چاہیے۔ کیونکہ یہی وہ طریقہ ہے جس سے وہ کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں پر بھی کچھ اسی طرح کا احساس طاری تھا جہاں تقسیم میں تبدیلی کی خبر نے قوم کو سوچنے اور یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ احتجاج ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اس اثناء تو اب میں وقار الملک نے جو تاج پوشی کی تقریبات میں شرکت کر چکے تھے وہاں سے واپسی پر علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں اعلان کیا کہ:

اب یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ مسلمانوں کو حکومت پر انحصار کا مزید مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ یہ ایک لغو نصیحت معلوم ہوگئی اب حکومت پر اعتماد کرنے کا وقت باقی نہیں رہا خدا پر بھروسے کے بعد اعتماد کے لئے بہترین چیز ہماری اپنی قوت ہے۔ ہمارے ہم ملکوں (ہندوؤں) نے ہمارے لئے یہ مثال قائم کی ہے۔

سچ یہ ہے کہ اب لیگ کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ حکومت کی طرف اس کا رویہ مودبانہ کی بجائے پروقارانہ ہونا چاہئے۔ عزیز مرزا نے اعلان کیا:

وقت بدل چکا ہے۔ اب ہم حکومت پر مزید انحصار نہیں کرسکتے ہمیں اپنے حقوق کے دفاع کے لئے ان تمام ہتھیاروں کو کام میں لانا ہوگا جو آج مفید خیال ہوتے ہیں۔ ہمیں اب تک کی ہندوؤں کی طرف اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔

ظاہراً حکومت اور مسلمانوں کے مابین باہمی اعتماد اور اشتراک کار کی پالیسی جو بہت عرصہ قبل سر

سید احمد خان نے قائم کی تھی اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی۔

اعلان دہلی سے دو سال پہلے ہی سر آغا خان نے بدلتے ہوئے مسلم موڈ کو محسوس کرنا اور اسکی پیش بندی کرنا شروع کردی تھی۔ موسیٰ خان کے نام ایک انتہائی خفیہ خط میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اگر مسلم سوچ کی تشکیل اور تنظیم سازی حکومت اور عوام کو متاثر کرنے کے لئے ضروری ہے تو میری اور مسلم راہنماؤں کی نجی ملاقات ہونی چاہیے۔ ایسی کانفرنس 27 اور 28 جنوری 1910ء کو دہلی میں ہوئی۔ تفصیلات نہ ہونے کی وجہ سے اس بات کا علم نہیں کہ کیا چیز اس دو روزہ ملاقات میں سامنے آئی۔ دراصل رازداری کی خاطر کوئی تفصیلات محفوظ بھی نہیں کی گئیں۔ اس کا امکان کم ہے کہ لیگی مقاصد زیر بحث نہ آئے ہوں۔ اس نجی ملاقات کے بعد ہونے والے لیگ کے اجلاس نے اپنے آئین میں کچھ تبدیلیوں کا اعلان کیا۔ ان کا تعلق ممبر شپ کو چار سے آٹھ سو تک کرنا اور ممبر شپ فیس 25 روپے سے گھٹا کر 20 روپے کرنا تھا۔ ارساتھ یہ سہولت رکھی گئی کہ فیس سال میں چار اقساط میں ادا کی جا سکتی ہے۔ ماضی میں عائد کردہ 25 روپے کی رجسٹریشن فیس بھی ختم کردی گئی۔ ان میں سے کوئی تبدیلی انقلابی نہ تھی لیکن ان سے لیگ کا سیاسی افق وسیع ہوا اور اسے زیادہ وزن حاصل ہوگیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ یہ تبدیلیاں ناکافی ہی رہیں۔ یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ عزیز مرزا نے سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کے طرز پر نوجوان کے جتھے تیار کرنے کا خیال ظاہر کیا۔

اعلان دہلی دربار مسلم لیگ کے آئین میں مزید تبدیلیوں کا محرک بنا۔ اعلان کے فوراً بعد دہلی میں موجود مسلم لیگ ممبران کا اجلاس ہوا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مارچ 1912ء میں کلکتہ میں ایک رازدارانہ اجلاس کیا جائے تا کہ مسلم لیگ کے مقاصد کا ازسرنو تعین اور اس کے آئین پر نظر ثانی ہو سکے۔ اس طرح کا فیصلہ حیران کن نہیں۔ تنسیخ تقسیم بنگال نے فیصلہ کن طریقے سے سیاست کی تغیر پذیری ثابت کردی تھی۔ اگر اعلیٰ ترین سرکاری اہلکاروں کے بقول تقسیم کی طے شدہ حقیقت کو بدلا جا سکتا ہے تو مسلم لیگ بھی رویے پر نظر ثانی کرنے کی مجاز تھی۔ چونکہ کلکتہ اجلاس کا فیصلہ ایسے وقت میں ہوا جب لیگی امور عزیز مرزا کے ہاتھ میں تھے اس لئے اس حقیقت کا امکان ہے کہ یہ تبدیلیاں ان کی محنت اور سوچ کا نتیجہ تھیں۔ اس کی ایک جھلک اعلان دہلی دربار پر ان کی محنت اور سوچ کا نتیجہ تھیں۔ اس کی ایک جھلک اعلان دہلی دربار پر ان کے ردعمل سے ظاہر ہے۔ لیکن وہ اجلاس کے وقت تک زندہ نہ رہے اور ذمہ داری ان کے جانشین سید وزیر حسن پر آ پڑی۔

مسلم لیگی آئین کے بارے میں کوئی خفیہ ملاقات کلکتہ میں نہ ہوئی۔ تاہم عبوری سیکرٹری وزیر حسن

کو ہدایت کی گئی کہ اس موضوع پر وہ نمایاں مسلمانوں کی رائے معلوم کریں۔ بعد میں وزیر حسن نے آغا خان کو بتایا کہ میں نے لیگ کے آئین اور پالیسی کے معاملے پر اپنی قوم کی نبض بڑے محتاط طریقے سے محسوس کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کام انہوں نے لیگ کے سارے ممبران کو خط بھیج کر کیا اور اس معاملے پر قوم کے دوسرے ممتاز افراد کی آراء معلوم کرنے کے لئے بھی انہوں نے خطوط کا سہارا لیا۔

سید وزیر حسن نے مسلم لیگ کے آئین کا نظر ثانی شدہ مسودہ تیار کیا اور اسے لیگ کے دسمبر 1912ء کے مجوزہ سالانہ اجلاس میں پیش کرنے والے تھے۔ لیکن آغا خان اور امیر علی کے ایک مشترکہ تار میں ترکی کی ہمدردی میں اجلاس کو ملتوی کرنے کے لئے کہا گیا جو اس وقت بلقانی جنگوں میں مصروف تھا۔ ایسا ہی کیا گیا لیکن وزیر حسن اس سالانہ اجلاس کو آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے زیر سایہ ایک کانفرنس میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ خالصتاً انتظامی نقطہ نظر سے کیا گیا۔ کیونکہ اجلاس کے انتظامات مکمل تھے اور اسے منقطع کرنا وزیر حسین کو ناپسند تھا۔ لیکن حقیقی وجہ جیسا کہ کانفرنس کے واقعات سے واضح طور پر سامنے آئی یہ تھی کہ لیگ کے مقاصد کو زیادہ پر اثر بنایا جائے اور اس کی کارکردگی کو بڑھایا جائے۔

سالانہ اجلاس 30 دسمبر کو شروع ہونا تھا لیکن یہ سیاسی کانفرنس 31 دسمبر 1912ء کو شروع ہوئی۔ یہ بات محل نظر رکھنا اہم ہے کہ اگرچہ سالانہ اجلاس ترکی سے یکجہتی کے اظہار کے طور پر ملتوی کیا گیا تھا لیکن اس جلسے میں لیگ نے آئین کے علاوہ کسی معاملے سے تعرض نہ کیا۔ امیر علی کی التوائے اجلاس کی درخواست پر وزیر حسن نے انہیں اس سے بھی زیادہ اہم داخلی امور گنوانے کی کوشش کی تھی۔ ان کے خیال میں مسلم لیگ کے آئین کا سوال مسلم دنیا کے امور سے کہیں بڑھ کر اہم تھا انہوں نے امیر علی کو لکھا کہ یہ انتہائی اہم سوالات لیگ کے اگلے اجلاس میں تصفیے کے متقاضی ہیں اور التواء ہندوستانی مسلمانوں کے مفاد کے لئے نامناسب اور تباہ کن ہوگا۔ ان کو امید تھی کہ ترکی شاید اب بھی اپنے ابتلا سے بچ نکلے۔ لیکن شاید یہ ہندی مسلمانوں کے نصیب میں نہ ہو اگر انکے مسائل پر توجہ نہ دی گئی۔ اسی وجہ سے وہ مسلم لیگ کا جلسہ کرنے میں پرعزم تھے قطع نظر اس کے کہ یہ سالانہ اجلاس ہے یا کچھ اور، اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے اندر حالات مسلم لیگ کے لئے اسلامی دنیا کے امور سے زیادہ اہم تھے۔

میٹنگ کے کامیاب اختتام کے بعد اس میں زیر بحث آنے والے سوال کی نوعیت کی وجہ سے وزیر حسن نے اسے یادگار قرار دیا۔ میٹنگ نے تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ کی

قرارداد منظور کی۔ چونکہ یہ فیصلہ لیگ کی معین پالیسی سے بہت زیادہ مختلف تھا اس لئے منظوری کے لئے اسے مارچ 1913 لکھنؤ میں لیگ کے سالانہ اجلاس میں پیش کیا گیا۔ معاملے کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہے کہ عموی اجلاس کی منظوری سے پہلے یہ قرارداد دو دن زیر بحث رہی۔

بحث زیادہ تر حکومت سے طلب کردہ سیلف گورنمنٹ کی نوعیت پر رہی۔ مظہر الحق اس کا واضح تعین ان الفاظ میں چاہتے تھے کہ یہ سیلف گورنمنٹ استعماری خطوط پر ہوگی۔ محمد علی جناح (1876ء-1948ء) اس تصور کے خلاف تھے۔ انہوں نے دلیل دی کہ اول تو سیلف گورنمنٹ والی نو آبادیوں یعنی کینیڈا، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کا آئین ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ بقول ان کے دوئم وجہ یہ ہے کہ نو آبادیاتی سیلف گورنمنٹ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ کچھ لوگ وہاں جاتے ہیں اور اسکو اپنی آبادی بنا لیتے ہیں۔ جو لوگ وہاں جاتے اور بستے ہیں ان کا تعلق مادر وطن سے ہوتا ہے۔ لہذا جناح نے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے استعماری خطوط پر مبنی سیلف گورنمنٹ کے تصور کے خلاف رائے دی۔ کیونکہ وہ اپنی آئندہ نسل کو اس نظریہ کا پابند نہیں بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی نہیں جانتا کہ آج سے 100 سال بعد ہندوستان کی ترقی اور حالات کی کیا صورت ہوگی۔ اس لیے وہ ملک کی آئندہ نسل کے ہاتھ پاؤں اس معاملے میں نہیں باندھنا چاہتے ہیں۔ ان کے مطابق سیلف گورنمنٹ کا تصور اس مفروضے پر مبنی تھا کہ یہ عوام پر عوام کے ذریعے حکومت ہے۔ رفیع الدین احمد سیلف گورنمنٹ کے آدرش کے خلاف تھے کیونکہ ان کا خیال میں ابھی اس تبدیلی کا وقت نہیں آیا۔ یہ مطالبہ انہیں فضول لگتا تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ بطور آدرش کے اسے اپنانا ضروری نہیں۔ انہیں اندیشہ تھا کہ اگر آپ کا کوئی آدرش ہے بھی تو یہ ہمارے اور حکومت کے درمیان کشیدگی کا باعث ہوگا۔ اس کے بعد معاملے پر رائے شماری کرائی گئی۔ نتیجہ وہ حمایت تھی جس کی وجہ سے مسلم لیگ کے مقاصد میں ایک نئی شق کا اضافہ کردیا گیا۔ نئی شق میں اعلان کیا گیا تھا کہ اپنے مقاصد کو ضرر پہنچائے بغیر مسلم لیگ آرزو رکھتی ہے کہ

''تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہندوستان کے لئے مناسب سیلف گورنمنٹ کا نظام حاصل کرے۔ یہ کام آئینی ذرائع سے کیا جائے، تاکہ دوسری چیزوں کے علاوہ موجودہ انتظامی نظام کی مسلسل اصلاح ہو سکے قومی یکجہتی کو فروغ ملے اور ہندوستان کے لوگوں میں عوامی جذبے کی نمو ہو سکے۔ مذکورہ مقصد کے لئے دوسری قوموں کا تعاون بھی حاصل کیا جائے۔

ایک عمومی غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ لیگ نے سیلف گورنمنٹ کا مقصد کانگریس کے قریب تر آنے کے لئے اپنایا۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس موضوع پر لیگ اور کانگریس کے تصورات میں نمایاں تضاد پایا جاتا ہے۔ سیلف گورنمنٹ کا کانگریسی مقصد ہندوستان کے لئے برطانوی آبادیوں میں قائم طرز حکومت پر مبنی تھا اور مسلم لیگ کا مطالبہ جیسا کہ لیگ کے اندر اس موضوع پر ہونے والی بحث سے سامنے آیا۔ مختلف قسم کا ہے۔ خاص طور پر یہ الفاظ ''ہندوستان کے لئے موزوں حکومت خود اختیاری'' اہم اور قابل غور ہیں۔ پھر اس مطالبے کو اس روشنی میں بھی دیکھنا چاہئے۔ جس کا ذکر دوسری قوموں اور مسلمانوں کے مفادات کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قرارداد کے ایک حصے میں قومی وحدت کو فروغ دینے اور عوامی جذبے کی ترویج کی بات کی گئی ہے لیکن دوسرے حصے میں اس مقصد کے لئے دوسری قوموں سے تعاون کا ذکر کیا گیا ہے اس سے واضح عندیہ ملتا ہے کہ قومی وحدت کا حصول جداگانہ مسلم شناخت کے اعتراف سے مشروط ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا بے معنی نہ ہوگا کہ مسلم لیگ نے آئندہ کے لئے اپنے راستے کھلے رکھنے کی سعی کی ہے تاکہ وقت ضرورت مسلم جداگانہ شناخت کی بنیاد پر علیحدہ یا جداوطن کا مطالبہ کیا جا سکے اور ہوا بھی ایسا ہی جب 1940ء میں مسلم لیگ نے علیحدہ مسلمان مملکت کا مطالبہ کر دیا۔ لہٰذا مسلم لیگ کا مطالبہ حکومت اختیاری کانگریس کے مطالبہ سے ہم آہنگ نہیں تھا۔

گو سیلف گورنمنٹ کا تصور مسلم لیگ نے 1912ء میں اپنایا جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اس سے قبل یہ طرز حکومت اشراف سوچ کا حصہ نہ تھی لیکن اس مقصد کا خفیف سا احساس کانگریس کے 1902ء میں اس مطالبے کو اختیار کرنے سے بہت پہلے موجود تھا۔ اس کا حوالہ مارچ 1913ء کے لکھنؤ میں مسلم لیگ کے اجلاس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین منشی احتشام علی نے دیا۔ وہ 1900ء کی اردو ڈیفنس ایسوسی ایشن سے گہرا ربط رکھتے تھے اور اکتوبر 1901ء کو لکھنؤ میں حامد علی خان کی رہائش گاہ پر ہونے والی میٹنگ میں موجود تھے۔ بقول ان کے میٹنگ میں اُنہوں نے سیلف گورنمنٹ کا مطالبہ کیا تھا۔[4]

مسلم لیگ کو درپیش مشکلات

الہ آباد کانفرنس کے مابعد حکومت سے مسلم لیگ کے تعلقات بگڑتے گئے۔ کچھ ہی عرصے بعد مسلم لیگ نے ہندوستان کے لئے سیلف گورنمنٹ کے حصول اور دوسری قومیتوں سے تعاون کرنے کا فیصلہ اپنایا۔ موخر الذکر موقف کو مسلم لیگ کی کمزوری گردانا گیا۔ اس نظریہ سے سب متفق نہیں تھے۔ بنگال کے

اخبار" اسلام روی" نے خیال ظاہر کیا کہ یہ سمجھنا غلط ہے کہ تنسیخ تقسیم بنگال کے نتائج پر انگریزوں سے رنجیدہ ہونے کی وجہ سے مسلمان ہندوؤں سے اتحاد چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ پچھلے چند برسوں کے واقعات نے مسلم لیگ کو مزید مضبوط بنانے کی ضرورت نمایاں کر دی تھی۔

1910ء میں کانگریس ہی تھی جس نے مسلم لیگ سے تعاون کا ہاتھ بڑھایا تھا لیکن 1913ء میں مسلم لیگ نے کانگریس سے تعاون کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لئے پہل قدمی کی۔ متحدہ جدوجہد کی ضرورت پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے ہندو مسلم رہنماؤں کے نام ایک خط میں مسلم لیگ کے سیکرٹری نے کہا کہ متحدہ ہو کر ہم ہندوستان انتظامیہ میں اصلاحات نافذ کرانے کی راہ میں حائل دشواریوں کو عبور کر سکتے ہیں۔ جس کا مقصد حکومت برطانیہ کے زیر سایہ ملک میں سیلف گورنمنٹ نظام کا اجراء ہے جو ہمارا مقصد ہے۔ نئی پالیسی کو واضح شکل دینے کی خاطر مسلم لیگ کے سیکرٹری نے ہر صوبے کے ہندو لیڈروں کو مدعو کیا تا کہ وہ 1913ء میں لیگی راہنماؤں سے ستمبر میں لکھنؤ میں ملاقات کر سکیں اور آئندہ منظم لائحہ عمل کی تفصیلات پر غور کر کے انہیں طے کر سکیں۔

اس اپیل کے جواب میں مسلم لیگ کے سیکرٹری کو اپنی قوم کے افراد سے زبردست حمایت حاصل ہوئی۔ آفتاب احمد خان نے مشورہ دیا کہ الہ آباد کانفرنس کی قائم کردہ کمیٹی کو بحال کر کے کام لیا جائے کیونکہ وہ اسی مقصد کی خاطر نامزد کی گئی تھی۔ مراد آباد کے محمد یعقوب نے بھی اسی طرح کے خیالات ظاہر کئے اور پنجاب میں لیگی ارکان نے فتح علی قزلباش کی صدارت میں مسلم ہندو یونین ایسوسی ایشن بنانے کے لئے سرگرمی سے کام کیا۔ ان کے اس فیصلے کو مسلم لیگ کے سیکرٹری نے سراہا۔

قائد اعظمؒ نے مسلم لیگ کی اس نئی پالیسی کو ہندو مسلم تعاون کی سمت اہم پیش رفت تصور کیا لیکن وہ محسوس کرتے تھے کہ دونوں قوموں کے نوجوانوں کے قریب تر لانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ ہندو اور مسلمان طلباء کے لئے دو الگ الگ سکولوں کی بجائے ایک ہی سکول کی دو شاخیں ہونی چاہئیں۔ ایک شاخ یا ایک ونگ مسلمان طلباء کے لئے اور دوسرا ہندو طلباء کے لئے۔ اس طرح دونوں کو ایک دوسرے سے آزادانہ مل کر قریب آنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مسلم راہنماؤں کی طرف سے لیگ کو حاصل ہونے والی حمایت اتنی زیادہ تھی کہ ایک اینگلو مسلم اخبار انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے اندیشہ ظاہر کیا کہ ہندو مسلم لیگ یا ہندو مسلم کانگریس کی طرح کی کوئی چیز جنم

لینے والی ہے۔ اس بے پناہ دلچسپی کا جائزہ لیتے ہوئے اخبار نے مسلمانوں کو ان بھاری نقصانات سے خبردار کیا جو ایسے فیصلے کا نتیجہ ہو سکتے تھے۔ اس نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ صبر سے کام لیں۔ اس سے پہلے ہندو پارٹی (کانگریس) کے شاطر سیاستدانوں سے جنہوں نے اپنی سیاست اور مسلمانوں سے معاملت اس وقت سیکھی جب مسلمان ابھی پنگھوڑے میں تھے، میل ملاپ کریں ضروری ہے کہ مسلمان پہلے ان جیسی ہی سیاسی اہلیت حاصل کریں۔ تاہم اتحاد کی اہمیت بہت سے ہندو راہنماؤں کے نزدیک کچھ اہم نہ تھی۔ ان میں سے زیادہ تر نے اس معاملے میں سردمہری دکھائی۔ بعض ہندو راہنماؤں کی طرف سے ظاہر کردہ خیالات باہم متضاد بھی تھے۔ اکثر نے معاملے کو مقامی حوالے سے دیکھنے کی کوشش کی اور لیگ کی طرف سے نیک نیتی سے پیش کردہ منصوبے کی کامیابی کے لئے کوئی خاص تجاویز پیش نہ کیں۔ مثال کے طور پر ستندرا بوس نے دونوں قومیتوں کے باہمی تعلقات کو مختلف صوبوں میں ہونے والے مختلف واقعات سے مربوط کیا اور اپنے صوبے بنگال کے بارے میں کہا کہ وہاں باہمی تعلقات ہمیشہ پرتپاک رہے ہیں۔ انہوں نے ہندو اور مسلمان راہنماؤں کی "مجوزہ میٹنگ کی کامیابی پر خدشات" کا اظہار کیا۔ ایک دوسرے بنگالی راہنما امرت رائے مزمدار نے صوبہ جات متحدہ، بہار، بمبئی اور مدراس میں بین القومیتی تعلقات کو خاصا تسلی بخش قرار دیا اور کہا کہ صرف پنجاب اور بنگال میں محتاط رویے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں جانبین میں تناؤ پایا جاتا ہے۔ صوبہ جات متحدہ کے ایک ہندو لیڈر ایشورسرن نے کل ہندوستان سطح کی میٹنگ بلانے کو سود مند خیال نہ کیا اور محسوس کیا کہ موجودہ وقت میں صوبائی کانفرنس کہیں زیادہ قابل قدر ہوگی۔ ان کے خیال میں صوبہ جات متحدہ میں "دونوں قومیتوں کے تعلقات میں شدت کا کھچاؤ تھا۔" ہندو رہنماؤں کے نظریات میں خاصا اختلاف تھا۔ ان کے خیالات سے صاف ظاہر تھا کہ ہندو مسلم مفاہمت کی ان کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں تھی اور نہ یہ وقت اس کو قابل عمل بنانے کا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ فی الوقت حکومت کی طرف سے ایسا کوئی عندیہ نہیں مل رہا تھا کہ وہ نئی سیاسی اصلاحات کا اجرا یا منٹو مورلے اصلاحات کو وسعت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

تاہم یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ مسلم لیگ کے جواب میں کانگریس بالکل ہی عدم دلچسپی کا شکار تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ 1913ء کے آخر میں جب کانگریس کا کراچی میں اجلاس ہوا تو اس نے ایک قرارداد میں مسلم لیگ میں تبدیلی کی تعریف کی اور سیلف گورنمنٹ کو بامقصد بنانے پر اس کے فیصلے کو سراہا۔ اس موضوع

پر پہلے سے پاس شدہ کانگریسی قرارداد لیگی عزم سے مطابقت رکھتی تھی۔ چنانچہ کانگریس نے اس کا احساس کرتے ہوئے کہ اسکے مقصد کی کامیابی کا انحصار دوسروں سے تعاون میں مضمر ہے یہ اعتراف کیا کہ ملک کے سیاسی مستقبل کا انحصار ملک کی مختلف قومیتوں کے مابین خیر سگالی اور تعاون کا رہے ہے۔ آر۔ این مدھولکر نے تعاون کے حوالے سے 1893ء میں محسن الملک سے ہونے والی اپنی گفتگو کا ذکر کیا جس میں غالباً ہندو مسلم تعاون کا موضوع زیر بحث آیا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ محسن الملک نے انہیں اس تعاون کی یہ کہتے ہوئے حوصلہ افزائی کی تھی کہ آپ دیکھیں گے کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر شانہ بشانہ کام کریں گے۔ مدھولکر کے خیال میں اس تعاون کا وقت آن پہنچا تھا۔

لیکن کانگریس یا ہندوستان کے دوسرے غیر مسلم راہنماؤں کے ساتھ کسی بھی سمجھوتے میں ہندوستان کے انتخابی نظام میں جداگانہ مسلم رائے دہندگی کے اصول کا تسلیم کرنا ضروری تھا۔ اگرچہ کانگریس اپنے کراچی کے اجلاس میں اس حد تک تو نہ گئی لیکن اس نے لیگ کے ساتھ یقیناً رعایت برتی۔ یعنی ماضی کے برعکس اس سال کانگریس جداگانہ انتخاب کی مذمت سے باز رہی۔ بلاشبہ یہ لیگ کی پالیسی کو تسلیم کرنے کے برابر تھا۔ خواہ یہ کتنی ہی کمزور آواز میں کیوں نہ کیا گیا ہو۔ کانگریس کارروائی کے برعکس مسلم لیگ نے اسی دوران ہونے والے آگرہ اجلاس میں جداگانہ مسلم انتخاب کے حق میں قرارداد پاس کی جس میں حسب معمول زور دیا گیا تھا کہ میونسپل اور ضلعی سطح کے دوسرے اداروں تک اس کی توسیع کی جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جانبین میں خیر سگالی موجود تھی تاہم اس معاملہ میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہوئی۔ اس دوران 1914ء میں یورپ میں جنگ چھڑ گئی، جس کی وجہ سے لیگ کے اندر رائے عامہ کا اختلاف اس امر پر پیدا ہوگیا کہ آیا سیاسی سرگرمی جاری رکھنی چاہیے۔ بالخصوص ایسے وقت میں جب برطانیہ بھی جنگ میں ملوث تھا۔ اس اختلاف رائے کا پہلا شکار 1914ء میں میجر حسن بلگرامی کی صدارت میں ہونے والا راولپنڈی کا مسلم لیگ کا اجلاس ہوا۔ وزیر حسن نے صورت حال کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ ایسے اجلاس کا کیا فائدہ جس میں صرف تاج برطانیہ سے وفاداری کی قرارداد پاس کی جائے۔

جہاں تک برطانیہ کا تعلق ہے جنگ کے ابتدائی مراحل میں اسے ہندو مسلم حمایت اتنی زیادہ حاصل ہوئی کہ انڈر سیکرٹری آف اسٹیٹ برائے ہند سی۔ آر رابرٹس (C.R. ROBERTS) نے پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا جنگ میں ہماری حمایت اور جذبہ حمایت کا اظہار جس طرح پر کیا گیا ہے

وہ ہندوستان کے لئے ہمارے زاویہ نگاہ کو یقیناً تبدیل کرے گا۔ جس کے نتیجے میں ہندوستان کے نظم و نسق کے مسائل ضرور ہماری توجہ کا باعث بنے گے۔ اس اعلان سے ہندوستانیوں کے لئے مزید مراعات کا وعدہ مترشح تھا۔ لیکن ساتھ ہی اس میں ہندوستانی راہنماؤں کا آپس میں افہام و تفہیم اور قریبی تعاون کی ضرورت پر زور بھی نمایاں تھا۔ بشرطیکہ وہ اس سرکاری اشارے سے کسی مثبت نتیجے کی توقع رکھتے تھے۔

کم ازکم وزیر حسن نے ضرور محسوس کیا کہ مسلم لیگ کو اپنی حیثیت مستحکم کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ حکومت کوئی سبقت لے جائے۔ بالخصوص یہ امر کہ کانگریس دباؤ کے تحت حکومت جداگانہ انتخاب کی رعایت واپس لے سکتی ہے۔ ایک اہم فکری دباؤ تھا۔ تنسیخ تقسیم بنگال کی مثال ان کے سامنے تھی۔ تاہم مسلم لیگی موقف واضح کرنے کے لئے وزیر حسن کو لیگ اجلاس منعقد کرنے کی ضرورت تھی۔ لیکن یورپی جنگ نے محسوس ایسا ہوتا تھا، بیک وقت کسی تبدیلی اور استفادے کے موقع سے محروم کردیا ہے۔ تاہم 1915ء کے اوائل میں اُنہوں نے ممبران مسلم لیگ کو پچھلے سال کے حوالے سے اپنے خیالات سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا:-

یہ سال ترقی پذیر سیاسی اسکیموں کے لئے بدشگونی سے شروع ہوا ان حالات میں میرے پاس لیگ کی سرگرمیوں کو معطل کرنے اور اس کو بہتر بنانے کی اسکیموں کو ترک کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ یہاں تک کہ مجھے لیگ کی بنیاد کو وسیع تر کرنے کا رجیسا سا پروگرام بھی چھوڑنا پڑا۔

لیکن وزیر حسن حالات کو یونہی چھوڑنے پر تیار نہ تھے اور نہ ہی جاری جنگ ان کے پاؤں کی زنجیر بنی۔ آغاز جنوری 1915ء میں وہ سیاسی سرگرمیوں کی بابت پہلے ہی ارکان سے استفسار کر چکے تھے۔ اُنہوں نے سیاسی کام کے اجراء کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ:-

ملک کا مستقبل داخلی انتظامیہ میں زبردست تبدیلیوں کا آئینہ دار ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ تبدیلی سے متعلق سوالات غور و غوض کے متقاضی ہوں گے اور یہ اتنی ہی تیزی اور اچانک صورت میں وارد ہوں گے۔ جس اچانک تیزی سے جنگ کے ختم ہونے کے امکانات اس لئے ہر امکانی صورت حالات کا سامنا کرنے کے لئے ہمیں احتیاطی اقدامات کر لینے چاہیں۔

اُنہوں نے واضح کیا کہ ان کے مشورے کا مقصد ایک مطالباتی بیان کی تیاری ہے۔ تاکہ ان اصلاحات میں اپنا حصہ لیا جا سکے۔ جو جنگ کے بعد برطانوی حکومت کی انتظامیہ میں متعارف ہونے والی

ہوں گی۔ تاہم اُنہوں نے محسوس کیا کہ اس طرح کے اقدامات ہند کی دوسری قومیتوں کے تعاون سے کیے جانے چاہئیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ خصوصی قومیت کے حامل کی حیثیت اور اپنے موقف کی رو سے مجموعی طور سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ باعزت طریقے سے ہم یہ کام سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں بقول ان کے ایک اہم سوال اس کے طریقہ کار کی دریافت ہے۔ پنجاب سے محمد شفیع جیسے چند افراد کے علاوہ صوبوں میں مسلمان قوم کے سربرآوردہ افراد نے وزیر حسن کی حمایت کی۔ ان میں بمبئی سے کریم بھائی ابراہیم، فضل بھائی اور رفیع الدین احمد، پنجاب سے میاں فضل حسین، صوبہ جات متحدہ سے آل نبی اور سید حسن بلگرامی، مدراس سے محمد یعقوب حسن اور میر اسد علی خان، بنگال سے سید نواب علی چودھری اور اے کے فضل الحق، بہار سے فخر الدین اور وسطی صوبہ جات سے بہرام بھائی شامل تھے۔

اپنے منصوبے کے لئے معتدبہ حمایت پا کر وزیر حسن نے قائداعظم محمد علی جناح کو اطلاع دی کہ وہ کونسل کا اجلاس بلانا چاہتے ہیں تا کہ لیگ کا آئندہ پروگرام طے کیا جا سکے۔ اُنہوں نے مجوزہ اجلاس میں زیر بحث آنے والے امور کو متعین شکل دینے کے لئے قائداعظمؒ کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی اُنہوں نے قائداعظمؒ کو لکھا مجھے امید ہے کہ آپ اس موضوع پر براہ مہربانی اپنی توجہ سے نوازیں گے اور مطلوبہ امور پر روشنی ڈالیں گے۔ اُنہوں نے یہ امید بھی ظاہر کی کہ قائداعظمؒ ذاتی طور پر میٹنگ میں شرکت کریں گے اور اس موقع پر اپنی رائے سے مستفید فرمائیں گے۔ وزیر حسن کو وہ بے پناہ تعاون یاد تھا جو 1912ء میں لیگ کے اغراض و مقاصد کو از سر نو متعین کرنے میں قائداعظمؒ کی طرف سے حاصل ہوا تھا۔ سر آغا خان کے نام ایک الگ مکتوب میں سید وزیر حسن نے بتایا کہ جو اجلاس وہ طلب کر رہے ہیں وہ کم و بیش ایک نجی اجلاس ہے جس میں لیگ کے ممبران اور صحافیوں کو شرکت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ صرف نائب صدر اور لیگ کونسل کے ارکان شرکت کریں گے۔ تاہم اجلاس کے منصوبے کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ قائداعظمؒ کے نام ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر حسن تذبذب کا شکار ہو گئے تھے۔ اس کی بجائے اُنہوں نے قائداعظمؒ کا خیال جسے وہ پہلے مسترد کر چکے تھے قبول کر لیا کہ اجلاس بمبئی میں ہونا چاہیے اس کا حکم ہونے پر قائداعظمؒ نے فوراً لیگ کا اجلاس بمبئی مدعو کر لیا۔

قائداعظمؒ نے دعوت نامہ تیار کر کے بمبئی مسلم لیگ کے نمایاں افراد میں گردش دے کر ان کی منظوری حاصل کر لی۔ تقریباً ستائیس لوگوں نے اس پر دستخط کیے جن میں کریم بھائی ابراہیم، قاضی کبیر

الدین احمد، جے آر سیانی، ایم۔ اچ ملبا اور مرزا علی محمد خان شامل تھے۔ پھر اسے فوراً وزیر حسن کو روانہ کر دیا گیا۔ جنہوں نے کونسل کا اجلاس 2 جون کو بلا لیا، تا کہ معاملے کو نمٹایا جا سکے۔ اس پر ایک سنگین تنازعہ شروع ہو گیا کہ آیا جناح کا دعوت نامہ صائب تھا یا نہیں، اسکا لیگ کے بمبئی اجلاس پر تباہ کن اثر پڑا۔

قائداعظمؒ پر غیر آئینی ہتھکنڈوں کا الزام لگایا گیا۔ یہ روداد وزیر حسن کے نام فضل بھائی کریم بھائی کے ایک خط میں تفصیل سے درج ہے جس سے عندیہ ملتا ہے کہ 1915ء میں اجلاس کرنے کا خیال صرف قائداعظمؒ ہی کا نہ تھا۔ اسے وسط مارچ 1915ء کے قریب دلی میں کچھ ارکان نے پیش کیا جس میں فضل بھائی شامل تھے۔ بمبئی واپسی پر انہوں نے وزیر حسن کو لکھا کہ "بمبئی میں کانگریس کے اجلاس کی بابت تصدیق کرنے میں نے عزت مآب آغا خان کو سب سے پہلے خط لکھا کہ ایسی صورت میں مسلم لیگ کا اجلاس بھی وہیں ہونا چاہیے۔ پھر اس کے بعد قائداعظمؒ اور میں نے مشورہ کر کے دعوت نامہ تیار کیا اسے دستخطوں کے لئے گردش دینے کی ذمہ داری قائداعظمؒ کی تھی۔"

غلطی یہ ہوئی کہ پوری کارروائی کے دوران بمبئی کی صوبائی مسلم لیگ کو بے خبر رکھا گیا اور اس طرح "ان میں سے کچھ یہ محسوس کرنے لگے کہ مسلم لیگ کو دعوت بھیجنا ان کا کام تھا۔" مزید برآں دعوت نامے میں بمبئی مسلم لیگ کے سیکرٹری رفیع الدین احمد جیسے ناموں کی غیر موجودگی سے معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی مسلم لیگ کے بہت سے ارکان کو گشتی دعوت نامہ نہیں بھیجا گیا۔ "فضل بھائی کے خیال میں" بعد کی ساری مصیبتیں اور جھگڑے اس ابتدائی غلطی کا نتیجہ قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے مسلم لیگ کے ابراہیم رحمت اللہ، ایف۔ ایم چنائے اور سلیمان قاسم مٹھا جیسے اہم ممبران کے ناموں کی عدم موجودگی کا بھی ذکر کیا۔ فضل بھائی کا یقین تھا کہ "اگر نظر انداز کیے گئے لوگوں کو قائداعظمؒ کا دعوت نامہ روانہ کر دیا جاتا اور ان کے دستخط حاصل کر لئے جاتے تو اب جو مصیبت پیدا ہوئی ہے اس سے بچا جا سکتا تھا۔ قائداعظمؒ نے صرف اسی امر کو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ ان کے ایک اور قدم نے اپوزیشن کو مزید آگ بگولا کر دیا۔ یہ قائداعظمؒ کی طرف سے صوبائی مسلم لیگ بمبئی کی مذمت تھی جس کے رفیع الدین احمد بانی اور سرگرم ممبر تھے۔ ٹائمز آف انڈیا کے نام ایک مکتوب میں قائداعظمؒ نے دعویٰ کیا کہ "پریذیڈنسی مسلم لیگ، بمبئی، کو شہر میں کسی نے کبھی تسلیم نہیں کیا اور امید ہے کہ مستقبل میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

بمبئی کے مسلمانوں کے خلاف رائے کے باوجود دوسرے صوبوں سے حمایتی آراء کا اظہار ہوا۔ مدراس کے ایک ممبر کے خیال میں "اگر بمبئی کے مسلمان ہمیں مدعو نہیں کرتے تو لیگ کو اپنی ذمہ داری پر وہاں

جانا چاہیے۔" کلکتہ کے اکرم خان نے محسوس کیا کہ اگر 1915ء میں بھی کوئی اجلاس نہ ہوا تو مسلم لیگ کے وقار کو سنگین ٹھیس پہنچے گی۔ بنگال کے ایک دوسرے رکن عبد الرسول نے سیکرٹری کو مشورہ دیا کہ وہ اجلاس آوری میں دیوار نہیں بننی چاہیں گے۔" مسلم لیگ کے سیکرٹری سید وزیر حسن نے ذاتی طور پر بمبئی کا دورہ کیا۔ تاکہ حزب اختلاف کو ٹھنڈا کریں اور اختلافات کو ختم کر کے افہام و تفہیم کی کوئی سبیل نکالیں۔ وزیر حسن نے غیر مکمل حمایت کا تقاضا کرتے ہوئے ایک مدلل بیان میں کہا کہ:

"جنگ کے بارے میں میں ساری دلیل بازی کا مطلب یہ ہے کہ لیگ کے سالانہ اجلاس کو منعقد کرنا غداری سے کم نہ ہوگا۔ اگر نوآبادیاں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے مطالبات کی تشکیل کر سکتی ہیں، اگر انڈین نیشنل کانگرس کسی کو زک پہنچائے بغیر مل بیٹھ سکتی ہے اور عوامی ضروریات کے ساتھ ساتھ فوری انتظامی اصلاحات پر اپنے خیالات کو کھلم کھلا نشر کر سکتی ہے اور اگر حکومت ہند کو تنگ کیے بغیر اور سلطنت کی سلامتی کو مخدوش کیے بغیر انڈین ہوم رول لیگ زور و شور سے شروع کی جا سکتی ہے تو آل انڈیا مسلم لیگ بھی اپنے سیدھے سادھے موضوعات اور دوسروں کے مقابلے میں کہیں محدود کاموں سے اعتناء کر سکتی ہے اور یہ کام ملک کے کمتر سے کمتر شخص کا ذہنی سکون برباد کیے بغیر ہو سکتا ہے۔

چونکہ مسلم لیگ کونسل نے بمبئی میں اجلاس بلانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لئے وزیر حسن نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ اب اس فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹا جائے گا۔ ایک پرعزم لہجے میں انہوں نے مخالفین کو بتایا کہ۔

"انسانی زندگی اور فطرت کی اسکیم میں ٹھہراؤ کی کوئی گنجائش نہیں ہے ایک سیاسی تنظیم بھی نمو اور موت کے حیاتیاتی قوانین کی اتنی ہی طابع ہے جتنی کائنات میں کوئی جاندار یا بے جان چیز۔ مسلم لیگ کو اپنا کام سرانجام دینا چاہیے اگر یہ ایک جاندار، افادیت اور قوت کی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔ ورنہ اسکا حشر بھی وہی ہوگا جو لوح جہاں پہ حرف مکرر یا نقش بر آب کا ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہے کہ یہ لفظ ٹھیک نشانے پر پڑے اور بے جان اجلاس کی بابت کچھ پیش رفت ہوئی اب اس کے لئے صدر کو منتخب کرنے کا تقاضا ہوا۔ سید نواب علی چودھری، فضل بھائی، کریم بھائی اور میاں فضل حسین نے انکار کر دیا لیکن آخر کار بہار کے مظہر الحق مان گئے اور صدر منتخب کر لئے گئے۔

مسلم لیگ کے بمبئی اجلاس کی اہمیت جگہ کی بجائے اس میں کیے جانے والے فیصلے کی وجہ سے ہے

اور اس سلسلے میں کانگریس سے تعاون کی عکاسی قرارداد سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہ تھی۔ قرارداد نے ایک لیگ کمیٹی کی تشکیل کا اعلان کیا جسکا مقصد سیاسی یا دوسری تنظیموں سے یا ایسی تنظیموں کی نامزد کردہ کمیٹیوں سے مذاکرات کرنا تھا جسکے ذریعہ مستقبل کی اصلاحی اسکیم کو تیار کیا جا سکے۔ لیگی جذبے کا جواب اسی طرح کی کانگریسی قرارداد کی شکل میں سامنے آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تعاون جانبین میں مسلسل بڑھ رہا تھا لیکن کانگریسی ردعمل پر بہت کچھ منحصر تھا۔ کیونکہ مسلم لیگ سے کوئی بھی سمجھوتہ اس بنیاد پر ہو سکتا تھا کہ ہندوستان کی منتخب کونسلوں میں جداگانہ مسلم رائے دہندگی کے لیگی مطالبے کو قبول کیا جائے۔[5]

مسلم لیگ کا آئین

آل انڈیا مسلم لیگ مکمل طور پر ایک آئینی تنظیم اور تحریک تھی برطانوی ہند کی دوسری سیاسی اور غیر سیاسی تنظیموں کے بانیوں کی طرح مسلم لیگ کے بانی بھی اپنے نوآبادیاتی حاکموں کے آئینی ماحول سے گہرے طور پر متاثر تھے۔ چنانچہ جب ڈھاکہ میں جمع ہونے والے افراد نے مسلم لیگ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ بھی طے کیا کہ اس کے کچھ اصول، جسے آئین کہا گیا، بھی مرتب کئے جائیں۔ اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جسے اپنا کام مکمل کرنے کے لئے چار ماہ دیئے گئے۔ کمیٹی کے ارکان کی تعداد ستاون (57) تھی اور وہ ہندوستان کے تمام علاقوں سے چنے گئے تھے جن میں مشرقی بنگال، آسام، مغربی بنگال، صوبہ جات متحدہ، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ جات، وسطی صوبہ جات، بلوچستان، بمبئی (بشمول سندھ، کاٹھیاوار، اور گجرات الگ الگ نمائندگی پر)، مدراس، اڑیسہ اور برما شامل تھے۔ صوبہ جات متحدہ سے اکیس (21) افراد کا گروہ سب سے بڑا تھا۔ کمیٹی کے اکثر ارکان شملہ وفد میں شریک ہوئے تھے یا مسلم لیگ کے قیام کے وقت ڈھاکہ میں موجود تھے۔

کمیٹی نے مقررہ وقت میں اپنا کام مکمل کر لیا اور آئین کا ایک ابتدائی ڈرافٹ تیار کیا۔ اس تنظیم کے سیکرٹری نواب وقار الملک کے بقول "مزید معائنے اور تنقید کے لئے اسے خاص و عام کیا گیا" لیکن اس بارے میں کوئی معلومات نہیں کہ کمیٹی کا اجلاس کب اور کہاں ہوا اور اس کے اجلاسوں میں کتنے ممبر شریک ہوئے اور کیا کچھ زیر بحث آیا۔ تاہم نواب وقار الملک کہتے ہیں کہ کمیٹی اپنے عارضی ڈرافٹ پر موصول ہونے والی آراء کی روشنی میں نظر ثانی کے لئے بانکی پور میں میٹنگ کرنے کی آرزومند تھی لیکن جگہ پر اختلافات کی وجہ سے یہ منصوبہ تکمیل کو نہ پہنچا اور معاملہ دسمبر 1907ء میں مسلم لیگ کے کراچی اجلاس پر چھوڑ دیا گیا۔

کراچی اجلاس کے دوران فیصلہ کیا گیا کہ ڈھاکہ میں بنائی گئی عارضی کمیٹی کے ممبران اور وفود کے طور پر آنے والے افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو مسلم لیگ کے اصول و ضوابط کے خاکے پر غور کر کے انہیں اختیار کرے۔ اس کمیٹی کی مدد کے لئے تین نمایاں افراد کو خصوصی طور پر کراچی مدعو کیا گیا۔ یہ میجر سید حسن بلگرامی، شیخ محمد عبد القادر، (1952ء-1874ء) اور حسام الدین تھے۔ اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سپاس نامے اور آدم جی پیر بھائی (1913ء-1845ء)

کی صدارتی تقریر کے علاوہ مسلم لیگ نے سوائے آئین پر غور کے کوئی دوسرا کام نہیں کیا۔ اس موضوع پر بحث پورے دو دن یعنی 29 اور 30 دسمبر کو جاری رہی اور ''کمیٹی نے اصول وضوابط کی ہر دفعہ اور ذیلی دفعہ پر بھرپور غور کیا اور کئی ترامیم کے بعد ایک حتمی ڈرافٹ کو اختیار کر لیا گیا'' اور اس کا نام ''رولز اینڈ ریگولیشنز آف دی آل انڈیا مسلم لیگ'' (Rules and Regulations of the All India Muslim League) رکھا گیا۔ ان ضوابط میں ان مقاصد سے کوئی انحراف نظر نہیں آتا جن کا اعلان مسلم لیگ نے ڈھاکہ میں کیا تھا۔

اختیار کردہ دوسرے ضوابط کے مطابق مسلم لیگ کی فہرست چار سو تک محدود تھی لیکن اس حد کو بڑھانے کی مد بھی شامل کی گئی۔ کل ممبر شپ صوبائی یونٹوں یا صوبائی شاخوں میں بانٹ دی گئی جہاں مسلم لیگ کی صوبائی شاخیں قائم ہونا تھیں۔ جدول نمبر 4 آل انڈیا مسلم لیگ کی کل ممبر شپ میں ہر صوبے کے اصل حصے کو ظاہر کرتی ہے۔

جدول نمبر :4 جو آل انڈیا مسلم لیگ کی ممبر شپ میں صوبائی حصے کو ظاہر کرتی ہے۔

صوبہ	کل ممبر	فی صد
صوبہ جات متحدہ	70	1750
پنجاب	70	1750
مغربی بنگال بشمول بہار اڑیسہ	70	1750
مشرقی بنگال اور آسام	70	1750
بمبئی بشمول سندھ	40	1000
مدراس	25	625
شمالی مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان (مسلم لیگ اپنی ابتداء ہی سے ان علاقوں کو مکمل صوبے سمجھتی تھی)	15	375
وسطی ہند برار اور اجمیر	15	375
مقامی ریاستوں کے مسلمان	15	375

برما	10	250

مسلم لیگ آئین کی نمایاں خصوصیات کے بموجب ایک مرکزی کمیٹی بنائی گئی جس کا نام بعد میں بدل کر کونسل کر دیا گیا اور ایک مالیاتی کمیٹی تشکیل دی گئی جو کونسل کی نامزد کردہ تھی تا کہ مالیات کا انتظام و انصرام ہو سکے۔ قرار پایا کہ مسلم لیگ کی ایک ایگزیکٹو ہوگی۔ جو ایک صدر چھ نائب صدور ایک سیکرٹری اور دو جوائنٹ سیکرٹری پر مشتمل ہوگی۔ لیکن سالانہ اجلاسوں کے لئے الگ صدر ہوگا جسے کونسل نامزد کیا جا سکتا ہے۔ 1906ء اور 1919ء کے درمیان ایسا صرف ایک بار ہوا جب 1919ء میں راجہ محمود آباد (1878ء-1931) کے لیگ ایگزیکٹو کی صدارت سے مستعفی ہونے پر اے۔ کے فضل الحق (1873ء-1962ء) سے ذمہ داریاں سنبھالنے کی درخواست کی گئی۔ جنہوں نے دسمبر 1918ء میں دہلی اجلاس کی صدارت کی تھی۔

ایگزیکٹو اور سیکرٹری کا رول

ڈھاکہ میں افتتاحی اجلاس کے وقت جب مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی تو محسن الملک اور وقار الملک کو عارضی طور شریک سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اول الذکر کا انتقال 1907ء میں ہو گیا اور موخر الذکر مارچ 1908ء تک کام کرتے رہے۔ جب لیگ کی پہلی ایگزیکٹو منتخب کی گئی۔ یہ آغا خان، سید حسن بلگرامی اور حاجی محمد موسیٰ خان پر مشتمل تھی جو بالترتیب صدر، سیکرٹری اور شریک سیکرٹری تھے۔ 1908ء اور 1919ء کے درمیان دو مستقل صدر نے لیگ کی خدمات سرانجام دیں یہ آغا خان اور راجہ محمود آباد تھے بعد میں فضل الحق نے سال کے اختتام تک عارضی چارج سنبھالا جب مسٹر محمد علی جناح کو اس عہدے کے لئے منتخب کیا گیا جس پر وہ 1920ء سے 1930ء تک کام کرتے رہے۔ 1908ء سے 1919ء کے درمیان چار سیکرٹریوں نے لیگ میں فرائض سرانجام دیئے۔ یہ میجر حسن بلگرامی "عزیز مرزا، وزیر حسن اور ظہور احمد تھے آخر الذکر 1926ء تک اپنے عہدے پر رہے۔

لیگی عہدے داروں میں کام کی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی اہم شخص سیکرٹری ہوا کرتا تھا۔ جو اپنے اختیار کو کام میں لاتا تھا اور تنظیم کے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ ڈاکٹر رابن نے سیکرٹری کے عہدے اور اسکے تحکم کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے:

"وہ لیگ کی پالیسی بنا کر منوا سکتے تھے۔ وہ خود ہی اس کی ایگزیکٹو تھے اور کسی بھی نئی صورت حال

میں انہیں ہی تحریر کرنا پڑتا تھا اور اگر وہ چاہتے تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بھی بیٹھ سکتے تھے۔ اگر انہیں لیگ کونسل کی منظوری درکار ہوتی تو وہ فوراً میٹنگ طلب کرتے اور انہیں یقین ہوتا تھا کہ مقامی یا صوبائی نمائندے تو موجود ہی ہونگے۔ اگر ناپسندیدہ لوگ آجاتے تو مختصر نوٹس پر نئی میٹنگ طلب کی جاسکتی تھی۔''

حقیقت یہ ہے کہ ایسے کسی بھی کام کو کرنے کے لئے حالات بہت حد تک سیکرٹری کے موافق تھے۔ ایسا مسلم لیگ کونسل کے ایک فیصلے کے روسے ہوا جسکی وجہ سے سیکرٹری کو اہم ترین کردار ادا کرنے کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ مثال کے طور پر کونسل کی میٹنگ کے لئے کورم پانچ ارکان کا مقرر تھا۔ جس میں عہدیدار بھی شامل تھے۔ یہ میٹنگ کسی بھی موضوع پر غوروخوض کرنے اور کسی بھی معاملے میں فیصلہ کرنے کی مجاز تھی سوائے ایسے امور کے جن کا تعلق لیگ کے مقاصد یا بنیادی اصولوں سے تھا۔ ان حالات میں سیکرٹری کے لئے کسی معاملے میں اہم رول ادا کرنا ازخود آسان ہوگیا۔ تاہم یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ اس تمام عرصہ میں تمام سیکرٹریوں نے ان حالات سے وہی فائدے اٹھائے جو لیگی آئین کی روح سے ممکن ہوسکتے تھے۔

پہلے دو سیکرٹریوں (وقار الملک، محسن الملک) نے ایسے وقت میں کام کیا جب آئین تیار نہیں ہوا تھا۔ دونوں جیسا چاہتے ویسا ہی کرسکتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے ایسا نہ کیا۔ وہ انتہائی حلم سے کام لیتے تھے۔ مزاجاً بھی وہ خود کو کسی پر تھوپنا نہیں چاہتے تھے، گو مسلم کالج کے منتظمین کے طور انہیں پہلے ہی بے پناہ اختیار اور وقار حاصل تھا۔ مسلم لیگ کے سیکرٹری ہونے پر ان اختیارات میں اضافہ ہوگیا تھا۔ مزید یہ کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کے مسلمہ راہنما بھی تھے۔ اس سب کے باوجود اُنہوں نے اپنے بے پناہ اختیارات کو کبھی ناجائز استعمال نہیں کیا۔ مزید برآں مسلم کالج کے امور میں ان کی مصروفیت ہی خاصا وقت لے لیتی تھی۔ میجر حسن بلگرامی نے جو وقار الملک کے بعد آئے اپنے عہدے کی اہمیت کا صحیح اندازہ نہ لگایا اور اپنے انتخاب کے ایک مہینے کے اندر ہی وہ لندن چلے گئے۔ موسیٰ خان ان کی جگہ کام کرتے رہے۔ عزیز مرزا نے بھی اپنے عہدے کا کوئی غلط فائدہ نہ اٹھایا اور نہ ہی چادر سے باہر پاؤں پھیلائے، اس لئے کہ ان کے خلاف غیر قانونی رویے کی کوئی شکایت کبھی سامنے نہیں آئی ایک ہی مثال یہ بات دکھانے کے لئے کافی ہے کہ عزیز مرزا لیگ آئین میں دراصل اصول وضوابط کے تحت چلتے تھے۔

1911ء میں لیگ کے ایک نمایاں رکن، بنگال کے نواب علی چودھری (1929ء-1863ء)

نے عزیز مرزا سے کہا کہ صدارتی خطبے کے سلسلے میں کوئی تحریری یا غیر تحریری ضوابط نہیں ہیں۔ اس لئے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ سالانہ اجلاس سے ایک ماہ یا پندرہ دن قبل منتخب صدر اپنے صدارتی خطبے کو کونسل کے سامنے منظوری کیلئے پیش کرے تا کہ مسلم لیگ کے زیر غور اہم سوالات پر ناساز گار صدارتی تبصرے سے پارٹی کی پوزیشن خراب نہ ہو۔" عزیز مرزا نے معاملے کا فیصلہ کرنے کی بجائے اسے لیگ کونسل کے سامنے پیش کیا۔ جس نے نواب علی چودھری کی رائے کے خلاف فیصلہ دیا اور اعلان کیا کہ "اگرچہ کسی حد تک یہ معاملات کو آسان بنادے گا لیکن یہ قابل عمل نہیں ہے۔ اس لئے کہ اتنے اعتماد اور ذمہ دار عہدے پر فائز اور عزت نفس رکھنے والا کوئی شخص اپنے خطاب کو گروہ کے سامنے جائزے کے لئے پیش کرے گا۔ جس کی کہ وہ راہنمائی کر رہا ہے۔" چنانچہ عزیز مرزا نے اس فیصلے سے آگاہ کرتے ہوئے نواب علی کو مشورہ دیا کہ اگر انہیں کونسل کا فیصلہ ناقابل قبول ہو تو لیگ آئین کی شق 32 اے اور بی کے تحت وہ اپنی قرارداد کو سالانہ اجلاس میں پیش کرنے کے لئے آزاد ہیں۔"

اگر کسی سیکرٹری نے اپنے عہدے سے کوئی فائدہ اٹھایا تو وہ وزیر حسن تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر آغا خان نے انہیں یاددھانی کرائی کہ "آپ اور میرے جیسے لیگی عہدہ داروں کا یہ کام نہیں کہ مشورے پیش کریں" لیکن بہت سے موقعوں پر وزیر حسن کونسل پر غالب آجاتے تھے۔ مثلاً 1912ء میں سید امیر علی کی درخواست پر جب لیگ اجلاس ملتوی کئے گئے تو وزیر حسن نے ان اجلاسوں کو کامیابی سے کونسل کی میٹنگ میں تبدیل کر دیا۔ یہ اس کے باوجود ہوا کہ موقع پر موجود لوگوں نے اجلاس منسوخ کرنے کی تجویز کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ تاہم وہ کونسل سے یہ منوانے میں کامیاب ہو گئے کہ اجلاس کو کونسل میٹنگ میں تبدیل کر دیا جائے اور اسے اسی وقت بلایا جائے تا کہ مسلم لیگ کے نظر ثانی شدہ آئین کی منظوری دی جا سکے۔ اس آئین میں ہند کے لئے سیلف گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کا مقصد شامل تھا۔ ایسے موقعہ پر ان کے لئے ممبران کونسل پر اثر انداز ہونا آسان تھا کیونکہ سبھی لکھنؤ سے تعلق رکھنے والے مقامی افراد تھے۔ علاوہ ازیں، پانچ موجود ممبران میں بشمول وزیر حسن دو لیگی عہدے داران تھے۔ اپنی ان کوششوں اور کامیابی پر مظہر الحق کو آگاہ کرتے ہوئے وزیر حسن نے انہیں لکھا۔

ذاتی طور پر میں التواء کے خلاف ہوں، لیکن اکثریتی ووٹ نے مجھے بے بس کر دیا اب اسی ماہ (دسمبر 1912ء) کی 31 تاریخ کو کونسل میٹنگ ہوگی۔ جس میں سارے ممبران کو شرکت کی دعوت ہے۔

اصولوں کے تحت گنجائش نکال کر اپنی ذمہ داری پر میں یہی کچھ کر سکتا تھا۔"

ایک دوسرے موقع پر وزیر حسن نے اپنی من مانی اور کونسل کی منظوری بعد میں حاصل کر لی یہ 1913ء میں ان کے مشن برائے برطانیہ کے موقع پر ہوا یہ مشن مقامی بلدیاتی حکام کے ہاتھوں کانپور مسجد کے جزوی انہدام کے بعد تشکیل دیا گیا۔ جھگڑے کو چلتے ہوئے ایک سال ہوگیا تھا۔ وزیر حسن یہ مسئلہ حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ جنوری 1913ء میں اُنہوں نے اس معاملے پر وفد لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن لیگ ممبران کی طرف سے انہیں حوصلہ افزائی یا حمایت حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اسی سال جولائی میں مسجد کے حصے کو واقعی شہید کر دیا گیا۔ اس سے وزیر حسن کو مطلوبہ موقع میسر آ گیا۔ اُنہوں نے جلدی سے اپنے آپ اور محمد علی پر مشتمل دورکنی وفد بنایا اور مسلم لیگ کونسل سے کسی منظوری وغیرہ کی پرواہ کیے بغیر انگلینڈ روانہ ہوگئے یہ کام اُنہوں نے اپنے شریک سیکرٹری اظہر علی اور مقامی ممبران پر چھوڑ دیا۔ سیکرٹری کی اچانک روانگی سے تنظیم میں ایک خلاء پیدا ہوگیا۔ کیونکہ ایسے آدمی کی تلاش کرنا پڑی جو عدم موجودگی میں ان کی جگہ کام کر سکے۔ ان کے جانشین کی تقرری اور انگلینڈ روانگی کے بعد ان کے مشن کو قانونی حیثیت دینے کے دونوں کام عجلت سے بلائی گئی مسلم لیگ میٹنگ میں کیے گئے جس میں کونسل کے وہ ارکان شریک ہوئے جو لکھنو کے قرب وجوار میں رہتے تھے۔ اس میٹنگ نے اظہر علی کو وزیر حسن کی جگہ مقرر کیا، اور تمام صوبائی مسلم لیگیوں کو ہدایت کی کہ وہ وزیر حسن کے مشن کی منظوری دے دیں۔ صوبائی مسلم لیگوں پر زور دیا گیا "وہ ان (وزیر حسن اور محمد علی) کی نمائندہ حیثیت اور مشن کے مقصد کی حمایت میں قراردادیں پاس کریں" اور ایسا ہی ہوا۔ صوبائی مسلم لیگیوں کی حمایت وصول ہونے کے بعد کونسل کے مقامی ممبران کی ایک اور میٹنگ 19 ستمبر 1913ء کو لکھنو میں ہوئی۔ جس نے ایک قرارداد کے ذریعے وزیر حسن کے مشن پر مہر تصدیق ثبت کر دی، کونسل نے اعلان کیا:

آل انڈیا مسلم لیگ کی یہ کونسل سید وزیر حسن اور مسٹر محمد علی کے لئے اپنی معنویت کو ریکارڈ پر لاتی ہے اور اُنہوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی امنگوں ضروریات اور آراء کو انگریز عوام اور حکام کے سامنے مکمل طور پر پیش کرنے کے لئے جو حالیہ اقدام کیا ہے اس کی حمایت کرتی ہے اور مسلم مفادات کی نمائندگی کرنے اور ان کی اس اہلیت پر مخلصانہ اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔

مسلم لیگ کی کونسل

روزمرہ کے کام جس میں کئی طرح کے فیصلے شامل ہوئے تھے کرنے کا اختیار سینٹرل کمیٹی اور بعد میں کونسل کو حاصل تھا۔ لیکن ان میں مسلم لیگ کے بنیادی مقاصد کی تبدیلی شامل نہ تھی۔ پیش آمدہ کسی بھی مسئلے پر لیگ کونسل کے ارکان کی آراء اور نقطہ نظر خط و کتابت کے ذریعے حاصل کرنے کی سہولت بھی لیگ قوانین میں موجود تھی۔ کسی بھی مسئلہ پر اکثریتی ووٹ سے فیصلہ کیا جاتا تھا اور پھر ایسے فیصلے کو عملی شکل دینے کے لئے اقدامات کئے جاتے تھے۔ کونسل زیر بحث کسی بھی سوال کو مزید غور کے لئے ملتوی کر سکتی تھی مسلم لیگ کے مقاصد سے متعلق موضوعات پر بحث کے لئے سالانہ اجلاس کے علاوہ بھی لیگ ارکان کی میٹنگ بلائی جا سکتی تھی۔ بشرطیکہ کل ارکان کا ایک تہائی سیکرٹری سے ایسی میٹنگ بلانے کا مطالبہ کرے یا کونسل کے دوتہائی ارکان ایسا اجلاس طلب کرنا ضروری سمجھتے ہوں۔

ارکان کونسل کا چناؤ مسلم لیگ کے ممبران میں سے ہوتا تھا اور ہر صوبے کی تعداد اسی تناسب سے ہوتی تھی۔ جس تناسب سے کل رکنیت میں اس کا حصہ ہوتا تھا۔ 1907ء میں تیار شدہ پہلے آئین کے مطابق یہ تعداد چالیس ارکان تھی جو کل ممبران کا 10 فی صد تھی لیکن آئین پر نظر ثانی کے بعد 1913ء میں کونسل ارکان کی تعداد بڑھا کر 150 کر دی مارچ 1908ء میں لیگ کی پہلی ایگزیکٹو کے ساتھ ساتھ کونسل بھی منتخب کی گئی۔ مختلف صوبوں کے نمائندوں نے نشستوں کے حصول کے لئے گرما گرم بحث کی۔

حتمی فیصلے کے مطابق صوبہ جات متحدہ کے مسلمان سب سے زیادہ مستفید ہوئے۔ عمومی ممبرشپ کے لئے متعین بنیاد پر اس صوبے کو پنجاب، مشرقی اور مغربی بنگال کے ساتھ کونسل میں سات نشستیں دی گئیں کونسل سیٹوں کے کوٹے کی عمومی تقسیم کے بعد کونسل کی ایک سیٹ ابھی غیر الاٹ شدہ رہی مدراس کے یعقوب حسن اور پنجاب کے محمد شفیع نے تجویز پیش کی کہ یہ سیٹ شمال مغربی سرحدی صوبے کو دی جائے جسے بلوچستان سے شراکت کی بنیاد پر ایک سیٹ دی گئی ہے۔ لیکن صوبہ جات متحدہ کے سید ظہور احمد اور وقار الملک نے "ضرورت" کی بنیاد پر دعویٰ پیش کر دیا۔ وقار الملک نے دلیل دی کہ چونکہ مسلم لیگ کا ہیڈ کوارٹر اسی صوبے میں ہے۔ اس لئے مسلم لیگ کے مفادات کا تقاضا یہ ہے کہ یہ زائد سیٹ اسے دے دی جائے۔ اس سے روزمرہ کے کام کو چلانے میں مدد ملے گی" اگر چہ اسے ایک مثبت دلیل سمجھا گیا اور صوبہ جات متحدہ کو یہ زائد سیٹ مل بھی گئی۔ لیکن یہ اس شرط پر ہوا کہ یہ مستقل اس کے حصے میں نہیں آئے گی اور یہ ایک عارضی

بندوبست ہے جو کہ صوبے کی بجائے لیگ کے موجودہ تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ یہ اہم شرط جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ کونسل کا کورم پانچ ارکان کا تھا۔ جسے 1913ء میں آئین پر نظر ثانی کے بعد 10 ارکان کر دیا گیا۔

اپنی زندگی کے پہلے دس سالوں میں لیگ سیکرٹری کونسل کی کارروائی کے لئے ایجنڈہ تیار کیا کرتا تھا۔ اس تیاری میں وقت کی خاص ضرورتوں کو ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ پھر اس ایجنڈے کو لیگ ارکان میں گردش کرایا جاتا تھا۔ ایجنڈے کے کسی موضوع پر کوئی اعتراض ہوتا تو اس خاص شق کو واپس لیا جاتا۔ یا اس میں ترمیم کر دی جاتی، یا اس کی جگہ ممبران کی طرف سے پیش کردہ کوئی بہتر شق رکھ دی جاتی تھی۔ اکثر اوقات سیکرٹری تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے نام بھی کونسل میٹنگ کے ایجنڈے میں تجویز کردہ قرارداد پر درج کر دیتا تھا۔ لیکن ان دونوں کی رضامندی ہمیشہ میٹنگ سے پہلے یا دوران میٹنگ حاصل کر لی جاتی تھی۔ ممبران ایجنڈے میں اندراج کے لئے کوئی بھی تجویز پیش کرنے میں آزاد تھے۔ تاہم 1911ء میں کچھ اصول طے کر کے کونسل کی ساری کارروائی کو باضابطہ بنا دیا گیا۔ اس کے بموجب سیکرٹری کو ہدایت کی گئی کہ وہ کونسل اجلاس کی طلبی کا نوٹس 10 دن پہلے جاری کرے اور ارکان کو ایجنڈا روانہ کر دے۔ اجلاس میں شرکت نہ کر سکنے والے ممبر کو اپنی تحریری آراء بھیجنے کی اجازت تھی جو لیگ کے دفتر میں میٹنگ کے وقت سے کم از کم 24 گھنٹے پہلے وصول ہو جانا ضروری تھی۔ ہنگامی حالات میں لیگ ہیڈ کوارٹرز میں موجود کونسل ارکان کو فیصلے کرنے کی اجازت تھی بشرطیکہ یہ بہت ضروری ہو۔ لیکن ایسا کوئی فیصلہ مسلم لیگ کی پالیسی پر اثر انداز نہ ہو۔ وزیر حسن نے ان ضوابط کا حسب خواہش فائدہ اٹھایا۔ جب وہ سیکرٹری تھے۔[6]

عہدیداران

صدور

1908ء-1913ء	آغا خان	(1877ء-1957ء)	استعفیٰ دے دیا
1914ء-1918ء	محمد علی محمد خان راجہ محمود آباد	(1877ء-1931ء)	استعفیٰ دے دیا
1919ء-1919ء	ابوالقاسم فضل الحق	(1875ء-1962ء)	
1920ء-1930ء	ایم۔اے۔جناح	(1876ء-1948ء)	مدت ختم ہوگئی

1931ء-1932ء	میاں محمد شفیع	(1869ء-1932ء) مسلم لیگ کونسل کے فیصلے کے مطابق مورخہ 15 مارچ 1931ء
1932ء-1932ء	محمد ظفر اللہ خان	وائسرائے کی کونسل میں شامل ہونے پر استعفیٰ دے دیا۔
1932ء-1933ء	میاں عبدالعزیز	مسلم لیگ (عزیز گروپ)
1933ء-1934ء	حافظ ہدایت حسین	مسلم لیگ (ہدایت گروپ)
1934ء-	دونوں لیگیں یکجا ہو گئیں	
1935ء-1947ء	قائداعظم محمد علی جناح	

سیکرٹریز

1906ء-1907ء	نواب محسن الملک	(1837ء-1907ء)
1906ء-1908ء	نواب وقار الملک	(1841ء-1917ء)
1908ء-1909ء	میجر سید حسن بلگرامی	(وفات 1915ء) آپ اپریل 1908ء میں لندن چلے گئے تھے اور حاجی محمد موسیٰ خان (1870-72ء) نے آپ فرائض سرانجام دیئے۔ حاجی موسیٰ خان مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔
1910ء-1912ء	محمد عزیز مرزا	(1864ء-1912ء) وفات پا گئے
1912ء-1919ء	سید وزیر حسن	(1874ء-1947ء) استعفےٰ دے دیا
1919ء-1926ء	سید ظہور احمد	
1927ء-1930ء	ڈاکٹر سیف الدین کچلو	(1884ء-1963ء)
1930ء-1933ء	سید محمد یعقوب	سید محمد یعقوب کا تین سال کی مدت کے لئے باقاعدہ چناؤ ہوا تھا لیکن 1932ء میں میاں عبدالعزیز نے مسلم لیگ پر ناجائز قبضہ کرلیا۔ اُنہوں نے سید محمد یعقوب کو

ہٹا کر ان کی جگہ مرزا محمد سعید کو سیکرٹری مقرر کر دیا۔ بعد ازاں شیخ محمد عبداللہ کو جوائنٹ سیکرٹیری بنا دیا جنہوں نے مرزا محمد سعید کے بعد ستمبر 1933ء سے لے کر مارچ 1934ء تک کام کیا۔ پھر حافظ ہدایت حسین سیکرٹری بنا دیئے گئے۔ اسی سال حافظ ہدایت حسین از خود مسلم لیگ کے ایک دھڑے کے صدر بن گئے جبکہ دوسرے گروپ کے میاں عبدالعزیز صدر رہے۔

1933ء-1933ء پروفیسر مرزا محمد سعید

1935ء-1934ء حافظ ہدایت حسین

1936ء-1936ء محمد یعقوب

1947ء-1936ء لیاقت علی خان (1951ء-1895ء)

شریک سیکرٹریز

1919ء-1908ء حاجی محمد موسیٰ خان

1912ء-1910ء سید وزیر حسن

1919ء-1913ء سید اظہر علی (پیدائش 1874ء)

1926ء-1919ء چودھری خلیق الزمان (1968ء-1889ء)

1926ء-1919ء مسعود الحسن

دفاتر

دسمبر 1906ء میں ڈھاکہ میں قائم ہونے کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ نے علی گڑھ سے کام کرنا شروع کر دیا محمڈن کالج علی گڑھ اس کا ہیڈ کوارٹر قرار پایا جو آغاز 1910ء تک رہا۔ فروری میں ہیڈ کوارٹر لکھنؤ منتقل ہو گیا۔ 1926ء میں مرکزی دفاتر دہلی منتقل ہو گئے۔ 1926ء-1910ء میں لکھنؤ اور 1926ء سے 1947ء دہلی میں مندرجہ ذیل جگہوں پر لیگ کا مرکزی دفتر واقع تھا۔

1- لکھنؤ

2- لال باغ روڈ
3- جنکس روڈ
4- بلند باغ روڈ
5- 24- لاٹوش روڈ
6- 36- سرکلر روڈ
7- 51- کچہری روڈ
8- دہلی
9- بلیماران
10- دریا گنج[7]

حوالہ جات

1- مسلم لیگ ڈاکومنٹس (Muslim League Documents) مرتبہ شریف المجاہد قائداعظمؒ اکیڈمی کراچی 1996ء صفحات 137 تا 153

2- 30 دسمبر 1970ء کو مولانا سید کرامت حسین صاحب کا نام نامی اس فہرست میں شامل ہوا تھا لیکن اس کے بعد ہی 2 جنوری 1908ء کو جناب ممدوح کا تقرر الہ آباد ہائی کورٹ کی ججی پر ہوگیا لہٰذا اب اس نام کو ممبروں میں شامل نہیں سمجھنا چاہیے۔

3- Muslim League Documents, Volume 1, 1900-1908, ed. by, Sharif Al Mujahid. Quaid-i-Academy, Karachi 1990, Pages 239-256

4- آل انڈیا مسلم لیگ مؤلفہ ڈاکٹر محمد سلیم احمد ۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور 1996ء صفحات 135 تا 152

5- حوالہ مذکورہ صفحات 165 تا 175

6- حوالہ مذکورہ صفحات 207 تا 218

7- حوالہ مذکورہ صفحات 256 تا 258

ترتیب وار واقعات

(کرونالوجی:Chronology)

☆ 30دسمبر'1906ء — تاسیس آل انڈیا مسلم لیگ: افتتاحی اجلاس بمقام ڈھاکہ صدر نواب وقار الملک

☆ 29-30دسمبر'1907ء — آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا اجلاس بمقام کراچی صدر سر آدم جی پیر بھائی

☆ 18-19مارچ'1908ء — پہلے اجلاس کا تسلسل' بمقام علی گڑھ صدارت میاں محمد شاہ دین

☆ 30-31دسمبر'1908ء — آل انڈیا مسلم لیگ' دوسرا اجلاس بمقام امرتسر صدارت سر سید علی امام

☆ 29-30جنوری'1910ء — آل انڈیا مسلم لیگ تیسرا سالانہ اجلاس بمقام دہلی صدارت سر غلام محمد علی خاں

☆ 28-30دسمبر'1910ء — آل انڈیا مسلم لیگ چوتھا اجلاس بمقام ناگپور صدارت سید نبی اللہ

☆ 3-4مارچ'1911ء — آل انڈیا مسلم لیگ پانچواں سالانہ اجلاس بمقام کلکتہ صدارت نواب سلیم اللہ آف ڈھاکہ

☆ 22-23مارچ'1913ء — آل انڈیا مسلم لیگ' چھٹا سالانہ اجلاس بمقام لکھنؤ' صدارت میاں محمد شفیع

☆ 10اکتوبر'1913ء — قائداعظم محمد علی جناحؒ کی آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت

☆ 30-31دسمبر'1913ء — آل انڈیا مسلم لیگ' ساتواں سالانہ اجلاس' بمقام آگرہ' صدارت سر ابراہیم رحمت اللہ

☆ 30دسمبر'1915ء تا کیم جنوری'1916ء — آل انڈیا مسلم لیگ' آٹھواں سالانہ اجلاس بمقام بمبئی' صدارت مظہر الحق

☆ 21دسمبر 1916ء — آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس بمقام لکھنؤ' صدارت محمد علی جناح

☆ 30-31دسمبر'1916ء — آل انڈیا مسلم لیگ نواں سالانہ اجلاس بمقام لکھنؤ' صدارت محمد علی جناح

☆ 30دسمبر'1917ء تا کیم جنوری1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ دسواں سالانہ اجلاس بمقام کلکتہ صدارت راجا صاحب محمود آباد

☆ 31اگست'1918ء تا کیم ستمبر 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس بمقام بمبئی' صدارت راجا صاحب محمود آباد

☆ 30دسمبر1918ء　آل انڈیا مسلم لیگ گیارہواں سالانہ اجلاس بمقام دہلی
صدارت مولوی اے کے فضل الحق

☆ 29تا31دسمبر1919ء　آل انڈیا مسلم لیگ بارہواں سالانہ اجلاس بمقام امرتسر
صدارت حکیم محمد اجمل خاں

☆ 7دسمبر1920ء　آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس بمقام کلکتہ
صدارت محمد علی جناح

☆ 30-31دسمبر1920ء　آل انڈیا مسلم لیگ تیرہواں سالانہ اجلاس بمقام ناگپور
صدارت ڈاکٹر مختار احمد انصاری

☆ 30دسمبر1921ء　آل انڈیا مسلم لیگ چودھواں سالانہ اجلاس بمقام احمد آباد
صدارت مولانا حسرت موہانی

☆ 31مارچ تا یکم اپریل1923ء　آل انڈیا مسلم لیگ پندرہواں سالانہ اجلاس بمقام لکھنؤ
صدارت شیخ غلام محمد بھرگری

☆ 24تا25مئی1924ء　آل انڈیا مسلم لیگ ملتوی شدہ اجلاس بمقام لاہور
صدارت قائداعظم محمد علی جناح

☆ 30تا31دسمبر1924ء　آل انڈیا مسلم لیگ سولہواں سالانہ اجلاس بمقام بمبئی صدارت سید رضا علی

☆ 30-31دسمبر1925ء　آل انڈیا مسلم لیگ سترہواں سالانہ اجلاس بمقام علی گڑھ صدارت سر عبدالرحیم

☆ 29تا31دسمبر1926ء　آل انڈیا مسلم لیگ اٹھارہواں سالانہ اجلاس بمقام دہلی
صدارت شیخ سر عبدالقادر

☆ 30دسمبر1927ء　آل انڈیا مسلم لیگ انیسواں سالانہ اجلاس بمقام کلکتہ
صدارت مولوی محمد یعقوب

☆ 31دسمبر1927ء　آل انڈیا مسلم لیگ (لاہور لیگ) بمقام لاہور
صدارت سر میاں محمد شفیع

☆ 26تا30دسمبر1928ء　آل انڈیا مسلم لیگ بیسواں سالانہ اجلاس بمقام کلکتہ
صدارت راجہ صاحب محمود آباد

☆ 30 مارچ 1929ء — آل انڈیا مسلم لیگ ملتوی شدہ بیسواں اجلاس بمقام دہلی
صدارت محمد علی جناح

☆ 26 تا 27 دسمبر 1931ء — آل انڈیا مسلم لیگ بائیسواں سالانہ اجلاس بمقام نئی دہلی
صدارت چودھری محمد ظفر اللہ خاں

☆ 21 اکتوبر 1933ء — آل انڈیا مسلم لیگ تیئیسواں سالانہ اجلاس بمقام ہوڑہ
(عزیز گروپ) صدارت میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء

☆ 25 تا 26 نومبر 1933ء — آل انڈیا مسلم لیگ تیئیسواں سالانہ اجلاس بمقام دہلی
(ہدایت گروپ) صدارت خان بہادر حافظ ہدایت حسین

☆ اپریل 1936ء تا 30 دسمبر 1937ء — آل انڈیا مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ اور انتخابی منشور

☆ 11 تا 12 اپریل 1936ء — آل انڈیا مسلم لیگ کا چوبیسواں سالانہ اجلاس بمقام بمبئی
صدارت سر سید وزیر حسن

☆ جون 1936ء تا جون 1937ء — قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مراسلت

☆ 15 تا 18 اکتوبر 1937ء — آل انڈیا مسلم لیگ پچیسواں سالانہ اجلاس بمقام لکھنو
صدارت قائداعظم محمد علی جناح

☆ 20 مارچ 1938ء — پیر پور کمیٹی رپورٹ

☆ 17 تا 18 اپریل 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ خصوصی اجلاس بمقام کلکتہ
صدارت قائداعظم محمد علی جناح

☆ 26 تا 29 دسمبر 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ چھبیسواں سالانہ اجلاس بمقام پٹنہ
صدارت قائداعظم محمد علی جناح

☆ 22 تا 24 مارچ 1940ء — آل انڈیا مسلم لیگ ستائیسواں سالانہ اجلاس بمقام لاہور
صدارت قائداعظم محمد علی جناح

☆ 12 تا 15 اپریل 1941ء آل انڈیا مسلم لیگ اٹھائیسواں سالانہ اجلاس بمقام مدراس
صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ

☆ 3 تا 6 اپریل 1942ء آل انڈیا مسلم لیگ انتیسواں سالانہ اجلاس بمقام الہ آباد
صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ

☆ 24 تا 26 اپریل 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ تیسواں سالانہ اجلاس بمقام دہلی
صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ

☆ 24 تا 26 دسمبر' 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ اکتیسواں سالانہ اجلاس بمقام کراچی
صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ

آل انڈیا مسلم لیگ: سنٹرل کمیٹی

☆ 7 جون' 1908ء آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل کمیٹی بمقام علیگڑھ
صدر اجلاس کا انتخاب: سید امیر علی

☆ 9 اگست' 1908ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی بمقام علیگڑھ: اہم امور پر غور

☆ 15 نومبر' 1908ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی بمقام علی گڑھ: صوبائی لیگوں کا قیام

☆ 12 ستمبر' 1909ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی بمقام علی گڑھ: اجلاس کا انعقاد

☆ 13 مارچ' 1909ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی بمقام لکھنؤ: اجلاس کا انعقاد

☆ 24 اپریل' 1910ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی بمقام علی گڑھ: اجلاس کا انعقاد

☆ 24 اکتوبر' 1910 آل انڈیا سنٹرل کمیٹی بمقام لکھنؤ: اجلاس کا انعقاد

☆ 20 نومبر' 1910ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: اجلاس کا انعقاد

☆ 23 جولائی' 1911ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: وقف علی الاولاد بل

☆ 18 اگست' 1911ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: اجلاس کا انعقاد

☆ 7 اکتوبر' 1911ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: برقی پیغامات پر غور

☆ 5 نومبر' 1911ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: انعقاد اجلاس

☆ 15 دسمبر' 1911ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: وقف لاء بل

☆ 21 دسمبر 1911ء آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنؤ: انعقاد اجلاس

- ☆ 21 فروری 1912ء — آل انڈیا سنٹرل کمیٹی لکھنو: انعقاد اجلاس
- ☆ 8 دسمبر 1912ء — آل انڈیا مسلم کونسل: قائداعظمؒ کو دعوت
- ☆ 31 دسمبر 1912ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد
- ☆ 19 جنوری 1913ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: صدارت میاں محمد شفیع
- ☆ 9 ستمبر 1913ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: انعقاد اجلاس
- ☆ 19 ستمبر 1913ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: انعقاد اجلاس
- ☆ 29 دسمبر 1913ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: انعقاد اجلاس
- ☆ 30 جولائی 1914ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: انعقاد اجلاس
- ☆ 7 فروری 1915ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: قائداعظمؒ کا مسلم لیگ کونسل میں انتخاب
- ☆ 25 اپریل 1915ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: تجویز انعقاد اجلاس
- ☆ 15 نومبر 1915ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل: قائداعظمؒ کی تجویز
- ☆ 25 اپریل 1915ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: قائداعظمؒ کی تجویز بابت انعقاد اجلاس
- ☆ 10 نومبر 1915ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: قائداعظمؒ کی تجویز بابت انعقاد اجلاس
- ☆ 10 اکتوبر 1916ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: انتخاب صدارت اجلاس قائداعظمؒ
- ☆ 18 فروری 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنو: تعزیتی ریفرنس نواب وقار الملک
- ☆ 6 مئی 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنو: وفد مسلم لیگ برائے برطانیہ
- ☆ 28-29 جولائی 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: مشترک یادداشت
- ☆ 28 اگست 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنو: انعقاد اجلاس
- ☆ 20 ستمبر 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنو: انعقاد اجلاس
- ☆ 26 ستمبر 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنو: علی برادران جوہر وشوکت کی رہائی میں تاخیر
- ☆ یکم اکتوبر 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: کانگرس مسلم لیگ مشترک اجلاس
- ☆ 5 اکتوبر 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: آئندہ اجلاس مسلم لیگ کا انعقاد
- ☆ 15 نومبر 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: انعقاد اجلاس
- ☆ 29 دسمبر 1917ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام کلکتہ: انعقاد اجلاس

☆ 9 جون 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 28 جولائی 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ یکم اگست 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 9 اگست 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 30-29 اگست 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: انعقاد اجلاس
☆ 24 نومبر 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 30-28 دسمبر 1918ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 20 اپریل 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 18 جولائی 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 27 جولائی 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 19 اگست 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: امن معاہدہ ترکی
☆ 31 اکتوبر 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: انعقاد اجلاس
☆ 29 نومبر 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: ترکی امن کانفرنس
☆ 7 دسمبر 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: ترکی معاہدہ امن
☆ 18 جولائی 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: امن کانفرنس
☆ 17 دسمبر 1919ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام کلکتہ: انعقاد اجلاس
☆ 27 اکتوبر 1921ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: انعقاد اجلاس
☆ 28-26 دسمبر 1921ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: انعقاد اجلاس
☆ 16-15 مارچ 1923ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: قائداعظمؒ کی صدارت
☆ 16-15 مارچ 1924ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کی صدارت
☆ 23 مئی 1924ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: قائداعظمؒ کی صدارت
☆ 13 مارچ 1927ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کی صدارت
☆ 20 نومبر 1927ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کی صدارت
☆ 26 فروری 1928ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کی صدارت

☆ 12 نومبر' 1928ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: نہرو رپورٹ پر غور

☆ 3 مارچ' 1929ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: نہرو رپورٹ پر غور

☆ 28 مارچ' 1929ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کے چودہ نکات: قرارداد

☆ 9 فروری' 1930ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: نہرو رپورٹ مسترد
+ کمیونل ایوارڈ و دیگر قراردادیں

☆ 28 فروری 1930ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: شفیع لیگ اور جناح لیگ میں ادغام

☆ 14 مارچ' 1930ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 15 مارچ' 1930ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کی خدمات کا اعتراف
بیگم شاہنواز پہلی مسلمان خاتون رکن مسلم لیگ کونسل

☆ 15 مارچ 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: آئندہ اجلاس مسلم لیگ کے لیے
علامہ اقبالؒ کا انتخاب: قائداعظمؒ کی خدمات کا اعتراف

☆ 15 مارچ' 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ قراردادیں: بلوچستان کے لیے اصلاحات
قائداعظمؒ کی خدمات کا اعتراف' بنیادی حقوق' جداگانہ انتخاب' صوبہ سرحد'
سندھ کی بمبئی سے علیحدگی' مسلم ڈیلی گیٹس گول میز کانفرنس

☆ 31 مارچ' 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 31 مارچ 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 15 نومبر' 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 22 نومبر' 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 6 دسمبر' 1931ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: اعتراف خدمات آغا خان' قائداعظمؒ
سر محمد شفیع و دیگر نمائندگان کانفرنس

☆ 24 جنوری 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: تعزیتی ریفرنس سر میاں محمد شفیع

☆ 31 جنوری' 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 29 مئی' 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: فسادات بمبئی' کمیونل ایوارڈ

☆ یکم ستمبر' 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام شملہ: کمیونل ایوارڈ و دیگر قراردادیں

☆ 23 اکتوبر 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام شملہ: انعقاد اجلاس

☆ 27 نومبر 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام شملہ: انعقاد اجلاس

☆ 24 دسمبر 1932ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: گول میز کانفرنس کے مسائل پر غور وخوض

☆ 5 مارچ 1933ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: تجویز ادغام مسلم لیگ و مسلم کانفرنس

☆ 6 مارچ 1933ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 12 مارچ 1933ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قرارداد قائد اعظمؒ سے درخواست وطن واپس تشریف لے آئیں

☆ 28 مئی 1933ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: تعزیتی ریفرنس نواب ذو الفقار علی خان اور 5 دیگر قراردادیں

☆ 16 جولائی 1933ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 24 نومبر 1933ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 4 مارچ 1934ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: عزیز گروپ و ہدایت گروپ کا ادغام

☆ یکم-2 اپریل 1934ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائد اعظمؒ کا پرجوش استقبال مسلم لیگ میں نئی روح، کمیونل ایوارڈ، فلسطین، مسلم لیگ کا آئین اور صوبائی شاخیں مسلم لیگ

☆ 31 اپریل 1934ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 30 جون 1934ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: فلسطینی عربوں سے ہمدردی

☆ 12-13 اگست 1934ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام شملہ: قراردادیں فلسطین، ریلوے

☆ 26-27 جنوری 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: کمیونل ایوارڈ کا مطالبہ

☆ 16 فروری 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: صدارت قائد اعظمؒ بلوچستان میں اصلاحات

☆ 29 فروری 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 21 اپریل 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: (صدارت نواب چھتاری): انعقاد اجلاس

☆ 22 جون 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: (صدارت قائد اعظمؒ): انعقاد اجلاس

☆ 21 جولائی 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: (صدارت قائد اعظمؒ): انعقاد اجلاس

☆ 30 دسمبر 1935ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: (صدارت قائد اعظمؒ): قائد اعظمؒ سے صدر رہنے کی درخواست

☆ 29 فروری 1936ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: (صدارت قائد اعظمؒ): انعقاد اجلاس

☆ 18 اپریل 1936ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: انعقاد اجلاس

☆ 26 اپریل 1936ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: صدارت قائد اعظمؒ: انعقاد اجلاس

☆ 9 جون 1936ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: منظوری آئندہ انتخابات

☆ 31 دسمبر 1936ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: انعقاد اجلاس

☆ 21 مارچ 1937ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: صدارت قائد اعظمؒ: مستقل صدر رہنے کی تجویز

☆ 19 اکتوبر 1937ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لکھنؤ: 435 تعداد ممبران: انعقاد اجلاس

☆ 30-31 جنوری 1938ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل صدارت قائد اعظمؒ: بمقام دہلی: مسجد شہید گنج (قرارداد)

☆ 20 مارچ 1938ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قیام سپیشل کمیٹیاں

☆ 3 اپریل 1938ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انکوائری آسلسول مسجد

☆ 17 اپریل 1938ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: مسئلہ دہلی صوبائی لیگ

☆ 4 دسمبر 1938ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: تعزیتی ریفرنس کمال اتاترک تعزیتی ریفرنس علامہ اقبالؒ: خراج تحسین: واردھا سکیم

☆ 8 اپریل 1939ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل صدارت قائد اعظمؒ: مختلف سکیمیں

☆ 27-28 اگست 1939ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: مسلم لیگ اور جنگ عظیم: دیگر قراردادیں

☆ اکتوبر 1939ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائد اعظمؒ کا کونسل سے خطاب: واحد تمنا

☆ 8 جنوری 1940ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 25 فروری 1940ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انتخاب قائد اعظمؒ بحیثیت صدر قراردادیں: آئینی مسئلہ: وائسرائے کی تقریر کی ملامت: صوبہ سرحد اور وزیرستان

☆ 21 مارچ 1940ء آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لاہور: قرارداد لاہور: متن

☆ 29 ستمبر 1940ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: تقریر قائداعظمؒ مسلمانوں کی پوزیشن پاکستان سکیم: تقاریر شرکائے اجلاس
☆ 22 فروری 1941ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کی جمہوریت پسندی
☆ 23 فروری 1941ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: انتخاب صدر (قائداعظمؒ)
☆ 11 اپریل 1941ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام مدراس: کمیٹی کا قیام
☆ 26-27 اکتوبر 1941ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: ورکنگ کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق
☆ 22 فروری 1942ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: سر سلطان احمد و بیگم شاہنواز کی کونسل نمائندگی مسترد
☆ 3 اپریل 1942ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام الہ آباد: قرارداد کی توثیق
☆ 9 نومبر 1942ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کا خطاب: قراردادیں
☆ 7 مارچ 1943ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: خطاب قائداعظمؒ
☆ 23 اپریل 1943ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: مسلم رابطہ کمیٹی کا قیام
☆ 15 اگست 1943ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ پر قاتلانہ حملے سے بچاؤ پر مبارکباد (قرارداد)
☆ 15 نومبر 1943ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: خطاب قائداعظم: قراردادیں فلسطین مسلم لیگ جمہوری ادارہ ہندو ویت' خوراک کی صورت حال' کشمیر کی صورت حال
☆ 24 دسمبر 1943ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام کراچی' انتخاب اراکین مسلم لیگ کونسل' بنگلور صوبائی مسلم لیگ (قرارداد)
☆ 30 جولائی 1944ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام لاہور' تقریر قائداعظمؒ: ذبیحہ' یوم حج سردار شوکت حیات اور ملک خضر حیات کی برخاستگی
☆ 10 اپریل 1946ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: تقریر قائداعظمؒ قرارداد فلسطین اور دیگر موضوعات
☆ 5 جون 1947ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قائداعظمؒ کا خطاب کابینہ مشن' مجلس عاملہ اور مطالبہ پاکستان و دیگر موضوعات

☆ 6 جون 1946ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: قائداعظمؒ کا خطاب کابینہ مشن

☆ 27 جولائی 1946ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: قائداعظمؒ کا خطاب کابینہ مشن پر تنقید کانگرس کا رویہ پاکستان واحد حل ودیگر موضوعات

☆ 29 جولائی 1946ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام بمبئی: قائداعظمؒ کا خطاب: راست اقدام' کابینہ مشن کی عہد شکنی

☆ 9-10 جون 1946ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام دہلی: قرارداد: 3 جون پلان

☆ 14/15 دسمبر 1947ء — آل انڈیا مسلم لیگ کونسل بمقام کراچی' قائداعظمؒ کا خطاب: پاکستان اسلامی ریاست' ہند مسلم لیگ' اور پاکستان مسلم لیگ کا قیام' شر وطافر قہ واریت' غیر مسلم اقلیتیں

آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی

☆ 17 مارچ 1932ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 6 دسمبر 1932ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: انعقاد اجلاس

☆ 4-5 جون 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ اجلاس بمقام بمبئی: مسلم لیگ: مسلمانوں کی واحد ترجمان

☆ 30-31 جولائی 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ فرقہ واریت

☆ 8-10 اکتوبر 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام کراچی: صدارت قائداعظمؒ: ہندو مسلم مسئلہ

☆ 5 دسمبر 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: فیڈرل سکیم' کمیٹی کا قیام

☆ 27 دسمبر 1938ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام پٹنہ: صدارت قائداعظمؒ: قراردادیں' گائے کا ذبیحہ

☆ 25 مارچ 1939ء — آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام میرٹھ: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: قراردادیں

☆ 26 مارچ، 1939ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام میرٹھ: صدارت قائداعظمؒ: ڈرافٹ سکیمیں، ودیا مندر سکیم، ہندو غلبہ، فیڈرل سکیم

☆ 3/2 جولائی، 1939ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: خطاب قائداعظمؒ

☆ 18 ستمبر، 1939ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: قراردادیں عالمی جنگ عظیم، فیڈرل سکیم

☆ 22 اکتوبر، 1939ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: قرارداد، وائسرائے کا بیان

☆ 3 تا 6 فروری، 1940ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: قرارداد نمبر 14: مستقبل کا آئین، جناح وائسرائے مکاتیب، دیگر قراردادیں، سید عبدالعزیز کا استعفیٰ، یوپی مسلم لیگ

☆ 22 مارچ، 1940ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام لاہور: منزل کا تعین: پاکستان

☆ 15-16 جون، 1940ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام بمبئی، جنگی کوششیں، دشمن کا حملہ، جنگی کمیٹیاں، مسلم وزراء کی کانفرنس، والنٹیئرز آرگنائزیشن

☆ 20 جون، 1940ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی، سیاسی تعطل

☆ 31 اگست تا 2 ستمبر، 1940ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام بمبئی: مستقبل کا آئین و دیگر قراردادیں

☆ 28 ستمبر، 1940ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: گورنر جنرل کونسل

☆ 22 فروری، 1941ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اجلاس بمقام دہلی: پاکستان پلان کی توثیق

☆ 12 اپریل، 1941ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام مدراس: قرارداد نمبر 1: پارلیمانی کمیٹی کی تشکیل

☆ 24 اگست، 1941ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام بمبئی: صدارت قائداعظمؒ: تادیبی کارروائی مسلم ارکان نیشنل ڈیفنس کونسل

☆ 25 اگست، 1941ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام بمبئی: قرارداد تادیبی کارروائی

☆ 26 اگست، 1941ء　آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام بمبئی: وائسرائے کی مساعی

☆ 26 اکتوبر 1941ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: تشکیل کمیٹی برائے تادیبی کارروائی

☆ 16 نومبر 1941ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: قراردادیں: ایگزیکٹو کونسل کی توسیع، علامہ مشرقی کی رہائی

☆ 26 دسمبر 1941ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام ناگپور: صدارت وخطاب قائداعظمؒ: سیاسی صورت حال، برطانوی پریس کا منفی رویہ، مولوی فضل الحق اور نواب صدیق صدیق علی خاں کے خلاف کارروائی

☆ 21 فروری 1942ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: قرارداد ہند کو جنگ کا خطرہ، مشرق بعید کے مسلمانوں کے مسائل، پریس کانفرنس کا مطالبہ

☆ 27 مارچ 1942ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: قرارداد کی منظوری

☆ 12 اپریل 1942ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: کرپس تجاویز نامنظور

☆ 16-20 اگست 1942ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام بمبئی: قرارداد کرپس تجاویز پر بحث

☆ 8 نومبر 1942ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: سندھ کے معاملات اجتماعی جرمانے

☆ 23 اپریل 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: کمیٹی کی تشکیل

☆ 25 اپریل 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت وخطاب قائداعظمؒ

☆ 13 تا 15 نومبر 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت وخطاب قائداعظمؒ پر ناکام حملے پر رب ذوالجلال کا شکر اور قائد کو مبارکباد، کشمیر کی صورت حال، آئینی کمیٹی کا قیام اور دیگر قراردادیں

☆ 23 تا 27 دسمبر 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام کراچی، صدارت قائداعظمؒ: قراردادوں پر بحث، مسلم لیگ کونسل کے انتخابات پر اعتراض، سندھ صوبائی مسلم لیگ کمیٹی کا قیام، بورڈ کی نامزدگی

☆ 29 جولائی 1944ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام لاہور: صدارت وخطاب قائداعظمؒ

☆ 6 تا 14 جولائی 1945ء آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام شملہ: صدارت وخطاب قائداعظمؒ ایگزیکٹو کونسل

☆ 15 جولائی' 1945ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام شملہ: مسلم لیگ کی مقبولیت' مسلم ہند کی ترجمان
☆ 30-31 مارچ' 4 تا 6 اپریل 1946ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: قراردادوں کی منظوری
☆ 4 جون' 1946ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت وخطاب قائداعظمؒ، کابینہ تجاویز پر غور
☆ 9 جون' 1946ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: صدارت قائداعظمؒ: قراردادوں کی منظوری
☆ 7 تا 14 اکتوبر' 1946ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام دہلی: قائداعظمؒ کا مکتوب بنام وائسرائے ہند
☆ 29 جنوری' 1947ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام کراچی: قائداعظمؒ: مختلف امور پر غور
☆ 31 جنوری تا 2 فروری 1947ء	آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی بمقام کراچی: کابینہ وفد پلان مسترد کانگریسی وزارتوں کی نااہلی/قرارداد آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبران کی فہرست

آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی

☆ 2 تا 3 فروری 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: مسلم لیگ نیشنل گارڈز کی تنظیم نو
☆ 25 مارچ' 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: انعقاد اجلاس
☆ یکم مئی' 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام لاہور: انعقاد اجلاس
☆ 3 مئی' 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام لاہور: پنجاب مسلم لیگ کی شاخیں قائم کرنے پر غور
☆ 13-14 مئی' 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: تشہیر آل انڈیا مسلم لیگ
☆ 27 مئی' 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام لاہور: ملک خضر حیات ٹوانہ کی رکنیت ختم
☆ 27 تا 28 جون' 1944ء	آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام ایبٹ آباد: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: صوبہ سرحد کے معاملات پر غور

☆ یکم-2 اگست 1944ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام لاہور: مسلم خواتین کی نامزدگی

☆ 8 دسمبر 1944ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام لاہور: پرائمری اور ضلعی سطح پر لیگوں کی کارکردگی کی بہتری کے لیے مساعی

☆ 10 جنوری 1945ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان' صوبائی لیگوں کی رپورٹ پر بحث

☆ 16 فروری 1945ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: سندھ معاملات کی رپورٹ پر بحث

☆ 13 جولائی 1945ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام شملہ: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان انعقاد اجلاس

☆ 15 اکتوبر 1945ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام کراچی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: انعقاد اجلاس

☆ 2 جنوری 1946ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام میرٹھ' سندھ مسلم لیگ کے صدر جی ایم سید کو مسلم لیگ سے فارغ کر دیا گیا۔

☆ 11 تا 18 اپریل 1946ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: مختلف امور پر غور

☆ 7 جون 1946ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: مسلم لیگ کے تنظیمی امور پر غور و خوض

☆ 27 اگست 1946ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدر مسلم لیگ قائد اعظمؒ نے نئی ایکشن کمیٹی کے ناموں کا اعلان فرمایا

☆ 11 ستمبر 1946ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام لاہور: راست اقدام کے ضمن میں ضروری ہدایات

☆ 2 جنوری 1947ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: کمیٹی کے انعقاد کا اعلان

☆ 16 مارچ 1947ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان اہم امور پر غور

☆ 20 تا 21 مارچ 1947ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان تنظیمی معاملات پر غور

☆ 30 مارچ 1947ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: صوبہ سرحد کے معاملات پر بحث

☆ 28 اپریل 1947ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: صدارت نواب محمد اسمٰعیل خان: انعقاد اجلاس

☆ 11-12 جون 1947ء آل انڈیا مسلم لیگ ایکشن کمیٹی بمقام دہلی: دیگر کمیٹیوں کے معاملات پر غور وخوض

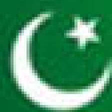
دیگر کمیٹیاں

☆ 17 اکتوبر 1937ء آل انڈیا مسلم لیگ آرگنائزنگ کمیٹی بمقام لکھنؤ: مسلم لیگ کو تحصیل، ضلع اور صوبہ کی سطح تک پھیلانے کے طریقوں پر غور وخوض

☆ 16 اکتوبر 1943ء آل انڈیا مسلم لیگ سول ڈیفنس کمیٹی: سول ڈیفنس کمیٹی کے صدر نواب محمد اسمٰعیل خان بمعہ نوابزادہ لیاقت علی خان اور ڈاکٹر علی ضلع فیروزپور میں خوراک کی صورت حال پر غور کرنے کے لیے تشریف لائے۔



اشاریہ



مسلم لیگ
ایک "مقدس امانت"

"اب یہ آپ کے ہاتھ میں ایک "مقدس امانت" ہے یعنی مسلم لیگ۔ کیا ہم اپنے ملک اور قوم کی فلاح و بہبود کی حقیقی نگران اس "مقدس امانت" کی حفاظت کریں گے یا نہیں؟ کیا گھاس پھوس کی طرح خودرو جماعتیں جن کی قیادت مشکوک ماضی کے رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے قائم کر دی جائیں تاکہ وہ سب کچھ تباہ ہو جائے جو ہم نے حاصل کیا یا جو کچھ ہم نے پایا اس پر قبضہ کر لیا جائے۔ اگر آپ پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں' اگر آپ پاکستان کو بنانا چاہتے ہیں' اگر آپ پاکستان کی تعمیر نو چاہتے ہیں تب میں یہ کہوں گا کہ دیانتداری کا جو راستہ ہر مسلمان کے سامنے کھلا ہے وہ یہ ہے کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو جائے اور اپنی بہترین صلاحیت کے مطابق پاکستان کی خدمت کرے۔ اس وقت جو برساتی موسم کی پارٹیاں قائم کی جا رہی ہیں وہ ان کے ماضی کی وجہ سے شک و شبہ کی نظر سے دیکھی جائیں گی۔ اس لئے نہیں کہ ہمارے دل میں کوئی کینہ' عداوت یا انتقام کا جذبہ کارفرما ہے۔ دیانتداری کے ساتھ تبدیلی کا خیر مقدم ہوتا ہے لیکن اس وقت کے ہنگامی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان مسلم لیگ کے پرچم تلے آ جائے جو صحیح معنوں میں پاکستان کی محافظ ہے۔ پہلے اس کی تعمیر کیجئے اور اسے ایک عظیم مملکت بنا دیجئے۔"

قائداعظم محمد علی جناحؒ

(21 مارچ 1948ء بمقام ڈھاکہ)



نظریۂ پاکستان ٹرسٹ